ہماری ویب ڈیجیٹل بک

حافظ کریم اللہ چشتی

HAFIZ KAREEM ULLAH CHISHTI

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

HAMARI WEB .com

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Hafiz Kareem Ullah Chishti"
at Hamariweb.com

توبہ کا دروازہ موت سے قبل ہر وقت کھلا ہے

اے انسان غافل نہ ہو اپنی موت اور قبر کو یاد کر

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ (اے محبوب ﷺ) فرمادیجیے اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جانا بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا بیشک وہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ (پارہ 24 رکوع 3)

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے توبہ کرنے کی فضیلت کو بیان فرمایا اور یہ فرمایا جو مجھ سے معافی مانگے میں اسکے گناہ معاف فرمادیتا ہوں اور تم جو کچھ کرتے ہو میں دیکھ رہا ہوں۔

ہمارے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اس دنیا پر تشریف آوری سے پہلے بنی اسرائیل کے لوگوں کے لئے بڑے سخت احکامات ہوتے تھے ان کا اگر کپڑا پلید ہو جاتا تو اس پلید جگہ کو کاٹنا پڑتا تھا۔ اگر جسم کا کوئی عضو پلید ہو جاتا تو اس عضو کو آگ سے داغا جاتا مال کا چوتھائی حصہ زکوۃ ادا کی جاتی۔ اگر کوئی آدمی گناہ کرتا تو انکے ماتھے پر لکھ دیا جاتا اور اس کے گھر کی چوکھٹ

پر لکھ دیا جاتا کہ اس شخص نے فلاں گناہ کیا ہے جس سے اس گناہ گار کی ذلت ورسوائی ہوتی تھی اور گناہ کی پاداش میں بطور سزا حلال اشیاء ان پر حرام کردی جاتی تھیں ۔اس بات کا قرآن پاک گواہ ہے کہ جب انہوں نے گائے کے بچھڑے کی پرستش کی تو انکی توبہ کے لئے حکم ہوا۔

ترجمہ۔اے قوم ! بے شک تم نے بچھڑے کو (خدا بنا کر اپنی جانو پر ظلم کیا پس تمہیں چاہیے کہ توبہ کرو اپنے خالق کے حضور تو قتل کردو اپنی جانوں کو۔

انکو یہ سزا اپنے کئے ہوئے کی ملی کہ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو قتل کیا اور بارگاہ رب العزت سے معافی مانگی۔

قربان جاؤں اپنے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر جنکی جلوہ گری سے ہم گناہ گاروں پر اللہ تعالیٰ نے آسانیاں پیدا فرمادیں پانی کو ہمارے لئے پاک کرنیوالا بنادیا ہمیں کپڑا یا جسم پاک کرنے کے لئے اس کو کاٹنا نہیں پڑتا بلکہ اس پر پانی بہالیں تو وہ پاک ہوجاتا ہے۔ بنی اسرائیل صرف اپنی عبادت گاہوں میں ہی عبادت کر سکتے تھے ہماری لئے پوری زمیں کو مسجد بنادیا گیا۔تاکہ نبی آخرالزماں کا امتی جہاں چاہے اپنا فریضہ نماز ادا کرلے مال دار پر چوتھائی حصہ نہیں بلکہ چالیسواں حصہ زکوۃ واجب قرار پائی پہلی امتیں تو ایک گناہ کی وجہ سے ذلیل

ور سوا کر دی جاتیں لیکن ہم تمام امتوں کے گناہ ایک دن میں کرتے ہیں نہ ہی ہمارے ماتھے پر لکھا جاتا ہے نہ ہی ہمارے گھر کی چوکھٹ پر نہ ہی ہماری شکلیں بدلی جاتی ہیں گناہ کے سبب حلال چیزیں حرام نہیں کی جاتی ہیں۔ یہ جتنا بھی کرم ہم پر ہوا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ہوا ہے۔ پہلی امتیں گناہ کا ارتکاب کرتی تھیں تو انکی شکلیں مسخ ہو جایا کرتی تھیں۔ بنی اسرائیل نے ہفتہ کا دن جو مقدس دن تھا اسکی بے حرمتی کی تو اللہ پاک نے فرمایا۔

ترجمہ: تو ہم نے انہیں حکم دیا کہ پھٹکارے ہوئے بندر بن جاؤ "۔

کسی قوم پر بجلیاں گریں کسی قوم پر پتھروں کی بارشیں ہوئیں تیز آندھیاں چلیں جنکی وجہ سے وہ اجڑے ہوئے کھیتوں کی طرح نیست و نابود ہو گئے کسی قوم کو پانی کے عذاب نے آ گھیرا جس سے وہ غرق ہوئے۔ مگر اب نبی کریم ﷺ سے لیکر قیامت تک کوئی ایسا عذاب نہیں آئے گا اس لئے نہیں آئے گا کہ اللہ رب العزت نے وعدہ قرآن پاک میں فرما دیا ہے۔

ترجمہ! " اللہ پاک ان پر عذاب نہیں کریگا اور جب تک تم (اے محبوب ﷺ) ان میں " تشریف فرما ہو

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں سے در گزر فرماتا ہے (اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ (پارہ 25 رکوع 4

حضور ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہم گناہ گاروں کے لئے باب کرم کھول دیا ہے ہمیں پہلی قوموں کی طرح ذلیل ورسوانہیں کیاگیاہماری بخشش کوآسان بنادیا۔ہم اللہ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کرلیں تووہ ہمارے گناہوں کومعاف فرمادیتاہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں ہرگناہ سے توبہ کرنا واجب ہے اگرگناہ کا تعلق بندے اوراللہ تعالیٰ کے درمیان ہواور کسی انسان کاحق اس سے متعلق نہ ہوتواسکے لئے تین شرائط ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے وہ اس گناہ سے لاتعلق ہوجائے،دوسری شرط یہ ہے کہ وہ اسکے ارتکاب پرنادم ہو،تیسری شرط یہ ہے وہ اس بات کاپختہ ارادہ کرے کہ دوبارہ کبھی اس گناہ کاارتکاب نہیں کرے گااگران تین باتوں سے کوئی ایک بھی شرط موجودنہ ہوئی توتوبہ درست نہیں ہوگی اگرگناہ کا تعلق کسی آدمی کے ساتھ ہوتواسکی شرائط چارہوں گی ان مذکورہ بالا) تین شرائط (کے ہمراہ چوتھی شرط یہ ہے)کہ آدمی اس حقدارکے حق سے) بری الذمہ ہویعنی اگرمال وغیرہ تھاتواسے وہ واپس کردے اوراگرحدقذف وغیرہ کامعاملہ ہوتواپنے آپکواسکے حوالے کرے یااس سے معافی مانگے اوراگرغیبت ہوتواسے بھی معاف کرائے۔تمام گناہوں سے توبہ کرناواجب ہے اگرکوئی شخص بعض گناہوں سے توبہ کرلیتاہے تواہل حق کے نزدیک ان

مخصوص گناہوں سے اسکی توبہ درست ہوگی اور باقی (گناہوں سے توبہ کرنا) اسکے ذمے باقی رہ جائے گا۔

حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ سے منقول ہے کہ توبہ کے لئے چھ شرائط ہیں۔

گزرے ہوئے زمانے میں جتنے گناہ ہو چکے ہیں ان پر نادم ہونا، اور لوٹانے کے ساتھ ساتھ فرائض کے نقصان کو پورا کرنا، مظلوموں سے معافی مانگنا، اور نفس کو اطاعت میں اسطرح پگھلانا کہ جس طرح کہ اس نے گناہوں میں اپنے آپکو پروان چڑھایا اور نفس کو اطاعت کا کڑوا مزہ چکھانا جسطرح کہ اس بے گناہوں کی حلاوت کو چکھا اور جہاں جہاں نفس نے ہنسی کی اسکے بدلے ہر جگہ پر رونا اور آہ وزاری کرنا یہ توبہ کی چھ شرائط

ہیں۔ سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمانے کا ارادہ کیا تو ایک تحریر لکھی جو رب تعالیٰ کے پاس عرش کے اوپر ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے .

سیّدنا حضرت ابوالعباس عبداللہ ابن عباس بن عبدالمطلبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور گناہ تحریر فرمادیئے ہیں

اور پھر انکو واضح کر دیا ہے۔ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنے ہاں ایک پوری نیکی نوٹ کر لیتا ہے۔ پھر ارادہ کے ساتھ اگر عمل

کرے تو اسے اپنے پاس سے دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی نیکیاں زیادہ لکھ لیتا ہے اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر گناہ نہ کرے تو اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے پھر اگر گناہ کا ارادہ کرے اور پھر گناہ کر بھی لے تو اسے اللہ تعالیٰ ایک گناہ لکھ لیتا ہے۔ (بخاری، مشکوۃ 207

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی ﷺ کا فرمان سنا کہ بے شک ہر بیماری کا علاج ہے اور گناہوں کا علاج بخشش طلب کرنا ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن میں دو مرتبہ بخشش طلب نہیں کرتا تحقیق اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

حضرت ابو حمزہ انس بن مالک انصاریؓ جو نبی کریم ﷺ کے خادم ہیں بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنے اونٹ کو پالے جبکہ وہ اسے ایک جنگل میں گم کر چکا ہو۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جب وہ بندہ اسکی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری پر کسی جنگل میں موجود ہو اور پھر وہ سواری اسے چھوڑ کر چلی جائے اس سواری پر اسکے کھانے اور پینے کا سامان ہو اور وہ شخص اس سواری سے مایوس

ہو کر درخت کے پاس آئے اور اسکے سائے میں لیٹ جائے جبکہ وہ اس سواری سے مایوس ہو چکا ہو۔ ابھی وہ اس حالت میں ہو کہ وہ سواری اسکے پاس کھڑی ہو تو وہ اسکی لگام پکڑ کر کہے خوشی کی شدت کی وجہ سے یہ کہے اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں، یعنی خوشی کی شدت کی وجہ سے غلط (الفاظ) بول دے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے مانگتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تیری بخشش، کرتا رہوں گا خواہ تیرے اعمال کیسے ہوں میں پرواہ نہیں کرتا۔ اے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر بھی تو مجھ سے بخشش مانگے تو میں بخش دونگا مجھے پرواہ نہیں اے ابن آدم! اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تیرے گناہوں سے ساری زمین بھری پڑی ہو اور تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تیرے تمام کے تمام گناہ معاف کرکے تیری بخشش کر دونگا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کو چار کرامتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ جو کہ صرف اسی امت کو عطا ہوئیں فرماتے ہیں کہ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میری توبہ مکہ شریف میں قبول فرمائی جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے لوگ ہر جگہ توبہ کر سکتے ہیں اور اللہ پاک انکی توبہ قبول

فرماتا ہے اور دوسری کرامت یہ ہے کہ میں نے لباس زیب تن کیا ہوا تھا جب شجر ممنوعہ کے پاس گیا تو مجھے بغیر لباس کے کر دیا گیا اور حضرت محمد ﷺ کی امت ننگے ہو کر گناہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو لباس عطا فرما دیتا ہے اور تیسری کرامت یہ ہے جب مجھ سے غلطی سرزد ہوئی تو میرے اور میری بیوی کے درمیان جدائی کر دی گئی لیکن امت محمد یہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے مگر انکے اور انکے اہل کے درمیان جدائی نہیں کی جاتی ۔اور چوتھی کرامت یہ ہے کہ حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ یہ لے جنت میں غلطی کی تو مجھے وہاں سے نکال دیا گیا جبکہ امت محمد یہ ﷺ کے لوگ جنت سے باہر گناہ کرتے ہیں لیکن جب وہ توبہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ انکو جنت میں داخل فرما دیگا۔

حضرت امام زندوستی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو محمد عبداللہ بن فضلؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ حکماء نے فرمایا کہ جس کو چار چیزیں مل جائیں وہ دوسری چار چیزوں کا مستحق بن جاتا ہے پہلی یہ کہ جس آدمی کو دعا کرنے کی توفیق مل جائے وہ دعا کے قبول ہونے سے محروم نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا۔ "مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا"۔

اور دوسری یہ کہ جسکو بخشش طلب کرنے کی توفیق مل جائے وہ مغفرت سے محروم نہیں رہتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے "وہ بڑا معاف فرمانے

والاہے"اور تیسری یہ کہ جس کو شکر کرنے کی توفیق مل جائے وہ نعمت کی زیادتی سے محروم نہیں رہتا جیساکہ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا"اگر احسان مانوگے تومیں تمہیں اوردونگا"اورچوتھی یہ کہ جس کوتوبہ کرنے کی توفیق مل جائے وہ اس لئے توبہ کے قبول ہونے سے محروم نہیں رہتا جیساکہ رب ذالجلال نے فرمایا"اوروہی ہے جواپنے بندوں "کی توبہ قبول فرماتاہے اورگناہوں سے درگزرفرماتاہے

حضرت عامرالروحہؓ سے روایت ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورنبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضرتھے اچانک ایک شخص آیاجس پرایک کمبل تھااوراسکے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس پر کمبل لپیٹاہواتھااس نے آکر عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ایک جھاڑی کے پاس سے گزراتومیں نے اس جھاڑی میں چڑیاکے بچوں کے رونے کی آواز سنی میں نے ان بچوں کو پکڑلیااوراپنے کمبل میں چھپالیااتنے میں ان بچوں کی ماں آگئی وہ میرے سرپر چکرکاٹنے لگی میں نے اسکے سامنے وہ بچے کھول دیے۔انکی والدہ ان بچوں پر گرپڑی تومیں نے ان سب کواپنے کمبل میں لپیٹ لیاوہ سب میرے پاس ہیں آپ ﷺ نے فرمایاتم انہیں زمین پر رکھ دومیں نے انہیں رکھ دیاتوانکی ماں ان بچوں سے چمٹی رہی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکیاتم ان چوزوں کی ماں کی اپنے بچوں سے اس قدرمحبت پر تعجب کرتے ہو؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ محمد ﷺ کو) مبعوث فرمایااللہ تعالیٰ اپنے بندوں پراس سے زیادہ مہربان ہے جتنی) بچوں کی ماں چوزوں پر مہربان ہے"۔اسکے بعدآقاعلیہ الصّلوٰۃ

والسّلام نے اس صحابی سے فرمایا کہ جاؤ جس مقام سے لاؤ ہو وہیں پر انکو چھوڑ کر آؤ۔
(ابوداؤ د، مشکوٰۃ)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ کبھی چلے گا کبھی گرے گا اور کبھی اسے آگ جھلسائے گی پھر وہ آدمی جب اس (آگ) سے آگے نکل جائے گا تو اس کی طرف دیکھے گا اور کہے گا مبارک ہے وہ (ذات) جس نے مجھے تجھ سے نجات دی۔ اللہ رب العزت نے مجھے وہ کچھ عطا کیا ہے وہ مجھ سے اگلے پچھلوں کو عطا نہ کیا ہوگا پھر اسکے سامنے ایک درخت پیش کیا جائے گا وہ کہے گا اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کردے تاکہ میں اسکا سایہ لوں اور اسکا پانی پیوں تو اللہ رب العزت فرمائے گا اے ابن آدم ممکن ہے کہ اگر میں تجھے اس کے قریب کردوں تو تُو مجھ سے اسکے علاوہ اور بھی طلب کرے گا۔ وہ عرض کرے گا اے اللہ نہیں اور اللہ پاک سے وعدہ کرے گا کہ وہ اسکے علاوہ کچھ نہ مانگے گا اسکا رب تعالیٰ اسے معذور جانے گا کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا جس پر صبر نہیں کیا جاسکتا تو اللہ پاک اسے اس درخت کے پاس کردیگا وہ اسکا سایہ لے گا اور اسکا پانی پیئے گا۔ پھر دوسرا درخت اسکے سامنے ظاہر کیا جائے گا جو پہلے سے بہتر ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کردے تاکہ میں اسکا پانی پی لوں اور اسکا سایہ لے لوں۔ اور کہے گا یا اللہ میں اس کے سوا اور کچھ نہ مانگوں گا تو رب تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہ

کیا تھا کہ تو اسکے علاوہ اور مجھ سے طلب نہ کریگا پھر اللہ پاک فرمائے گا ممکن ہے اگر میں تجھے اسکے قریب کردں تو تو مجھ سے اسکے علاوہ اور طلب کرے گا وہ پھر اللہ پاک سے وعدہ کریگا کہ اسکے سوا اور نہ مانگے گا اور اسکا رب اسے معذور جانے گا کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھے گا جس پر صبر نہیں کیا جاسکتا ہے اب اسے اس درخت کے قریب کردے گا وہ اسکا سایہ لے گا اسکا پانی پیئے گا پھر اسکے سامنے جنت کے دروازے کے پاس سے ایک درخت ظاہر ہوگا جو پہلے دونوں سے اچھا ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے پروردگار ! اب مجھے اس درخت کے قریب کردے تاکہ میں اس درخت کا سایہ لوں اور اسکا پانی پیوں اور وہ آدمی کہے گا اسکے سوا میرا اللہ میں کچھ نہیں مانگوں گا اللہ پاک فرمائے گا اے ابن آدم ! کہا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہ کیا تھا کہ تو مجھ سے اسکے سوا کچھ نہ مانگے گا وہ آدمی عرض کریگا ہاں میرے اللہ ! یہی آخری سوال ہے اسکے علاوہ تجھ اور کچھ نہ مانگوں گا اور اسکا رب تعالیٰ اسے معذور سمجھے گا اس لئے کہ وہ ایسی چیز دیکھے گا جس پر اسے صبر نہ ہوگا تو اللہ پاک اسکو اسکے قریب کردے گا تو وہ جنتیوں کی آوازیں سنے گا تو عرض کرے گا اے رب تعالیٰ مجھے اس میں داخل فرما۔ رب تعالیٰ ! فرمائے گا اے ابن آدم ! مجھے تجھ سے فراغت نہیں ہوتی کیا تجھے یہ بات راضی کرے گی کہ میں تجھے دنیا اور دنیا کی مثل اسکے ساتھ اور دوں وہ آدمی عرض کرے گا اے رب تعالیٰ تو مجھ سے مذاق فرماتا ہے تو تو رب العالمین ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ ہنس پڑے پھر فرمایا تم مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کس چیز سے ہنس رہا ہوں ؟لوگوں نے عرض کیا فرمایئے آپ کس چیز سے ہنس رہے ہیں ؟آپؐ نے فرمایا ایسے ہی رسول اللہ ﷺ ہنسے تھے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور آپ کسی چیز سے ہنستے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت ہنسے گا اس بات سے جو وہ بندہ کہے گا کہ کیا تو مجھ سے مذاق فرماتا ہے حالانکہ تو تو رب العالمین ہے اللہ پاک فرمائے گا۔اِنِّی لَا اَستَھزِئُ مِنکَ وَلٰکِنِّی عَلٰی مَا اَشَائُ قَدِیر''۔ میں تجھ سے استہزاء نہیں کرتا لیکن میں اپنے ہر چاہے پر قدرت رکھتا ہوں۔ (مشکوٰۃ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ہر رات اپنا دست رحمت پھیلاتا ہے کہ کوئی دن کا گناہ گار توبہ کرلے اسی طرح ہر دن اسکا دست رحمت پھیلا رہتا ہے کہ کوئی رات کا گناہ گار تائب ہو جائے یہاں تک سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے گناہ کیا ہی نہ تھا ابن ماجہ

سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اللہ

تعالیٰ کی قسم میں دن بھر میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتا ہوں۔
بخاری شریف
ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے لوگو اللہ پاک کی جانب توبہ کرو اس سے مغفرت طلب کرو میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم شریف)
بنی اسرائیل میں ایک آدمی ایسا تھا جس نے اپنی ساری زندگی فسق فجور اور مصیبت ہی میں بسر کی اور اسی حالت میں اسے موت کا پیام آگیا ملک الموت عزرائیل علیہ السلام نے اسکی روح قبض کرلی تو لوگوں نے اس کے مردہ جسم کو کھینچ کر باہر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جبرائیل امینؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا اے کلیم اللہ اللہ تعالیٰ آپکو سلام کہتا ہے اور حکم فرماتا ہے کہ میرا پیارا انتقال کرگیا ہے لوگوں نے اسے گندگی کے ڈھیر پر ڈال دیا ہے اے کلیم اللہؑ تم جاؤ اور اسکو وہاں سے اٹھاؤ اور اسکے کفن دفن کا انتظام کرو اور جو لوگ اسکی نماز جنازہ پڑھیں گے میں انکے گناہ معاف کردوں گا چنانچہ موسیٰؑ نے اسکو گندگی کے ڈھیر سے اٹھوا کر اسکو غسل دلوایا کفن پہنایا نماز جنازہ پڑھوائی اور دفنا دیا
پھر موسیٰؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا یا اللہ یہ تو بہت مجرم تھا اس نے

سوسال تیری نافرمانی میں گزارا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا اے میرے پیارے کلیمؑ ! یہ واقعی بہت بڑا گناہ گار تھا مگر اس نے ایک رات تورات کھولی اور اس میں میرے پیارے محبوب ﷺ کا نام نامی دیکھا اور محبت سے چوم لیا اسکی یہ ادا ہم کو اتنی پسند آئی کہ ہم نے اسکے سوسال کے گناہوں کو معاف کرکے مقربین میں داخل کرلیا۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور بیس سال ہی رب ذوالجلال کی نافرمانی کی اور ایک دن اس نے آئینہ میں اپنی شکل دیکھی اسے اپنی داڑھی میں ایک سفید بال نظر آیا یہ دیکھ کر وہ غم زدہ ہوگیا اور خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی اور بیس سال تیری نافرمانی میں گزارے کیا ایسا کرنے کے باوجود میرا تیری بارگاہ میں واپس آنا ممکن ہے یعنی تیرے دربار سے معافی مل سکتی ہے اس دوران اس نے ایک کہنے والے سے سنا تھا، کہ ہم نے تیرے ساتھ محبت کی تونے ہمیں چھوڑ دیا پس ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا تونے ہماری نافرمانی کی اور ہم نے تجھے مہلت دی تو اس پر گنہگار عرض کرنے لگا یا اللہ اگر میں تیری بارگاہ میں دوبارہ لوٹ آؤں تو کیا تیری رحمت مجھے قبول فرمالے گی تو جواب ملا اے سیاہ کار بندے گنہگار بندے ہم تجھے قبول فرمالیں گے۔

حضرت ابو سعید سعد بن مالک بن سنان خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "تم سے پہلے (بنی اسرائیل) کے لوگوں میں ایک شخص تھا جس نے 99 قتل کیے تھے اس نے علاقے کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، ایک راہب کی طرف اسکی راہنمائی کی گئی وہ اس راہب کے پاس آیا اس نے (راہب) کو بتایا کہ اس نے 99 قتل کیے ہیں کیا اس کے لئے توبہ کی گنجائش ہے ؟ راہب نے جواب دیا نہیں ! اس شخص نے اس (راہب) کو بھی قتل کر دیا اس نے 100 کی تعداد مکمل کر لی پھر اس نے علاقے کے کسی بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسکی ایک عالم کی طرف رہنمائی کی گئی وہ شخص اس عالم کے پاس پہنچا اس شخص نے (اس عالم) کو بتایا کہ اس نے 100 قتل کیے ہیں، کیا اس کے لئے توبہ کی گنجائش ہے ؟ اس عالم نے جواب دیا جی ہاں ! اسکے اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ ہو سکتی ہے ؟ تم فلاں علاقے میں چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ ہونگے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہوں گے تم انکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اپنے علاقے میں واپس نہ آنا کیونکہ وہ برائی کا علاقہ ہے وہ شخص روانہ ہوا جب وہ نصف راستے میں پہنچا تو اسے موت آ گئی اسکے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا ! یہ تو توبہ کرتے ہوئے اور دل سے (یعنی خلوص سے) اللہ تعالیٰ کی طرف آ رہا تھا عذاب کے فرشتوں نے کہا ؟ اس نے کبھی کوئی نیکی کی ہی نہیں پھر ایک فرشتہ انسانی شکل میں انکے پاس آیا ان فرشتوں نے اسے اپنے درمیان ثالث بنا لیا اس نے فیصلہ کیا دونوں طرف کی زمین ناپ لو ! یہ جس طرف زیادہ قریب

ہوگاس طرف کا شمار ہوگاان فرشتوں نے ناپی توانہوں نے اس شخص کواس زمین کے قریب پایاجہاں کااس نے ارادہ کیاتھاتورحمت کے فرشتوں نے اسے حاصل کرلیا" صحیح بخاری" کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں تووہ ایک پشت نیک بستی کے قریب تھاتواس نے اس شخص کو بستی والوں میں شامل کردیا" صحیح بخاری" کی ایک اورروایت میں یہ الفاظ موجودہیں "اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے حصے کی طرف وحی کی (گھرکی طرف سے جتناسفرکیا) کہ تم دورہوجاؤ اوراس (زمین کے حصے) کی طرف وحی کی (جواللہ والوں کی بستی تھی) کہ تم قریب ہوجاؤ پھراس نے حکم دیاکہ ان دونوں کے درمیان فاصلہ ناپاتوفرشتوں نے اس شخص کواس (نیک لوگوں کی بستی کے) ایک بالشت قریب پایاتواسکی مغفرت ہوگئی۔☆☆☆

عاشق رسول ﷺ امام احمد رضا خان الشاہ بریلوی

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد پاک ہے۔ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّاَصِيلًا۔
ترجمہ کنزالایمان اور رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو۔اور صبح شام اللہ پاک کی پاکی بولو۔ (پارہ 26 سورۃ الفتح)

درج بالا آیت کریمہ کے پہلے حصے میں اللہ رب العزت نے یہ حکم دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو ان کا ادب و احترام کرو۔اس لئے کہ اگر ادب ہے تو سب کچھ درست ہے اگر ایک مسلمان کے دل میں آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کا ادب نہیں ہے۔ تو چاہے وہ لاکھوں نمازیں پڑھے کروڑوں روپے کی سخاوت کرے، کعبۃ اللہ کا حج کرے، قربانی کرے الغرض جتنی بھی عبادت و ریاضت کرے تو سب کچھ بے کار ہے۔ کیونکہ آقائے دوجہاں سرور کون و مکان ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
گر اس میں ہو خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ نے لوگوں کو بارگاہ خداوندی اور دربار مصطفیٰ ﷺ کا ادب سکھایا۔آپؒ نے قرآن پاک کا جو ترجمہ "کنزالایمان" کیا ہے

وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے۔قرآن پاک کے ترجمہ کنزالایمان کا مطالعہ کیا جائے تو الحمد سے لیکر والناس تک ایک ایک آیت بلکہ ایک لفظ میں ادب کے پہلو نظر آتے ہیں چودھویں صدی ہجری میں کچھ بے ادب اور گستاخوں نے سرکار مدینہ راحتِ قلب وسینہ ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبیاں اور گستاخیاں شروع کیں تو اللہ رب العزت نے احمد رضا کو پیدا کیا۔آپؒ نے قرآن وسنت کی روشنی میں تحریراً گویا ہر لحاظ سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کو اجاگر کر کے بتایا کہ ارے! بے ادب اور گستاخ نام نہاد مسلمانوں سنو! وہ عیب ونقص والا کوئی تمہارا نبی ﷺ ہوگا ہمارا نبی ﷺ ہر قسم کے عیب سے پاک ہے ۔وہ تو عظمتوں رفعتوں اور شانوں والا رسول ﷺ ہے۔

وہ کمالِ حسن حضور ہیں کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہیں یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں۔

علم وحکمت کے بے تاج بادشاہ، مجدد دین وملت،پروانہ شمع رسالت مآب، عظیم المرتبت محدث ،امام اہلسنت، مفکر اسلام ،حسان الہند، اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ 10 شوال المکرم 1272 ہجری ہفتہ کے دن ہندوستان کے مشہور شہر بریلی شریف کے محلّہ جسولی میں رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے گھر میں پیدا ہوئے ۔آپؒ کا پیدائشی نام محمد اور تاریخی نام المختار" ہے۔آپؒ کے جدامجد مولانا رضا علی خانؒ نے آپؒ کا نام احمد رضا رکھا اور آپؒ" اسی نام سے مشہور ہوئے (الملفوظ حصہ اول ص ۳) آپؒ کے

والد مولانا نقی علی خانؒ اور آپؒ کے جدامجد مولانا رضا علی خان صاحب بھی اپنے وقت کے جلیل القدر علمائے کرام میں شمار کیے جاتے تھے۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلویؒ بچپن ہی سے مذہب کی طرف راغب تھے۔ آپؒ اپنے دور کے معتبر عالم دین اور عاشق رسول ﷺ ہونے کے ساتھ ساتھ علوم قدیمہ وجدیدہ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپؒ نے قرآن وسنت کی ترویج واشاعت اور دینی اقدار کے تحفظ میں اہم کردار ادا کیا۔ آپؒ عالم شباب میں ہی فنون عربیہ اور علوم دینیہ کے ماہر کے طور پر مشہور ہوئے آپؒ اپنی خداداد صلاحیتوں اور حیرت انگیز حافظہ کی بناء پر صرف تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عمر میں علم تفسیر واصول تفسیر، علم حدیث واصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، صرف نحو، علم الکلام، منطق و فلسفہ وغیرہ تمام علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ آپؒ بچپن ہی سے تقویٰ طہارت، اتباع سنت، حسن وسیرت کے اوصاف جلیلہ سے مزین ہو چکے تھے۔ آپؒ کے خادم بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب چوبیس گھنٹوں میں صرف ڈیڑھ یا دو گھنٹے آرام (وہ بھی سنت رسول ﷺ پر عمل کی وجہ سے) فرماتے اور باقی تمام وقت تصنیف وتالیف، درس وتدریس، کتب بینی، افتاء اور دیگر خدمات دینیہ میں صرف فرماتے تھے۔ برصغیر کے علمائے کرام آپؒ سے استفادہ کرتے تھے۔ آپؒ کو عربی فارسی ہندی اور مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا آپؒ نے مختلف عنوانات پر کم بیش ایک ہزار (1000) کتابیں لکھی ہیں۔ آپؒ کی تصانیف تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ اصول فقہ، صرف نحو، علم الکلام، منطق و فلسفہ، ادب، ریاضی، معاشرتی اصلاح، اخلاقی و روحانی اذکار، فتاویٰ

اور سائنس جیسے موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔ آپؒ نے لاکھوں فتاوٰی لکھے ان میں سے بعض کو نقل نہیں کیا جاسکا جتنے فتاوٰی نقل کیے گئے ان کا نام "العطایا النبویہ فی الفتاوٰی رضویہ" رکھا گیا ہے آپؒ کو علم توقیت میں اس قدر کمال حاصل تھا کہ دن کو سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملا لیتے تھے وقت بھی صحیح ہوتا تھا۔ اور کبھی ایک منٹ کا بھی فرق نہ ہوا۔ آپؒ نے ساری زندگی نماز باجماعت ادا کی۔ آپؒ رحم دل انسان تھے غرباء کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے بلکہ ان کی ہمیشہ امداد کرتے تھے۔

کروں تیرے نام پر جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اعلیٰ حضرتؒ کی ساری زندگی درس وتدریس، وعظ تقریر افتاء اور تالیف وتصنیف میں بسر ہوئی۔ آپؒ سرتاپا جذبہ عشق رسول ﷺ سے سرشار رہتے تھے۔ آپؒ کو نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ ذکر وفکر کی ہر مجالس میں تصور رسالت مآب ﷺ سے آپؒ کا ذہن شاداب رہتا تھا۔ آپؒ نے دین مبین کے ہر گوشے اور ہر شعبے کو محبت رسول ﷺ میں سمو دیا۔ آپؒ کی زندگی کے تمام گوشے وشعبے اتباع شریعت اور اطاعت ومحبت رسول ﷺ سے معمور تھے۔ آپؒ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ کتاب وسنت کی پیروی میں گزرا۔ آپؒ نے عالم بیداری میں محبوب خدا ﷺ کا دیدار کیا۔ جب آپؒ فریضہ حج کے لئے حرمین جاتے تو وہاں کے علماء جوق در جوق آپؒ سے استفادہ کرنے آتے تھے۔ جب

آپؒ دوسری بار حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو زیارت نبوی ﷺ کی آرزو لئے روضہ اطہر کے سامنے دیر تک صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے مگر پہلی رات قسمت میں یہ سعادت نہ تھی اس موقع پر آپؒ نے معروف نعتیہ غزل لکھی۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں

تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ غزل عرض کرکے آپؒ دیدار مصطفیٰ ﷺ کے انتظار میں ادب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی جان کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی چشمان سر سے بیداری میں زیارت اقدس سے مشرف ہوئے۔ (بحوالہ حیات اعلیٰ حضرت) آپؒ کے اندر عشق رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا آپؒ فنافی الرسول کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے آپؒ کا نعتیہ کلام اس بات کی گواہی دیتا ہے۔آپؒ علوم دینیہ کے عالم وفاضل ہونے کے ساتھ شعر وسخن کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔آپؒ کا ذوق تسلیم حمد وثناء اور نعت ومنقبت کے علاوہ کسی اور صنف وسخن کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔آپؒ کے اس شعر وسخن کے کلام میں بھی وہی عالمانہ وقار ہے۔آپؒ فن وشعر میں کمال رکھتے تھے۔آپؒ نے جس والہانہ عقیدت سے اور جذبہ عشق میں ڈوب کر جو نعتیں کہیں ان کا ایک ایک لفظ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلا ہے اور دل میں ہی اتر جاتا ہے۔آپؒ کے مشہور زمانہ "سلام" کی گونج پورے عالم اسلام میں سنی جاتی ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کرے تو ایک پر لاالٰہ الااللہ اور دوسرے ٹکڑے پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا پائے گا (سوانح امام احمد رضا) آپؒ نے اپنے شاہ کار نعتیہ کلام حمد و ثناء اور نعت و منقبت کو چار مختلف زبانوں (عربی فارسی، اردو اور ہندی) میں پیش کیا ہے۔ آپؒ کا نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" ہے۔ آپؒ فراق مصطفیٰ ﷺ میں اکثر غمگین رہتے تھے گستاخانہ عبارت کو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے گستاخوں کا سختی سے رد کرتے تاکہ وہ اعلیٰ حضرت کو برا بھلا کہنا یا لکھنا شروع کر دیں تاکہ جتنا وقت مجھے برا بھلا کہے یا لکھے گا اس وقت تک آقا ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے سے بچا رہے گا۔ آپؒ اس پر فخر کیا کرتے تھے کہ باری تعالیٰ نے اِس دور میں مجھے ناموسِ رسالت مآب ﷺ کے لئے ڈھال بنایا ہے۔

صحبت صالح تُرا صالح کند

صحبتِ طالح تُرا طالح کند

دُور شو از اختلاطِ یار بد

یارِ بد بدتر از مارِ بد

مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں بد

یارِ بد بر جان و بر ایمان زند

اچھے آدمی کی مجلس تجھے اچھا کردے گی
اور بُرے کی مجلس تجھے بُرا بنادے گی
جہاں تک ہوسکے بُرے دوست سے دور رہ
کیونکہ بُرا دوست برے سانپ سے بھی بُرا ہے
کیونکہ بُرا سانپ صرف جان کو ڈستا ہے
جبکہ بُرا دوست جان وایمان دونوں پر ضرب لگاتا ہے۔
آپؒ سوتے وقت ہاتھ کے انگوٹھے کو شہادت کی انگلی پر رکھ لیتے تاکہ انگلیوں سے لفظ اللہ "بن جائے۔آپؒ پیر پھیلا کر کبھی نہ سوتے بلکہ داہنی کروٹ لیٹ کر دونوں" ہاتھوں کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے۔اِس طرح جسم سے لفظ مُحمد "بن جاتا ہے۔"
آپؒ کی زندگی کا ایک اور پہلو بھی بہت اہم ہے کہ آپؒ کے دانش وعلم کا مرکز صرف عبادت گاہیں،مدرسے ہی نہ تھے بلکہ آپ کی نگاہ برصغیر پاک وہند اور دنیا کی سیاست پر بھی تھیں آپؒ نے برصغیر میں اسلامی اقدار کو سرِنو زندہ کرنے اور مسلمانوں کو ان کی گمشدہ میراث واپس دلانے کے لئے بہت جدوجہد کی آپؒ کے زندہ کارناموں میں سے ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپؒ تحریک آزادی کے

علمبرداراور دوقومی نظریہ کے نقیب تھے اس لئے آپؒ نے تحریک عدم تعاون اورترکِ موالات کے زمانے میں متحدہ قومیت کے نظریے کو باطل قراردیااور مسلمانانِ برصغیر کو ہندؤوں اور انگریزوں کی سازشوں سے خبردارکیاآپؒ نے کبھی کسی انگریزیا ہندو کی عدالت میں حاضری نہیں دی تھی حتیٰ کہ آپ ڈاک کا ٹکٹ ہمیشہ الٹا چسپاں کیا کرتے تھے۔اس ٹکٹ کوالٹاچسپاں کرنے کی اہم وجہ یہ تھی کہ اس ڈاک کے ٹکٹ پرانگریز ملکہ یا بادشاہ کی تصویر ہوا کرتی تھی۔

ایک دن جمعۃ المبارک کی نمازکے بعداعلیٰ حضرت امام احمد رضاخاںؒتشریف فرماتھے حاضرین کا مجمع تھا۔لوگ مسائل پوچھتے جارہے تھے اوراعلیٰ حضرت جواب دیتے جارہے تھے۔اس وقت خلیفہ اعلیٰ حضرت ، مولاناسید حافظ محمودجان صاحب نے عرض کیاحضورمیں دیکھتاہوں کہ ہر مسئلے کا جواب آپکی نوکِ زبان پرہے کبھی کسی مسئلے کے متعلق آپؒ کو یہ فرماتے نہیں سناکہ کتاب دیکھ کرجواب دیاجائے گاجب اعلیٰ حضرت نے یہ بات سنی توآپؒ کی آنکھوں سے آنسوجاری ہوگئے اورفرمایا،سید صاحب !جب قبرمیں مجھ سے سوال ہوگاتووہاں کتابیں کہاں سے لاؤں گا۔جب آپؒ کی وفات کاوقت قریب آیاتوآپؒ نے مریدین کو بلاکرفرمایاجب میراانتقال ہوجائے تویادرکھومیری قبراتنی گہری کھودناکہ جس میں میں کھڑا ہوسکوں غلاموں نے عرض کیاحضورحسب معمول توقبراتنی گہری کھودی جاتی ہے کہ جس میں آدمی بیٹھ سکے آپؒ نے فرمایاکہ سرکاردوعالم نور مجسم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ

جب آدمی فوت ہوجاتاہے تواس کی قبر میں خود کملی والے ﷺ تشریف لاتے ہیں لہٰذامیں چاہتاہوں کہ میری قبر اتنی گہری ہو کہ جب امام الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ! میری قبر میں جلوہ گر ہوں تو میں کھڑا ہو کر آپ ﷺ کا استقبال کروں اور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کروں تقدیس خداوندی اور ناموس رسالت اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کی جو تحریک آپؒ نے 1878ء سے 1921ء تک جاری رکھی اور محفل میلاد کی جو آپؒ نے مشعلیں روشن رکھیں وہ آج چمکتے ہوئے ستاروں میں تبدیل ہو کر چہار دانگ عالم میں روشنیاں بکھیر رہی ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خان بریلویؒ نے ایک طویل مدت تک تشنگان علم ومعرفت کو اپنے کمالات ظاہری وباطنی سے مستفید کرکے عالم اسلام میں روحانیت تقریب الٰہی علم وحکمت اور عشق رسول ﷺ کا ذوق پیدا کرکے 25 صفر المظفر 1340، ہجری بروز جمعۃ المبارک ہندوستان کے وقت کے مطابق 2 بج کر 38 منٹ پر آپؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ادھر مؤذن نے "حی علی الفلاح" کی صدا بلند کی ادھر آپؒ نے جان ! جان آفریں کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا علیہ راجعون۔ آج بھی آپؒ کا مزار پُرانوار بریلی شریف میں خاص وعام کے لئے زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔ جہاں پر آپؒ کا سالانہ عرس پاک 24, 25 صفر المظفر کو منایا جاتاہے۔ 25 صفر المظفر کو بیت المقدس میں ایک شامی بُزرگؒ نے خواب میں اپنے آپ کو دربارِ رسالت مآب ﷺ میں پایا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء عظامؒ دربار میں حاضر تھے لیکن

مجلس میں سکوت طاری تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے شامی بزرگؒ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی حضور ﷺ ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس کا انتظار ہے ؟ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے شامی بزرگ نے عرض کی حضور ! احمد رضا کون ہیں ؟ ارشاد ہوا ہندوستان کے مشہور شہر بریلی کے رہنے والے ہیں ۔ بیداری کے بعد وہ شامی بزرگؒ مولانا احمد رضا خانؒ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور جب وہ بریلی شریف آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس عاشقِ رسول ﷺ کا اسی روز یعنی 25 صفر المظفر ہجری کو وصال ہو چکا ہے ۔ جس روز انہوں نے خواب میں سرور کائنات 1340 فخر موجودات احمد مختار محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ ہمیں "احمد" کا انتظار ہے ۔ (سوانح امام احمد رضا)

محسن ملت اسلامیہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے بارے میں فرماتے ہیں آج سے سو سال قبل جب انگریز ہندؤں کے ساتھ ساز باز کر کے ہند کی معیشت پر قابض ہوئے تو مسلمانوں کے تشخص اور تعلیمی نظام کو زبردست دھچکا لگا استعماری طاقتوں کے مذموم عزائم کی بدولت مذہبی قدریں زوال پذیر ہونے لگی تھیں اس پر آشوب دور میں اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا جیسی باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا کہ جن کی تصانیف، تالیفات اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب

برپا کر دیا۔امام صاحب کی شخصیت جذبہ عشق رسول ﷺ سے لبریز تھی۔آپکی ساری زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ آپؒ کی ذات نبی کریم ﷺ کے ساتھ وفاشعاری کا نشان مجسم تھی آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے سورج کو حرکت پذیر اور محو گردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپؒ کے دلائل بڑی اہمیت کے حامل ہیں آج جبکہ دوسری طرف ہمارا دشمن ہمیں تباہ و برباد نے کی گھات میں بیٹھا ہے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ امام صاحبؒ کی تعلیمات سے بہرور ہو کر ہم آج بھی ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؛ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طبّاع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔میں نے ان کے فتاوٰی کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔ان کے فتاوٰی ان کی ذہانت ،فطانت،جودت طبع،کمال ثقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے ۔یقیناوہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کیا کرتے تھے۔لہٰذا انہیں اپنی شرعی فیصلوں اور فتاوٰی میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑی۔(حوالہ ہفت روزا فق کراچی 22تا28 جنوری 1979)

ترک دنیا، دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے

بشکل رنگ وُگل اور حقیقت میں خار ہے دنیا
ایک پل میں اِدھر سے ہے اُدھر چار دن کی بہار ہے دنیا
زندگی نام رکھ دیا کس نے
موت کا انتظار ہے دنیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "قُل مَتَاعُ الدُّنیَا قَلِیلٌ وَالاٰخِرَۃُ خَیرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی۔" تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لئے آخرت اچھی" (کنزالایمان سورۃ النسائ ۷۷)

اللہ رب العزت نے نسل انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کم بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے ہر نبی نے اللہ پاک کے حکم کے مطابق نسل انسانی کو ہدایت و رہنمائی کی راہ دکھلائی قربان جاؤں حضرت آمنہؓ کے لال، فخر موجودات، سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ پر جن کو اللہ پاک نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ کروڑوں ہا شکر ہے اس ذات پاک کا جس نے ہمیں نبی آخر الزمان ﷺ کی امت میں پیدا کیا مسلمان بھائیو! یہ دنیا ایک فانی ہے جس نے ایک

دن فنا ہو جانا ہے۔ ہم نے اس دنیا سے محبت تو کر رکھی ہے پر اسکی حقیقت کو نہیں جانا ہم اس کی لذتوں میں مشغول ہو گئے جن لذتوں پر قیامت کے دن ہم پچھتائیں گے کہ کاش دنیا میں ہم نے یہ لذتیں نہ لی ہوتیں اس دن صرف پچھتاوا ہی ہوگا اور کچھ نہیں

۔ مولانا روم علیہ الرحمہ سے کسی نے دنیا کی حقیقت پوچھی آپؒ نے فرمایا "دنیا کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص جنگل میں چلا جاتا ہے اور اس نے دیکھا کہ اسکے پیچھے شیر چلا آ رہا ہے وہ بھاگتا ہے بھاگتا ہوا جب وہ تھک جاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ سامنے ایک گڑھا ہے وہ چاہتا ہے کہ گڑھے میں گر کر جان بچائے مگر گڑھے میں اژدھا نظر آتا ہے اتنے میں درخت کی ایک ٹہنی پر نظر پڑتی ہے وہ اس ٹہنی کو پکڑ کر درخت پر چڑھ جاتا ہے۔ درخت پر چڑھنے کے بعد اسے پتا چلتا ہے کہ دو چوہے ایک سفید اور ایک سیاہ درخت کی جڑ کو کاٹ رہے ہیں وہ بہت پریشان ہوتا ہے کہ کچھ دیر میں درخت گر جائے گا اور میں شیر اور اژدھا کا شکار ہو جاؤں گا اتنے میں اسکو اوپر کی جانب ایک شہد کا چھتا نظر آتا ہے وہ شہد پینے اور اسے حاصل کرنے میں اتنا مشغول ہو جاتا ہے کہ نہ شیر کی فکر رہی نہ اژدھا کا ڈر اور نہ چوہوں کا غم اتنے میں درخت کی جڑ کٹ گئی وہ گر پڑا شیر نے اسے پھاڑ کر گڑھے میں گرا دیا جہاں اژدھا نے اسے نگل دیا۔ مولانا رومؒ تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جنگل سے مراد یہ دنیا ہے شیر سے مراد موت ہے جو پیچھے لگی ہوئی ہے گڑھا قبر ہے جو انسان کے آگے ہے اژدھا برے اعمال ہیں جو قبر میں عذاب دیں گے چوہے دن اور رات ہیں درخت عمر ہے جو ہر گزرنے والے دن کم ہو رہی ہے اور شہد کا چھتا دنیا کی غافل کر دینے والی

لذتیں ہیں کہ انسان اعمال کی جواب دہی ، موت، قبر سب بھول جاتا ہے اور موت اُسے اچانک آن لیتی ہے اصل میں دنیا کی حقیقت بھی یہی ہے ۔دنیاوی زندگی چار قسم کی ہے۔طغیانی ، شیطانی، انسانی، ایمانی . . طغیانی زندگی وہ جو اللہ پاک اور اس کے محبوب ﷺ کی مخالفت میں گزرے جیسے فرعون یا ابو جہل کی زندگی نفسانی و شیطانی زندگی وہ ہے جو نفس امارہ کی پرورش اور رب تعالیٰ سے غفلت میں گزرے جیسے عام غافل زندگی گزارتے ہیں ایمانی زندگی وہ زندگی ہے جو آخرت کی تیاری میں گزرے جیسے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنی زندگیاں مبارک گزاریں قیامت کے دن کافر کے دلوں پر غشی چہروں پر سیاہی چھاجائے گی مسلمانوں کے دلوں پر خوشی اور چہروں پر روشنی چھاجائے گی کیونکہ جو مومن ہوتا ہے وہ اپنی زندگی اللہ پاک اور اس کے محبوب ﷺ کے حکم کے مطابق گزارتا ہے مگر کافر اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارتا ہے ۔اسی لئے دنیا کا سامان کافر کے لئے موت کے بعد کام نہیں آتا لیکن مومن کو اس کی دنیا موت کے بعد بلکہ قیامت کے دن بھی کام آئے اگر کوئی مومن دنیا میں صدقہ جاریہ کرکے جاتا ہے موت کے بعد بھی اس کو یہ ثواب ملتا رہتا ہے۔کافر کی زندگی دنیا کی زندگی ہے اور مومن کی زندگی دینی زندگی ہے کیونکہ کافر کی زندگی خودی کے لئے ہے اور مومن کی زندگی خدا کے لئے ہے

ارشاد پاک ہے قل ان صلاتی ونسکی۔

کاش کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا
قبر و حشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "دنیا کی زندگی کی مثال تو ایسے ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آ گئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے" (کنزالایمان سورۃ یونس پارہ ۱۱ آیت نمبر 24) اس آیت کریمہ میں دنیاوی زندگی کو بارش کے پانی سے تشبیہ چند وجہ سے دی گئی ہے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ کنوئیں ،تالاب کا پانی قبضہ میں ہوتا ہے مگر بارش کا پانی قبضہ میں نہیں ہوتا ایسے ہی دنیا کے حالات ہمارے قبضہ سے باہر ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بارش کبھی ضرورت سے زیادہ آ جاتی ہے کبھی ضرورت سے کم کبھی ضرورت ہوتی ہے مگر بارش بالکل نہیں ہوتی ایسے ہی دنیا کا حال ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ بارش کے آنے کا وقت معلوم نہیں ہوتا ایسے ہی دنیا ہے چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر بارش نہ ہو، تو مصیبت زیادہ ہو تو آفت ہے اسی طرح دنیا نہ ہو، تو تکلیف زیادہ ، ہو تو آفت ہے اسی طرح، کافر جب مشقت سے دنیا جمع کرتا ہے جب جمع ہو جاتی ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ اب یہ میری ہو چکی ہے ہر طرف اس پر تصرف کرونگا اچانک یا تو مر جاتا ہے یا دنیا اس سے رخصت ہو جاتی ہے پھر اس وقت افسوس کرتا ہے۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ بارش کا پانی

باغ میں پڑ کر پھول اگاتا ہے خار میں پہنچ کر کانٹے اسی طرح دنیا کافر کے پاس پہنچ کر کفر بڑھاتی ہے اور مومن کے پاس جا کر ایمان میں برکت دیتی ہے ابو جہل نے مال سے دوزخ کو خرید لیا سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ نے اس مال سے جنت بلکہ وہاں کا کوثر۔ اللہ والے دنیا کو اپنے پاس رکھتے بھی نہیں ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علی المرتضٰی یہ تینوں خلفاء کرام ایسے ہیں جنہوں نے عملی طور پر کبھی زکوۃ نہیں نکالی۔ جب ان خلفاء کرام کی حالات زندگی کا مطالعہ کیا گیا تو پتا چلا کہ ان کے پاس جو کچھ بھی آتا تھا وہ اللہ کے نام پر دے دیتے تھے زکوۃ دینے کے لئے ان کے پاس وقت بھی نہیں ہوتا تھا۔ مسلمان بھائیو! ہمیں بھی اس بے وفا دنیا پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے یہ اس وقت دھوکا دیتی ہے جب اسکی بہت ضرورت ہوتی ہے دنیا کی ناپائیداری اور یہاں مصیبتوں کا اچانک آ جانا بھی عقلمند کو درس عبرت دیتا ہے اس سے اسکا ایمان بھی قوی ہو جاتا ہے بہت سے غافل دنیا کھو کر آنکھیں کھولتے ہیں اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

جگا جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص شام کی سرزمین سے حاضر ہوا حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے انکی زمینوں کی بابت پوچھی تو اس شخص نے شام کی زمین کی کشادگی اور اسکی قسمہا قسم کی پیداوار کا تذکرہ کیا آقا ﷺ نے پوچھا تم کیا کرتے ہو؟ اس شخص نے عرض

کیا یارسول اللہ ﷺ ! ہم مختلف قسم کے اناج کاشت کرتے ہیں اور پھر رنگارنگ کی ڈشیں تیار کرکے انہیں کھاتے ہیں آقا ﷺ نے پوچھا پھر کیا ہوتا ہے ؟اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ !آپ بخوبی جانتے ہیں کہ رفع حاجت اور کیا سرکار مدینہ راحت ۔ قلبُ وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہی مثال دنیا کی ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو دنیا (کی محبت) کو سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہو"۔ہم آخرت کی ابدی زندگی کو چھوڑ کر دنیا کی فانی زندگی میں لگ گئے ہیں ہمیں نہ حقوق اللہ کا خیال ہے نہ حقوق العباد ہم نے اللہ پاک اور اس کے محبوب ﷺ کے بتائے ہوئے راستوں کو چھوڑ دیا ہے۔ہمیں یہ معلوم نہیں کہ اس دنیا نے ایک دن فنا ہونا ہے باقی رہے گی تو صرف ایک ہی رب ذوالجلال کی ذات پاک باقی رہے گی ۔ہمیں بھی یہی چاہیے کہ اس ذات سے محبت کریں جس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنا کر اپنے نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی اور جہنم ہر دیکھنے والے پر ظاہر کی جائے گی تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بیشک جہنم ہی اسکا ٹھکانا ہے۔(پارہ 30 سورۃ النّٰزعٰت آیت 34،39) یہاں پر تو ہم عیش عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں ہم نے دنیا کو اپنا پکا ٹھکانہ سمجھ رکھا ہے۔اے مسلمانو !ایک دن وہ بھی آئے گا کہ اس دن انسان کے سامنے

اسکی زندگی کی فلم اس کے سامنے گھومنے لگے گی وہ اعمال جن کو ہم بھول گئے ہیں وہ ایک ایک کرکے نسیان کی گہرائیوں سے ابھرنے لگیں گے اگر دنیا کی زندگی ہم نے اچھے کاموں میں گزاری تو قیامت کے دن خوشی کی انتہانہ ہوگی اگر دنیا کی زندگی بداعمالیوں میں گزاری تو اس روز افسوس ہوگا قیامت کے دن ہمارے اعضاء گواہی دیں گے ۔ قیامت کے دن اولادآدمؑ دو گروہوں میں ہوگی ایک گروہ ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے سرکشی اختیار کی حدوداللہ کو توڑا ہوگا دنیاوی زندگی کے آرام وآسائش کو ابدی زندگی کے آرام وآسائش پر ترجیح دی ہوگی۔آج ہم کو نہ نماز یاد ہے نہ زکوۃ صدقات نہ روزہ وحج کل بروز قیامت ہم پچھتائیں گے کہ افسوس صدافسوس ہم نے زندگی گناہوں میں نہ گزاری ہوتی کاش کہ ہم نے اپنی زندگی میں حقوق اللہ وحقوق العباد کا خیال رکھا ہوتا۔پر اس دن صرف پچھتانا ہی ہوگا۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جو اپنی پوری زندگی یہ تصور کرکے ڈرتے رہے کہ ہم نے ایک دن اللہ پاک کے روبرو کھڑے ہونا ہے ۔اپنی ساری زندگی شریعت کے حکم کے مطابق گزاری ہوگی حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھا ہوگا۔اس قسم کے لوگوں کے لئے جنت کی بہاریں ان کی چشم براہ ہونگی حوریں رنگین اور خوشبودار پھولوں کے ہار پروئے ہوئے ان کا انتظار کررہی ہوں گی۔

موت سے غافل نہ ہو اے بے خبر
ہے تو مہمان ایک ساعت دنیا پر

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں میں ہر شخص کا ہر دن ایک مہمان کی طرح ہے اوراس کامال مانگے ہوئے مال کی طرح ہے مہمان کوچ کرکے جانیوالاجب کہ اسکامال لوٹایاجانے والاہے حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں ساری کی ساری شر کوایک گھرمیں جمع کرکے اسکی چابی دنیاکی محبت کوبنادیاگیاہے اورساری کی ساری بھلائیاں ایک گھرمیں جمع کرکے اسکی چابی زُہد (دنیاسے بے رغبتی) بنادی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "دنیامومن کاقیدخانہ اورکافرکی جنت ہے۔

حضرت اسودبن قیسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جندبؓ کویہ ارشادفرماتے ہوئے سناکہ ایک مرتبہ امیرالمومنین سیدناعمرفاروق اعظمؓ آقاﷺ کی خدمت اقدس میں حاضرہوئے اوردیکھاآپ ﷺ کی کمرمبارک پرچٹائی کے نشان پڑے ہوئے تھے حضرت عمرفاروق اعظمؓ یہ دیکھ کرآبدیدہ ہوگئے آقاﷺ نے ارشادفرمایااے عمرؓ! تجھے کس چیزنے آبدیدہ کردیاعرض کیایارسول اللہ ﷺ! مجھے قیصروکسریٰ یادآگئے اللہ پاک کے دشمن عیش وعشرت کی زندگی بسرکریں اورمحبوب خداﷺ کی یہ کیفیت کہ چٹائی کے نشان آپ ﷺ کی کمرپر، نبی کریم ﷺ نے فرمایاکہ ان لوگوں نے دنیاوی زندگی میں لذتیں اٹھانے میں جلدی کی جبکہ ہمارے لئے اللہ پاک نے اخروی نعمتوں کاذخیرہ فرمارکھاہے۔

یہ حقیقت ہے اس دنیااوراسکے عیش وآرام کی جس کے لئے انسان دن رات محنت کرتاہے دنیاتومومن کے لئے جیل خانہ ہے انسان کے تین ساتھی ہیں ایک مال جوانسان کاصرف دنیامیں کام آتاہے دوسرے اسکے رشتہ دار،دوست احباب جوانسان کوقبرتک چھوڑتے ہیں اور تیسرااعمال جوقبرمیں بھی اسکے ساتھ جاتے ہیں۔نیک اعمال کے صدقے اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے مومن کوجنت میں داخل فرمائے گا۔جب انسان صرف دنیاہی کمانے میں لگ جائے توکوئی چیزانسان کاپیٹ نہیں بھرسکتی۔انسان کے پاس ایک مکان ہوتودوسرے مکان کی تمناکرتاہے ایک فیکٹری ہوتودوسری کی تمناکرتاہے یہاں تک کہ قبرمیں چلاجاتاہے جب انسان قبرمیں چلاجاتاہے تومٹی اس کاپیٹ بھردیتی ہے۔دین اسلام ہمیں یہ نہیں کہتاکہ رزق حلال کمانا چھوڑدواورر ہبانیت اختیارکرویاجنگل بیاباں میں جاکراللہ اللہ کرو۔انسان کوچاہیے کہ دنیامیں اپنے قیام کوایسے تصورکرے جیسے ایک مسافراسٹیشن پرگاڑی کاانتظارکرتاہے اوراپنے دوسرے سفرکی تیاری میں ہو۔سیدنا علی المرتضٰی شیرخداؓفرمایاکرتے تھے کہ لوگوں!میں تمہارے متعلق دوچیزوں سے خوف زدہ ہوں۔انا ختم ہونے والی امیدیں ۲خواہشات کی پیروی

حضرت سہل بن سعدساعدیؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضرہوااوراس نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جسے

کرنے سے اللہ پاک بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی، آپ ﷺ نے فرمایا دنیا سے بے رغبت ہو جا اللہ پاک بھی تجھ سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جا لوگ بھی تجھ سے محبت کریں گے (ابن ماجہ، شعب الایمان)

نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ "دنیا مومن کے لئے قید، قبر قلعہ اور جنت اسکی منزل و ٹھکانہ ہے جب کہ دنیا کافر کے لئے جنت قبر قید اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے"۔ حضرت فقیہ سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان مبارک اَلدُّنیا سِجنُ المُؤمِنِ (کہ دنیا مومن کے لیے قید ہے) سے مراد یہ ہے کہ مومن اگرچہ دنیا میں نعمتوں اور کشادگیوں میں ہو لیکن جو نعمتیں اللہ رب العزت نے اس کے لئے جنت میں تیار کر رکھی ہیں ان نعمت ہائے کثیرہ کے مقابلہ میں دنیا کی نعمتوں کو دیکھ کر وہ یوں ہی سمجھے گا کہ دنیا تو اس کے لئے قید ہے کیونکہ جب کسی مومن کا وقت موت قریب آتا ہے اور وہ موت کے پل کو عبور کر کے آخرت کی طرف محو سفر ہوتا ہے تو جنت اسکے سامنے کر دی جاتی ہے جب وہ جنت میں اپنے لئے تیار کوثر سلسبیل، تسنیم و زنجبیل اور طرح طرح کی نعمتوں کو دیکھتا ہے تو وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ تو قید خانہ میں رہا اسی طرح جب کسی کافر کو موت میں کسا جاتا ہے تو اس کے سامنے دوزخ کر دی جاتی ہے وہ جہنم کے دہکتے ہوئے انگارے جہنمی عقوبت و سزا دیکھتا ہے تو دنیا اسے جنت محسوس ہوتی ہے۔

حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے دوجہاں سرور کون و مکاں ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا نیک لوگ

دنیا سے بے رغبتی کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ خوبصورت نہیں لگتے۔ (مسند ابو یعلی)

حضرت ابوخلادؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم دیکھو کہ کسی شخص کو دنیا میں زہد اور کم گوئی عطا کر دی گئی ہے تو اس کا قرب حاصل کرو کیونکہ اسے حکمت عطا کر دی جاتی ہے۔

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص آخرت کی نیت کر لیتا ہے اللہ پاک اس کے لئے بھلائیاں جمع فرما لیتا ہے اس کے دل کو استغناء کے خزانوں سے مالا مال کر دیتا ہے دنیا اس کے پاس آتی ہے مگر ایسی حالت میں کہ اسے ناپسندیدہ جانا جاتا ہے اور جو شخص دنیا سمیٹنے کی نیت کرتا ہے تو اللہ پاک اس پر اس معاملے کو متفرق کر دیتا ہے فقر کا خوف اسکے سامنے ہر وقت رقص کناں رہتا ہے اسے دنیا سے اتنا حصہ ہی نصیب ہوتا ہے جتنا کہ اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا سے بے (رغبتی دل اور جسم (دونوں) کو سکون بخشتی ہے۔ (طبرانی

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص دنیا سے کٹ کر صرف اللہ کی (راہ کی) طرف ہو جائے اللہ تعالیٰ اسکی ہر ضرورت پوری کرتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ

ہواور جو شخص (اللہ تعالیٰ سے) کٹ کر دنیا کی طرف ہو جاتا ہے تو اللہ پاک اسے اسی (دنیا) کے سپرد کر دیتا ہے۔ (طبرانی فی المعجم الاوسط)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ایک مرتبہ کسی مجلس میں حاضر تھا کہ اس دوران اس مجلس میں ایک سرخ و سفید رنگ والا خوبصورت بالوں والا چادر اوڑھے شخص حاضر ہوا اور آتے ہی اس نے عرض کیا السلام علیک یارسول اللہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ پھر اس نے آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دنیا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا محض خواب کا نام ہے اور دنیا والے سزا و جزا کے حقدار ہیں ۔ پھر اس نے پوچھا آخرت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا آخرت ایک دائمی گھر ہے اہل دنیا کا ایک گروہ جنتی اور دوسرا جہنمی ہوگا۔ اس نے عرض کیا جنت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تارک دنیا کے لئے دنیا کے متبادل دائمی نعمتوں کا گھر، اس نے عرض کیا جہنم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طالب دنیا کے لئے دنیا کا متبادل ایسا ٹھکانہ جس سے کبھی جدائی نہ ہوگی۔ پھر اس نے عرض کیا اس امت کے بہترین لوگ کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ اللہ پاک کی فرمانبرداری کی بجاآوری کے لئے عمل کرتے ہیں۔ اس نے مزید عرض کیا کوئی شخص اس دنیا میں کیسے رہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قافلے کی تلاش میں جلدی کرنے والے شخص کی طرح اس نے پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دنیا میں کتنا عرصہ قیام ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قافلے سے پیچھے رہ

جانے والے شخص جتنااس نے پھر عرض کیادنیاوآخرت کے درمیان کتنافاصلہ ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا پلک جھپکنے تک حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ اس قدر سوالات کرنے کے بعدوہ شخص چل دیالیکن چلتا کسی کو دکھائی نہیں دیا

حضوراکرم ﷺ نے ارشاد فرمایاکہ یہ جبرائیل امینؑ تھے جو تمہیں آخرت کی رغبت دلانے اوردنیاسے بے رغبتی سکھانے آئے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک رات اندھیرے میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کررہے تھے کہ آپ ﷺ نے نمازفجر ایک قبیلے کے کوڑاکرکٹ ڈالنے کی جگہ کے قریب ادافرمائی وہاں پرآ قا ﷺ نے ایک بکری کابچہ دیکھاجس کے جسم میں کیڑے دوڑرہے تھے آ قا ﷺ نے اسے دیکھتے ہی اپنی اونٹنی کوروک لیایہاں تک کہ لوگ بھی کھڑے ہوگئے آپ ﷺ نے ارشادفرمایااے لوگو تمہاری کیارائے ہے اس بارے کہ کوڑاکرکٹ والے لوگ اس بکری کے بچے سے بے پرواہ ہیں؟اوران کی نظرمیں بکری کابچہ ذلیل وحقیرہے ؟لوگوں نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ بلکل ایساہی لگتاہے آ قا ﷺ نے ارشادفرمایاکہ قسم ہے اس ذات کبریاکی جس کے قبضہ قدرت میں مجھ محمد مصطفیٰ ﷺ کی جان ہے دنیااللہ پاک کی نگاہ میں اس سے بھی زیادہ بے وقعت اورحقیرہے جتنایہ بکری کابچہ ان لوگوں کی نگاہ میں حقیرہے۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایااللہ پاک فرماتاہے اےابن آدم ! تومیری عبادت کے لئے فارغ توہومیں تمہاراسینہ بے نیازی سے

بھر دونگا اور تیرا فقر و فاقہ ختم کر دونگا اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے ہاتھ کام کاج سے بھر دونگا اور تیری محتاجی (کبھی) ختم نہیں کرونگا حضرت جعفر بن محمدؒ اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ محبوب خداﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ کو ارشاد فرمایا اے علیؓ چار خصلتیں بد بختی کی علامتیں ہیں ا۔آنکھوں سے آنسوؤں کا خشک ہونا ۲۔سنگدل ہونا ۳۔دنیا کی ہوس و محبت ۴۔لمبی امیدیں

آقاﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا مچھر کے پر کے برابر ہوتی تب بھی کافر اس سے پانی کے گھونٹ کے برابر بھی سیراب نہ ہوتا۔سیدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگو تم پر تعجب ہے کہ تم دنیا کے لئے تگ و دو کرتے ہو حالانکہ یہاں تمہیں بغیر عمل کے رزق دیا جاتا ہے اور آخرت کے لئے عمل نہیں کرتے جہاں تمہیں بغیر عمل کے رزق نہیں ملے گا۔حضرت ابو عبیدہ اسدیؓ نبی کریمﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے دل میں دنیا کی محبت بسی ہوگی اس کے دل میں تین چیزوں نے اپنا ڈیرہ جما لیا۔

ا۔ایسی مصروفیت جس کی مشقتوں سے کبھی چھٹکارا نہ ہوگا ۲۔ایسی طویل امیدیں جن کی انتہا ہی نہ ہوگی۔ ۳۔ایسی حرص جسکی مشقت کا ادراک ہی نہ کیا جاسکے۔حضرت سفیانؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن وقاصؓ حضرت سلمان فارسیؓ کی عیادت کے

لئے تشریف لے گئے حضرت سلمانؓ نے دیکھا تو رودیئے حضرت سعدؓ نے پوچھا سلیمان بھائی! روتے کیوں ہو؟ حالانکہ آپ تو وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن سے ہمارے نبی کریم ﷺ دنیا سے راضی تشریف لے گئے ہیں حضرت سلمان فارسیؓ فرمانے لگے اے سعدؓ! نہ تو موت میں جزع فزع کرتا ہوں نہ ہی مجھے دنیا کی طلب وحرص ہے لیکن ہم سے نبی ﷺ نے عہد لیا تھا کہ تم میں سے ہر شخص اس دنیا سے اپنے گزارہ کے مطابق اتنا ہی لے جتنا کہ ایک مسافر زادراہ لیتا ہے لیکن میرے ارد گرد تو کالے سانپ ہیں حالانکہ انکے پاس اسوقت پانی کا ایک ٹب، ایک پیالہ اور طہارت کے لئے ایک لوٹا تھا حضرت سعدؓ کہنے لگے اے ابو عبداللہؓ! ہمیں کوئی وصیت کیجیے تاکہ ہم آپ کے بعد اس پر عمل پیرا ہو سکیں تو آپؓ نے فرمایا اے سعد! جب تم کوئی پختہ ارادہ کرو کوئی فیصلہ کرو اور کوئی قسم اٹھاؤ تو اس وقت اللہ پاک کا ذکر کرتے رہنا۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندہ مومن کے لئے دنیا میں سے کسی چیز میں وسعت پیدا کرتا ہوں تو وہ خوش ہوتا ہے حالانکہ یہ چیز مجھ سے دوری پیدا کرتی ہے اور جب مال میں کمی پیدا کرتا ہوں تو غمگین ہو جاتا ہے حالانکہ یہ چیز بندہ مومن کو میرے قریب کرتی ہے پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ترجمہ (کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں)۔

ہم نے اللہ پاک اوراس کے محبوب ﷺ کا سہارا چھوڑ دیا ہے اس لئے ہم دربدر کی ٹھوکریں کھارہے ہیں۔کائنات میں ہمارے لئے اللہ پاک اوراس کے محبوب ﷺ سے بڑھ کراور کوئی سہارا نہیں ۔ اگر ہمارا بھروسہ اللہ پاک پر ہوتا تو ہم یقینا اس دنیا سے بے رغبت ہوجاتے ۔ہم رزق کی لالچ میں پھر رہے ہیں حالانکہ ہمیں رزق اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت تلاش کرتی ہے ۔جب وقت مقرر پورا ہوجائے ہم مضبوط سے مضبوط قلعوں میں بھی داخل ہوجائیں تو موت آجاتی ہے اسی طرح اگر ہماری قسمت میں جو رزق لکھا ہوا ہے وہ تو ہم کو ضرور ملے گا۔انسان کا بھروسہ اللہ پاک پر ہو تو رزق انسان کے پاس اس طرح آتا ہے کہ انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح بھروسہ کرتے جیسا بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں اس طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ (ترمذی)

اے انسان تو اپنے زندگی خدا اور مصطفیٰ ﷺ کی رضا میں گزار۔اگر تیری زندگی خدا کی بندگی اور مصطفیٰ کی رضا میں گزری تو قریب ہے کہ جب تیرا وقت وصال ہوگا تو اللہ پاک کی طرف سے یہ ندآئی گی ۔ترجمہ "اے اطمینان پانے والی نفس آاپنے رب کی طرف اس طرح کی وہ تجھ سے راضی ہے اور تو اس سے راضی ہو جا پس داخل ہو جا اللہ پاک

کے نیک بندوں میں اور داخل ہو جا جنت میں " (سورۃ الفجر آخری آیہ مبارکہ) اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا کی محبت ہمارے دلوں سے نکال کر اپنی اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ تاکہ یہ دنیا ہماری تیرے اور تیرے محبوب ﷺ کی ذکر خیر میں بسر ہو تاکہ بروز قیامت ہم تیرے محبوب ﷺ کی شفاعت اور تیری جنت کے حقدار بن جائیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو جذبہ ایمانی نصیب فرمائے شیطان اور اس کے پیروکاروں سے بچائے نبی ﷺ کی غلامی نصیب فرمائے۔

☆☆☆☆☆ ختم شد ☆☆☆☆☆

روزِ جمعہ کے فضائل

اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے

اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم ☆ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

یٰاَیُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُوااِذَانُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِن یَّومِ الجُمُعَۃِ فَاسعَوااِلٰی ذِکرِاللہِ وَذَرُوالبَیعَ ذٰلِکُم خَیرٌ لَّکُم اِن کُنتُم تَعلَمُونَ پارہ 28 سورۃ الجمعۃ

ترجمہ ! اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کیطرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

شرع مطہر نے روزانہ پانچ مرتبہ نماز پڑھنی فرض فرمائی ہے۔ اسمیں جماعت کی تاکید تو بڑی سختی سے کی ہے مگر جماعت کو فرض قرار نہیں دیا کہ اگر جماعت سے نماز نہ پڑھو گے تو نماز ادا نہ ہوگی۔ مگر ہفتہ میں ایک دن ایسی نماز مقرر فرمائی جو بغیر جماعت کے ادا ہو سکتی ہی نہیں، اسمیں اللہ رب العزّت کی یہ حکمت تھی کہ مسلمان ہفتہ کے اندر ایک دن میں ایک مرکز میں جمع ہوں تاکہ ایک دوسرے کے حالات کا پتہ چلتا رہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں مل جل کر کام کرنے

کا سلیقہ آئے تاکہ غیر مسلموں پر دین اسلام کی شان و شوکت اور رعب و دام قائم رہے
۔قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے جمعہ کا ذکر مِن یَّومِ الجُمُعَۃِ سے کیا یہی اس دن کی فضیلت کے لئے کافی ہے اسے کے علاوہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے متعدد بار مختلف عنوانوں سے اسکی (یوم جمعہ) کی فضیلت بیان فرمائی

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آ قا ﷺ نے جمعہ کے دن ارشاد فرمایا اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اسکو جو مسلمان بندہ پا جائے اور کھڑا ہو نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اسکو وہ چیز ضرور دیگا اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس ساعت کی کمی بیان کرنے کے لئے اشارہ فرمایا

۔آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں

(قَالَ رَسُولُ اللہِ لَیلَۃُ الجُمُعَۃِ اَغَرُّ وَیَومُ الجُمُعَۃِ اَزھَرُ) رواہ البیہقی مشکوٰۃ صفحہ 121 "

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جمعہ کی رات روشن ہے اور جمعہ کا دن چمکدار ہے

۔عن ابی ھریرہ قال قال رسُول اللہِ خَیرُ یَومٍ طَلَعَت عَلَیہِ الشَّمسُ 2

يَومُ الجُمعَةِ فِيهِ خُلِقَ اٰدَمُ اُدخِلَ الجَنَّةَ وَفِيهِ يُخرِجُ مِنهَا وَلَاتَقُومُ السَّاعَةُ اِلَّافِي يَومِ الجُمعَةِ

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ سرکارمدینہ راحت قلب سینہ ﷺ نے ارشادفرمایابہتردن جس پر سورج طلوع کرتاہے جمعہ کادن ہے اسی جمعہ کے دن آدمؑ پیداہوئے اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اوراسی دن جنت سے نکالے گئے اور قیامت (بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی) رواہ مسلم مشکوٰۃ

3۔ عن ابی الدرداقال قال رسول اللہ ﷺ اَکثِرُ والصَّلوٰۃَ عَلَیَّ یَومَ الجُمعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشھُود تَشھَدُہُ المَلَآئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَم یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَت عَلَیَّ صَلوٰتُہٗ حَتّٰی یَفرُغَ مِنھَاقَالَ قُلتُ وَبَعدَالمَوتِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الاَرضِ اَن یَاکُلَ اَجسَادَالاَنبِیَائِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرزَقُ (رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ صفحہ 121

حضرت ابودرداؓ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشادفرمایاجمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درودپاک پڑھاکرو بیشک (جمعہ کادن) مشہودہے۔اس دن میں فرشتے حاضرہوتے ہیں جوکوئی مجھ پردرودپڑھتاہے

اسکا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ (آدمی) اس سے فارغ ہو۔ راوی فرماتے ہیں میں نے آقا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا موت کے بعد بھی؟ آقا ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ پاک نے زمین پر انبیاء کے جسم کا کھانا حرام قرار دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔ درج بالا حدیث میں دیکھو کہ اس میں جمعہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جمعہ کا دن ایک ایسا مقدس دن ہے جسمیں آسمانوں کے فرشتے کثرت سے زمین کا دورہ کرتے ہیں اور اس دن زمین پر رحمت ہی رحمت ہوتی ہے اسکے ساتھ یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کے تمام پیارے انبیاء علیہ الصّلوٰۃ والسّلام زندہ ہیں ۔ خصوصاً سیدالانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ زندہ ہیں اور جنتی رزق بھی کھاتے ہیں جو آپکو (معاذاللہ) مردہ کہے وہ خود ہی مردہ ہے اور ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں ۔

۔ مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضرت 4 موسیٰؑ کو انکی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا یہ تو نبی کا دنیا سے ظاہراً پردہ فرمانے کا ذکر ہے اللہ پاک جب چاہتا ہے تو اپنے کلیم کو مقام طور پر بلالیتا ہے، کبھی چاہتا ہے تو اپنے حبیب کو اپنے پاس عرش العلی پر بلالیتا ہے۔ ہم شہید کے مقام و مرتبہ کو اچھی طرح نہیں جان سکے کیونکہ کہ اللہ پاک نے ہمارے لئے کہا ہے شہید زندہ ہے مگر تم ان انکی زندگی کا شعور نہیں رکھتے نبی ﷺ کا مقام و مرتبہ تو خود خالق کائنات ہی جانتا ہے۔ لوگ تو نبی ﷺ کے مقام مرتبہ کے بارے

میں سوال کرتے ہیں اگرایک نبی کاامتی بھی جمعہ کے دن فوت ہوتواس کواللہ پاک قبرکے فتنہ سے بچاتاہے۔

5۔حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آ قاﷺ نے ارشادفرمایاکوئی مسلمان جمعہ کے روزیاجمعہ کی رات کوفوت ہوجائے تواللہ تعالیٰ اسکوقبرکے فتنہ سے بچادیتاہے۔ رواہ (احمد۔ترمذی (مشکوۃ

6۔ابویعلی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضورعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایاکہ جمعہ کے دن اوررات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں کوئی گھنٹہ ایسانہیں گزرتاکہ جسمیں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ آدمی آزادنہ کرتاہوجن پر جہنم واجب ہوگئی تھی۔ (نزہۃ المجالس جلداوّل صفحہ 107)

جمعہ کے روز غسل کرنا،خوشبولگانا اوراچھے کپڑے پہننا بھی ثواب ہے

7۔حضرت ابوسعیدخدریؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتاہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہربالغ پرجمعہ کے دن اگرمیسرہوسکے تونہانامسواک کرناخوشبولگاناضروری ہے۔ (البخاری کتاب الجمعۃ)

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر ہوسکے پاکی حاصل کرے اور تیل لگائے یا اپنے گھر کی خوشبو لگائے پھر نماز جمعہ کے لئے (مسجد کی طرف) چل پڑے۔ اور ایسے دو آدمیوں جو مسجد کے اندر بیٹھے ہوں) کے درمیان تفریق نہ کرے۔ اور جسقدر اسکی قسمت میں ہو) نماز پڑھے جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو خاموشی سے بیٹھے تو اللہ پاک اسکے لئے ایک جمعہ (سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ فرمادیتا ہے (البخاری کتاب الجمعۃ

۔ حضرت اوس بن اوسؓ سے مروی ہے کہ رسولخداﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے 8 روز نہلائے اور خود نہائے اول وقت (مسجد) میں آئے اور شروع خطبہ میں شریک ہو چل کر آئے سوار ہو کر نہ آئے امام کے قریب رہے خطبہ جمعہ (خاموشی سے) سنے دوران خطبہ فضول گفتگو نہ کرے اس کے لئے ہر قدم کے بدلے سال بھر کے عمل، ایک سال کے روزوں اور اسکی راتوں کے قیام کا ثواب ہے۔ ابن ماجہ مشکوٰۃ

اوپر والی حدیث پاک میں مَن غَسَّل" کہ جو نہلائے "اسکے تین مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اپنے کپڑے دھوئے دوسرا یہ کہ کہ کسی کو نہانے کا سامان مہیا کرے مثلاً پانی اور تیل صابن وغیرہ کا انتظام کردے۔ تیسرا یہ کہ اپنی عورت سے صحبت کرے تاکہ اسکو غسل کرنا پڑے

9۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایاجب مرداور عورت غسل کرتے ہیں تواللہ تعالیٰ انکے پانی کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتاہے جو مرداور عورت کے لئے قیامت تک (استغفار کرتارہتاہے۔) نزہۃ المجالس جلداوّل صفحہ ۱۱۱

ان مبارک حدیثوں سے پتہ چلاکہ جمعہ کے روز غسل کرناخوشبو،نئے کپڑے وغیرہ پہننا باعث ثواب ہے۔

جمعہ کے روز گردنیں پھلانگنا منع ہے

آجکل تواکثر نمازیوں میں یہ رواج ہے کہ جمعہ کے دن سب سے آخر مسجد میں آتے ہیں جب سب سے آخر میں آتے ہیں۔پہل آنے والے نمازیوں سے صفیں بھری جاچکی ہوتی ہیں۔آخر میں آنے والے نمازی پہلے نمازیوں کی گردنیں پھلانگ کرآگے جانے کی کوشش کرتے ہیں ایسا کرناشرعامیں ناجائزاورحرام ہے اس سے دوسرے مسلمان بھائیوں کوتکلیف ہوتی ہے لہٰذا! جہاں جگہ ملے بیٹھ جاناچاہیے لوگوں کی گردنیں پھلانگنیں سے بچناچاہیے

10۔ سرکارمدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ کاارشادپاک ہے

مَن تَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ یَومَ الجُمعَۃِ قَاتَّخَذَ جَسرًا اِلٰی جَھَنَّمَ

جس نے جمعہ کے روز لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کی طرف پُل بنایا) رواہ (الترمذی مشکوۃ صفحہ ۲۲۱

۔حضرت عبداللہ بن بسر سے مروی ہے کہ ایک شخص جمعہ کے روز لوگوں کی گرنیں 11 پھلانگتا ہوا آیا اور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ خطبہ جمعہ پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ تم نے (لوگوں) کو تکلیف دی۔

(رواہ احمد ابوداؤ د نسائی روزاجر جلد اول صفحہ ۳۲۱)

نماز جمعہ کو چھوڑ دینے کی وعید

جمعہ کی نماز فرض عین ہے اسکی فرضیت ظہر سے مؤکد ہے اور اسکا منکر کافر ہے (در مختار) کیونکہ اسکی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے

اللہ رب العزت ایمان والوں کو خطاب کرکے فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اِذَا نُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِن یَّومِ الجُمُعَۃِ فَاسعَوا اِلٰی

ذِکرِاللہِ وَذَرُوالبَیع،جب جمعہ کی اذان ہوجائے توذکرخداکی طرف دوڑواورذکرخداسے مرادباجماع مفسرین خطبہ جمعہ مرادہے اوراذان سے مرادپہلی اذان ہے کہ جب اذان ہوجائے توخریدوفروخت چھوڑدویعنی ہروہ کام چھوڑدو جو جمعہ میں رکاوٹ ڈالے خواہ خریدفروخت ہوخواہ کھیتی باڑی کیوں نہ ہوخواہ ویسے چہل قدمی یافضول باتیں میں مصروف کیوں نہ ہویہ سب کام چھوڑکراللہ کے ذکرکی طرف چل کرنہ بلکہ دوڑکرآؤتاکہ تم کامیاب ہوجاؤ ہم اگردنیاکے کام میں لگے رہے تواپنی دنیابھی برباد کردیں گے اورآخرت بھی اسی لئے اللہ رب العزت نے حکم دیاہے کہ دنیاکہ سب کام چھوڑدو۔جمعہ کے دن مسجد میں جلدی ہم آئیں گے تو

۔حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آقاﷺ نے ارشادفرمایاجو شخص جمعہ کے 13 دن مثل غسلِ جنابت کے (خوب اچھی طرح غسل کرے بعدازاں نمازکے لئے جائے توگویااس نے ایک اونٹ صدقہ کیاجودوسری گھڑی میں چلے گویاکہ اس نے ایک گائے صدقہ کی جو تیسری گھڑی میں چلے گویااس نے ایک سنگھارا ہوا مینڈھا صدقہ کیاجوچوتھی گھڑی میں چلے تواس نے گویاایک مرغی صدقہ میں دی اور جو پانچویں گھڑی میں چلے گویااس نے ایک انڈاصدقہ میں دیا۔کیونکہ جسوقت امام خطبہ پڑھنے نکل آتاہے توفرشتے خطبہ سننے کے لئے (مسجد)کے اندرآجاتے ہیں البخاری کتاب الجمعۃ

جب فرشتے مسجدکے اندرآجاتے ہیں تووہ اپنادفترلپیٹ لیتے ہیں

مسجد میں پہلے آنے کی وجہ سے اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے وہ بھی بالکل مفت
مگر افسوس آجکل کے پر فتن دور میں ہم نے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ارشاد پاک کی
قدر نہ کی اوّل تو جمعہ پڑھتے ہی نہیں اگر پڑھتے ہیں تو وہ بھی مسجد میں تب آتے ہیں جب
امام خطبہ جمعہ ختم کرنیوالا ہوتا ہے اس سے ہمارا بہت بڑا نقصان ہو جاتا ہے۔ثواب سے
محروم رہ جاتے ہیں جب ہم نماز جمعہ پڑھتے ہیں تو صرف جمعہ کی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ہم
دنیا کی طرف تو دوڑے چلے جاتے ہیں ہمیں دین کی خاطر بھی دوڑنا چاہیے۔جب ہم دین
کی طرف دوڑیں گیں تو دنیا ہمارے پیچھے دوڑے گی
ایک مشہور قول ہے اگر سورج سامنے ہو تو سایہ پیچھے ہوتا ہے اگر سورج پیچھے ہو تو سایہ
آگے ہوتا ہے۔اسی طرح دین اور دنیا کی مثال ہے کہ اگر ہم نے دین کو آگے
رکھا تو جسطرح سایہ پیچھے تھا دنیا ہماری پیچھے ہو گی اگر ہم نے دنیا کو آگے رکھا تو دین پیچھے
چلا جائے گا جب دین پیچھے چلا جائے تو نہ ہماری دنیا رہیگی اور نہ آخرت دنیا میں اللہ تعالیٰ
کے عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے آخرت میں عذاب الیم کے مزے چکھیں گے
حدیث پاک میں آتا ہے۔

۔ طارق بن شہابؓ سے مروی ہے کہ رسول خداﷺ نے ارشاد فرمایا ہر مسلمان 14 پر جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور واجب ہے سوائے چار (قسم کے آدمیوں (کے) . 1غلام پر، . 2 عورت پر، . 3 بچے اور 4 بیمار پر۔) رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱

۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ بیشک رسول خداﷺ نے فرمایا ہے جو اللہ 15 اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ (پڑھنا) لازم ہے سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے اور غلام کے جو آدمی جمعہ کی نماز سے بے پرواہ ہو کھیلنے یا سوداگری میں تو اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہی کرتا ہے اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا۔ معلوم ہوا جو آدمی جمعہ کی نماز سے بے پرواہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس شخص سے بے پرواہ ہو جاتا ہے جس شخص سے اللہ پاک اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بے پرواہ ہو جائیں تو اس آدمی کا اور کونسا دروازہ مہربانی کا رہ جاتا ہے۔

۔ حضرت ابن عمرؓ اور ابوہریرہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام 16 کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ممبر پر تشریف فرما تھے اور ارشاد فرمایا کہ لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ انکے دلوں

(پر ضرور مہر کر دیگا پھر وہ ضرور غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔) رواہ مسلم شریف

17 ۔ حضرت ابو الجعد ضمری سے مروی ہے کہ ہم نے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اسکے دل

(پر مہر کر دیگا۔) رواہ ابو داؤ د، الترمذی، نشای ابن ماجہ

18 ۔ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ ایک آدمی کو جمعہ پڑھانے کا حکم دوں پھر ان لوگوں کے اوپر انکے گھروں

(کو جلادوں جو جمعہ کی نماز میں نہیں آئے) رواہ مسلم (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱

19 ۔ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بغیر عذر کے جمعہ کو چھوڑ دیا تو اس (شخص) کو ایسی کتاب میں منافق لکھ

((دیا جائے گا جو نہ مٹائی جاتی ہے اور نہ بدلی جاتی ہے) رواہ الشافعی (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱

20 ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے چار جمعوں کو بلا کسی عذر کے چھوڑ دیا تو اس نے اسلام کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۸۱۵)

آخر میں بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام مومنین کو جمعہ شریعت کے احکام کے مطابق پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور منافقت کی بُری مرض سے بچائے آمین یارب العالمین

فضائل مکہ مکرمہ وفضائل مدینہ منورہ

کعبے کی رونق کعبہ کا منظر اللہ اکبر اللہ اکبر
دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر اللہ اکبر اللہ اکبر
تیرے حرم کی کیا بات مولا تیرے کرم کی کیا بات مولا
تا عمر کردے آنا مقدر اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ رب العزت نے بعض رسولوں کو بعض رسولوں پر فضیلت عطا کی ہے۔ دنوں میں سے جمعۃ المبارک کو، راتوں میں سے لیلۃ القدر کی رات کو اسی طرح شہروں میں سے مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کو فضیلت عطا کی ہے۔ شہر مکہ کی اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں قسم اٹھائی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس شہر میں اللہ رب العزت کا گھر ہے، حجر اسود جنتی پتھر ہے میدان عرفات، مسجد نمرہ، جنت المعلیٰ قبرستان ہے۔ اس لئے اللہ رب العزت نے اس شہر کی قسم اٹھائی ہے۔ نہیں! بلکہ اللہ رب العزت نے اس شہر کی قسم اس لئے اٹھائی ہے کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس (شہر مکہ) میں تم تشریف فرما ہو۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ، وَاَنْتَ حِلٌّ ''بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ (پارہ 30)

مجھے اس شہر مکہ کی قسم، اس شہر میں تم تشریف فرما ہو۔

قرآن پاک سے اس بات کا پتا چلا کہ جس جگہ محبوبان خدا کے پاؤں لگ جائیں وہ جگہ عام جگہ نہیں رہتی بلکہ اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول جگہ ہوتی ہے۔ جس پہاڑی پر حضرت اسماعیلؑ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؓ دوڑیں اللہ رب العزت نے ان پہاڑیوں کو "شعائر اللہ" قرار دیا یعنی یہ کوئی دنیا والی عام پہاڑیاں نہیں بلکہ میری نشانیاں ہیں ۔پس قیامت تک جو آدمی حج یا عمرہ کرے وہ ان پہاڑیوں پر دوڑے تاکہ میری محبوب بندی حضرت ہاجرہؓ کی سنت زندہ رہے۔اسی طرح جو انسان نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کرتا ہے وہ عام انسان نہیں رہتا۔بلکہ وقت کا غوث ،ابدال بن جاتا ہے ۔میرے محبوب ﷺ کسی کو داتا گنج بخشؒ ،خواجہ معین الدین اجمیریؒ، خواجہ سلیمان تونسویؒ، پیر سیالؒ تاجدار سیال شریف پیر میاں محمد ورالیؒ، پیر مہر علی تاجدار گولڑہ پیر خواجہ اکبر علیؒ، نصیر ملت خواجہ غلام نصیر الدین نصیر خواجہ نور محمد مہارویؒ، مخدوم، حاجی صاحبؒ، سلطان زکریاؒ پیر محمد مظہر قیوم بنا دیتے ہیں۔

شہر مکہ کی فضیلت کے بارے میں حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "کوئی شہر ایسا نہیں جسے دجال نہ روندے سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے ان کے

(راستوں میں سے ہر راستہ پر صف بستہ فرشتے حفاظت کر رہے ہیں۔ (البخاری

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب مکہ فتح فرمایا تو اس روز فرمایا کہ اس شہر کو اللہ پاک نے اس دن سے حرمت عطا فرمائی جس روز زمین اور آسمان کو پیدا کیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے باعث تا قیامت حرام ہے اور اس میں جنگ کرنا کسی کے لئے نہ مجھ سے پہلے حلال ہوا اور نہ میرے لئے مگر دن کی ایک ساعت کے لئے کسی پس وہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے ساتھ قیامت تک حرام ہے نہ اس کا کانٹا توڑا جائے اور نہ اسکا شکار بھڑکایا جائے اور اسکی گری پڑی چیز صرف وہ اٹھائے (جس نے اعلان کرنا ہو اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔ (البخاری

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام حزورہ پر کھڑے ہوئے دیکھا حضور ﷺ فرماتے تھے اللہ کی قسم! تو ساری زمین میں سے بہترین زمین ہے اور اللہ پاک کی تمام زمین میں خدا کو زیادہ پیاری ہے اگر میں تجھ سے (نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔ (ترمذی، ابن ماجہ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں (سے کسی کو یہ جائز نہیں کہ مکہ معظمہ میں ہتھیار اٹھائے پھرے۔ (مسلم

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ معظّمہ پر حملہ کرے گا توجب میدانی زمین میں ہوں گے توانکے اگلے پچھلے سب کو دھنسادیا جائے گا میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ انکے اگلے پچھلوں کو کیسے دھنسادیا جائے گا ان میں سوداگر بھی ہوں گے اوروہ بھی جواس لشکر سے نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دھنسایا توسارے اگلے پچھلوں کو جائے گا پھراپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے (مسلم، بخاری)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظّمہ سے فرمایا توکیساپاکیزہ شہر ہے اورتو مجھے کیساپیارا ہے اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی (تومیں تیرے علاوہ کہیں نہ ٹھہرتا۔ (ترمذی

حضرت ابوشریح عدوی سے انہوں نے عمروابن سعید سے فرمایا جبکہ وہ مکہ معظّمہ پر لشکر بھیج رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت دے کہ میں تجھے وہ فرمان پاک سناؤں جسے کل فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا جسے میرے کانوں نے سنااور میرے دل نے محفوظ کیااور حضور ﷺ کو میری آنکھوں نے کلام کرتے وقت دیکھا آپ ﷺ نے اللہ پاک کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ پاک نے حرم بنایا ہے کسی انسان نے نہیں بنایا ہے توکسی بھی اس شخص کو جو اللہ اور قیامت کے

دن پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ وہاں خون بہائے اور نہ وہاں کا درخت کاٹے اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے جہاد سے اجازت سمجھے تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اسکی اجازت دے دی تھی اور تم کو نہ دی رب نے مجھے دن کی ایک گھڑی اجازت دے دی تھی اب آج اسکی حرمت کل کی طرح ہی لوٹ آئی حاضرین غائبین کو پہنچادیں ابو شریح سے کہا گیا کہ پھر تم سے عمرو نے کیا کہا فرمایا وہ بولا اے ابو شریح میں تم سے زیادہ جانتا ہوں کہ حرم شریف نہ تو مجرم کو پناہ دے سکتا ہے نہ خون کرکے بھاگے ہوئے (کو نہ فساد کرکے بھاگے ہوئے کو۔ (مسلم، بخاری

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اپنے گھر میں نماز پڑھے اسے پچیس نمازوں کا ثواب، جو جامع مسجد میں نماز پڑھے اسے پانچ سو نمازوں کا ثواب، جو جامع مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھے اسے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب اور جو مسجد حرام میں نماز پڑھے اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب (ملتا ہے۔ (ابن ماجہ

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی ؟آقا ﷺ نے فرمایا بیت الحرام راوی فرماتے ہیں کہ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے بعد ؟آپ ﷺ نے فرمایا مسجد اقصیٰ ! پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان دونوں مسجدوں) کی)

تعمیر کے درمیان کتنا وقفہ ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا چالیس سال۔ لیکن تم جہاں وقت ہو جائے اسی جگہ نماز پڑھ لیا کرو اسی میں تمہارے لئے فضیلت ہے۔

حضرت عیاش ابن ابو ربیعہ مخزومی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امت بھلائی پر رہے گی جب تک اس حرمت کا بحق تعظیم واحترام کریں جب اسے برباد کریں گے ہلاک ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

فضائل مدینہ منورہ

کعبہ کی عظمتوں کا منکر نہیں ہوں لیکن!

کعبے کا ہے کعبہ میرے نبی ﷺ کا روضہ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روزہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

ارشاد باری تعالیٰ ہے

"اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہو جائیں اور پھر اللہ پاک سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ انکی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ پاک کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔ (پارہ ۵)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ دربار مصطفےٰ ﷺ پر حاضر ہونے کے بغیر بخشش ناممکن ہے۔جہاں پر ذکر خدا ہوگا وہیں پر ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوگا۔ اگر کوئی لاکھ مرتبہ لاالہ الااللہ کہے مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک محمد رسول اللہ (ﷺ) نہ کہے گا۔

مدینہ منورہ وہ شہر ہے جس میں زمین کا ایک ٹکڑا جنت کا ٹکڑا ہے۔مدینہ کی مٹی میں شفا ہے جو شخص مدینہ پاک کی تنگی اور سختی پر صبر کرے گا قیامت کے دن اسکی شفاعت میرے آقا ﷺ فرمائیں گے۔اسی شہر مدینہ میں میرے آقا ﷺ کا گنبد خضریٰ ہے۔جو شخص نبی کریم ﷺ کی قبر انور مبارک کی زیارت کرتا ہے اس کی میرے محبوب ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔حدیث پاک میں آتا ہے۔

مَن زَارَ قَبرِی وَجَبَت لَہٗ شَفَاعَتِی۔

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے"۔(البخاری)

ہم در آقا ﷺ پہ سر اپنا جھکا لیتے ہیں
سچ بتانا ارے دنیا ہم تیرا کیا لیتے ہیں

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ کے دو کناروں کے درمیان یہاں سے کانٹے کاٹنا یا یہاں کا شکار قتل کرنا حرام کرتا ہوں فرمایا مدینہ مسلمانوں کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانتے ہوتے ایسا کوئی نہیں جو مدینہ سے رغبتی کرتے ہوئے اسے چھوڑے مگر اللہ پاک اس مدینہ میں اسکو اچھا رہنے والا بسائے گا اور کوئی شخص مدینہ کی سختی اور بھوک پر صبر نہ کرے گا مگر میں قیامت کے دن اس کا شفیع یا گواہ (ہوں گا۔ (مسلم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا کوئی امتی مدینہ کی سختیوں اور تکلیف پر صبر نہ کرے گا مگر میں قیامت کے دن اسکا شفیع ہوں گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لاتے تھے جب حضور ﷺ اسے لیتے تو فرماتے الٰہی ہمارے پھلوں میں ہمارے لئے .برکت دے ہمارے مدینہ میں .برکت دے ہمارے صاع میں ہمارے مد میں ہمارے واسطے .برکت دے الٰہی ابراہیمؑ تیرے بندے تیرے خلیل تیرے نبی ہیں اور میں تیرا بندہ تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی اور میں مدینہ کے لئے ویسے ہی دعا کرتا ہوں جیسی انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی اور اتنی ہی اسکے ساتھ اور فرمایا پھر کسی (چھوٹے بچے کو بلاتے اسے یہ پھل عطا فرمادیتے۔ (مسلم

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا

مزہ جومدینہ کی گلیوں میں دیکھا

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاابراہیمؑ نے مکہ کوحرم بنایااسی کے لئے احرام بنایااورمیں مدینہ کوحرم بناتاہوں اس کے گوشوں کے درمیان کوکہ اسمیں نہ خون بہایاجائے نہ اسمیں جنگ کے لئے ہتھیاراٹھایاجائے نہ بجز چارے کے (یہاں کادرخت کاٹاجائے۔ (مسلم

حضرت عائشہؓفرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے توحضرت ابوبکروبلال کوبخارہوگیامیں آقاﷺ کی خدمت میں حاضرہوئی میں نے حضورﷺ کویہ خبردی توآقاﷺ نے فرمایااالٰہی مدینہ ہمیں ایسابیارا کردے جیسے مکہ پیارا تھایااس سے بھی زیادہ اوراسے صحت بخش بنادے اوراس کے صاع ومدمیں ہمیں (برکت دے اور یہاں کے بخار کو منتقل کرکے جحفہ میں بھیج دے۔ (مسلم، بخاری

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایامجھے ایسی بستی کاحکم دیاگیاجو تمام بستیوں کو کھاجائے لوگ اسے یثرب کہیں گے حالانکہ وہ مدینہ ہے لوگوں (کوایسے صاف کردے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔ (مسلم، بخاری

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی

حتیٰ کہ مدینہ منورہ برے لوگوں کو یوں نکال دے گا جیسے بھٹی لوہے کا میل نکال دیتی ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کے (راستوں پر فرشتے ہیں یہاں نہ طاعون آسکتی ہے نہ دجال۔ (مسلم، بخاری

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ والوں کو تکلیف دینا چاہے تو اللہ تعالیٰ دوزخ میں اسے اس طرح پگھلائے گا جس طرح (آگ میں سیسہ پگھلتا ہے یا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ (مسلم

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے احد چمکا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں یقیناً ابراہیمؑ نے مکہ معظمہ کو حرم (بنایا اور میں مدینہ کے گوشوں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں۔ (بخاری، مسلم

حضرت سیلمان ابن ابی عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاصؓ کو دیکھا کہ آپ نے اس شخص کو پکڑ لیا جو حرم مدینہ میں شکار کر رہا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم بنایا ہے تو آپ نے اسکے کپڑے اتار لئے پھر اسکے مالک آپؓ کے پاس آئے اور اس بارے میں آپ سے کلام کیا آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس

حرم کو حرمت دی ہے اور فرمایا کہ جو یہاں کسی کو شکار کرتے ہوئے پکڑے تو اس کے
کپڑے چھین لے لہٰذا وہ مال میں تم کو واپس نہ دوں گا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے
(عطا کیا لیکن اگر تم چاہو تو تمہیں اسکی قیمت دے دوں۔ (ابوداؤد

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مدینہ میں مرسکے وہ
(وہیں ہی مرے کیونکہ میں مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا (ترمذی

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ میں مسیح دجال
کا عرب نہ آسکے اس دن مدینہ میں سات دروازے ہوں گے ہر دروازہ پر دو فرشتے
(ہونگے۔ (بخاری

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الٰہی جو برکتیں تو نے مکہ مکرمہ
(کو دی ہیں اس سے دوگنی برکتیں مدینہ منورہ میں دے۔ (مسلم، بخاری

حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو میری وفات
کے بعد حج کرے اور میری قبر کی زیارت کرے اسکا زیارت کرنا ایسے ہوگا جیسے میری
(زندگی میں میری زیارت کرے۔ (بیہقی شعب الایمان

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قصداً میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میرے امان میں ہوگا اور جو مدینہ منورہ میں رہے اور یہاں کی تکلیف پر صبر کرے میں قیامت کے دن اسکا شفیع اور گواہ ہوں گا اور جو دونوں حرم سے کسی حرم میں جائے وہ قیامت کے دن امن والوں سے ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایمان مدینہ کی طرف اس طرح سمٹ کر آ جائے گا جس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف سمٹ کر آ جاتا ہے۔

(بخاری)

اللہ پاک ہم سب کو بروز قیامت آقا ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
اور خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

دنیا وآخرت کی تمام رحمتیں اور برکتیں اپنے دامن میں سمیٹے امن وسلامتی کا پیامبر بن کر ماہ ربیع الاوّل کا چاند طلوع ہو چکا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی بارہ تاریخ کو آج سے سوا چودہ سال قبل مکہ مکرمہ کی سرزمین پر حضرت سیدہ آمنہؓ کی جھولی میں سیدنا حضرت عبداللہؓ کا در یتیم سرور کائنات، فخر موجودات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ نبی آخر الزمان معلم کائنات، محسن انسانیت سرور دو عالم ﷺ بن کر دنیا میں تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کی بعثت اتنی عظیم نعمت ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل سرزمین عرب برائیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ اہل عرب میں ہر طرح کی برائی موجود تھی۔ عرب کی سرزمین پر ہر جگہ کھلم کھلا بت پرستی ہوتی تھی۔ لوگ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے انہیں اپنا خدا مانتے انہیں سجدہ کرتے تھے۔ یہ بت پرستی اس حد تک بڑھ گئی کہ وہ خانہ کعبہ جسے زمین پر اللہ پاک کا پہلا گھر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ عرب کے لوگوں نے اس اللہ پاک کے گھر میں بھی 360 بت لا کر رکھ دیے۔ عرب کے ہاں جب بیٹا پیدا ہوتا تو وہ

لوگ خوشیاں مناتے تھے لیکن اگر اسی گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تو اس کا سوگ منایا جاتا تھا۔
جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تھی، وہ گویا معاشرے میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں
رہتا تھا۔اس شرم سے بچنے کے لئے لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے
۔آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کے ساتھ ایک انقلاب آنا شروع ہوگیا۔خانہ کعبہ کے
سب بت سجدہ میں گرپڑے۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ وہ بت جو کعبہ کے
گرد تھے ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور سب سے بڑا بت منہ کے بل گرپڑا پھر یہ
آواز آئی کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جنم دے دیا ہے
(۔اور ابر رحمت ان پر سایہ فگن ہوچکا ہے۔ (مدارج النبوۃ
فارس کا ہزاروں سال سے روشن آتش کدہ کی آگ بجھ گئی ۔شیطان دھاڑیں
مار مار کر رونے لگا۔آقا ﷺ کی تشریف آوری سے دنیا میں ایک نئی بہار آگئی
۔ہر طرف نور کے اجالے پھیل گئے اور پوری دنیا بقعہ نور بن گئی۔
فلک کے نظارو زمین کی بہار و خوشی سب مناؤ حضور آگئے ہیں
اٹھو غم کے مارو چلو بے سہارو خبر یہ سناؤ حضور آگئے ہیں

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو جن ،انسان، چرند، پرند، حیوانات الغرض
تمام جہانوں کے لئے رحمت العالمین بنا کر بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا ارسلنٰک
الا رحمۃ اللعالمین۔ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے

جہان کے لئے (پارہ 17، سورۃ الحج) ربیع الاوّل شریف کا مہینہ آتے ہی پوری دنیا کے مسلمان جوش وخروش سے آقائے دوجہاں سرور کون مکاں ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں پورے عالم اسلام میں محافلیں منعقد کرتے ہیں اور میلاد النبی ﷺ کی خوشی مناتے ہیں۔ میلاد کیا ہے؟ میلاد کیوں منایا جاتا ہے؟ کیا اس کو منانا جائز ہے۔ اس قسم کے سوالات میلاد شریف کے مہینے میں سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں پیدا کردیے جاتے ہیں اور وہ جو اپنے نبی کریم ﷺ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں پریشان ہوجاتے ہیں۔ سوچنے لگ جاتے ہیں کہ اب کیا کیا جائے؟۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ کا میلاد شریف منانا اور اس موقع پر خوشی کا اظہار جس بھی جائز طریقے سے ہو وہ جائز اور مستحب ہے۔ محبت رسول ﷺ کی علامت ہے۔ اس کی اصل قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

میلاد کے معنی ولادت، پیدائش کے تذکرے کرنا ہیں۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محفل میں بھی حضور سراپا نور شافع یوم النشور ﷺ کی ولادت مبارکہ، آپ ﷺ کے معجزات، آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ، فضائل ومناقب بیان کیے جاتے ہیں۔ آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کا میلاد منانا خود خالق کائنات نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید برھان عظیم میں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ الرَّحِیْمٌ

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ارشادفرمایاہے بے شک تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لائے آیت کریمہ کے اس حصے میں اللہ رب العزت نے آقاﷺ کی ولادت باسعادت بیان فرمائی ہے۔پھرارشادفرمایا"وہ رسول تم میں سے ہیں"آیت کریمہ کے اس حصہ میں آقاﷺ کانسب شریف بیان فرمایاہے
۔پھرفرمایا"تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے اور مسلمانوں پر کرم فرمانے والے مہربان ہیں"یہاں اپنے نبی کریمﷺ کی نعت بیان فرمائی ہے۔ایک اور مقام پرارشادباری تعالیٰ ہے۔وَاذکرونعمت اللہ علیکم (اوریادکرواللہ پاک کی نعمت کوجوتم پرہے۔سورۃ ال عمران آیت 301)ارشادباری تعالیٰ ہے ترجمہ: اپنے رب کی نعمت (کاخوب چرچاکرو۔(سورۃ الضحیٰ آیت 11

ارشادباری تعالیٰ ہے۔ترجمہ:اے اللہ!اے ہمارے رب ہم پرآسمان سے ایک خوان اتارکہ وہ ہمارے لئے عیدہوہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی (پارہ ۷ سورۃالمائدہ114)یہ دعاسیدناحضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہے کہ انہوں نے اللہ پاک کی بارگاہ میں ایک خوان نعمت اللہ پاک کی نشانی کے طورپرنازل ہونے کی دعاکی۔نزول آیت وخوان نعمت کواپنے لیے اوربعدمیں آنے والوں کے لئے عیدکادن قراردیاجب آسمان سے مائدہ اتراوہ اتوارکادن تھاعیسائی آج بھی اسی دن خوشی مناتے ہیں کہ اس دن دسترخوان اتراتھا۔توہم

کیوں نہ اپنے آقا ﷺ کے ولادت باسعادت کی خوشی منائیں۔آقا ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری تو اس مائدہ سے کہیں بڑھ کر ہے۔مزید ارشاد ہوتا ہے ترجمہ: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔وہ ان کے سب دھن ودولت سے بہتر ہے (پارہ ۱۱ سورۃ یونس ۵۸) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت کے ملنے پر خوشی منانے کا حکم دیتا ہے۔آقا ﷺ بھی اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں۔درج بالا تمام آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور ان کا چرچا کرنا اللہ پاک کے حکم کی بجاآوری ہے آقا ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی بہت عظیم نعمت ہے الحمدللہ! مسلمان میلاد شریف کی محفل سجا کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی یاد تازہ کرتے ہیں اور اللہ پاک کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں الحمد سے لیکر والناس تک سارا قرآن ہی مصطفیٰ ﷺ کی شان بیان کرتا ہے۔تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد کی خبر اپنی اپنی امت کو دی۔آپ ﷺ کے بارے میں بتایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو مرے بعد تشریف لائیں گے جن کا نام احمد ہوگا۔تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو بتایا کہ آپ ﷺ تشریف لائیں گے ہم میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محافل سجا کر یہی کہتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے اپنی اپنی قوم کو تو یہ خوشخبری سنائی کہ میرے بعد وہ رسول آنے والا ہے امتی یہی کہتے ہیں کہ وہ رسول ﷺ تشریف لا چکے ہیں بعض لوگ لاعلمی کی بناء پر میلاد مصطفیٰ ﷺ کا انکار کر دیتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنا میلاد بیان

کیاہے۔ سیدنا حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے آپ ﷺ کے نسب شریف میں طعن کیاہے تو "پس نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا کہ بتاؤ میں کون ہوں ؟ سب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں اللہ پاک نے مخلوق کو پیدا کیا ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا۔ پھر اس مخلوق کے دو گروہ کیے (عرب و عجم) ان میں بہتر مجھے بنایا۔ پھر ان کے قبیلے کیے اور ان میں سے بہتر یعنی قریش میں سے کیا پھر قریش کے چند خاندان بنائے مجھے ان میں سب سے بہتر خاندان یعنی بنو ہاشم میں سے کیا۔ تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے خود محفل میلاد منعقد کی جس میں اپنا حسب و نسب بیان فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی حضرت ثوبیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آکر ابولہب کو ولادت نبی کریم ﷺ کی خبر دی ابولہب یہ خبر سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی سے اشارہ کرکے کہنے لگا جا ثوبیہ آج سے تو آزاد ہے۔ وہ ابولہب جس کی مذمت میں پوری قرآن مجید کی سورۃ الہب نازل ہوئی ایسے بدبخت کافر کو میلاد مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر خوشی منانے کا کیا فائدہ ہوا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو، اکبر اور جہانگیر بادشاہ کے زمانے کے عظیم محقق ہیں ماثبت بالسنۃ میں فرماتے ہیں۔ "ابولہب نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو اس صلے میں آزاد کر دیا تھا کہ اس نے ابولہب کو سرور دو عالم ﷺ کی

پیدائش کی خبر دی تھی تو ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے گھر والوں میں (حضرت عباسؓ) نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ سناؤ کیا حال ہے؟ بولا آگ میں ہوں، البتہ اتنا کرم ہے کہ پیر کی رات مجھ پر تخفیف کر دی جاتی ہے اور اشارے سے بتایا کہ اپنی دو انگلیوں سے پانی چوس لیتا ہوں اور یہ عنایت مجھ پر اس وجہ سے ہے کہ مجھے ثوبیہ نے بھتیجے (یعنی نبی پاک ﷺ) کی پیدائش کی خبر دی تھی تو اس بشارت کی خوشی میں، میں نے اسے دو انگلیوں کے اشارے سے اسے آزاد کر دیا تھا اور پھر اس نے اسے دودھ پلایا تھا" اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لئے روشن دلیل ہے جو سرور دو عالم ﷺ کی شب ولادت خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کافر تھا۔ جب آنحضرت ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے اس کو انعام دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے ان لوگوں کے حال کا کیا پوچھنا، جو آپ ﷺ کی پیدائش کے بیان میں خوش ہوتے ہیں اور جس قدر بھی طاقت ہوتی ہے، آقا ﷺ کی محبت میں خرچ کرتے ہیں، مجھے اپنی عمر کی قسم! کہ ان کی جزاء خدائے کریم کی طرف سے یہی ہوگی ان کو اپنے فضل کامل سے اپنی جنت میں داخل فرمائے گا (مدارج النبوۃ) علامہ ابن کثیر نے علامہ ابوالقاسم کی اس عبارت کو سیرۃ النبویہ میں جوں کا توں نقل کیا ہے۔ علامہ احمد بن زینی دحلان، السیرۃ النبویہ میں لکھتے ہیں۔ عکرمہؓ سے مروی ہے کہ جس روز آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابلیس نے دیکھا کہ آسمان سے تارے گر رہے ہیں اس نے اپنے لشکر کو کہا رات وہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے

نظام کو درہم برہم کردے گا۔ شیطان کے لشکر نے اسے کہا کہ تم اس کے نزدیک جاؤ اور اسے چھو کر جنون میں مبتلا کردو جب وہ اس نیت سے نبی کریم ﷺ کے پاس جانے لگا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور اسے دور عدن میں پھینک دیا (السیرۃ النبویہ ،زینی دحلان) علامہ ابوالقاسم سہیلی لکھتے ہیں "ابلیس ملعون زندگی میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا۔ پہلی مرتبہ جب وہ ملعون قرار دیا گیا۔ دوسری مرتبہ جب اسے بلندی سے پستی کی طرف دھکیلا گیا۔ تیسری مرتبہ جب سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ رسول عربی ﷺ کی جب ولادت باسعادت ہوئی۔ چوتھی مرتبہ جب سورۃ الفاتحہ (الحمد شریف) نازل ہوئی۔ (روض الانف جلد اول) جشن عید میلاد النبی ﷺ کا منانا قرآن وحدیث سے ثابت ہوا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی پر صرف شیطان کو تکلیف ہوئی۔ اس بات پر کسی عاشق کی روح تڑپی اور خوب کہا۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ہیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں "حدیثوں میں آیا ہے کہ شبِ میلاد مبارک کو عالم ملکوت (فرشتوں کی دنیا) میں ندا کی گئی کہ "سارے جہاں کو انوارِ قدس سے منور کردو۔ زمین وآسمان کے تمام فرشتے خوشی ومسرت میں جھوم اٹھے اور دراغۂ جنت کو حکم ہوا کہ فردوس اعلیٰ کو کھول دے اور سارے جہان کو خوشبوؤں سے معطر کردے

مدارج النبوۃ) طبقات ابن سعد میں ہے کہ "جب سرور کائنات ﷺ کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جس سے مشرق تا مغرب سب آفاق روشن ہو گئے۔ ایک دفعہ آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کے گرد صحابہ کرام علیہم الرضوان اس طرح جھرمٹ بنائے ہوئے بیٹھے تھے جیسے چاند کے گرد نور کا ہالہ ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اپنی ولادت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا "میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسی علیہ السلام۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں آقا دوجہاں ﷺ کی ولادت باسعادت والی رات کعبہ کے پاس تھا کہ آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ شریف مقام ابراہیم کی طرف جھک گیا، اور سجدہ ریز ہو گیا پھر اس سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہوئی، اور یہ آواز سنائی دی۔ "اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا پروردگار ہے۔ اب وہ مجھے بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک فرمادے گا"۔ اور غیب سے آواز آئی رب کعبہ کی قسم کعبہ کو عزت مل گئی ہوشیار ہو جاؤ کہ کعبے کو ان کا قبلہ اور مسکن ٹھہرا دیا گیا ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص 17)

میرے مسلمان بھائیو! اب ذرا خود ہی سوچیں کہ جب اللہ پاک نے آسمان پر اور کعبۃ اللہ نے بھی آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منائی تو ہم جو آپ ﷺ کے گناہ گار امتی

ہیں کیوں نہ اس پیارے آقا ﷺ کے میلاد کی خوشی منائیں ۔ ہم شادیوں اور دیگر تقریبات پر اتنا مال خرچ کرتے ہیں اور وہاں سوچتے بھی نہیں ۔ جس نبی کریم ﷺ کی وسیلہ سے ہم کو اللہ پاک کی تمام نعمتیں ملی ہیں تو اس نبی کریم ﷺ کی ولادت پر ہم کیوں نہ خوشی منائیں۔ آقا دوجہاں ﷺ کا میلاد ہمیں دنیا اور آخرت دونوں میں فائدہ دے گا عید میلاد پر پورا سال اللہ پاک نے خوشی منائی ۔ تمام کتب فضائل وسیرت میں اکثر یہ روایتیں ملتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی آمد پر خوشی منائی۔ پورا سال بطور جشن حضور ﷺ کی آمد پر ساری زمین کو سرسبز کر دیا روئے زمین کے خشک اور گلے سڑے درختوں کو بھی پھلوں سے بھر دیا۔ اللہ پاک نے ہر طرف اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بھرمار کر دی ۔ قحط زدہ علاقوں میں رزق کی اتنی کشادگی فرمادی کہ وہ سال خوشی اور فرحت والا سال کہلایا۔ "جس سال نور محمدی ﷺ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ودیعت ہوا وہ فتح ونصرت تروتازگی اور خوشحالی کا سال کہلایا۔ اس سے پہلے اہل قریش بدحالی، عسرت وقحط سالی میں مبتلا تھے ولادت کی برکت سے اس سال اللہ تعالیٰ نے بے آب وگیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی عطا فرمائی اور (سوکھے) درختوں کی شاخوں کو ہرا بھرا کر کے انہیں پھلوں سے بھر دیا اہل قریش اس طرح ہر طرف سے کثیر خیر آنے سے خوشحال ہو گئے۔ الخصائص الکبری، سیرت الحلبیہ) جب اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے اس نے اپنے پیارے نبی ﷺ کا جشن ولادت اتنی شان وشوکت سے منایا تو ہم اس

محبوب ﷺ کے امتی اس آقا ﷺ کا میلاد کیوں نہ منائیں؟ حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت مروی ہے "بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین شام میں بصریٰ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہوگئے ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں "کہ اس نور سے شام کے محلات اور وہاں کے بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ میں نے بصریٰ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔ (سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد) حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقیفہؓ فرماتی ہیں کہ "جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی میں خانہ کعبہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہوگیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر نہ گر پڑیں (زرقانی علی المواہب، السیرۃ الحلبیہ، الخصائص الکبریٰ)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں جھنڈے لہرانا

جب آقا ﷺ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے جناب جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا کہ جاؤ میرے محبوب ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جھنڈے لہراؤ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا ﷺ کی ولادت کے وقت میں نے بہت سے عجائبات کو دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک فرش زمین و آسمان کے درمیان کھینچا گیا ہے پھر میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان بہت لوگ کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی

کے آفتابے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کی ایک ڈار میرے سامنے آئی یہاں تک کہ ان پرندوں سے میرا کمرہ بھر گیا ان پرندوں کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے پھر اللہ کریم نے میری آنکھوں کے سامنے سارے حجابات کو دور کر دیا اور پھر میں نے شرق و غرب کی جانب نظر ڈالی میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے ہیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پر لہرایا جا رہا ہے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، خصائص الکبریٰ)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں آئمہ و محدثین کے عقائد

حضرت امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ جس رات میرے نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے وہ رات لیلۃ القدر سے بھی افضل رات ہے۔ اس لئے کہ لیلۃ المیلاد میں سرکار دو عالم ﷺ کا ظہور ہوا ہے۔ مگر لیلۃ القدر تو آپ ﷺ کو عطا ہوئی ہے۔ مشرف کی ذات کے سبب جو شئے شرف پائے وہ شئے اس سے افضل ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے۔ اس اعتبار سے آقا ﷺ کی ولادت والی رات افضل ہے۔ (سیرت محمدیہ ج ۱) امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مولد پاک

(پر اظہار و تشکر کرنا ہمارے نزدیک افضل و مستحب ہے۔ (روح البیان

حضرت شیخ عبداللہ سراج حنفی کا عقیدہ یہ ہے کہ "میلاد شریف پڑھتے وقت جب

سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑے ہونے بڑے بڑے آئمہ سے ثابت ہے۔ آئمہ اسلام اور حکام نے کسی انکار اور رد کے بغیر اسے برقرار رکھا لہٰذا یہ مستحسن کام ہے اور حقیت یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر تعظیم کا کون مستحق ہو سکتا ہے اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کافی ہے فرمایا جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ پاک کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم) مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ "اس میں کیا حرج ہے کہ اگر محفل میلاد میں قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور نبی پاک ﷺ کی نعت مبارکہ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت کی شان میں قصیدے پڑھے جائیں۔ (مکتوبات دفتر سوم)

امام ابن جزریؒ نے فرمایا "کہ ابولہب جیسے کافر کو نبی کریم ﷺ کا میلاد منانے کی وجہ سے جزا دی گئی حالانکہ قرآن پاک میں اس کی مذمت آئی ہے تو نبی کریم ﷺ کے اس مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا جو اپنے نبی کریم ﷺ کا اپنی قدرت اور طاقت کے مطابق جشن ولادت مناتا ہے۔ مجھے اپنی عمر کی قسم کہ اللہ پاک کی طرف سے اس امتی (جو نبی کریم ﷺ کی ولادت مناتا ہے) کے لئے جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل عظیم اور جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔ (مواہب لدنیا) امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ "حضور نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محافل منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور اس مسرت موقع پر کھانا پکاتے رہے ہیں اور شب ولادت میں مختلف قسم کی خیرات وغیرہ کرتے رہے ہیں اور سرور و خوشی کرتے رہے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے موقع پر قرآت کا اہتمام

کرتے چلے آرہے ہیں اس جشن ولادت سے ان پر اللہ کا فضل نازل ہوتا رہا ہے اور اس کے خواص سے یہ امر مجرب ہے کہ انعقاد محفل میلاد اس سال میں موجب امن امان ہوتا ہے اور ہر مقصود مراد پانے کے لئے جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے تو اللہ تعالی اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تاکہ یہ عید میلاد اس شخص پر سخت ترین علت و مصیبت بن جائے جس کے دل میں مرض وعناد ہے۔ (مواہب لدنیا) شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں "اور ہمیشہ سے اہل اسلام نبی پاک ﷺ کے میلاد پاک کی ہر مہینے میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں۔ (ماثبت بالسنۃ) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ "بزرگ اور نیک بادشاہوں، عظیم اور فیاض سرداروں میں سے ایک شخص ابوسعید مظفر بادشاہ تھے وہ ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کرتے تھے اور بہت عظیم محفل میلاد منعقد کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیرک، بہادر، پرہیزگار، مدبر، عادل اور عالم دین تھے۔ (البدایہ والنھایہ)

آخر میں اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں اللہ پاک ہم کو سب کو آقا دوجہاں ﷺ کی سچی اور پکی محبت عطا فرمائے۔ آمین

سلام کی فضیلت اسکو پھیلانے اور عام کرنے کا حکم

اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔
وِاذَا حُیِّیتُم بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوا بِاَحسَنَ مِنھَا اَورُدُّوھَا۔ ترجمہ اور جب تم سلام کرو تو جواب میں اس سے بہتر (سلام کا جواب) دو یا وہی دے دو"
اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس نے ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی فرمائی ہے اسلام ہمیں اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام نے ہمیں یہ طریقہ بھی بتایا ہے کہ آپس میں محبت کیسے کر سکتے ہو۔ ایک دوسرے کے دل میں محبت پیدا کرنے کا سب سے اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ ایک مومن جب دوسرے مومن سے ملے تو اپنے بھائی سے سلام کرے۔
دنیا میں بسنے والی مختلف اقوام کے حالات اور انکے طرز زندگی کا اگر ہم مطالعہ کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے لوگوں کے اندر باہمی میل ملاپ کے کچھ اصول ضوابط ہیں کہ جب ایک دوسرے سے ملنا ہو تو کیسے کلام کرنا ہے؟ ہندو مذہب کے لوگ آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو رام رام کہہ کر ملتے ہیں اور آریہ مذہب والے جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو نمستے کہتے ہیں ۔ عیسائی

Good مذہب کے پیروکار جب ایک دوسرے سے صبح کے وقت ملتے ہیں تو گڈ مارننگ Morning. رات کے وقت ملتے ہیں تو After Noon دوپہر کے وقت ملتے ہیں تو Good Night گڈ نائٹ کہتے ہیں اسلامی تعلیم کا سورج طلوع ہونے سے پہلے عرب کے لوگ ایک دوسرے سے ملتے تو حیّاک اللّٰہ کہتے یعنی اللہ تمہیں زندہ رکھے۔اسلام نے ہمیں جو سلام کا طریقہ بتایا ہے۔ان الفاظ کی مثال کسی قوم کسی مذہب سے نہیں ملتی ۔جب انسان اسلامی طریقہ پر سلام کے الفاظ منہ سے نکالتا ہے تو یہ الفاظ مومن کے درمیان باہمی محبت والفت پیدا کر دیتے ہیں۔اسلام کے حکم کے مطابق سلام کرنے کا طریقہ آگے بتایا جا رہا ہے۔

کئی حدیث مبارکہ سلام کی فضیلت پر وارد ہیں ان میں سے چند احادیث کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ ہم سلام جو کرتے ہیں اسکا فائدہ کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس سے دریافت کیا۔کون سی چیز اسلام میں زیادہ خیر و برکت والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کھانا کھلانا اور ہر واقف ناواقف شخص کو سلام کرنا۔ (متفق علیہ)

یہ عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل السہمی قبیلہ قریش سے ہیں انکا سلسلہ نسب نبی کریم ﷺ سے آپؓ کے دادا کعب بن لوئی میں جا کر ملتا ہے پہلے اسلام لانے

والے صحابہ علیہم الرضوان اجمعین میں سے ہیں آپؓ سے بھی زیادہ حدیثیں مروی ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو کیا میں تمہاری ایسی چیز کی طرف رہنمائی کروں اگر تم وہ کرلوگے تو آپس میں محبت ہو جائیگی تم اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے مومن پر چھ حق ہیں جب وہ بیمار ہو تو بیمار پرسی کرے، جب وہ مرجائے تو اسکے جنازے میں شریک ہو، جب دعوت کرے تو دعوت قبول کرے، جب اس سے ملے تو سلام کرے جب چھینکے (تو چھینک کا جواب دے اور اس کی خیر خواہی کرے جب حاضر ہو یا غائب۔ (نسائی

حضرت ابو عمارۃ براء بن عازبؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا۔ بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانے کا، چھینکنے والے کو جواب دینا، کمزور کی مدد کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، سلام پھیلانے کا اور قسم پوری (کروانا۔ (متفق علیہ

ہماری یہ عادت ہوتی ہے راستوں میں بیٹھ جاتے ہیں اوّل تو راستے میں بیٹھنا نہیں چاہیے اگر کسی مجبوری کے تحت راستے میں بیٹھ بھی جاتے ہیں تو راستے کا ہمیں حق ادا کرنا چاہیے سوال پیدا ہوتا ہے کہ راستہ کا حق کیا بنتا ہے اس کا حق ہم آقا ﷺ کی بارگاہ سے پوچھتے ہیں یارسول اللہ ﷺ اللہ رب العزت نے آپکو رؤف رحیم بنایا ہے آپ ہمیں راستے کا حق بتائیں کہ راستہ پر اگر ہم بیٹھیں تو اسکا حق کسطرح ادا کریں۔آقا ﷺ کی بارگاہ سے اسکا جواب ملتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے بچو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم کو وہاں پر بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہم وہاں بات چیت کرتے ہیں اگر بغیر بیٹھے نہ مانو تو راستے کو اسکا حق دو؟لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ راستہ کا کیا حق ہے ؟آقا ﷺ نے فرمایا نگاہیں نیچی رکھنا،تکلیف دہ چیز ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور اچھائیوں کا حکم دینا برائیوں سے روکنا۔(مسلم (بخاریؒ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کے لئے مسلمان پر چھ اچھی خصلتیں ہیں جب اس سے ملے تو سلام کرے،جب دعوت کرے تو قبول کرے اور جب چھینکے تو اسے جواب دے جب بیمار ہو جائے تو مزاج پرسی کرے جب مر جائے تو اُسکے

جنازے کے ساتھ جائے اوراس کے لئے وہی پسند کرے جواپنے لئے پسند کرتا ہے۔
(ترمذی، درامی)

حضرت طفیل بن ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں وہ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آتے توحضرت عبداللہؓ انہیں ساتھ لیکر بازار کی طرف چلے جاتے جب ہم بازار کی طرف جاتے توحضرت عبداللہؓ جس بھی کباڑیے یا کسی چیز کوفروخت کرنیوالے یا کسی غریب کے پاس سے گزرتے یاجس شخص کے پاس سے گزرتے اسے سلام کرتے تھے حضرت طفیلؓ کہتے ہیں ایک دن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیاتووہ مجھے ساتھ لیکر بازار کی طرف جانے لگے تومیں نے ان سے کہابازار میں آپ کیا کرتے ہیں آپ نہ کسی فروخت کرنیوالے کے پاس ٹھہرتے ہیں نہ کوئی سامان خریدتے ہیں نہ کوئی سودے بازی کرتے ہیں نہ بازار کی کسی محفل میں بیٹھتے ہیں میں نے کہاآپ یہیں بیٹھیں ہم بات چیت کرتے ہیں انہوں نے فرمایااوبڑے پیٹ والے راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت طفیلؓ پیٹ بڑا تھاہم اسلئے جاتے ہیں تاکہ ہم ہراس شخص سے سلام کریں جس سے ہماری ملاقات ہوتی ہے

سلام کرنے کاطریقہ اورجواب دینے کاطریقہ

مومن کوملتے وقت سلام کہنااداۓ سنت نبوی ﷺ اور حصول ثواب کاذریعہ بھی ہے ۔اس لئے مسلمان کوچاہیے کہ کسی مسلمان کے ساتھ چاہے جان پہچان ہویانہ

ہواسکو سلام کریں سلام ایک بہترین عمل بلکہ ایک بہترین دعا ہے سلام کرنے کو ہمارے آقا ﷺ نے بہت پسند کیا ہے۔ سلام کرنے سے دل میں نورانیت آجاتی ہے بغض حسد کینہ جیسی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات کئی صحابہ کرامؓ اسی ارادہ سے بازار جاتے کہ کہ کثرت سے لوگ ملیں گے اور ہم کو زیادہ سلام کرنے کا موقع ملے گا ہماری ایک عادت بن چکی ہے سلام کرتے تو ہیں پر شریعت کے حکم کے مطابق نہیں۔ کبھی کبھار تو یہودیوں والا سلام کرتے ہیں ہمیں اسلام کے طریقے کے مطابق سلام کرنا چاہیے نہ کہ یہودیوں کے طریقے یعنی گڈ مارننگ، صبح بخیر وغیرہ۔ اگر ہم سلام شریعت کے حکم کے مطابق کریں گے تو ہمارے اعمال میں نیکیوں کے ڈھیر لگ جائیں گے اب حدیث کی رو سے بیان کیا جارہا ہے کہ سلام کرنا کیسے ہے اور سلام کرنے والے کو جواب کیسے دینا ہے. سلام کرنا سنت ہے پر اسکا جواب دینا واجب ہے۔ لہٰذا سلام کا جواب فوراً دینا چاہیے بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوگا یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا بلکہ توبہ کرنی پڑے گی۔

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا نبی کریم ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا پھر وہ شخص بیٹھ گیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے دس نیکیاں ملی ہیں پھر ایک اور شخص خدمت اقدس میں آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا نبی کریم ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا وہ شخص بیٹھ گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے بیس نیکیاں ملی ہیں پھر ایک اور شخص خدمت

اقدس میں آیا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ کہا نبی کریم ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا جب وہ شخص بیٹھ گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسکو تیس نیکیاں ملیں گی۔

ابوداؤد، ترمذی) اور معاذ بن انسؓ کی روایت ہے کہ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ حضور ﷺ نے فرمایا اس کے لئے چالیس نیکیاں۔

کسی مسلمان کو سلام کرنا ہو تو پورا سلام اس طرح کریں السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تاکہ سلام کا ثواب تو پورا ملے۔ کسی مسلمان کو سلام کا جواب دینا ہے تو اس طرح اس کے سلام کا جواب دیں۔ وعلیکمُ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں "جب اللہ رب العزت نے آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا جن کے قد کی لمبائی ساٹھ گز تھی انہیں جب پیدا کیا تو فرمایا جاؤ ان لوگوں کو سلام کرو یہ حکم ان فرشتوں کے بارے میں تھا جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور تم غور سے وہ سننا جو وہ تمہیں جواب دیں گے یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا جواب دینے کا طریقہ ہوگا آدم علیہ السّلام نے السلام علیکم کہا تو ان فرشتوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ علیہ ان فرشتوں نے رحمۃ اللہ علیہ کا اضافہ کر دیا۔ تو وہ بھی جنت میں جائے گا جو حضرت آدمؑ کی صورت پر ہوگا اور قد ساٹھ گز ہوگا پھر آدمؑ کے بعد مخلوق رہی حتیٰ کہ اب

(تک۔ (مسلم ، بخاری

کسی محفل میں اگر کچھ مسلمان سو رہے ہوں تو اتنا زور سے سلام نہیں کرنا چاہیے کہ وہ جاگ جائیں بلکہ اتنی آواز سے سلام کریں کہ جاگنے والے سن لیں

حضرت مقدادؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے لئے آپ کے حصے کا دودھ رکھا کرتے تھے آپ رات کے وقت تشریف لایا کرتے تھے اور آپ سلام کیا کرتے تھے اس طرح سلام کرتے کہ کوئی سویا ہوا بیدار نہ ہوتا اور جاگتے لوگوں کو آواز پہنچا دیا کرتے تھے پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ نے اسی طرح سلام کیا جس طرح آپ (کیا کرتے تھے۔ (رواہ مسلم

حضرت غالبؓ سے روایت ہے کہ ہم حسن بصری کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا بولا مجھے میرے والد نے میرے دادا سے خبر دی فرمایا مجھے میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہا حضور ﷺ کے پاس

جاؤ تو حضور ﷺ کو میرا اسلام عرض کرو وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے والد آپ کو سلام عرض کرتے (ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم پر اور تمہارے باپ پر سلام (ابوداؤد

ایک شخص آقاﷺ کی بارگاہ میں آیا اور صبح بخیر کہا آقاﷺ نے فرمایا کہ ہمارا اسلام آپکے سلام سے بہتر ہے ہمارا اسلام السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لہٰذا ہم کو چاہیے کہ حضورﷺ کا بتایا ہوا اسلام کریں نہ کہ یہودیوں والا خود بھی گڈمارننگ کہنے سے بچیں اور دوسروں کو بھی بتائیں

سلام کے آداب

سلام کرنا کس کا حق بنتا ہے؟ اس بارے میں حدیث مبارکہ میں آتا ہے حضورﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا جو شخص پہلے سلام کرتا ہے وہ تکبر سے بری ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا سوار شخص پیدل کو سلام کرے اور پیدل شخص بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ (متفق علیہ)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ جو غریب ہے وہ امیر کو سلام کرے کمزور شخص

طاقتور کو سلام کرے بلکہ اسلام نے امیر و غریب میں فرق ظاہر نہیں کیا بلکہ دونوں کے لئے یکساں حکم دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے چلتا ہوا بیٹھے ہوئے پر اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں پر (بخاری)

امام ترمذی نے ابوامامہ کے حوالے سے روایت کیا ہے عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ دو شخص ملتے ہیں ان دونوں میں کسے سلام کرنا چاہیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو۔ (متفق علیہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سلام بات چیت کرنے سے پہلے ہے۔ ایک اور روایت حضرت جابرؓ سے اسطرح روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلام کو کلام سے پہلے ہونا چاہیے اور کسی کو کھانے کے لئے نہ بلاؤ جب تک وہ سلام نہ کرلے۔ (ترمذی)

جماعت کیطرف سے ایک آدمی کا سلام کرنا اور جماعت میں بیٹھے ہوئے آدمیوں میں ایک کا جواب دینا

ایک جماعت دوسری جماعت کیطرف آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت کو ترک

کیاسب پر گناہ ہے اگران میں سے ایک نے سلام کرلیاتوسب بری الذمہ ہوجائیں گے افضل یہی ہے کہ سب آدمی سلام کریں۔جس جماعت کوسلام کیاگیااگران میں سے کسی نے جواب نہ دیاتوسب گنہگار ہوں گے اگرایک نے سلام کاجواب دے دیاتوسب بری الذمہ ہوجائیں گے۔افضل یہی ہے کہ سب سلام کاجواب دیں۔

حضرت علی ابن طالبؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جماعت کی طرف سے یہ کافی ہے کہ جب وہ گزریں توایک آدمی سلام کرے اور بیٹھے ہوئے کی طرف سے یہ کافی ہے کہ ان میں سے ایک جواب دے دے۔

عورتوں کوسلام کرنا جبکہ فتنہ کااندیشہ نہ ہو

اگر مرداور عورت کی ملاقات ہوتی ہے تومرد عورت کوسلام کرے اوراگر عورت اجنبیہ نے مرد کوسلام کیااوروہ عورت بوڑھی ہوتواس طرح جواب دے کہ وہ عورت بھی سن لے اگرعورت جوان ہوتواس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنیں۔

آدمی اپنی بیوی کویاعورت اپنے محرم رشتہ دار کویااجنبی عورت یاعورتوں کوسلام کرنا جبکہ فتنہ کاخوف نہ ہواسی طرح ان خواتین کااسی شرط کے ہمراہ سلام کرنا

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے درمیان ایک خاتون تھی ایک روایت

میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ ہمارے درمیان ایک بوڑھی عورت تھی چقندر کی شاخیں لے لیا کرتی تھی اور انہیں ہنڈیا میں ڈال لیا کرتی تھی اور اس میں کچھ جو کے دانے پیس کر ڈال دیتی تھی جب ہم جمعہ پڑھ کر واپس آتے تھے تو اسے سلام کیا کرتے تھے تو وہ (کھانا ہمارے آگے رکھ دیا کرتی تھی۔ (بخاری

سیّدہ اسماء بنت یزیدؓ بیان کرتی ہیں کہ میں خواتین میں تھی کہ نبی کریم ﷺ ہمارے (پاس سے گزرے تو آقا ﷺ نے ہمیں سلام کیا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ

اس حدیث کو امام ترمذیؒ اور امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ الفاظ امام ابوداؤدؒ کے ہیں۔

ترمذی کے یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن مسجد میں سے گزرے وہاں کچھ خواتین بیٹھی ہوئی تھیں تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے (اشارہ کے) ذریعے انہیں سلام کیا۔

بچوں کو سلام کرنا

اگر کوئی مسلمان بچوں کے پاس سے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے۔ ہمارے معاشرے میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے جیتے

رہو یہ سلام کا جواب نہیں بلکہ یہ جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے وہ کہتے تھے حیاک اللہ
اسلام نے ہمیں یہ طریقہ بتایا ہے کہ سلام کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ کہیں
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ چند لڑکوں کے پاس سے گزرے تو انہیں
(سلام کیا۔ (متفق علیہ
یہودیوں اور عیسائیوں پر سلام کی ابتداء نہ کرنا، اہل کتاب کو سلام کا جواب اس طرح دینا
کافر کو سلام کرنا حرام ہے اگر وہ سلام کردے تو جواب دیا جاسکتا ہے مگر جواب میں صرف
علیکم کہے اگر ایسی جگہ یا محفل سے گزرے جس محفل میں کفار اور مسلمان
دونوں موجود ہوں تو السلام علیکم کہے۔ ہاں کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا مثلاً سلام
نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصدِ تعظیم کافر کو ہرگز سلام نہ کرے
(کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ (درمختار
حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہودیوں اور عیسائیوں
کو سلام میں پہل نہ کرو جب تمہارا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ راستے میں
(سامنا ہو تو انہیں زیادہ تنگ راستے پر جانے میں مجبور کردو۔ (مسلم
حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم کو یہودی سلام کرتے

ہیں تو ان میں سے ہر ایک کہتا ہے تم پر موت پڑے تو تم کہہ دو تجھ پر۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ یہود نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے تو بولے السلام علیک حضور ﷺ نے فرمایا وعلیکم تو حضرت عائشہؓ نے کہا موت ہو تم پر اور تم پر خدا غضب ولعنت کرے تو آقا ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ ٹھہر و نرمی لازم کرو، سختی اور فحش سے بچو انہوں (عائشہؓ) نے عرض کیا کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا جو میں نے کہا میں نے ان ہی پر لوٹا دیا تو میری (دعا انکے بارے میں قبول ہوگی اور انکی دعا میرے متعلق نہ قبول ہوگی۔ (بخاری

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب یہود تم کو سلام کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں السام علیک تو تم اسکے جواب میں وعلیک کہو یعنی وعلیکم السلام نہ کہو۔ (صحیح بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اہل کتاب تمہیں (سلام کریں تو تم جواب میں "وعلیکم" کہو۔ (مسلم، بخاری

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص

ہمارے غیر کے ساتھ تشبّہ (مشابہت کرے) وہ ہم میں سے نہیں یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبّہ نہ کرو یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔ (ترمذی

حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ ایک محفل کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین (جو بتوں کے پجاری تھے) اور یہودی موجود تھے نبی کریم ﷺ نے (انہیں سلام کیا۔ (متفق علیہ

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

سورۃ النور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ؛ اے ایمان والو! ایسے گھروں میں جو تمہارے گھر نہ ہوں، اسوقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لو (اور اجازت لیتے ہوئے) انہیں سلام نہ کر"۔ (سورۃ النور آیت نمبر (27

قرآن مجید فرقان حمید کی سورۃ النور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اور جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنے اوپر سلام کرو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحیت (ہو گی۔ جو برکت والی اور پاکیزہ ہو گی"۔ (سورۃ النور 61

مسلمان کو چاہیے گھروں میں جائیں تو گھر والوں کو سلام کرے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا برکت کا باعث ہے اللہ پاک کی رحمت ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد پاک ہے۔

ترجمہ "جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے آپ کو سلام کرو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا ہے جو برکت والی اور پاکیزہ ہے"۔ (سورۃ النور آیت 61)

حدیث مبارکہ میں آتا ہے

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا، اے لڑکے! جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو سلام کرو یہ تمہارے لئے برکت کا باعث ہوگا اور تمہارے گھر والوں کے لئے بھی باعث برکت ہوگا۔ (رواہ الترمذی)

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اس گھر میں رہنے والوں کو سلام کرو اور جب نکلو تو وہاں کے رہنے والوں کو سلام سے وداع کرو یعنی رخصت ہو۔

سلام کا تکرار مستحب ہے

مومن کے لئے جس سے دوبارہ ملاقات ہو چاہئے جلدی ہو جائے یعنی

اندر جا کر پھر باہر آ جائے یا وہ کچھ دیر اندر گزار کر واپس آئے یا ان کے درمیان درخت یا کوئی اور چیز آڑ بن گئی ہو ان صورتوں میں سلام کا تکرار کرنا مستحب ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے پھر انکے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے (پھر اس سے ملے تو سلام کرے۔ (ابوداؤ د

حضرت ابوہریرہؓ نماز میں غلطی کرنیوالے کی حدیث میں یہ بات روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اس نے نماز ادا کی۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوا آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا تم واپس جاؤ نماز ادا کرو کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی وہ واپس گیا اس نے نماز ادا کی پھر آیا نبی (کریم ﷺ کو سلام کیا یہاں تک کہ اس نے ایسا تین مرتبہ کیا۔ (متفق علیہ

سلام میں بخل کرنیوالا بخیل ہے

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوا اور عرض کی کہ فلاں شخص کی کھجور کی شاخ میرے باغ میں ہے اور اس کی شاخ نے مجھے بہت دکھ دیا ہے تو حضور ﷺ نے اسے فرما بھیجا کہ میرے ہاتھ اپنی یہ شاخ فروخت کر دے وہ شخص بولا نہیں فرمایا تو مجھے ہبہ کر دے بولا

نہیں فرمایا تو اسے میرے ہاتھ جنت کے درخت کے عوض بیچ دے بولا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایسا شخص نہ دیکھا جو تجھ سے زیادہ بخیل ہو سواء اسکے (جو سلام میں بخل کرے۔ (احمد، بیہقی، شعب الایمان

جن پر سلام نہ کیا جائے

جو آدمی نماز پڑھ رہا ہو اس پر سلام نہ کیا جائے۔

تلاوت قرآن کریم کرنیوالے پر سلام نہ کیا جائے۔

جو آدمی روٹی کھا رہا ہو اس پر سلام نہ کیا جائے۔

جو پیشاب کر رہا ہو اس پر بھی سلام نہ کیا جائے۔

بدمذہب اور غیر مسلم کو سلام نہ کیا جائے۔

جوا اور شطرنج کھیلنے والے پر بھی سلام نہ کیا جائے۔

سلام کرنے کے فوائد

سلام کرنے سے سنت نبوی ﷺ پر عمل ہو جاتا ہے۔

مومن کے دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

خدا کی رحمت کا حقدار بن جاتا ہے

گھر میں سلام کرنے سے گھر میں خیر و برکت ہوتی ہے۔

دین اسلام کی تعلیمات پر عمل ہو جاتا ہے۔

اللہ پاک ہم سب کو سلام کرنے اور سلام کے جواب دینے کا عادی بنادے تاکہ دنیا آخرت میں اللہ پاک کی رحمت کے طلبگار اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی حقدار بھی بن جائیں ۔آمین بجاہ النبی الامین۔

ہمارا نبی ﷺ معجزہ بن کے آیا

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی ﷺ معجزہ بن کے آیا

اللہ رب العزت نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید برھان عظیم میں ارشاد فرمایا ہے۔ترجمہ: اے لوگو بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک واضح دلیل آ گئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن نور اتارا ہے۔ (سورۃ النساء آیت 175)

اللہ رب العزت نے نسل انسانیت کی رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے تاکہ اپنے برگزیدہ ہستیوں کے واسطے سے بندوں تک اپنے احکام پہنچائے اس خالق کائنات اللہ رب العالمین کا کروڑوں ہاشکر عظیم ہے کہ اس نے ہمیں انبیاء ورسل کے سردار جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول عربی ﷺ کی امت میں
پیدا کیا۔انبیاء اور رسولوں کی نبوت اور رسالت کی دلیلوں کو معجزہ کہا جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی کو اس کی نبوت ورسالت کے ثبوت کے لئے دلیل کے طور پر معجزات عطا کئے جن کو لوگوں کے سامنے پیش کرکے انبیاء اور رسولوں نے اپنی نبوت ورسالت کا ثبوت پیش کیا۔ آقا ﷺ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر یا رسول آئے وہ سب ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور انہوں نے اُسی قوم کو سیدھے راستے پر لانے

کے لئے معجزات ظاہر کیے۔اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کوایک معجزہ دیا، کسی کودو کسی کو تین معجزے عطافرمائے ۔آدم علیہ السلام معجزہ لے کرآئے ۔نوح علیہ السلام معجزہ لے کرآئے۔ موسی علیہ السلام معجزہ لیکرآئے ۔عیسیٰ علیہ السلام معجزہ لیکرآئے ۔مگر ہمارے نبی کریم ﷺ سراپا معجزہ بن کرآئے۔آپ ﷺ کا دیکھنا معجزہ، آپ ﷺ کا بولنا معجزہ آپ ﷺ کا بیٹھنا معجزہ ،آپ ﷺ کی ذات ،آپ ﷺ کی صفات آپ ﷺ کی، ہرادا معجزہ ہے ۔اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو جو معجزات عطافرمائے وہ صرف ان کی ظاہری حیات مقدسہ تک دیکھے جاسکتے تھے ۔اگرآج ہم موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں سے پوچھیں کہ کیا تمہارے نبی سیدنا موسی علیہ السلام کے پاس معجزات تھے ؟ وہ کہیں گے ہاں۔ اگران کو یہ کہاجائے کہ اس وقت بھی موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دکھا سکتے ہوتووہ کہیں گے ان تمام معجزات کوان کی ظاہری حیات مقدسہ میں ہی دیکھاجاسکتا تھااب ہم نہیں دکھا سکتے ۔اگرعیسی علیہ السلام کے ماننے والوں سے پوچھاجائے تو بھی یہی جواب ملے گا۔پرقربان جائیں ہم اپنے آقا ﷺ پرکہ آج بھی ہم سے کوئی پوچھے نبی کریم ﷺ کے معجزات توہم علی الاعلان کہیں گے کہ اے میرے نبی ﷺ کے معجزات کے بارے میں سوال کرنے والو!قرآن پاک کی زیارت کرلو یہ قرآن پاک میرے نبی کریم ﷺ کا وہ معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔قرآن پاک کاہر لفظ،ہر شد،مد،زیر،زبر عظمت مصطفیٰ ﷺ کی گواہ ہیں ۔ معجزہ کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ معجزہ اس امر کوکہتے ہیں جومدعی نبوت کے ہاتھ پرظاہر ہواور تمام کل عالم اسکے معارضہ اور مقابلہ یعنی

اس کی مثل لانے سے عاجزاور درماندہ ہوتا کہ منکرین اور مخالفین پر یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ شخص کوئی عام نہیں بلکہ خدا کا برگزیدہ ہے۔آقا ﷺ کی نبوت ورسالت چونکہ تمام عالم کے لئے ہے اور قیامت تک کے لئے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جملہ اقسام عالم سے معجزات اور نشانات عطافرمائے تاکہ عالم کی ہر چیز آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل اور برہان ہو اور عالم کی کوئی نوع ایسی باقی نہ رہے جو آپ ﷺ کی نبوت کی شہادت نہ دے۔چونکہ آقا ﷺ ساری کائنات کے لئے رحمۃ اللعالمین اور خاتم النبیین بن کر آئے۔اس لئے آپ ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ) کے سفر پر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم ایک کشادہ وادی میں پہنچے حضور نبی) کریم ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں پانی وغیرہ لے کر آپ ﷺ کے پیچھے گیا حضور نبی اکرم ﷺ نے (ارد گرد) دیکھا لیکن آپ ﷺ کو پردہ کے لئے کوئی چیز نظر نہ آئی۔وادی کے کنارے دو درخت تھے حضور نبی اکرم ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے آپ ﷺ نے اس کی شاخوں سے ایک شاخ پکڑی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری اطاعت کر وہ درخت اس اونٹ کے طرح آپ ﷺ کا فرماں بردار ہو گیا جس کی ناک میں نکیل ہو اور وہ اپنے ہانکنے والے کے تابع ہوتا ہے پھر آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی شاخ میں سے ایک شاخ پکڑ کر فرمایا اللہ پاک کے اذن سے میری اطاعت کر وہ درخت بھی پہلے کی طرح آپ ﷺ کے تابع ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ ﷺ دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو آپ ﷺ نے ان دونوں درختوں کو ملا دیا اور فرمایا اللہ پاک کے اذن سے جڑ جاؤ سو وہ دونوں درخت جڑ گئے میں وہاں

بیٹھا اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا میں نے اچانک دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت اپنے اپنے سابقہ اصل مقام پر کھڑے تھے

آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نے وہ مقام دیکھا تھا! جہاں میں کھڑا تھا میں نے عرض کیا جی یارسول اللہ ﷺ فرمایا ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک شاخ کاٹ کر لاؤ جب اس جگہ پہنچو جہاں میں کھڑا تھا تو ایک شاخ اپنی دائیں جانب اور ایک شاخ اپنی بائیں جانب ڈال دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہو کر ایک پتھر توڑا اور تیز کیا پھر میں ان درختوں کے پاس گیا اور ہر ایک سے ایک ایک شاخ توڑی پھر میں انہیں گھسیٹ کر حضور نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہونے کی جگہ لایا اس جگہ ایک شاخ دائیں جانب اور ایک شاخ بائیں جانب ڈال دی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے حکم پر عمل کر دیا ہے مگر اس عمل کا سبب کیا ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا میں اس جگہ دو قبروں کے پاس سے گزرا جن میں قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا میں نے چاہا کہ میری شفاعت کے سبب جب تک وہ شاخیں سرسبز و تازہ رہیں ان کے عذاب میں کمی رہے۔ (مسلم شریف) حدیث

بالا پر غور کیا جائے تو چند باتیں روز روشن کی طرح واضح ہو جائیں گی۔ سب سے پہلے تو درخت بھی آقا ﷺ سے محبت اور آقا ﷺ کی اطاعت کرتے تھے۔ دوسرا ہم اپنے پیاروں کی قبروں پر کھجور یا کسی اور سرسبز و شاداب درخت کی ٹہنیاں رکھتے ہیں تو بعض ناسمجھ لوگ اس پر اعتراضات کرتے ہیں اگر سرسبز و شاداب ٹہنیوں سے مردوں کو فائدہ نہ ہوتا تو آقا ﷺ ٹہنیاں نہ رکھواتے

پتہ چلا کہ سرسبز شاخوں سے قبر والوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ تیسرا یہ کہ جیسے میرے آقا ﷺ آگے دیکھتے تھے ویسے ہی پیچھے دیکھتے تھے جیسے آقا ﷺ زمین پر دیکھتے تھے ویسے ہی زمین کے اندر کی چیزیں نظر آتی تھیں۔ بعض نا سمجھ لوگ آقا ﷺ کی شفاعت پر اعتراضات کرتے ہیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں نے چاہا کہ میری شفاعت کے سبب جب تک وہ شاخیں سرسبز تازہ رہیں گی ان کے عذاب میں کمی رہے گی۔ تو معلوم ہوا کہ آقا ﷺ کی شفاعت سے قبر والوں کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ قیامت کے دن آقا ﷺ اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ جو لوگ آقا ﷺ کو اپنی مثل کہتے ہیں غور کریں ہم آقا ﷺ کے بول و براز کی طرح نہیں ہو سکتے جب ہم آقا ﷺ کے بول و براز کی طرح نہیں ہو سکتے تو پھر آپ ﷺ کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں آقا ﷺ کی بول و براز زمین اپنے اندر سما لیتی تھی۔ روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آقا ﷺ کا بول شریف پی لیا تھا تو اس کے جسم سے ہمیشہ خوشبو پھوٹتی رہی حتیٰ کہ اس کی اولاد میں کئی نسلوں تک خوشبو باقی رہی۔ (مدارج النبوۃ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کے (قافلہ کی شام سے) آنے کی خبر پہنچی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر آپ ﷺ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے ڈال دیں گے اگر آپ ﷺ ہمیں برک الغماد پہاڑ سے گھوڑوں کے سینے ٹکرانے کا حکم دیں تو ہم ایسا بھی کریں گے تب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا لوگ آئے اور وادی بدر میں اترے۔ پھر حضور نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے آپ ﷺ زمین پر اس جگہ اور کبھی اس جگہ اپنا دستِ اقدس رکھتے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر (دوسرے دن دورانِ جنگ) کوئی کافر حضور نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرا برابر بھی ادھر ادھر نہیں مرا۔ (رواہ مسلم، ابوداؤد) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کتابت کیا کرتا تھا وہ اسلام سے مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا کر مل گیا اور کہنے لگا میں تم میں سب سے زیادہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو جاننے والا ہوں اور میں ان کے لئے جو چاہتا تھا لکھتا تھا سو وہ شخص جب مر گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے زمین قبول نہیں کرے گی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا وہ اس جگہ آئے جہاں وہ مرا تھا تو دیکھا اس کی لاش قبر سے باہر پڑی تھی۔ پوچھا اس (لاش) کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نے اسے کئی بار دفن کیا مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا۔ (رواہ مسلم، احمد بن حنبل) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے کیسے علم ہو گا آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کھجور کے اس درخت پر لگے ہوئے اس کے گچھے کو بلاؤں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں آ گرا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے فرمایا واپس چلے

جاؤ تو وہ واپس چلا گیا اس اعرابی نے (نباتات کی محبت واطاعت رسول ﷺ کا یہ منظر) دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔ (ترمذی، طبرانی) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا اور آپ ﷺ زوراء کے مقام پر تھے آپ ﷺ نے برتن کے اندر اپنا دستِ مبارک رکھ دیا تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے اور تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا آپ کتنے (لوگ) تھے؟ انہوں نے جواب دیا تین سو یا تین سو کے لگ بھگ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کے لئے کافی ہوتا لیکن ہم پندرہ سو تھے؟ (متفق علیہ) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ابو رافع یہودی کی (سرکوبی کے لئے اس) طرف چند انصاری مردوں کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر امیر مقرر کیا ابو رافع آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتا تھا اور آپ ﷺ کے دین کے) خلاف (کفار کی) مدد کرتا تھا اور سرزمین حجاز میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا) حضرت عبداللہ بن عتیک نے ابو رافع یہودی کے قتل کی کاروائی بیان کرتے ہوئے) فرمایا مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے پھر میں نے ایک ایک کر کے تمام دروازے کھول دیے یہاں تک کہ زمین پر آ رہا۔ چاندنی رات تھی میں گر گیا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی تو میں نے اسے عمامہ سے باندھ دیا پھر میں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی بارگاہ اقدس میں

حاضر ہوااور سارا واقعہ عرض کر دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا پاؤں آگے کرو میں نے پاؤں پھیلا دیا آپ ﷺ نے اس پر دست کرم پھیرا تو (ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی اور) پھر کبھی تک درد نہ ہوا۔ (بخاری شریف، بیہقی) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواہ کے متعلق خبر آنے سے پہلے ہی ان کے شہید ہو جانے کے متعلق لوگوں کو بتا دیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا اب جھنڈا زید نے سنبھالا ہوا ہے لیکن وہ شہید ہو گئے اب جعفر نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور وہ بھی شہید ہو گئے۔اب ابن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا ہے اور وہ بھی جام شہادت نوش کر گئے یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ کی چشمان مبارک اشک بار تھیں۔ پھر فرمایا یہاں تک کہ اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فتح عطا فرمائی (بخاری، نسائی) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ ﷺ مدینہ منورہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بارش نہ ہونے کے باعث قحط پڑ گیا ہے لہٰذا! اپنے رب سے بارش مانگئے، تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور ہمیں کوئی بادل نظر نہیں آ رہا تھا۔آپ ﷺ نے بارش مانگی تو فوراً بادلوں کے ٹکڑے آ کر آپس میں ملنے لگے پھر بارش ہونے لگی یہاں تک کہ مدینہ منورہ کی گلیاں بہہ نکلیں اور بارش متواتر اگلے جمعہ تک ہوتی رہی پھر وہی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا۔ جبکہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے : یا رسول)

اللہ ﷺ) ہم تو غرق ہونے لگے لہٰذا اپنے رب سے دعا کیجیے کہ اس بارش کو ہم سے روک دے ۔آپ ﷺ مسکرا پڑے اور دعا کی : اے اللہ ! ہمارے ارد گرد برسا اور ہمارے اوپر نہ برسا ایسا دو یا تین دفعہ فرمایا۔ سو بادل چھٹنے لگے اور مدینہ منورہ کی داہیں بائیں جانب جانے لگے چنانچہ ہمارے ارد گرد (کھیتوں اور فصلوں پر) بارش ہونے لگی ہمارے اوپر بند ہو گئی یونہی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی برکت اور ان کی قبولیت دعا دکھاتا ہے۔ (متفق علیہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! کیا میں آپ ﷺ کے تشریف فرما ہونے کے لئے کوئی چیز نہ بنوادوں ؟ کیونکہ میرا غلام بڑھئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو (بنوادو) اس عورت نے آپ ﷺ کے لئے ایک منبر بنوادیا جمعہ کا دن آیا تو نبی کریم ﷺ اسی منبر پر تشریف فرما ہوئے جو تیار کیا گیا تھا لیکن (حضور نبی اکرم ﷺ کے منبر پر تشریف رکھنے کی وجہ سے) کھجور کا وہ تنا جس سے ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے (ہجر و فراق رسول ﷺ میں) چلا (کرو) پڑا یہاں تک کہ پھٹنے کے قریب ہو گیا یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ منبر سے اتر آئے اور کھجور کے ستون کو گلے سے لگا لیا ستون اس بچہ کی طرح رونے لگا جسے جھپکی دے کر چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے سکون آ گیا۔ (بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) ایک مرتبہ مشرکین مکہ آقا ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے اگر آپ اللہ پاک کے سچے رسول ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر کیا تم مجھ پر ایمان لاؤ گے۔ انہوں نے کہا اگر آپ چاند کے دو ٹکڑے فرمادیں تو ہم آپ کا کلمہ پڑھ کر

مسلمان ہو جائیں گے چنانچہ اس رات چاند کی چودہ تاریخ تھی چاند اپنے پورے شباب کے ساتھ چمک رہا تھا جونہی آقا ﷺ نے اپنی انگشت مبارکہ سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا جس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کی دوسری جانب تھا تو آقا ﷺ نے فرمایا تم لوگ گواہ ہو جاؤ۔ بخاری) اعلیٰ حضرت کی روح کو جوش آیا اور بول اٹھے)

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے منکر دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر اقدس سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسے غروب ہوتے بھی دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوا۔ (طبرانی فی المعجم الکبیر) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اُم مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک چمڑے کے برتن میں گھی بھیجا کرتی تھیں ان کے بیٹے آ کر ان سے سالن مانگتے

ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی تو جس چمڑے کے برتن میں وہ حضور اکرم ﷺ کے لئے گھی بھیجا کرتیں اس کا رخ کرتیں اس میں انہیں گھی مل جاتا ان کے گھر میں سالن کا مسئلہ اسی طرح حل ہوتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے ایک دن اس چمڑے کے برتن کو نچوڑ لیا پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے فرمایا تم نے چمڑے کے برتن کو نچوڑ لیا؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے اسی طرح رہنے دیتیں تو اس سے ہمیشہ (گھی) ملتا رہتا۔ (رواہ مسلم شریف) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ بدر کے دن (تیر لگنے سے) ان کی آنکھ ضائع ہو گئی اور ڈھیلا نکل کر چہرے پر بہہ گیا دیگر صحابہ کرام نے اسے کاٹ دینا چاہا تو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے منع فرمادیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور آنکھ کو دوبارہ اس کے مقام پر رکھ دیا سو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ اس طرح ٹھیک ہو گئی کہ (معلوم بھی نہ ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ خراب ہے" (ابو یعلی فی المسند

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ پھر میرے سر اور داڑھی مبارک پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ الٰہی! اسے زینت بخش اور اسکے حسن وجمال کو دوام عطا فرما (راوی کہتے ہیں کہ) انہوں نے سو سال سے زیادہ عمر پائی لیکن ان کے سر اور داڑھی کے چند بال ہی سفید ہوئے تھے ان کا چہرہ صاف اور روشن رہا اور تادمِ آخر ایک ذرہ بھر شکن بھی چہرہ نمودار نہ ہوئی۔ (رواہ احمد) سیدنا حضرت انس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری گھرانے میں ایک اونٹ تھا جس پر (وہ کھیتی باڑی کے لئے) پانی بھرا کرتے تھے وہ ان کے قابو میں نہ رہا اور انہیں اپنی پشت (پانی لانے کے لئے) استعمال کرنے سے روک دیا۔ انصار صحابہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آقا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارا ایک اونٹ تھا ہم اس سے کھیتی باڑی کے لئے پانی لینے کا کام لیتے تھے اور وہ ہمارے قابو میں نہیں رہا اور اب وہ خود سے کوئی کام نہیں لینے دیتا، ہمارے کھیت کھلیان اور باغ پانی کی قلت کے باعث سوکھ گئے ہیں۔ قربان جاؤں اپنے آقا جناب محمد مصطفیٰ رسول عربی ﷺ پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا اٹھو پس سارے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس انصاری کے گھر تشریف لے گئے آپ ﷺ احاطہ میں داخل ہوئے تو اونٹ جو کہ ایک کونے میں تھا۔ نبی کریم ﷺ اونٹ کی طرف چل پڑے تو انصار کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کتے کی طرح باؤلا ہو چکا ہے اور ہمیں اس کی طرف سے آپ پر حملے کا خطرہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اونٹ نے جیسے ہی آقا دوجہاں سرور کون ومکاں شافع روز محشر ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کی طرف بڑھا یہاں تک قریب آ کر آپ ﷺ کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے پیشانی سے پکڑا اور حسب سابق دوبارہ کام پر لگا دیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ تو بے عقل جانور ہوتے ہوئے بھی آپ ﷺ کو سجدہ کر رہا ہے اور ہم تو عقل مند ہیں۔ اس سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں ایک اور روایت میں ہے

کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم جانوروں سے زیادہ آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کے حقدار ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کسی فرد بشر کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے اور اگر کسی بشر کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو اس کی قدر و منزلت کی وجہ سے سجدہ کرے جو کہ اسے بیوی پر حاصل ہے۔ (احمد بن حنبل، طبرانی) درج بالا حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دل سجدہ کرنے کے لئے مچلتا تھا۔ آج جو لوگ یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ نماز میں نبی ﷺ کا خیال آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ خدا کے بندو آؤ اس حدیث مبارکہ کا مطالعہ کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا اور آپ ﷺ نے نماز کسوف پڑھائی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے؟ آقا دوجہاں ﷺ نے فرمایا! مجھے جنت نظر آئی تھی میں نے اس میں سے ایک خوشہ پکڑ لیا اگر اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا)"۔ (بخاری، مسلم شریف)

اللہ پاک سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے تاکہ بروز قیامت ہم آقا ﷺ کی شفاعت کے حقدار بن جائیں۔

عید میلاد النبی ﷺ کا عید ہونا

ہر مسرت ہر خوشی کی جان میلاد النبی ﷺ
عید کیا ہے عید کی بھی شان میلاد النبی ﷺ
ساعت اعلیٰ واکرم عید میلاد النبی ﷺ
لمحہ انوار پیہم عید میلاد النبی ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا "ترجمہ کنزالایمان ! بے شک اللہ پاک کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت 164)

12 ربیع الاول کا دن دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے عظیم خوشی کا دن ہے۔ اسی دن آج سے سو اچودہ سو سال پہلے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر حضرت سیدہ آمنہؓ کی جھولی میں سیدنا حضرت عبداللہؓ کا دریتیم، محسن انسانیت، خاتم پیغمبراں، رحمتِ ہر جہاں، انیس بیکراں، آقائے دو جہاں سرور کائنات، فخر موجودات، نبی اکرم، شاہ بنی آدم، نور مجسم، سرور دو عالم، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت

ہوئی نبی آخرالزمان معلم کائنات، محسن انسانیت سرور دو عالم ﷺ بن کر دنیا میں تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کی بعثت اتنی عظیم نعمت ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ آپ ﷺ قاسم نعمت ہیں۔ ہر جہاں کی ساری نعمتیں آپ ہی کے صدقے ملی ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ "اِنَّمَا اَنَا قَاسِمُ وَاللہ یُعطِی" میں بانٹتا ہوں اور اللہ (پاک دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ہیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل سرزمین عرب.برائیوں کی آماج گاہ بنی ہوئی تھی۔ اہل عرب میں ہر طرح کی.برائی موجود تھی۔ عرب کی سرزمین پر ہر جگہ کھلم کھلی بت پرستی ہوتی تھی۔ لوگ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے انہیں اپنا خدا مانتے اور انہیں سجدہ کرتے تھے۔ یہ بت پرستی اس حد تک.بڑھ گئی کہ وہ خانہ کعبہ جسے زمین پر اللہ پاک کا پہلا گھر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ عرب کے لوگوں نے اس مقدس (اللہ پاک کے) گھر میں بھی 360 بت لا کر رکھ دیے۔ عرب کے ہاں جب بیٹا پیدا ہوتا تو وہ لوگ خوشیاں مناتے تھے لیکن اگر اسی گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تو اس کا سوگ منایا جاتا تھا۔ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تھی، گویا وہ معاشرے میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا تھا۔ اس شرم سے بچنے کے لئے لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کے ساتھ

ایک انقلاب آنا شروع ہوگیا۔ خانہ کعبہ کے سب بت سجدہ میں گرپڑے۔ فارس کا آتش کدہ جو ہزاروں سال سے روشن تھا خود بخود بجھ گیا۔ شیطان دھاڑیں مار مار کر رونے لگا آقا ﷺ کی تشریف آوری سے دنیا میں ایک نئی بہار آ گئی۔ ہر طرف نور کے اجالے پھیل گئے اور پوری دنیا بقعہ نور بن گئی۔

فلک کے نظارو زمین کی بہارو خوشی سب مناؤ حضور آ گئے ہیں
اٹھو غم کے مارو چلو بے سہارو خبر یہ سناؤ حضور آ گئے ہیں

اللہ رب العزت نے انسان کو، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں الغرض تمام نعمتیں عطا کیں پر کسی نعمت کا احسان نہیں جتلایا۔ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو ایک ایسی عظیم نعمت عطا کی جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے احسان جتلایا۔ وہ نعمتیں اللہ پاک کے محبوب ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ یا رب العزت تو نے ہمیں کان، ہاتھ، پاؤں الغرض دنیا کی تمام نعمتیں عطا کیں۔ اتنی نعمتیں عطا کرنے کی باوجود تو نے کسی نعمت کا احسان نہیں جتلایا۔ یا اللہ جس نعمت کا تو نے احسان جتلایا ہے اس کی خاص وجہ کیا ہے۔ جواب ملتا ہے اے دنیا والو! احسان اس چیز پر جتلایا جاتا ہے جس پر دینے والے کو بھی فخر ہو۔ بے شک ہاتھ پاؤں، کان، آنکھ الغرض دنیا کی تمام نعمتیں میری رحمت ہیں پر کبھی کبھار یہی نعمتیں زحمت بھی بن جاتی ہیں۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان وغیرہ کو دیکھ لیں یہ دنیا میں تو ہمارے لیے نعمتیں ہیں پر قیامت کے دن ہمارے لیے

زحمت بن جائیں گی ۔یہی ہاتھ پاؤں قیامت کے دن ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔بارش کو دیکھ لیں یہ بھی اللہ پاک کی نعمت ہے جب تک بارش اپنی حد تک برسے گی تو نعمت ہوگی جب یہ حد سے بڑھ کر سیلاب کی صورت اختیار کرلے گی تو یہ ہمارے لیے زحمت بن جائے گی دنیا کی تمام نعمتیں فانی ہیں باقی ہے تو صرف ایمان جو ملا بھی ہم کو در مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔نبی کریم ﷺ اللہ پاک کی وہ عظیم نعمت ہیں جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں ۔اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو جن ، انسان، چرند،پرند، حیوانات الغرض تمام جہانوں کے لئے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَاارسلنٰک الارحمۃ اللعالمین۔ترجمہ :اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت (سارے جہان کے لئے (پارہ 17، سورۃ الحج

چند لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہے کہ شاید نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو نہیں ہوئی بلکہ کسی اور دن میں ہوئی امام ابن جریر طبری اس بارے میں لکھتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کے دن ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی ۔(تاریخ طبری جلد ۲) بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کا دن اسے عید کہنا یا عید سمجھنا اس لئے درست نہیں کہ اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں۔اور وہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ان دو عیدوں کے ہوتے ہوئے بعض احباب کسی تیسری عید کو عید کہنا بھی جائز نہیں سمجھتے ۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث مبارکہ کے روای ہیں۔سنن

ابوداؤ ، سنن ابن ماجہ ،نسائی میں حدیث پاک ہے ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ جمعہ کا دن کیا ہے ،اللہ پاک نے اسے مسلمانوں کے لئے عید مقرر کیا ہے ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف دو عیدیں کہنے کا تصور کہاں گیا۔ آ قا ﷺ نے اپنی زبان مبارکہ سے فرمایا جمعہ کا دن بھی ہماری عید ہے ۔اس سے معلوم ہوا کہ دو عیدوں کے علاوہ بھی اسلام میں عید کا تصور ہے ۔ وہ دو عیدیں (عید الفطر ، عید الاضحیٰ) واجب ہیں وہ عیدیں احکام اور مناسک کی ہیں اور یہ عید (عید میلاد النبی ﷺ) تعلق اور محبت کی ہے ۔ یہ فرحت اور مسرت کی عید ہے ۔ وہ دو عیدیں شرعی یعنی واجب ہیں ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آ قا ﷺ نے جمعہ کو عید کا دن کیوں فرمایا ہے ۔اس کا جواب حدیث پاک میں ہے ۔آ قا ﷺ نے فرمایا "ان یوم الجمعہ من افضل ایامکم " جمعہ کا دن تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن ہے ۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ سب دنوں سے افضل کیسے ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا " فیہ خلق اُدم "اسلئے کہ اس دن آ دم علیہ السلام کی ولادت ہوئی ۔ میرے مسلمان بھائیو ! جس دن آ دم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی وہ دن افضل ایام ، عید کا دن کہلائے ۔ تو جو دن سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا دن ہو تو اسے عید کہنا کیوں جائز نہیں ؟۔ خدارا غور کرو جس نبی کے صدقے ہمیں کائنات کی تمام نعمتیں ملیں عیدیں عطا ہوئیں اس نبی ﷺ کی ولادت کا دن عید کا دن کیوں نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ خود اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو یہاں خالق اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ غور و فکر کرو سنی سنائی باتوں پر اپنا عقیدہ گندہ نہ کرو۔ موت کے بعد بھی اعمال کا دروازہ

تو کھلا رہتا ہے۔ صدقہ خیرات ،ایصال ثواب وغیرہ سے قبر والے کو فائدہ پہنچتا رہتا ہے پر موت کے بعد عقیدے کا دروازہ بند ہو جاتا ہے خدارا اپنی قبر اور حشر گندی نہ کرو محبت رسول ﷺ کے بغیر سیرت پر عمل کرنا ممکن نہیں ۔اللہ اور اس کے محبوب ﷺ سے محبت ہو گی، تو اعمال صالح فائدہ دیں گے اگر محبت رسول ﷺ نہ ہو گی تو کوئی چیز بھی فائدہ نہیں دے گی۔علامہ اقبال نے کیا خوب ہی فرمایا۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
گر اس میں ہو خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی ترمذی متوفی 279ھ روایت کرتے ہیں : عمار بن ابی عمارؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے ایک یہودی کے سامنے یہ آیت کریمہ پڑھی "الیوم اکملت لکم دینکم "تو اس یہودی نے کہا اگر ہم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا" یہ آیت کریمہ دو عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے "یوم الجمعہ ،یوم عرفہ کو۔ (ترمذی) شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اس حدیث کے بارے میں اپنی تفسیر (تبیان القرآن) میں لکھتے ہیں اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کی عید ہے اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کی عید ہے جن لوگوں نے کہا صرف دو عیدیں ہیں ۔انہوں نے اس حدیث مبارکہ پر غور نہیں کیا البتہ ! یہ کہا جا سکتا ہے کہ مشہور عیدیں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں ۔ جن کے مخصوص احکام شرعیہ ہیں ۔ عید الفطر میں صبح

افطار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز عیدگاہ میں ادا کی جاتی ہے اور اسکے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے اور عیدالاضحیٰ میں پہلے نماز اور خطبہ ہے اور اس کے بعد صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے اور اس کو ظہر کے بدلہ میں نماز اور خطبہ فرض کیا گیا ہے اور عرفہ کے دن غیر حجاج کے لئے روزہ رکھنے میں بڑی فضیلت ہے اس سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں عید اس دن کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے اور شریعت میں عید کا دن یوم" الفطر اور یوم النحر (قربانی کا دن) کے ساتھ مخصوص ہے اور جبکہ شریعت میں یہ دن خوشی کے لئے بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں متنبہ فرمایا ہے یہ کھانے پینے اور ازواجی عمل کے دن ہیں اور عید کا دن ہر اس دن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی حاصل ہو۔اس پر قرآن مجید کی یہ آیت دلیل ہے۔ اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا وایۃ منک " سیدنا عیسیٰ ابن مریم نے عرض کیا، اے اللہ ! ہمارے رب ! آسمان سے ہم پر کھانے کا خوان نازل فرما جو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے اور تری طرف سے نشانی۔ (سورۃ (المائدہ آیت 114) (المفردات ص 352

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ بارہ ربیع الاول نبی کریم ﷺ کا یوم ولادت ہے اور بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ کا ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کا دن ہے۔ تم اس دن نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتے ہو اس دن آپ ﷺ کی وفات پر سوگ کیوں نہیں

مناتے ؟۔

اللہ پاک نے ہمیں نعمتوں پر خوشی منانے ، نعمتوں کے چرچے کرنے کا حکم دیا اور کسی نعمت کے چلے جانے پر سوگ منانے سے منع کیا ہے۔ دوسرا جواب یہ بھی ہے ہم غم اور سوگ کیوں کریں ؟ نبی کریم ﷺ جس طرح پہلے زندہ تھے اب بھی زندہ ہیں ۔ حدیث شریف میں ہے۔ "ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق " بیشک اللہ پاک نے زمین پر انبیاء کے جسم کو کھانا حرام فرمادیا پس اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ شریف) ہمارے نبی کریم ﷺ پہلے دار التکلیف میں زندہ تھے اب دار الجزاء اور جنت میں زندہ ہیں آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں نیک اعمال پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال پر آپ ﷺ امت کے لئے استغفار کرتے ہیں ۔ آپ ﷺ زائرین سلام کا جواب دیتے ہیں ۔ طالبین شفاعت کے لئے شفاعت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مطالعہ اور مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں آپ ﷺ کے مراتب اور درجات میں ہر آن اور ہر لحظہ ترقی ہوتی ہے ۔ اس میں غم کرنے کی کون سی وجہ ہے ؟ آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے میری حیات بھی تمہارے لئے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لیے خیر ہے ۔ (الوفاء باحوال المصطفیٰ) علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے کیا خوب ہی کہا

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں

اللہ پاک ہم سب کو نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر شریعت کے حکم کے مطابق جشن منانے کی توفیق عطافرمائے ۔تاکہ ہم تیرے نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور تیری جنت کے حقدار بن جائیں ۔آمین

فضیلت امت مصطفیٰ ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں

نبی کریم ﷺ کو اپنے بعد اُمت کے شرک میں مبتلا نہ ہونے کا اندیشہ تھا
اللہ رب العزت نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ،انبیاء کرام علیہم الرضوان میں سے نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ فضیلت دی ہے۔ جس طرح خالق کائنات مالک ارض وسماوات نے انبیاء کرام علیہم الرضوان میں سے نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ فضیلت دی ہے اسی طرح تمام امتوں میں سے امت مصطفیٰ ﷺ کو فضیلت دی ہے ۔جس طرح ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ تمام انبیاء ورسل کے سرادر ہیں۔ اسی طرح امت مصطفیٰ ﷺ تمام امتوں کی سردار ہے آقا ﷺ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے بنی اسرائیل کا عالمین سے افضل ہونا اس وقت ہی تھا نبی کریم ﷺ کی امت کا افضل ہونا دائمی ہے ۔آقا ﷺ کی امت تمام عالم کی استاذ ہے۔ ہر مسلمان کو مبلغ ہونا چاہیے جو مسئلہ معلوم ہو دوسروں کو بھی بتائیں اور خود بھی اسکی اپنے عمل سے تبلیغ کرے خالق کائنات مالک ارض و سماوات کا ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کیونکہ اس نے ہمیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں پیدا کیا۔آج کائنات میں ہمیں جو کچھ بھی مل رہا ہے وہ سب کا سب وسیلہ مصطفیٰ ﷺ ہے اگر اللہ رب العزت اپنے محبوب کو پیدا نہ کرتا تو خالق کائنات اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا کتنے خوش نصیب ہیں ہم کہ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کی امت میں سے ہیں ۔جس امت کے بارے میں اللہ پاک نے اپنی لاریب

.کتاب قرآن مجید، فرقان حمید، برھان عظیم میں ارشاد فرمایا ہے
كُنتُم خَيرَ اُمَّةٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنكَرِ۔ (آل عمران آیت نمبر ۱۱۰)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے امت مصطفیٰ ﷺ کی یہ فضیلت بیان کی ہے کہ یہ وہ امت ہے جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع کرتی ہے۔ امت مصطفیٰ ﷺ کا کام لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دینا ہے بلکہ یہ نہیں کہ اچھی باتوں سے لوگوں کو روکنا ہے۔ اچھی باتوں سے روکنا ولید بن مغیرہ کا شیوہ تھا آج لوگ جوئے سینما وغیرہ سے لوگوں کو نہیں روکتے بلکہ اچھے کاموں سے روکتے ہیں اچھی باتوں سے روکنا کافروں کا طریقہ ہے۔ جو لوگ ہمیشہ کارِ خیر سے روکتے ہیں وہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف دعوت دے وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔ (آل عمران 104) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ تم میں سے جو شخص کسی گناہ کو دیکھے

تو اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کردے اور اگر وہ اس چیز کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان کے ذریعے مخالفت کرے اگر وہ اسکی طاقت نہ رکھتا ہو اپنے دل میں اُسے برا سمجھے (یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (رواہ مسلم

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے! بنی اسرائیل میں پہلی خرابی کا آغاز ایسے ہوا کہ ایک شخص ملتا اور دوسرے سے کہتا اے بندے! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم جو کر رہے ہو اسے چھوڑ دو یہ تمہارے لئے جائز نہیں پھر جب وہ اگلے دن اسے ملا تو دوسرا شخص اسی حال میں تھا تو پہلے نے اسے منع نہیں کیا کیونکہ وہ اسکے ساتھ کھاتا پیتا تھا بیٹھتا تھا جب ان لوگوں نے ایسا کرنا شروع کیا تو اللہ پاک نے ان کے دل ایک جیسے کر دیے پھر آ قا ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی "بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کی زبانی لعنت کی گئی ہے ایسا اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کر گئے وہ برائیوں سے روکتے نہیں تھے انہوں نے جو کیا بہت برا کیا تم ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھو گے جو دوستی رکھتے ہیں ان لوگوں کے ساتھ جو کافر ہیں وہ اپنے لئے جو چیز آگے بھیج رہے ہیں وہ بہت بُری ہے (المائدہ) فاسق ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہرگز نہیں اللہ کی قسم یا تو نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائی سے منع کرتے رہو گے اور ظالم کے ہاتھ کو روکتے رہو گے اور اسے حق کے سامنے جھکاتے رہو گے اور تم حق پر اکتفا کرو گے یا پھر اللہ

تعالیٰ تمہارے قلوب ایک جیسے کردے گااور وہ تم پر اسی طرح لعنت کرے گا جیسے اس نے ان پر کی تھی۔ (داؤد، ترمذی) اس حدیث مبارکہ کو امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے مذکورہ بالا الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں۔" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بنی اسرائیل میں گناہوں کا آغاز ہوا تو انکے علماء نے انہیں روکنا شروع کیا لیکن وہ باز نہیں آئے وہ علماء ان کے ساتھ ان کی محفلوں میں بیٹھے رہے کھاتے اور پیتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب ایک جیسے کردیے اور (اللہ تعالیٰ نے) حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبانی ان پر لعنت کی ایسا اسی وجہ سے ہوا کیونکہ ان لوگوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کرگئے۔راوی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے پہلے آپ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہاں تک کہ تم انہیں حق پر آمادہ کروگے۔خلیفہ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں اے لوگو! تم نے یہ آیت کریمہ پڑھی ہے "اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جو شخص گمراہ ہوگا وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔ المائدہ 105) میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب ظالم) کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ روکیں تو پھر عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کرے گا۔

آج مسلمانوں کے ایمان کو خطرہ کیا ہے حملہ ہمارے ایمان پر کس چیز کا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر بعثت محمدی ﷺ تک، آقا ﷺ کی تشریف آوری تک جو انبیاء کرام علیہم الرضوان کے مبعوث ہونے کا زمانہ تھا ان کی امت، قومیں جو پہلے زمانے کی تھیں ۔اس زمانے کے لوگوں کے عقیدے پر شرک کا حملہ ہوتا تھا انسان بت پرست تھے کوئی چاند کی پرستش، کوئی سورج کی، کوئی ستاروں کی، کوئی ہاتھوں کے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے جبین نیاز جھوکانے والا تھا الغرض انسانی طبقات شرک کی مختلف صورتوں میں ملوث تھے اور ہر دور کے انسانی طبقات کے عقیدے پر شرک کا حملہ تھا وہ لوگوں کو خدا کا شریک بنا رہے تھے۔ پوری تاریخ میں چونکہ شرک کا حملہ تھا لہٰذا جو پیغمبر مبعوث ہوا اسکی دعوت کی بنیاد دعوت توحید اور ردِ شرک تھا آج جن لوگوں نے پوری دنیا میں شرک کے نام کا ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے اور یوں لگ رہا ہے جیسے پوری امت مشرک ہو گئی ہے اسلحہ اور ہتھیار لیکر پوری امت کو مشرک بنا کر توحید کے نام پر ایک نام نہاد تصور توحید کے اوپر اور نام نہاد شرک پر امت مصطفیٰ ﷺ کو مرکز نبوت سے دور لے جایا جا رہا ہے وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہر پیغمبر کی دعوت کی بنیاد دعوت توحید اور رد شرک حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کی دعوت کی بنیاد بھی دعوت توحید اور ردِ شرک لہٰذا وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی مسئلہ ہے کہ آج اسلام میں امت مسلمہ کو درست کرنے کا جب مسلمانوں کے عقیدے پر شرک کا حملہ تھا تو ضروری تھا کہ ہر پیغمبر شرک کا رد کرتا اور توحید کا نکھرا ہوا خالص تصور انسانیت کے سامنے پیش کرتا یہی وجہ تھی کہ ہر پیغمبر دعوت توحید اور ردِ شرک کے ساتھ مبعوث

ہوا تا آنکہ نبی ﷺ تشریف لے آئے آقا ﷺ کی تئیس برس کی جدوجہد میں شرک ہار گیا اور توحید جیت گئی شرک مار کھا گیا شرک دفن ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ کی امت میں شرک کمزور ہو گیا اور اس شرک کے پلٹ کر زندہ ہو جانے کا کوئی امکان باقی نہ رہا پہلے تھا ہر پیغمبر کے بعد نئی نسلیں اس پیغمبر سے بھی شرک کرنا شروع کر دیتیں اُسے بھی اللہ پاک کا شریک ٹھہراتیں۔ پلٹ پلٹ کر شرک حملہ آور ہوتا رہا شرک طاقتور تھا۔ اس لئے شرک کے خلاف ایک جنگ تھی آقا ﷺ کی بعثت مبارکہ نے اس جنگ کو جیت لیا۔ شرک پر مبنی تصورات کبھی دلائل ابراہیم بلکہ برھان مطلق کی آمد کے ساتھ رد ہو گئے شرک کی کمر ٹوٹ گئی اور شرک کی کمر ٹوٹنے کی علامت یہ تھی کہ اللہ پاک نے فرمایا "آج کافر لوگ تمہارے دین (کے غالب آ جانے کے باعث اپنے ناپاک ارادوں) سے مایوس ہو گئے سو (اے مسلمانوں!) تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرا کرو، سورۃ المائدہ آیت ۳) شرک ہار گیا توحید کی بنیادیں مضبوط ہو گئیں۔ آقا ﷺ اس) دنیا سے ظاہر اً پردہ فرمانے سے قبل امت کو یہ خوشخبری سنا کر گئے آقا ﷺ سے پہلے کسی پیغمبر نے امت کو یہ خوشخبری نہیں سنائی تھی جیسے قرآن پاک کے بارے میں خوشخبری سنائی "بے شک یہ ذکر عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقینا ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے" یہ حفاظت کسی پیغمبر نے اپنی کتاب کے بارے میں اللہ پاک کی طرف سے نہیں دی تھی۔ چونکہ ضمانت نہ دی تھی ساری کتابوں میں ردبدل ہوتا رہا قرآن پاک کے بارے میں اللہ پاک کی طرف سے ضمانت آ گئی چودہ سو سال گزر گئے شرق سے غرب تک ساری دشمنان اسلام کی دنیا قرآن پاک میں ایک حرف کی

ترمیم نہ کر سکیں اور قیامت تک کوئی بھی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی حفاظت کی ضمانت آ گئی ہے جس طرح قرآن کی ضمانت اللہ پاک نے کر لی لہٰذا قرآن پاک میں کوئی ردو بدل نہیں کر سکتا اسی طرح کسی پیغمبر نے اپنی امت کو اس چیز کی ضمانت نہیں دی تھی کہ اب میرے بعد شرک نہیں ہوگا کسی پیغمبر کی زبان مبارکہ سے اس گارنٹی کا اعلان نہیں ہوا کہ میرے بعد اب شرک پلٹ کر نہیں آئے گا۔ اب میرے بعد تم شرک میں مبتلا نہ ہوگے یہ گارنٹی نہیں تھی نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح ان کی کتابیں بدل دی گئیں اسی طرح شرک بھی پلٹ پلٹ کر حملہ آور ہوتا رہا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم، ابوداؤد فی السنن، احمد بن حنبل میں متفق علیہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ یہ گیارہواں سن ہجری تھا) آقا ﷺ شہدائے احد کے مزارت پر تشریف لے گئے (یہ ان کی وفات کا آٹھواں سال تھا) واقعہ احد سن ۳ ہجری میں پیش آیا آقا ﷺ واقعہ شہدائے احد کے آٹھ سال بعد تشریف لے گئے یاد رہے آقا ﷺ کا وصال مبارک بھی گیارہواں سن ہجری ہے آقا ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام مبارکہ میں اپنی امت کو یہ خوشخبری سنائی۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے شہدائے اُحد پر (دوبارہ) آٹھ سال بعد اس طرح نماز پڑھی گویا زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہیں پھر آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں تمہارا پیش رو ہوں میں تمہارے اوپر گواہ ہوں ہماری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اس جگہ سے حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے تمہارے متعلق اس بات کا ڈر نہیں کہ تم (میرے بعد) شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے بلکہ تمہارے متعلق

مجھے دنیاداری کی محبت میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ یہ میرا حضور نبی اکرم ﷺ کا آخری دیدار تھا (یعنی اس کے بعد آپ ﷺ کا جلد ہی وصال ہوگیا)۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! بے شک میں تمہارا پیش رو ہوں اور تم پر گواہ ہوں بیشک خدا کی قسم! میں اپنے حوض (کوثر) کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں (یا فرمایا زمین کی کنجیاں) عطا کر دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ (متفق علیہ

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے متعلق اس بات کا تو ڈر ہی نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے ڈر ہے کہ تم دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑائی کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہوئے۔ حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ یہ آخری بار تھی جب میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر جلوہ افروز دیکھا (یعنی اس کے بعد جلد ہی آپ ﷺ کا وصال ہوگیا) مسلم) مزید حوالہ جات کے لئے شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی لکھی ہوئی) کتاب "المنہاج السوی من الحدیث النبوی) کا مطالعہ کریں مدرج بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ آقا ﷺ اپنے زندگی کے آخری ایام میں امت کو یہ خوشخبری سنا گئے ہیں کہ میرے بعد تم شرک میں مبتلا نہ ہوگے

۔جو لوگ اذان سے قبل درود وسلام ، دعا بعد از نمازہ جنازہ، آقا ﷺ کے وسیلہ ، ندائے یارسول ﷺ آقا ﷺ کی ذات پر سلام کو شرک کہنے والے ان احادیث کا مطالعہ کریں جو لوگ اعتراضات کرتے ہیں وہ گمراہ بھی ہیں اور آقا ﷺ کی فیض سے محروم بھی ہیں حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں میری امت کی ہونگی اور باقی تمام امتوں کی صرف چالیس صفیں ہونگی

(ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا ہے جو (سابقہ) انبیاء کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کو نہیں عطا کیا گیا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے ؟ آقا ﷺ نے فرمایا میری رعب ودبدبہ سے مدد کی گئی اور مجھے زمین (کے تمام خزانوں) کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا اور مٹی کو بھی میرے لئے پاکیزہ قرار دیا گیا اور میری امت کو بہترین امت (بنایا گیا۔ (ابن شیبہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک قبہ (مکان) میں تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تہائی حصہ تم (یہاں سے) ہو؟ ہم نے عرض کیا ہاں آقا ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی جان ہے ! مجھے امید ہے کہ تم (تعداد میں) اہل جنت

میں سے نصف ہوں گے اور وہ یوں کہ جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا اور مشرکوں کے مقابلے میں تم یوں ہو جیسے کالے بیل کی جلد پر ایک سفید بال یا سرخ (بیل کی جلد پر ایک کالا بال"۔ (متفق علیہ

حضرت عمرو بن قیسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو مرحوم قرار دیا اور اس کی عمر مختصر رکھی سو ہم ہی آخری ہیں اور ہم ہی قیامت کے دن اول ہوں گے اور میں بغیر کسی فخر کے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں ہی حبیب اللہ ہوں اور روز قیامت میرے پاس ہی حمد کا جھنڈا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں مجھ سے تین وعدے فرمائے اور تین چیزوں سے نجات عطا کی ان پر عام قحط سالی مسلط نہیں کرے گا اور کوئی دشمن انہیں ختم نہیں کر سکے گا اور انہیں گمراہی پر کبھی جمع (نہیں کرے گا۔ (دارمی

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (امت مسلمہ) وہ خوش نصیب) امت ہے جس پر (اللہ تعالیٰ کی خصوصی) رحمت نازل کی گئی ہے اس) کا عذاب اسکے ہاتھ میں ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک مسلمان کو ایک کافر دے کر کہا جائے گا یہ تمہارا دوزخ کا فدیہ ہے (ابن ماجہ) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ پاک نے زمین کو میرے لئے لپیٹ

دیااور میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھا عنقریب میری حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین لپیٹی گئی مجھے (قیصر وکسریٰ کے) دوخزانے سرخ اور سفید دیے گئے میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا کہ انہیں قحط سالی سے ہلاک نہ کیا جائے اور نہ ان پر ان کے غیر سے دشمن مسلط کرے جو انہیں مکمل طور پر نیست ونابود کردے اور بے شک میرے رب نے مجھے فرمایا اے محمد مصطفیٰ ﷺ! میں جب ایک فیصلہ کرلیتا ہوں تو اس کو واپس نہیں لوٹایا جاسکتا اور بے شک میں نے آپ کو آپ کی امت کے لئے یہ چیز عطا فرمادی ہے کہ میں انہیں قحط سالی سے نہیں ماروں گا اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور کو ان پر دشمن مسلط کرونگا جو انہیں مکمل طور پر نیست ونابود کردے اگرچہ (وہ دشمن ان کے خلاف ہر طرف سے اکٹھے) ہوجائیں یہاں تک کہ ان میں سے (خود بعض کو بعض ہلاک نہ کریں اور بعض بعض کو قیدی نہ بنائیں۔ (مسلم شریف

حضرت بہز حکیم بواسط اپنے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا ہم قیامت کے دن ستر 70 امتوں کی تکمیل کریں گے اور ہم سب (سے آخری اور سب سے بہتر ہوں گے (ابن ماجہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں پس ایک نبی گزرنے لگا اور اسکے

ساتھ اسکی امت تھی ایک نبی ایسا بھی گزرا کہ اس کے ساتھ چند افراد تھے ایک نبی کے ساتھ دس آدمی ایک نبی کے ساتھ پانچ آدمی ایک نبی صرف تنہا میں نے نظر دوڑائی تو ایک بڑی جماعت نظر آئی میں نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام ! کیا یہ میری امت ہے ؟ عرض کیا نہیں بلکہ یارسول اللہ ﷺ آپ افق کی جانب توجہ فرمائیں میں نے دیکھا تو بہت ہی بڑی جماعت تھی عرض کیا یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور یہ جو ستر ہزار ان کے آگے ہیں ان کے لئے نہ حساب ہے نہ عذاب ، میں نے پوچھا کس وجہ سے ؟ انہوں نے کہا یہ لوگ داغ نہیں لگواتے تھے غیر شرعی جھاڑ پھونک نہیں کرتے تھے شگون نہیں لیتے تھے اور اپنے رب پر (کامل) بھروسہ رکھتے تھے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں داخل فرمالے آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ اسے ان لوگوں میں شامل فرما پھر دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمالے آپ ﷺ نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔ (متفق علیہ) حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر اس وقت تک حرام کر دی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام امتوں پر اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔

حضرت محجن بن ادرع سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امت (محمدیہ) کے لیے آسانی کو پسند فرمایا ہے اور (اس کے لئے) تنگی کو ناپسند فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔ (طبرانی فی المعجم الکبیر)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز آقا ﷺ نے اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ ہم نے گمان کیا شاید آپ ﷺ کا وصال اقدس ہو گیا ہے پھر جب آپ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا میرے رب نے مجھ سے میری امت کے بارے میں مشورہ طلب کیا اس میں بیان فرمایا اور ہمارے لئے وہ بہت سی چیزیں حلال کر دیں جو ہم سے پہلی (امتوں پر) ممنوع تھیں اور ہم پر اس دنیا میں کوئی تنگی (روا) نہیں رکھی۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں ہی سب سے پہلا شخص ہونگا جسے قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی ہونگا جسے سب سے پہلے سر اٹھانے کی اجازت ہوگی۔ سو میں اپنے سامنے دیکھوں گا اور اپنی امت کو دوسری امتوں کے درمیان بھی پہچان لوں گا اسی طرح اپنے پیچھے اور اپنی داہنی طرف بھی انہیں دیکھ کر پہچان لوں گا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنی امت کو دوسری امتوں کے درمیان کیسے پہچانیں گے جبکہ ان میں حضرت نوح علیہ السلام کی امت سے لیکر آپ ﷺ کی امت

تک کے لوگ ہوں گے ؟آپ ﷺ نے فرمایاان کے اعضاء وضوکے اثر سے چمک رہے ہوں گے اوران کے سوا کسی اور (امت)کے ساتھ ایسانہیں ہوگااور میں انہیں پہچان لوں گاکہ ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیاجائے گااورانہیں پہچان لوں گاکہ ان (کے آگے ان کی اولاددوڑتی ہوگی۔ (رواہ احمد

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایامیں قیامت کے روز ضروراپنی امت کودوسری امتوں کے درمیان پہچان لوں گاصحابہ کرامؓ نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ آپ اپنی امت کوکیسے پہچانیں گے ؟فرمایامیں انہیں پہچان لوں گاکہ ان کانامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیاجائے گااوران کی پیشانیوں پر سجدوں کااثر ہوگااور میں انہیں (ان کے نورسے پہچان لوں گاجوان کے آگے آگے دوڑرہاہوگا۔ (احمد بن حنبل

حضرت ابوامامہ باہلی روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے روزروشن پیشانیوں اور چمکتے ہاتھ پاؤں والے لوگوں کی ایک جماعت نمودار ہوگی جوافق پر چھاجائے گی ان کانور سورج کی طرح ہوگاسوایک نداد ینے والانداد یگانبی اُمّی پس اس نداء پر ہرامی نبی متوجہ ہوگالیکن کہاجائے گاکہ اس سے مراد محمد ﷺ اوران کی امت ہے سووہ جنت میں داخل ہونگے ان پر کوئی حساب اورعذاب نہیں ہوگاپھراس طرح کی

ایک اور جماعت نمودار ہوگی جنکی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے ان کا نور چودھویں کے چاند کی طرح کا ہوگا اور ان کا نور افق پر چھا جائے گا سو پھر ندا دینے والا ندا دے گا اور کہے گا نبی اُمّی پس اس ندا پر ہر امی نبی متوجہ ہو جائے گا لیکن کہا جائے گا اس ندا سے حضور نبی کریم ﷺ اور ان کی امت ہے پس وہ بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے پھر اسی طرح ایک اور جماعت نمودار ہوگی ان کی (بھی) پیشانیوں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے ان کا نور آسمان میں بڑے ستارے کی طرح ہوگا ان کا نور افق پر چھا جائے گا پس ندا دینے والا آواز دے گا نبی اُمّی پس اس پر ہر امی نبی متوجہ ہوگا کہا جائے گا اس سے مراد بھی محمد ﷺ اور ان کی امت ہے پس وہ بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے پھر آپ ﷺ کا رب (اپنی شان کے لائق) تشریف لائے گا پھر میزان (وحساب قائم کیا جائے گا۔ (طبرانی

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین آفتوں سے بچالیا ایک یہ کہ تمہارا نبی تمہارے لئے ایسی بد دعا نہیں کرے گا کہ تم سارے ہلاک ہو جاؤ دوسرا یہ کہ (مجموعی طور پر) اہل باطل اہل حق پر غالب نہ ہوں تیسرا یہ کہ تم (مجموعی طور پر) گمراہی پر جمع نہیں ہونگے۔

(ابوداؤد)

اللہ پاک ہمیں صراط مستقیم کے راستے پر چلنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق

عطافرمائے۔تاکہ ہم بروز قیامت نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور تیری جنت کے حقدار بن جائیں۔آمین

ذبح عظیم

قربانی حضرت اسماعیل ذبیح اللہؑ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سَتَجِدُنِی اِن شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِینَ۔

اللہ نے چاہاتوقریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے

ذوالحجہ اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ہے اسی مہینہ کی دسویں تاریخ کو حضرت اسماعیلؑ کی قربانی اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش کی گئی۔ذوالحجہ کا مہینہ نہایت ہی عظمت اور مرتبے والا مہینہ ہے اس مہینہ کا چاند نظر آتے ہی ہر دل میں اس عظیم الشان قربانی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جسکی مثال تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ مہینہ اس جلیل القدر پیغمبر کی یادگار ہے جن کی زندگی قربانی کی عدیم المثال تصویر تھی یہ پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل علیہ السّلام ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس مال ومنال مویشی کافی زیادہ ہوگئے توآپ کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطافرمادی ہیں اگراب اللہ پاک کافضل کرم ہو کہ اولادنرینہ سے سرفرازفرمائے تواس مالک کاایک اورانعام ہوگاتاکہ وہ میرے بعد منصب نبوت ورسالت پر فائز ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کی جو قبول ہوئی اورایک

فرمانبردار بیٹے کی خوشخبری سنائی۔ قرآن پاک میں ارشاد پاک ہے۔
فَبَشَّرنَاهُ بِغُلٰمٍ حَلِيمٍ۔ (ترجمہ) توہم نے اسے عقل مند لڑکے کی خوشخبری سنائی۔ (پارہ 23)

نور محمدی ﷺ جو حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر پشت در پشت چلا آ رہا ہے وہ سیدہ ہاجرہؓ کی طرف آیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی ولادت ہوئی اور وہ نور محمدی ﷺ آپکی پیشانی میں چمکنے لگا۔ دنیا میں انسان کو دو چیزیں عزیز ہوتی ہیں ایک انسان کو جان اور دوسری اولاد عزیز ہوتی ہے۔ جب جان کا وقت آیا تو جان کی پرواہ نہ کی بلکہ اللہ کی رضا پر راضی ہوئے۔ نمرود لعین جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اس آگ میں حضرت ابراہیمؑ کو ڈالا گیا لوگ خوش تھے کہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے والا آج کے بعد کوئی نہیں ہوگا (نعوذ باللہ) مخالف ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا آخر جب آپؑ کو آگ میں ڈالا گیا علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی روح یہاں تڑپی اور کیا خوب ہو بولے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی۔

عقل ابھی تماشا دیکھ رہی تھی کہ عشق نے چھلانگ لگا دی اللہ پاک نے آگ کو حکم دے دیا۔ (ترجمہ) اے ! آگ حضرت ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی ہو جا۔ جان

کے بعد اولاد کی باری آتی ہے جب حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ کی پیدائش ہوئی توجب حضرت ابراہیمؑ کو حکم ملا کہ وہ سیدہ ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو جنگل میں چھوڑ آئیں حضرت ابراہیمؑ ابھی سوچ رہے تھے کہ جبرائیلؑ جنت سے ایک براق رفتار سواری لے آئے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہ و حضرت اسماعیلؑ کو اپنے پیچھے براق پر بٹھایا اور سرزمین مکہ کی جانب روانہ ہوگئے۔کافی سفر کرنے کے بعد جب سرزمین مکہ میں پہنچ گئے جہاں آجکل آب زمزم کا کنواں ہے اس مقام پر کھڑے ہوگئے جبرائیلؑ نے عرض کی اللہ کے پیارے خلیلؑ منشاء الٰہی یہی ہے کہ انہیں یہاں چھوڑ دیا جائے۔حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو وہاں ٹھہرایا کھانے کے لئے تھوڑی سی کھجوریں اور پینے کے لئے پانی دیکر انہیں واپس آنے لگے تو حضرت ہاجرہؓ نے عرض کیا اے اللہ پاک کے پیارے خلیلؑ کیا! یہاں ٹھہرنے کا حکم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا ہاں۔حضرت ہاجرہؓ نے کہا کہ اب ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہم اپنے رب کی رضا میں راضی ہیں اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔حضرت ابراہیمؑ نے جب حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو سرزمین حرم پر ٹھہرایا تو جاتے وقت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی جسکا ذکر قرآن پاک کے پارہ نمبر 13 میں ہے۔(ترجمہ) اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد ایک وادی میں بسائی ہے جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس (کعبۃ اللہ) اے ہمارے رب! اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں۔ اے پروردگار لوگوں کے دل انکی طرف مائل کردے اور انہیں

پھل کھانے کو دے تاکہ وہ تیرا شکر کریں۔ حضرت ابراہیمؑ نے جاتے وقت حضرت ہاجرہؓ کو کچھ کھجوریں اور پانی دیا حضرت ہاجرہؓ بھوک کے وقت کھجوریں کھاتیں اور شدت پیاس کے وقت پانی پی لیتیں یہاں تک کہ کھجور اور پانی ختم ہوگیا حضرت اسماعیلؑ کو پیاس لگی آپ کی والدہ ماجدہ سے بچے کی پیاس دیکھی نہ گئی آپؓ قریب ایک پہاڑی پر گئیں تاکہ کہیں پانی مل جائے مگر پانی کا نام ونشان تک نظر نہیں آیا پھر واپس آپؓ بچے کے پاس آئیں اور بچے کی پیاس کی شدت دیکھ کر دوسری پہاڑی پر چڑھیں مگر وہاں بھی پانی نظر نہ آیا آپؓ جن دو پہاڑیوں پر پانی کی تلاش کے لئے گئیں ان دونوں پہاڑیاں کو صفا مروہ کہا جاتا ہے ان دنوں پہاڑیوں کے درمیان حضرت ہاجرہؓ سات مرتبہ دوڑیں اللہ رب العزت کو ان کا دوڑنا اتنا پسند آیا کہ قیامت تک ہر آنے والے حاجیوں کو حکم فرمایا کہ وہ بھی صفا و مروہ کے درمیان سات سات چکر لگائیں تاکہ میری برگزیدہ پیاری بندی حضرت ہاجرہؓ کی سنت کو زندہ رکھیں۔ ان دونوں پہاڑیوں کو اللہ پاک نے شعائر اللہ قرار دیا (یعنی اللہ پاک کی نشانیاں ہیں) ان دونوں پہاڑیوں کا ذکر اللہ پاک نے قرآن مجید فرقان حمید کے دوسرے پارہ میں فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" ترجمہ۔" بے شک صفا اور مروہ اللہ پاک کی نشانیوں میں سے ہیں

عرض کر رہا تھا کہ جب حضرت ہاجرہ کو دوسری پہاڑی سے بھی پانی نہ ملا تو واپس اپنے بچے کے پاس آتی ہیں اور ایک عجیب منظر دیکھتی ہیں جہاں پر اسماعیلؑ کی ایڑیاں

ہیں وہاں پر پانی کا ایک صاف شفاف چشمہ جاری ہے اس پانی کے اچانک ظاہر ہونے سے حضرت ہاجرہؓ کی خوشی کی انتہا نہ رہی فوراً اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں پھر یہ خیال آیا کہ اس بڑھتے ہوئے پانی کو روکنا چاہیے آخر کار اپنے اس پانی کے ارد گرد ایک آڑ بنادی پانی کو روکتے ہوئے حضرت ہاجرہؓ کہہ رہی تھیں زم، زم ٹھہر اے پانی ! ٹھہر یہی وہ آب زمزم ہے جسے کروڑوں لوگ بطور تبرک پیتے ہیں اور ساتھ لے جاتے ہیں۔ نبی اکرم نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہؓ اس پانی کو زم زم نہ کہتی تو یہ پانی ساری کائنات کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوتا۔ حضرت ہاجرہؓ پانی سے خود بھی سیراب ہوتیں اور اپنے نور نظر حضرت اسماعیلؑ کو بھی پلاتیں اسی طرح وقت گزر گیا۔ آب زمزم بہنے لگا دور جنگل سے پرندے اپنی پیاس بجھانے کے لئے اس پر منڈلانے لگے یہاں تک کہ قبیلہ بنی جرہم کا وہاں سے گزر ہوا جو یمن سے آئے تھے انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو پانی کی تلاش کے لئے بھیجا جب وہ آبِ زمزم کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت وہاں پر موجود ہے اور اس عورت کی گود میں ایک بچہ ہے اس آدمی نے قبیلہ والوں کو پانی کی خبر دی تو وہاں سارا قافلہ پہنچ گیا انہوں نے حضرت ہاجرہؓ سے اجازت لی اور وہیں پر مقیم ہوگئے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ آبادی کا سلسلہ بڑھتا ہوا شہر کی شکل اختیار کر گیا اور مکہ معظّمہ کے نام سے موسوم ہوگیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ذی الحجہ کی پہلی شب کو خواب دیکھا جس سے آپ کو ندا دی جارہی ہے کہ اے ابراہیمؑ اپنے رب کی قربانی کرو جب صبح ہوئی

حضرت ابراہیمؑ بیدار ہوئے اور بہت سی بکریاں خدا کی راہ میں قربان کیں پھر دوسری رات کو بھی یہی خواب دیکھا جس میں آپؑ کو حکم مل رہا ہے اے خلیل علیہ السلام قربانی کرو صبح ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ نے بہت سی گائیں اور بکریاں اللہ کی راہ میں قربان کیں جب تیسری رات ہوئی تو آپ نے وہی خواب دیکھا صبح بیدار ہو کر آپؑ نے بہت سے اونٹ خدا کی راہ میں قربان کیے آٹھویں ذی الحج تک یہی خواب کا سلسلہ جاری رہا کہ رات کو خواب میں حکم ہوتا کہ قربانی کرو تو آپؑ صبح بیدار ہو کر راہ خدا میں جانور قربان کر دیتے جب آٹھویں شب میں خواب دیکھا اور قربانی کا حکم ہوا تو آپ علیہ السّلام نے عرض کی اے میرے پروردگار کیا شے قربان کروں حکم ملا کہ اپنے لخت جگر پیارے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی قربانی کرو یہ حکم پا کر خلیل علیہ السّلام متفکر ہو گئے نویں ذی الحج کو خواب دیکھا کہ آپؑ اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کو ذبح کر رہے ہیں صبح بیدار ہوئے اور یقین کر لیا کہ یہ حکم خداوندی ہے جس کی تعمیل ضروری ہے دسویں ذی الحج کی رات کو پھر یہی خواب دیکھا دسویں ذی الحجہ کی صبح کو آپؑ حضرت ہاجرہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت ہاجرہؓ کو حکم دیا کہ حضرت اسماعیلؑ کو نہلا دھلا کر تیار کرو کہ آج اپنے دوست کی ضیافت میں جانا ہے حضرت ہاجرہؓ نے اپنے بیٹے کو نہلا دھلا کر خوشبو لگائی اور تیار کر کے اپنے والد حضرت ابراہیمؑ کے حوالے کر دیا حضرت ابراہیمؑ نے انکا ہاتھ پکڑا باپ بیٹا چھری اور رسی لے کر جبل عرفات کی طرف چل پڑے کعبہ شریف سے کچھ دور پہنچے

توشیطان لعین نے آپؑ کواس قربانی سے روکناچاہاسب سے پہلے شیطان لعین حضرت اسماعیلؑ کی والدہ حضرت ہاجرہؓ کے پاس آیااورکہنے لگااے ہاجرہؓ آپکو معلوم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کو کہاں لے گیاہے حضرت ہاجرہؓ نے کہااسکا باپ اسکو کہیں دعوت پرلے گیاہے شیطان لعین بولانہیں وہ توحضرت اسماعیلؑ کوذبح کرنے کے لئے لے گئے ہیں حضرت ہاجرہؓ نے کہایہ کیسے ہوسکتاہے کہ باپ اپنے بیٹے کوذبح کرے؟ شیطان بولاحضرت ابراہیمؑ کواللہ تعالی کی طرف سے حکم ملاہے کہ اپنے بیٹے کی قربانی کر۔حضرت ہاجرہؓ نے کہااے شخص اگرخداکاحکم اسی طرح ہے تومیں اور میرابیٹاخداکے حکم پرراضی ہیں اگریہ خداکاحکم ہے توایک اسماعیلؑ کیاہزاروں اسماعیلؑ قربان کئے جاسکتے ہیں شیطان جب مایوس ہوکرواپس ہواتوحضرت اسماعیلؑ کے دل میں وسوسہ ڈالنے لگاقریب جاکرکہاتجھے تیرے والدذبح کرنے کے لئے لے جارہے ہیں حضرت اسماعیلؑ نے فرمایاکیوں؟ شیطان نے کہاوہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے انہیں ایساکرنے کا حکم دیاہے حضرت اسماعیلؑ نے جواب دیااگراللہ تعالی میری جان کی قربانی قبول فرمالے تومیرے لئے اس سے بڑھ کرکیاسعادت ہوگی۔شاعرنے کیاخوب کہا۔

جان دی ہوئی اسی کی تھی

حق تویہ ہے کہ حق ادانہ ہوا

شیطان نے ہرممکن کوشش کی کہ حضرت ابراہیمؑ کسی نہ کسی طرح اس قربانی سے رک

جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے خلیل کے عزم سے بے بس ہوگئے۔ اسکے بعد شیطان نے ابراہیمؑ کے دل میں وسوسہ ڈالنا شروع کیا حضرت ابراہیمؑ اللہ پاک کے خلیل تھے فوراً پہچان گئے کہ یہ کارنامہ شیطان کا ہے جو اس عظیم قربانی سے روکنے کا مشن پورا کر رہا ہے آپؑ نے اسکو دھتکارنے کے لئے پتھر اٹھا کر اسے مارنا شروع کیا اور فرمایا اے شیطان لعین دور ہو جا میری نظروں کے سامنے اللہ تعالیٰ کو یہ ادائے ابراہیمیؑ اتنی پسند آئی کہ قیامت تک حج کرنے والے حاجیوں کے لئے حکم فرمادیا کہ میرے پیارے خلیلؑ کی سنت کو زندہ رکھنے کے لئے یہاں پر شیطان کو سات کنکر ماریں۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ ایک پہاڑ کے قریب پہنچے تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ سے کہا۔ جو بات آپؑ نے کہی اسکی گواہی اللہ پاک کی کتاب قرآن مجید کا پارہ 23 دیتا ہے ۔ترجمہ: "اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ تم کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہا ہوں اب بتا تیری کیا رائے ہے۔ حضرت اسماعیلؑ نے جواب دیا اے اباجان ! آپکو جو حکم ملا ہے وہ پورا کیجیے مجھے آپؑ انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے۔ علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

جب باپ بیٹا دونوں رضائے الٰہی پر راضی ہوگئے تو باپ نے بیٹے کو زمین پر جبین کے

بل لٹایا قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
فَلَمَّآ اَسۡلَمَا وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ (پارہ 23) جب وہ دونوں تیار ہو گئے تو باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا دیا"

چھری چلانے سے پہلے بیٹے نے کہا ابا جان میری کچھ وصیتیں ہیں قبول فرمائیں وہ وصیتیں یہ تھیں۔

ابا جان پہلی وصیت تو یہ ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیں تاکہ اگر میں تڑپوں تو آپکے لباس پر خون کا چھینٹا نہ پڑے ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لینا تاکہ یہ فریضہ ادا کرنے میں تاخیر نہ ہو جائے۔اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لینا کہیں محبت پدری کی وجہ سے آپ اسے فریضہ سے رہ نہ جائیں۔اور میرا خون آلودہ کُرتا میری والدہ کے پاس پہنچا دیجیے تاکہ وہ اس کُرتے کو دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دے لیا کریں۔حضرت ابراہیمؑ نے حکم خداوندی کو پورا کرتے ہوئے حضرت اسماعیلؑ کے نازک حلق پر چھری رکھی تو چھری حضرت اسماعیلؑ کے گلے پر کند ہو گئی ہے بار بار چھری چلائی مگر ایسا ہی ہوا حضرت ابراہیمؑ نے چھری کو ایک پتھر پر دے مارا پتھر کو چھری نے دو ٹکڑے کر دیے حضرت ابراہیمؑ نے چھری سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا وجہ ہے کہ اتنے نرم و نازک گلے کو بھی نہیں کاٹتی چھری پکار اٹھی اے اللہ تعالیٰ کے خلیلؑ جسوقت آپکو آگ میں

ڈال دیا گیا تھا تو آگ نے آپکو کیوں نہ جلایا۔ خلیلؑ نے فرمایا کہ آگ کو اللہ پاک نے حکم دیا تھا کہ وہ نہ جلائے چھری نے عرض کیا اے حضرت ابراہیمؑ آگ کو تو ایک دفعہ حکم ہوا کہ نہ جلانا مجھے تو ستر مرتبہ حکم مل چکا ہے کہ اسماعیلؑ کے حلقوم کو نہ کاٹنا حضرت ابراہیمؑ نے جب حضرت اسماعیلؑ کے حلقوم پر چھری چلائی گلے پر چھری چلنے سے پہلے حضرت جبرائیل امینؑ نے جنت سے ایک مینڈھا لایا اسکو نیچے رکھ دیا اور حضرت اسماعیلؑ کو اٹھالیا مینڈھا ذبح ہوگیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی ۔ترجمہ "بے شک ہم نے پکارا اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیکوں کو یونہی جزا دیتے ہیں بے شک یہ صاف آزمائش ہے ہم نے اسکا فدیہ ذبح عظیم کے ساتھ کر دیا اور اسے بعد والوں میں باقی رکھا "ابراہیمؑ کی قربانی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی اور اسے یادگار کے طور پر قیامت تک باقی رکھا اب ہر سال اسکی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے .

علامہ عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اور علامہ عینیؒ نے عینی شرح بخاری میں فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے دریافت کیا کہ تو نے کبھی اپنی پوری قوت بھی صرف کی ہے جبرائیلؑ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے چار مرتبہ اپنی پوری قوت صرف کی ہے۔

پہلی بار جب حضرت ابراہیمؑ کو منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈالا جارہا تھا آگ کے شعلے

آسمان سے باتیں کر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ کے خلیل آگ کی طرف جا رہے تھے میں مقام سدرہ پر تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے جبرائیلؑ جلدی جا میرا خلیل آگ میں جا رہا ہے آگ کو پر مار کر گلزار بنا دے یا رسول اللہ ﷺ میں نے سدرۃ المنتہیٰ سے پرواز کی اور خلیلؑ کے آگ میں پہنچنے سے پہلے میں آگ میں پہنچ گیا اور آگ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے گلزار بنا دیا۔

دوسری بار میں سدرۃ المنتہیٰ پر تھا چھری حضرت اسماعیلؑ کے گلے کی طرف آ رہی تھی اس نے صرف دو فٹ کا فاصلہ طے کرنا تھا اسکے دو فٹ کے فاصلے کو طے کرنے سے پہلے میں جنت سے مینڈھا لے کر پہنچ گیا۔

تیسری بار حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈالا جا رہا تھا والد کا پہنایا ہوا لباس اتار دیا گیا تھا بازو میں رسی باندھ کر کنویں میں لٹکا دیا گیا آہستہ آہستہ پانی کی سطح قریب آ رہی تھی حضرت یوسفؑ کے ایک بھائی نے تلوار مار کر رسی کاٹ دی نصف راستہ طے ہو چکا تھا اور نصف باقی تھا رسی کاٹ دی گئی اور میں سدرہ پر بیٹھا تھا حکم ہوا جبرائیلؑ جلدی جنت جا اور یوسفؑ کے پانی میں پہنچنے سے پہلے پہلے جنتی تخت لے جا اور پانی پر بچھا دے میں نے اپنی ساری قوت صرف کر دی سدرۃ المنتہیٰ سے جنت گیا اور وہاں سے تخت اٹھا کر زمین کی طرف آیا ابھی حضرت یوسفؑ پانی پر نہیں پہنچے تھے کہ میں پہلے پہنچ گیا۔

چوتھی مرتبہ یارسول اللہ ﷺ غزوہ اُحد میں جب آپکادانت مبارک شہید ہواخون پاک کاقطرہ زمین کی طرف جارہاتھااللہ رب العزت کی طرف سے حکم ہلااے جبرائیلؑ اگر میرے محبوب پاک ﷺ کے خون کاقطرہ زمین پر گرگیاتوزمین جل کرراکھ ہوجائے گی جااورخون کاقطرہ میرے پاس اٹھاکرلے آ جبرائیلؑ نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ آپکے مقدس خون کاقطرہ زمین پر گرنے سے پہلے میں پہنچ گیا۔

اس سے ہم کویہ سبق ملتاہے کہ اللہ پاک نے ایک فرشتہ کواتنی طاقت دی ہے جسکی پروازکایہ عالم ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں زمین پر پہنچتاہے تواس نبی ﷺ کورب نے کیامقام دیاہوگاجس نبی کریم ﷺ کے جبرائیلؑ نے پاؤں مبارک چومے ہیں۔خدارااہمیں خوف کرناچاہیے ہم نبی ﷺ کی شان میں طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں ہمیں ان سے بچناچاہیے اللہ رب العزت حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسماعیلؑ کی اس عظیم قربانی کے صدقے ہم پر کرم فرمائے اورنبی ﷺ کی شفقت اورغلامی نصیب فرمائے۔

شہادت سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے چھ برس بعد طائف میں ہوئی اس لحاظ سے آپؓ حضور نبی کریم ﷺ سے قریباً چھ برس چھوٹے تھے۔

نام ونسب©: آپؓ کا نام "عثمان" ہے۔آپؓ کی کنیت "ابو عبداللہ" اور "ابو عمرو" ہے۔آپؓ کا لقب "ذوالنورین© ©" ہے۔آپؓ کے والد کا نام "عفان ابن ابی العاص" ہے۔آپؓ کی والدہ ماجدہ کا نام "اروٰی بنت کریز" ہے۔

ذوالنورین کی وجہ تسمیہ: آپؓ کے لقب ذوالنورین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں آپؓ کے نکاح میں آئیں آپؓ کا نکاح پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے ہوااور انکے وصال کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت اُم کلثومؓ کا نکاح آپؓ سے کیا۔حضرت اُم کلثوم کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی جسکا میں نکاح کرتا تو میں اسکا نکاح عثمانؓ سے ہی کرتا۔سنن بیہقی میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انکے علاوہ کبھی کسی نبی کی دو بیٹیاں ایک شخص کے نکاح میں نہیں آئیں اور یہی وجہ ہے کہ آپؓ

کو ذوالنورین یعنی دو نوروں والا کہا گیا ہے۔

آپؓ کی کنیت: زمانہ جاہلیت میں حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی کنیت ابو عمرو تھی۔ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے نکاح ہوا تو انکے بطن پاک سے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے جن کے نام سے آپ ﷺ کی کنیت ابو عبداللہ مشہور ہوئی۔

سلسلہ نسب: آپؓ کا سلسلہ نسب عبد مناف پر حضور نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے آپؓ کے والد کی طرف سے سلسلہ نسب حسب ذیل ہے "عثمانؓ بن عفان بن ابو العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب"۔

آپؓ کا والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔ "اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف"۔

اللہ رب العزت کا قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد پاک ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ☆

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ہی بیت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ

کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے

آیت کریمہ کا شانِ نزول

یکم ذی الحجہ ۶ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ پندرہ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ مدینہ منورہ سے عمرہ کے ارادے سے مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئے۔آقا ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے جو کہ حدیبیہ کے مقام پر جا کر بیٹھ گئی۔حدیبیہ ایک گاؤں ہے جو مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہے۔آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو قیام کرنے کا حکم دے دیا۔آقا ﷺ نے جب قیام کیا تو دوران قیام ہی آپ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ مشرکین مکہ نے انکی آمد کو غلط انداز میں لیا ہے اور وہ ان سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔حضور ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو قریش مکہ کی طرف مکہ معظّمہ میں پیغام دے کر بھیجا کہ وہ معززین مکہ کو جا کر بتائیں کہ ہم لڑنے یا جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے بلکہ ہم تو صرف اللہ پاک کے گھر کی زیارت اور طوافِ کعبہ کے لئے آئے ہیں۔حضرت سیدنا عثمان غنیؓ محبوب خدا ﷺ کا یہ پیغام لیکر بحیثیت قاصد قریش مکہ کی طرف چلے گئے۔جب آپؓ مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو آپکی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی۔آپؓ انکے ساتھ انکے گھر روانہ ہو گئے۔آپؓ نے ابان بن سعید بن العاص کے ساتھ حضور ﷺ کا پیغام ابو سفیان اور دیگر معززین مکہ کو جا کر پیغام سنایا۔اس پیغام کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس سال تو مسلمانوں اور انکے آقا (ﷺ) کو مکہ مکرمہ نہیں آنے دیں گے۔آپؓ سے انہوں نے کہا ہاں اگر تم طواف

کعبہ کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اجازت ہے قربان جاؤں سیدنا عثمان غنیؓ آپکے جواب پر آپؐ نے فرمایا کہ میں اسوقت تک کعبہ شریف کا طواف نہیں کروں گا جب تک میرے آقا ﷺ اور دیگر صحابہ کرامؓ طواف کعبہ شریف نہ کرلیں۔اس انکار کے بعد معززین مکہ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو اپنے پاس روک لیا اس تاخیر کی وجہ سے لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا گیا ہے جب آقا ﷺ کو شہادت سیدنا عثمان غنیؓ کا پتا چلا اس پر مسلمانوں کے دلوں میں قتل عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے کفار سے مقابلہ کرنے کا جوش پیدا ہو گیا آقا ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔آقا ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ سے اس بات پر بیعت لی کہ جب تک ہم حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدان جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں اس بیعت میں نبی کریم ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اے پیغمبر ﷺ! جو لوگ تم سے بیت کر رہے تھے وہ حقیقت میں اللہ پاک سے بیعت" کر رہے تھے اور انکا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اسکا وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس نے اللہ پاک کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ پاک عنقریب اسکو اجر عظیم عطا فرمائے گا"۔خوش قسمت ہیں وہ صحابہ کرامؓ کہ جنہوں نے حدیبیہ کے مقام

پر آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ رب العزت نے فرمادیا۔
(لَقَدرَضِیَ اللہُ عَنِ المُومِنِینَ اِذیُبَایِعُونَکَ تَحتَ الشَّجَرَۃِ۔ (پارہ 26
بے شک اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہوگیا۔جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے تھے۔

جب معززین مکہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ بڑے پریشان ہوگئے انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو واپس بھیج دیا۔اور ساتھ ہی ایک وفد صلح کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیج دیا جس نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ معاہدہ حدیبیہ کی شرائط طے کیں جس پر حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے بھی دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح دستخط طے کیے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے میرا رفیق جنت میں عثمانؓ ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "عثمان غنیؓ کی سفارش سے ستر ہزار جہنمی جن پر آگ واجب ہوچکی ہے بلا حساب جنت میں داخل ہونگے۔

سیدنا مرہ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے بعد کے) فتنوں کا ذکر کیا اتنے میں ایک آدمی کپڑا اوڑھے ہوئے وہاں سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ (شخص اس دن ہدایت پر ہوگا میں نے اٹھ کر دیکھا تو وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ (سنن ترمذی

حیاء عثمان غنیؓ: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن آقا ﷺ گھر میں لیٹے ہوئے تھے۔اس حال میں آپ ﷺ کی پنڈلی مبارک ننگی تھی دروازے پر دستک ہوئی تو پوچھا کون جواب آیا صدیقؓ !آپؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ ﷺ سے کچھ گفتگو کی۔پھر دروازے پر حضرت عمر فاروقؓ آئے۔آپؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی آقا ﷺ نے اندر آنے کی اجازت دے دی۔حضرت عمر فاروقؓ نے آپ ﷺ کے ساتھ کچھ باتیں کی۔اسکے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ آئے اور اجازت مانگی تو اس پر حضور ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے۔"وَسَوَیتَ ثِیَابَکَ "اور اپنے کپڑوں کو درست فرمالیا۔جب سب چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے جب میرے ابا جان آئے آپ اسی حالت میں رہے۔جب حضرت عمر فاروقؓ آئے تو بھی آپ اسی حالت میں رہے۔لیکن جب عثمان غنیؓ آئے تو آپ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور پنڈلی کا کپڑا بھی درست فرمالیا۔آقا ﷺ نے فرمایا اے عائشہ کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے

(بھی حیا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف

سخاوت عثمان غنیؓ: حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں سخت قحط پڑ گیا لوگ جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئے۔آپؓ کی بارگاہ میں غلہ کم ہونے کی شکایت کی۔اس پر آپؓ نے فرمایا گھبراؤ نہیں بفضلہٖ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ شام سے پہلے یہ مشکل آسان فرما دے گا جب شام کا وقت ہوا تو پتہ چلا کہ حضرت عثمان غنیؓ کے غلے سے بھرے ہوئے ایک ہزار اونٹ شام سے واپس مدینہ پہنچ چکے ہیں یہ اطلاع ملتے ہی مدینہ منورہ کے تمام تاجر آپؓ کے گھر جمع ہو گئے آپؓ سے غلہ خریدنے کی بات کی حضرت عثمان غنی نے فرمایا کیا نفع دو گے؟ وہ کہنے لگے دوگنا نفع دیں گے۔آپؓ نے فرمایا یہ تھوڑا ہے وہ کہنے لگے چار گنا نفع لے لو۔آپؓ نے فرمایا یہ تھوڑا ہے۔مدینہ کے تاجروں نے کہا پانچ گنا نفع لے لو۔آپؓ نے فرمایا یہ تھوڑا ہے اور زیادہ کرو۔وہ کہنے لگے کہ مدینہ کے تاجر تو ہم ہیں اور ہم سے زیادہ آپ کو نفع کون دے گا۔آپؓ نے فرمایا جو کوئی دس گنا نفع دے گا یہ غلہ اسے دونگا۔تاجروں نے اتنا نفع دینے سے انکار کر دیا۔آپؓ نے فرمایا مجھے بارگاہ الٰہی سے ایک روپے کے بدلے دس روپے نفع ملتا ہے یہ کہہ کر آپؓ نے سارا غلہ مدینہ منورہ کے غرباء میں تقسیم کر دیا۔قربان جاؤں حضرت سیدنا عثمان غنیؓ تیری سخاوت پر اللہ پاک آپؓ کی سخاوت کی وجہ سے اہل مومن کے دل میں سخاوت ڈال دے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر ایک وقت ایسا بھی آیا جب مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑ گیا اور نوبت درختوں کے پتے کھانے تک آ گئی جب غزوہ تبوک کی تیاری کی گئی تو اس وقت نہایت بے سروسامانی کا عالم تھا حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو جہاد کی ترغیب دی حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے سو اونٹ سامان سے لدے ہوئے پیش کیے حضور ﷺ نے پھر جہاد کی ترغیب دی تو حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے سو اونٹ مزید سامان سے لدے ہوئے مزید آقا ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیے۔ آقا ﷺ نے جہاد کی ترغیب جاری رکھی یہاں تک کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے مزید ایک سو اونٹ مع سامان لے کر آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے منبر سے نیچے اتر کر فرمایا: آج کے بعد کوئی عمل عثمانؓ کو نقصان نہیں پہنچائے گا

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا تو آپ ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے لئے دعا کی "اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں لہٰذا تو بھی اس سے راضی ہو جا"۔

بغض عثمان غنیؓ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک شخص کی نمازہ جنازہ پڑھانے تشریف لے گئے۔ پس آپ ﷺ نے اسکا جنازہ نہ پڑھایا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس سے پہلے کبھی کسی کا جنازہ پڑھائے بغیر واپس نہیں آئے تو آقا ﷺ نے

فرمایا" بے شک وہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا، پس وہ اللہ پاک سے بغض رکھتا تھا (۔ترمذی)"

شہادت عثمان غنیؓ

حضرت عثمانؓ کی شہادت عبداللہ بن سبّااور مروان کی شرارتوں سے واقع ہوئی چنانچہ مصریوں کے اصرار پر صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت حضرت عثمان غنیؓ کے پاس آئی اور گورنر مصر کی معزلی کا مطالبہ کیاآپ نے فرمایا جس کو تم پسند کرتے ہو میں اسکو گورنر بنادیتا ہوں انہوں نے حضرت محمد بن ابو بکرؓ کی طرف اشارہ کیاآپؓ نے محمد بن ابکرؓ کو گورنر بنا کر مصر روانہ کر دیااور انکے ساتھ مہاجرین وانصار کی بھی ایک کثیر تعداد روانہ ہوئی تاکہ وہاں کے حالات کا جائزہ لیں۔ادھر مروان نے مصر کے پہلے گورنر کو ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ یہ خط امیر المومنین کی طرف سے ہے۔ان کا کہنا ہے کہ جونہی محمد بن ابو بکراور انکے ساتھی تمہارے ہاں پہنچیں تو ان سب کو قتل کر دینااور خفیہ طور پر حضرت عثمانؓ کی مہر لگا کر آپ ہی کے غلام کو اونٹ پر سوار کر کے مصر روانہ کر دیا راستہ میں یہ لوگ اور یہ غلام باہم مل گئے۔انہوں نے اس غلام سے پوچھا کہ تم کہاں جارہے ہو اس نے کہا امیر المومنین کا ایک پیغام لیکر مصر جارہا ہوں ۔انہوں نے کہا کہ مصر کا گورنر تو ہمارے ساتھ ہے جو پیغام ہے انہیں کہو اس نے کہا یہ نہیں جو مصر میں ہیں انکی بات ہے اس پر لوگوں کو شک پڑ گیا وہ کہنے لگے کہ تیرے پاس کوئی خط نہیں وہ غلام کہنے

لگا میرے پاس کوئی خط نہیں ۔ چنانچہ انہوں نے اس غلام کی تلاشی لی تو خط نکل آیا جب اس نے کھول کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ یہ خط حضرت عثمانؓ کیطرف سے ہے لوگوں نے محمد بن ابو بکر کو زبردستی حاکم مقرر کر دیا ہے لہٰذا جس وقت یہ مصر میں پہنچیں تو انہیں فوراً قتل کر دینا۔ یہ خط پڑھ کر سب غصہ میں بھڑک اٹھے اور واپس مدینہ منورہ آ گئے اور تمام صحابہ کو جمع کیا اور وہ خط سنایا صحابہ کرامؓ وہ خط لیکر حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا کیا یہ خط تم نے لکھوایا ہے ۔ حضرت عثمانؓ نے نا علمی اظہار کیا اور مکان کا محاصرہ کر کے جمع ہو گئے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ حکم دیں ہم ان سے لڑائی کر کے انہیں بھگا دیں ۔ آپؓ نے فرمایا تمہیں قسم ہے پیدا کرنیوالے کی کسی مسلمان کا ایک قطرہ بھی خون کا نہ بہانا میں اسکا قیامت کے دن کیا جواب دوں گا۔ پھر صحابہ کرامؓ نے کہا کہ آپ کسی اور جگہ چلے جائیں آپؓ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ سرکار کے قدموں میں میری جان نکل جائے تو کوئی پرواہ نہیں اسکے بعد آپؓ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور خط کے بارے میں اپنی نا علمی کا اظہار فرما ہی رہے تھے کہ ظالموں نے آپؓ پر پتھر برسانے شروع کر دیے یہاں تک کہ آپؓ بے ہوش ہو کر زخمی حالت میں منبر سے نیچے گر پڑے ۔ لوگ آپکو اسی حالت میں اٹھا کر لے آئے صحابہ کرامؓ نے آپکی حالت دیکھ کر ایک بار پھر کہا اے امیر المومنین آپ ہمیں اجازت دیں ہم انکا خاتمہ کر دیں آپؓ نے انہیں منع فرما دیا۔ اب ایک بار پھر سینکڑوں کی تعداد میں بلوائیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے گھر کا محاصرہ

کرلیااور کہنے لگے کہ اب بغیر قتل کے نہ چھوڑیں گے اور ہر چیز کا مکان کے اندر آنا جانا حتیٰ کہ پانی تک بند کردیا گھر میں کھانے پینے کی ہر چیز ختم ہو گئی جب پانی بند ہوئے سات دن گزر گئے تو حضرت سیدنا عثمانؓ نے کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال کر آواز دی کہ ہے کوئی آج عثمانؓ کو پانی کا ایک پیالہ پلادے میں وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن جو نبی کریم ﷺ حوض کوثر پر پیالہ مجھے عطا فرمائیں گے میں اُسے پیالہ دوں گا۔جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پتا چلا تو آپؓ نے تین مشکیں پانی سے بھریں اور جب آپکے مکان کے قریب پہنچے تو ان باغیوں نے مشکوں میں برچھے مار کر انہیں چھلنی کردیا جس سے سارا پانی بہہ گیا اسکے بعد حضرت ام المومنین ام حبیبہؓ بھی پانی کی ایک مشک لے کر خچر پر سوار ہو کر آئیں۔مگر ان ظالموں نے انکی بھی پرواہ نہ کی اور خچر کے منہ پر چھڑیاں ماریں جس سے وہ ایسا بھاگا کہ حضرت ام حبیبہؓ بمشکل گرنے سے بچیں یہ دیکھ کر لوگ گھبرائے اور کہا خدا تمہارا خانہ خراب کرے ازواج نبی کا تو کچھ خیال کرو اس پر اہل مدینہ کو بہت غصہ آیا اور تلواریں لے کر حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ اب تو ازواج رسول کی بھی بے حرمتی ہونے لگی ہے ہمیں لڑنے کی اجازت دو آپؓ نے پھر منع فرمادیا حتیٰ کہ پانی بند ہوئے چالیس دن گذر گئے اسکے بعد ظالموں نے آپکے مکان کو آگ لگادی گھر والے گھبرا اٹھے بچے رونے لگے حضرت عثمان غنیؓ اسوقت نماز پڑھ رہے تھے گھر جل رہا تھا مگر حضرت عثمانؓ کی نماز میں ذرا بھر بھی فرق نہ آیا۔اسکے بعد آپؓ قرآن مجید کی تلاوت شروع کردی۔چند باغی دیوار پھاند کر مکان کے اندر داخل

ہوگئے جن میں محمد بن ابی بکر نے آپؓ کی داڑھی مبارک کو پکڑ کر ہلانا شروع کر دیا۔ آپؓ نے فرمایا اگر تیرا باپ آج زندہ ہوتا تو تو کبھی ایسا نہ کرتا چنانچہ وہ تو اس بات سے شرم کھا کر بھاگ نکلا۔ ایک ظالم سواد بن حمران نے آپ کا گلا گھونٹا اور ایک نے آپ کے چہرے پر طمانچے مارنے شروع کر دیے مگر واہ عثمان تیرے حوصلے پر صد قے تیرے صبر پر قربان اُف تک نہ کی پھر اس نے تلوار کا وار کیا جس سے آپکی زوجہ حضرت نائلہؓ کی انگلیاں روکتے ہوئے کٹ گئیں اور آپؓ کا اپنا ہاتھ بھی کٹ کر زمین پر گر گیا اس پر آپؓ نے فرمایا یہ وہ ہاتھ تھا جو وحی لکھا کرتا تھا آج یہ راہ مولیٰ میں کٹا ہے یہ وہ ہاتھ تھا جس نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور جس دن سے اس ہاتھ کو نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ کہا یہ کسی گندی جگہ پر نہ گیا۔ آپؓ نے فرمایا! او بے خبرو ذرا اس ہاتھ کو اچھی طرح دفن کرنا اسکے بعد ایک اور ظالم نے آپؓ پر برچھے کے وار کرنا شروع کر دیے اور خون کا پہلا قطرہ قرآن مجید کی اس آیت پر گرا "فَسَیَکۡفِیۡکَہُمُ اللّٰہُ ۚ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ " تمہارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اس طرح آپ تلاوت قرآن مجید اور کلمہ شریف کا ورد کرتے ہوئے اٹھارہ ذوالحجہ 35ھ بروز جمعۃ المبارک کو جام شہادت نوش فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

تجہیز و تکفین: روایات میں موجود ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کا جسم اطہر تین دن تک

آپؓ کے گھر بے گور وکفن پڑا رہا آپؓ کے گھر کے ارگرد سازشیوں نے شورش برپا کر رکھی تھی بالآخر شہادت کے چوتھے روز حضرت جبیر بن معطمؓ اور حضرت حکیم بن حزامؓ حضرت سیدنا علی المرتضٰی کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران سے درخواست کی وہ ان سازشیوں کو سمجھائیں کہ اب تو وہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی تدفین کرنے دیں حضرت علی المرتضٰیؓ سازشیوں کے پاس پہنچے توآپؓ نے حضرت سیدناامام حسن ، حضرت زبیر بن العوامؓ اوردیگر کو حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کا جنازہ لاتے دیکھا جنازہ کے ہمراہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے کچھ رشتہ دار بھی تھے شرپسندوں نے کوشش کی کہ وہ آپکے جنازے کو روکیں لیکن حضرت سیدنا علی المرتضٰی نے مدینہ منورہ کے چند جوانوں کو حکم دیا کہ اگر یہ کچھ کریں توانکے ساتھ سختی سے نمٹا جائے ۔حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو جنت البقیع سے ملحقہ باغ حش کوکب میں لایا گیا جو آجکل جنت البقیع کا حصہ ہے حضرت جبیر بن معطمؓ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور سیدناامام حسنؓ ودیگر نے آپؓ کو قبر مبارک میں اتارا۔روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے جنازہ کے ساتھ ستر افراد تھے جنہوں نے آپؓ کو حش کوکب میں دفن کیا اور شرپسندوں کے شر کیوجہ سے آپؓ کی قبر مبارک کا نشان چھپادیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت تاریخ اسلام کا سب سے براسانحہ تھا آپؓ کی شہادت کے بعد دین اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان آپؓ کی

شہادت کے بعد پھر کبھی دوبارہ متحد نہ ہوسکے آپؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلافات بڑھتے چلے گئے جسکے نتیجہ میں اغیار نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں میں کئی فرقوں کو پیدا کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی تکمیل کو پہنچی کہ میری امت کے تہتر فرقے ہونگے۔

فرمودات

بندگی کا مفہوم ہے کہ انسان اللہ عزوجل کے احکام پر عمل کرے جو عہد کرے اسے پورا کرے اور جو مل جائے اس پر صبر کرے۔

خاموشی غصہ کا بہترین علاج ہے۔

جس کے لئے دنیا قید ہے اس کے لئے قبر راحت کا مقام ہے۔

جب کسی کو اچھا کرتے دیکھو تو اسکے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

جنت کے اندر رونا عجیب ہے جبکہ اندر ہنسنا عجیب ہے۔

فقیر ایک درہم کا صدقہ غنی کے لاکھ درہم کے صدقہ سے بہتر ہے۔

اگر تو گناہ کرنا چاہتا ہے تو ایسی جگہ جا جہاں تجھے اللہ نہ دیکھے۔

حیرانگی ہے اس شخص پر جو دوزخ کو برحق مانتا ہے مگر پھر بھی گناہ کرتا ہے۔

افضل ترین ایمان یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو ہمہ وقت اپنے ساتھ تصور کرے۔

علم بغیر عمل کے نفع دے سکتا ہے مگر عمل بغیر علم کے نفع نہیں دیتا۔

شب عید الفطر

اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے
۔ترجمہ ! "اوراس لئے کہ تم گنتی پوری کرو۔اوراللہ کی بڑائی بولو۔اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔(پارہ نمبر2 سورۃ البقرہ)

عید کالفظ " عود " سے نکلا ہے جسکے معنی لوٹ آنے کے ہیں عیدکادن چونکہ ہر سال لوٹ کرآتا ہے اس لئے اسکو عید کہتے ہیں یہ اسلام کے پیروکاروں کے لئے اورشادمانی کادن ہوتا ہے۔شوال المکرم کی پہلی تاریخ کو عید ہوتی ہے۔اسی نسبت سے اس شب کوشب عید کہاجاتا ہے۔

رمضان المبارک کے رحمتوں سے بھرے ہوئے مہینے کے بعدجب ماہ رمضان کاآخری دن ہوتا ہے تواسکی شام کو عیدکاچاند نظرآتا ہے جس سے مومنوں کوبے حدخوشی ہوتی ہے کہ رمضان المبارک کے روزے پایہ تکمیل تک پہنچے اوران کی ماہ رمضان کے روزوں کی عبادت بارگاہ رب العزت میں قبول ہوئی۔اسکی خوشی میں عیدالفطرپڑھی جاتی ہے۔نماز عیدین کاحکم ہجرت مدینہ کے پہلے سال دیاگیااللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی خوشی اورفرحت کے لئے سال میں دواہم دن مقررکئے جن میں سے ایک عیدالاضحیٰ اوردوسراعیدالفطرکادن ہے حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جب

مدینہ تشریف لائے تو (دیکھا کہ) وہاں کے لوگ دو دن کھیل تماشے میں گزارتے تھے حضور نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ دن کیا ہیں ؟انہوں نے کہا کہ ہم ایام جاہلیت میں ان دو دنوں میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے رسول ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ان ایام کے بدلے میں تمہیں ان سے بہتر دو ایام یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر عطا فرمائے ہیں۔ (ابوداؤد السنن کتاب الصلاۃ باب صلاۃ العیدین)

شب عید الفطر کے بارے میں آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عیدین کی راتوں میں ثواب کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تو اسکا دل قیامت کے دن مردہ نہیں ہوگا جبکہ سب لوگوں کے دل مردہ ہوں گے۔ (ابن ماجہ) یہی مضمون ایک اور صحابی سے یوں روایت ہے۔

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ جس نے دونوں عیدوں کی راتوں میں ثواب کی نیت (عبادت کی اسکا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مرجائیں گے۔ (بیہقی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان المبارک کی آخری شب میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ وہ شب قدر ہے ؟آقا ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ کام کرنیوالے کو اسوقت پوری مزدوری دی جاتی

(ہے جبکہ وہ کام پورا کرلیتا ہے۔ (مسند احمد

عید کی اصل خوشی اصل میں تو یہ ہے کہ انسان کو بقائے دوام حاصل ہوجائے اسکی آخرت سنور جائے اسکی عبادت وریاضت اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول ہوجائے اسکی زندگی کا ہر لمحہ اللہ اور اسکے حبیب ﷺ کی اطاعت میں گزرے اللہ پاک کی خوشنودی حاصل ہو جب وہ دنیا سے جائے تو صاحب ایمان جائے قبر کے سوال جواب میں آسانی ہو قبر میں مثلِ جنت راحت نصیب ہو پھر یوم حساب کو اسکی نجات ہو اس روز جبکہ حساب ہوگا اعمال نامہ سامنے ہوگا تو ایسے مشکل وقت میں شب عید میں کی ہوئی عبادت مددگار اور معاون ثابت ہوگی۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی راتوں کو عبادت سے زندہ رکھا (اسکا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوجائیں گے۔ (طبرانی

انسان کے لئے ہر وہ دن عید کا دن ہے جس دن انسان نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ ذکر ہے کہ عید کے دن ایک آدمی حضرت علی المرتضی شیر خداؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت آپ خشک روٹی کھا رہے تھے اس شخص نے عرض کیا کہ آج تو عید کا دن ہے اور آپؓ سوکھی روٹی چبا رہے ہیں آپؓ نے فرمایا کہ آج عید ان لوگوں کی ہے جنکے روزے اللہ پاک

کی بارگاہ میں قبول ہوئے اورانکی کوشش مشکور ہوئی اوراللہ تعالیٰ نے انکے گناہوں کو بخش دیااور ہماری عیدآج بھی ہے اور کل بھی ہماری عید ہے اوراس دن بھی ہماری عید ہے جس دن ہم کوئی گناہ نہ کریں۔اسلئے ہر عقلمند آدمی کولازم ہے کہ وہ اپنی ظاہری آرائش کونہ دیکھے اوراسکاپابندنہ ہوجائے بلکہ عیدکے دن عبرت پکڑے اورآخرت کی فکر کرے اور عید کو قیامت کانمونہ سمجھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کی جانے والی دعارد نہیں ہوتی۔۱۔شب جمعہ ۲۔رجب کی پہلی رات ۳۔شعبان کی پندرہویں شب ۴۔(عیدالفطر کی رات ۵۔عیدالاضحیٰ کی رات (بیہقی

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایااللہ تعالیٰ اس شخص کوجس نے ماہ رمضان میں روزے رکھے عیدالفطر کی رات میں پوراپورااجرفرمادیتاہے اور عید کی صبح فرشتوں کوحکم دیتاہے کہ زمین پرجاؤ اورہرگلی کوچہ اور بازارمیں اعلان کردو(اس آواز کوجن وانس کے علاوہ سب مخلوق سنتی ہے) کہ آقادوجہاں ﷺ کے امتیو!اپنے رب کی طرف بڑھووہ تمہاری تھوڑی نماز کوقبول کرکے بڑااجر عطافرماتاہے اوربڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتاہے پھرجب لوگ عیدگاہ روانہ ہوجاتے ہیں اوروہاں سے فارغ ہوکردعاماںگتے ہیں تواللہ تعالیٰ اسوقت کسی دعااور کسی حاجت کوردنہیں فرماتااور کوئی ایسا گناہ نہیں بچتاجسکومعاف نہ کرے۔لوگ اپنے

۔ گھروں کو مغفور ہو کر لوٹتے ہیں

حضرت ابن عباسؓ کی حدیث ہیں ہے کہ شب عیدالفطر کا نام شب جائزہ یعنی انعام کی رات رکھا گیا اور عیدالفطر کی صبح تمام شہروں کے کوچہ و بازار میں فرشتے پھیل جاتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں، جسکو جن وانس کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے کہ اے محمد ﷺ کی امت! رب کریم کی طرف چلو تاکہ وہ تم کو ثواب عظیم عطا فرمائے اور تمہارے بڑے بڑے گناہوں کو بخش دے لوگ عیدگاہ کو نکل جاتے ہیں تو اللہ پاک فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو! فرشتے لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کرے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں اے ہمارے معبود! اے ہمارے آقا اس مزدور کو پوری پوری اجرت دی جائے رب جلیل ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انکے روزوں اور نماز شب کا اجر خوشنودی اور گناہوں کی مغفرت بنا دیا پھر فرماتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے مانگو مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج تم اپنی آخرت کے لئے مجھ سے مانگو گے ہیں تم کو وہ ضرور دوں گا اور جو کچھ اپنی دنیا کے لئے مانگو گے میں اسکا لحاظ رکھوں گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جب تک تم میرے احکام کی حفاظت کرو گے (بجالاؤ گے) میں تمہاری خطاؤں اور لغزشوں کی پردہ پوشی کرتا رہوں گا اور تم کو ان لوگوں کے سامنے جن پر شرعی سزا واجب ہو چکی ہے رسوا نہیں کرونگا جاؤ تمہاری بخشش ہو گئی تم نے مجھے رضامند کیا میں تم سے راضی ہو گیا حضرت ابن عباسؓ فرماتے

ہیں کہ فرشتے یہ ارشاد سن کر خوش ہو جاتے ہیں اور ماہِ رمضان کے خاتمے پر امت محمدیہ کو یہ خوشخبری پہنچاتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے کہ عید کے روز اللہ تعالیٰ زمین پر کچھ فرشتوں کا نزول کرتا ہے جو یہ ندا کرتے ہیں! اے محمد ﷺ کے امتیو چلو اور اپنے اس پروردگار کے حضور میں آؤ جو لازوال بخشتا ہے تھوڑے سے تھوڑا نیک عمل بھی قبول فرماتا ہے اور بڑے سے بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے پھر جب سب لوگ میدان عیدگاہ میں نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو تم نے دیکھا کہ امت محمدیہ پر میں نے رمضان کے روزے فرض کئے تھے انہوں نے مہینہ بھر کے روزے رکھے مسجدوں کو آباد کیا میرے کلام پاک کی تلاوت کی اپنی خواہشوں کو روکا اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اور اب ادب سے اظہار تشکر کے لئے میری بارگاہ میں حاضر ہیں میں انکو بہشت میں انکے اعمال کا بدلہ دوں گا پھر اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے اے محمد ﷺ کے امتیو! جو چاہو مانگو مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم اس موقع پر مجھ سے مانگو گے میں دوں گا اور تم عیدگاہ سے پاک وصاف ہو کر نکلو گے تم مجھ سے خوش ہو اور میں تم سے راضی ہوں یہ ارشادات سن کر ملائکہ خوش ہوتے ہیں اور امت محمدیہ کو بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرۃ الواعظین)

عیدکے دن مندرجہ ذیل امور بجالانا مسنون و مستحب ہیں۔

مسواک کرنا، غسل کرنا، کپڑے نئے ہوں تو بہتر ورنہ دھلے ہوئے پہننا، خوشبو لگانا، صبح سویرے اٹھ کر عیدگاہ جانے کی تیاری کرنا، نماز عیدالفطر سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا، پیدل عیدگاہ جانا، ایک راستے سے جانا دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز عیدالفطر کو جانے سے پہلے طاق عدد کھجوروں یا چھواروں کا کھانا یا میٹھی چیز کھالینا، عید کی نماز کے لئے خطبہ یہ سنت ہے خطبہ نماز کے بعد ہوگا، عید کی نماز کسی بڑے میدان میں ادا کرنا سنت ہے لیکن بڑے شہر یا اس جگہ جہاں زیادہ آبادی ہو ایک سے زائد مقامات پر عیدین کے اجتماع بھی درست ہیں اور میدان کی بھی شرط نہیں بڑی مساجد میں بھی یہ اجتماع صحیح ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ایک جگہ اجتماع ہوگا تو بہت سے لوگ نماز عید سے محروم رہ جائیں گے کچھ تو حقیقی مشکلات کی وجہ سے اور کچھ اپنی سستی کے باعث۔

فضیلت حج وعمرہ - قسط نمبر1

اللہ رب العزت کا قرآن پاک میں ارشاد پاک ہے
"بے شک لوگوں کی عبادت کے لئے سب سے پہلا مقرر ہونے والا گھر وہ برکت والا ہے جو مکہ میں ہے سارے جہاں کا رہنما اسمیں کھلی نشانیاں ہیں"۔
کعبہ معظّمہ اتنی برکت والا ہے کہ رب ذالجلال ہر روز وہاں پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے چالیس رحمتیں ان نمازیوں کے لئے جو کعبہ میں نماز پڑھتے ہیں اور ساٹھ رحمتیں کعبۃ اللہ کا طواف کرنیوالوں کے لئے اور بیس رحمتیں کعبۃ اللہ کی طرف نظر کرنیوالوں کے لئے جہاں پر رب کی رحمت کی برسات ہو وہ جگہ رحمت والی کیوں نہ ہو۔
تفسیر حسینی میں مرقوم ہے کہ کعبۃ اللہ کی طرف ایک نظر سے دیکھنا اس قدر ثواب واجر کا حامل ہے جتنا کہ مکہ مکرمہ کے باہر سال بھر کی عبادت کا ثواب ہوتا ہے یعنی مکہ مکرمہ کے باہر سال بھر کی عبادت کا ثواب اور مکہ کی جانب ایک نظر دیکھنے کا ثواب برابر ہے جس نے ایک مرتبہ کعبہ پر نگاہ ڈالی گویا اس نے ایک سال کی عبادت کا ثواب حاصل کر لیا۔

حضرت مسیبؓ نے فرمایا "جو کوئی ایمان اور قلبی تصدیق سے کعبہ معظّمہ کا دیدار کرے گناہوں سے یوں پاک ہوجاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ "

العٰلمین.

اللہ پاک کے گھر کا حج کرنا ہر صاحب استطاعت پر ایک مرتبہ فرض ہے کئی احادیث مبارکہ حج کے بارے میں وارد ہیں جن میں سے چند یہاں پر درج کی جارہی ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا تو فرمایا! اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو! ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حضور ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ اس شخص نے تین بار کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال واجب ہوجاتا اور تم نہ کر سکتے پھر فرمایا مجھے چھوڑے رہو جس میں میں تم کو آزادی دوں کیونکہ تم سے اگلے لوگ نبیوں سے زیادہ پوچھ گچھ اور زیادہ جھگڑے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں لہٰذا جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں

توجہاں تک ہوسکے کر گزرو اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ (مسلم شریف)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! بے شک اللہ پاک کی جانب سے تم پر حج فرض ہے۔ پس حضرت اَقرَعَ بن حابسؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہر سال (آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک اس صحابیؓ نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا) آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کر دیتا تو واجب ہو جاتا اگر واجب ہو جاتا تو تم اس پر عمل نہ کرتے اور نہ ہی اسکی طاقت رکھتے اور حج زندگی میں ایک بار فرض ہے جو زیادہ مرتبہ کرے وہ نفل ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "جس شخص نے اللہ کی رضا کے لئے حج کیا اور فحش کلامی نہ کی اور نہ فسق کی باتیں کیں (حج) کرکے لوٹے گا تو ایسا ہوگا جیسے اسکی ماں نے اسے ابھی جنا ہو" (متفق علیہ

مندرجہ بالا احادیث میں وارد ہے کہ جو شخص ادائیگی حج اور حج کے دنوں میں گناہوں سے باز آجائے تو اسکے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا اے عمرؓ! کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام لانا اسلام قبول کرنے سے پہلے والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور بے شک حج سابقہ گناہوں کو گرا دیتا ہے اس حدیث مبارکہ میں تین باتوں کی وضاحت کی گئی ہے ،اول یہ کہ اگر کوئی غیر مذہب اسلام قبول کرلے تو اسکے زمانہ کفر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، دوسرا یہ کہ راہ خدا میں ہجرت کرنے سے پہلے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج کرنے سے سابقہ گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے " رسول "اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "حج گناہوں کو یوں دھوڈالتا ہے جیسے پانی میل کو

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیانی گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور حج مقبول کی جزا صرف جنت ہے ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری بہن نے حج کی منت مانی تھی اور وہ مر گئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو ادا کرتا عرض کیا جی ہاں !آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ پاک کا قرض بھی ادا کرو وہ تو زیادہ ادا کے لائق ہے۔ (مسلم ،بخاری)

ارکان حج

احرام باندھنا اور تلبیہ کہنا

احرام کا باندھنا فرض ہے احرام کے متعلق حدیث پاک میں آتا ہے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لئے جوذوالحلیفہ کو میقات (ایسی جگہ جہاں احرام باندھا جاتا ہے) بنایا اور شام والوں کے لئے جحفہ کو اور نجدیوں کے لئے قرن منازل کو اور یمن والوں کے لئے یلملم۔ یہ میقات ان کے باشندوں کے لئے بھی ہیں اور انکے لئے بھی جو انکا باشندہ نہ ہو مگر ان پر سے گزرے جو حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا پھر جو ان میقاتوں کے اندر کا باشندہ ہو تو اس کا احرام اپنے گھر سے (ہے اور اسی طرح حتیٰ کہ مکہ والے مکہ سے ہی احرام باندھیں۔ (مسلم و بخاری

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے احرام باندھنے) کے لئے کپڑے اتارے اور غسل کیا۔)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے احرام کے وقت جب آپ ﷺ احرام باندھنے لگتے تھے اور آپکے احرام سے باہر نکلنے کے وقت کعبہ معظّمہ کا طواف کرنے سے پہلے میں آپ ﷺ کو خوشبو لگا دیتی تھی۔

نیت کرنے کے بعد مرد بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ الاخر (زبان سے کہنا شرط ہے کم سے کم ایک مرتبہ کہنا فرض ہے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنا پاؤں مبارک رکاب میں داخل فرمایا اور آپ ﷺ کی اونٹنی آپ کو لیکر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ نے (ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس باآواز تلبیہ کہا۔ (مسلم، بخاری

حضرت خلاد ابن سائب سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل امینؑ آئے ہیں اور مجھے حکم پہنچایا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو حکم دو کہ احرام یا تلبیہ اونچی آواز سے کریں۔

(مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، درامی)

دخول مکہ وطواف کعبہ

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر مکہ معظّمہ میں داخل ہونے سے پہلے رات ذی طویٰ میں گزارتے۔ صبح غسل کرتے نماز پڑھتے پھر دن کو مکہ مکہ معظّمہ میں داخل ہوتے اور جب مکہ معظّمہ سے واپس ہوتے تو رات ذی طویٰ پر گزارتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور آپؓ فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ یہی عمل کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن اوفیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو کعبۃ اللہ

کا طواف بھی فرمایا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی آپ کے ہمراہ ایک آدمی تھا جو آپ کو لوگوں سے چھپائے ہوئے تھا پھر ایک شخص نے عبداللہ بن اوفی سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کعبۃ اللہ کے اندر تشریف لے گئے تھے انہوں نے کہا نہیں

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے طواف کیا صفا اور مروہ میں سعی (دوڑ) کی اس طواف کے بعد آپ کعبہ کے قریب نہیں گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ عرفات سے واپس لوٹے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر نے اس حج میں جس میں نبی کریم ﷺ نے انہیں امیر الحج بنایا تھا یعنی حجۃ الوداع سے پہلے بقر عید کے دن مجھے ایک جماعت میں بھیجا جسے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لوگوں میں یہ اعلان کر دو خبردار اس سال کے بعد کوئی کافر حج نہ کرے اور کوئی ننگا طواف نہ کرے (مسلم، بخاری

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلا طواف کرتے تو تین چکروں میں تیز چلتے اور چار چکروں میں معمولی چال چلا کرتے تھے اور جب صفا و مروہ کے درمیان (طواف کرتے تو بطن سیل میں سعی (دوڑ) فرماتے۔ (مسلم، بخاری

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپکے صحابہؓ جب (حج کرنے مکہ) تشریف لائے تو مشرکوں نے (آپکے آنے سے پہلے باہم) اس بات کا چرچا کر دیا کہ اب تمہارے پاس ایک ایسا گروہ آنے والا ہے جسے یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے اس بات کا آقا ﷺ کو پتا چلا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تین چکروں میں رمل (اچھل کود کر/اکڑ کر) کریں اور دونوں رکنوں کے درمیان مشی (درمیانہ چلنا) کریں آپکو یہ حکم دینے میں کہ وہ کل چکروں میں رمل کریں اسکے سوا کہ لوگوں پر آسانی منظور تھی کوئی اور بات مانع نہ تھی۔

(وداعی حج (خطبہ حجۃ الوداع

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نو سال مدینہ پاک میں مقیم رہے حج نہ کیا پھر دسویں سال لوگوں میں حج کا اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ حج کو تشریف لے جانے والے ہیں چنانچہ بہت سے لوگ مدینہ پاک میں آ گئے ہم آپ ﷺ کے ساتھ (چل) پڑے حتیٰ کہ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیسؓ کے ہاں محمد بن ابوبکر صدیق پیدا ہوئے حضرت اسماء نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیغام بھیجا کہ یارسول اللہ ﷺ اب میں کیا کروں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہالو اور کوئی کپڑا باندھ لو اور احرام باندھ لو پھر آقا ﷺ نے مسجد میں نماز ادا کی پھر آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے حتیٰ کہ جب اونٹنی آپ کو لے کر میدان میں سیدھی کھڑی ہوئی تو حضور ﷺ نے کلمہ توحید بلند آواز سے پکارا حاضر ہوں

الٰہی میں حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک تمام تمام تعریفیں نعمتیں ملک تیرے ہیں تیرا کوئی شریک نہیں حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم صرف حج ہی کی نیت سے تھے عمرہ کو جانتے بھی نہیں تھے حتیٰ کہ جب ہم کعبہ معظّمہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ پہنچے تو حضور ﷺ نے رکن کو بوسہ دیا پھر سات پھیرے طواف کیا جس میں تین چکروں میں رمل فرمایا اور چار چکروں میں معمولی چال چلے پھر مقام ابراہیمؑ پر تشریف لائے تو یہ آیت تلاوت کی "کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ پھر دو رکعتیں اسی طرح پڑھیں کہ مقام کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کر لیا ایک اور روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں رکعتوں میں قل ھواللہ احد اور قل یاایھاالکفرون پڑھیں پھر رکن اسود کی طرف لوٹے اسے چوما پھر دروازے سے صفا پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے جب صفا سے قریب ہوئے تو یہ آیت کریمہ تلاوت کی "کہ صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں ہم اس سے ابتداء کریں گے جس سے رب تعالیٰ نے ابتداء کی چنانچہ آپ ﷺ نے صفا سے سعی شروع کی اس پر چڑھے حتیٰ کہ کعبہ معظّمہ کو دیکھ لیا تو کعبہ کو منہ کیا اللہ تعالیٰ کی توحید و تکبیر بیان کی اور فرمایا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسکا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اسی کی تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اپنے بندے کی مدد کی اس اکیلے نے دشمن کے گروہوں کو بھگایا پھر ان ذکروں کے درمیان دعا مانگی تین بار یہ فرمایا پھر صفا سے اترے پھر مروہ کی طرف چلے حتیٰ کہ بطن وادی میں آپکے قدم شریف برابر سیدھے ہو گئے

پھر دوڑے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ چڑھنے لگے تو آپ ﷺ معمولی چال چلے حتیٰ کہ مروہ پر پہنچے پھر مروہ پر بھی اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا حتیٰ کہ جب مروہ پر آپ ﷺ کا آخری چکر ہوا تو آپ ﷺ نے آواز دی حالانکہ آپ مروہ پر تھے اور لوگ آپ ﷺ سے نیچے تو فرمایا اگر ہم اس کام کا پہلے سے خیال کرتے جسکا بعد میں خیال آیا تو ہم ہدی (قربانی کا جانور) نہ لاتے اور اسے عمرہ قرار دیتے لہٰذا تم میں سے جسکے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول دے اور اسے عمرہ قرار دے تب حضرت سراقہ ابن مالکبن جعشم کھڑے ہو کر بولے یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم ہمارے لئے اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں اور دوبارہ فرمایا کہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے جناب علی یمن سے نبی کریم ﷺ کے ہدی کے اونٹ لے کر آئے تو ان سے حضور ﷺ نے پوچھا کہ جب تم نے حج کی نیت کی تو کیا کہا تھا عرض کیا میں نے کہا تھا الٰہی میں اسکا احرام باندھتا ہوں جس کا احرام تیرے رسول اللہ ﷺ نے باندھا فرمایا میرے ساتھ تو ہدی ہے لہٰذا تم حلال نہ ہونا (احرام نہ کھولنا) روای فرماتے ہیں ان ہدیوں کا مجموعہ جو جناب علی یمن سے لائے اور جو نبی کریم ﷺ لائے تھے وہ کل سو (100) تھیں فرماتے ہیں پھر تمام لوگ حلال ہو گئے (یعنی احرام کھول دیا) اور بال کٹوائے سوائے نبی کریم ﷺ کے اور ان حضرات کے جن کے ساتھ ہدی جانور تھا پھر جب آٹھویں بقر عید ہوئی تو لوگوں نے منیٰ کا رخ کیا جب حج کا احرام باندھا نبی کریم ﷺ سوار ہوئے تو منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب عشاء اور فجر کی

نماز پڑھی پھر تھوڑا ٹھہرے حتیٰ کہ سورج نکل آیا اور حضور ﷺ نے حکم دیا تھا تو نمرہ میں حضور ﷺ کے لئے اونی خیمہ لگا دیا گیا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے قریش کو اس میں شک وتردد ہی نہ تھا کہ آپ مشعر حرام کے پاس قیام کریں گے (ٹھہر جائیں گے) جیسے اسلام سے پہلے قریش کیا کرتے تھے مگر آقا ﷺ وہاں سے آگے بڑھ گئے حتیٰ کہ عرفہ پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے مقام نمرہ میں خیمہ لگا ہوا پایا وہاں سے اتر پڑے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا تو اونٹنی قصواء کا حکم دیا اسے کجاوا کس دیا گیا آپ بطن وادی میں تشریف لائے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ تمہارے خون تمہارے آپس کے مال تم پر یوں ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی اس مہینہ اور اس شہر میں حرام ہیں۔ خبردار رہو جاہلیت کے زمانہ کے خون ختم کر دیئے گئے ہیں میں اپنے خونوں میں پہلا خون ختم کرتا ہوں وہ ربیعہ ابن حارث کا خون ہے یہ بنی سعد میں شیر خوار تھے تو انہیں قوم ہذیل نے قتل کر دیا تھا اور جاہلیت کے زمانہ کے سود ختم ہیں میں اپنے سودوں میں سے پہلا سود ختم کرتا ہوں وہ عباس ابن عبدالمطلب کا سود ہے وہ سارا ہی ختم ہے۔

عورتوں کے معاملہ میں اللہ پاک سے ڈرو کہ تم نے انہیں اللہ پاک کی امان میں لے لیا ہے اور کلمۃ الٰہیہ سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ تمہارے ان پر یہ حقوق ہیں کہ وہ تمہارے بستروں کو ان سے پامال نہ کرائیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو پھر اگر وہ عورتیں ایسا کریں تو تم انہیں نقصان نہ دینے والی مار مارو اور عورتوں کی تم پر بھلائی سے انکی روزی اور بھلائی سے انکا کپڑا ہے میں تم میں وہ چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اسکے ہوتے تم کبھی گمراہ نہ

ہوگے جب تک تم اسے تھامے رہے یعنی قرآن کریم اور تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا کہوگے سب بولے ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے تبلیغ فرمادی اور امانت ادا کردی اور خیر خواہی فرمائی پھر حضرت بلالؓ نے اذان دی پھر تکبیر کہی آ قاﷺ نے نماز ظہر پڑھی پھر تکبیر کہی تو عصر پڑھ لی ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا پھر آ قاﷺ سوار ہوئے حتیٰ کہ عرفات کے جائے مقام پر تشریف لائے تو اپنی قصواء کا پیٹ بڑے پتھروں کی طرف کردیا اور حبل مشاۃ کو اپنے سامنے لیا اور قبلہ کو منہ کیا پھر وہاں اتنے ٹھہرے رہے کہ سورج ڈوب گیا اور کچھ زردی غائب ہو گئی تا آنکہ سورج کی ٹکیہ پوری چھپ گئی اور حضرت اسامہؓ کو ردیف بنایا اور روانہ ہوگئے حتیٰ کہ مزدلفہ پہنچ گئے پھر وہاں ایک اذان اور دو تکبیروں سے نماز مغرب وعشاء پڑھی درمیان میں نوافل کچھ نہ پڑھے پھر کچھ دیر لیٹ گئے حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی تو سویرا چمکتے ہی اذان وتکبیر کے ساتھ فجر پڑھی پھر قصواء پر سوار ہولئے حتیٰ کہ مشعر پہاڑ کے پاس تشریف لائے پھر قبلہ کو منہ کیا اور رب سے دعا مانگی تکبیر وتہلیل وتوحید کہتے رہے وہاں ٹھہرے رہے کہ خوب اجالا ہوگیا سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہوگئے اور حضرت فضل ابن عباس کو اپنے پیچھے سوار کرلیا حتیٰ کہ بطن وادی میں آئے تو اپنی اونٹنی کو کچھ حرکت دی پھر درمیانی راستہ پر پڑ گئے جو بڑے جمرے پر نکلتا ہے حتیٰ کہ اس جمرہ پر پہنچے جو درخت کے پاس ہے تو اسے سات کنکر مارے جن میں سے ہر کنکر کے ساتھ آ قاﷺ تکبیر کہتے تھے جو کنکری ٹھیکری کی طرح تھی بطن وادی سے رمی کی پھر قربانی گاہ کی طرف لوٹے تو 63 اونٹ اپنے ہاتھ

قربانی کئے پھر حضرت علی المرتضٰی کو مرحمت فرمایا بقیہ انہوں نے قربانی کئے
اور حضور ﷺ نے اپنی ہدی میں شریک کرلیا پھر حکم دیا تو ہر اونٹ کی ایک بوٹی لے
کر ہانڈی میں ڈالی اور پکائی گئی تو ان دونوں صاحبوں نے وہ گوشت کھایا اس کا شوربا پیا
پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ شریف (کیطرف) چلے. نماز ظہر مکہ میں
پڑھی پھر بنی عبدالمطلب کے پاس تشریف لائے جو زمزم پر پانی کھینچ رہے تھے فرمایا اے
بنی عبدالمطلب کھینچے جاؤ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ سب لوگ تمہارے پاس کھینچے میں تم
پر غلبہ کرلیں گے تو میں تمہارے ساتھ پانی کھینچتا لوگوں نے آ قا ﷺ کو پانی کا ڈول پیش
(کیا آ قا ﷺ نے اس سے پانی پیا۔ (مسلم شریف

بوسہ حجر اسود

حضرت عمرؓ کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے تھے طواف کرتے کرتے جب حجر اسود کے پاس آئے
اور اسے بوسہ دیا اور کہا۔اے حجر اسود میں جانتا ہوں کہ تو ایک جنتی پتھر ہے کعبۃ اللہ کی
دیوار میں نصب ہے پر اے حجر اسود سن نہ تم عمرؓ کے نفع کا مالک ہے نہ نقصان کا مالک ہے۔
میں نے دیکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تجھے بوسہ دیا ہے اسلئے میں بھی تجھے بوسا دے
رہا ہوں اگر نبی ﷺ نے تجھے بوسا نہ دیا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حجر اسود جنت سے آیا وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا اسے آدمیوں کے گناہوں نے سیاہ کر دیا۔ آپؐ سے ایک روایت ہے آپؐ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حجر (اسود) کے متعلق فرمایا رب تعالیٰ! کی قسم اللہ پاک اسے قیامت کے دن ایسے اٹھائے گا کہ اسکی دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے بولتا ہوگا (جس نے اسکو) حق سے (چوما ہوگا اسکی گواہی دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، درامی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رکن اسود (حجر اسود) اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے یاقوت ہیں جنکی روشنی اللہ پاک نے چھپالی ہے اگر اللہ پاک انکی روشنی نہ چھپاتا تو یہ مشرق و مغرب کے درمیان کو جگمگا دیتے۔ (ترمذی)

فضیلت حج وعمرہ - قسط نمبر2

میدان عرفات میں ٹھہرنا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میدان عرفات جائے وقوف ہے اور منیٰ سارا قربانی گاہ ہے سارا مزدلفہ قیام گاہ ہے اور مکہ معظّمہ کی ہر سڑک (راستہ) قربانی گاہ ہے۔ (ابوداؤد، درامی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عرفہ سے بڑھ کر ایسا کوئی دن نہیں جس میں اللہ اپنے بہت سے بندوں کو آگ سے آزاد کردے رب تعالیٰ عرفہ کے دن بہت قریب ہوتا ہے۔ پھر اللہ پاک فرشتوں پر فخر فرماتا ہے کہتا ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے یہاں قربانی کرلی ہے مگر سارا منیٰ ہی قربانی گاہ ہے لہٰذا اپنی منزلوں میں قربانی کر سکتے ہو اور ہم نے یہاں قیام فرمایا ہے مگر سارا عرفہ ہی قیام گاہ ہے اور ہم نے یہاں وقوف مزدلفہ کیا ہے مگر سارا مزدلفہ ٹھہرنے کہ جگہ ہے۔ (بحوالہ مسلم شریف)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں قریش اور انکا طریقہ کرنے والے مزدلفہ میں ہی

ٹھہر جاتے تھے اورانہیں حمس (بہادر وغیرہ) کہاجاتا تھا باقی عرب عرفات میں ٹھہرتے تھے پھرجب اسلام آیا تواللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ (میدان) عرفات پہنچیں وہاں ہی ٹھہریں پھر وہاں سے واپس ہوں یہ حکم ہے اللہ عزوجل کا کہ تم وہاں سے (چلو جہاں سے لوگ چلیں۔ (مسلم بخاری

حضرت عمروابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا عرفہ کے دن کی دعاؤں میں سے بہترین اورجو ہم نے اور ہم سے پہلے نبیوں نے عرض کیاان میں سے بہترین عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں اُسی کا ملک ہے اسکی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب عرفہ کادن ہوتا ہے تورب تعالیٰ دنیاوی آسمان کی طرف نزول کرم فرماتا ہے توحجاج کے ذریعے فرشتوں پر فخر کرتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں کو دیکھو میرے پاس بکھرے بال گرد آلود دور دراز کے راستوں سے شور مچاتے آئے ہیں میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں یارب فلاں مرد اور فلاں عورت توبدکاری کرتے رہے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے میں نے انکو بھی بخش دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کے دن سے زیادہ کوئی دن لوگوں کے آگ سے چھٹکارا پانے

(کانہیں ۔ (شرح سنہ

حضرت عباس ابن مِرداس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام اپنی امت کے لئے دعائے مغفرت کی توجواب ملا اے میرے پیارے محبوب حقوق العباد کے سوا باقی گناہ بخش دیے مظلوم کا حق تولوں گا آ قا ﷺ نے عرض کیا یارب اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دے دے اور ظالم کو بخش دے اس شام کو تو جواب نہ ملا مگر جب مزدلفہ میں حضور ﷺ نے صبح کی تو وہی دعا دوبارہ کی تب آ پکا سوال پورا کیا گیا راوی فرماتے ہیں تب رسول اللہ ﷺ ہنسے یا مسکرائے آ قا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان اس گھڑی حضور آپ ہنسا نہ کرتے تھے اللہ پاک آپ کو خوش وخرم رکھے کیا چیز آپ کو ہنسا رہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کے دشمن ابلیس (شیطان) نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کرلی اور میری امت کو بخش دیا تو شیطان مٹی اٹھا کر اپنے سر پر ڈالنے لگا اور ہائے وائے پکارنے لگا ہم نے جب اسکی گھبراہٹ دیکھی جس سے ہمیں ہنسی آ گئی (ابن ماجہ)

عرفہ اور مزدلفہ سے روانگی

حضرت ہشام ابن عروہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے راویت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں جب عرفہ سے روانہ ہوئے تو کس چال

سے چلتے رہے فرمایا آپ ﷺ قدرے تیز چلتے رہے (دُلکی) پھر جب کھلا راہ پاتے تو زیادہ تیز چلتے (میدانی) مسلم بخاری

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ واپس ہوئے نبی کریم ﷺ نے اپنے پیچھے اونٹوں کو سخت ڈانٹ ڈپٹ اور مار سنی تو انہیں اپنے کوڑے سے اشارہ فرمایا اور حکم دیا اے لوگو اطمینان اختیار کرو تیز دوڑنے (میں خوبی نہیں (بخاری

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب وعشاء (کی نماز) جمع کرکے پڑھیں کہ ان میں سے ہر نماز علیحدہ تکبیر سے ادا کی اور نہ ان نمازوں کے (درمیان میں نفل پڑھے اور نہ ہی ان نمازوں کے بعد (بخاری

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہ دیکھا کہ آپ ﷺ نے کوئی نماز غیر وقت میں پڑھی ہو سواء دو نمازوں کے مزدلفہ میں تو مغرب (وعشاء اور اس دن نماز فجر اپنے وقت معمول سے پہلے پڑھ لی۔ (مسلم بخاری

حضرت ابن عباس حضرت فضل ابن عباس سے راوی وہ رسول اللہ ﷺ کے ردیف تھے کہ آقا ﷺ نے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کے سویرے جب لوگ روانہ ہوئے تو ان سے

فرمایا سکون اختیار کرو حضور ﷺ خود بھی اپنی اونٹنی کی لگام کھینچے ہوئے تھے حتیٰ کہ وادی محسر میں داخل ہو گئے جو منیٰ کا ہی حصہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کنکریاں چن لو ٹھیکریوں کی طرح جن سے جمرہ کو مارا جائے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جمرہ کی رمی تک تلبیہ کہتے رہے۔ (مسلم)

حضرت محمد ابن قیس ابن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا کہ جاہلیت والے جب عرفہ سے چلتے تھے (تو) سورج (ایسا ہو جاتا تھا جیسے لوگوں کی پگڑیاں ان کے چہروں میں (یعنی غروب سے پہلے اور مزدلفہ میں آفتاب چمکنے بعد جب کہ دھوپ ایسی ہوتی جیسے لوگوں کی پگڑیاں ان کے چہروں میں اور ہم عرفہ سے سورج ڈوبنے تک روانہ ہوں گے اور مزدلفہ سے سورج نکلنے سے پہلے چلیں گے ہمارا طریقہ بت پرستوں اور مشرکوں کے خلاف ہوگا۔ (بیہقی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کو بقر عید کی رات بھیج دیا انہوں نے فجر سے پہلے جمرہ (شیطان) کو کنکر مار لئے پھر وہ چلی گئیں تو طواف زیارت (کر لیا یہ دن وہ تھا جس دن میں رسول ﷺ انکے پاس قیام فرما ہوتے تھے۔ (ابوداؤد

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہم نے بنی عبدالمطلب کے بچوں کو خچروں پر سوار کرکے آگے روانہ کردیا۔آقاﷺ ہماری رانوں کو ہاتھ لگاتے اورفرماتے تھے بچو سورج نکلنے سے پہلے جمرہ کو کنکریاں نہ مارو۔ (ابوداؤد،نسائی ،ابن ماجہ)

حضرت ابن شہابؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے سالم نے خبر دی کہ جس سال حجاج ابن یوسف نے حضرت زبیر پر حملہ کیاتواس نے حضرت عبداللہ سے پوچھا کہ ہم عرفہ کے دن قیام گاہ میں کیا کریں سالم نے فرمایا کہ اگر تو سنت پر عمل چاہتا ہے تو عرفہ کے دن نماز ظہر دوپہری ہی میں پڑھ اس پر عبداللہ ابن عمر نے فرمایا یہ سچے ہیں صحابہ کرام بطریق سنت ظہروعصر جمع کرکے پڑھتے تھے تومیں نے سالم سے پوچھا کہ کیارسول اللہ ﷺ نے بھی یہ عمل کیاہے توسالم نے فرمایا کہ صحابہ حضورﷺ کی سنت ہی کی پیروی کرتے تھے۔ (بخاری)

رمی جمروں یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رمیں نے سول اللہ ﷺ کو بقر عیدکے دن اپنی سواری پر رمی کرتے دیکھاآپ ﷺ فرماتے تھے اپنے ارکان حج مجھ سے سیکھ لو خبر نہیں شایداس حج کے بعد میں حج نہ کروں۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جمرہ کو ٹھیکری

(کے برابر کنکریوں سے رمی کیا۔ (مسلم

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ بڑے جمرہ پر پہنچے تو بیت اللہ کو اپنے بائیں اور منیٰ کو اپنے دائیں رکھا اور سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ (تکبیر کہتے پھر فرمایا اسی طرح انہوں نے رمی کی جن پر سورۃ البقرۃ اتری۔ (مسلم، بخاری

حضرت جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا استنجا طاق بار ہے جمروں کی رمی طاق بار اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنا طاق بار، طواف طاق بار اور جب تم میں سے (کوئی ڈھیلے لے تو طاق بار۔ (مسلم

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جمروں کی رمی (شیطان کو کنکریاں مارنا) اور صفا مروہ کے درمیان دوڑ اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لئے مقرر کی گئی (ہے۔ (ترمذی امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے

حضرت سالم سے روایت ہے وہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ابن عمرؓ) قریبی جمرہ کی سات کنکریوں سے رمی کرتے تھے ہر کنکری پر تکبیر کہتے پھر آگے بڑھ جاتے حتیٰ کہ نرم زمین میں آجاتے پھر قبلہ کی طرف منہ کرکے دیر تک

کھڑے رہتے ہاتھ اٹھاتے اور دعا مانگتے پھر درمیانی جمرہ کی سات کنکریاں سے رمی کرتے جب بھی کنکر پھینکتے تو تکبیر کہتے پھر بائیں طرف ہٹ جاتے نرم زمین میں پہنچ جاتے قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوتے پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہتے دیر تک کھڑے رہتے پھر بطن وادی سے پیچھے والے جمرہ کو سات کنکریاں مارتے کہ ہر کنکری پر تکبیر کہتے تھے مگر اس کے پاس کھڑا نہ ہوتے پھر واپس ہو جاتے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں (نے نبی کریم ﷺ کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ وہ مزدلفہ میں آئے تو دو نمازیں اکھٹی پڑھیں ہر نماز کے صرف فرض پڑھے آذان واقامت کے ساتھ اور دونوں نمازوں کے درمیان کھانا کھایا اسکے بعد جب صبح شروع ہوئی تو فجر کی نماز پڑھ لی (اور اسوقت ایسا اندھیرا تھا کہ) کوئی کہتا تھا فجر ہو گئی ہے اور کوئی کہتا تھا ابھی فجر نہیں ہوئی جب نماز پڑھی لی تو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے" یہ دونوں نمازیں (مغرب وعشائ) اس مقام (یعنی مزدلفہ) میں اپنے وقت سے ہٹادی گئی ہیں پس لوگوں کو چاہیے کہ جب تک عشاء کا وقت نہ ہو جائے مزدلفہ میں نہ آئیں اور فجر کی نماز اسوقت پڑھیں پھر عبداللہ بن مسعودؓ ٹھہر گئے یہاں تک کہ خوب سفیدی پھیل گئی اسکے بعد کہا اگر امیر المومنین (حضرت عثمان) اب منیٰ کی طرف چل دیتے تو سنت کے موافق کرتے (یکایک معلوم ہوا کہ حضرت عثمان نے کوچ کر دیا) میں نہیں جانتا کہ حضرت ابن مسعود کا یہ قول پہلے ہوا یا حضرت عثمان کو کوچ

پہلے ہوا پھر ابن مسعودؓ برابر تلبیہ کرتے رہے حتیٰ کہ قربانی کے دن جمرۃ العقبہ
(کو کنکریاں ماریں۔ (بخاری شریف

فضیلت حج وعمرہ - قسط نمبر3

ہدی کا بیان

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ شریف کی طرف بکری ہدی بھیجی جسے ہار پہنادیا۔ (مسلم بخاری)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی کریم ﷺ کی ہدیوں کے ہار بٹے حضور ﷺ نے انہیں پہنائے اوران کا اشعار کیااور انکی ہدی بھیجی اس سے آپ پر کوئی حلال چیز حرام نہ ہو گئی۔ (مسلم بخاری)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ حدیبیہ کے سال سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ اور سات کی طرف سے گائے ذبح کی (مسلم شریف)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے ہدی کا اونٹ نحر کے لئے بٹھایا تھا فرمایا اسے اٹھا کر کھڑا پاؤں باندھ دے یہ محمد ﷺ کی سنت ہے۔ (مسلم بخاری)

سلمہ ابن اکوع سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو قربانی کرے

تو تیسرے کے بعد سویرا اس حال میں نہ ہو کہ اس کے گھر میں قربانی سے کچھ ہو (یعنی کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھو) پھر جب اگلا سال آیا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم پچھلے سال کی طرح اس سال بھی کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب کھاؤ کھلاؤ اور بچاؤ (ذخیرہ کرو) کیونکہ پچھلے سال تو لوگوں کو بھوک تھی اس لئے ہم نے چاہا کہ تم انکی مدد کرو۔ (مسلم، بخاری

حضرت نبیشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کہ ہم نے تم کو وقربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع کیا تھا تاکہ تم سب کو فراخی ہو اب اللہ پاک نے گنجائش وغنا بخش دی لہٰذا اب کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور ثواب کماؤ یہ کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔ (ابوداؤد

سر منڈانا

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اور کچھ صحابہ نے حجۃ الوداع میں سر منڈائے اور بعض نے بال کٹوائے۔ (مسلم، بخاری

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا اے اللہ ! سر منڈانے والوں پر رحم کر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کترانے والوں پر بھی حضور ﷺ نے فرمایا الٰہی سر منڈانے والوں پر رحم کر لوگوں نے عرض کیا یا رسول

اللہ ﷺ کتروانے والوں پر بھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتروانے والوں پر بھی۔
بخاری، مسلم) حضرت یحییٰ ابن حصین سے وہ اپنی دادی سے راوی انہوں نے نبی کریم)
ﷺ سے حجۃ الوداع میں سنا کہ آپ ﷺ نے سر منڈانے والوں کے لئے تین بار دعا کی
(اور کترانے والوں کے لئے ایک بار۔ (مسلم
حضرت علیؓ و حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت
کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ
(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں پر سر منڈانا نہیں عورتوں پر کتروانا ہے۔ (ابوداؤد
بقر عید کے دن کا خطبہ اور تشریق کے دنوں کی رمی اور رخصتی طواف
ایام تشریق سے مراد پانچ دن 9,10,11,12,13 ذی الحج کے ہیں ایک یوم عرفہ کا
نویں ذی الحج) ایک یوم نحر (قربانی کا دن) اور تین دن قربانی کے بعد)
حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ بقر عید کے دن نبی کریم ﷺ نے ہم کو خطبہ
دیا فرمایا زمانہ گھوم پھر کر اسی حالت پر آ گیا جس پر اللہ نے اسے آسمان و زمین بنانے کے
دن کیا تھا سال میں بارہ مہینے ہیں جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں تین تو مسلسل
ہیں ذیقعد، ذی الحج، محرم چوتھا قبیلہ مضر کا ماہ رجب جو دو جمادوں اور شعبان کے درمیان
ہے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے ہم نے عرض

کیااللہ اوراسکارسول جانیں حضورانورﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیاکہ حضورﷺ اس کے نام سواکوئی اورنام رکھیں گے توفرمایاکیایہ ذی الحجہ نہیں ہے ہم نے عرض کیاہاں فرمایا یہ کونساشہرہے ہم نے عرض کیااللہ اوراسکارسولﷺ جانیں حضورﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم سمجھے کہ آپ اسکے نام کے علاوہ کوئی اورنام رکھیں گے فرمایاکیایہ مکہ معظّمہ شہرنہیں ہے ہم نے عرض کیاہاں فرمایااچھایہ کونسادن ہے ہم نے عرض کیااللہ اوراسکارسولﷺ جانیں حضورﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم سمجھے کہ آپ اسکاکوئی اورنام رکھیں گے (اصلی نام کے سوا)فرمایاکیایہ قربانی کادن نہیں ہم نے عرض کیاہاں توفرمایاتوتمہارے خون تمہارے مال تمہاری آبروئیں تم میں سے ایک دوسرے پرایسے حرام ہیں جیسے ہمارے اس دن کی حرمت ہمارے اس شہراوراس مہینہ میں تم عنقریب اپنے رب سے ملوگے تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گاتوخبردار میرے بعد گمراہ ہوکرنہ لوٹ جاناکہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں مارنے لگیں خبردارہو!کیامیں نے تبلیغ کردی سب بولے ہاں فرمایاالٰہی گواہ ہوجالازم ہے حاضرین غائبوں تک پہنچادیں بہت سے پہنچائے ہوئے سننے والوں سے زیادہ یاد (رکھنے والے ہوں گے۔(مسلم،بخاری

حضرت وبرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھاکہ میں جمروں کی رمی کب کروں فرمایاجب تمہاراامام رمی کرے توتم بھی کرومیں نے پھریہی سوال کیاتوفرمایاہم وقت کے منتظررہتے تھے جب سورج ڈھل جاتاتوہم رمی

(کر لیتے (بخاری

حضرت انسؓ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے مقام محصب میں ظہر وعصر مغرب وعشاء پڑھی پھر کچھ سوئے پھر بیت اللہ کی طرف سوار ہوگئے تو اسکا طواف کیا بخاری

حضرت عبدالعزیز ابن رفیع سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا میں نے کہا مجھے وہ چیز بتایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سمجھی ہو یاد کی ہو حضور ﷺ نے آٹھویں بقر عید کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی فرمایا منیٰ میں عرض کیا پھر واپسی کے دن عصر کہاں پڑھی فرمایا مقام ابطح میں پھر فرمایا جیسا تمہارے (امیر کریں ویسا تم بھی کرو۔ (مسلم ، بخاری

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے مقام تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھا پھر میں مکہ معظّمہ آئی اور عمرہ پورا کیا رسول اللہ ﷺ نے مقام ابطح میں میرا انتظار کیا حتیٰ کہ میں فارغ ہو گئی پھر لوگوں کو کوچ کا حکم دیا پھر آپ ﷺ وہاں سے آئے تو بیت شریف پر گزرے فجر سے پہلے اسکا طواف کیا پھر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

حضرت رافع ابن عمرو مزنی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ منیٰ

میں اپنے چتکبرے خچر پر خطبہ پڑھ رہے تھے جب کہ دن چڑھ چکا تھا اور جناب علی اس کی
(تفسیر و تعبیر کر رہے تھے کچھ لوگ بیٹھے تھے کچھ کھڑے تھے۔ (ابوداؤد

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دن کے آخری حصہ میں جب کہ
ظہر پڑھ چکے تو طواف زیارت کیا پھر منیٰ لوٹ آئے پھر تشریق کے زمانہ (دن) میں وہاں
ہی قیام فرمایا کہ سورج ڈھل جانے پر جمرہ کی رمی کرتے تھے ہر جمرہ کی سات کنکریوں
سے ہر کنکری پر تکبیر کہتے تھے پہلے اور دوسرے جمروں کے پاس کچھ ٹھہرتے تھے
تو دراز قیام کرتے تھے عاجزی زاری کرتے تھے اور تیسرے جمرہ کی رمی کرتے تو وہاں نہ
(ٹھہرتے۔ (ابوداؤد

حضرت ابوالبداح ابن عاصم ابن عدی سے وہ اپنے والد سے سے راوی فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے اونٹ چرانے والوں کو شب گزاری کی اجازت دی کہ بقر عید کے
دن رمی کر لیں پھر بقر عید کے بعد دو دن کی رمی جمع کر لیں اسی طرح کہ ان دونوں میں
(سے ایک ہی رمی کریں۔ (مالک، ترمذی، نسائی

جن چیزوں سے احرام والا بچے

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ
محرم کون سے کپڑے پہنے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ قمیض پہنو نہ پگڑیاں نہ پائجامے

اورنہ ہی ٹوپیاں نہ موزے سوائے اس کے جو جوتے نہ پائے تو وہ موزے پہن لے اورانہیں ٹخنوں کے نیچے کاٹ لے ساورنہ وہ کپڑے پہنو جنہیں زعفران لگا ہو نہ وہ جنہیں ورس لگا ہو۔ (مسلم، بخاری) اورایک روایت میں بخای نے زیادہ کیا کہ محرم عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے اونہ دستانے پہنے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب محرم جوتے نہ پائے تو موزے پہن لے اورجب تہبند نہ (پائے تو پائجامے پہن لے۔ (مسلم، بخاری

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محرم نہ نکاح کرے نہ نکاح (کرائے اورنہ نکاح کا پیغام دے۔ (مسلم

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ عورتوں کو بحالت احرام دستانوں اور نقاب سے اوران کپڑوں سے جنہیں ورس یازعفران لگا ہو منع فرماتے ہاں احرام کے بعد جورنگ برنگے کپڑے سرخ یا ریشمی (یازیوریا پائجامہ یا کرتہ یا موزہ چاہے پہنے۔ (ابوداؤ د

حضرت کعب ابن عجرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان پر گزرے جب کہ وہ مقام

حدیبیہ میں تھے مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے وہ محرم تھے اور ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جوئیں انکے چہروں پر گر رہی تھیں تو آقا ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں جوئیں دکھ دے رہی ہیں عرض کیا ہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنا سر منڈا دو اور ایک فرق (تین صاع) دانے مسکینوں میں بانٹ دو۔ فرق تین صاع کا ہوتا ہے یا تین دن کے روزے رکھ لو یا قربانی دے دو۔ مسلم بخاری

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم پر قافلے گزرے تھے جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھے جب قافلے ہم پر گزرے تو ہم میں سے ہر ایک اپنے (سر سے چادر چہرے پر ڈال لیتی آگے بڑھ جاتے تو ہم منہ کھول لیتے تھے۔ (ابوداؤد

محرم (حالت احرام میں) شکار سے بچے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانچ جانور وہ ہیں جنہیں احرام میں قتل کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ چوہا، کوا، بچھو، دیوانہ کتا اور چیل

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانچ جانور موذی ہیں حل و حرم (حالت احرام میں بھی اور احرام کے بغیر بھی) میں قتل کیے جائیں

(سانپ، کوا، چوہا، چتکبرا، دیوانہ کتا اور چیل۔ (مسلم، بخاری

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا محرم (حالت احرام) (حملہ کرنے والے کو زندہ قتل کر سکتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجی، ابوداؤ د

حضرت عبدالرحمان ابن عثمان تیمی سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم طلحہ ابن عبیداللہ کے ساتھ تھے اور ہم احرام باندھے تھے تو انکے لیے پرندے لائے گئے اور حضرت طلحہؓ سو رہے تھے تو ہم میں سے بعض نے وہ کھالئے اور بعض نے احتیاط برتی (نہ کھائے) پھر جب طلحہؓ جاگے تو آپ نے کھانے والوں کی موافقت کی کہا کہ ہم نے رسول (اللہ ﷺ کے ساتھ پرندے کھائے۔ (مسلم

حج کا چھوٹ جانا یا روکا جانا

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو کفار قریش بیت اللہ شریف سے آڑے آ گئے تب نبی کریم ﷺ نے اپنی ہدیاں قربانی (کردیں اور اپنا سر منڈایا اور صحابہ نے بال کٹوادیئے۔ (بخاری

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں اگر تم میں سے کوئی حج سے روک دیا جائے تو بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے حتیٰ کہ آئندہ سال حج کرے تو ہدی لائے یا اگر ہدی میسر نہ ہو تو وہ روزے رکھ (لے۔ (بخاری

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر کے پاس تشریف لے گئے توان سے فرمایاشاید تم حج کاارادہ رکھتی ہووہ بولیں اللہ پاک کی قسم میں تواپنے آپکو بیمار پاتی ہوں حضور ﷺ نے ان سے فرمایاحج کو چلواوریوں کہہ لوالٰہی میرے کھلنے (کی جگہ وہ ہی ہے جہاں تو مجھے روک دے۔ (مسلم بخاری

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیاکہ انہوں نے حدیبیہ کے سال وجو قربانیاں کی تھیں عمرہ قضامیں انکے عوض اوردیں۔

حضرت حجاج ابن عمروانصاری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاجسکاپاؤں ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہوجائے تووہ احرام کھول دے اورآئندہ سال اس پر حج ہے

حضرت عبدالرحمان بن یعمرویلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کوفرماتے ہوئے سناکہ حج عرفہ ہے جومزدلفہ کی شب طلوع ہونے سے پہلے عرفہ کاقیام پالے اس نے حج پالیامنیٰ کے دن تین ہیں توجودودن میں جلدی کرے تواس پر کوئی گناہ نہیں (اورجودیر سے لوٹے تواس پرگناہ نہیں ۔ (ترمذی،ابوداؤ،نسائی

فضیلت حج وعمرہ - قسط نمبر 4

حرم کعبہ (اللہ پاک اسکی حفاظت فرمائے)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن اعلان فرمایااب ہجرت نہ رہی لیکن جہاداورنیت ہے اورجب جہادکے لئے بلائے جاؤ توتکل پڑواورفتح مکہ کے دن فرمایاکہ اس شہر کواللہ پاک نے اس دن ہی حرم بنادیاجس دن آسمان وزمین پیداکئے لہٰذایہ قیامت تک اللہ کے حرم فرمانے سے حرام ہے اورمجھ سے پہلے کسی کے لئے اس شہر میں جنگ جائزنہ ہوئی اورمجھے بھی ایک گھڑی دن کی حلال ہوئی چنانچہ وہ تا قیامت اللہ پاک کے حرام کئے سے حرام ہے کہ نہ یہاں کے کانٹے توڑے جائیں اورنہ یہاں کاشکار بھڑکایاجائے اورنہ یہاں کی گری چیزاٹھائی جائے ہاں جواسکااعلان کرے وہ اٹھائے اورنہ یہاں کی خشک گھاس کاٹی جائے حضرت عباسؓ نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ اذخرکے سواء کہ وہ لوہاروں اوریہاں کے گھروں میں کام آتی ہے فرمایاسوائے اذخرکے (مسلم ، بخاری) اورحضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ وہاں کے درخت نہ کاٹے جائیں اورسوائےاس کرنے والے کے کہ وہاں کی گری چیز کوئی نہ اٹھائے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کوفرماتے ہوئے سناکہ تم میں سے

(کسی کو یہ جائز نہیں کہ مکہ معظّمہ میں ہتھیار اٹھائے پھرے۔ (مسلم

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ معظّمہ پر حملہ کرے گا توجب میدانی زمین میں ہوں گے تو انکے اگلے پچھلے سب کو دھنسادیا جائے گا میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ انکے اگلے پچھلوں کو کیسے دھنسادیا جائے گا ان میں سوداگر بھی ہوں گے اور وہ بھی جو اس لشکر سے نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دھنسایا توسارے اگلے پچھلوں کو جائے گا پھر اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔ (مسلم (بخاری،

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظّمہ سے فرمایا تو کیسا پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے کیسا پیارا ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی (اور بستی میں نہ رہتا۔ (ترمذی

حضرت عبداللہ ابن عدی ابن حمراء سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام حزورہ پر کھڑے ہوئے دیکھا حضور ﷺ فرماتے تھے اللہ کی قسم ! توساری زمین میں سے بہترین زمین ہے اور اللہ پاک کی تمام زمین میں خدا کو زیادہ پیاری ہے اگر میں تجھ سے (نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔ (ترمذی ،ابن ماجہ

حضرت ابو شریح عدوی سے انہوں نے عمرو ابن سعید سے فرمایا جبکہ وہ مکہ معظّمہ پر لشکر بھیج رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت دے کہ میں تجھے وہ فرمان پاک سناؤں جسے کل فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا جسے میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ کیا اور حضور ﷺ کو میری آنکھوں نے کلام کرتے وقت دیکھا آپ ﷺ نے اللہ پاک کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ پاک نے حرم بنایا ہے کسی انسان نے نہیں بنایا ہے تو کسی بھی اس شخص کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ وہاں خون بہائے اور نہ وہاں کا درخت کاٹے اگر کوئی شخص اس بنا پر رخصت اختیار کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں قتال کیا تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اسکی اجازت دے دی تھی اور تم کو نہ دی رب نے مجھے دن کی ایک گھڑی اجازت دے دی تھی اب آج اسکی حرمت کل کی طرح ہی لوٹ آئی حاضرین غائبین کو پہنچا دیں ابو شریح سے کہا گیا کہ پھر تم سے عمرو نے کیا کہا فرمایا وہ بولا اے ابو شریح میں تم سے زیادہ جانتا ہوں کہ حرم شریف نہ تو مجرم کو پناہ دے سکتا ہے نہ (خون کرکے بھاگے ہوئے کو نہ فساد کرکے بھاگے ہوئے کو۔ (مسلم، بخاری

حضرت عیاش ابن ابو ربیعہ مخزومی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امت بھلائی پر رہے گی جب تک اس حرمت کا بحق تعظیم و احترام کریں جب اسے (برباد کریں گے ہلاک ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ

(مدینہ منورہ کا حرم (اللہ پاک اسے محفوظ رکھے
حاجیو آؤ شہنشاہ کا روزہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو
ہم در آقا ﷺ پہ سر اپنا جھکا لیتے ہیں
سچ بتانا ارے دنیا ہم تیرا کیا لیتے ہیں

حضرت علیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوائے قرآن کے اور اس کے جو اس کتاب میں ہے کچھ اور نہ لکھا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مدینہ منورہ عیر سے ثور تک کے درمیان حرم ہے تو جو اس میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ کہ اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اسکے نہ فرائض قبول ہوں نہ نفل مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے کہ انکا ادنی آدمی بھی کوشش کر سکتا ہے جو کسی مسلمان کی عہد شکنی کرے اس پر اللہ پاک ،فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت ہے نہ اسکے فرض قبول نہ اسکے نفل جو اپنے کو اپنے دوستوں کی بغیر اجازت کسی قوم سے عقد دوستی باندھے اس پر اللہ پاک کی فرشتوں کی اور تمام (لوگوں کی لعنت ہے نہ اسکے فرض قبول ہوں نہ اسکے نفل۔ (مسلم، بخاری

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ کے دو کناروں کے

درمیان یہاں سے کاٹنے کاٹنا یا یہاں کا شکار قتل کرنا حرام کرتا ہوں فرمایا مدینہ مسلمانوں کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانتے ہوتے ایسا کوئی نہیں جو مدینہ سے رغبتی کرتے ہوئے اسے چھوڑے مگر اللہ پاک اس مدینہ میں اسکو اچھا رہنے والا بسائے گا اور کوئی شخص مدینہ کی (سختی اور بھوک پر صبر نہ کرے گا مگر میں قیامت کے دن اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا۔ (مسلم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا کوئی امتی مدینہ کی سختیوں اور تکلیف پر صبر نہ کرے گا مگر میں قیامت کے دن اسکا شفیع ہوں گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لاتے تھے جب حضور ﷺ اسے لیتے تو فرماتے الٰہی ہمارے پھلوں میں ہمارے لئے برکت دے ہمارے مدینہ میں برکت دے ہمارے صاع میں ہمارے مد میں ہمارے واسطے برکت دے الٰہی ابراہیمؑ تیرے بندے تیرے خلیل تیرے نبی ہیں اور میں تیرا بندہ تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی اور میں مدینہ کے لئے ویسے ہی دعا کرتا ہوں جیسی انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی اور اتنی ہی اسکے ساتھ اور فرمایا پھر کسی (چھوٹے بچے کو بلاتے اسے یہ پھل عطا فرمادیتے۔ (مسلم

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاابراہیمؑ نے مکہ کوحرم بنایااسی کے لئے احرام بنایااورمیں مدینہ کوحرم بناتاہوں اس کے گوشوں کے درمیان کوکہ اسمیں نہ خون بہایاجائے نہ اسمیں جنگ کے لئے ہتھیاراٹھایاجائے نہ بجز چارے کے (یہاں کادرخت کاٹاجائے۔(مسلم

حضرت عائشہفرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے توحضرت ابوبکروبلال کوبخارہوگیامیں آقاﷺ کی خدمت میں حاضرہوئی میں نے حضورﷺ کویہ خبردی توآقاﷺ نے فرمایاالٰہی مدینہ ہمیں ایسابیارا کردے جیسے مکہ پیارا تھایااس سے بھی زیادہ اوراسے صحت بخش بنادے اوراس کے صاع ومدمیں ہمیں برکت دے (اوریہاں کے بخار کومنتقل کرکے جحفہ میں بھیج دے۔(مسلم،بخاری

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایامجھے ایسی بستی کاحکم دیاگیاجوتمام بستیوں کوکھاجائے لوگ اسے یثرب کہیں گے حالانکہ وہ مدینہ ہے لوگوں (کوایسے صاف کردے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔(مسلم،بخاری

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاقیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ مدینہ منورہ برے لوگوں کویوں نکال دے گاجیسے بھٹی لوہے کامیل نکال

(دیتی ہے۔ (مسلم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کے (راستوں پر فرشتے ہیں یہاں نہ طاعون آسکتی ہے نہ دجال۔ (مسلم، بخاری

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص مدینہ والوں سے فریب (دھوکا) نہ کرے گا مگر وہ ایسے گھل جائے گا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ (بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے احد چمکا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں یقیناً ابراہیمؑ نے مکہ معظّمہ کو حرم (بنایا اور میں مدینہ کے گوشوں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں۔ (بخاری، مسلم

حضرت سیلمان ابن ابی عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے سعد ابن ابی وقاصؓ کو دیکھا کہ آپ نے اس شخص کو پکڑ لیا جو حرم مدینہ میں شکار کر رہا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم بنایا ہے تو آپ نے اسکے کپڑے اتار لئے پھر اسکے مالک آپؓ کے پاس آئے اور اس بارے میں آپ سے کلام کیا آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حرم کو حرم قرار دیا اور فرمایا کہ جو یہاں کسی کو شکار کرتے ہوئے پکڑے تو اس کے کپڑے

چھین لے لہٰذا وہ مال میں تم کو واپس نہ دوں گا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے عطا کیا لیکن (اگر تم چاہو تو تمہیں اسکی قیمت دے دوں۔ (ابوداؤد

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مدینہ میں مرسکے وہ (وہیں ہی مرے کیونکہ میں مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا (ترمذی

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ میں مسیح دجال کا عرب نہ آسکے اس دن مدینہ میں سات دروازے ہونگے ہر دروازہ پر دو فرشتے ہونگے۔ (بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الٰہی جو برکتیں تو نے مکہ مکرمہ (کو دی ہیں اس سے دوگنی برکتیں مدینہ منورہ میں دے۔ (مسلم، بخاری

حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کہ جو میری وفات کے بعد حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کرے وہ اسی طرح ہوگا جو میری زندگی میں میری (زیارت کرے۔ (بیہقی شعب الایمان

اولاد خطاب کے کے ایک مرد سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قصداً میری

زیارت کرے وہ قیامت کے دن میرے امان میں ہوگااور جومدینہ منورہ میں رہے اور یہاں کی تکلیف پر صبر کرے میں قیامت کے دن اسکا شفیع اور گواہ ہوں گااور جو دونوں حرم سے کسی حرم میں جائے وہ قیامت کے دن امن والوں سے ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاایمان مدینہ کی طرف اس طرح سمٹ کرآ جائے گاجس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف سمٹ کرآ جاتاہے۔ (بخاری)

سفرپر روانگی اور سفر سے واپسی کی نماز

سفر کوجاتے وقت روانگی سے پہلے اپنے گھرمیں دورکعتیں نماز سفر (سفر کی نیت) پڑھناسنت نبوی ﷺ ہے۔نبی کریم ﷺ سے نے ارشادفرمایا کسی نے اپنے گھروالوں میں دورکعتوں سے بہتر (نائب ومحافظ) نہ چھوڑاجن کووہ سفرکے ارادہ کے (وقت اپنے گھروالوں پرپڑھتاہے۔(طبرانی

سفر سے واپس ہوکر بھی مسجد میں دورکعت نفل پڑھناسنت مصطفیٰ ﷺ ہے

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر سے واپس دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے (رات میں تشریف نہ لاتے)اورواپسی پرپہلے مسجد میں تشریف (لاتے اورورکعت نفل پڑھتے پھروہیں مسجد میں (کچھ دیر) تشریف رکھتے۔(مسلم شریف

حج کرنے والے کو گھر میں آنے سے پہلے ملنا

ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو حاجی سے ملے تو اسکو سلام دے اس سے مصافحہ کر اور اس سے کہہ کہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تیرے لئے استغفار کرے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے (رواہ احمد

صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرنا

حج نہ کرنا سخت گناہ ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے "اور جو انکار کرے تو اللہ پاک سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو زاد اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت تک پہنچا سکے اور حج نہ کرے تو اسکے لئے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔ (ترمذی

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسکو ظاہر حاجت یا ظالم بادشاہ، یا خطرناک مرض حج سے نہ روکے وہ مر جائے اور حج نہ کیا ہو پس چاہے وہ یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر مرے،۔ یہودی اور نصرانی دو ایسی امتیں ہیں جو شخص ان میں سے ہو کر مرے گا اسکی نجات مشکل ہے اور اسکا ٹھکانہ جہنم ہوگا

امیر المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظمؓ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنی سلطنت کے ہر شہر میں ایک ایک آفیسر کی تقرری کروں جو صرف اس بات کو چیک کرے کہ کون شخص صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہیں کرتا پھر ایسے لوگوں پر جزیہ مقرر کردوں کیونکہ ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

آخر میں میری تمام حجاج کرام سے اپیل ہے کہ جب پہلی نظر اللہ کے گھر پڑے تو میرے لئے بھی دعا کرنا۔ گنبد خضرا پر جا کر میری طرف سے درود سلام کے نظرانے پیش کرنا اور دعا کرنا کہ اللہ پاک نبی کریم ﷺ کی محبت او شفقت دونوں جہاں میں نصیب فرمائے۔

اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں اللہ پاک تمام مسلمانوں کا حج کرنا اپنی بارگاہ لم یزل میں قبول فرمائے آمین۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں شان اولیاء اللہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے اور پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش رہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے "۔

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے انسان کو طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں جن کا انسان شمار بھی نہیں کر سکتا انسانوں اور جنوں کو محض اللہ پاک کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے تاریخ اسلام پر اگر نگاہ دوڑائی جائے تو یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا ان انبیاء کرام نے اپنے اپنے ادوار میں مخلوق کی ہدایت کا فریضہ بخوبی انجام دیتے رہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اس لئے آقا ﷺ کے بعد امت کی ہدایت اور رہبری کے لیے اولیاء کرام بھیجے گئے جن کا سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہیگا۔ اللہ پاک کے وہ مقبول بندے جو اس کی ذات و صفات کے عارف ہوں اس کی اطاعت و عبادت کے پابند رہیں گناہوں سے بچیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں اپنا قرب خاص عطا فرمائے ان کو اولیاء اللہ کہتے ہیں ایسے خوش نصیب انسانوں کو نہ کسی قسم کا خوف اور نہ

کسی قسم کا غم ہوتا ہے۔اللہ پاک کے مقبول بندوں سے عجیب وغریب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً پانی پر چلنا، بلائیں دفع کرنا، دور دراز کے حالات ان پر منکشف ہونا، جمادات وحیوانات سے کلام کرنا وغیرہ ،اللہ پاک کے مقبول بندوں کی کرامتیں درحقیقت ان انبیاء کے معجزات ہیں جن کے وہ امتی ہیں۔اللہ پاک کے ایسے مقبول بندوں کو نہ دنیا اور نہ آخرت میں کسی قسم کا خوف اور غم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے " (پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت 62 تا 64)

ولی، اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو کہتے ہیں۔ جن کو نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں کسی قسم کا خوف اور غم ہے۔ مالک الملک کی محبت اطاعت اور خشیت نے انہیں ہر قسم کے خوف اور غم سے آزاد کر دیا ہوتا ہے اور وہ مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے یعنی اولیاء اللہ بن گئے۔ اولیاء کرام کی محبت درحقیقت دارین کی سعادت اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجتیں پوری کرتا ہے ان کی دعاؤں سے خلق فائدہ اٹھاتی ہے۔

حضرت علی المرتضٰی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ شام میں ابدال ہوں گے جن کی تعداد چالیس ہوگی جب ان سے ایک فوت ہوجائیگا تواللہ تعالیٰ اس کی جگہ
دوسرا مقرر فرمادے گاان کے وسیلہ سے بارش ہوگی اورانہی کے طفیل دشمنوں پر فتح
(حاصل ہوگی اورانہی کی برکت سے اہل شام سے عذاب دورکیاجائیگا۔ (مشکوٰۃ شریف
اہل لغت نے ولی کے چند معانی بیان فرمائے ہیں۔ ولی کے معنی وارث، قریبی
اورمددگارکے ہیں ولیوں کے جماعت وہ مقدس جماعت ہے جنہیں اللہ رب العزت نے دنیاوآخرت کی نعمتوں کاوارث بنادیاہے ولیوں کویہ مرتبہ اورمقام صرف اورصرف نبی کریم ﷺ کی غلامی ، محبت اطاعت کرنے کی وجہ سے ملاہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے کیاخوب کہا۔

کی محمد سے وفاتونے توہم تیرے ہیں
! یہ جہاں چیزہے کیالوح وقلم تیرے ہیں

ارشادباری تعالیٰ ہے "بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیاکہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ (سورۃ الانبیاء پارہ 17) اس زمین کی ملکیت اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کودے دی ہے۔ارشادباری تعالیٰ ہے "یہی وہ جنت ہے جس کاوارث اپنے نیک بندوں میں اسے کریں گے جو متقی ہے" (سورۃ مریم پارہ

مزید ارشاد ہوتا ہے "ہم تمہارے دوست ہیں دنیا و آخرت میں اور تمہارے لئے اس (16 جنت) میں ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو تم مانگو۔)

ولی کا دوسرا معنی مددگار کے ہیں یعنی مخلوق خدا کی امداد کرنیوالے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔"اور ایک دوسرے کی نیکی اور تقویٰ پر امداد کرو" جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے مَن کُنتُ مَولَا فَعَلِیّ "مَولَا" جس کا میں مولا (مددگار) ہوں اس کے علی مولا (مددگار) " ہیں۔

ولی کا ایک اور معنی قریبی کے ہیں۔یعنی اولیاء اللہ کی جماعت وہ مقدس جماعت ہے جن کو اللہ رب العزت کا قرب اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے میرا قرب نہیں پاتا جو مجھے فرائض سے زیادہ محبوب ہو اور میرا بندہ نفلی عبادات کے ذریعے برابر میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن

جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر مجھ سے وہ سوال کرتا ہے تو میں اسے
ضرور عطا کرتا ہوں ۔اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں میں نے
جو کام کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی اس طرح متردد نہیں ہوتا جیسے بندہ مومن کی جان لینے
میں ہوتا ہوں ۔اسے موت پسند نہیں اور مجھے اس کی تکلیف پسند نہیں "۔
ولی کا ایک اور معنی مددگار کے ہیں ۔ایک دن مشکل کشا سیدنا حضرت علی المرتضٰی شیر خدا
رضی اللہ تعالٰی عنہ تشریف لا رہے تھے کہ اونٹوں کی ٹاپ کی آواز نے ایک نابینا سائل
کو سر راہ کھڑا کر دیا۔جس نے لوگوں سے پوچھا کون آ رہا ہے اسے بتایا گیا کہ شیر خدا رضی
اللہ تعالٰی عنہ تشریف لا رہے ہیں جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سائل کے قریب پہنچے
تو اس نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ میں بھوکا ہوں مجھے
کھانا چاہیے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سوالی کا سوال سنا تو اپنے غلام
کو بلا کر فرمایا کہ سائل کو روٹی دی جائے تو غلام نے عرض کیا حضور روٹی تو توشہ دان
میں ہے ۔آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اے میرے غلام دیر مت کر سائل کو توشہ
دان دے دیا جائے ۔غلام نے عرض کیا حضور ! توشہ دان تو کچاوے میں پڑا ہے
فرمایا پھر ایسا کرو اس سائل کو کچاوا ہی دے دو۔غلام نے عرض کیا حضور ! وہ کچاوا تو اونٹ
پر ہے۔آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا سائل کو اونٹ کی نکیل (مہار) ہی
پکڑا دو۔غلام نے عرض کیا حضور ! اونٹ تو قطار کے درمیان میں ہے ۔آپ رضی اللہ
تعالٰی عنہ نے فرمایا اس

سائل کواونٹوں کی قطار ہی تھمادو۔

یہ شان ہے خدمتگاروں کی

سردار کا عالم کیا ہوگا۔

خبردار ! " سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم " سوال "

پیدا ہوتا ہے اللہ کے پیاروں کو کس طرح خوف اور غم نہیں۔ایک مشہور صحابی جن کا نام تقریباہر شخص جانتا ہے ان کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کا بچہ بیمار تھا۔سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کو کسی کام کے لئے گھر سے جانا پڑا آپ رضی اللہ تعالی عنہ ابھی گھر واپس نہیں آئے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا ننھا سا بچہ فوت ہوگیا آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی حضرت رمیعہ رضی اللہ تعالی عنہا نے بچے پر کپڑا ڈال دیا رات کو جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ گھر پہنچے تو بچے کی خیریت دریافت کی آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی صابرہ اور شاکرہ بیوی نے بڑے سکون سے عرض کیا کہ آج ہمارے بچے کی حالت پہلے کی حالت سے بہت اچھی ہے اب آرام وسکون میں ہے بیوی نے اپنے سرکے تاج سیدنا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کو کھانا پیش کیا صحابی رسول ﷺ نے کھانا کھایا کھانا کھلانے کے بعد حضرت رمیعہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنے خاوند سے عرض کیا اور کہا اے میرے سرتاج ہمارے پڑوس والی عورت نے مجھ سے ایک چیز بطور عاریت لی تھی آج میں نے اس سے اپنی

چیز کا مطالبہ کیا تو اس نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا کہ وہ بڑی احمق عورت ہے اسے ادھار لی ہوئی چیز کی واپسی تو بڑی خوشدلی سے کرنی چاہیے جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات کی تو بیوی نے عرض کیا۔ اے میرے سرتاج تیرا چھوٹا بیٹا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں بطور امانت دیا تھا وہ آج اس نے واپس لے لیا ہے۔ سیدنا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون "جب صبح ہوئی تو یہ سارا واقعہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں عرض کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا گذشتہ رات تمہیں مبارک ہو کہ میں نے تمہاری بیوی کو جنت میں دیکھا ہے۔

میرے مسلمان بھائیوں ! ہم نے دنیا میں جو دوست بنا رکھے ہیں قیامت کے دن سب کے سب دشمن بن جائیں گے سوائے متقی (لوگوں) کے ، جن کی دوستی قیامت کے دن بھی ہم کو فائدہ دے گی ۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے "گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے مگر پرہیزگار ان سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری خاطریں ہوتیں۔ ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا اور اس میں جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے اور تم اس میں ہمیشہ رہوگے اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے

اپنے اعمال سے تمہارے لئے اس میں بہت میوے ہیں کہ ان میں سے کھاؤ بیشک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں "۔ (ترجمہ کنزالایمان پارہ 25 سورۃ الزخرف آیت 73تا74) سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کی دوستی قیامت کے دن دشمنی میں کس طرح بدل جائے گی ۔ یہ تو ہر کسی کو معلوم ہے کہ قیامت کا دن نفسہ نفسی کا عالم ہوگا ہر کسی کو اپنی جان کی پڑی ہوگی انسان کی نیکیاں کم ہو جائیں گی تو وہ نیکیاں مانگنے کے لئے اپنے والدین کے پاس جائے گا کہ مجھے کچھ نیکیاں ضرورت ہیں اگر آپ دے دیں تو میری جان چھوٹ جائے گی۔ دنیا میں والدین کو اپنی اولاد سے کتنی محبت ہوتی ہے ۔ اولاد دنیا میں جو بھی خواہش کرتی ہے والدین ان کی خواہشیں پوری کرتے ہیں ۔ پر قیامت کے دن والدین بھی نیکیاں دینے سے انکار کر دیں گے اسی مایوسی کے عالم میں انسان واپس ہو کر اپنے بھائی، بہن اور دوستوں کے پاس جائے گا تو ان تمام کی طرف سے بھی یہی جواب ملے گا۔ کہ دنیا کی دوستی ، دنیا کی محبت بجا آج ہم آپ کو کسی قسم کی نیکی نہیں دے سکتے ۔ جن لوگوں سے ہم دنیا میں محبت کرتے تھے وہ نیکی دینے سے انکاری ہو جائیں گے جب انکاری ہوں گے تو دنیا والی دوستی دشمنی میں بدل جائے گی پر قیامت کے دن بھی اللہ کے ولی ، متقی ، دوست ، ہمارا ساتھ نبھائیں گے۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ان سے محبت کریں جن پر اللہ پاک اور اسکا حبیب ﷺ راضی ہو جن کی محبت قیامت کے دن بھی ہمیں کام آئیے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بر گزیدہ بندے ہیں جو نہ

انبیاء کرام علیہم الرضوان ہیں نہ شہدائ، قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مقام کو دیکھ کران پر رشک کریں گے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ !آپ ہمیں ان کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون ہیں ؟آپ ﷺ نے فرمایاوہ ایسے لوگ ہیں جن کی ایک دوسرے سے محبت صرف اللہ پاک کی خاطر ہوتی ہے نہ کہ رشتہ داری اورمال دین کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی قسم ! ان کے چہرے نورہوں گے اوروہ نور (کے منبروں) پرہوں گے ،انہیں کوئی خوف نہیں ہوگاجب لوگ خوف زدہ ہوں گے ۔انہیں کوئی غم نہیں ہوگاجب لوگ غم زدہ ہوں گے ۔ پھرآپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ۔خبردار بے شک اولیاء اللہ پرنہ کوئی خوف ہے اورنہ وہ رنجیدہ وغمگین ہوں گے۔

ابوداؤد) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایایقینا بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کنجیاں ہوتے ہیں انہیں دیکھ کراللہ تعالیٰ یادآجاتاہے ۔(طبرانی، بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورنبی کریم ﷺ نے فرمایا۔جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتاہے توحضرت جبرائیل علیہ السلام کوآواز دیتاہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتاہے لہٰذاتم بھی اس سے محبت کرو۔پس سیدناحضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھرسیدناجبرائیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندادیتے ہیں کہ اللہ پاک

فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ (بخاری شریف) علامہ شیخ محمد عبدالباقیؒ نے اپنی کتاب زرقانی شرح مواہب لدینہ میں حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق میں تین سو اولیاء ہیں ان کے دل سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں اور چالیس کے دل سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل پر اور سات کے دل سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر اور پانچ کے دل حضرت جبرائیل امین علیہ السلام پر اور تین کے دل حضرت میکائل علیہ السلام کے دل پر اور ایک کا حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہے جب ان سے ایک فوت ہو جاتا ہے تو تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو پانچ میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی انتقال کر جاتا ہے تو سات میں سے اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب سات میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو چالیس میں سے کوئی اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب چالیس میں سے کوئی مرتا ہے تو تین سو میں سے اسکے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب تین سو سے کوئی فوت ہو جائے تو عوام سے لیا جاتا ہے انہیں سے حیات و موت، بارش کا برسنا، نباتات کا اُگنا بلاؤں کا دفع ہونا اس امت کا ہوا کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ تین سو چھپن اولیاء اللہ ہیں جو اس نظام کو چلاتے ہیں۔

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیت کو نہیں پا سکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی (کسی سے) ناراض اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی (کسی سے) راضی نہ ہو (یعنی اس کی رضا کا مرکز و محور فقط ذات الٰہی ہو جائے) اور جب اس نے یہ کام کر لیا تو اس نے ایمان کی حقیقت کو پالیا اور بے شک میرے احباب واولیاء وہ لوگ ہیں کہ میرے ذکر سے ان کی یاد آ جاتی ہے اور ان کے ذکر سے میری یاد آ جاتی ہے (یعنی میرا ذکر ان (کا ذکر ہے اور ان کا ذکر میرا ذکر ہے) (طبرانی

مشارق الانوار میں ہے ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ شریعت محمدیہ ﷺ کا علم سیکھنے کے لئے حضرت خضر علیہ السلام ہر روز صبح کے وقت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مجلس میں آیا کرتے تھے جب آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ امام ابو حنیفہ کی روح کو ان کے جسم میں لوٹا دے تاکہ میں علم فقہ ان سے مکمل کر سکوں چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام اپنی عادت کے مطابق ہر روز صبح کے وقت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر پر آ کر ان سے فقہ اور شریعت کے مسائل سنا کرتے تھے۔ یہ تو ایک ولی کا مقام و مرتبہ ہے۔ ہم شہید کے مقام و مرتبہ کو نہیں جان سکے کیونکہ ہم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں۔ انبیاء کرام علیہم الرضوان کا مقام مرتبہ کیا ہوگا۔ یہ تو اللہ پاک ہی جانتا ہے۔ اللہ پاک ہم کو اپنی

اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت نصیب فرمائے تاکہ ہم کامیاب ہو جائیں۔ کسی نے کیا خوب ہی کہا

یہ شان ہے خدمتگاروں کی

سردار کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو انبیاء نہیں لیکن انبیاء کرام اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ! وہ کون لوگ ہیں (ہمیں ان کی صفات بتائیں) ؟تاکہ ہم بھی ان سے محبت کریں آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسے بندے ہیں جو آپس میں بغیر کسی قرابت داری اور واسطے کے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں ان کے چہرے پر نور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوفزدہ ہوں گے اور انہیں کوئی غم نہیں ہوگا جب لوگ غمزدہ ہوں گے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی " خبردار ! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی (خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے۔ (ابن حبان، بیہقی فی شعب الایمان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام

کوآواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے (متفق علیہ)۔ولی اللہ کا پرہیزگار بندہ ہوتا ہے ولی کی پہچان بھی یہی ہے کہ جب انسان اس کو دیکھے تو اللہ پاک یاد آجائے۔ حضرت اسماء بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں تم میں سب سے بہتر لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں (دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آجائے۔ (ابن ماجہ، احمد بن حنبل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے اولیاء اللہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ (اولیاء اللہ (ہیں) جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔ (نسائی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک

معمولی دکھاوا بھی شرک ہے اور جس نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کیا، بے شک اللہ تعالیٰ ان نیک متقی لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو چھپے رہتے ہیں، اگر وہ غائب ہو جائیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا اور اگر وہ موجود ہوں تو انہیں کسی بھی مجلس میں یا کام کے لئے) بلایا نہیں جاتا اور نہ ہی انہیں پہچانا جاتا ہے، ان کے) دل ہدایت کے چراغ ہیں ایسے لوگ ہر طرح کی آزمائش اور تاریک فتنے سے (بخیر و (عافیت) نکل جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ، الحاکم فی المستدرک

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہمارے بہترین ہم نشین کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہم نشین جس کا دیکھنا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

کرامات اولیائ، صحیحین

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا وہ کشتی ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا اس نے مجھے ایک ایسی جگہ پھینک دیا جو شیر کی کچھار تھی۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا کہ (اچانک) وہ شیر سامنے تھا میں نے کہا اے ابوالحارث (شیر)! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو اس

نے فوراً اپنا سر خم کر دیا اور اپنے کندھے سے مجھے اشارہ کیا اور وہ اس وقت تک مجھے اشارہ اور رہنمائی کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجھے صحیح راہ پر نہ ڈال دیا پھر جب اس نے مجھے صحیح راہ پر ڈال دیا تو وہ دھیمی آواز میں غرغرایا سو میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے کسی صحابی نے ایک قبر پر خیمہ لگایا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے اچانک پتہ چلا کہ یہ قبر ہے اور اسکے اندر کوئی آدمی سورۃ الملک پڑھ رہا ہے۔ یہاں تک (اس صحابی نے سنا کہ) اس پڑھنے والے نے (قبر کے اندر) مکمل سورۃ الملک پڑھی یہ سن کر وہ صحابی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے (نادانستہ) ایک قبر پر خیمہ لگایا اور مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ یہ قبر ہے اچانک سنا کہ ایک آدمی قبر میں سورۃ الملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ میں نے سنا اس نے مکمل سورۃ الملک پڑھی حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ سورۃ الملک عذاب قبر کو روکنے والی ہے اور عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے۔

بہجتہ الاسرار میں ہے کہ ایک مرتبہ شہنشاہ بغداد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے اچانک آسمان پر بادل کا ٹکڑا نظر آیا وہ بادل سر کے قریب آتا گیا۔ جب کافی قریب آگیا تو اس سے آواز آئی۔

اے عبدالقادر ! میں تیرا خدا ہُوں ، میں نے تجھے قبول کر لیا ہے لہٰذا ! اب تجھے عبادت و ریاضت کی کوئی ضرورت نہیں میں نے تیری سب عبادتیں قبول کر لی ہیں ۔ یہ لفظ سُن کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاحول ولاقُوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا بادل پھٹ گیا اور آواز آئی ۔ اے عبدالقادر ! میں ابلیس ہُوں ، تجھے تیرے علم نے بچا لیا ورنہ میں اس مرتبہ پر پہنچے ہُوئے ستر غوثوں کو اسی حربے سے گمراہ کر چکا ہوں اے عبدالقادر ! تجھے تیرے علم نے بچا لیا ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ظالم ! اب بھی دھوکا دینا چاہتا ہے کہ میں علم پر فخر کروں غلط ہے مجھے میرے علم کے علاوہ اللہ پاک کے فضل نے بچایا ہے۔

ڈاکٹر علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ شاہ بُو علی قلندرؒ کے ایک مرید کو شہر کے گورنر نے بلاوجہ سزا دی اس مرید نے حضرت شاہ بو علی قلندرؒ کی خدمت میں شکایت کی آپؒ نے ہندوستان کے شہنشاہ کو خط لکھا جس کا ترجمہ علامہ اقبالؒ یوں بیان کرتے ہیں۔

باز گیر ایں عاملِ بد گوہرے
ورنہ بخشم ملکِ تو بادیگرے

اس گورنر کو قرار واقعی سزا دی جائے اس نے میرے مرید کو بلاوجہ مارا ہے اگر تو نے

سزا نہ دی تو تیرا ملک کسی اور کو بخش دونگا۔

ایک امریکن پادری گولڑہ شریف آیا اور مجلس میں داخل ہوتے ہی سوال پیش کیا کہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن شریف میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے حالانکہ حضرت امام حسین علیہ السلام جن کی زندگی میں قرآن چھ برس تک نازل ہوتا رہا ان کا نام تک قرآن میں موجود نہیں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسلام کے لئے بڑی قربانی دی ہے ایسے خادم اسلام کا ذکر تو قرآن میں ضرور ہونا چاہیے تھا۔ تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے دریافت فرمایا کہ پادری صاحب کیا آپ نے قرآن پاک پڑھا ہے؟ کہنے لگا میں نے قرآن پڑھا ہے اور اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے فرمایئے کہاں سے پڑھوں؟ آپؒ نے اپنے علماء کی طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا سبحان اللہ! پادری صاحب کو بھی قرآن دانی کا دعویٰ ہے یہاں عمر گزری ہے اس دشت کی سیاہی میں مگر اس دعوے کی مجال نہیں پھر پادری سے مخاطب ہو کر فرمایا اچھا پادری صاحب قرآن پڑھیے کہیں سے قرآن پڑھ دیجیے وہ مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور عربی لہجے میں ترتیل سے پڑھنے لگا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمان الرحیم قبلہ عالم قدس سرہ نے اشارے سے روک کر فرمایا کہ بس اعوذ تو قرآن کا حصہ نہیں بسم اللہ الرحمان الرحیم ہے اور بقاعدہ ابجد کے عدد 786 ہیں اب ذرا لکھیے۔ امام حسین عدد ہیں 210 سن پیدائش ۴ ہجری سن شہادت 16 ہجری کرب و بلا 261 امام حسن علیہ السلام 220 سن شہادت

میران 768۔تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی صاحبؒ نے فرمایا پادری صاحب 95
قرآن مجید کی جو پہلی آیت آپ نے پڑھی اس میں ہی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا نام ، سن پیدائش، سن شہادت مقام شہادت ان کے بھائی صاحب کا نام اور سن
شہادت اور دونوں بھائیوں کے نام امام ہونے کا ثبوت موجودہ ہے آگے چلے تو شاید ان
کی زندگی کے کئی واقعات بھی مل جائیں اس پر اس امریکی پادری نے کہا عربوں کے علم
ہندسہ اور جعفر وغیرہ کا ذکر مستشرقین یورپ کی کتابوں میں میری نظر سے گزرا ہے لیکن
یہ معلوم نہ تھا کہ مسلمانوں نے ان علوم کے اندر اتنی گہری ریسرچ (تحقیق) کی ہوئی ہے
حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا جب مسلمان کہتا ہے کہ قرآن شریف کے
اندر ہر چیز کا ذکر موجود ہے تو اس بات کا ایک ظاہری مفہوم جو ہوتا ہے یہ ہوتا ہے کہ
ہر اس چیز کا ذکر موجود ہے جو مذہب حقہ اسلام کی ضروریات میں داخل ہے لیکن یہ
کہنا بھی غلط نہیں کہ ہر وہ چیز جس سے اسلام کا ذرا سا اور دور کا تعلق ہے قرآن مجید میں
بیان فرمادی گئی ہے ۔ایسی چیزوں کے لئے اس یک جلد کتاب کے اندر اظہار معانی کے
طریقے لامحال متعدد متصور ہوں گے آپ کو اُستاد نے بتایا ہو گا کہ حُروف مقطعات کے
اندر معانی اور مطالب کا ایک جہان پوشیدہ ہے ۔اسی قسم کی کیفیت دیگر حروف و الفاظ
قرآنی کی بھی ہے اگر چہ ان معانی پر انسان اپنی کوشش اور تحقیق سے پُوری طرح مُطلع
نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کے باطنی رموز اور معانی پر اطلاع تحقیق اور تفتیش سے زیادہ
خدائے تعالیٰ کے فضل اور انسان کے نیک عمل پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ

جسے چاہتا ہے حاجت ان اسرار پر مطلع فرما دیتا ہے سبحان اللہ اسلام کے اسی درخشندہ ما ہتاب اور اسی زندہ جاوید شہید حضرت امام حسین علیہ السلام کے والد گرامی باب علم سیدنا مولائے علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا تھا کہ میں سُورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے بیٹھوں تو کئی ضخیم جلدوں میں ایک دفتر تیار ہو جائے۔

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنئی ذبح عظیم آمد پسر

حضرت بابو جی مدظلہ العالی ایک کتابی واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ اکبری محی الدین ابن عربی سواری سے گر پڑے اور اٹھ کر کچھ دیر اسے پکڑے ہوئے آنکھیں بند کر کھڑے رہے خادم نے پوچھا حضرت چوٹ تو نہیں آئی؟ فرمایا نہیں چوٹ نہیں آئی میں غور کر رہا تھا کہ اس وقت میرے سواری سے گرنے کا ذکر قرآن مجید میں کہاں آیا ہے چنانچہ اب معلوم ہو گیا ہے کہ کہاں موجود تھا۔

حضرت محمد بن حنیف شیرازی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد میں پہنچا اور چالیس روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا پھر ایک دن پیاس لگی تو ڈول اور رسی پکڑی اور ایک کنویں پر جا پہنچا دیکھا تو ایک ہرن پانی پی رہا تھا اور کنویں کا پانی کناروں تک پہنچا ہوا تھا۔ میں جب قریب گیا تو ہرن واپس چلا گیا میں نے پانی پینے کا ارادہ

کیاتوپانی تہہ میں چلاگیامیں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ۔یااللہ !کیامیں اس ہرن سے بھی کم مرتبہ رکھتاہوں ؟ہرن آیاتوپانی کناروں تک آگیااورجب میں پہنچاتوپانی نیچے تہہ تک پہنچ چکاتھا۔آوازآئی ہرن ڈول اوررسی کے بغیرآیاتھااورتونے ڈول اوررسی پر بھروسہ کیاآپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ڈول اوررسی فوراً پھینک دی اورتوبہ کی پھردیکھاتوپانی اوپرآگیامیں نے پیٹ بھرکرپیاواپس آکرحضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضرہواتاکہ یہ واقعہ سناؤں مگرآپ نے میرے عرض کرنے سے پہلے ہی فرمادیاشیرازی !اگرتوتھوڑی دیراورٹھہرتاتوپانی تیرے قدموں کے نیچے جوش مارتاتوچلتاتو تیرے پیچھے چلتامعلوم ہواکہ جنیدبغدادی کی نظرسے کنویں کاواقعہ پوشیدہ نہیں تھا۔اللہ پاک سے دعاکرتاہوں کہ اللہ پاک ہم کوصراطِ مستقیم کے راستے پرچلنے کی ، توفیق عطافرمائے .بروزقیامت آقاﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے آمین

☆☆☆☆☆ختم شد☆☆☆☆☆

سیرت وشہادت امام عالی مقام سید الشہداء حضرت امام حسین

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ " بلاشبہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں اور (بشارت دیتے ہیں) کہ نہ تو تمہیں کسی (آنے والے خطرے) کا خوف ہونا چاہیے اور نہ ہی کسی (گذشتہ بات کا) رنج وملال اور اُس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (حٰم السجدہ آیت 23)

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ

محرم الحرام کا مہینہ شروع ہوتے ہی ہمارے دلوں میں اس واقعے کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جسے تاریخ "سانحہ کربلا©" کے نام سے یاد کرتی ہے۔

دس محرم الحرام 61 ہجری کو میدان کربلا تاریخ اسلام کا انتہائی دردناک اور دلوں کو ہلا کر رکھ دینے والا سانحہ رونما ہوا۔یزیدیوں نے نواسہ رسول ﷺ لخت جگر سیدۃ

النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا و حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ، حضرت امام حسینؓ ،ان کی اولاد، اقرباء اور دیگر ساتھیوں کو انتہائی مظلومیت کے ساتھ شہید کیا گیا۔ تاریخ اسلام میں اور بھی بہت سی جانیں اللہ کی بارگاہ میں قربان ہوئی ہیں ہر شہادت کی اہمیت وافادیت مُسلّم ہے مگر شہادت سیدنا امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی دوسری شہادتوں کے مقابلے میں اہمیت وشہرت اس لئے بڑھ کر ہے کہ کربلا کے میدان میں شہید ہونے والوں کی آقائے دوجہاں سرور کون ومکان ﷺ سے خاص نسبتیں ہیں۔ یہ داستان شہادت گلشن نبوت ﷺ کے کسی ایک پھول پر مشتمل نہیں۔ تاریخ کے کسی دور میں بھی امت مسلمہ کربلا کی داستان کو بھول نہیں سکتی۔

سیدنا حضرت امام حسینؓ نے اپنی جان تو اللہ کے نام پر قربان کردی مگر باطل کے آگے سر نہ جھکایا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت امام حسینؓ نے یزید سے ٹکر کیوں لی؟ آپؓ نے یزید کی حکومت کو ماننے سے انکار کیوں کیا؟ حقیقت میں اس کی وجہ یہ تھی امام عالی مقام یہ جانتے تھے کہ یزید کی حکومت ایک ظالم حکومت ہے۔ یہ اسلام کی تاریخ کو مسخ کرکے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والی ہے۔ بہار شریعت میں صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علیؒ فرماتے ہیں۔ یزید پلید فاسق وفاجر مرتکب کبائر تھا معاذ اللہ اس سے ریحانہ رسول ﷺ سیدنا حضرت امام حسینؓ سے کیا نسبت! آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے مقابلہ میں کیا دخل ہے۔ ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزادے ایسا بکنے والا مردود خارجی ناصبی مستحق جہنم ہے ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہل سنت کے تین قول ہیں

اور ہمارے امام اعظمؒ کا مسلک سکوت یعنی ہم اسے فاسق وفاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں نہ مسلمان۔ (بہار شریعت) وجہ یہی تھی کہ حضرت امام حسینؓ نے مدینہ پاک (وہ مدینہ جس کے بارے میں میرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کہ میرا کوئی امتی مدینہ کی سختیوں اور تکلیف پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اسکا شفیع ہوں گا) کے آرام کو چھوڑ کر ایک مشکل اور کٹھن سفر پر چل پڑے آپؓ نے رخصت کی راہ نہیں اپنائی بلکہ اس موقع پر آپؓ نے ارشاد فرمایا تھا: میں حسین ابن علیؓ ہوں جسے نبی کریم ﷺ نے اپنے کاندھوں کی سواری دی ہے اگر میں بھی رخصت کی راہ پر چل پڑا تو قیامت تک ظالم اور جابروں کے سامنے کلمۂ حق ادا کرنے کی رسم اور سنت ختم ہو جائے گی۔ سنت مصطفیٰ ﷺ ختم ہو جائے گی۔ ظالم کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے کا طریقہ ختم ہو جائے گا۔ جرات وآزادی کا راستہ اسلام کی تاریخ میں بند ہو جائے گا۔ اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو مَا کَانَ وَمَا یَکُون کا علم عطا فرمایا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخلوقات کی ابتداء سے لیکر جنتیوں کے جنت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کے سب حالات اپنے صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرمادیے تھے۔ سیدنا امیر المومنین عمر فاروقؓ فرماتے ہیں "کہ حضور ﷺ نے ابتداء خلق سے لیکر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک ہمیں سب کچھ بتادیا یاد رکھا اسکو جس نے
یاد رکھا اور بھلادیا اسکو جس نے بھلادیا۔ (بخاری شریف) ایک بار نبیوں کے
سردار ﷺ اپنے نواسے سید الشہداء حضرت امام حسینؓ اور اپنے صاحبزادے حضرت
ابراہیمؑ کو گود میں لئے بیٹھے تھے کہ حضرت جبرائیل

امینؑ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! اللہ تعالیٰ کہتا ہے ان میں سے ایک کو چن لے یہ دونوں آپ ﷺ کے پاس ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام حسینؓ کو چن لیا چنانچہ تیسرے آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہوگیا۔

حسین ابن علیؓ نے کربلا میں یہ کیا ثابت
رہے جاری جو نیزے پر تلاوت ہو تو ایسی ہو

ولادت باسعادت سیدنا امام عالی مقامؓ

حضرت ام الفضل بنت الحارث بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں ۔یارسول اللہ ﷺ ! میں نے ایک بہت بھیانک خواب دیکھا ہے سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا اپنا خواب بیان کرو۔ آپؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ! میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھا گیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (تو نے اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میری بیٹی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ایک بیٹے کو جنم دے گی جو آپ کی آغوش میں آئے گا) چنانچہ امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی ولادت باسعادت 5 شعبان ہجرت کے چوتھے سال ہوئی سرکار مدینہ ﷺ کو آپؓ کی پیدائش کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے ۔ آپؓ کے کان میں اذان کہی دعا فرمائی اور آپ ﷺ نے حسین نام رکھا۔ آپؓ کے نام رکھنے کی روایت یوں ہے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ جب امام حسنؓ

پیدا ہوئے تو ان کا نام حمزہ رکھا اور جب امام حسینؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا۔ (حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں) مجھے نبی کریم ﷺ نے بلا کر فرمایا مجھے ان کے یہ نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے (حضرت علیؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں پس آپ ﷺ نے ان نام حسنؓ و حسینؓ رکھے۔ (احمد بن حنبل، مسند) حدیث مبارکہ میں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "کہ مجھے حکم آیا ہے کہ میں دونوں نام بدل دوں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ولادت کے ساتھ ہی امام حسنؓ و امام حسینؓ کا معاملہ زمینی نہ رہا نام تک بھی زمینی رکھنے کی اجازت نہ ہوئی بلکہ نام بھی آسمان سے بھیجے گئے امام حسینؓ کو دنیا کے پیمانوں پر تولنے والو امام حسینؓ کا نام بھی دنیا سے نہیں آیا بلکہ آسمانوں سے بھیجا گیا۔ حضرت عمران بن سلیمانؓ سے روایت ہے کہ حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں جو کہ زمانہ جاہلیت میں کسی کے نام نہیں رکھے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کے نام چھپا رکھے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نواسوں کے نام حسن اور حسینؓ رکھے تھے آپؐ سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ تھے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسنؓ سینہ سے سر تک حضور ﷺ کی کامل شبیہہ ہیں اور امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ سینہ سے نیچے پاؤں تک حضور ﷺ کی کامل شبیہہ ہیں"۔ (جامع ترمذی)

حلیہ مبارک سیدناامام عالی مقامؓ کا

سیرت نگاروں نے امام عالی مقامؓ کاحلیہ مبارک یوں تحریرفرمایاہے " میانہ قدنہ بہت لمبے نہ بہت چھوٹے ، گھنی داڑھی، چوڑی پیشانی ،شانے بڑے بڑے ہڈیاں موٹی،ہاتھ مضبوط قدم وسیع ، بال گھنگریالے ،بدن چست وتوانارنگ بہت سفید سرخی مائل،اورآواز بلندوبارعب جب آپؓ گفتگوفرماتے توآواز مترنم ہوجاتی "۔

سیدناامام عالی مقامؓ کا بچپن مبارک وپرورش

امام عالی مقام حضرت سیدامام حسینؓ کواللہ رب العزت نے بہت زیادہ حسن دیاتھاجس کی دنیامیں مثال نہیں ملتی۔آپؓ کا بچپن رسالت مآب ﷺ، سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراسلام اللہ علیہاوحضرت علی المرتضیٰ شیرخداؓ کی عظیم اورپاکیزہ گودمیں گزرا۔حضرت یعلی بن مرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا" حسینؓ مجھ سے ہے اورمیں حسینؓ سے ہوں جوحسینؓ کومحبوب رکھتاہے وہ اللہ کومحبوب رکھتاہے حسینؓ فرزندوں میں سے ایک فرزندہے۔(ترمذی، مشکوٰۃ) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا "جس نے سیدناامام حسنؓ وسیدناامام حسینؓ کومحبوب رکھا اس نے درحقیت مجھے محبوب رکھاجس نے ان دونوں سے بغض رکھااس نے درحقیت مجھ سے بغض رکھا۔(المستدرک حاکم،البدایہ والنہایہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ سے پوچھاگیا"آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کوزیادہ محبوب ہے؟آپﷺ نے فرمایاسیدناامام حسنؓ وسیدناامام حسینؓ

اورآپ ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ توآپ ﷺ دونوں کو سونگھتے اوراپنے سینہ مبارک سے چمٹالیتے حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہاکہ میں مغرب کی نمازآقاﷺ کے ساتھ پڑھوں گا اپنے اور تمہارے لئے بخشش کا سوال کرونگا۔آپؓ فرماتے ہیں کہ پس میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوااورآپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نمازپڑھی۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی پڑھی پھرآپ ﷺ مسجد سے نکلے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑاآپ ﷺ نے میرے چلنے کی آواز سنی توآپ ﷺ نے فرمایاکیاتوحذیفہؓ ہے؟میں نے عرض کیاجی ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایاتجھے کیاحاجت ہے ؟اللہ پاک تجھ کواور تیری والدہ کو بخشے (پھر)فرمایایہ ایک فرشتہ ہے جواس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوااس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور مجھے یہ بشارت دینے کے لئے اجازت مانگی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہاجنت کی عورتوں کی سردارہے اورسیدناامام حسنؓ وسیدناامام حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردارہیں۔
(ترمذی)

تربیت سیدناامام عالی مقامؓ

امام عالی مقامؓ سات سال،سات ماہ اورسات دن تک حضور ﷺ کے سایہ شفقت میں رہے اس تربیت نے آپ کے علم وفضل شجاعت وسخاوت تقویٰ وطہارت اورزہدوورع کی مکمل تصویر بنادیاآپؓ نے آنکھیں کھولیں تورسول خداﷺ کی نمازیں علی المرتضیٰ شیرخداؓ کے سجدے اورسیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہاکی قرآن

پاک کی تلاوتیں سامنے تھیں۔آپؓ نے ساری زندگی اسی ذوق میں گذاری اسی وجہ سے آپؓ نے ظالم کے سامنے سر نہ جھکایا بلکہ خالق کائنات کی بارگاہ میں اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا۔آپؓ کی تربیت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ زکوۃ کی کھجوروں کا ٹوکرا آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا گیا تھا امام عالی مقامؑ کا بچپن تھا ایک کھجور منہ میں رکھ لی آقا ﷺ نے فوراً انگلی ڈال کر کھجور نکال دی اور فرمایا کخ کخ چھی چھی (یعنی نہ کھا) کیونکہ زکوۃ کا مال سادات کرام پر حرام ہے۔ایک دفعہ آپؓ کے ہاں چند معزز مہمانوں کی دعوت تھی ایک غلام نے کھانے کا قیمتی برتن لاپرواہی میں توڑ ڈالا امام عالی مقامؑ نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا وہ غلام قرآن کریم کا عالم تھا اس نے امام عالی مقامؑ کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی ،وَالکَاظِمِینَ الغَیظَ مومن غصہ کو پی جانے والے ہیں یہ سن کر امام عالی مقامؑ نے فرمایا کَظَمتُ غَیظِی میں نے غصہ کو پی لیا پھر اس غلام نے آیت کریمہ کا اگلا حصہ تلاوت کیا وَالعَافِینَ عَنِ النَّاسِ اور لوگوں کو معاف کرنے والے آپؓ نے فرمایا عَفَوتُ عَنکَ میں نے تجھے معاف کر دیا غلام نے اس سے آگے آیت کریمہ کا اگلا حصہ تلاوت کیا وَاللہ یُحِبُّ المُحسِنِینَ اور اللہ پاک احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے آپؓ نے فرمایا میں نے تجھے اللہ پاک کے لئے آزاد کیا۔

حضرت زید بن ابی زیادؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر کے

دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت امام حسینؓ کے رونے کی آواز سنی
توآپ ﷺ نے فرمایا ! بیٹی اسکو رونے نہ دیا کرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے
(مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (نورالابصار

سخاوت سیدناامام عالی مقامؓ

سخاوت جو صفات انبیاء علیہم السلام میں سے ہے آپؓ کو بارگاہ نبوت ﷺ سے خصوصی
طورپر عطاہوئی تھی حضرت زینب بن ابی رافع سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے
مرض وفات میں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر بارگاہ
نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یہ آپ کے دونوں بیٹے ہیں انہیں کوئی
چیز عنایت فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا حضرت امام حسنؓ کے حصہ میں میری ہیبت
اور سرداری ہے امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کے لئے میری جراءت اور سخاوت
ہے یہی وجہ تھی کہ آپؓ نے کائنات میں سخاوت کی وہ عظیم الشان مثال پیش کی جس
نے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔جب حضرت اسامہؓ کی رحلت کا وقت آیاتووہ بڑے
پریشان تھے آپؓ تشریف لے گئے اورپریشانی کا سبب پوچھاانہوں نے عرض کی میں ساٹھ
ہزار کا مقروض ہوں اور موت کا وقت قریب ہے امام عالی مقامؓ نے فرمایاآپؓ کا قرض
میں ادا کروں گاانہوں نے عرض کی میں چاہتاہوں کہ موت سے پہلے میرا قرض
ادا ہوجائے امام عالی مقامؓ نے اسی وقت حضرت اسامہؓ کا قرض ادا کردیا۔

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام حسینؓ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اتنے میں ایک کنیز آئی اور اس نے تبسم کے ساتھ ایک پھول امام حسینؓ کی خدمت اقدس میں پیش کیا امام عالی مقامؓ نے وہ پھول لیا اسے سونگھا اور ارشاد فرمایا جا میں نے تجھے اللہ پاک کے نام پر آزاد کیا ہے۔ حضرت انسؓ نے عرض کیا آپؓ نے ایک معمولی پھول کے عوض اس کنیز کو آزاد کر دیا امام عالی مقامؓ نے فرمایا اے انسؓ اللہ پاک کا قانون یہی ہے کہ اگر کوئی تمہیں تحفہ دے تو تم اسے بہتر تحفہ دو اور اس کنیز کے لئے آزادی سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں تھا میں نے اس لئے اسے آزاد کر دیا۔ ایک مرتبہ آپؓ کا گزر ایک ایسے مقام سے ہوا جہاں پر کچھ غریب لوگ کھانا کھا رہے تھے ان لوگوں کی نظر آپؓ پر پڑی تو اٹھ کر سلام کیا اور انہوں نے امام عالی مقامؓ کو کھانا کھانے کی دعوت دی آپؓ ان کے درمیان بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں ضرور تمہارے ساتھ کھاتا چنانچہ آپؓ نے ان تمام کو اپنے ساتھ اپنے گھر لایا خوب کھلایا پلایا لباس عطا کیا اور انہیں درہم دینے کا حکم دیا۔

شعیب بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ امام عالی مقامؓ کی شہادت کے بعد جب آپؓ کے بدن اقدس سے کپڑے اتارے گئے تو آپؓ کی پشت مبارک پر نشانات پائے گئے جب امام زین العابدینؒ سے ان نشانات کے بارے میں پوچھا گیا تو امام زین العابدین نے فرمایا کہ یہ بیواؤں، یتیموں اور مساکین مدینہ کے گھروں میں کھانے پینے کے

سامان کی باربرداری کے نشان ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر زاہد واتقاء وپرہیزگاری عبادت وریاضت صبر وشکر تسلیم ورضا وخشیت الٰہی جیسی اعلیٰ صفات مجسم کی جائیں، توحضرت امام حسینؓ کی ذات پاک کے سانچے میں ڈھل جاتی ہیں۔

عبادت سیدناامام عالی مقامؓ

آپؓ بہت متقی پرہیزگاراورذوق عبادت کے مالک تھے کیوں نہ ہوجس کی والدہ سیدۃ النساء سیدہ کائنات اورخاتون جنت ہوں اوروالد گرامی علی المرتضٰی شیرخداؓ ہوں ۔نانا خاتم النبیین رحمت العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں مستندروایات اورکتب میں درج ہے علامہ جزری لکھتے ہیں "کہ امام عالی مقامؓ بکثرت نمازیں پڑھنے والے روزے رکھنے والے حج کرنے والے، صدقہ دینے والے اورنیکی کے کاموں میں بہت زیادہ سبقت لے جانے والے تھے۔آپؓ نے تقریباً25 حج پیدل کئے اسکے علاوہ ساری رات قیام اورسال کے اکثرایام میں روزہ رکھنا آپ کی مبارک زندگی کا معمول رہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام امام عالی مقام سیدنا امام حسینؓ سے بہت پیار کرتے تھے۔آپؓ ہر روزایک ہزار رکعت نماز نفل ادا کرتے آپؓ کی زندگی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی ۔آپؓ قرآن پاک کی تلاوت دن رات کرتے تھے ایک دفعہ سیدنا حضرت امام حسنؓ اورسیدناامام حسینؓ پیدل حج کے لئے جارہے تھے آپؓ کے ساتھ حاجیوں کی ایک اورجماعت شامل ہوگئی لوگوں نے جب آپؓ کوپیدل چلتے ہوئے دیکھاتواحتراماوہ لوگ بھی اپنی سواریوں

سے اتر کر آپؓ کے ساتھ پیدل چلنے لگے۔کچھ دور تک تو وہ لوگ پیدل چلے مگر کچھ دور تک چل کر تھکن سے نڈھال ہو گئے اور پیدل چلنے میں مشکلات پیش آنے لگیں ان میں سے چند لوگ اس قافلے میں شامل بزرگ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس گئے اور عرض کرنے لگے اب ہمارے لئے پیدل چلنا دشوار ہو رہا ہے لہٰذا! آپ حسنین کریمینؓ سے درخواست کریں کہ وہ سواری پر سوار ہو جائیں۔یہ سن کر حضرت امام حسینؓ نے ارشاد فرمایا۔یہ تو ممکن نہیں کہ ہم سوار ہو جائیں کیونکہ ہم نے اپنے اوپر یہی فرض قرار دیا ہے لیکن لوگوں کو تکلیف دینا بھی گوارہ نہیں لہٰذا ہم یہ راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور دوسرا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔روایات میں آتا ہے کہ آپؓ کو بہت زیادہ لوگوں نے دیکھا تھا کہ جب آپؓ نماز ادا کرتے تو آپؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے آپ کی عبادت میں بڑا خشوع خضوع تھا۔

شہادت سیدنا امام عالی مقامؓ

ارشاد باری تعالیٰ ہے اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے (کبھی) خوف اور (کبھی) بھوک کبھی) جان مال و ثمرات (دنیاوی نعمتوں اور اولاد) کی کمی کے ذریعے اور (ایسے حالات (میں) صبر کرنے والوں کو (جنت کی بشارت) دے دیجیے۔) سورۃ البقرہ آیت 155

آپؓ کی پیدائش کے ساتھ ہی آپؓ کی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل امینؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ

میرا فرزند فرات میں شہید کیا جائے گا میں نے جبریل امین سے کہا کہ ان کے مقتل کی مٹی لا کر دکھاؤ پس یہ مٹی وہاں سے لائے ہیں وہ مٹی آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کو دے دی اور فرمایا جب یہ مٹی خون بن جائے گی تو وہ میرے بیٹے کے قتل کا دن ہوگا۔

ترمذی شریف کی جلد ثانی میں ہے ایک عورت کہتی ہے محرم کی دسویں تاریخ کو مدینہ طیبہ میں حضرت ام سلمہؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی یہ نے دیکھا آپؓ رو رہی ہیں میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو ام المومنین نے فرمایا میں نے ابھی ابھی خواب دیکھا ہے کہ رسول انور ﷺ کے سر انور مبارک اور ریش مبارک میں گرد و غبار ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا بات ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا! میں ابھی کربلا سے آ رہا ہوں آج میرا حسین قتل کر دیا گیا ہے. حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے وہی مٹی یاد آ گئی جو نواسۂ رسول ﷺ کی پیدائش کے وقت جبرائیلؑ نے میدان کربلا سے لا کر حضور ﷺ کو دی تھی اور نبی کریم ﷺ نے وہ مٹی مجھے دے کر فرمایا اس مٹی کو اپنے پاس رکھو جس دن میرا حسین قتل ہوگا یہ مٹی خون بن جائے گی۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے وہ مٹی دیکھی تو خون بن چکی تھی اس مٹی کو میں نے شیشی میں سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ میدان کربلا میں عظیم مصائب کے وقت بھی آپؓ نے دن اللہ کے کلام کی تلاوت میں بسر کیے اور راتیں رکوع و سجود میں گزاریں انتہا یہ ہے کہ جب آپؓ کو شہید کیا گیا اس وقت بھی آپؓ اللہ پاک کے حضور سجدہ میں

تھے ۔آپؓ اورآپ کے ساتھیوں کودس 10 محرم 16 ہجری مطابق 10 اکتوبر بروز جمعہ سال ۵ ماہ اور ۵ دن کی عمر میں شہید کردیا گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون 56

آپؓ کی شہادت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان پر جتنی مصیبتیں آجائیں صبر سے کام لیں اورظالم جابر کے سامنے نہ جھکیں۔ہر وقت اللہ کی عبادت کریں آپؓ کی سیرت سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپؓ نے شہادت کے وقت بھی سر سجدہ میں رکھ کر یہ ثابت کردیا کہ سیدنا امام حسینؓ کل کربلا کے میدان میں بھی سجدہ میں تھے اورآج تک سجدہ میں ہیں آپؓ کو سجدہ کرتے وقت تو لوگوں نے دیکھا تھا پر سجدہ سے سر اٹھانا کسی نے دیکھا اس کی اصل وجہ بھی یہی تھی کہ جھکنا ہے تو اللہ پاک کی بارگاہ میں ہے ظالم جابر کے سامنے نہیں ۔اللہ پاک نواسہ رسول ﷺ کے صدقے ہماری بخش ومغفرت فرمائے سرکار دوعالم ﷺ کی بروز قیامت شفاعت نصیب فرمائے۔

عظمت ماہ رمضان

ماہ رمضان اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے جسطرح ہم پر نماز فرض ہے اسی طرح ماہ رمضان کے روزے رکھنا بھی فرض ہیں۔فرق صرف اتنا ہے نماز مکہ معظّمہ میں شب معراج اور رمضان پاک کے روزے مدینہ طیبہ میں 10 شوال سن دو ہجری کو فرض ہوئے۔(تفسیر خازن)

عربی زبان میں رمضان کا مادہ رمض ہے جسکا معنی سخت گرمی اور تپش ہے رمضان میں چونکہ روزہ دار بھوک وپیاس کی حدت اور شدت محسوس کرتا ہے اس لئے اسے رمضان کہا جاتا ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلت کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ اس ماہ مبارک میں قرآن پاک لوح محفوظ سے سمائے دنیا پر نازل ہوا جو لوگوں کے لئے سراپا ہدایت ہے اور حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا 23 برس میں نازل ہوتا رہا اسکے علاوہ رمضان کی پہلی رات میں صحف ابراہیم چھٹی رات میں تورات اور تیرہویں رات میں انجیل اور آٹھ یا بارہ تاریخ کو زبور نازل ہوئی اور اسی مہینہ میں اللہ رب العزت کے طرف سے قرآن مجید ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر نازل ہوا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ رمضان کو کلام الٰہی کے ساتھ خاص نسبت اور تعلق ہے۔اسی لئے اسلاف صالحین

سے قرآن پاک کی کثرت تلاوت رمضان پاک میں منقول ہے۔امام اعظمؒ اس ماہ مبارک میں اکسٹھ بار قرآن پاک ختم کرتے تھے تیس دن میں تیس رات میں اور ایک تراویح میں امام شافعیؒ اس ماہ میں ساٹھ بار قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔اس ماہ کی فضیلت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ "رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں سے جو اس مہینہ کو پائے تو اسکے روزے رکھے

اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا اسلئے کہ تم گنتی پوری کرو"۔ (سورۃ البقرۃ پارہ نمبر ۲ آیت نمبر 581)

قرآن مجید فرقان حمید اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جو سب کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے یہ ہمارے نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جو نبی کریم ﷺ تمام نبیوں کا سردار قرآن مجید ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کتنا بڑا معجزہ ہے جو قیامت تک ہمارے پاس موجود ہے اسکی حفاظت کا ذمہ خود خالق کائنات نے لیا ہے پہلی کتابوں میں ردبدل ہوتا رہا لیکن قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جس میں قیامت تک ردبدل کوئی نہیں کر سکتا

اللہ رب العزت اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ اگر میں قرآن کو پہاڑوں پر نازل کرتا تو پہاڑ بھی میرے خوف کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہو جاتے قرآن کی شان بھی بہت ہے

کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جس طرح ہم قرآن کی شان کو مانتے ہیں اس سے محبت کرتے ہیں اسکی تلاوت کرتے ہیں تو اسی طرح صاحب قرآن (نبی کریم ﷺ) کی شان بھی مانیں آقا ﷺ سے محبت کریں کیونکہ قرآن بھی ہمیں نبی کریم ﷺ کے صدقے ملا ہے میرے نبی کی شان کی طرف آ کر تو دیکھ اگر میرا نبی ﷺ مکہ میں ہو تو قرآن مکہ میں نازل ہوا اگر میرا نبی مدینہ میں ہو تو جبرائیلؑ قرآن لیکر مدینہ میں آئے اگر نبی ﷺ میدان جہاد میں ہوں تو قرآن میدان جہاد میں نازل ہوا اگر نبی کریم ﷺ غار حرا یا غار ثور میں ہوں تو قرآن وہاں پر نازل ہوا۔ اگر میرے محبوب اپنے گھر میں ہوں تو قرآن پاک گھر میں نازل ہوا یہ مقام و مرتبہ اللہ رب العزت نے ہمارے نبی ﷺ کو عطا کیا ہے آجکل بڑے دعوے ہوتے ہیں جی ہم قرآن کو ماننے والے ہیں۔ عظمت قرآن کی محافل منعقد کرتے ہیں لیکن جب صاحب قرآن کا نام انکے سامنے آجائے تو جلتے ہیں قرآن کو تو سب مانتے ہیں ۔فرق صرف یہی ہے کہ جو لوگ صرف قرآن کی عظمت کو بیان کرتے ہیں صاحب قرآن کی عظمت سے کتراتے ہیں انکو چاہیے ذرا قرآن میں غور و فکر کریں تو پتا چلے گا پورا قرآن میرے نبی ﷺ کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن کی محبت تب ہی ہم کو کام آئے گی جب صاحب قرآن کی محبت ہمارے دلوں میں ہوگی۔

اس میں شک شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ کلام الٰہی ایک عظیم نعمت ہے جسکے نزول کے لئے اس مہینہ کا انتخاب درحقیقت اس بات کا اعلان ہے کہ یہ مہینہ خدا کی بے

انتہار حمتوں کے نزول کا مہینہ ہے لیکن ان نعمتوں سے فائدہ اہل ایمان ہی کو نصیب ہوتا ہے جیسا کہ بنجر زمین میں جتنی بار شیں بھی ہوتی رہیں اس میں اگانے کی قوت پیدا نہ ہوگی۔اسی طرح اس حدیث میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ گناہ اسکے بخشیں جائیں گے جس نے ایمان واحتساب یعنی ایمان اور خلوص سے عبادت کی روزہ رکھا اسکے گناہ معاف ہوں گے۔

رمضان المبارک کے روزوں کو جو امتیازی شرف اور فضیلت حاصل ہے اسکا اندازہ حضور ﷺ کی اس حدیث مبارک سے لگایا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "جو شخص بحالت ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اسکے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

قیام رمضان کی فضیلت سے متعلق حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس نے رمضان میں بحالت ایمان وثواب کی نیت سے قیام کیا تو اسکے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس حدیث میں ایمان کا ذکر ہے ایمان ہے کس چیز کا نام اس کا جواب ہم آقا علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے بارگاہ سے لیتے ہیں جو خود بنائے ایمان ہیں ایمان عطا کرنے والے ہیں جواب ملتا ہے "ایمان والا وہ ہے جو اپنی جان ماں باپ اولاد بلکہ کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر آقا علیہ الصلوٰۃ سے محبت کرتا ہے وہ صاحب ایمان ہے۔ پتا چلا جو آقا ﷺ سے محبت نہیں کرتا اسکا ایمان مکمل نہیں۔

جب ماہ رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو حضور ﷺ قیدیوں کو چھوڑ دیا کرتے تھے اور ہر مانگنے والے کو دیا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے "جب ماہ رمضان شروع ہوتا تو رسول ﷺ کا رنگ متغیر ہو جاتا آپ ﷺ کی نمازوں میں اضافہ ہو جاتا اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرتے اور اسکا خوف طاری رکھتے"۔

رمضان المبارک میں جتنی زیادہ عبادت کی جائے اتنی کم ہے کیونکہ اس مہینہ میں نفل کا ثواب عام مہینوں کے فرضوں کے برابر ملتا ہے اور فرض کا ثواب عام مہینوں کے ستر گنا زیادہ بلکہ سات سو گنا تک ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ تشریف لاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں

"اور شیاطین زنجیروں میں جھکڑ دیئے جاتے ہیں
کتنی عظمت والا مہینہ ہے جس میں امت مصطفےٰ ﷺ کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا " بیشک جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان پاک کے لئے آراستہ کیجاتی ہے فرمایا جب ماہ رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ہوا سفید اور بڑی آنکھوں والی حوروں پر چلتی ہے تو وہ کہتی ہیں اے پروردگار اپنے بندوں سے ہمارے لئے انکو شوہر بنا جن سے ہماری (آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور انکی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا " رمضان کی ہر رات ایک منادی آسمان سے طلوع صبح تک یہ ندا کرتا رہتا ہے اے خیر کے طلبگار تمام کر اور خوش ہو اور برائی کے چاہنے والے رک جا اور عبرت حاصل کر کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسکی بخشش کی جائے کیا کوئی توبہ کرنیوالا ہے کہ اسکی توبہ قبول کی جائے کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ اسکی دعا قبول کی جائے کیا کوئی سوالی ہے کہ اسکا سوال پورا کیا جائے اللہ رب العزت ماہ رمضان کی ہر رات میں افطاری کے وقت ساٹھ ہزار گناہ گاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے اور عید کے روز اتنے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے پورے ماہ رمضان میں آزاد فرمائے ہیں "۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ تحفے ملے ہیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔

1۔ "پہلا یہ کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر التفات فرماتا ہے اور جس پر اللہ پاک کی نظر پڑ جائے اسے کبھی عذاب نہیں دے گا۔

2۔ "دوسرا یہ کہ شام کے وقت انکے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہے"

3۔ "تیسرا یہ کہ فرشتے ہر دن اور ہر رات ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں"۔

4۔ "چوتھا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتے ہوئے کہتا ہے میرے بندوں کے لئے تیاری کرلے اور مزین ہو جا قریب ہے وہ دنیا کی تھکاوٹ سے میرے گھر اور میرے دارِ رحمت میں پہنچ کر آرام حاصل کریں"۔

5۔ "پانچواں یہ کہ جب (رمضان) کی آخری رات ہوتی ہے ان سب کو بخش دیا جاتا ہے۔ایک صحابی نے عرض کیا! کیا یہ شب قدر کو ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں کیا تم جانتے نہیں ہو کہ جب مزدور کام سے فارغ ہو جاتے ہیں تب انہیں مزدوری دی جاتی ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس 10 گنا سے سات گنا تک بڑھایا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قانون سے 700 مستثنیٰ ہے۔ وہ بندہ کی طرف سے میرے لئے ایک تحفہ ہے اور میں اسکا (جسطرح چاہوں گا) اجر دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں ہی اسکا صلہ دونگا) روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب کی بارگاہ میں حضوری کی اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے اور روزہ (دنیا میں شیطان کے حملوں سے بچاؤ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے حفاظت کے لئے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اسکو چاہیے بے ہودہ اور فحش باتیں نہ کرے اور شور وغل نہ مچائے اور اگر کوئی دوسرا اس سے جھگڑا کرے تو کہ دے کہ میں روزہ (دار ہوں۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹا (اس لئے) وہ قاعدہ کے مطابق اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔

جس خوش نصیب انسان نے ماہ رمضان کا پورا پورا احترام کیا ہوگا کل بروز قیامت ماہ رمضان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس بندہ کے لئے عزت و وقار کے تاج پہنانے کی

درخواست کرے گا۔روایت میں آتا ہے "کہ روز قیامت رمضان المبارک اچھی صورت میں تشریف لائیگا پس خدا کے حضور سجدہ کرے گا اور اسے کہا جائیگا جس نے تیرا حق پہچانا ہے اسکا ہاتھ پکڑ لو پس وہ اس شخص کا ہاتھ پکڑ یگا جس نے اسکا قدر پہچانا ہوگا اور خدا کے سامنے کھڑا ہو جائے گا پس کہا جائیگا تو کیا چاہتا ہے پس عرض کرے گا پروردگار اس شخص کو عزت و وقار کا تاج پہنا پس اسے تاج پہنایا جائیگا"۔

عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے فرمایا "کہ روزے اور قرآن پاک بندے کی شفاعت کرینگے روزے عرض کرینگے اے پروردگار میں نے اس بندہ کو کھانے پینے اور نفسانی خواہش سے دن میں روکا ہے پس اسکے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن عرض کریگا میں نے اسے رات میں سونے سے روکا ہے پس اسکے حق میں میری شفاعت قبول فرما پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

ثابت ہوا کہ قیامت کے دن جب دنیا کے دوست بیزاری کا اعلان کر دینگے روزے اور قرآن اس نازک وقت میں انسان کا ساتھ دینگے اور بارگاہ خدا میں شفاعت کرا کر جنت میں پہنچا دینگے۔ان لوگوں کو ذرا سوچنا چاہیئے جو نبی کریم ﷺ کی (نعوذ باللہ) شفاعت کا انکار کرتے ہیں جب قیامت کے دن روزے اور قرآن کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ بندوں کی شفاعت کرائیں جو خود صاحب قرآن ہے جس پر قرآن اترا کیا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہماری شفاعت نہیں کرینگے؟ جس نبی کریم ﷺ

کے صدقے ہم کو رمضان ملا اس نبی ﷺ کو کیا یہ اختیار حاصل نہ ہوگا۔ خدا کی قسم روزے اور قرآن تب ہی ہماری شفاعت کرینگے جب کہ کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر ہماری محبت نبی کریم ﷺ سے ہوگی۔ جسکو نبی ﷺ سے دنیا میں محبت نہ ہوگی اسکو قیامت کے دن اعمال فائدہ نہیں دینگے۔

حضور ﷺ کے زبان برکت نشان میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ انکو آخری دن میں شدت کی بھوک و پیاس لگی جو نا قابل برداشت ہو گئی اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں انہوں نے کسی کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ آپ ہم کو افطار کی اجازت دیں آپ نے ایک پیالہ انکے پاس بھیجا اور اس میں دونوں کو قے کرنے کا حکم دیا جب دونوں عورتوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور کھایا ہوا خون نکلا جس سے پیالہ بھر گیا دیکھنے والے حیران ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے رزاق مطلق کی حلال روزی سے رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں غیبت کرتی رہیں یہ وہ چیز ہے جو انہوں نے لوگوں کے گوشت کھائے ہیں۔ احیاء العلوم

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غیبت اور دیگر گناہ سے روزہ بھاری ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ نیکوکاروں کو روزہ کی سختی محسوس نہیں ہوتی حالانکہ گناہ گار روزہ میں بہت شدت اور سختی محسوس کرتا ہے۔

درج ذیل باتیں جو روزہ کی حالت میں مکروہ ہیں۔

گوند چبانا یا کوئی اور چیز منہ میں ڈالے رکھنا۔

بلاضرورت کسی چیز کا چکھنا، البتہ جس عورت کا خاوند سخت اور بدمزاج ہو اسے زبان کی نوک سے سالن کا مزہ چکھ لینا جائز ہے۔

کلی یا ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا

منہ سے بہت سا تھوک جمع کر کے نگلنا

غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، گالی گلوچ کرنا

بھوک یا پیاس کی بے قراری اور گھبراہٹ کو ظاہر کرنا

نہانے کی حاجت ہو تو غسل کو قصداً صبح صادق کے بعد تک مؤخر کرنا

صوم وصال کے روزے رکھنا اگرچہ دو ہی دن کا ہو

روزوں کی قضا کے احکام کی درج ذیل تین صورتیں ہیں۔

1۔ اگر کوئی آدمی روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لے اس پر نہ قضا ہے اور نہ کوئی کفارہ خواہ وہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا

2۔ اگر کوئی آدمی رمضان ہیں روزہ کی حالت میں بلاعذر قصداً کھالے یا پی لے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں

3۔ اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی عذر کی وجہ سے یعنی سفر یا مرض میں روزہ توڑ دے تو اس پر قضا واجب ہو گی کفارہ ضروی نہیں

باہمی صلح صفائی کی فضیلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "فَاتَّقُوااللّٰہَ وَاَصلِحُوا ذَاتَ بَینِکُم "ترجمہ اللہ پاک سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو۔ (سورہ الانفال اپارہ ۹)

اللہ رب العزت جل شانہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ انسانوں میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کے لئے اچھا ہو اور دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ قرآن پاک میں ارشاد پاک ہے کہ اس دنیا میں عزت اور کامیابی انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو خلق خدا کی خدمت اور اس کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "خیر الناس من ینفع الناس "لوگوں میں اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع دیتا ہے ۔لوگوں میں اچھا بننے کا بہترین طریقہ بھی یہی ہے کہ ہم مخلوق خدا کی خدمت کریں اور اس کو فائدہ پہنچائیں۔ کیونکہ اسی میں ہماری دنیاوی کامیابی اور آخرت کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا "کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر زیادتی کرتا ہے نہ اسے (بے یار و مددگار چھوڑ کر دشمن کے) سپرد کرتا ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔ جو کسی مسلمان سے کوئی پریشانی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ

سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور فرمادے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (مسلم ، بخاری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ کنزالایمان "اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کردو اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کے بڑے پیارے ہیں مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرواور اللہ پاک سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو" (سورۃ الحجرات آیت 10،9)

آیت کریمہ کا شان نزول: ایک بار آقا دوجہاں سرور کون مکاں ﷺ سواری پر تشریف لے جارہے تھے۔ انصار کی ایک جماعت پر گزر ہوا وہاں ابن ابی منافق بھی بیٹھا تھا۔ آقا ﷺ کے خچر نے پیشاب کیا تو اس منافق نے ناک بند کر دیا۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ حضور ﷺ کے خچر کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر ہے اس پر ابن ابی منافق کی قوم ناراض ہوئی اور دونوں جماعتیں آپس میں لڑپڑیں نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ان میں صلح کرادی اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں صلح کرانا حضور ﷺ کی سنت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ حقوق کی بھی

دو قسمیں ایک حقوق اللہ دوسرا حقوق العباد، حقوق اللہ میں اللہ تعالیٰ کے حقوق مثلاً نماز، روزہ، وغیرہ شامل ہیں حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ اللہ پاک اپنے حقوق تو اپنی رحمت سے معاف کردے گا پر بندوں کے حقوق تب تک معاف نہیں ہوں گے۔ جب تک وہ بندے معاف نہ کریں۔ دو ناراض مسلمان بھائیوں کے درمیان صلح کرانا بھی حقوق العباد میں شامل ہے۔ مسلمان کا یہ کام ہے کہ جہاں کہیں بھی دو ناراض مسلمان بھائیوں کو دیکھے تو ان کے درمیان صلح کرادے کیونکہ ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن دوسرے مومن بھائی کا بھائی ہے تو بھائی کا یہ کام نہیں کہ بھائیوں کو آپس میں لڑادے بلکہ بھائی کا کام بھی یہی ہے کہ دو ناراض بھائیوں کو آپس میں ملادے مسلمان بھی وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے ضرر سے مسلمان محفوظ رہے۔ اور مومن وہ ہے جس کی طرف سے لوگوں کو اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں کوئی ڈر اور خطرہ نہ ہو۔ صلح کرانا بھی نماز، روزہ، صدقہ خیرات وغیرہ کی طرح یہ بھی ایک نیکی ہے۔

آقائے دوجہاں سرور کون مکاں ﷺ کا ارشاد پاک ہے "کہ ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے مومن بھائی کا بھائی ہے۔ اس کے ضرر کو اس سے دفع کرتا ہے اور اس کے پیچھے سے اس کی پاسبانی اور نگرانی کرتا ہے (سنن ابی داؤد)

آقا ﷺ نے فرمایا" لوگو آپس میں حسد نہ کیا کرو اور آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ۔ (صحیح مسلم

نبی اکرم نور مجسم ﷺ کا ارشاد پاک ہے "دو آدمیوں کے درمیان صلح کرادو یہ بھی ایک نیکی ہے تم کسی کو اپنی سواری پر بٹھالو یا اس کا بوجھ اپنی سواری پر رکھ لو یہ بھی نیکی ہے اچھی بات بھی کہنا نیکی ہے۔ تمہارا ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھتا ہے نیکی ہے راستے سے کانٹے پتھر ہٹا دینا بھی نیکی ہے -

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عقبہ بن ابو معیط بیان کرتی ہیں کہ میں نے آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہوتا جو لوگوں کے درمیان صلح کروائے اور بھلائی کو پھیلائے اور بھلائی کی بات کرے (متفق علیہ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک قطع تعلق رکھے دونوں آپس میں ملیں ایک کا رخ ایک طرف دوسرے کا رخ دوسری طرف ہو تو ان میں سے بہتر ہو گا جو سلام میں ابتدا کرے گا۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ کے کچھ ایسے بھی بر گزیدہ بندے ہیں جن کے لیے روز ویامت نور کے منبر بچھائے جائیں گے جو نہ تو انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہداء لیکن انبیاء و شہداء بھی ان پر رشک کریں گے ۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ! وہ کون لوگ ہیں ؟ ' حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو رضائے الٰہی کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی کے ہر ایک جوڑ کی طرف سے صدقہ کرنا لازم ہوتا ہے

اور ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع ہوتا ہے اگر تم دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرتے ہو تو یہ صدقہ ہے اور اگر تم کسی شخص کو اس کے جانور پر سوار ہونے میں مدد دیتے ہو تو یہ صدقہ ہے اگر تم اس کا سامان اس پر رکھوا دیتے ہو تو یہ صدقہ ہے اور اچھی بات کہنا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جس کے ذریعے چل کر تم نماز پڑھنے کے لئے جاتے ہو تو وہ صدقہ ہے اور تم راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹاتے ہو تو وہ صدقہ ہے ۔ متفق علیہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مریض کی عیادت کے لئے ایک میل تک سفر کر، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کے لئے دو میل تک سفر کر اور دو ناراض بھائیوں میں صلح کرانے کے لئے تین میل تک سفر کر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دو ناراض بھائیوں میں صلح کرادے اللہ پاک اسے ہر کلمہ کے عوض ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں۔ مشرک کے سوا ہر بندے کے لیے بخش و مغفرت کی نوید جانفزا سنائی جاتی ہے مگر ایسے دو شخص جن میں آپس میں بغض ہو ان کے بارے کہا جاتا ہے ان دونوں کے صلح کر لینے تک ان کا انتظار کرو جب ان کی باہمی رنجش کا معاملہ تین دن سے زیادہ ہو جائے تو ان کے بلندیوں پر گئے ہوئے اعمال واپس لوٹا دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں نماز، روزہ اور صدقہ سے افضل درجہ والا عمل نہ بتاؤں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا "جب دو بھائیوں کی باہمی رنجش ہو جائے تو ان کی آپس میں صلح کرا دینا"۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے "کیا میں تمہیں آسان سا صدقہ نہ بتاؤں

؟صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہنے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! ضرور بتائیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بھائی آپس میں رنجیدہ ہو جائیں تو باہمی صلح کرا دینا۔

حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے " قطع تعلّقی اختیار نہ کرا گر ضروری ہی کوئی امر پیش آجائے تو تین دن سے زیادہ تک قطع تعلّقی نہ کرو ایسے دو مسلمان مر جائیں جو باہمی قطع تعلّقی کئے ہوئے ہوں تو جنت میں بھی جمع نہ ہوں گے " ۔

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مغفرت و بخشش واجب کرنیوالی چیزوں میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو خوشیوں سے ہمکنار کیا جائے ۔

حضرت ابوالعباس سہل بن ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم جان کائنات فخر موجودات ﷺ کو یہ اطلاع ملی بنو عمرو بن عوف کے درمیان جھگڑا ہونے والا ہے آپ ﷺ ان کے درمیان صلح کروانے کے لئے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لے گئے آقا ﷺ وہیں مصروف رہے یہاں تک کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ سیدنا حضرت بلال حبشیر ضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا۔ یاابو بکرؓ ! آقا ﷺ تو مصروف ہیں اور نماز کا وقت ہو چکا ہے کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے اگر تم چاہو۔ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہی۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے کھڑے ہوئے انہوں نے تکبیر کہی لوگوں نے بھی تکبیر کہہ دی۔ اسی دوران نبی کریم ﷺ صفوں کے درمیان چلتے ہوئے تشریف لے آئے اور پہلی صفوں میں آ کر کھڑے ہو گئے لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کیں۔ پہلے تو سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھا جب لوگوں نے زیادہ تالیاں بجائیں تو سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ کی تو نبی اکرم ﷺ موجود تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا تم اپنی جگہ کھڑے رہو (یعنی نماز مکمل کرو) اس پر سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ انہیں رسول خدا ﷺ نے حکم دیا ہے۔ پھر سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹ کر صف میں آ کر شامل ہو گئے۔ اور نبی اکرم ﷺ آگے بڑھ گئے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر جب آپ ﷺ نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا "اے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ! جب میں نے تم کو حکم دیا تھا تو تم کیوں نہ کھڑے رہے ! سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ابو قحافہ کے بیٹے کی مجال نہیں ہے کہ رسول خدا ﷺ کے آگے نماز پڑھائیں۔ پھر رسول خدا ﷺ نے فرمایا کیا سبب

ہے کہ تم نے اس قدر تالیاں بجائیں دیکھو جب نماز کے دوران تمہیں کوئی ضرورت پیش آئے تو اسے چاہیے کہ سبحان اللہ کہہ دے۔ کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہہ دے گا تو اس کی طرف التفات (توجہ) کیا جائے گا اور تالیاں بجانا تو صرف عورتوں کے لئے ہے۔ متفق علیہ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو (ایک مرتبہ) منبر پر دیکھا۔ جبکہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف اور کبھی ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور فرماتے " میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے سے (مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا۔ (متفق علیہ

حضرت سہل بن سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قُبا والوں نے ایک دفعہ آپس میں جنگ کی یہاں تک کے باہم پتھر مارے رسول اکرم نور مجسم ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ہمیں لے چلو کہ ان کے درمیان صلح کروائیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے دن مشرکین سے تین چیزوں پر صلح فرمائی۔ اس چیز پر کہ آپ کے پاس کفار سے جو کوئی ان کے پاس پہنچے اسے وہ نہ لوٹائیں۔ اور اس پر کہ سال آئندہ آپ مکہ میں

آئیں اور وہاں تین دن قیام کریں۔ اور وہاں نہ آئیں مگر ہتھیار تلوار کمان وغیرہ ڈھکے ہوئے تو آپ کے پاس ابو جندل اپنی قیدوں میں گھستے ہوئے آئے تو آپ نے انہیں (کفار کی طرف واپس کر دیا (مسلم ، بخاری

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ذیقعدہ میں عمرہ کیا تو مکہ والوں نے مکہ میں داخلہ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ ان سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ اگلے سال تشریف لائیں مکہ میں تین دن قیام فرمائیں تو جب انہوں نے تحریر لکھی تو لکھا کہ یہ وہ ہے جس پر محمد الرسول ﷺ نے فیصلہ فرمایا وہ بولے ہم اس کا اقرار نہیں کرتے کیونکہ اگر ہم جانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں تو آپ کو نہ روکتے لیکن آپ محمد ابن عبداللہ ہیں تو فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ بھی ہوں اور محمد ابن عبداللہ بھی ہوں پھر علی ابن ابی طالب سے فرمایا لفظ رسول اللہ کو محو کردہ وہ بولے اللہ کی قسم میں کبھی آپ کو محو نہ کروں گا تب رسول اللہ ﷺ نے پکڑا حالانکہ آپ اچھی طرح لکھتے نہ تھے پھر لکھا یہ وہ ہے جس پر محمد ابن عبداللہ نے صلح فرمائی کہ مکہ میں داخل نہ ہوں گے ہتھیاروں کے ساتھ سوا تلوار کے وہ بھی میان ہے اور یہ کہ مکہ کے باشندوں میں سے جو آپ کے ساتھ جانا چاہے اسے نہ لے جائیں گے اور یہ کہ آپ کے صحابہ میں سے نہ روکیں گے اگر وہ مکہ میں رہنا چاہے پھر جب حضور ﷺ مکہ میں تشریف لائے اور مدت گزر گئی تو مکہ والے علی کے پاس آئے بولے اپنے ایمان کے

ساتھی سے عرض کرو کہ ہمارے پاس سے تشریف لے جائیں کہ میعاد گزر چکی۔ چنانچہ (نبی ﷺ لے گئے۔ (مسلم، بخاری

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہنبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ آدمیوں کی کوئی نماز نہیں ہے۔ 1 ایسی عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو 2۔ مالک کا بھگوڑا غلام 3۔ تین دن سے زیادہ تک بھائی سے قطع تعلق کرنے والا 4 ۔ شراب خور۔ ۔ لوگوں کا ایسا امام جس کے پیچھے لوگ نماز پڑھنا پسند نہ کرتے ہوں۔ 5 بعض صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں جو شخص آٹھ چیزوں سے عاجز آ جائے اس پر لازم ہے کہ وہ آٹھ دوسری چیزوں کو اپنا لے تاکہ فضیلت سے محروم نہ رہے۔

ا۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ سویا بھی رہے اور نماز تہجد کی فضیلت بھی پا لے اسے چاہیے کہ وہ دن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔

۔ جو روزہ نہ رکھ کر بھی نفلی روزوں کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ ۲ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

۳۔ جو علماء کی فضیلت پانے کا خواہشمند ہو اس پر غور و فکر کرنا لازم ہے۔

۴۔ جو گھر بیٹھے ہی مجاہدین اور غازیوں کا مرتبہ و فضیلت پانے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ شیطان کے ساتھ جہاد کرے۔

۵۔ جو صدقہ کرنے سے عاجز ہو لیکن صدقہ کی فضیلت پانا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ

وہ جو علمی بات سنے اسے دوسروں تک پہنچادے۔

۶۔ جو حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا لیکن حج کی فضیلت پانا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کو لازم پکڑ لے۔

جو عابدوں کی فضیلت چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ لوگوں کے درمیان صلح کرادے اور ے بغض و عداوت نہ پیدا ہونے دے۔

۸۔ جو ابدال کی فضیلت کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ سینے پر ہاتھ رکھے اور اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کے اعتبار سے زیادہ فضیلت والا شخص وہ ہوگا جو دنیا میں لوگوں کے زیادہ نفع رساں ہو اور اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے وہ ہوگا جو لوگوں کے درمیان صلح جوئی میں کوشاں رہا ہو۔

اللہ پاک امت مسلمہ کو آپس میں اتفاق و اتحاد نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین

حقوق العباد - عظمت والدین و حقوق والدین

حقوق کی دو قسم ہیں۔ 1۔ حقوق اللہ 2۔ حقوق العباد

حقوق اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں ان حقوق کے بارے میں میرا رب فرماتا ہے فَیَغفِرُ لمن یَّشَائُ وَیُعذِبُ من یَّشَائُ تو جسے چاہے گا بخشے گا جسے چاہے گا عذاب دے گا۔

حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں

اللہ پاک اپنے حقوق تو اپنی رحمت سے بخش دیگا۔پر بندوں کے حقوق تب تک معاف نہیں ہونگے جب تک وہ بندہ خود معاف نہ کرے گا۔

حقوق العباد میں سب سے پہلا حق والدین کا ہے۔

دورِ جاہلیت میں عورت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔عورت کی معاشرے میں کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ماؤں کے ساتھ لونڈیوں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔بیویاں کو ستایا جاتا تھا اور ہر قسم کے تکلیف دی جاتی تھی اگر کسی کے گھر میں بیٹا پیدا ہوتا تو خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔اور اگر اسی گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تو اسکے گھر غم کا ساماں پیدا ہو جاتا تھا۔لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور (زندہ دفنا دینا) کر دیتے تھے۔لیکن جس وقت میرے پیارے آقا، رسولوں کے سردار نبی مختار ﷺ اس دنیا پر تشریف لائے تو آپ نے عورت کو معاشرے میں عزت کا مقام دیا۔والدین کی

خدمت اور بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا۔
اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔
اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی کونہ پوجو اور ماں باپ کے "
ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں
تو ان سے اف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے
عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کرا ے میرے رب تو ان دونوں پر رحم
کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ پارہ نمبر 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر
23,24
جس طرح اللہ رب العزت نے والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا ہم پر فرض کیا ہے
اسی طرح انکے ساتھ سختی سے بات کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اور والدین کی
نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے۔ اس لئے اپنے والدین کو مت جھڑکنا کیونکہ انہوں نے
تیرے لئے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں بلکہ اف تک نہ کہہ اگر تو ان کو جھڑکے گا تو ان کے دل
کو تکلیف پہنچے گی جب انکے دل کو تکلیف پہنچی تو اللہ تعالیٰ اس آدمی پر ناراض ہو جاتا ہے
اس لئے اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے کہ والدین کے ساتھ ادب احترام سے بات
کرا ور انکے حق میں رحمت کے لئے دعا کر کیونکہ تو انکے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتا۔ پس
تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کر کہ یا اللہ انہوں نے مجھے بچپن میں
پالا پوسا اور میں انکا احسان نہیں چکا سکتا اسکے بدلے تو ان پر رحمت نازل فرما۔

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا" جس بندے کے دونوں ماں باپ یا ان میں سے ایک فوت ہو چکا ہو۔ اور وہ (آدمی) اپنے والدین کا نافرمان ہو۔ وہ ان کے لئے دعا کرے اور ان کے حق میں استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اسکو فرمانبردار لکھدے گا۔ مشکوٰۃ شریف

ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے مومنین کے لئے رؤف اور رحیم بنا کر بھیجا ہے۔ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے کتنی آسانیاں مہیا کر دی ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طریقہ سے میری امت دوزخ کی آگ سے بچ جائے۔ اس حدیث سے آقا ﷺ نے ہم پر مہربانی کی کہ جو شخص والدین کی زندگی میں خدمت نہیں کر سکا تو اسکو چاہیے کہ والدین کی وفات کے بعد انکے حق میں دعا اور استغفار کرے تو اسکو اللہ پاک فرمانبردار بندوں کی لسٹ میں لکھ دے گا خدا کی قسم اگر آقا ﷺ یہ مہربانی نہ فرماتے تو ہم برباد ہو جاتے کیونکہ والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہو سکتا داخل ہونا تو بعد کی بات ہے جنت کی بُو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا" کہ تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہونگے اور نہ ہی (جنت) کی بُو سونگھ سکیں گے۔ حالانکہ اسکی خوشبو 100 سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔ 1۔ والدین کا نافرمان 2۔ بغیرت (جو اپنے اہل میں زنا دیکھے اور غیرت نہ کرے) 3۔ وہ عورت جو مردوں سے مشابہت رکھے

حضرت مسلمؒ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا "خاک آلود ہوناک اسکی ،خاک آلود ہوناک اسکی،خاک آلود ہوناک اسکی قیل یارسول اللہ عرض کیایارسول اللہ کسی کی !آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایاجسکے ماں باپ دونوں یاان میں سے ایک زندہ ہوں اوروہ (انکی خدمت کرکے)جنت میں داخل نہ ہو۔
کتنابرا شخص ہے جووالدین کی خدمت بھی نہیں کرتابلکہ انکی دل آزاری کرتاہے۔ایسے شخص کواللہ پاک کاعذاب گھیرلیتاہے۔
حضورنبی اکرم نورمجسم شفیع بنی آدم ﷺ نے ارشادفرمایا' تین شخص ایسے ہیں جن کی طرف اللہ رب العزت نگاہ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔اوران کے لئے دردناک عذاب ہوگاان میں سے پہلا شخص والدین کانافرمان ہے دوسرا شخص ہمیشہ شراب پینے والاہے اور تیسرا شخص نیکی کرکے جتلانے والا۔
یہ تینوں شخص اللہ پاک کی نگاہ رحمت سے محروم رہیں گے۔جب تک اپنے والدین کی نافرمانی کرنے اورشراب پینے سے توبہ نہیں کرتے۔آجکل ہم کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہیں توبارباراسکونیکی کوجتلاتے رہتے ہیں جوآدمی کسی کے ساتھ احسان کرتاہے اوراسکوجتلاتاہے تووہ بھی اللہ پاک کی نگاہ رحمت سے محروم رہتاہے۔ہمیں ایسے گناہوں سے بچناچاہیے اگرگناہوں سے نہیں بچیں گے تواللہ پاک کی ذات ہم پرناراض ہوجائیگی۔
آجکل تولوگ اپنی بیویوں کے اکسانے پروالدین سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں یہاں

تک اپنے والدین کو زدوکوب کرنے کی حد تک پہنچ جاتے ہیں ایسے شخص لعنتی ہیں جو اپنی بیویوں کو والدین پر ترجیح دیتے ہیں۔ان لوگوں کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

جو شخص اپنی ماں پر اپنی عورت کو ترجیح دیتا ہے اس پر اللہ پاک اسکے فرشتے اور سب انسانوں کی لعنت ہوتی ہے"۔اللہ پاک اس سے محفوظ رکھے

آجکل تو بیویوں کو اسقدر ترجیح دی جاتی ہے کہ والدین چھوٹ جائیں تو خیر ہے بیوی ناراض نہ ہو۔بیوی کی خفگی برداشت نہیں کر سکتے۔ایسے انسان پر اللہ پاک ناراض ہو جاتا ہے اور اس پر لعنتیں پڑتی رہتی ہیں۔ایک دور وہ بھی تھا کہ والدین کے کہنے پر عورت کو طلاق دینا پڑتی کیونکہ والدین کی محبت کو عورت پر ترجیح دی جاتی۔

مشکوۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔کہ میری ایک بیوی تھی جسکے ساتھ میری سخت محبت تھی لیکن میرے والد حضرت عمرؓ اسکو ناپسند کرتے تھے۔ایک روز مجھے والد نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو لیکن جب میں نے ایسا نہ کیا تو میرے والد حضرت عمرؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے عبداللہؓ سے کہا تھا کہ اپنی عورت کو طلاق دیدو تو اس نے اسے طلاق نہیں دی اس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عبداللہ اپنی عورت کو طلاق دے دو اپنے والد کا حکم مانو اور اپنے والد کی محبت کو اپنی عورت پر ترجیح دو۔

آپ ﷺ کے صحابی حضرت علقمہؓ جو نماز اور روزہ کے پابند تھے خیرات و صدقات میں بھی بہت آگے تھے ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہوئے یہاں تک کہ اسکی بیوی نے

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں پیغام بھیجا کہ آ پکا صحابی حالت نزع میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمارؓ حضرت بلالؓ اور حضرت صہیبؓ کو علقمہؓ کے پاس بھیجا کہ اسکو کلمہ کی تلقین کریں چنانچہ ان صحابہ کرام نے بہت کوشش کی لیکن کلمہ شریف پڑھنے کے لئے حضرت علقمہؓ کی زبان نہ کھلی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا پتا چلا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ اسکے والدین میں سے کوئی زندہ ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اسکی بوڑھی والدہ زندہ ہے آپ ﷺ اسکی بوڑھی والدہ کے پاس پہنچے اور پوچھا اے مائی سچ بتاؤ تمہارا بیٹا علقمہ کیسا تھا بڑھیا نے عرض کیا میرا بیٹا نماز گذار تھا روزے بھی رکھتا تھا اور صدقہ خیرات بھی کثرت سے کیا کرتا تھا آپ ﷺ نے اس کی ماں سے پوچھا کیا تو اس پر راضی ہے یا کہ ناراض اس صحابی کی بوڑھی والدہ بولی یارسول اللہ ﷺ میں اس سے راضی نہیں آپ ﷺ نے ناراضگی کی وجہ پوچھی تو عرض کی کہ وہ میری بات نہیں مانتا تھا اور اپنی بیوی کے کہنے پر چلتا تھا اپنی بیوی کو مجھ پر فضیلت دیتا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیری اس ناراضگی کیوجہ سے اسکی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو اس کی والدہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے بیٹے علقمہؓ کو اس میں جلاؤں گا اس صحابی کی والدہ نے عرض کیا وہ تو میرا بیٹا ہے اور میرا دل یہ بات برداشت نہیں کریگا کہ میرے سامنے اسے جلایا جائے۔ آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ پاک کا

عذاب تواس سے بھی سخت تر ہے۔خدا کی قسم ! علقمہؓ کو نماز روزہ صدقہ خیرات فائدہ نہ دیگا جب تک تو اسے معاف کرکے راضی نہ ہو جائیگی۔ اگر تو چاہتی ہے کہ خدا اسکو بخش دے اور دوزخ کی آگ سے بچادے تو تو اسکو معاف کردے اور اس سے راضی ہو جا۔ تو اسکی والدہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اس پر راضی ہو گئی پھر آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو علقمہؓ کے پاس بھیجا حضرت بلالؓ دروازے پر ابھی پہنچے تو اندر سے کلمہ پڑھنے کی آوازیں آرہی تھیں اور علقمہؓ کلمہ پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے تو آپ ﷺ نے علقمہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی ان کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ "اے مہاجر اور انصار کے گروہ جو شخص اپنی ماں پر اپنی عورت کو فضیلت دیگا اس پر اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اور سب انسان کی لعنت ہوئی"۔

میرے بھائیو ! انسان جتنا بھی عبادت گزار ہو اگر اس پر والدین ناراض ہیں تو اس کی سب عبادتیں رائیگاں چلی جاتی ہیں۔ اگر انسان خدا کی بندگی بجالائے اور والدین کی خدمت کرے تو اس انسان کی دنیا بھی بن جاتی ہے اور آخرت بھی۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں "اللہ رب العزت تین آدمیوں کے فرض اور نفل قبول نہیں کرتا۔

1۔ جو والدین کا نافرمان ہو۔ 2۔ احسان جتلانے والا ہو۔ 3۔ تقدیر کا جھٹلانے والا ہو

جو انسان والدین کا دل دکھاتا ہے اور ان کو تکلیف دیتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں اپنی زندگی سکون سے گزاروں گا بلکہ والدین کا نافرمان دنیا میں بھی عذاب

میں مبتلا ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی مصیبتیں اسکو گھیر لیتی ہیں۔اس بارے میں مشکوٰۃ شریف میں حدیث مبارکہ موجود ہے اسکا مفہوم

سب (ہر قسم کے) گناہوں میں سے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے، معاف فرما دیتا ہے مگر والدین" کے نافرمان کو نہیں بخشتا اور ایسے گناہ گار کو اللہ تعالیٰ بہت جلد مرنے سے پہلے ہی دنیا کی زندگی میں اسکی سزا دیتا ہے. معاذ اللہ اللہ پاک ایسے گناہ سے معاف فرمائے۔ہم دنیا میں والدین کو ستاتے ہیں و کوگالیاں دیتے ہیں اسکی سزا کے بارے میں ایک روایت ملاحظہ فرمائیں۔

شب معراج کی رات آقا دوجہاں سرورکائنات ﷺ نے کچھ آدمیوں کو آگ کی ٹہنیوں سے لٹکے ہوئے دیکھا اور جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرائیل امینؑ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ماں باپ کو دنیا میں گالیاں دیتے تھے۔نزہۃ المجالس میں ایک ایسے شخص کے متعلق روایت ہے جس نے اپنی ماں کو دکھ دیا ماں نے اسکو بددعا دی جس سے اس کی عبادتیں رائیگاں چلی گئیں۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تورات کا عمدہ قاری تھا اس شخص کی قرات سننے کے لئے بہت سے لوگ جمع ہو جاتے اس کی عادت شراب پینا تھی۔والدہ اسکو شراب پینے سے منع کرتی تھی۔چنانچہ ایک رات اس نے شراب پی اور مستی کی حالت میں تورات پڑھنے لگا لوگ تلاوت سن کر جمع ہو گئے ماں نے اُسے وضو کرنے کی ہدایت کی تو اس نے اپنی ماں کے چہرے پر ضرب ماری جسکی وجہ سے

ماں کی ایک آنکھ اور کئی دانت نکل گئی۔ماں نے اسے اس رنج میں بددعادی کہ خدا تجھ سے راضی نہ ہو۔ صبح جب ہوش میں آیا تو بہت شرمندہ ہوااوراس ارادے سے گھر سے نکل پڑا کہ ساری عمراللہ کی عبادت میں گزارے گا۔لیکن ماں نے کہاتوں جہاں بھی جائے اللہ پاک تجھ سے راضی نہ ہو۔وہ شخص ایک پہاڑپرچڑھ کر40سال تک عبادت الٰہی میں مشغول ہواکہ سوکھ کرکانٹاہوگیااورپھراللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض کی اے خداتونے مجھے بخش دیاہے یاکہ نہیں غیب سے آوازآئی چونکہ تجھے تیری ماں نے بددعادی تھی کہ خدا تجھ سے راضی نہ ہوتوجب تک تیری ماں راضی نہ ہوگی خدا راضی نہ ہوگا۔یہ سن کرپہاڑ کو چھوڑدیااورگھرواپس آیااپنی ماں سے پکار کرکہااے جنت کی کنجی اگرتوزندہ ہے توخوشی کامقام ہے لیکن اگرفوت ہوگئی تومیں ہلاک ہوگیاچنانچہ اسکی ماں نے کہاخدا تجھ سے راضی نہ ہوتواس نے اپنی ماں کے پاس جاکراپنے ہاتھ کوکاٹااورکہااس ہاتھ نے تیری آنکھ نکالی تھی میں اسے دیکھنانہیں چاہتاپھردوستوں سے کہاکہ لکڑیاں اکٹھی کرواورآگ جلائی اوراس میں کودگیالوگوں نے اسکی ماں سے جاکرکہاتووہ پکاراٹھی اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک توکہاں ہے خدا تجھ سے راضی ہوماں کاراضی ہونا تھاکہ خالق برحق بھی راضی ہوگیااوراللہ پاک کے حکم سے جبرائیل امین آئے اوراپنےپَرمل کربڑھیاکو بھی تن درست کیااور جوان کاہاتھ بھی صحیح ہوگیا۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایاکہ میں تمہیں سب سے بڑاگناہ نہ بتاؤں؟آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایاپھرفرمایااللہ کے ساتھ کسی کوشریک کرنا اوروالدین کی

نافرمانی کرنا۔

سیدنا انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمارے سامنے کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا

ایک روایت میں ہے کہ آقا ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک ارشاد نامہ روانہ فرمایا "فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ دوسرا بڑا گناہ مومن کو قتل کرنا ہے تیسرا گناہ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا ہے چوتھا بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے پھر پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا ہے پھر جادو سیکھنا اور عمل کرنا ہے پھر سود کی لعنت اور یتیم کا مال ہضم کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے والدین کو گالیاں مت دو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی ایسا بدبخت ہوگا جو اپنے والدین کو گالیاں دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسکی صورت یوں ہے۔ کہ تم دوسروں کے والدین کو گالیاں دوگے تو وہ جواب میں تمہارے والدین کو گالیاں دے گا۔ گویا وہ تمہارے والدین کو گالیاں نہیں دیتا تم خود اپنے والدین کو گالیاں دیتے ہو۔

امام بخاری لکھتے ہیں دو گناہ ایسے ہیں جنکی سزا اللہ پاک دنیا میں دیتا ہے۔ 1۔ بغاوت 2 ۔ والدین کی نافرمانی

جو آدمی اپنے والدین کے ساتھ احسان کرتا ہے اس کے بارے میں

اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب قرآن مجید کے پارہ نمبر 21 سورۃ لقمان میں

ارشاد فرماتا ہے۔

اَنِ شْکُرلِی وَلِوَلِدَیکَ اِلَیَّ المَصِیر ترجمہ: یہ حق مان میرا اور ماں باپ کا (کیونکہ کہ) آخر میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور شکر گزاری کے ساتھ ساتھ والدین کی اطاعت و رضا ضروری ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے والدین کے اطاعت اور رضا جوئی پر زور دیتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں اور والدین کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی " ہے "

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ وہ تیری لئے جنت بھی ہو سکتے ہیں اور دوزخ بھی یعنی اگر تو ان کی خدمت کریگا تو جنت میں جائے گا اگر نافرمانی کریگا تو دوزخ میں

ایک شخص آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں غزوہ یعنی جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ مشورہ کرلوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیری ماں ہے تو اس شخص نے عرض کیا ہاں ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اسکی خدمت کو لازم رکھ کیونکہ اسکے پاؤں تلے جنت ہے

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول

اللہ ﷺ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کوزیادہ محبوب ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔اول وقت میں نمازپڑھنا۔والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

ایک روایت میں آیاہے کہ اپنے والدین کے ساتھ احسان اور نیکی کروتاکہ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کرے۔

ابو طفیلؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ بمقام جحرانہ گوشت تقسیم کررہے تھے۔ایک عورت آئی حضور ﷺ خودآگے بڑھے اپنی چادر مبارک بچھائی اوراسے اس چادرپر بٹھایا حضرت ابوطفیلؓنے کہامیں نے پوچھاکہ یہ عورت کون ہے جسکی اسقدر تکریم کی جارہی ہے لوگوں نے بتلایاکہ یہ رسول اللہ ﷺ کودودھ پلانے والی والدہ ہیں۔

حضور ﷺ نے ارشادفرمایا" جسے پسند ہوکہ اسکی عمرزیادہ ہواوررزق میں فراخی ہواسے اپنے والدین کے ساتھ احسان ،صلہ رحمی اور نیکی کرنی چاہیے"۔ مشکوٰۃ شریف

انسان کے لئے والدین بہت عظیم نعمت ہیں جو شخص ایک دفعہ محبت کی نگاہ سے اپنے والدین کودیکھے تواسے مقبول حج کاثواب ملتاہے

آقا ﷺ نے ارشادفرمایا"جب بیٹااپنے والدین کی طرف نظررحمت سے دیکھتاہے تواللہ تعالیٰ اسکے لئے ہر نظرکے بدلے ایک مقبول حج کاثواب لکھ دیتاہے. صحابہ کرامؓ نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ !اگرکوئی ہرروزسومرتبہ دیکھے تواسے کیا100 حج کاثواب ملے گا۔آپ ﷺ نے فرمایاہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانے کثرت سے بھرے

ہوئے ہیں اور وہ اس بات سے پاک ہے کہ اسکی طرف کمی کی نسبت کی جائے۔
ام المومنین عائشہ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں "میں جنت میں داخل ہوا تو اسمیں قرآن کریم پڑھنے کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون ہے جو قرآن پڑھتا ہے تو فرشتوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ حارث بن نعمانؓ ہے دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سوچا کہ کسطرح اس نے یہ فضیلت پائی ہوگی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ تم بھی اسطرح نیکی حاصل کر سکتے ہیں کہ اپنی ماں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ مشکوۃ شریف
ایک حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ رب العزت سے دعا کی اے بارخدا مجھے میرا جنت کا ساتھی دکھادے تو حکم ہوا کہ فلاں شہر میں چلا جا وہاں ایک قصاب ہے جو جنت میں تیرا ساتھی ہوگا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی شہر میں گئے اور اس قصاب کے پاس پہنچے اس قصاب نے آپکی دعوت کی جب کھانا کھانے بیٹھے تو اس قصاب نے ایک بڑی زنبیل پاس رکھ لی وہ ایک نوالہ خود کھاتا اور دو نوالے زنبیل میں ڈالتا تھا موسیٰؑ اس امر سے متعجب ہوئے لیکن اسی دوران دروازے پر دستک ہوئی اور وہ قصاب اٹھ کر باہر گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ اس زنبیل میں ایک ضعیف العمر مرد اور ایک عورت ہے جنہوں نے موسیٰ کو دیکھ کر مسکراہٹ سے خوشی کا اظہار کیا اور آپکی رسالت کی شہادت دی اور جاں بحق ہوگئے قصاب واپس آیا تو زنبیل میں اپنے والدین کو مردہ پایا قدرًا معاملے کو سمجھ گیا اور موسیٰ

کی دست بوسی کی اور کہا آپ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں تو آپ نے پوچھا تجھے کیسے معلوم ہوا تو عرض کیا اے خدا کے رسول زنبیل میں میرے والدین تھے جنکو میں کھانا کھانے سے پہلے کھلاتا تھا اور وہ ہر وقت دعا کرتے تھے کہ اے خدا ہمیں موسیٰ کی زیارت کے بعد اس دنیا سے اٹھانا اب میں نے انکو مردہ دیکھ کر جان لیا کہ آپ موسی علیہ السلام ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ تیری ماں کے ہونٹ ہلتے تھے وہ کیا کہہ رہی تھی تو قصاب نے عرض کیا کہ اے خدا کے برگزیدہ پیغمبر جب میں اسے کھانا کھلاتا تھا تو وہ میرے حق میں ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتی تھی کہ اے الہ العالمین میرے بیٹے کو موسیٰ علیہ السلام کا جنت میں رفیق بنا۔

یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ کے نیک بندے مبارک ہو کہ اللہ نے تجھے جنت میں میرا ساتھی بنایا ہے۔

انسان والدین کی خدمت کر جنت میں جانے کا حقدار بن جاتا ہے اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہم سب کو والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام جہانوں میں آقا علیہ الصلوٰۃ کی شفقت نصیب فرمائے اللہ پاک آقا ﷺ سے محبت کرنے کی توفیق عطا کرے اور منکرین محبت سے دور رکھے آمین بجاہ النبی الامین۔

مسجد کی فضیلت و آداب

اللہ رب العزت نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ آ قا ﷺ سے پہلے جتنی امتیں گزری ہیں ان کے لئے ایک جگہ مخصوص ہوا کرتی تھی جو وہاں جا کر عبادت کرتے تھے۔ قربان جاؤں جب آ قا ﷺ تشریف لائے تو اللہ پاک نے اس ساری زمین کو پاک (مسجد اور ذریعہ طہارت) بنا دیا کہ مسلمان جہاں بھی چاہے عبادت کرے اس کی عبادت قبول ہوگی۔ یوں تو اللہ پاک کی عبادت ہر پاک وصاف جگہ پر ہو سکتی ہے مگر ایسی جگہ جو پر امن ہو جس میں عوام کا اجتماع ہو سکے۔ پاک ومنزہ بھی ہو اسکا نام معبد ہے۔ اسلام سے پہلے کسی نے اس کا نام کنیسہ رکھا کسی نے بیعہ رکھا۔ اسلام نے اس پاک ومنزہ جگہ کا نام مسجد رکھا۔ مسجد کے معنی ہیں سجدہ کرنیوالی جگہ مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جہاں مسلمان اکٹھے ہو کر پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ میں مسجد کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا مرکز ہے۔ مسجد اسلامی معاشرے میں محبت وہمدردی کا جذبہ پیدا کرتی ہے مسجد ایک مقدس جگہ ہے جہاں انسان پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات میں اضافہ کرتا ہے یہ عمل اللہ پاک کو بہت پسند ہے۔ مسجد وہ مبارک مقام ہے جو انسانی زندگی میں ایمانی اخلاقی اور تعمیری انقلاب برپا کرتا ہے۔ سیرت واخلاق کی تعمیر میں گھر تعلیمی ادارے اور معاشرتی ماحول بھی حصہ لیتے ہیں ۔مگر مساجد اس

سلسلے میں سب سے اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ہجرت کے بعد جب اسلامی ریاست کے قیام کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے مساجد کی تعمیر کا اہتمام فرمایا مدینہ منورہ سے باہر قبا نامی ایک بستی ہے۔ آقا ﷺ نے مکے سے ہجرت کے بعد چند دن قبا میں قیام فرمایا اور وہاں ایک مسجد بنائی جسے مسجد قبا کہتے ہیں۔ یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس مسجد میں دو رکعت نفل ادا کرنے کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے۔ قبا میں قیام کے بعد نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ میں پہنچے تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قیام کیا۔ مدینہ میں بھی رسول اکرم ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی طرف توجہ فرمائی۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے قریب ہی ایک خالی جگہ موجود تھی۔ جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلوایا اور فرمایا یہ زمین کا ٹکڑا ہم تم سے خریدنا چاہتے ہیں تو انہوں نے عرض کی۔ خدا! کی قسم ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے ہم خدا ہی سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں۔ قربان جاؤں آقا ﷺ پر آپ ﷺ نے زمین کو بغیر قیمت کے لینا پسند نہ کیا اور قطعہ زمین خریدا گیا۔ اس زمین کی قیمت سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پاس سے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مل کر اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ اس کی دیواریں کچی اینٹوں کی، ستون کھجور کے تنوں کا اور چھت پتوں کی تھی اس کے صحن میں نادار اور غریب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیام اور تعلیم و تربیت کے لئے ایک چبوترہ

تعمیر کروایا گیا۔ جو صفہ کے نام سے آج تک موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنا زیادہ تر وقت اسی مسجد میں گزارتے تھے آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتے دین کی تعلیم دیتے اور باہر سے آنے والے لوگوں سے ملاقات کرتے تھے۔ مسلمانوں کے تمام اجتماعی معاملات مسجد نبوی میں طے ہوتے تھے عدالت بھی مسجد میں لگتی تھی اور فیصلے بھی یہیں کیے جاتے۔ مومن کے لئے مسجد شیطان کے شر سے بچنے کا بہترین قلعہ ہے ۔ مومن مسجد میں اس طرح خوش ہوتا ہے جس طرح مچھلی پانی میں خوش ہوتی ہے ۔ منافق مسجد میں اس طرح تنگ ہوتا ہے جس طرح پرندہ پنجرے میں تنگ ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ کنزالایمان " اللہ تعالیٰ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں " (سورۃ التوبہ پارہ 10 آیت 18)

حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اللہ پاک کی رضا کے لئے مسجد تعمیر کروائے تو اللہ تعالیٰ اسے کے لئے جنت میں ایک شاندار محل تعمیر فرمائیں گے۔ (صحیح بخاری، مسلم شریف)

ارشاد باری تعالیٰ ہے "اوراس سے بڑھ کرظالم کون جواللہ کی مسجدوں کوروکے ان میں نام خدالئے جانے سے اوران کی ویرانی میں کوشش کرے ان کونہ پہنچتا تھاکہ مسجدوں میں جائیں مگرڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیامیں رسوائی ہے اوران کے لئے آخرت میں بڑاعذاب" (سورۃ البقرۃ 114) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشادفرمایاشہروں کے مکانوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ محبوب ان کی مساجد ہیں اورشہروں کے مکانوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ ناپسندوں کے بازار ہیں۔ مسجدکے محبوب ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے۔ کوئی نماز پڑھتاہے کوئی قرآن پڑھتا ہے کوئی ذکر کرتاہے سب اچھے کام مسجد میں ہوتے ہیں۔ وہاں پرہروقت اللہ پاک کی رحمت نازل ہوتی رہتی ہے بازاروں کوناپسنداس لیے قراردیاگیاہے کہ وہاں پرملاوٹ، دھوکہ بازی، جھوٹ اورناپ تول وغیرہ میں کمی عام ہوتی ہے یہ سب کام گناہ ہیں۔ انسان بازار میں پہنچ کرآخرت سے غفلت کاشکارہوجاتاہے۔ نبی کریم ﷺ کاارشادپاک ہے مجھے پانچ نعمتیں وہ عطاکی گئیں جومجھ سے قبل کسی کونہ دی گئیں آقا ﷺ نے فرمایاان میں سے ایک یہ ہے۔ نُصِرتُ بِالرُّعبِ مسیرۃ شھر" میں ایک ماہ کے راستے سے رعب کے ذریعہ سے دکھایاگیا۔ دوسری خصوصیت یہ کہ آپ ﷺ پرمال غنیمت حلال قراردیاگیاجو آپ ﷺ سے پہلے کسی پرحلال نہیں ہواتھا۔ تیسری عظمت سرورکون مکاں ﷺ کو یہ عطاہوئی کہ آپ ﷺ کو شفاعت کبریٰ نصیب ہوئی۔ یہ بات توبرحق ہے کہ قیامت کے دن توقرآن

رمضان، انبیاء شہداء صالحین بھی کریں گے۔ پر قیامت کے دن بابِ شفاعت آپ ﷺ، کھولیں گے۔ چوتھی عظمت آپ ﷺ کو یہ عطا کی گئی آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوا اور مجھے تمام جہانوں کے نبی رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا پانچویں عظمت آپ ﷺ کو یہ عطا ہوئی آپ ﷺ فرماتے ہیں "اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور ذریعہ طہارت بنادی گئی ہے۔ کہ میرا امتی جہاں بھی چاہیے وہ وہاں نماز ادا کرلے۔ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو اللہ کے لیے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ) سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ زمین پر پہلی کون سی مسجد بنائی گئی آقا ﷺ نے یہ سن کر جواب ارشاد فرمایا "کہ مسجد حرام صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا مسجد اقصیٰ۔ (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد الہامی کتابوں میں ہے زمین پر مساجد میرا گھر ہیں ان کو تعمیر اور آباد کرنیوالے میری زیارت کے مشتاق ہیں اس لئے خوشخبری ہے جو گھر میں وضو کرے اور میرے گھر میں آکر میری زیارت کرے میرے لئے ضروری ہوتا ہے کہ آنے والے زائر کو عزت و وقار عطا کروں یعنی اس کی دعا قبول کی جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

فرمایاسات شخص ہیں جن کواللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں داخل کرے گا۔جس دن اس کے سایہ کے سواکوئی سایہ نہ ہوگا۔امام عادل،وہ جوان جواپنی جوانی اللہ پاک کی عبادت میں خرچ کرے۔وہ مرد جس کادل مسجد سے لگارہے جب وہ مسجد سے نکلے اورپھرجب وہ مسجد میں لوٹ آئے۔وہ دو شخص جواللہ کے لئے محبت کریں مل کر بیٹھیں تواللہ پاک کی محبت پراوراگرجداہوں تواسی پراوروہ شخص جو تنہائی میں اللہ پاک کویاد کرے اورآنکھیں پُرنم رہیں اوروہ شخص جسے منصب والی حسین عورت بلائے اوروہ کہے میں اللہ پاک سے ڈرتاہوں اوروہ شخص جوچھپ کراس طرح خیرات کرے (کہ اس کے بائیں ہاتھ کوخبرنہ ہو۔(مسلم،بخاری

مسجد کی طرف چلنے کی فضیلت

مسجد کی طرف چلناباعث ثواب ہے۔کیونکہ مسجد کی طرف ہم جتنے قدم اٹھائیں گے ہرقدم پرہمارے گناہ معاف ہوتے رہیں گے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہرہفتہ کے دن مسجد قباء میں پیدل اورسوار تشریف لے جاتے اوراس میں دو رکعتیں پڑھتے (بخاری،مسلم) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہفرماتے ہیں کہ مسجد نبوی ﷺ کے آس پاس کی جگہ خالی ہوگئی توقبیلہ بنوسلمہ نے ارادہ کیاکہ مسجدکے قریب منتقل ہوجائیں نبی کریم ﷺ کوجب یہ خبرہوئی توآپ ﷺ نے ان سے فرمایامجھے معلوم ہواہے کہ تم مسجدکے قریب منتقل ہونے کاارادہ رکھتے ہو؟انہوں نے عرض کیاجی ہاں یارسول اللہ ﷺ !ہم یہ ارادہ

رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے بنو سلمہ اپنے گھروں میں رہو تمہارے قدموں کے چلنے کے نشانات لکھے جائیں گے اپنے گھروں میں رہو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جائیں گے انہوں نے کہا ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ ہم اپنے گھروں سے منتقل ہوں۔

مسلم) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ)

آپ ﷺ نے فرمایا تاریکیوں میں مسجدوں کی طرف زیادہ چلنے والوں کو قیامت کے (دن نور کامل کی بشارت سنادو۔ (مشکوٰۃ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرمادے اور درجات کو بلند فرمادے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! ضرور فرمایئے آپ ﷺ ! نے فرمایا اچھی طرح وضو کرنا جب کہ وضو کرنا تکلیف دہ ہو مسجدوں کی طرف زیادہ چلنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پس یہی رباط ہے پس یہی رباط ہے (یعنی تمہیں انھیں اعمال پر کاربند رہنا چاہیے)۔ (مسلم شریف) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اس کی نسبت مسجد سے زیادہ دور رہتا ہو اور اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تھی اس سے کہا گیا اگر تم ایک گدھا خرید لو جس پر سوار ہو کر تم تاریکی اور گرمی میں آسکو تو بہتر ہوگا اس شخص نے کہا میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا گھر مسجد کے پاس ہو میں

یہ چاہتا ہوں کہ جب میں مسجد کی طرف آؤں یا مسجد سے واپس اپنے گھر کی طرف لوٹوں تو میرا یہ چلنا لکھا جائے حضور ﷺ نے فرمایا یہ تمام ثواب اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جمع فرمادیا ہے۔ (مسلم شریف) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے توجب بھی وہ مسجد کی طرف جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی تیار فرماتا ہے۔ (بخاری ، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے گھر میں طہارت حاصل کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر (یعنی مسجد) کی طرف جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فرض ادا کرے تو اس کے (مسجد کی طرف اٹھائے ہوئے) قدموں میں سے ایک قدم پر اس کی ایک خطا معاف ہوگی اور دوسرے قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوگا۔ (مسلم) مسجد کی محبت ایمان کی نشانی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات فخر موجودات نبی مکرم شفیع بنی آدم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجدوں (میں جانے) کا عادی ہے تو تم اس کے ایمان کی گواہی دے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" اللہ تعالیٰ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

آداب مسجد

مولانا روم علیہ الرحمہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم شد از فضل ربّ

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ادب کی توفیق طلب کرتے ہیں اس لئے کہ بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محروم ہو جاتا ہے۔

ہم دنیا کے بادشاہوں، حاکم، امراء کے درباروں میں جاتے ہیں تو وہاں پر جانے کے لئے کچھ پابندیاں ہوتی ہیں۔ درباریں جانے کے کچھ آداب ہوتے ہیں وہاں پر ذرا سی بے ادبی ہو جائے تو سزا ملتی ہے۔ یہ تو دنیا کہ بادشاہ ہیں ان سے پہلے کئی حاکم آ کر اپنے بادشاہت کر کے ختم ہو گئے ہیں۔ مسجد تو اس خالق کائنات کا مقدس گھر ہے۔ وہ" جسے چاہتا ہے تو عزت عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت عطا کرتا ہے'۔ ہم اس مقدس گھر میں جاتے ہیں تو اس کے بھی آداب ہیں۔ ہم جتنے ادب سے اللہ پاک کے گھر جاتے ہیں اتنا ہی زیادہ فیضان پاتے ہیں۔ اس پُر فتن دور میں ہم نے مسجدوں کا ادب احترام چھوڑ دیا ہے نعوذ باللہ! مسجدوں کو بیٹھک بنا لیا ہے۔ ہم خرید و فروخت اور دنیاوی گفتگو بھی مسجد میں کرنے لگ گئے ہیں مساجد میں آجکل موبائل پر ساز عام بج رہا ہے حالانکہ مسجد کا ادب واحترام تو یہ ہے کہ ہم دنیاوی باتیں مسجد میں نہ کریں لہو و لعب میں مشغول نہ ہوں آواز بلند نہ کریں گم شدہ

چیز کو تلاش نہ کریں خرید وفروخت سے پرہیز کریں۔خدارا! کتنے افسوس کی بات ہے۔ ہمارا اپنا گھر جو فانی ہے اس کی ہم حفاظت صفائی وغیرہ کرتے ہیں۔خدا کے گھر کی ہم نے حفاظت صفائی ادب واحترام چھوڑ دیا ہے۔جس طرح ہم اپنے گھر کو صاف رکھتے ہیں اسی طرح خدا کے گھر یعنی مسجد کو بھی صاف ستھرا رکھیں۔ مسجد کو غلاظت اور گندگی سے محفوظ رکھنا ضروری ہے مسجد میں ریح خارج کرنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔ مسجد کو جھاڑو سے صاف ستھرا رکھنا چاہیے مٹی کا تیل جلانے سے پرہیز کیا جائے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔(بخاری و مسلم) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ مساجد اس لئے نہیں کہ ان کے اندر پیشاب اور گندگی پھیلائی جائے بلکہ یہ تو اس لئے بنائی گئی ہیں کہ ان کے اندر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور قرآن حکیم کی تلاوت کی جائے "یا جیسا کہ حضور ﷺ نے (فرمایا۔(مسلم

ام المومنین سیدنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جانب قبلہ کی دیوار رینٹ تھوک یا بلغم دیکھی تو اسے کھرچ لیا۔(بخاری، مسلم) آقا ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ مجھ پر میری امت کے نیک اور برے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو میں اس کے نیک اعمال میں اس موذی چیز کو ملاحظہ فرماتا ہوں جس کو راستہ سے ہٹایا گیا ہو اور اس کے برے اعمال میں کھنگار کو دیکھتا ہوں جو مسجد میں ہو اور دفن نہ کیا گیا ہو۔(رواہ مسلم، مشکوٰۃ) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک

ہے تم اپنی مساجد کو بچوں، پاگلوں، بیع و شراء، جھگڑے، آواز بلند کرنے، حدود قائم کرنے (اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔ (کشف الغمہ

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا

مسجد میں سکون عاجزی اور وقار کے ساتھ بیٹھنا چاہیے کہ دل پر خدا کی عظمت اور ہیبت چھائی ہوئی ہو۔ مسجد میں شور و غل، ہنسی مذاق کرنا، دنیاوی حالات پر تبصرہ کرنا، دنیا کی باتیں کرنا مسجد کی حرمت اور تعظیم کے خلاف ہے۔ آجکل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ مسجدوں میں بیٹھ کر دنیاوی باتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا سخت گناہ ہے۔ آقا ﷺ نے ایسے لوگوں کی مجلس چھوڑنے کا حکم دیا ہے کیونکہ ان کی عبادت رب تعالیٰ کو پسند نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جو غیب کی باتیں بتائیں اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کہ ان کو خدا سے کچھ کام نہیں (بیہقی، شعب الایمان) مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے (ردالمختار) "لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مسجدوں میں دنیاوی باتیں کرینگے پس ان کے ساتھ مت (بیٹھو۔ اللہ کو ان کی کوئی حاجت نہیں۔ (مشکوٰۃ

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد سے متصل چبوترہ

بنوادیا تھا کہ لوگ اس میں باتیں وغیرہ کریں اور مسجد میں نہ کریں۔ حضرت ابن الہمام شارح ہدایہ سے منقول ہے اَلکَلَامُ المُبَاحُ فِی المَسجِدِ مَکرُوہ'' تَاکُلُ الحَسَنَاتِ۔ یعنی مسجد میں مباح گفتگو مکروہ ہے جو نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو مسجد میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں بلکہ مسجد میں بلند آواز سے گفتگو کرتے ہیں اگر مسجد میں کوئی بہت ضروری بات کرنی ہو تو مسجد سے باہر جا کر کر لینی چاہیے۔

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت

مسجد میں بدبودار چیزیں کھا کر نہیں جانا چاہیے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اس درخت یعنی لہسن سے کوئی چیز کھائی وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے۔ (بخاری و مسلم) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے لہسن یا پیاز کھایا وہ ہم سے (علیحدہ ہو جائے اور ہماری مسجد سے دور ہو جائے۔ (بخاری و مسلم

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور خطبے میں ارشاد فرمایا اے لوگو تم! ان درختوں کو کھاتے ہو یعنی لہسن اور پیاز کو مجھے تو یہ بہت خبیث معلوم ہوتے ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ

اگر کسی آدمی کے منہ سے ان کو بُو محسوس فرماتے تو حکم دیتے کہ اس کو بقیع کی طرف (نکال دیا جائے اور جو ان کو کھانا چاہے وہ ان کو پکا کر ان کی بو ختم کر لیا کرے۔ (مسلم

مسجد کے اندر گمشدہ چیز کا تلاش کرنے ،آواز بلند کرنا، خرید وفروخت اور اجارہ وغیرہ معاملات کی کراہت

مسجد کے اندر خرید وفروخت کرنا مسجد کی حرمت اور تعظیم کے خلاف ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مسجد میں آواز دی سرخ اونٹ کی تلاش میں میری مدد کون کرے گا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تجھے تیرا اونٹ نہ ملے بے شک مسجدیں تو اسی کام کے لئے بنائی گئی ہیں جس کے لئے بنائی گئی ہیں (یعنی عبادت کے لئے نہ کہ گمشدہ چیزوں کی تلاش کے لئے)۔ مسلم حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ کسی شخص نے اچانک میری طرف کنکر پھینکا میں نے دیکھا تو وہ آقائے دوجہاں ﷺ کے دوست

سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؓ نے فرمایا جاؤ ان دو آدمیوں کو میرے پاس بلا لاؤ میں ان دونوں کو آپؓ کے پاس لے گیا تو آپؓ نے فرمایا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں آپؓ نے فرمایا اگر تم اس شہر یعنی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سخت سزا دیتا تم حضور ﷺ کی مسجد میں آواز کو بلند کر رہے ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تم کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں تجھے نفع عطانہ کرے اور اگر تم کسی کو (مسجد میں) کوئی گم شدہ چیز تلاش کرتے دیکھو تو کہو اللہ تعالیٰ تیری گم شدہ چیز تجھے واپس نہ کرے۔

مسجد میں روشنی کرنا، چٹائی بچھانا اور مسجد کی صفائی کرنے پر ثواب

مسجد میں خوشبو وغیرہ کا اہتمام کرنا، مسجد کو پاک وصاف رکھنا بھی مسجد کا حق ہے۔ خدا اور مصطفیٰ ﷺ کی نظر میں یہ جنت والوں کا کام ہے۔ ہمیں مسجد کا خیال رکھنا چاہیے۔ جس طرح ہم گھر کے سامان کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح مسجد کے سامان کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ مسجد میں روشنی کرنا گویا کہ اپنی قبریں روشنی کرنا ہے۔

مسجد نبوی میں سب سے اعلیٰ فرش سیدنا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈالا اس سے پہلے صرف بجری تھی اس کی عالیشان عمارت سب سے پہلے سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنائی۔ اس میں سب سے پہلے قندیلیں تمیم داری نے روشن کیں۔ عہد فاروقی میں رمضان المبارک کی تراویح کے موقع پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چراغاں کیا جب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کی قندیلوں کو روشن دیکھا تو یہ دعا فرمائی اللہ تعالیٰ سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق "

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کو روشن فرمائے جیسے اس نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا ہے۔۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں کبریت احمر کی روشنی کی جس (کی روشنی بارہ میل ہوتی تھی اور اسے چاندی سونے سے آراستہ کیا۔ (روح البیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد پاک ہے جس نے مسجد میں چراغ جلایا جب تک مسجد اس روشنی سے منور رہتی ہے حاملین عرش اور تمام فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں" جو شخص مسجد میں روشن قندیل لٹکائے اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ بجھ جائے اور جو شخص مسجد میں ایک چٹائی بچھادے تو اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ چٹائی ٹوٹ جائے۔ کشف الغمہ) آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے! جس کسی نے مٹھی بھر مٹی مسجد سے نکالی) اُس کا ثواب اُحد پہاڑ کے وزن کے برابر ہوگا۔

مسجد میں داخل اور خارج ہونے کی دعا

حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے لگے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ "اے اللہ میرے

لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول لے اورجب مسجد سے باہر جانے لگے تو دعا کرے ۔"اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسئَلُکَ مِن فَضلِکَ "اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں (صحیح مسلم)

مسجد سے دلی محبت رکھنی چاہیے ہر نماز کے وقت ذوق وشوق کے ساتھ مسجد میں جانا چاہیے ۔اللہ پاک ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے.بروز قیامت آقائے دوجہاں ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین ☆☆☆ختم شد☆☆☆

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر ماہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ایک رات ہے۔یوں تو ماہ رمضان کا سارا مہینہ مبارک ہے مگر لیلۃ القدر سارے رمضان پاک کی سردار ہے۔اس کی شان تقدیس بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ القدر نازل فرمائی۔چنانچہ اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔"بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کیا سمجھے ہیں (کہ) شب قدر کیا ہے ؟شب قدر (فضیلت وبرکت اور اجر وثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس (رات) میں فرشتے اور روح الامین (جبرائیلؑ) اپنے رب کے حکم سے (خیر وبرکت کے) ہر امر کے ساتھ اترتے ہیں یہ (رات) طلوع فجر تک (سراسر) سلامتی ہے"۔ (پارہ 30 سورۃ القدر)

سورۃ القدر کا شان نزول

اس سورت کے شان نزول کے بارے میں حضرت امام مالکؒ نے ایک معتبر راوی سے یہ روایت اپنی کتاب میں بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے جب پہلی امتوں کی عمروں پر توجہ کی تو یہ بات معلوم ہوئی کہ اگلے لوگوں کی عمریں بہت زیادہ ہوتی تھیں تو آپکو خیال گزرا کہ میری امت کی عمریں انکے مقابلہ میں کم ہیں تو نیکیاں بھی کم رہیں گی اور پھر درجات اور ثواب میں بھی کم ہونگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ رات

آپکو عنایت فرمائی اور اسکا ثواب ایک ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا"۔ (موطاامام مالک) سورۃ القدر کے شان نزول کے بارے میں ابن ابی حاتم میں ایک روایت حضرت مجاہد سے یوں مروی ہے کہ حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو ایک ہزار ماہ تک خدا کی راہ میں جہاد میں ہتھیار باندھے رہا صحابہ کرام کو یہ سن کر تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ ایک لیلۃ القدر کی عبادت اس شخص کی ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔ تفسیر عزیزی میں حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی نے سورۃ القدر کا شان نزول یہ بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پہلی امتوں کی عمریں ملاحظہ فرمائیں جو بہت لمبی تھیں اور اپنی امت کی عمریں ملاحظ فرمائیں تو وہ بہت قلیل تھیں جو بالعموم ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں خیال اقدس میں آیا کہ میری امت نیک اعمال میں پہلی امتوں کے برابر نہیں ہو سکتی اس سے چہرہ اقدس پر رنج کے آثار نمودار ہوئے تو رب العالمین نے اپنے محبوب کے رنج کو دور کرنے اور دل اقدس کو تسلی دینے کی خاطر سورۃ القدر نازل فرمائی کہ محبوب دل سے رنج نکال دو کیونکہ تیری امت کو شب قدر عنائت کی گئی ہے اگر وہ صرف اس ایک رات میں میری عبادت کرینگے تو ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہو گی۔ حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی نے اسی سورۃ کا دوسرا شان نزول یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک دن سید عالم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک شخص شمعون یا سمعون کا ذکر فرمایا کہ وہ عبادت گزاری اور اطاعت میں ضرب المثل تھا ہزار مہینے تک روزے رکھتا رات

بھر خدا کی عبادت اور نماز میں مشغول رہتا تھا دن کے وقت ہتھیار باندھ کر خدا کی راہ میں جہاد کرتا نیک اور غریب لوگوں کی حمایت کرتا تھا۔ اسوقت صحابہ کرام نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم تو عبادت میں انکے برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ ہماری عمریں 60 اور 70 سال کے درمیان ہیں اور پھر اس قدر قلیل عمر میں کچھ حصہ سونے میں اور کچھ حصہ روزی کے حصول میں اور کچھ کھانے پینے میں اور کچھ بیماریوں میں بھی خرچ ہو جائیگا تو باقی عبادت کے لئے بہت کم وقت رہ جائیگا لہٰذا ! وہ لوگ ثواب میں ہم سے بڑھ جائینگے آپ ﷺ یہ سنکر غمزدہ ہوئے دل میں رنج وحزن پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپکی تسلی کے لئے یہ سورہ القدر نازل فرمائی کہ اے میرے حبیب اگرچہ تیری امت کی عمریں قلیل ہیں مگر میں نے سال میں انکو ایک ایسی رات عنایت فرمائی کہ اگر وہ صرف اس ایک رات میں عبادت کریں تو دوسری امتوں کی ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل اور بہتر ہوگی۔ (تفسیر عزیزی) یہ بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے قرآن کریم نے ہزار راتوں سے افضل قرار دیا ہے۔ لیلۃ القدر امت محمدیہ کے لئے ایک خاص انعام ہے جو اس امت سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں کی گئی۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ نے ارشاد فرمایا " بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میری امت ہی کو عطا کی اور تم سے پہلے لوگوں کو اس سے سرفراز نہیں کیا "۔ شب قدر کے بارے میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی کا ارشاد ہے کہ سید البشر حضرت آدمؑ ہیں اور سید العرب حضور ﷺ ہیں اور حضرت سلمان فارسی تمام اہل

فارس کے سردار تھے اسی طرح سیّدالروم حضرت صہیب الرومیؓ سیّدالحبش حضرت بلال حبشی اسی طرح تمام بستیوں میں سروری مکہ مکرمہ کووادیوں میں سب سے برتری وادی بیت المقدس کوحاصل ہے دنوں میں جمعۃ المبارک سیّدالایام ہے راتوں میں شب قدر کوسروری حاصل ہے کتابوں میں قرآن کریم کواورقرآن پاک کی سورتوں میں سورہ البقرہ کواور سورۃ البقرہ میں آیت الکرسی کوسب آیات میں بزرگی اور سرداری حاصل ہے پتھروں میں سے حجراسود تمام پتھروں میں بزرگ ہے اورماہ زمزم کا کنواں ہر کنویں سے افضل ہے حضرت موسیٰؑ کا عصاہر عصا سے برتر تھااور جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونسؑ رہے تھے وہ تمام مچھلیوں میں افضل تھی حضرت صالحؑ کی اونٹنی تمام اونٹنیوں میں افضل تھی اوراسی طرح براق ہر گھوڑے سے افضل تھاحضرت سلیمانؑ کی انگشتری تمام انگشتریوں سے برتراورافضل تھی اور ماہ رمضان تمام مہینوں کاسرداراوران سے بزرگ وافضل ہے اس سے معلوم ہواکہ لیلۃ القدر، سیدالیالی یعنی تمام راتوں کی سرداررات ہے۔

اس رات کو باقی راتوں پر چندوجہ سے بزرگی حاصل ہے اول تو یہ کہ اس رات میں شام سے لیکر صبح تک تجلی الٰہی بندگان خدکیطرف متوجہ ہوتی رہتی ہے۔دوسرے یہ کہ اس رات میں روح الامین اور ملائکہ آسمان سے صالحین اور عبادت کرنے والوں کی ملاقات کے لئے زمین پراترتے ہیں اورانکے آنے اور حاضر ہونے کی وجہ سے عبادت میں وہ لذت اور کیفیت پیداہوتی ہے جودوسری راتوں کی عبادت میں پیدانہیں ہوتی

تیسری یہ کہ قرآن مجید اسی رات میں نازل ہوا، چوتھے یہ کہ فرشتوں کی پیدائش اسی رات میں ہوئی پانچویں یہ کہ اسی رات بہشت میں باغات لگائے گئے۔ یہ ایک ایسی مبارک رات ہے کہ جس میں دریائے شور کا کڑوا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمان بن العاصؓ کے ایک غلام نے جو کئی سال ملاح رہا ہے آپکو بتایا کہ میں نے دریا میں ایک عجیب بات دیکھی ہے جس سے عقل حیران ہے وہ عجیب بات یہ ہے کہ سال بیں ایک ایسی رات آتی ہے جس میں دریائے شور کا کڑوا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمان بن العاصؓ نے اُسے فرمایا کہ جسوقت وہ رات آئے تو مجھے اطلاع دینا تا کہ میں معلوم کروں وہ کونسی رات ہے جب ستائیسویں رات رمضان پاک کی آئی تو غلام نے اپنا آقا کو بتلایا کہ یہ وہ رات ہے جس میں دریائے شور کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ (بحوالہ تفسیر عزیزی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "جو شخص لیلۃ القدر میں حالت ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرتا ہے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔

درج بالا حدیث پاک میں لیلۃ القدر میں عبادت کی تلقین کی گئی ہے۔ اور اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو دکھاوا اور ریاکاری نہ ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اس شان سے عبادت کرنے والے کے لئے یہ رات سراپا مغفرت بن کر آتی ہے لیکن وہ شخص محروم رہ جاتا ہے جو اس رات کو پائے اور عبادت نہ کر سکے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت

ہے کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان المبارک کی آمد پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "یہ ماہ جو تم پر آیا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو"۔ یہ رات کتنی عظمت والی ہے۔ واقعی وہ انسان کتنا بدبخت ہے جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوادے۔ ہم معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر گزار لیتے ہیں تو اَسّی 80 سال کی عبادت سے افضل بابرکت رات کے لئے جاگنا کوئی زیادہ مشکل کام تو نہیں"۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جناب جبرائیلؑ ملائکہ کے جلوے میں آتے ہیں اور ہر اس بندے کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھے ہوئے اللہ کی عبادت میں ہوتا ہے اور جب بندوں کی عید یا افطار کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بڑے فخر و ناز سے فرماتا ہے اے فرشتو! اس مزدور کے لئے کیا ہے جو اپنا کام مکمل کرتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب کریم! اسکا صلہ پوری مزدوری ہے جو اسکو ادا کی جائے تب رب کریم فرماتا ہے کہ میرے بندوں اور بندیوں نے اپنے اوپر لازم عمل (فریضہ) کو پورا کر لیا اور اب وہ مجھے پکارتے ہوئے اور دعا کرتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں میرے عزت وجلال کرم اور علو مرتبت کی قسم! میں انکی دعا قبول کرونگا اس وقت تک اللہ پاک فرماتا ہے واپس ہو جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے اس بات کو نقل کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ

لوگ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو انکے گناہ بخشے جا چکے ہیں۔ (بیہقی) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیلؑ کو حکم دیتا ہے اور وہ حسب الحکم فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین کی طرف اترتے ہیں انکے پاس سبز پرچم ہوتا ہے جسے وہ کعبے کی چھت پر نصب کر دیتے ہیں حضرت جبرائیلؑ کے سو پَر ہیں جن سے وہ دو پر صرف اسی رات پھیلاتے ہیں جو مشرق و مغرب سے آگے تک تجاوز کر جاتے ہیں حضرت جبرائیل امین فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ امت مسلمہ میں پھیل جاؤ تو فرشتے ہر نمازی، عبادت گزار اور ذکر الٰہی کرنے والے کو سلام کرتے ہیں خواہ وہ بیٹھا ہو یا کھڑا ہو ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور دعا کے وقت ان کے ساتھ آمین کہتے ہیں یہاں تک صبح ہو جاتی ہے پھر جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرائیل امینؑ فرشتوں کو آواز دے کر کہتے ہیں بس اب چلو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے جبرائیل! اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے مومنوں کی حاجتوں کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ جبرائیل امین جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں نظر رحمت سے سرفراز فرمایا ہے اور انہیں معاف کر دیا ہے اور بخش دیا ہے سوائے چار شخصوں کے صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ چار اشخاص کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا عادی شراب خور، والدین کا نافرمان رشتے توڑنے والا اور مشاحن ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مشاحن کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ جو مصارم ہو یعنی دل میں بغض رکھتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین) حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے

رمضان کے پہلے عشرے کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرے کا اعتکاف چھوٹے خیمہ میں کیا اس اعتکاف کے دوران سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا تو میں لیلۃ القدر کو تلاش کرتا رہا پھر میں نے دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا تو مجھ سے ایک فرشتہ نے آ کر کہا کہ لیلۃ القدر تو رمضان کے آخری عشرہ میں ہے اب جو میری سنت کے اتباع اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے مجھے یہ رات خواب میں دکھائی گئی ہے لیکن بعد میں اسکا خیال میرے ذہن سے محو کر دیا گیا اور صبح کو میں نے دیکھا کہ میں گیلی کیچڑ جیسی زمین میں محو سجدہ ہوں لہٰذا! تم اس (لیلۃ القدر) کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو راوی کہتے ہیں کہ اس وقت بارش ہوئی تھی اور مسجد نبوی کی کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چھت کے ٹپکنے کی وجہ سے فرش پر کیچڑ ہوئی تھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پانی اور مٹی کا اثر دیکھا تھا اور یہ اکیسویں تاریخ کی صبح تھی۔ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب نے خواب میں شب قدر کو رمضان کی آخری سات راتوں کو دیکھا اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے خوابوں میں مماثلت دیکھتا ہوں تم میں سے شب قدر کو تلاش کرنے والا ماہ رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ (مسلم شریف) حضرت زر بن جیشؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کہا کہ آپ کے بھائی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص سال بھر میں راتوں کو قیام کریگا وہ لیلۃ القدر کو پائے گا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے شاید اس میں انکا ارادہ ہو کہ لوگ اسی

پر بھروسہ نہ رکھیں وہ جانتے ہیں کہ یہ رات رمضان میں ہی ہے اور یہ رات ستائیسویں رمضان کی ہے پھر اس بات پر حضرت ابی بن کعبؓ نے قسم کھائی میں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا جواب دیا کہ ان نشانیوں سے جو ہم کو بتائیں گئی ہیں کہ اس دن سورج شعاعوں کے بغیر نکلتا ہے اور روایت میں ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا اس خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ رات رمضان میں ہی ہے آپ نے اس پر انشاء اللہ بھی نہیں فرمایا اور پختہ قسم کھالی پھر فرمایا مجھے خواب معلوم ہے کہ وہ کونسی رات ہے جس میں قیام کرنے کا رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے یہ ستائیسویں رات ہے اسکی صبح کو سورج سفید رنگ کا نکلتا ہے اور تیزی زیادہ نہیں ہوتی۔ حضرت معاویہ ابن ابی سفیانؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ (وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ (ابوداؤد

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں دیگر صحابہ کرام بھی تشریف فرما تھے حضرت عمرؓ نے ان سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان "شب قدر" کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اس کے بارے میں تم لوگوں کا کیا خیال ہے وہ کونسی رات ہو سکتی ہے؟ کسی نے کہا اکیسویں، کسی نے کہا پچیسویں، کسی نے کہا ستائیسویں، میں خاموش بیٹھا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا بھائی تم بھ کچھ بولو میں نے عرض کیا جناب آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ جب یہ بولیں تو تم نہ بولنا آپؓ نے فرمایا بھائی

تمہیں تو اسی لئے بلوایا گیا ہے کہ تم بھی کچھ بولو میں نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ سات آسمان پیدا فرمائے سات زمینیں پیدا فرمائیں انسان کی تخلیق سات درجات میں فرمائی انسان کی غذا زمین سے سات چیزیں پیدا فرمائیں (اس لئے میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہوگی) حضرت عمرؓ نے فرمایا جو چیزیں تم نے ذکر کی ہیں انکا تو علم ہمیں بھی ہے یہ بتلاؤ جو تم کہہ رہے ہو کہ انسان کی غذا زمین سے سات چیزیں پیدا فرمائیں وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں موجود ہیں (ترجمہ) ہم نے عجیب طور پر زمین کو پھاڑا پھر ہم نے اس میں غلہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغ اور میوے اور چارہ پیدا کیا میں نے عرض کیا کہ حدائق سے مراد کھجوروں درختوں اور میوؤں کے گنجان باغ ہیں اور اَبّ سے مراد زمین سے نکلنے والا چارہ ہے جو جانور کھاتے ہیں انسان نہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم سے وہ بات نہ ہو سکی جو اس بچہ نے کہہ دی جس کے سر کے بال بھی ابھی مکمل نہیں ہوئے بخدا میرا بھی یہی خیال ہے جو کہہ رہا ہے۔ (شعب الایمان جلد ۳ صفحہ 330)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف) حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "وہ رمضان میں ہے سو تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو لیلۃ القدر اکیسویں یا تئیسویں

یا پچیسویں یا ستائیسویں طاق راتوں میں ہے یا رمضان کی آخری رات ہے جس شخص نے لیلۃ القدر میں حالت ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے قیام کیا پھر اسے ساری رات کی توفیق دی گئی تو اسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ وہ چمکدار اور کھلی ہوتی ہے صاف وشفاف گویا کہ اس میں چاند واضح ہوتا ہے معتدل ہوتی ہے نہ سرد نہ گرم اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے اور اسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد صبح کو آفتاب شعاعوں کی تیزی کے بغیر طلوع ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں کا چاند شیطان کے لئے روا نہیں کہ اس دن کے سورج کے ساتھ نکلے۔ (مسند امام احمد) شب قدر تلاش کرنے کا خاص طریقہ اعتکاف ہے یعنی رمضان کے آخری عشرہ میں کسی مسجد میں اللہ کو یاد کرنے کے لئے بیٹھ جائے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے (ایک دفعہ) آقا ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو اس میں کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی اے اللہ تو بہت معاف فرمانے والا ہے اور درگزر کرنے کو پسند کرتا ہے پس تو مجھ کو معاف فرما

عبادت شب قدر

1. حضرت عبداللہ بن انیسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض

کیایارسول اللہ ﷺ میں جنگل میں رہتاہوں اوراللہ کے فضل کرم سے وہیں مصروف عبادت رہتاہوں آپ مجھے ایک رات بتادیں تاکہ اس رات میں مسجد میں حاضر ہوجایاکروں توآپ ﷺ نے فرمایاتم رمضان کی تئیسویں تاریخ کو مسجد میں آیاکرو(راوی کہتے ہیں)جب جناب عبداللہ کے بیٹے سے معلوم کیاگیاکہ تمہارے والد کس طرح عمل کرتے تھے توانہوں نے بتایاکہ وہ عصر کی نمازکے بعد مسجد میں آجاتے تھے اوراسکے بعد کسی ضرورت کے علاوہ مسجد سے نہیں نکلتے تھے جب تک فجر کی نماز سے فارغ نہیں ہوتے نماز سے فارغ ہونے کے بعداپنی سواری مسجدکے دروازہ پرپاتے اوراس پربیٹھ کر جنگل چلے جاتے تھے

2. حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ آخری عشرہ آتاتورسول اللہ ﷺ اپناتہبند مضبوط باندھ لیتے (تیارہوجاتے) راتوں کوخود بھی جاگتے اور گھروالوں کو بھی جگاتے۔ (بخاری شریف)

3. تفسیریعقوب چرخی سے منقول ہے کہ اس رات میں دورکعت نفل اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص سات مرتبہ پڑھیں نوافل پڑھنے کے بعدیہ وظیفہ ستر مرتبہ پڑھیں انشاءاللہ اس نمازکے پڑھنے والے اپنے مقصد سے نہیں اٹھیں گے کہ اللہ پاک ان کے اورانکے والدین کے گناہ معاف فرماکر مغفرت فرمائے گااوراللہ تعالیٰ فرشتوں کوحکم دے گاکہ اس کے لئے جنت آراستہ کرواور فرمایا کہ وہ جب تک تمام جنتی نعمتیں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لے گااس وقت تک موت نہ آئے گی مغرت کے لئے یہ نمازبہت افضل ہے۔

اَستَغفِرُاللّٰہَ العَظِیم الَّذِی لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالحَیُّ القَیُّومُ وَاَتُوبُ اِلَیہِ "۔"

4۔جو شخص دو رکعت نوافل یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اِنَّا اَنزلناہ ایک بار قُل ہُواللہ احد تین بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکو شب قدر کا ثواب عطا کریگا اور اسکے نفل قبول فرمائے گا اور اسکو حضرت ادریس اور حضرت شعیب اور حضرت ایوب اور حضرت داؤ د اور حضرت نوحؑ کی عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا اور اسکو جنت میں مشرق سے مغرب تک ایک شہر عنایت فرمائے گا۔

5۔27 شب قدر کو بارہ رکعت نماز تین سلام سے پڑھے ہر رکعت میں بعد سورۃ الفاتحہ کے سورۃ القدر ایک ایک مرتبہ سورۃ الاخلاص پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھنی ہے بعد سلام کے ستر مرتبہ استغفار پڑھے اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو نبیوں کی عبات کا ثواب عطا فرمائے گا۔

6۔جو کوئی 20 رکعت نوافل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد اکیس بار سورۃ الاخلاص پڑھے وہ اپنے گناہوں سے اسطرح پاک ہو جائے گا جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (تذکرۃ الواعظین)

7۔اس رات صلوۃ التسبیح پڑھنا بہت افضل ہے حدیث مبارک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا اے چچا! کیا میں آپکو عطا نہ کروں آپکے ساتھ احسان نہ کروں ایک روایت میں ہے کہ آپکے ساتھ نیک سلوک نہ کروں آپکو نفع نہ

پہنچاؤں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! کیوں نہیں (ضرور نوازیے)
آقا ﷺ نے فرمایا کہ نماز کے پڑھنے والوں کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں
آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اسکو روزانہ پڑھو اگر ایسا نہ ہوسکے تو جمعہ کے دن پڑھو یہ بھی نہ ہوسکے تو اس نماز کو مہینہ میں ایک بار پڑھو اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو اس نماز کو سال میں ایک بار پڑھو یہ بھی نہ ہوسکے تو اسکو عمر میں ایک بار پڑھ لو
طریقہ نماز ! اللہ اکبر کہہ کر نیت کر کے ثناء پڑھیں پھر پندرہ مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر پڑھے اسکے بعد الحمد اور سورۃ پڑھ کر پھر دس بار یہی کلمہ پڑھیں اسکے بعد رکوع کریں رکوع کی تسبیحات کے بعد پھر اسی کلمہ کو دس بار رکوع
یہاں پڑھیں پھر رکوع سے سر اٹھائیں تسبیح تحمید کے بعد دس بار یہی کلمہ پڑھیں پھر سجدہ کریں اور سجدہ کی تسبیحات کے بعد دس بار یہی کلمہ پڑھیں اسکے بعد سجدہ سے سر اٹھائیں جلسہ میں بیٹھ کر دس بار یہی کلمہ پڑھیں پھر دوسرا سجدہ کریں تسبیحات کے بعد پھر اسی کلمہ کو دس بار پڑھیں یاد رکھیں ثناء کے بعد پندرہ مرتبہ اسکے علاوہ دس دس مرتبہ کلمہ پڑھنا ہے۔اسی طرح ہر رکعت میں 75 مرتبہ یہی کلمہ پڑھنا ہے۔ٹوٹل چار رکعت میں 300 بار پڑھنا ہے۔

پڑوسی کے حقوق

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنے باندی غلام کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا"۔
(کنزالایمان سورۃ النساء رکوع ۵)

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے اسلام ہمیں اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے انسان فطری طور پر معاشرتی زندگی گزارتا ہے معاشرے کے ایک اہم رکن ہونے کی حیثیت سے بہت سی ذمہ داریاں قبول کرتا ہے۔ دین اسلام نے ان ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام دینے کے لئے بہت سے اصول ضوابط مقرر کیے ہیں تاکہ ایک ایسا پرامن فلاحی اسلامی معاشرہ وجود میں آئے جس میں ہر کسی کے حقوق کی ضمانت مہیا کی گئی ہے۔ دین اسلام ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ حقوق اللہ سے مراد اللہ پاک کے حقوق ہیں حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ دین اسلام کی تعلیمات میں حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اللہ

تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف کردے گا پر بندوں کے حقوق اسوقت تک معاف نہیں ہونگے جب تک وہ بندے خود معاف نہ کریں گے ۔ دینِ اسلام نے بندوں کے حقوق پر بھی زور دیا ہے جن میں والدین ،پڑوسی، رشتہ دار، ساتھی ، اولاد اساتذہ وغیرہ کے حقوق شامل ہیں ۔اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ بدسلوکی وایذارسانی کرنا حرام وگناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے انسانوں میں سب سے بہترین شخص بھی وہی ہے جو دوسروں کے لئے اچھا ہو اور دوسروں کو فائدہ پہنچائے ۔قرآن پاک میں ارشاد پاک ہے کہ اس دنیا میں عزت اور کامیابی انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو خلق خدا کی خدمت اوراس کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا " خیر الناس من ینفع الناس "لوگوں میں اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع دیتا ہے ۔لوگوں میں اچھا بننے کا بہترین طریقہ بھی یہی ہے کہ ہم مخلوق خدا کی خدمت کریں اوراس کو فائدہ پہنچائیں کیونکہ اسی میں ہماری دنیاوی کامیابی اورآخرت کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔اسلام نے ہمسائے کے حقوق ادا کرنے پر بہت زور دیا ہے ۔جہاں تک پڑوسی کے حقوق کا تعلق ہے تو جان لینا چاہیے !پڑوسی کے حقوق عام مسلمانوں کے حقوق سے بھی زیادہ ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ پاک کی قسم ! وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا اللہ پاک کی قسم ! وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا اللہ پاک کی قسم ! وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا عرض کی گئی کون یارسول اللہ ﷺ !آپ ﷺ نے فرمایا وہ

شخص جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ (متفق علیہ) اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کامل درجے کا مسلمان اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو جائیں۔

حضرت ابن عمرؓ اور سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ان دونوں سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے سیدنا جبرائیلؑ مجھے پڑوسی کے متعلق حکم الٰہی (پہنچاتے رہے حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنادیں گے (متفق علیہ

ہمسایہ صرف وہی نہیں ہوتا جس کا گھر ہمارے گھر کے ساتھ ہو اردگرد اور پڑوس کے گھر سب ہمسایہ میں شامل ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمسائے کے حق کا دائرہ دائیں بائیں آگے پیچھے چالیس چالیس گھر تک وسیع ہوتا ہے۔ اسلام کی نظر میں تو مسجد میں نماز پڑھنے والے دو نمازی، مدرسہ میں پڑھنے والے دو طالب علم، پیدل یا سواری پر سفر کرنے والے دو آدمی استاد و شاگرد الغرض جہاں کہیں بھی دو آدمی ہوں آپس میں پڑوسی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔

نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا فرمان خوشبودار ہے۔ پڑوسی تین قسم کے ہیں ایک وہ پڑوسی

جس کا ایک ہی حق ہے دوسرا پڑوسی وہ ہے جس کے دو حقوق ہیں اور تیسرا وہ جس کے تین حقوق ہیں۔ جس کے تین حقوق ہیں وہ مسلمان اور قریبی رشتہ دار ہے، جس کے دو حقوق ہیں وہ مسلمان ہے اور جس کا ایک حقوق ہے وہ مشرک ہے۔ (حلیۃ الاولیائ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ (مسلم) حضرت ابو شریح خزاعیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت افزائی کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔

حضرت سعید بن مسعیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمسائے کہ عزت و حرمت ہمسایہ پر ایسی واجب ہے جیسے اولاد پر ماں باپ کی عزت و حرمت۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! میرے دو پڑوسی ہیں میں ان دونوں میں سے کس کو تحفہ بھیجوں نبی اکرم ﷺ نے (فرمایا جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ قریب ہو۔ (بخاری شریف

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ بکری ذبح کرو اور کھانا یہودی ہمسائے کو بھی دینا پھر آپ باتوں میں مشغول ہو گئے پھر فرمایا اے غلام جب تو بکری ذبح کرے تو کھانا ہمارے یہودی ہمسائے کو بھی دے آنا۔ غلام نے عرض کی حضرت ! آپ اس یہودی ہمسائے کی وجہ سے ہمیں خوامخواہ تکلیف دے رہے ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے غلام تجھ پر افسوس ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں ہمسائیوں کے حقوق میں اس قدر تاکید فرمائی کہ ہمیں یہ گمان گزرنے لگا کہ حضور انہیں وراثت میں حقدار بنا دیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے مومن خواتین ! تم میں سے کوئی ایک بھی اپنی پڑوسن سے آنے والی کسی چیز کو حقیر نہ سمجھو خواہ وہ بکری (کا ایک پایہ ہو۔ (متفق علیہ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں بی بی جس کی نماز روزے صدقات کی فراوانی کا چرچا ہے مگر وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے ایذا دیتی رہتی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ عورت جہنمی ہے تو اس آدمی نے کہا فلاں عورت اس کی نماز روزے صدقات کی کمی کا ذکر ہوتا ہے وہ تو پنیر کے کچھ ٹکڑے ہی خیرات کرتی ہے اور وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی

(آپ ﷺ نے ارشادفرمایاکہ وہ عورت جنتی ہے۔ (احمد بیہقی ، شعب الایمان

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایابے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق تقسیم فرمادیے ہیں جیسے کہ تمہارے درمیان تمہاری روزی بانٹ دی اور اللہ تعالیٰ دنیاتواسے بھی دیتاہے جس سے محبت کرتاہے اوراسے بھی جسے ناپسندفرماتاہے مگردین اس کودیتاہے جس سے محبت کرتاہے توجسے اللہ تعالیٰ دین عطافرمادے تواس سے محبت کرتاہے اس کی قسم !جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بندہ (اس وقت تک) مسلمان نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کادل وزبان سلامت رہے اور (اس وقت تک) مومن نہیں ہوتاکہ اس کاپڑوسی اس کے شر سے امن (میں ہو۔ (احمد، بیہقی

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیایارسول اللہ ﷺ ! میں کیسے جانوں جب کہ میں بھلائی کروں یاکہ میں برائی کروں تونبی کریم ﷺ نے فرمایاکہ جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنوکہ تم نے بھلائی کی تو واقعی تم نے بھلائی کی اورجب تم انہیں کہتے سنوکہ تم نے برائی کی تو واقعی تم نے برائی (کی۔ (ابن ماجہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کوئی شخص اپنے

پڑوسی کواس بات سے منع نہ کرے کہ وہ اس کی دیوار میں شہتیر گاڑھ لے۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم اس حکم سے اعراض کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی قسم ! (اس وجہ سے تمہارے کندھوں کے درمیان تمہاری پٹائی کردونگا۔ (متفق علیہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ! جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ پہنچائے جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان نوازی کرے جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت (کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہی یا خاموش رہے۔ (متفق علیہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کبریا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک محفوظ نہیں ہو سکتا جب تک اس کے دل، زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ نہ رہیں اور کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے پڑوسی اس کے ظلم سے امن میں نہ ہوں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بوائق (حدیث پاک میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے) ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا فریب اور ظلم۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مومن

(نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھالے اور اسکا پڑوسی اسکے پہلو میں بھوکا رہ جائے۔ (مشکوٰۃ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور اللہ تعالیٰ کے (نزدیک سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔ (ترمذی شریف

حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بہترین ہمسایہ وہ نہیں جو پڑوسی سے تکلیف روکے رکھے بلکہ بہترین پڑوسی وہ ہے جو ہمسائے کی اذیت پہ صبر کرے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اے ابوذرؓ ! جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو اس حدیث مبارکہ کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ انہی سے ایک روایت میں یہ منقول ہے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں میرے خلیل ﷺ نے مجھے یہ تلقین کی تھی جب تم شوربا پکاؤ تو تم پانی زیادہ کردو اور پھر اپنے پڑوسیوں میں سے کسی

گھر کو دیکھو اور اس میں سے اسے مناسب طور پر بھجوا دو۔

حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا پڑوسیوں کے حقوق کیا ہیں ؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اگر ہمسایہ تم سے قرضہ مانگے تو اسے قرضہ دو، اگر دعوت کرے تو اس کی دعوت کو قبول کرو، اگر بیمار ہو جائے تو اسکی بیمار پرسی کرو، اگر مدد مانگے تو کماحقہ اس کی مدد کرو، اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو اسے تسلی دو، اگر اسے بھلائی پہنچے تو اسے مبارک باد دو، اگر مر جائے تو اس کی تجہیز و تکفین کرو اگر موجود نہ ہو تو اس کے گھر اور اہل خانہ کی حفاظت کرو، اپنی کم ظرفی کی وجہ سے اسے، ایذا نہ دو اگر دے چکے ہو تو تحفے دے کر اس کا ازالہ کرو ایک اور حدیث میں یہ بھی ہے اپنی چار دیواری اسکی باہمی رضامندی سے بلند کرو۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن امیر کا غریب ہے ہمسایہ اس کا دامن پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے گا اے پروردگار ! تو نے میرے اس بھائی کو خوش حال بنایا تھا اور مجھے تنگ دست میں فاقہ زدہ بھوکا رہتا تھا اور یہ اچھی اچھی چیزوں سے آسودہ شکم تو اس سے پوچھ کہ تو نے اپنے فضل و کرم سے جو کچھ خوشحالی عطا فرمائی تھی تو یہ بخل سے مجھ پر اور میرے بال بچوں پر دروازہ بند کیوں رکھا تھا؟

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت کی تین خصلتیں ایسی ہیں جن کے لئے مسلمان بہت زیادہ موزوں ہیں۔ان کے گھرجب کوئی مہمان آتا تھاتواس کی خاطرمدارات میں بے حد کوشش کرتے تھے۔اگر کسی کی بیوی سن رسیدہ ہوجاتی تواس کوطلاق نہ دیتاتھااس لئے کہ کہیں عورت کا حق نہ ماراجائے۔اگر کسی کاہمسایہ مقروض یامصیبت زدہ ہوتا تھاکوشش کرتے تھے کہ اس کاقرض خودادا کریں اوراس کومصیبت سے بچائیں۔

اللہ پاک کی بارگاہ میں دعاکرتاہوں کہ اللہ پاک ہمیں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کوادا کرنے کی توفیق عطافرمائے تاکہ بروز قیامت ہم تیری جنت کے طلب گاراور تیرے محبوب ﷺ کی شفاعت کے حقدار بن جائیں اللہ پاک عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔

سورۃ الاخلاص کے فضائل

بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہر گز ٹوٹا نہیں۔ (سورۃ فاطر آیت 29)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو (شخص) سورۃ الاخلاص ایک مرتبہ پڑھتا ہے اس پر برکت نازل ہوتی ہے جو (شخص) دو مرتبہ پڑھے اس پر اور اسکے اہل وعیال پر برکت نازل ہوتی ہے جو تین مرتبہ پڑھتا ہے اس پر اور اسکے تمام پڑوسیوں پر برکت نازل ہوتی ہے جو بارہ مرتبہ پڑھتا ہے اسکے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں بارہ محل تعمیر فرماتے ہیں اور محافظ فرشتے کہتے ہیں چلو ذرا ہم اپنے بھائی کے محل تو دیکھیں اگر سو مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے پچاس سال کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں لیکن قتل ناحق اور مالی حقوق معاف نہیں ہوتے ہیں اگر چار سو مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسکے ایک سو برس کے (صغیرہ) گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں اگر ایک ہزار مرتبہ پڑھ لے تو اس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ خود نہ دیکھ لے یا کسی کو نہ دکھایا جائے۔ (ابو نعیم تفسیر القرطبیؒ جلد 20 صفحہ 170)

آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے صحابی کے جنازہ پر فرشتوں کی آمد

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے ساتھ مقام تبوک پر تھے اور سورج اتنا چمکدار تھا کہ ایسی روشنی ہم نے سورج کی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہم لوگ ابھی مدینہ طیبہ سے ایک ماہ کے فاصلے پر تھے کہ سورج کی روشنی میں تبدیلی آ گئی اور جب جبرائیل علیہ السلام بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں پیش ہوئے تو "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام کیا وجہ ہے جو سورج کی روشنی میں تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ تو جبرائیل امینؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ فرشتوں کے پروں کی کثرت کی وجہ سے یہ (تبدیلی) رونما ہوئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کیوں ہوا ہے تو جبرائیل امینؑ نے عرض کیا کہ آج مدینہ طیبہ میں معاویہ بن قروہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور اللہ رب العزت نے ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا ہے تاکہ اسکی نمازِ جنازہ میں شامل ہوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ ایسا کیوں ہوا تو جبرائیل امینؑ نے عرض کیا کہ وہ کثرت سے رات کو اور دن میں چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے اور آتے جاتے ہر حال میں قل ہو اللہ احد (سورۃ اخلاص) پڑھا کرتے تھے" جبرائیل امینؑ نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم کریں تو میں زمین کو سمیٹ دوں تاکہ آپ ﷺ اس پر نمازہ جنازہ پڑھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سمیٹ دو" چنانچہ جبرائیل امینؑ نے اپنے دونوں پر زمین پر مارے تو زمین آقا علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے لئے سمٹ گئی اور آپ ﷺ مدینہ طیبہ پہنچ گئے پھر جب اس صحابی رسول کا نمازِ جنازہ اٹھایا گیا تو نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ انکے پیچھے ستر ہزار فرشتہ تھا جنہوں نے اسکی نمازہ جنازہ پڑھی پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مقام تبوک پر واپس لوٹ آئے۔

(درۃ الناصحین صفحہ 295 تفسیر ابن کثیر)

حافظ قرآن کی فضیلت

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا "کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ قیامت کے دن میری امت میں سب سے افضل کون ہوگا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اَخبِر وَاَکرِم فرمایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل وہ لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں قیامت کے اللہ تعالیٰ جبرائیلؑ کو بلا کر فرمائیں گے کہ میدان محشر میں یہ اعلان کردو کہ جو شخص قرآن کریم کی تلاوت کرتا تھا وہ اٹھ کھڑا ہو جائے وہ دو یا تین دفعہ اعلان کریگا۔ تو رحمان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والوں کی صفیں کھڑی ہو جائیں گی اور ان میں سے کسی کو بھی یارائے گفتگو نہ ہوگا۔ یہاں تک اللہ کے نبی داؤدؑ کھڑے ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گے کہ اے لوگو! قرآن کریم پڑھو اپنی آوازوں کو بلند کرو ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی کلام سے وہ کچھ پڑھے گا جو اللہ نے اُسے الہام کیا ہوگا۔ تو جو بھی قرآن کی تلاوت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کے درجات کو انکی خوبصورت آواز، حسن لحن، غور و فکر اور تدبر کی وجہ سے بلند فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے میرا اہل! کیا تمہیں معلوم ہے کہ دنیا میں تمہارے ساتھ کس نے زیادہ احسان کیا ہے۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم انہیں خوب جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ جاؤ میدان محشر میں تلاش

کرواور وہ آدمی جسے تم جانتے ہو کہ اس نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے اسے اپنے ساتھ جنت میں داخل کردو۔ (درۃ الناصحین)

حافظ قرآن کو ناراض کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات رب ذوالجلال نے مجھے معراج کی رات شرف بخشا تو میں نے اس رات سنا کہ کہنے والا یہ کہہ رہا تھا اے محمد ﷺ اپنی امت کو حکم دو کہ وہ تین اشخاص کی عزت کریں 1۔ عالم ربانی کی 2۔ اپنے والد کی 3۔ حافظ قرآن کی، مزید فرمایا۔ اے محمد ﷺ اپنی امت کو اس بات سے ڈراؤ کہ وہ انہیں ناراض کریں یا ان کی توہین کریں کیوں کہ جو انہیں ناراض کریگا اس پر میرا غضب شدید ہوگا۔ اے محمد ﷺ ! اہل قرآن ہی میرے اہل ہیں میں نے انہیں دنیا میں تمہارے پاس اسے لیے بھیجا کہ ان کے صدقے اہل دنیا کو عزت احترام حاصل ہو اگر قرآن کریم ان کے سینوں میں محفوظ نہ ہوتا تو یہاں دنیا اور اہل دنیا کو ہلاک کر دیتا۔ اے محمد ﷺ ! حاملین قرآن کو نہ عذاب دیا جائے گا اور نہ ہی قیامت کے دن اس سے حساب لیا جائیگا۔ اے محمد ﷺ ! حافظ قرآن جب اس دنیا سے رحلت فرماتا ہے تو اس پر میرے آسمان میری زمین اور میرے ملائکہ روتے ہیں۔ اے محمد ﷺ ! تین شخصوں کی جنت بہت مشتاق ہے (1) آپ ﷺ کی (2) آپ ﷺ کے دونوں دوست ابو بکرؓ و عمرؓ کی (3) حافظ قرآن کی۔) الحدیث

وضو نماز کی کنجی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ) یعنی اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو (اور وضو نہ ہو) تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سر کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

وضو کا لفظی معنی ہے روشن چہرے والا! وضو میں جسم کے چند اعضاء خاص ترتیب سے دھوئے جاتے ہیں وضو کرنے سے جہاں صفائی اور پاکی حاصل ہوتی ہے وہاں اس کی افادیت رسول اکرم نور مجسم ﷺ کے اس فرمان مبارک سے معلوم ہوتی ہے۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت اس حال میں بلائی جائے گی کہ منہ اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔ (بخاری، مسلم شریف) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ اپنی امت کے لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جن کو آپ نے دیکھا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا وضو کے نشان سے ان کے ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔

حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایاوضو کرناآدھاایمان ہے الحمدللہ ! عملوں کے ترازو کو بھر دیتاہے سبحان اللہ اور اللہ
اکبرزمین وآسمان کو بھر دیتے ہیں نمازنورہے زکوۃ دلیل ہے صبر روشنی ہے اورقرآن
تیرے لئے دلیل ہے یا تجھ پر دلیل ہے ہرآدمی صبح اٹھتاہے پھر اپنے نفس کو بیچتاہے پس
(اسے آزاد کرنے والااور کوئی ہلاک کرنے والاہوتاہے۔(ابن ماجہ
حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے
ارشادفرمایاکیامیں تمہیں ایسی چیزنہ بتادوں جس کے سبب اللہ پاک خطائیں معاف
فرمادے اوردرجات بلند کردے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی،جی ہاں
یارسول اللہ ﷺ !آپ ﷺ نے فرمایاجس وقت وضونا گوار ہوتاہے اس وقت
وضوئے کامل کرنااورمسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اورایک نمازکے بعددوسری
نمازکاانتظاراس کاثواب ایساہے جیساکفارکی سرحدپرحمایت بلاداسلام کے لئے
(گھوڑاباندھنے کا۔(صحیح مسلم شریف
ابن خزیمہ اپنی صحیح میں روای کہ حضرت عبداللہ ابن بریدہؓ اپنے والدسے روایت
کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کو نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو بلایا اورفرمایا،اے
بلالؓ کس عمل کے سبب جنت میں تومجھ سے آگے آگے جارہاتھا۔میں رات جنت میں
گیاتوتیرے پاؤں کی آہٹ اپنے آگے پائی۔ حضرت بلالؓ نے عرض کی کہ

یارسول اللہ ﷺ جب میں اذان کہتا اس کے بعد دو رکعت نماز بھی پڑھ لیتا ہوں اور میرا جب کبھی وضو ٹوٹتا ہے وضو کر لیا کرتا ہوں آ قا ﷺ نے فرمایا اس سبب سے۔ درج بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص ہر وقت باوضو رہے گا جنت کا حقدار ہے۔ انشاء اللہ اسے جنت ضرور ملے گی۔ حضرت عبداللہ صنابحیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تو اس کے منہ اور ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں جب اس نے منہ دھویا تو اس کے منہ کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب اس نے منہ دھویا تو اس کے منہ کے گناہ نکل گئے یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے سے بھی جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ گئے جب مسح کیا تو اس کے سر کے گناہ نکل گئے یہاں تک کہ کانوں سے بھی جب اس نے پاؤں دھوئے تو اس کے پاؤں کے گناہ بھی نکل گئے یہاں تک کہ ناخنوں کے گناہ بھی نکل گئے اب اس کا نماز پڑھنا مسجد کی طرف چلنے کا ثواب بیان کئے گئے کاموں کے علاوہ ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بندہ جب وضو کرتا ہے اور اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں جب منہ دھوتا ہے تو منہ کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب بازو دھوتا ہے اور سر کا مسح کرتا ہے تو بازو اور سر کے گناہ اس کی بانہوں سے نکل جاتے ہیں اور جب پاؤں دھوتا ہے تو دونوں پاؤں کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ شریف)

اللہ پاک نے وضو میں دوہرا اثر رکھا ہے ایک ظاہری جو محسوس ہوتا ہے آنکھ سے دیکھا جاتا ہے دوسرا باطنی جو پوشیدہ ہے۔ وضو کا ظاہری اثر یہ ہے کہ بدن کے میل اور گھن والی چیزیں اس کے ذریعے دھل جاتی ہیں اور جسم کا اتنا حصہ صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔ وضو کا باطنی اثر یہ ہے کہ اس کے پانی سے ہاتھ، منہ ناک، چہرہ، کان، سر، آنکھوں اور ناخنوں کے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ وضو کا پانی جہاں بدن کی میل گرد و غبار کو زائل کرتا ہے وہیں وہ گناہوں کی نجاست اور گندگی بھی دور کرتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاں جہاں یہ لکھا ہے کہ نیک کام سے گناہ مٹ جاتے ہیں وہاں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ اس وقت معاف ہوتا ہے جب بندہ بارگاہ الٰہی میں اخلاص کے ساتھ توبہ کرلے۔

حضرت حمران جو حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان غنیؓ کو ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا آپؓ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی جگہ اسی طرح وضو کرتے دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا جو میرے اس وضو کی طرح وضو کرے گا اس کے پچھلے گناہ (معاف کر دیے جائیں گے پھر فرمایا تم اس خوشخبری سے مغرور نہ ہو جانا۔ (ابن ماجہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاجب تم میں کوئی اچھی طرح وضوکرتاہے اور صرف نمازکے (یا کسی دینی مقصدمثلاًتلاوت قرآن وغیرہ) ارادے سے مسجد جاتاہے تووہ جو بھی قدم رکھتاہے اللہ اس کی برکت سے اس کاایک درجہ بلندفرماتاہے اوراس ایک گناہ مٹاتاہے حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہوتاہے۔جو شخص وضوپر وضوکرتاہے یعنی پہلے وضوہوتاہے پھرتازہ وضوکرلیتاہے اس کودس نیکیاں ملتی ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاجو شخص وضوپر وضوکرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔

مسندامام احمدبن حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ مسواک کاالتزام رکھوکہ وہ سبب ہے منہ کی صفائی اوررب تعالیٰ کی رضاکایعنی ہمیشہ مسواک کیاکرواس سے منہ بھی صاف رہے گااوراللہ تعالیٰ بھی راضی ہوجائیں گے ،منہ کی ہربیماری کی دوامسواک ہے۔

حضرت ابونعیم جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایادورکعتیں جومسواک کرکے پڑھی جائیں افضل ہیں بے مسواک کی ستر رکعتوں سے ایک اورروایت میں ہے کہ جونمازمسواک کرکے پڑھی جائے وہ اس نمازسے کہ بے مسواک کئے پڑھی گئی ستر حصے افضل ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایاجوایک ایک باروضوکرے توبہ ضروری بات ہے اورجودوباروضوکرے اس کودوگناثواب اورجوتین تین بارد ھوئے توبہ میرااوراگلے نبیوں کاوضوہے (مسندامام احمد بن حنبل

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایاجومسلمان وضوکرے اوراچھاوضوکرے پھرکھڑاہواورباطن وظاہر سے متوجہ ہوکردورکعت نمازپڑھے اس کے لئے جنت واجب ہوتی ہے۔

قرآن مجیدفرقان حمید کی آیت کریمہ جواوپر لکھی گئی ہے اس سے یہ ثابت ہوتاہے کہ وضومیں چارفرض ہیں۔1۔منہ کادھونا2۔دونوں کہنیوں کاہاتھوں سمیت دھونا3۔سرکامسح کرنا4۔دونوں پاؤں کاٹخنوں سمیت دھونا۔

کسی عضوکے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضوکے ہرحصے پر کم سے کم دوبوندپانی بہہ جائے تیل کی طرح پانی چپڑلینے یاایک آدھ بوندبہہ جانے کودھونانہیں کہیں گے نہ اس سے وضواورنہ غسل اداہوگا۔اس بات کالحاظ بہت ضروری ہے ہم اس کی طرف توجہ نہیں کرتے جس سے ہماری نمازیں اکارت ہوجاتی ہیں۔بعض جگہیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کاخاص خیال نہ رکھاجائے ان پرپانی نہیں بہتااس لئے عضودھوتے وقت خاص خیال رکھناچاہیے۔جولوگ جلدی جلدی وضوکرتے ہیں اعضاءکے

دھونے کا اہتمام نہیں کرتے ان کا وضو کامل نہیں ہوتا کیونکہ وضو نماز کی کنجی ہے وضو اگر درست انداز سے نہ کیا جائے تو نماز قبولیت کا شرف نہیں پاتی ۔ اسلامی اور سائنسی حوالوں سے ثابت ہے کہ وضو کرنا روحانی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے گراں قدر فائدے دیتا ہے ۔

وضو کی سنتیں

وضو پر ثواب پانے کے لئے حکم الٰہی بجالانے کی نیت سے وضو کرنا ضروری ہے ورنہ وضو ہو جائے گا ثواب نہ پائے گا۔ ا۔ وضو کی نیت کرنا۔ ۲، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرنا۔ (آقا ﷺ نے فرمایا جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو نہیں یعنی وضوئے کامل نہیں ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک اس کا سارا بدن پاک ہو گیا جس نے بغیر بسم اللہ وضو کیا اس کا اتنا ہی بدن پاک ہو گا جتنے پر پانی گزرا)۔ ۳ دونوں ہاتھوں کا گٹوں سمیت دھونا۔ ۴، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا۔ ۵، مسواک کرنا۔ ۶، کلی کرنا۔ ۷، ناک میں پانی ڈالنا۔ ۸، ہر عضو کو تین بار دھونا۔ ۹، ترتیب، یعنی اوّل منہ دھونا پھر کہنیوں تک ہاتھ دھونا پھر سر کا مسح کرنا پھر ٹخنوں تک پیر دھونا ۔ پے در پے اعضاء کا دھونا یعنی ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھو لیا جائے۔ 10، داڑھی میں خلال کرنا۔ 12، سارے سر کا مسح کرنا۔ 13، کانوں کا مسح کرنا۔ 14، 11 اعضاء دھوتے وقت پہلے دایاں عضو کا دھونا پھر بایاں۔

مستحبات وضو

ا۔ قبلہ رخ بیٹھنا ۲۔ مٹی کے برتن سے وضو کرنا ۳۔ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا تاکہ جسم اور کپڑوں پر چھینٹے نہ پڑیں ۴۔ بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑنا ۵۔ ہر عضو پر پہلے تر ہاتھ ملنا ۶۔ وقت سے پہلے غیر معذور کو وضو کرنا ۷۔ انگوٹھی کو پھیرنا جب کہ ڈھیلی ہو ورنہ پھر فرض ہے ۸۔ ہر عضو دھوئے وقت بسم اللہ کہنا ۹۔ وضو میں درود شریف پڑھنا 10۔ گردن کا مسح کرنا 11۔ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا 12۔ اعضاء مامورہ کو حدود معینہ سے زیادہ دھونا 13۔ بائیں ہاتھ سے دونوں پاؤں کا دھونا 14۔ غیر سے مدد نہ چاہنا مگر معذور کو درست ہے 15۔ وضو کے بعد سورۃ القدر، کلمہ شہادت یا وضو کی دعا پڑھنا۔

حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر کلمہ شہادت پڑھے (اشھدان لّا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھدانّ محمدًاعبدہٗ ورسولہٗ) اس کے لئے جنت کے آٹھوں (دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (مسلم شریف حدیث پاک میں وارد ہے کہ جو شخص ایک دفعہ وضو کے بعد سورۃ القدر (انا انزلنا) پڑھے گا وہ صدیقین میں ہوگا اور جو دو دفعہ پڑھے گا اس کا نام شہداء کے دفتر میں لکھا جائے

گا جو تین دفعہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو گروہ انبیاء کے ساتھ اٹھائے گا۔ (مراقی الفلاح)

☆☆☆☆☆☆

جہنم کی خوفناک شکل

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
لَهَا سَبْعَةُ اَبْوابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُم جُزءٌ "مَّقْسُوم"۔
ترجمہ۔اُس (جہنم) کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک حصہ بنا ہوا ہے۔

اللہ رب العزت نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے ہم اللہ پاک کی یاد سے غافل ہو کر دنیا کی لالچ میں لگ گئے ہیں لیکن ہمیں یہ پتا نہیں کہ دنیا تو فنا ہونے والی چیز ہے ذرا ہم غور کریں جو لوگ ہم سے پہلے آئے کیا وہ اس دنیا پر موجود ہیں؟ نہیں بلکہ دنیا کے مکر و فریب میں پھنسے رہے آخر ایک دن انکو موت نے آ گھیرا ہر کسی کا وقت مقرر ہے جب موت کا وقت آ جائے تو ہم مضبوط سے مضبوط قلعوں میں داخل ہو جائیں تو بھی موت سے ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ جو انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے ہیں وہ لوگ جنت کے حقدار بن جاتے ہیں۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا نہیں کرتا وہ جہنم کی نار کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے کافروں، مشرکوں، منافقوں اور دوسرے گناہ گار، مجرموں کو عذاب اور سزا دینے کے لئے آخرت میں نہایت ہی خوفناک مقام تیار کر رکھا ہے اسکا نام جہنم ہے۔ اسی کو دوزخ بھی کہتے ہیں جہنم ساتویں زمین کے نیچے ہے جہنم کے سات

طبقات ہیں

۱۔ جہنم ۲۔ لظیٰ ۳۔ حُطمہ ۴۔ سعیر ۵۔ سَقَر ۶۔ جحیم ۷۔ ہاویہ

جہنم کی خوفناک شکل

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے۔

جہنم جب قیامت کے دن اپنی جگہ لائی جائے گی تو اسکو ستر ہزار لگامیں لگائی جائیں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوں گے۔

جہنم کے داروغہ کا نام مالک (علیہ السلام) ہے یہ ایک فرشتہ ہے ان ہی کے زیر اہتمام دوزخیوں کو ہر قسم کا عذاب دیا جائے گا۔ جہنم کے عذاب کی چند قسمیں درج ذیل ہیں۔

آگ کا عذاب

جہنم میں دوزخیوں کو جہنم کی آگ میں بار بار جلایا جائے گا جب جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تو پھر انکو نئے گوشت اور نئے چمڑے کے ساتھ زندہ کیا جائے گا پھر انکو آگ میں جلایا جائے گا یہ عذاب بار بار ہوتا رہے گا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے۔ کہ فرشتوں نے ایک ہزار سال تک جہنم

کی آگ کو بھڑکایا تو وہ سرخ ہو گئی پھر دوبارہ ایک ہزار سال تک بھڑکائی گئی تو وہ سفید ہو گئی پھر جب تیسری بار ایک ہزار برس تک جب بھڑکائی گئی تو وہ کالے رنگ کی ہو گئی نہایت ہی خوفناک سیاہ رنگ کی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے جہنم کی آگ (کی گرمی دنیا کی آگ کی گرم سے انہتر درجے زیادہ گرم ہے۔ (مشکوۃ شریف

ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں ایک تنور ہے جو اندر سے بہت چوڑا اور اوپر سے بہت کم چوڑا ہے اس میں زناکار مردوں اور عورتوں کو ڈال دیا جائے گا تو وہ آگ شعلوں میں وہ سب جلتے ہوئے تنور کے منہ تک اوپر آ جائیں گے پھر ایک دم وہ شعلے بجھ جائیں گے تو سب (اوپر سے نیچے تنور کی گہرائی میں گر پڑیں گے۔ (بخاری شریف

خونیں دریا کا عذاب

ہم دنیا کی زندگی عیش و عشرت میں گزارنے کے لئے حلال حرام کو جمع کر رہے ہوتے ہیں۔ جب لوگوں کے پاس مال آ جاتا ہے تو غریبوں کا خون چوسنے کے لئے سودی لین دین شروع کر دیتے ہیں انکا حال قیامت کے دن یہ ہوگا کچھ دوزخیوں کو خون کے دریا میں ڈال دیا جائے گا تو وہ تیرتے ہوئے کنارہ کی طرف آئیں گے تو ایک فرشتہ پتھر کی چٹان انکے منہ پر اس زور سے مارے گا کہ وہ پھر دریا کے بیچ میں پلٹ کر چلے جائیں گے یہی عذاب بار بار انکو دیا جائے گا یہ سود خوروں کا گروہ ہوگا۔

پتھراؤ کا عذاب

ہم دنیا میں لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے دن میں ہزاروں جھوٹ بولتے ہیں جھوٹ بولنے والوں کا انجام یہ ہوگا۔ جہنم میں جو لوگ ہونگے انکو اسطرح عذاب دیا جائے گا کہ ایک فرشتہ انکو لٹا کر ایک سنسی انکے منہ میں ڈال دے گا اور ایک گلپھڑے کو اس قدر پھاڑ دے گا کہ اسکا شگاف اسکے سر کے پچھلے حصہ تک پہنچ جائے گا پھر اسی طرح دوسرے گلپھڑے کو پھاڑ دیا جائے گا یہاں تک پہلا گلپھڑا درست ہو جائے گا پھر اسکو پھاڑ دیا جائے گا اسی طرح گلپھڑے درست ہوتے رہیں گے اور وہ فرشتہ انکو سنسی کی پکڑ سے چیرتا اور پھاڑتا رہے گا یہ جھوٹ بولنے والوں کا گروہ ہوگا۔

منہ نوچنے کا عذاب

ہم دن میں لاکھوں مومن بھائیوں کی غیبت کرتے رہتے ہیں (غیبت کا مفہوم کہ کسی انسان کی غیر موجودگی میں اسکے بارے میں ایسی باتیں کرنا اگر ان باتوں کو اسکو پتہ چلے اور اس پر ناگوار گزرے) ان لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ حضور ﷺ معراج کی رات ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو (جہنم میں) تانبے کے ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینوں کو نوچ رہے تھے تو آپ ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل امین یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبرائیلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے تھے یعنی لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور لوگوں کی آبروریزی کرتے تھے۔

سانپ بچھو کا عذاب

آقا ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ عجمی اونٹوں کے مثل بڑے بڑے سانپ ہونگے جو جہنمیوں کو ڈستے ہونگے وہ ایسے زہریلے ہونگے کہ اگر ایک مرتبہ کاٹ لیں تو چالیس سال تک انکے زہر کا درد نہیں جائے گا اور لگام لگائے ہوئے خچروں کے برابر بڑے بچھو دوزخیوں کو ڈنک مارتے رہیں گے انکی تکلیف بھی چالیس سال تک باقی رہے گی۔

گرم پانی اور پیپ کا عذاب

دوزخیوں کو گرم پانی جو روغن زیتوں کے تلچھٹ کی طرح گندہ ہوگا پینا پڑے گا جو منہ کے قریب لاتے ہی چہرے کی پوری کھال کو پگھلا کر گرادے گا اور یہی گرم پانی انکے سروں میں ڈالا جائے گا تو یہ پانی پیٹ میں داخل ہو کر پیٹ کے اندر تمام اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے انکے قدموں میں گرادے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اللہ پاک سے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک ہمیں اعمال صالح کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور نبی کریم ﷺ کی شفقت و محبت عطا فرمائے

آمین بجاہ النبی الامین

شب معراج کی فضیلت وعبادت

رجب المرجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے۔اللہ رب العزت نے سال کے بارہ مہینوں میں مختلف دنوں،اور راتوں کی خاص اہمیت وفضیلت بیان کر کے انکی خاص خاص برکات وخصوصیات بیان فرمائی ہیں قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اورزمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے توان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرواور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیساوہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں،اور جان لو کہ اللہ پاک پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔(سورۃ التوبہ پارہ 10 آیت نمبر 36)

اس آیت کریمہ کے تحت مولانا نعیم الدین مرادآبادیؒ خزائن العرفان میں فرماتے ہیں (چار حرمت والے مہینوں سے مراد) تین متصل (یعنی یکے بعد دیگرے) ذوالقعدہ ،ذوالحجہ ، محرم اورایک جدارجب المرجب ہے۔ عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان میں قتالِ یعنی جنگ حرام جانتے تھے اسلام میں ان مہینوں کی حرمت وعظمت اور زیادہ کی گئی حضرت سیدنا امام محمد غزالیؒ مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں

"رجب" دراصل ترجیب سے نکلا ہے اس کے معنی ہیں تعظیم کرنا اس کو اَلاَصَب یعنی سب سے تیز بہاؤ بھی کہتے ہیں اس لیے کہ اس ماہِ مبارک میں توبہ کرنے والوں پر رحمت کا بہاؤ تیز ہو جاتا

ہے اور عبادت کرنے والوں پر قبولیت کے انوار کا فیضان ہوتا ہے اس کو اَلَا صَمّ یعنی خوب بہرا بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں جنگ وجدل کی آواز بالکل سنائی نہیں دیتی اسے رجب بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جسے رجب کہا جاتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے تو جو کوئی رجب کا ایک روزہ رکھے تو اللہ پاک اسے اس نہر سے سیراب کریگا۔ (شُعب الایمان)

علامہ صفوریؒ فرماتے ہیں رجب المرجب بیج بونے کا، شعبان المعظم آب پاشی کا اور رمضان المبارک فصل کاٹنے کا مہینہ ہے لہٰذا جو رجب المرجب میں عبادت کا بیج نہیں بوتا اور شعبان المعظم میں آنسوؤں سے سیراب نہیں کرتا وہ رمضان المبارک میں فصلِ رحمت کیوں کر کاٹ سکے گا؟ مزید فرماتے ہیں رجب المرجب جسم کو شعبان المعظم دل کو اور رمضان المبارک روح کو پاک کرتا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

حضرت سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے جس نے ماہ حرام میں تین دن جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھا اس کے لئے دو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مجمع الزوائد) نبی اکرم نور مجسم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ رجب کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسی کہ میری فضیلت باقی انبیاء کرام علیہم السلام پر ہے اور رمضان شریف کی فضیلت ایسی ہے جیسی

(اللہ تعالیٰ کی فضیلت تمام بندوں پر ہے۔ (ماثبت من السنۃ

آقا ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ بے شک رجب عظمت والا مہینہ ہے اس میں نیکیوں کا ثواب دگنا ہوتا ہے جو شخص رجب کا ایک دن کا روزہ رکھے گا تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔ ستائیسویں رجب المرجب کے روزے کی بڑی فضیلت ہے حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رجب میں ایک دن اور رات ہے جو اس دن کا روزہ رکھے اور وہ رات نوافل میں گزارے یہ سو برس کے روزوں کے برابر ہو اور وہ ۲۷ ویں رجب ہے اسی تاریخ کو اللہ پاک نے (محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ (شعب الایمان

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ستائیسویں رجب کو روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھ دے گا۔ اور یہ وہ دن ہے جس میں جبرائیلؑ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے پیغمبری لے کر نازل ہوئے۔ (تنزیہ الشریعہ)

حضرت سیدنا سلمان فارسیؓ سے مروی ہے اللہ کے محبوب دانائے غیوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ذیشان ہے رجب میں ایک دن اور رات ہے جو اس دن روزہ رکھے اور رات کو قیام (عبادت) کرے تو گویا اس نے سو سال کے روزہ رکھے اور یہ رجب کی ستائیسویں تاریخ ہے اسی دن محمد ﷺ کو اللہ پاک نے مبعوث فرمایا۔ (شعب الایمان

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کاارشاد پاک ہے "رجب شریف ایک عظیم الشان مہینہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نیکیوں کودگنا کرتاہے جوآدمی رجب المرجب کے ایک دن کا روزہ رکھتاہے گویاکہ اس نے سال بھرکے روزے رکھے اورجو شخص رجب المرجب کے سات دن روزہ رکھے تواس پردوزخ کے سات دروازے بندکیے جائیں گے جواسکے آٹھ دن کے روزے رکھے تواسکے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھل جائیں گے اورجوآدمی رجب المرجب کے دس دن روزے رکھے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کریگاوہ اسے دیگااورجورجب کے پندرہ دن روزہ رکھے توآسمان سے ایک منادی پکارے گاکہ تیرے گزشتہ گناہ معاف ہوگئے پس نئے سرے سے عمل کراورجوآدمی زیادہ روزے رکھے (گااسے اللہ کریم زیادہ دیگا۔(ماثبت من السنۃ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایاکہ رجب کی ستائیسویں رات میں عبادت کرنے والوں کو100سال کی عبادت کاثواب ملتا ہے۔جوشخص ستائیسویں رجب المرجب کی رات بارہ رکعت نمازاس طرح پڑھے کہ ہررکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھ کرقرآن کریم کی کوئی سورۃ پڑھے اوردورکعت پر تشہد التحیات للّٰہ) آخرتک پڑھ کر(بعددرود) سلام پھیرے اوربارہ کعت پڑھنے کے بعد) مرتبہ یہ تسبیح پڑھے سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ پھر100 مرتبہ 100 اَستَغفِرُاللّٰہَ اور100 مرتبہ درودشریف پڑھے تودنیاوآخرت کے امورکے متعلق جوچاہے دعاکرے اورصبح میں روزہ رکھے

تویقیناً اللہ تعالیٰ اسکی تمام دعائیں قبول فرمائے گامگر یہ کہ وہ کوئی ایسی دعا نہ کرے جوگناہ میں شمار ہوتی ہو کیونکہ ایسی دعا قبول نہ ہوگی۔ (شعب الایمان، احیاء العلوم صفحہ 3721 جلد)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا معمول تھا کہ جب ستائیسویں رجب آتی تو وہ اعتکاف میں بیٹھے ہوتے تھے اور بعد نماز ظہر نفل پڑھنے میں مشغول ہوجاتے اس کے بعد وہ چار رکعت نماز نفل پڑھتے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک مرتبہ سورۃ القدر تین بار اور سورۃ الاخلاص پچاس مرتبہ پڑھتے تھے پھر عصر تک دعاؤں میں مشغول رہتے آپؓ نے فرمایا کہ سرور کونین ﷺ کا یہی معمول تھا۔

حکایت

ایک دفعہ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا گزر ایک جگمگاتے نورانی پہاڑ پر ہوا۔ آپؑ نے دیکھا کہ پہاڑ سے نور کی شعائیں نکل رہی ہیں تو آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ رب العالمین پہاڑ کو اجازت دے وہ میرے ساتھ کلام کرے اتنا کہنا تھا کہ پہاڑ نے عرض کی یا روح اللہ آپ کیا چاہتے ہیں تو آپؑ نے پوچھا کہ تیری چمک دمک کیسی ہے تو پہاڑ نے عرض کی کہ میرے اندر ایک مردِ خدا ہے جسکی برکت سے یہ ساری چمک دمک ہے تو آپؑ نے پھر بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا کہ مولا اس مردِ خدا کو میرے سامنے حاضر کر پس پہاڑ پھٹا اور ایک حسین و جمیل بزرگ

حاضر ہوئے اس بزرگ نے کہا کہ میں سیدنا حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کی امت سے ہوں میں نے اللہ رب العزت سے یہ دعا مانگی تھی کہ میری عمر اتنی لمبی فرما کہ تیرے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت مبارکہ تک زندہ رہوں تاکہ میں بھی انکی زیارت کروں اور ان کا امتی بننے کا شرف حاصل کروں الحمدللہ ! میں اس پہاڑ میں چھ سو سال سے اللہ پاک کی عبادت میں مشغول ہوں تو حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی یا اللہ عزوجل ! کیا روئے زمین پر تیرے نزدیک اس آدمی سے بھی بڑھ کر کوئی بزرگ ہے تو اللہ کریم نے فرمایا اے عیسیٰؑ امت محمدی میں سے جو شخص رجب کے مہینہ میں ایک دن کا بھی روزہ رکھے گا تو میرے نزدیک اس شخص سے بھی زیادہ بزرگ ہوگا۔

بصرہ کی ایک نیک خاتون نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ مجھے اس کپڑے کا کفن دینا جسے پہن کر میں رجب المرجب میں عبادت کیا کرتی تھی بعد از وفات بیٹے نے کسی اور کپڑے میں کفنا کر دفنا دیا۔ جب وہ قبرستان سے گھر آیا تو یہ دیکھ کر تھرا اٹھا کہ جو کفن اس نے پہنایا تھا وہ گھر میں موجود تھا جب اس نے گھبرا کر ماں کی وصیت والے کپڑے تلاش کئے تو وہ اپنی جگہ سے غائب تھے اتنے میں ایک غیبی آواز گونج اٹھی اپنا کفن واپس لے لو ہم نے اس کو اسی کپڑے میں کفنایا ہے (جس نے اس کی وصیت کی تھی) (جو رجب کے روزے رکھتا ہے ہم اس کو قبر میں رنجیدہ نہیں رہنے دیتے۔ (نزہۃ المجالس

اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک مجھے بھی اور تمام مومنین کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس ماہ مبارک میں کثرت سے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ رب العزت ہمارے ملک، جان و مال کی حفاظت فرمائے آمین بجاہ النبی الامین

قرب الٰہی کی انتہا معراج مصطفیٰ ﷺ

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

رجب المرجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس کی 27 شب کو آقائے دوجہاں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کو معراج ہوئی اسی وجہ سے یہ رات شب معراج کے نام سے مشہور ہو گئی یہ مہینہ بڑی فضیلت والا ہے اس مقدس مہینہ کے بارے میں حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔ رَجَبُ شَھرُاللّٰہِ وَشَعبَانُ شَھرِی ± وَرَمَضَانُ شَھرُاُمَّتِی۔ رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ شب معراج انتہائی افضل اور مبارک رات ہے کیونکہ اس رات کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے معراج سے ہے شب معراج سے مراد یہ ہے کہ رات کے کچھ حصے میں حضور ﷺ مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے۔ راستے میں مختلف عجائبات الٰہیہ کا مشاہدہ کیا، وہاں انبیائے کرام کے اجتماع کو نماز پڑھائی۔ پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک گئے وہاں سے ذات باری تک تشریف لے گئے وہاں پر اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا اور لاتعداد عنایتوں سے سرفراز ہو کر واپس تشریف لائے۔ اس واقعہ کا ہم

کو قرآن پاک سے ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سُبحٰنَ الَّذِی اَسرٰی بِعَبدِہٖ لَیلًا مِّنَ المَسجِدِ الحَرَامِ اِلَی المَسجِدِ الاَقصَا الَّذِی بٰرَکنَا حَولَہٗ لِنُرِیَہٗ مِن اٰیٰتِنَا طپاکی ہے اسے جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جسکے ارد گرد ہم نے (دینی ودنیوی) برکت دے رکھی ہے کہ اسے ہم (ملکوت سماوات وارض (کی) اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ (بنی اسرائیل پارہ 15 آیت نمبر ا

اللہ رب العزت نے سفر معراج کو لفظ سُبحٰن کے ساتھ بیان کیا کہ پاک ہے وہ ذات جو اپنے محبوب ﷺ اور مقرب بندے کو سفرِ معراج پر لے گئی عربی زبان اور محاورہ عرب میں جب کوئی بات سُبحٰن سے شروع کی جائے تو اس سے مراد ایک طرح کی قسم لیتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے بھی حضور ﷺ کے معجزہ معراج کا ذکر اپنی بزرگی، برتری اور شان صمدیت کی قسم کھا کر کیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کو سُبحٰن الذی سے سفر معراج کو بیان کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ؟ اللہ پاک کے کلام میں کسی مسلمان کو شک وشبہ ہو نہیں سکتا اور کفار ومنکرین پر اللہ کی قسم کھانے یا نہ کھانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی پہلی حکمت ووجہ یہ تھی کہ واقعہ معراج ایک عظیم اور نادر الوجود معجزہ ہے اللہ پاک نے اس واقعہ کو اپنی بزرگی کے اظہار کے ساتھ شروع کر کے معترضین کے اس اعتراض کو رد کیا کہ واقعہ معراج حالتِ خواب میں رونما ہوا نہ کہ حالتِ بیداری میں اگر معراج حالت خواب میں ہوتا تو رب

کریم کبھی اس کا ذکر قسم کھا کر نہ کرتا قسم کھا کر واقعہ معراج کو بیان کرنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ معراج نبی کریم ﷺ کو حالتِ خواب میں نہیں بلکہ عالم بیداری میں ہوئی تھی اگر اس واقعہ کا تعلق خواب سے ہوتا تو عالم بالا عرش الٰہی ،جنت و دوزخ،فرشتوں جبرائیلؑ اور آسمان کی زیارتیں انبیاء اور اولیاء کو اکثر عالم خواب میں ہوتی رہتی ہیں، اس صورت میں معراج اتنا عجیب اور عظیم واقعہ نہ ہوتا کہ جس کو قسم کھا کر بیان کرنے کی ضرورت ہو پس سُبحٰن الَّذِی سے اس سفر معراج کے بیان کا شروع ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معراج عالم خواب کا واقعہ نہیں بلکہ عالم بیداری کا واقعہ ہے اس کی دوسری حکمت لفظ سُبحٰن سے شروع کرنے کی یہ ہے کہ جب آقا ﷺ نے اپنے سفر معراج کو بیان کیا تو کفار نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے آسمان اور فوق السمٰوت جا سکے یہ سارا ایک رات میں ممکن نہیں اللہ پاک نے فرمایا اے اعتراض کرنے والو! میرے نبی نے تو یہ کہا ہی نہیں کہ میں گیا بلکہ یہ تو میں کہہ رہا ہوں سُبحٰن الَّذِی اَسرٰی میں لے گیا آقا ﷺ نے تو دعویٰ کیا ہی نہیں دعویٰ تو اللہ پاک کر رہا ہے کہ میں لے گیا پس معراج کا عالم بیداری میں ہونے کا انکار کرنے والے اصل میں دعوی مصطفیٰ ﷺ کو نہیں بلکہ دعوی خدا کو جھٹلا رہے ہیں پس جو مصطفیٰ ﷺ کی بیداری میں معراج کا انکار کر رہا ہے وہ انکار مصطفیٰ ﷺ نہیں بلکہ انکار خدا کر رہا ہے۔ یہ اللہ پاک کی اپنے نبی کریم ﷺ سے محبت ہے کہ اس نے نبی ﷺ کو دشمنوں کے طعنے سے بچانے کے لیے

ایک طرف کر دیا اور خود اپنی ذات کو آگے کر دیا کہ میں لے گیا اگر کسی نے اعتراض کرنا ہے تو میری طاقت اور قدرت کا انکار کرے پس عالم بیداری میں معراج کا انکار کرنا عظمت مصطفیٰ ﷺ کا انکار نہیں بلکہ قدرت الٰہیہ کا انکار ہے اس لئے اللہ نے اسے لفظ سُبحٰن سے شروع کیا۔ معراج کا سفر تین مرحلوں میں ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک عالم ناسوت کا سفر اس کو "وہ" کہہ کر بیان کیا آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک عالم لاہوت اور جبروت کے سفر کو "ہم" کہہ کر بیان کیا اور سدرۃ المنتہیٰ کے بعد کا سفر جب براق بھی رہ گیا رفرف آیا وہ بھی رہ گیا اور پھر بقعہ نور آیا بالآخر وہ بھی رہ گیا اور پھر وہ مقام آیا کہ جب کچھ بھی نہ تھا صرف وہ اللہ پاک تھا اور یہ محمد ﷺ تھا صرف خدا تھا اور مصطفیٰ ﷺ تھا اور کچھ نہ تھا وہاں تجرید و تفریق کی طرف آ گئے وہاں کوئی اور سننے والا نہ تھا وہ بولتا تھا یہ سنتا تھا وہاں کوئی اور دیکھنے والا بھی نہ تھا وہ دیکھتا تھا تو یہ دکھائی دیتا تھا اور یہ دیکھتا تھا تو وہ دکھائی دیتا تھا جلوہ خدا تھا اور نگاہ مصطفیٰ ﷺ تھی اور اسی طرح جلوہ مصطفیٰ ﷺ تھا اور نگاہ خدا تھی اس سفر کو "انہ ھو السمیع البصیر" کے ذریعے بیان کیا کہ اور صرف وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے ایک اشارہ اپنی طرف کر دیا اور ایک اشارہ اپنے محبوب ﷺ کی طرف کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی۔ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی پھر وہ جلوہ حق (اپنے حبیب) کے

قریب ہوا پھر خوب اتر آیا (زیادہ قریب ہوا) تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اب اللہ نے اپنے بندے کو بلاواسطہ وحی فرمائی جو بھی وحی فرمائی دل نے نہ جھٹلایا جو (آنکھ نے) دیکھا تو (اے مشرکو) کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ حق دو بار دیکھا۔ (پارہ 27 سورۃ النجم 8,13 مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی لَقَدْرَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔ (جلوہ حق سے) آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی بے شک آپ نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ پارہ 27 سورۃ النجم 17,20)۔ حضرت انس بن مالک، حضرت مالک بن صعصعہؓ سے) روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے اس رات کی کیفیت بیان فرمائی جس میں آپ ﷺ کو معراج ہوئی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں لیٹا ہوا تھا کہ یکایک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا (سینہ) یہاں سے لیکر یہاں تک چاک کر ڈالا (راوی کہتا ہے یعنی حلقوم سے لیکر زیر ناف تک) پھر اس نے میرا دل نکالا بعد ازاں میرے پاس ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اور میرا دل دھویا گیا۔ پھر وہ ایمان و حکمت سے لبریز ہو گیا اس قلب کو سینہ اقدس میں اسی جگہ پر رکھ دیا گیا اسکے بعد میرے پاس ایک جانور سوار ہونے کے لئے لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ کا تھا راوی کہتا ہے کہ براق تھا اور وہ اپنا قدم منتہائے نظر تک رکھتا تھا میں اس پر سوار ہوا پھر جبرائیلؑ مجھے لے چلے یہاں تک آسمان دنیا پر پہنچے۔ اور انہوں نے اسکا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیلؑ پوچھا گیا تمہارے

ہمراہ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں ؟کہا ہاں جواب ملا، انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت اچھا ہے۔ پھر وہ دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو حضرت آدمؑ ملے۔ اور جبرائیلؑ نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ حضرت آدمؑ ہیں آپ انہیں سلام کیجیے میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو صالح فرزند اور صالح نبی کو پھر جبرائیلؑ میرے ہمراہ اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اسکا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟انہوں نے کہا جبرائیلؑ پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد ﷺ ؟ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟انہوں نے کہا ہاں۔ اس (دوسرے آسمان) کے دربان نے کہا خوش آمدید ہو انکا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا جب میں وہاں پہنچا تو حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰؑ ملے اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے جبرائیلؑ نے کہا یہ حضرت یحییٰ اور عیسی علیہم السلام ہیں انکو سلام کیجیے۔ میں نے انہیں سلام کیا ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو صالح بھائی اور صالح نبی کو پھر جبرائیلؑ مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اسکا دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبرائیلؑ ! دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟انہوں نے بتایا کہ محمد ﷺ ! پھر دریافت کیا گیا وہ بلائے گئے ہیں جبرائیلؑ نے کہا ہاں ! اسکے جواب میں کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور نہایت مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا گیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو حضرت یوسفؑ ملے جبرائیلؑ نے کہا یہ حضرت یوسفؑ ہیں انہیں سلام

کیجیے یہ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا خوش آمدید ہو صالح بھائی اور صالح نبی کو اسکے بعد جبرائیلؑ چوتھے آسمان پر مجھے لے گئے اور اسکا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون انہوں نے کہا جبرائیلؑ ! پوچھا گیا کون ہے تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ ! پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبرائیلؑ نے کہا ہاں؟ اس کے جواب میں کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو انکا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے ! اور دروازہ کھول دیا جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ادریسؑ ملے جبرائیلؑ نے کہا یہ حضرت ادریسؑ ہیں انکو سلام کیجیے میں نے انکو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا خوش آمدید ہو صالح بھائی اور صالح نبی کو ! پھر جبرائیلؑ مجھے پانچویں آسمان پر لے چڑھے اور دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیلؑ پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں ! اس نے کہا خوش آمدید ہو انکا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے (پس دروازہ کھلنے پر) جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ہارونؑ ملے جبرائیلؑ نے کہا یہ حضرت ہارونؑ ہیں انہیں سلام کیجیے میں نے انکو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا خوش آمدید ہو صالح بھائی اور صالح نبی کو پھر جبرائیلؑ مجھے چھٹے آسمان تک لے پہنچے اور اسکا دروازہ کھلوایا ! تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیلؑ پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں اس فرشتے نے کہا خوش آمدید انکا آنا نہایت ہی اچھا اور مبارک

ہے جب میں وہاں پہنچا تو حضرت موسیٰ ملے جبرائیلؑ نے کہا یہ حضرت موسیٰ ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے انکو سلام کیا اور انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید صالح بھائی اور صالح نبی کو جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے پوچھا گیا آپؑ کو کیا چیز رلا رہی ہے؟ انہوں نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک فرزند نبی بنائے گئے جسکی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہونگے۔ پھر جبرائیلؑ مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے اور اسکا دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا کون ہے انہوں نے کہا جبرائیلؑ پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے انہوں نے کہا محمد ﷺ۔ وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں اس فرشتے نے کہا خوش آمدید انکا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے پھر میں جب وہاں پہنچا تو حضرت ابراہیمؑ ملے جبرائیلؑ نے کہا یہ آپ کے والد حضرت ابراہیمؑ ہیں انکو سلام کیجیے پس میں نے انکو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید صالح فرزند اور صالح نبی پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا تو اس درخت) سدرۃ کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کیطرح تھے اور اسکے پتے ہاتھی کے کانوں) جیسے تھے جبرائیلؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں دو پوشیدہ دو ظاہر میں نے پوچھا اے جبرائیلؑ یہ نہر کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل و فرات ہیں پھر بیت المعمور میرے سامنے ظاہر کیا گیا اسکے بعد مجھے ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا اور ایک برتن شہد کا دیا گیا میں نے دودھ کو قبول کیا جبرائیلؑ نے کہا یہ فطرت (دین اسلام) ہے جس پر آپ ﷺ اور

آپکی امت اس پر قائم رہیں گے اسکے بعد مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں جب میں واپس ہوا تو حضرت موسیٰؑ پر گزر ہوا آپؑ نے کہا آپکی امت پچاس نمازیں روزانہ نہ پڑھ سکے گی۔ خدا کی قسم! میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ میں نے سخت برتاؤ کیا ہے لہٰذا آپ اپنے رب کے پاس لوٹ جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجیے چنانچہ میں پھر اپنے رب کے پاس لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے دس نمازیں معاف فرمادیں پھر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا میں پھر اپنے رب کے پاس واپس گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر دس نمازیں معاف کردیں۔ پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا میں پھر خدا کے پاس واپس گیا تو مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا پھر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس لوٹ کے آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپکو کیا حکم ملا میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا حکم ملا ہے۔ انہوں نے کہا آپکی امت پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے سخت برتاؤ کر چکا ہوں لہٰذا پھر آپ اپنے رب کی بارگاہ میں جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اتنے سوال کر لئے کہ اب شرم کرتا ہوں لہٰذا اب میں راضی ہوں اور اپنے رب کے حکم کو تسلیم کرتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ میں نے اپنا حکم جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف فرمادی۔ (بخاری، مسلم شریف)

آج لوگ مقام مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں کوئی انہیں مقام بشریت تک محدود رکھتا ہے کوئی انہیں صرف نور کہتا ہے۔ مصطفیٰ ﷺ کے مقام کو فقط بشریت تک محدود کرنے والو سنو! کہ بشریت تو مسجد اقصیٰ تک رہ گئی۔ آقا ﷺ آگے چلے گئے اس سے معلوم ہوا کہ بشریت، مصطفیٰ ﷺ کی شانوں میں سے ایک شان ہے مقام نہیں ہے اگر آقا ﷺ کا مقام صرف بشریت ہوتا تو مسجد اقصیٰ سے آگے نہ جا سکتے بشریت مصطفیٰ ﷺ کا مقام نہیں بلکہ بشریت کا مقام آقا ﷺ کے قدموں میں ہے۔ مقام مصطفیٰ ﷺ کو فقط نورانیت میں بند رکھنے والو! دیکھو جبرائیل اور براق جو نور ہیں وہ سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئے اور آقا ﷺ آگے چلے گئے اگر آقا ﷺ کا مقام فقط نورانیت ہوتا تو سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ جا سکتے۔ پس بشریت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ایک شان اور نورانیت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ایک شان ہے۔ بشریت مسجد اقصیٰ میں رہ گئی اور نورانیت سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئی مصطفیٰ ﷺ آگے چلے گئے معلوم ہوا یہ شانیں تھیں مقام اس سے اوپر ہے۔ بشریت بھی حق ہے اس کا انکار کرنا کفر ہے اور حق اتنی ہے کہ مسجد اقصیٰ میں رہ گئی نورانیت بھی حق ہے اور بشریت سے بہت آگے ہے اس کا انکار کرنا گمراہی اور بد بختی ہے اور حق اتنی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر کھڑی ہے مقام مصطفیٰ ﷺ بشریت سے بھی بلند ہے اور نورانیت سے بھی بلند ہے بشر بھی آقا ﷺ سے فیض لیتا ہے نور بھی مصطفیٰ ﷺ سے فیض لیتا ہے آگے رفرف آیا مگر ایک مقام پر جب اللہ تعالیٰ کی تجلیات بے حد ہو گئیں تو رفرف بھی رہ گیا پھر بقعہ نور آیا ایک مقام پر بقعہ نور بھی رہ گیا اور پھر ایک مقام

ایسا آیا کہ اور کوئی وہاں نہ جا سکا بس ادھر خدا تھا ادھر مصطفیٰ ﷺ تھے اللہ نے فرمایا ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی مراد جبرائیلؑ کا قریب ہونا نہیں بلکہ صحیح بخاری میں ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ دنی الجبار رب العزت فتدلی "اللہ پاک قریب ہوا" جن لوگوں کے ذہنوں میں یہ غلط خیال ہے نکال دو کہ جبرائیلؑ قریب ہوئے جبرائیلؑ تو وہ ہیں جو آقا ﷺ کے نواسوں کے جھولے جھولتے ہیں اسکی ایک اور تفسیر امام جعفر صادق نے کی فرمایا ثم دنی ای دنی محمد فتدلی "کہ محمد ﷺ اللہ کے قریب ہوئے دونوں تفاسیر حق ہیں وہ محمد ﷺ کے قریب ہوا اور یہ خدا کے قریب ہوئے۔ پھر ایک مقام آیا کہ آواز آئی اے حبیب آپ رک جائیں حرم کعبہ سے یہاں تک آپ آئے ہیں اب آپ رک جائیں اب آگے بڑھ کر میں آتا ہوں۔ امام عبدالوہاب شعرانی نے الیواقیت الجواہر میں اور دیگر عرفاء واولیاء نے بیان کیا ہے کہ اللہ پاک نے آواز دی قف یا محمد ان ربک یصلی اے محمد ﷺ رک جائیں آپ کا رب آپ پر صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔ معراج کی رات اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کا استقبال درود سلام سے کیا صلی کا ایک معنی قریب ہوتا ہے معنی ہوگا اے حبیب رک جایئے اب آپ کا رب خود آپ کے قریب آتا ہے اس استقبال کے بعد قربتیں شروع ہو گئیں۔ پس اللہ پاک کے اخلاق کے رنگ مصطفیٰ ﷺ کے خلق پر چڑھ گئے اس مقام پر اسماء مصطفیٰ ﷺ افعال مصطفیٰ ﷺ اور صفات مصطفیٰ ﷺ پر اللہ کے اسماء، افعال اور صفات کا رنگ چڑھ چکا تھا جب سارے رنگ چڑھ گئے تو فرمایا اب حبیب صرف تیری ذات رہ گئی۔ ارشاد فرمایا اوادنی خدا نے اس مقام پر اپنی ذات کا رنگ بھی مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر چڑھا دیا اللہ کے اسماء کے رنگ، اسماء مصطفیٰ ﷺ پر

چڑھنا یہ اسماء مصطفیٰ ﷺ کی معراج تھی اللہ کے افعال کا رنگ افعال
مصطفیٰ ﷺ پر چڑھنا یہ افعال مصطفیٰ ﷺ کی معراج تھی ۔اللہ پاک کی صفات کا رنگ
صفات مصطفیٰ ﷺ پر چڑھنا یہ صفات مصطفیٰ ﷺ کی معراج تھی اور بالآخر ذات،
خدا کا رنگ ذات مصطفیٰ ﷺ پر چڑھنا ذات مصطفیٰ ﷺ کا معراج تھا۔دل بھی
دیکھتا رہا آنکھیں بھی دیکھتی رہیں اور آنکھوں نے ایسا دیکھا کہ نہ حد سے گزریں اور نہ
جھپکیں اسی اثناء میں کتنا رنگ چڑھ گیا ہوگا اس بارے میں صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے۔

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

بعض کتب تفاسیر میں روایات کے ذریعے اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ واپسی پر بھی
حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں براق پیش کیا گیا اسکے ذریعے آپ ﷺ واپس مکہ
تشریف لائے جیسے جاتے ہوئے ہر آسمان پر ایک بر گزیدہ نبی اور ملائکہ کے ساتھ
ملاقات کا مفصل ذکر آتا ہے ایسے ہی واپسی پر تفصیلی ملاقاتوں کا ذکر موجود نہیں لہٰذا واپسی کی
تفصیلات اور جزئیات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہی معلوم ہیں ۔غرضیکہ آقائے
نامدار ﷺ براق پر مکہ معظّمہ واپس تشریف لے آئے اور صحن حرم میں لیٹ گئے
پھر تہجد کے وقت اٹھے حدیث پاک میں آتا ہے ۔(ملاء اعلیٰ اور ملکوتی مشاہدہ سے
وارد شدہ استغراق کی کیفیت سے) واپس پلٹا تو مسجد حرام میں تھا۔

اللہ پاک ہم سب کو آقا ﷺ کی سچی محبت اور پکی غلامی نصیب فرمائے تاکہ بروز قیامت ہم محبوب ﷺ کی شفاعت اور اللہ پاک کی جنت کے حقدار بن جائیں ۔آمین بجاہ النبی الامین

صلی اللہ علیک یا محمد

آقا ﷺ کا محبوب ترین مہینہ شعبان المعظم

فضیلت وعبادت ماہ شعبان المعظم

شعبان المعظم قمری سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ یہ سارا مہینہ برکتوں اور سعادتوں کا مجموعہ ہے۔ اس مہینہ کی پندرہویں رات کو شب براءت کہا جاتا ہے۔ ماہ شعبان آقا ﷺ کا محبوب ترین مہینہ ہے آپ ﷺ اس ماہ مبارک میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو کہ اللہ پاک اس وقت تک اپنا فضل نہیں روکتا جب تک تم اکتانہ جاؤ بے شک اس کے نزدیک پسندیدہ نفل نماز وہ ہے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے اگرچہ کم ہو تو پس جب آپ ﷺ کوئی نفل نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی اختیار فرماتے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ پورے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے آپؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا سب مہینوں میں آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ شعبان کے روزے رکھنا ہے تو نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ رب العزت اس سال مرنے والی ہر جان کو لکھ دیتا ہے اور مجھے یہ پسند ہے کہ میرا وقت رخصت آئے اور میں روزہ دار ہوں (مسند ابو یعلی) حضرت سیدنا اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کو شعبان کے روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کسی بھی مہینے میں اسطرح روزے نہیں

رکھتے فرمایا رجب اور رمضان کے بیچ میں یہ مہینہ ہے لوگ اس سے غافل ہیں اس میں لوگوں کے اعمال اللہ رب العزت کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور مجھے یہ محبوب ہے کہ (میرا عمل اس حال میں اٹھایا جائے کہ میں روزہ دار ہوں ۔ (سنن نسائی

لفظ شعبان میں پانچ حروف ہیں ۔ش،ع،ب،ا،ن ۔ش سے مراد شرف یعنی بزرگی ، ع سے مراد عُلُوّ یعنی بلندی، ب سے مراد بر یعنی بھلائی واحسان ،ا سے اُلفت اور نسے مراد نور ہے۔ یہ تمام چیزیں اللہ پاک اپنے بندوں کو اس ماہ مبارک میں عطا فرماتا ہے ۔اس ماہ مبارک میں نیکیوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں.برکات کا نزول ہوتا ہے خطائیں ترک کردی جاتی ہیں گناہوں کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے آقائے دوجہاں ﷺ پر درود کی کثرت کی جاتی ہے اور یہ نبی مختار ﷺ پر درود بھیجنے کا مہینہ ہے ۔

سیدنا حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ماہ شعبان المعظم کا چاند نظر آتے ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہوجاتے اپنے اموال کی زکوۃ نکالتے تاکہ کمزور و مسکین لوگ ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی تیاری کر سکیں حکام قیدیوں کو طلب کرکے جس پر حد قائم کرنا ہوتی اس پر حد قائم کرتے اور بقیہ کو آزاد کردیتے تاجر اپنے قرضے ادا کردیتے دوسروں سے اپنے قرضے وصول کر لیتے اور رمضان المبارک کا چاند نظر آتے ہی غسل کرکے (بعض حضرات سارے ماہ کے

(لئے)اعتکاف میں بیٹھ جاتے ۔ (غنیہ الطالبین

آ قائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کاارشاد پاک ہے ۔شَعبَانُ شَھرِی وَرَمَضَانُ شَھرُاللہ ترجمہ ! شعبان میرامہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کامہینہ ہے۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تمام مہینوں سے زیادہ پیارامہینہ شعبان کامہینہ تھا۔ (نزہۃ المجالس)اس ماہ مبارک کی پندرہویں رات کتنی نازک رات ہے نہ جانے قسمت میں کیالکھ دیاجاتاہے انسان بعض اوقات غفلت میں پڑارہ جاتاہے اوراسکے بارے میں کچھ کاکچھ ہوچکاہوتاہے۔شب براءت جہنم کی آگ سے نجات پانے کی رات ہے مگرآج کل ہم مسلمانوں کوکیاہوگیاہے آگ سے چھٹکاراحاصل کرنے کے بجائے پیسے خرچ کرکے خوداپنے لئے آگ یعنی آتشبازی کاسامان خریدتے ہیں حکیم الامت مفتی احمدیارخان نعیمی فرماتے ہیں کہ آتشبازی نمرودبادشاہ نے ایجادکی جبکہ اس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کوآگ میں ڈالااورآگ گلزارہوگئی تواس کے آدمیوں نے آگ کے انارکھرکان میں آگ لگاکرحضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرف پھینکے یہ بڑی عظمت والی رات ہے اس رات اللہ پاک گناہ گاروں کودوزخ کی آگ سے نجات دیتاہے ہم اس رات آگ سے بچنے کی بجائے گھروں میں شیطانی کام پٹاخے،شرکنیاں،ٹائر وغیرہ جلاتا) کرتے ہیں حکیم الامت مفتی احمدیارخان نعیمی) فرماتے ہیں آتشبازی بناناء بیچناء خریدنااورخریدواناء چلاناااورچلواناسب حرام ہے۔ لہٰذاہم خود

بھی ان کاموں سے بچیں، دوسروں کو بھی بچائیں اور اللہ پاک کی رحمت کے حقدار بن جائیں۔ یہ سارا مہینہ برکتوں اور سعادتوں کا مجموعہ ہے مگر اسکی پندرہویں رات بڑی برکت والی ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اس رات کو "لیلۃِ مُبارکۃ" کہا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ حٰمٓ اس کتاب روشن کی قسم، ہم نے اس کو مبارک رات یں اتارا ہم تو ڈر سنانے والے ہیں بانٹ دیا جاتا ہے اس رات میں ہر حکمت والا کام ہمارے پاس کے حکم سے بیشک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے۔

مفسرین کرام نے "لیلۃِ مبارکۃ" سے مراد شعبان المعظم کی پندرہویں رات لی ہے۔ ماہ شعبان کی پندرہویں رات کو "شب براءت کہا جاتا ہے شب کے معنی رات اور براءت کے معنی چھٹکارے کے ہیں اس رات میں اللہ رب العزت قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گناہ گاروں کی بخشش فرماتا ہے۔ قبیلہ بنی کلب کے بارے میں آتا ہے کہ عرب قبائل میں سے سب سے زیادہ بکریاں پالنے والا قبیلہ قبیلہ بنی قلب تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ پاک شعبان کی پندرہویں شب میں تجلی فرماتا ہے استغفار یعنی توبہ کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالب رحمت پر رحم فرماتا ہے عدوات والوں کو جس حال پر ہیں اسی پر چھوڑ دیتا ہے (شعب الایمان) حضرت سیدنا معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ سلطان مدینہ راحت قلب وسینہ جناب

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد پاک ہے شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے مگر کافر اور عدوات والے کو (نہیں بخشتا)۔ (صحیح ابن حبان

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اسمیں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر، عداوت والے، رشتہ کاٹنے والے، (تکبر کے ساتھ ٹخنوں سے نیچے) کپڑا لٹکانے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ پاک شعبان کی پندرہویں شب میں تمام زمین والوں کو بخش دیتا ہے سوائے کافر اور عداوت والے کے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ شعبان المعظم کی پندرہویں رات اکثر باہر تشریف لاتے ایک بار اسی طرح شب براءت میں باہر تشریف لائے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا ایک مرتبہ اللہ کے نبی حضرت سیدنا ابوداؤدؑ نے شعبان کی پندرہویں رات آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا یہ وہ وقت ہے کہ اس وقت میں جس شخص نے اللہ پاک سے جو دعا مانگی اسکی دعا اللہ پاک نے قبول فرمائی اور جس نے مغفرت طلب کی اللہ پاک نے اس کی مغفرت فرمادی بشرطیکہ دعا کرنے

والاعُشّار (ظلماً ٹیکس لینے والا) جادوگر، کاہن، نجومی، (ظالم) پولیس والا، حاکم کے سامنے چغلی کھانے والا گویّا اور باجا بجانے والا نہ ہو پھر یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ ربَّ دَاوٗدَ اغفِرلِمَن دَعَاکَ فِی ھٰذِہِ اللَّیلَۃِ اَواستَغفَرَکَ فِیھَا یعنی اے اللہ عزوجل! اے داؤد علیہ السلام کے رب جو کوئی اس رات میں تجھ سے دعا کرے یا مغفرت طلب کرے تو اس کو بخش دے۔

(ماثبت بالسنۃ)

ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ چار راتوں کو خیر و برکت کے دروازے صبح تک کھول دیتا ہے۔ 1۔ شب عید الفطر 2۔ شبِ عید الاضحیٰ 3۔ پندرہ شعبان کی رات (اس رات کو مخلوق کی درازی عمر، رزق میں برکت اور حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں) 4۔ شب یوم عرفہ (نو ذوالحجہ کی رات) اذان (فجر) تک، فرشتوں کی آسمان میں دو عید کی راتیں ہوتی ہیں جسطرح مسلمانوں کے لئے زمین پر دو عیدیں ہوتی ہیں فرشتوں کی عیدیں شب براءت اور لیلۃ القدر ہیں مومنوں کی عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں فرشتوں کی عیدیں رات کو اسلئے ہوتی ہیں کہ وہ سوتے نہیں اور مومنوں کی عیدیں دن کو اسلئے ہوتی ہیں کہ وہ سوتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جب شعبان

المعظم کی پندرہویں رات ہوتواس رات کو قیام کرواوردن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت ہی سے آسمان ودنیاپرظاہر ہوتی ہے۔اوراللہ تعالیٰ فرماتاہے کہ کیا کوئی بخشش مانگنے والاہے کہ میں اُسے بخش دوں،کیاکوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسکوعطاکروں،کیاکوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے چھوڑوں،کیاکوئی فُلاں فُلاں حاجت والاہے کہ میں اسکی حاجت پوری کروں،حتیٰ کہ صبح ہوجاتی ہے"۔

حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو حضورﷺ کودیکھاکہ آپﷺ نے چودہ رکعت نمازاداکی پھرآپﷺ نے بیٹھ کرسورۃ الفاتحہ،سورۃ الاخلاص،سورۃ الفلق اورسورۃ الناس چودہ مرتبہ پڑھیں۔پھرآیت الکرسی ایک بارپڑھ کرلَقَدجَآءَکُم رَسُول ''مِن اَنفُسِکُم عَزِیز ''عَلَیہِ مَاعَنِتّم حَرِیص '' عَلَیکُم بِالمُومِنِینَ رَءُوف '' رَحِیم ''۔فَاِن تَوَلّوفَقُل حَسبِیَ اللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلّاھُوَعَلَیہِ تَوَکّلتُ وَھُوَرَبُّ العَرشِ العَظِیم:پوری آیت کریمہ پڑھی پھراس سے فارغ ہوکر حضورﷺ نے فرمایا"اے علی جوایساعمل کریگاجیساکہ میں نے کیاتواس کو20 مقبول حج اور20سال کے روزوں کاثواب ملیگا۔

جو شخص اس رات کوچاررکعت نماز نفل عبادت کی نیت سے پڑھے۔اوردن کوروزہ رکھے تواللہ تعالیٰ اسکے 50سال کےگناہ معاف فرمادیتاہے۔

جو شخص اس رات کو آٹھ رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد گیارہ ،گیارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے اور نماز پڑھ کر اس نماز کا ثواب سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرؓ اکی روح کو بخشے تو اُسکے متعلق سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراؓ فرماتی ہیں کہ میں جنت میں اسوقت تک قدم نہیں رکھوں گی جب تک اسکی شفاعت نہ کروالوں۔

آقا دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بارہ رکعت نماز نفل اسطرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے تو اسکے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اسکی عمر میں برکت ہوگی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص پندرہ شعبان کو روزہ رکھتا ہے اُسے دو سال ایک گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ پندرہ شعبان کو جن، پرندے، درندے اور سمندر کی مچھلیاں بھی روزہ رکھتی ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح

ان نوافل کی تعلیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو دی۔ اور یہ فرمایا کہ اس نماز کو پڑھنے والوں کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے

جاتے ہیں آ قاﷺ نے فرمایا اس کو روزانہ پڑھو ورنہ جمعہ کے دن پڑھو اگر یہ نہ ہوسکے تو مہینہ میں ایک بار پڑھو یہ بھی نہ ہوسکے تو سال میں ایک بار پڑھو اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو عمر میں ایک بار پڑھو۔

چار رکعت نفل کی نیت باندھیں اور ثناء کے بعد پندرہ دفعہ یہ تسبیح (سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر) پڑھیں پھر سورۃ الفاتحہ (الحمد شریف) اور سورۃ پڑھ کر رکوع میں جانے سے پہلے ہاتھ باندھے دس دفعہ یہی تسبیح پڑھیں پھر رکوع میں جائیں اور سبحان ربی العظیم کہنے کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں پھر رکوع سے اٹھیں اور ربنالک الحمد کے بعد کھڑے کھڑے دس بار پھر سجدے میں جائیں اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھیں اور جلسہ میں اللہ اکبر کے بعد دس بار اس کے بعد دوسرا سجدہ کریں اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس بار اب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں اور پندرہ بار یہی تسبیح پڑھ کر باقی سب کچھ پہلی رکعت کی طرح اس میں بھی پڑھیں اور جب دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد التحیات کے لیے بیٹھیں تو تشھد اور درود شریف پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھیں اور پہلی رکعت میں ثناء کے بعد پندرہ بار اسی طرح چاروں رکعتیں پوری کریں، واضح رہے ہر رکعت میں بار یہی تسبیح پڑھنی ہے اور چاروں رکعتوں میں 300 مرتبہ ہوگی۔75

شب برات کے حوالے سے پیام امام اہلسنت

شعبان المعظم کی رات مسلمانان عالم کے لئے خاص اہمیت وتقدس کی حامل ہے15 ۔امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضاخان فاضل بریلویؒ اپنے خلیفہ ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاریؒ کے نام ایک خط میں اس مبارک شب کے بارے میں کچھ معمولات کا ذکرفرمایا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ازبریلی 11 شعبان المعظم 1334ھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شب برات قریب ہے اس رات تمام بندوں کے اعمال حضرت عزت عزوجل میں پیش ہوتے ہیں مولاعزوجل بطفیل حضورپرنورشافع یوم النشور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے ذنوب معاف فرماتاہے مگرچندان میں وہ دومسلمان جوباہم دنیوی وجہ سے رنجش رکھتے ہیں فرماتاہے ان کورہنے دوجب تک آپس میں صلح نہ کرلیں ایک دوسرے کے حقوق اداکردیں یامعاف کرالیں کہ باذنہ تعالیٰ حقوق العباد سے صحائف اعمال خالی ہوکربارگاہ رب العزت میں پیش ہوں حقوق مولیٰ تعالیٰ کے لئے توبہ صادقہ کافی ہے۔التائب من الذنب کمن لاذنب لہ' (یعنی گناہ سے توبہ کرنیوالاایساہے جیسے اس نے گناہ کیاہی نہیں)ایسی حالت میں باذنہ تعالیٰ ضروراس شب میں امید مغفرت تامہ ہے بشرط صحت عقیدہ وھوالغفورالرحیم یہ سنت

مصالحت اخوان (یعنی بھائیوں میں صلح کروانا) ومعافی حقوق بحمدہ تعالیٰ یہاں سالہائے دراز سے جاری ہے امید ہے کہ آپ بھی وہاں کے مسلمانوں میں اجراء کرکے مَن سَنَّ فِی الاسلام سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجرُھَا وَاَجرُ مَن عَمِلَ بِھَا اِلٰی یَومِ القِیٰمَۃِ لَا یَنقُصُ مِن اُجُورِھِم شَیئٌ یعنی جو اسلام میں اچھی راہ نکالے اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کا ثواب ہمیشہ اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی آئے) کے مصداق اور اس فقیر کے لیے عفو وعافیت دارین کی دعا فرمائیں فقیر آپ کے لئے دعا کرتا ہے اور کرے گا۔ (ان شاء اللہ عزوجل) سب مسلمانوں کو سمجھا دیا جائے کہ وہاں نہ خالی زبان دیکھی جاتی ہے نہ نفاق پسند ہے صلح معافی سب سچے دل سے ہو۔ والسلام فقیر احمد رضا قادری از بریلی

اللہ پاک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں. بروز قیامت نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیک یا محمد

نوافل شب برات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فِیھَا یُفرَقُ کُلُّ اَمرٍ حَکِیم ترجمہ : بانٹ دیا جاتا ہے اس رات میں ہر حکمت والا کام

حضرت علی المرتضٰی شیر خدا روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ! "جب شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان ودنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اُسے بخش دوں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسکو عطا کروں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے چھوڑوں، کیا کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے کہ میں اسکی حاجت پوری کروں، حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے۔) ابن ماجہ (

1۔ صلوٰۃ الخیر : جو شخص اس رات میں سو (100) رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص گیارہ بار پڑھے ۔ اس کے متعلق حضور ﷺ

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ ایک سال تک اس کا کوئی گناہ نہ لکھو بلکہ نیکیاں ہی لکھتے رہو حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے تیس صحابہ کرام علیہم الرضوان سے سنا کہ جو شخص اس نماز کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی ستر نظریں فرمائے گا۔ اور ہر نظر کے ساتھ ستر حاجتیں پوری فرمائے گا ۔ سب سے چھوٹی حاجت گناہوں سے پاک فرمانا ہے

2 ۔چودہ رکعت نماز نفل : حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبان کی پندرہویں رات کو حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے چودہ رکعت نماز ادا فرمائی ۔ پھر آپ ﷺ نے بیٹھ کر سورۃ الفاتحہ ، سورۃ اخلاص ، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس چودہ چودہ بار پڑھیں ۔ پھر آپ ﷺ نے آیت الکرسی ایک بار پڑھ کر لقد جاء کم رسول من انفسکم ،الاخر پوری آیت کریمہ پڑھی اس سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی المرتضیٰ جو ایسا عمل کرے جیسا کہ میں نے کیا ہے تو اس کو بیس مقبول حجوں کا اور بیس سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

3 ۔ چار رکعت نماز نفل : جو شخص اس رات چار رکعت نماز نفل پڑھے اور دن کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دے گا۔

4۔آٹھ رکعت نماز نفل : جو شخص آٹھ رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی روح مبارکہ کو بخشے تو اس کے متعلق سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ میں جنت میں اس وقت تک قدم نہ رکھوں گی جب تک اس کی شفاعت نہ کرالوں۔

5۔بارہ رکعت نماز نفل : حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بارہ نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد دس بار سورۃ اخلاص پڑھی تو اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کی عمر میں برکت ہوتی ہے۔

6۔پندرہ شعبان کا روزہ : حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جس نے پندرہ شعبان کو روزہ رکھا اسے دو سال ایک گزشتہ اور ایک آئندہ کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ایک اور روایت یہ ہے کہ پندرہ شعبان کو جن ، پرندے ، درندے اور سمندر کی مچھلیاں بھی روزہ رکھتی ہیں۔

7۔نوافل بعد از نماز مغرب : جو شخص مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں دو دو رکعت

کرکے پڑھے کہ دو رکعت نماز نفل درازی عمر بالخیر ہونے کی نیت سے دو رکعت نماز نفل بلائیں دفع ہونے کی نیت سے اور دو رکعت نماز نفل مخلوق کا محتاج نہ ہونے کی نیت سے پڑھے اور ہر دو رکعت کے بعد سورہ یٰسین ایک بار (ےاا کیس بار سورہ اخلاص) اس کے بعد دعا نصف شعبان المعظم پڑھے۔

۔دس رکعت نماز نفل: حضور ﷺ نے فرمایےا جو میرا نیاز مند امتی شب برات میں 8 دس (10) رکعتنماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھو اللہ احد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے تو اس کے گناہ معاف ہوں گے اور اس کی عمر میں برکت ہوگی۔

۔نوافل برائے نجات عذاب قبر: شعبان کی پندرہویں شب کو جو کوئی آٹھ رکعت نماز 9 دو سلام سے پڑھے ۔ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورہ اخلاص 10 مرتبہ پڑھے۔اللہ عزوجل اس نماز کے پڑھنے والے کیلئے بے شمار فرشتے مقرر فرما دے گا جو اُسے عذاب قبر سے نجات کی اور داخل بہشت ہونے کی خبر دیں گے۔

۔نوافل برائے توبہ: پندرہویں شب کو جو کوئی آٹھ رکعت نماز نفل دو سلام سے 10 پڑھے (ے عنی 4،4 رکعت) پہلی رکعت میں سورۃ االفاتحہ کے بعد آیت الکرسی 10 مرتبہ دوسری میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح دس بار اور تیسری میں سورۃالقدر

اور چوتھی میں سورۃ اخلاص دس مرتبہ پڑھے۔پھر دوسری چار رکعت بھی اسی ترتیب سے پڑھے۔بعد سلام کے ستر مرتبہ استغفار اور ستر مرتبہ آقا ﷺ کی ذات اقدس پر درود پاک پڑھ کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔انشاء اللہ اللہ عزوجل صغیر وکبیرہ گناہ معاف فرمائے گا۔

۔دو رکعت نماز نفل: جو کوئی پندرہویں شعبان کو دو رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت 11 میں سورۃ الفاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور 15 بار اخلاص پڑھے۔سلام پھیرنے کے بعد آقا ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف 100 مرتبہ پڑھ کر ترقی رزق کی دعا کرے۔انشاء اللہ نماز کے باعث رزق میں برکت ہوگی۔

شب برات جہنم کی آگ سے نجات پانے کی رات ہے مگر آج کل ہم مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے آگ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بجائے پیسے خرچ کرکے خود اپنے لئے آگ یعنی آتشبازی کا سامان خریدتے ہیں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ آتشبازی نمرود بادشاہ نے ایجاد کی جبکہ اس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کو آگ میں ڈالا اور آگ گلزار ہوگئی تو اس کے آدمیوں نے آگ کے انار بھر کر ان میں آگ لگا کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرف پھینکے یہ بڑی عظمت والی رات ہے اس رات اللہ پاک گناہ گاروں کو دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے ہم اس رات آگ سے بچنے کی بجائے گھروں میں شیطانی کام

پٹاخے، شرکنیاں، ٹائر وغیرہ جلانا) کرتے ہیں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ)
فرماتے ہیں آتشبازی بنانا، بیچنا، خریدنا اور خریدوانا، چلانا اور چلوانا سب حرام ہے۔
لہٰذا ہم خود بھی ان کاموں سے بچیں، دوسروں کو بھی بچائیں اور اللہ پاک کی رحمت کے
حقدار بن جائیں۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

شب برات بخشش ومغفرت کی رات

شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو "شب برات کہاجاتاہے۔شب کے معنی رات اور برات کے معنی چھٹکارے کے ہیں اس رات میں اللہ رب العزت قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گناہ گاروں کی بخشش فرماتاہے۔ عرب قبائل میں سے سب سے زیادہ بکریاں پالنے والاقبیلہ قبیلہ بنی قلب تھااس رات اللہ رب العزت کی اپنی مخلوق پر خصوصی رحمتیں ہوتی ہیں اللہ رب العزت کی رحمت دوطرح کی ہے ایک عام اوردوسری خاص اللہ تعالی کی رحمت عام !جو ہرخاص وعام کے لئے ہے،خواہ وہ مسلمان ہویاکہ کافر،یہودی ہویاکہ نصرانی ،حیوان ہویاکہ پتھرآپ خوداندازہ کریں کہ جب بارش ہوتی ہے توہرایک کے کھیت چاہے امیرکاہویاکہ غریب کا،نیک کاہویاکہ بُرے کاسب میں پڑتی ہے یعنی وہ ہرایک کے لئے یکساں ہوتی ہے۔اللہ تعالی کی رحمت خاص یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے حالات کے مطابق مانگتاہے۔اللہ پاک اسے بھی عنایت فرماتاہے۔شب براءت ایک ایسی رات ہے جس میں اللہ پاک دونوں طرح کی رحمتوں کانزول فرماتاہے جسکا ہرذی روح کوفائدہ پہنچتاہے۔پندرہ شعبان کی رات کتنی نازک رات ہے۔ انسان بعض اوقات غفلت میں پڑارہتاہے اوراسکے بارے میں کچھ کاکچھ ہوچکاہوتاہے اس رات سال بھرمیں ہونے والے تمام امورکائنات،عروج زوال ، اوبارواقبال،،کامیابی،ناکامی رزق میں وسعت وتنگی موت وحیات

اورکارخانہ قدرت کے دوسرے شعبہ جات کی فہرست مرتب کی جاتی ہے۔اورفرشتوں کواپنے اپنے کاموں کی تقسیم کردی جاتی ہے۔یوں توشعبان المعظم کا سارامہینہ برکت والاہے مگراسکی پندرہویں رات بڑی برکت والی ہے اس رات اللہ رب العزت گناہ گاروں کودوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے۔قرآن مجید فرقان حمید میں اس رات کو "لیلۃً مبارکہ" کہاگیاہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (سورۃ الدخان آیت نمبر ا تا ٦) حٰمٓ قسم اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں اس میں بانٹ دیاجاتاہے ہر حکمت والاکام ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت بے شک وہی سنتاہے اورجانتاہے .آقاعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے شب برات ایک نعمت عظمیٰ ہے۔حدیث پاک میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے شعبان المعظم کی تیرہویں رات کو بارگاہ خداوندی میں اپنی امت کے لئے شفاعت کی درخواست کی توایک تہائی امت کی بخشش قبول ہوئی۔پھرچودھویں رات میں دعاکی تودوتہائی امت کی شفاعت عطاکی گئی۔ پھرپندرہویں رات "شب برات" میں دعاکی توساری امت کے حق میں شفاعت قبول ہوگئی ہے۔سوائے ان نافرمان بندوں کے جواللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اونٹ کی طرح

بدک کر بھاگتے ہیں (مکاشفۃ القلوب) ام المومنین سیدتنا عائشہ الصدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ پورے ماہ شعبان میں روزے رکھتے یہاں تک کہ اسے رمضان المبارک سے ملادیتے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ماہ شعبان کے روزے آپکو دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب وپسندیدہ ہیں؟ توآپ ﷺ نے ارشادفرمایاہاں اے عائشہؓ! جو بھی سال بھر میں فوت ہوتاہے اسکاوقت (وفات) شعبان ہی کے مہینے میں لکھ دیاجاتاہے تو یہ بات مجھے محبوب ہے کہ میرے وصال کاوقت اس حال میں لکھاجائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اورنیک کام میں مشغول ہوں ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایااے عائشہؓ اسی مہینے میں ملک الموت فوت ہونے والوں کے نام لکھ لیتے ہیں تومجھے یہ پسندہے کہ میرانام روزہ کی حالت میں لکھاجائے۔ (درمنثور) حضرت علاء بن حارثؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ نے فرمایاکہ رسول اللہ ﷺ رات کواٹھے اورنمازپڑھنے لگے اوراتنے لمبے سجدے کیے کہ مجھے یہ خیال ہواکہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے۔ میں نے جب یہ معاملہ دیکھاتومیں اٹھی آپ ﷺ کے پاؤں کے انگوٹھے کوحرکت دی اس میں حرکت ہوئی میں واپس لوٹ آئی جب آپ ﷺ نے سجدے سے سراٹھایا اورنمازسے فارغ ہوئے توفرمایااے عائشہ! یافرمایااے حمیرائ! کیا تمہارے دل میں یہ سوچ پیداہوگئی کہ اللہ تمہاراخیال نہ کریں گے توميں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بخدایسی بات نہیں درحقیقت مجھے یہ خیال ہواکہ شایدآپکی وفات ہوگئی ہے کیونکہ آپ نے سجدے بہت لمبے کیے آپ ﷺ نے فرمایاجانتی بھی ہو یہ کیسی رات ہے؟ میں نے عرض کیااللہ

اوراسکے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے۔اللہ پاک اس رات اپنے بندوں پر نظرِ رحمت فرماتا ہے اور بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرمادیتا ہے رحم مانگنے والوں پر رحم کردیتا ہے مگر دل میں عناد رکھنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

امیر المومنین سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا پندرہ شعبان کی رات کو جاگو کیونکہ یہ مبارک رات ہے اس میں رحمت الٰہی صبح تک آسمان و دنیا پر جلوہ گر ہو کر صدا دیتی ہے کوئی حاجت مند آدمی ہے جسکی حاجت پوری کردی جائے، کوئی آدمی ہے جو توبہ کرے اور اسکی توبہ قبول کی جائے، کوئی ہے بیماری سے نجات کا طلبگار کہ اس کو بیماری سے نجات دی جائے جو آسودہ حالی کا خواہش مند ہو وہ رزق سے کشادہ اور برکت سے سرفراز ہو۔ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (اے عائشہؓ) تم جانتی ہو کہ یہ کونسی رات ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ نصف شعبان کی رات اسمیں خاص بات کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس (رات) سال بھر میں پیدا ہونے والے اور مرنے والے لوگوں کی فہرست مرتب کی جاتی ہے اس رات بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اس رات لوگوں کا رزق اتارا جاتا ہے۔ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہر کوئی اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا؟ تو سرکار علیہ الصّلوٰۃ

والسّلام نے فرمایاہاں؟ کوئی شخص ایسانہیں جواللہ کی رحمت کے بغیرجنت میں داخل ہواوریہ کلمات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے میں نے عرض کیااورآپ بھی یارسول اللہ ﷺ ؟ توآپ ﷺ نے اپنادست مبارک سرپررکھ کرفرمایااورمیں بھی جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت میرے شامل حال نہ ہویہ کلمہ بھی آپ ﷺ نے تین بارفرمایا۔ حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سال میں جوکام ہوناہے اسے متعلقہ فرشتے کے جوانجام دینے والاہوتاہے اس کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ حضرت عثمان بن محمد بن مغیرہ بن اخنسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ زمین والوں کی عمریں ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک لکھ دی جاتی ہیں یہاں تک کہ انسان شادی بیاہ کرتاہے اسکے بچے پیداہوتے ہیں حالانکہ اسکانامُردوں میں داخل ہوچکاہوتاہے۔ یہی حدیث ایک اور مضمون کی ساتھ آئی ہے جسکے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک مدت حیات کاختم ہونالکھ دیا جاتاہے یہاں تک کہ آدمی شادی کرتاہے۔اسکے بعدبچہ پیداہوتاہے حالانکہ اسکانام مرنے والوں میں لکھاجاچکاہوتاہے۔ام المومنین سیدتناحضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کویہ فرماتے ہوئے سناکہ چارراتوں میں اللہ تعالیٰ رحمت کے دروازے کھول دیتاہے انہی میں سے ایک شعبان کی پندرہویں رات ہے اس رات میں وفات کے اوقات روزیاں اورحج کرنیوالوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ درِمنثور) حضرت راشدبن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے) ارشادفرمایاپندرہ شعبان کواللہ تعالیٰ سال بھرمیں قبض

کی جانیوالی روحوں کی فہرست ملک الموت کے حوالے کر دیتا ہے۔ (روح المعانی) حضرت عطار بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو خدا کی طرف سے ایک فہرست ملک الموت کو دی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ ان لوگوں کی روحوں کو اس سال قبض کر لینا ہے جن کے نام اس فہرست میں شامل ہیں خواہ ان میں سے کوئی باغ کے درخت لگا رہا ہو یا کوئی شادی کر رہا ہو یا مکان کی تعمیر کر رہا ہو۔ غرض یہ کہ انکا نام مردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نظام کے اصول بڑے احسن طریقے سے مقرر شدہ ہیں اور انکی حکمت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ دنیا میں انسان ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگا رہتا ہے۔ مگر اللہ پاک کی بارگاہ میں اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں لکھا ہوتا ہے اللہ پاک یہ نہیں دیکھتا کہ (انسان) کسی بڑے سے بڑے کام میں مصروف ہے۔ یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس کا دنیا سے فوت ہو جانے کا سب سے بہتر وقت کونسا ہے۔ اس رات کی فضیلت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں اللہ رب العزت بے شمار لوگوں کے گناہ بخش دیتا ہے جو آدمی اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے معافی مانگ لیتا ہے اللہ پاک اس کی سب خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ اللہ رب العزت کا یہ فرمان عبرت نشان ہے کہ "فیغفر لمن یّشاء ویُعذّبُ مَن یشائ" تو جسے چاہے گا بخشے گا جسے چاہے عذاب دیگا۔ لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ اس رات صدق دل سے اپنے رب کی بارگاہ سے توبہ کر لیں اللہ پاک کی طرف سے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ حضرت عثمان بن العاصؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں

رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اسکی مغفرت کروں۔ کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں اس وقت جو شخص اپنے رب سے جو کچھ مانگتا ہے اسے مل جاتا ہے لیکن زانیہ اور مشرک کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ (بیہقی، فی شعب الایمان) اس مقدس رات میں بھی اللہ کی رحمت سے خالی رہنے والا شخص مشرک اور زناخور بھی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سب کی بخشش فرمادیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ پرور کے (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ 65) ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس نہ پایا تو میں آپ ﷺ کی جستجو میں نکلی کیا دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں تشریف فرما ہیں آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول ﷺ تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے آپؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے گمان ہوا کہ آپ ﷺ کسی دوسری بیوی کے پاس چلے گئے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ پندرہ شعبان کی رات آسمان دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور قبیلہ بنو قلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گناہ گاروں کی مغفرت فرماتا ہے۔ (ترمذی جلد نمبر ا صفحہ 156، ابن ماجہ صفحہ 100 مسند احمد جلد ۶ صفحہ 238، مشکوۃ ص 277) حضرت عبداللہ بن عمر، عمرو بن العاص سے، روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پندرہ شعبان کی رات اللہ تعالیٰ اپنی

مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہوئے سب کی بخشش فرماتا ہے سوائے دو آدمیوں کے۔1۔کینہ پرور2۔کسی کو ناحق قتل کرنیوالا قاتل کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ۔جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے اور مدتوں اس میں رہے اللہ پاک نے اس پر غضب کیا اور لعنت کی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر کھا ہے۔) النساء آیت نمبر93 (قاتل کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کی دن مقتول (جو قتل ہوگیا تھا) اللہ کی بارگاہ میں اس طرح آئے گا کہ قاتل کے سر کا اگلا حصہ مقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور یہ کہتا ہوا آئے گا کہ یا اللہ اس نے مجھے قتل کیا تھا۔وہ اپنا مقدمہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کریگا۔(مشکوۃ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل امینؑ شعبان کی پندرہویں رات کو تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اے صاحب مدج کثیر! اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایئے میں نے پوچھا یہ کونسی رات ہے؟ جبرائیل امینؑ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ یہ وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے
کافر اور مشرک کے سوا سب کو بخش دیتا ہے مگر یہ کہ وہ جادوگر ہو یا کاہن، شراب کا عادی ہو یا سود کا عادی ہو یا زنا کا عادی ہو ان مجرموں کو اپنے اپنے گناہ سے توبہ کرنے سے پہلے نہیں بخشتا (یعنی توبہ کرلیں تو توبہ قبول کرتا ہے) پھر رات کا جب چوتھائی حصہ ہوا تو جبرائیلؑ میرے پاس آئے اور عرض کیا اے صاحب مدح عظیم! اپنا سر اٹھایئے سرکار ﷺ نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ جنت کے سب دروازے کھلے ہیں پہلے دروازے پر ایک فرشتہ

ندادے رہاہے کہ اس رات میں رکوع کرنے والوں کوبشارت ہو، دوسرے دروازے پرایک فرشتہ آواز دیتاہے۔اس رات میں سجدہ کرنے والوں کوبشارت ہو، تیسرے دروازے پرایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں دعاکرنیوالوں کے لئے بھلائی ہو، چوتھے دروازے پرایک فرشتہ آواز دیتاہے کہ اس رات میں ذکر کرنیوالوں کو مبارک ہو۔ پانچویں دروازے پرایک فرشتہ آواز دیتاہے کہ اس رات میں خداکے ڈر سے رونے والوں کو مبارک ہو،جنت کے چھٹے دروازے پرایک فرشتہ آوازدیتاہے کہ اس رات تمام مسلمانوں پرخداکی رحمت ہو۔ساتویں دروازے پرایک فرشتہ پکارتاہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والاکہ اسے بخش دیاجائے۔آٹھویں دروازے پرایک فرشتہ پکارتاہے کہ ہے کوئی کچھ مانگنے والاکہ اسے منہ مانگی مراددی جائے۔میں نے پوچھااے جبرائیلؑ یہ دروازے کب تک کھلے رہتے ہیں ! توانھوں نے فرمایارات کے شروع ہونے سے لیکر صبح کے نمودار ہونے تک کھلے رہتے ہیں پھر فرمایااے حمدوالے ! اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بال کی تعدادمیں لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتاہے۔(غنیہ الطالبین)اس حدیث مبارک میں جن لوگوں کاذکرآیاہے کہ یہ لوگ اللہ کی رحمت اور بخشش سے محروم رہتے ہیں۔1۔مشرک ! جوجوخدائے وحدہ لاشریک کے ساتھ دوسرے کواس کاشریک سمجھے اوراللہ تعالیٰ کے علاوہ اسکو مستحق عبادت سمجھے۔2۔ماں باپ کانافرمان کو بھی اللہ پاک نہیں بخشتا.3۔کاہن جوآئندہ کی باتیں اٹکل پچّوسے بتائے یابتانے کامدعی ہو۔4۔نجومی جو غیب کی خبردے عالم غیب ہونے کادعوی کرے 5۔جادوگر یہ لوگوں

کوایذادیتاہے اورزمین میں فساد مچاتاہے۔اسکی بخشش تب تک نہ ہوگی جب تک توبہ نہ کرے۔6۔فال نکالنے والے 7۔سنت کے خلاف عمل کرنیوالے .8۔قاتل جو کسی محترم یامعصوم جان کومارڈالے۔9۔جلاد10 ۔قرابت داروں سے رشتہ کاٹنے والے11 ۔کینہ پرور جسکاسینہ کسی مسلمان سے کینہ کی آلودگی میں ملوث ہو۔12۔سودکاعادی جس نے تین بار سودلیاہو 13۔سوددینے کاعادی14۔ناچ گانیوالے15۔زناکے عادی مردہوں یاعورت 16۔شراب کاعادی،ان بدنصیبوں کوچاہیے کہ بارگاہ لم یزل سے صدق دل سے توبہ کرلیں اورآئندہ کوئی گناہ نہ کریں۔ضرور اللہ پاک کو بخشنے والامہربان پائیں گے۔حضرت ابوثعلبہ خشنیؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایاجب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تواللہ پاک اپنی مخلوق پر نظررحمت ڈال کرمسلمانوں کی بخشش فرمادیتاہے اورکافروں کومہلت دیتے ہیں اورکینہ پروروں کوانکے کینہ کی وجہ سے چھوڑدیتے ہیں تاوقتیکہ کہ وہ کینہ پروری چھوڑدیں۔ بیہقی، فی شعب الایمان)اللہ رب العزت کی صفت رحمان اوررحیم ہے اس لئے پندرہ) شعبان کی رات اپنے بندوں خصوصااہل ایمان پراپنی رحمت نازل فرماتاہے ان کے گناہوں کوبخش دیتاہے یادرہے گناہوں سے مغفرت وبخشش اسکی ہوتی ہے جواپنے گناہ پرنادم ہوکراللہ کی بارگاہ سے توبہ کرلیتاہے اوراپنی اصلاح کرلیتاہے یعنی اپنے اعمال کو ٹھیک کرلیتاہے۔توبہ کادروازہ موت سے قبل ہروقت کھلاہے جوآدمی دروازہ کھٹکالیتاہے وہ کچھ نہ کچھ پالیتاہے۔جونہ کھٹکائے گاوہ ناکام ہوجائے گا۔ حضرت معاذبن جبلؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات اپنی مخلوق کی طرف اپنی نظر رحمت فرما کر تمام مخلوق کی سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے بخشش فرما دیتا ہے۔

بیہقی، طبرانی) اس رات کی فضیلت کی سب سے بڑی ایک اور وجہ قبول شفاعت ہے یعنی) جو آدمی اس رات میں اللہ پاک کی عبادت کریگا اور اللہ کو راضی کرلیگا تو اس آدمی کو بروز قیامت آقا ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی شفاعت کے متعلق آقا ﷺ کے ارشادات مبارک ہیں۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آقا دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا" اور مجھے کچھ ایسے فضائل ملے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے اور مجھے شفاعت دی گئی. (بخاری، مسلم) حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو آپ شفاعت لے لو۔ یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے۔ میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کام آنے والی ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے نہیں بلکہ وہ ان گناہ گاروں کے واسطے ہے جو گناہوں سے آلودہ (اور خطاکار ہیں۔ (مسند احمد، ابن ماجہ

شب برات میں عبادت کا ثواب

حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا! "جب شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان

ودنیاپرظاہر ہوتی ہے۔اوراللہ تعالیٰ فرماتاہے کہ کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اُسے بخش دوں،کیاکوئی رزق مانگنے والاہے کہ میں اُسکوعطاکروں،کیاکوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے چھوڑوں،کیاکوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے کہ میں اسکی حاجت پوری (کروں،حتیٰ کہ صبح ہوجاتی ہے۔(ابن ماجہ

شب.برات کی رات دورکعت نماز نفل اسطرح پڑھیں۔کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعدآیت الکرسی ایک بار سورۃ اخلاص پندرہ پندرہ مرتبہ بعد سلام کے درودشریف ایک سوبارپڑھ کرترقی رزق کی دعاکریں انشاءاللہ اس نمازکی.برکت سے رزق میں.برکت ہوگی۔

شعبان کی پندرہ رات کوآٹھ رکعت نمازدوسلام سے پڑھیں ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص دس بارپڑھیں اللہ تعالیٰ اس نمازکے پڑھنے والے کے لئے بے شمارفرشتے مقرر کریگا۔جواسے عذاب قبرسے بچنے اورجنت میں جانے کی خوشخبری دیں گے۔

شب.برات بعدازنماز مغرب چھ رکعت نمازدودورکعتیں کرکے پڑھے۔پہلی دورکعت درازی عمرکے لئے،دوسری دورکعت دفع بلاکے لئے،تیسری دورکعت حصول رزق کی نیت سے پڑھیں،ہردورکعت کے بعد سورۃیٰسین ایک باریاسورۃ اخلاص 21 بارپڑھیں

اسکے بعد دعائے نصف شعبان المعظم ایک بار پڑھیں۔

شعبان المعظم کی چودہ تاریخ کو دو رکعت نماز نفل اسطرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورۃ الحشر کی آخری تین آیات اور سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھیں۔ یہ نماز مغفرت گناہ کے لئے بہت افضل ہے۔

اس رات سو رکعت نماز اسطرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص دس دس بار پڑھیں اس نماز کو صلوٰۃ الخیر کہتے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مجھ سے سرور کائنات ﷺ کے 30 صحابہ کرامؓ نے بیان کیا کہ جو شخص یہ نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی طرف 70 مرتبہ نگاہِ کرم فرمائے گا اور ہر نگاہ میں اسکی 70 حاجتیں پوری فرمائے گا، اور ادنی حاجت اسکی بخشش ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرا نیاز مند امتی شب برات میں دس رکعت نماز نفل اسطرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ گیارہ بار پڑھے اس نماز کے پڑھنے سے اسکے گناہ معاف ہونگے اور اسکی عمر میں برکت ہوگی۔ پندرہ شعبان کی رات سورۃ الدخان پڑھنا بہت افضل ہے، انشاء اللہ اس کو پڑھنے والے کی اللہ تعالیٰ ستر حاجات دنیا کی اور ستر حاجات عقبیٰ کی پوری فرمائے گا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ سب سے افضل نفلی روزے کس ماہ کے

ہیں فرمایا شعبان میں ! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی ماہ شعبان میں تین روزے رکھتا ہے اور پھر وہ مجھ پر درود و سلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے تمام گزشتہ گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ اور اسکے رزق میں برکتیں عطا فرماتا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جو شخص ماہ شعبان میں ایک روزہ رکھتا ہے۔ وہ جنت میں یوسفؑ کا ہمسایہ ہوگا اور اسے حضرت ایوبؑ اور حضرت داؤدؑ کی عبادت کا ثواب عطا ہوگا جو شخص ماہ شعبان کے مکمل روزے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سکرات موت (موت کی تکلیف) سے محفوظ رکھتا ہے قبر کی تاریکی اور منکر نکیر کی دہشت وہیبت سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو ! ہم نے اس رات کو کیا سمجھا ہم نے اپنے آپ کو اس رات کی فضیلت سے محروم رکھا ہوا ہے۔ اس رات عبادت کی بجائے سب برے شیطانی کام کرتے ہیں۔ ہم نے اس رات یہاں کفار و مشرکین والی رسم کو اپنالیا ہے، ہم اس رات آگ سے بچنے کی دعا نہیں کرتے بلکہ اپنے گھر محلّہ شہر میں سڑکوں پر آگ جلا کر اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہو کر کفار و مشرکین والی رسموں کو اپنائے ہوئے ہیں جسکی شریعت اجازت ہی نہیں دیتی اس رات یہ کام آگ جلانا، پٹاخے چھوڑنا، بم وغیرہ پھٹانا حرام ہے۔ اس سے ہمارا ذاتی کتنا نقصان ہوتا ہے کتنی جانیں چلی جاتی ہیں اس نقصان کا اندازہ ہم اخبارات اور ٹیلی ویژن وغیرہ سے لگا سکتے ہیں اللہ رب العزت ہم کو اس بری رسم سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور آقائے دوجہاں

سروکائنات مخر موجودات ﷺ کی سچی اور پکی محبت عطافرمائے۔ اللہ رب العزت ملکِ پاکستان کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔ دشمنان اسلام ودشمنان ملک پاکستان کو نیست ونابودفرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیک یا مُحمّدؐ

اذان اور مؤذن کی فضیلت

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الفَلَاح آؤ نماز کی طرف آؤ کامیابی کی طرف

اللہ رب العزت کا کروڑوں ہاشکرِ عظیم ہے کہ جس نے آ قاﷺ کی امت کو " کنتم خیرامۃ "کے لقب سے نوازا۔اللہ کے محبوبﷺ کی امت دو طرح کی ہے ایک امت اجابت اس سے مراد وہ لوگ جوآپﷺ پر ایمان لائے ۔دوسری امت دعوت اس میں ہر وہ مخلوق شامل ہے جس کی طرف آ قاﷺ مبعوث ہوئے ۔ہم امت وسط ہیں امت وسط سے مراد یہ ہے کہ پروردگار عالم نے ہمیں یعنی اس امت کو نیک وعادل بنایااور علم وعمل سے مزین فرمایاجہاں امتِ وسط کا ذکر ہے اس کے

بعد فوراً ارشاد فرمایاکہ تم لوگوں پر گواہ ہوامت محمدیہﷺ سب سے بہترین امت اس لئے ہے کے ان میں سے جو مسلمان ہیں ان کی اکثریت نیکی کا حکم دیتی ہے اوراپنے درمیان ظاہر ہونے والی برائی سے منع کرتی ہے۔امر بالمعروف نہی عن المنکرامت مسلمہ پرفرض قرار دیاگیااس کی وجہ یہ ہے کہ اب دنیامیں قیامت تک کوئی نبی یارسول نہیں آئے گاآ قاﷺ اللہ پاک کے آخری رسول ہیں اورہم آخری امت ہیں ۔اب لوگوں کی ہدایت ورہنمائی اوراسلام کی تعلیمات کی ذمہ داری امت

محمدیہﷺ پر عائد ہوتی ہے ۔ہماری امت کی فضیلت امر بالمعروف نہی عن المنکر کے ساتھ مشروط ہے اگرہم یہ فریضہ سرانجام دینے

میں کوتاہی کریں گے تو نہ صرف ہماری فضیلت ختم ہو جائے گی بلکہ اللہ پاک کے ہاں ہمیں جوابدہی کرنا پڑے گی۔امت محمد یہ ﷺ کا ہر فرد اپنی پہنچ کی حد تک لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کا پابند ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔(سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیت ۳۳)

اس سے اچھی بات کس کی بات جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ہر مذہب وملت میں اپنی اپنی عبادت مخصوصہ کی طرف بلانیکا کوئی نہ کوئی طریقہ مقرر ہے۔سکھ لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے دھرم سالہ طبلہ بجاتے ہیں ہندوں مندروں میں سینگ وغیرہ عیسائی سنکھ یہودی ناقوس اور گھنٹی بجاتے ہیں جو سارے طریقے سراسر غلط ہیں۔دین اسلام نے اپنے پیروکاروں کو عبادت کی طرف بلانیکا طریقہ اذان سکھایا ہے جو سب طریقوں سے عمدہ اور نرالا ہے۔دین اسلام میں پانچوں وقت کی فرض نمازیں اور ان میں جمعہ بھی شامل ہے جب جماعت اُولیٰ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو ان کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی گئی تو وہاں

کے تمام لوگ گنہگار ہوں گے ۔ (درمختار) بچہ جب پیدا ہو اس کے دائیں کان میں اذان کہی جائے اور بائیں میں تکبیر مغموم کے کان میں اذان دینے سے غم دور ہو جائے گا۔ مرگی والے کے کان میں اذان دینے سے مرگی کا مرض دور ہو جاتا ہے۔ آتش زدگی کے وقت اذان دی جائے تو آگ بجھ جائیگی۔ مسافر جنگل میں راستہ بھول جائے تو راستہ مل جائے دفن میت کے بعد قبر پر اذان دی جائے تو جواب پر آسانی ہو جائے۔ بدمزاج شخص کے کان میں اذان دینے سے نیک مزاج بن جاتا ہے۔ (درمختار، بحوالہ بہار شریعت) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیت ۳۳) اس سے اچھی بات کس کی بات جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ ام المومنین سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشۃ الصدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ آیت کریمہ اس سے اچھی بات کس کی بات جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں اذان دینے والوں کے حق میں نازل ہوئی یہی لوگ لوگوں کو نماز کے لئے بلاتے ہیں اور اذان و اقامت کے درمیان نوافل ادا کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے بگل بجانے کا ارادہ کیا (جسے یہودی نماز کے لئے جمع ہونے کے لئے بجاتے ہیں) اور ناقوس بجانے کا حکم دیا (جسے عیسائی بجاتے ہیں) پھر عبداللہ بن زیدؓ نے خواب دیکھا کہ

ایک شخص دو سبز کپڑے پہنے اور ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے ہے میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے ! تو ناقوس بیچتا ہے اس نے کہا تم کیا کرو گے میں نے جواب دیا لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤں گا اس نے جواباً کہا میں تجھے اس سے بہتر بات نہ بتاؤں میں نے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا یوں کہا کرو۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہی دیتا ہوں محمد اللہ پاک کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں محمد اللہ پاک کے رسول ہیں آؤ نماز کی طرف آؤ نماز کی طرف آؤ کامیابی کی طرف آؤ کامیابی کی طرف اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) حضرت عبداللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں بیدار ہونے کے بعد نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پہنچا اور خواب بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ! میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ناقوس اٹھائے ہوئے تھا اور تمام واقعے کے بارے میں بتایا تو نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا تمہارے

ساتھی نے ایک خواب دیکھا ہے اے عبداللہؓ ! تم حضرت بلالؓ کے ساتھ
مسجد میں جاؤ اور انہیں یہ کلمات سکھا دو حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں چنانچہ میں حضرت بلالؓ
کے ساتھ مسجد میں گیا اور انہیں بتانے لگا اور وہ اذان دیتے جاتے تھے یہاں تک
امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے یہ آواز سنی وہ باہر آئے اور عرض کیا یارسول
اللہ ﷺ ! میں نے بھی عبداللہ کی طرح خواب دیکھا۔ ابو عبیدؓ فرماتے ہیں کہ ابو بکر حکمیؒ
کہتے تھے کہ عبداللہ بن زید انصاریؓ نے اسی واقعہ کے بارے میں یہ اشعار کہے میں
عزت اور بزرگی والے اللہ کا بہت احسان مند ہوں جس نے اپنے فرشتے کو تین رات
مسلسل اذان سکھانے کے لئے بھیجا اللہ تعالیٰ اس خوشخبری سنانے والے کو عزت دے جب
(بھی آیا میری عزت اور وقار میں اضافہ کر گیا۔ (سنن ابن ماجہ شریف
سالم اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز کی طرف
متوجہ کرنے کے لئے مشورہ کیا بعض لوگوں نے بوق (نرسنگا) کا ذکر کیا آپ ﷺ نے اسے
یہود کی وجہ سے برا خیال کیا پھر لوگوں نے ناقوس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے اسے عیسائیوں
کے تعلق کی وجہ سے اسے برا جانا پھر اسی رات ایک انصاری شخص کو اذان دینے کے
بارے میں بتایا گیا جن کا نام عبداللہ بن زیدؓ تھا اور حضرت عمرؓ نے خواب میں دیکھا کہ
انصاریؓ رات ہی کو رسول اکرم نور مجسم ﷺ کے پاس رات ہی کو پہنچے آپ ﷺ نے
حضرت بلالؓ کو پکارا اور انہوں نے اذان دی زہری نے کہا حضرت بلالؓ نے صبح کی اذان

میں اَلصَّلٰوۃُ خَیر ’’مِّنَ النَّوم نماز نیند سے بہتر ہے کا اضافہ کیا تو رسول اکرم ﷺ نے اسے قائم رکھا حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ! میں نے بھی ایسا خواب دیکھا جیسا عبداللہ بن زید نے دیکھا لیکن انہوں نے مجھ سے پہلے خواب بیان کر دیا۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب لوگوں کی گردنوں سے لمبی ہوں گی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہؓ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس پرورش پاتے تھے ان سے حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا جب تم جنگل میں ہو تو اونچی آواز سے اذان دو کیونکہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اذان کو جن، انسان، درخت اور پتھر جو بھی سنیں گے وہ قیامت کے دن اسکی گواہی دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو سات سال تک ثواب کے لئے اذان دے اس کے لئے دوزخ سے چھٹکارا لکھ دیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بارہ سال تک اذان دے اسکے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ ہر اذان پر ساٹھ نیکیاں اور ہر تکبیر پر تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ حضرت سلمہ بن ضرارؒ شام کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کسی شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ! مجھے کوئی ایک ہی ایسا عمل بتادیں جسے بجالانے سے میں جنت میں

داخل ہو جاؤں ۔آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی قوم کا مؤذن بن جا تیری اذان سے لوگ اپنی نمازوں کی ادائیگی کے لئے جمع ہوا کریں گے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! اگر میں مؤذن نہ بن سکوں تو؟ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پھر اپنی قوم کا امام بن جا تاکہ تیری قوم تیرے پیچھے اپنی نماز صحیح صحیح ادا کر سکے اس نے عرض کیا اے اللہ پاک کے محبوب ﷺ اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں تو آپ ﷺ نے اس شخص کو فرمایا پھر پہلی صف میں شامل ہونا اپنے اوپر لازم کر دے ۔آجکل کے مسلمانوں میں یہ عجیب وغریب حرکات دیکھنے میں آئی ہیں ۔کہ مسجد میں بیٹھے ہوتے ہیں جب اذان ہوتی ہے تو مسجد سے نکل جاتے ہیں ایسا کرنا منافق آدمیوں کا کام ہے ۔جب اذان ہو تو مومن کا کام ہے کہ اذان کی اجابت کرتے ہوئے مسجد میں آجائے اللہ پاک کے ذکر میں مشغول ہو جائے ۔اور مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے ۔حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کوئی مسجد میں داخل ہونے کے بعد اذان سن لے پھر بغیر کسی مقصد اور ضرورت کے مسجد سے نکل جائے اور واپس آنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے ۔حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا شیطان جب اذان سنتا ہے اتنی دور بھاگتا ہے جیسے روحا اور مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔حضرت مقعل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا جس قوم میں صبح کو اذان ہوئی ان کے لئے اللہ پاک کے عذاب سے شام تک امان ہے اور جن میں شام کو اذان ہوئی ان کے لئے اللہ پاک کے عذاب سے صبح تک امان ہے ۔(طبرانی) آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں گیا اس میں موتی کے

گنبد دیکھے اس کی خاک مشک ہے فرمایا اے جبرائیلؑ یہ کس کے لئے ہے عرض کی (حضور ﷺ کی امت کے مؤذنوں اور اماموں کے لئے۔ (مسند ابو یعلی

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں نیک اذان دیں اور جو تم میں سے قاری ہوں وہ امامت کریں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اذان دینے والے کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اس کی بخشش مانگتی ہے اور نماز میں حاضر ہونے والے کے لئے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور نماز دو نمازوں کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے جب اذان کہی جاتی ہے شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے یہاں تک کہ اذان کی آواز اسے نہ پہنچے جب اذان پوری ہوتی ہے چلا جاتا ہے پھر جب اقامت کہی جاتی ہے بھاگ جاتا ہے جب پوری ہو لیتی ہے آ جاتا ہے اور خطرہ ڈالتا ہے کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر وہ جو پہلے یاد نہ تھی یہاں تک کہ آدمی کو یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کتنی پڑھی۔ جب مؤذن اذان پڑھنے لگے تو دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان پڑھے۔ جب تکبیر پڑھے تو ایسا نہ کرے۔

حضرت سعدؓ جو موذن رسول ﷺ ہیں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ

کو حکم فرمایا کہ وہ
اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالا کریں اور فرمایا ایسا کرنے سے تمہاری آواز اونچی ہو جائے گی
۔

حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس ابطح میں آیا (ابطح منیٰ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے) آپ ﷺ سرخ خیمے میں تھے پھر حضرت بلالؓ باہر نکلے اور انہوں نے اذان دی تو اپنی اذان میں (حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی ال±فَلَاح کے وقت) گھوم گئے اور انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال رکھی تھیں۔ حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ پورے وقت پر اذان دیتے اذان کے وقت میں دیر نہ کرتے لیکن اقامت میں کبھی دیر کر دیتے۔ حضرت بلالؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَی ±ر'' مِّنَ النَّو ±مِ
نماز نیند سے بہتر ہے) کہنے کا حکم فرمایا اور عشاء کی اذان میں اس سے منع کیا۔ حضرت) بلالؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فجر کی نماز کی اطلاع دینے کے لئے آئے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ آرام فرما ہیں۔ حضرت بلالؓ نے کہا اَلصَّلٰوۃُ خَیر'' مِّنَ النَّومِ یعنی نماز نیند سے بہتر ہے تو یہ الفاظ فجر کی اذان میں زیادہ کر دیئے گئے اور یہی حکم جاری رہا۔ آجکل اکثر نمازیوں کی عادت ہوتی ہے کہ جماعت کے وقت ہی مسجد میں آتے ہیں اور تکبیر پڑھنے والے کی جگہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اذان پڑھنے والے

کی اجازت کے بغیر تکبیر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تکبیر پر اسی کا حق ہے جو اذان پڑھے ہاں اذان پڑھنے والا اگر باخوشی اجازت دے دے اس میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت زیاد بن حارث صدائیؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ ﷺ نے مجھے اذان کا حکم دیا میں نے اذان دی پھر حضرت بلالؓ نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے صدا لگانے والے بھائی نے اذان دی ہے اور جو کوئی اذان دے وہی تکبیر بھی کہے۔ جو لوگ اللہ پاک اور اسکے حبیب ﷺ کی رضا کی خاطر اذان پڑھتے ہیں ان کو نہ قیامت کے دن کچھ خوف ہوگا نہ کچھ غم۔ جب اذان ہونے لگ جائے تو سب کام چھوڑ کر اذان کا جواب دینا چاہیے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب جن کا بظاہر کوئی بہت بڑا نیک عمل نہ تھا وہ فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔ اس پر لوگ متعجب ہوئے کیونکہ بظاہر ان کا کوئی بڑا عمل نہ تھا چنانچہ ایک صحابیؓ ان کے گھر گئے اور ان کی بیوہؓ سے پوچھا کہ ان کا کوئی خاص عمل تو ہمیں بتایئے تو انہوں نے جواب دیا اور تو کوئی خاص بڑا عمل مجھے معلوم نہیں صرف اتنا جانتی ہوں کہ دن ہو یا رات جب بھی وہ اذان سنتے تو جواب ضرور دیتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مؤذن اذان دے تو تم بھی وہی الفاظ دہرالیا کرو۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دن اور رات میں جب بھی ان کے پاس ہوتے اور مؤذن کی سنتے تو وہی الفاظ دہراتے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا مؤذنوں کا حشر یوں ہوگا کہ جنت کی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے ان کے آگے حضرت بلالؓ آگے ہوں گے سب کے سب بلند آواز سے اذان کہتے آئیں گے۔ لوگ ان کی طرف نظر کریں گے پوچھیں گے یہ لوگ کون ہیں کہا جائے گا یہ امت محمد یہ ﷺ کے مؤذن ہیں لوگ خوف میں ہیں اور ان کو خوف نہیں لوگ غم میں ہیں ان کو غم نہیں۔ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مؤذن اذان دے جو شخص اس کی مثل کہے اور جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الفَلَاح کہے تو یہ لَاحَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے جنت میں داخل ہوگا۔

آقا ﷺ نے ایک بار ارشاد فرمایا اے عورتو! جب تم بلالؓ کو اذان و اقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو کہ اللہ عزوجل تمہارے لئے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا اور ایک ہزار درجات بلند فرمائے گا اور ایک ہزار گناہ مٹائے گا خواتین نے یہ سن کر عرض کی یہ عورتوں کے لئے ہے مردوں کے لئے کیا ہے

(؟فرمایا مردوں کے لئے دگنا۔ (کنزالعمال

اذان واقامت کے جواب کا طریقہ

مؤذن صاحب کو چاہیے کہ اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہیں اللہ اکبر اللہ اکبر دنوں مل کر بغیر سکتہ کئے ایک ساتھ پڑھنے کے اعتبار سے) ایک کلمہ ہیں دونوں کے بعد سکتہ کرے) یعنی چپ ہوجائے اور سکتہ کی مقدار یہ ہے کہ جواب دینے والا جواب دے لے سکتہ کا ترک مکروہ ہے اور ایسی اذان کا اعادہ مستحب ہے۔ (درمختار) جواب دینے والے کو چاہیے کہ جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر سکتہ کریں یعنی خاموش ہوں اس وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اسی طرح دیگر کلمات کا جواب دے جب مؤذن پہلی بار اشھدان محمدا رسول اللہ کہے تو جواب دینے والا یہ کہے (صلی اللہ علیک یارسول اللہ) جب دوبارہ کہے تو جواب دینے والا یہ کہے (قرۃ عینی بک یارسول اللہ) اور ہر بار انگوٹھوں کو کے ناخن آنکھوں سے لگالے آخر میں کہے (اللھم متعنی بالسمع والبصر) جو ایسا کرے سرکار مدینہ ﷺ اسے اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے جواب میں چاروں بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں یہ کہے صدقت وبررت وبالحق نطقت کہے اقامت کا جواب مستحب ہے اس کا جواب بھی اسی طرح ہے فرق صرف اتنا ہے قد قامت الصلوۃ کے جواب میں کہے اقامھا اللہ مادامت السمٰوات والارض کہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ اذان سننے کے بعد اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر درود شریف بھی پڑھے آقا ﷺ نے فرمایا جب مؤذن کو سنو ایسا کہو جیسا وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو بیشک جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ پاک اس پر دس بار رحمتیں نازل کرتا ہے پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو بیشک وہ جنت میں ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے سوا کسی کے لائق نہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں جو میرے لئے وسیلہ کا سوال کرے گا اس کے لئے شفاعت واجب ہو جائے گی (رواہ مسلم، مشکوٰۃ)

مؤذن جب اذان کا ارادہ کرے تو آقا ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھے یہ تو یہ مستحب و محبوب امر ہے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھے تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو گی۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اے اللہ اس پوری ہونے والی دعا اور قائم ہونے والی نماز کے مالک تو محمد ﷺ کو وسیلہ فضیلت اور بلند مرتبہ عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود تک پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔

اذان کے چند ضروری مسائل

☆ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے۔ (درالمختار) ☆بیٹھ

کراذان دینامکروہ ہے اور بیٹھ کر دی جانے والی اذان کو لوٹایا جائے (عالمگیری) ☆ اذان دینے کے وقت قبلہ کی طرف منہ ہونا چاہیے اگر قبلہ کی طرف منہ نہ ہو تو اذان دی گئی تو مکروہ ہے اور اسے دوبارہ لوٹانا چاہیے (درمختار ☆ اذان دیتے وقت بلاعذر کھنکارنا مکروہ ہے ہاں آواز صاف کرنے کے لئے کھنکارنا حرج نہیں (بہار شریعت) ☆ اذان کے درمیان بات چیت کرنا منع ہے اگر کوئی بات کرلی جائے تو نئے سرے سے اذان دینی چاہیے۔ ☆ اذان میں لحن حرام ہے مثلاً اللہ یا اکبر کے ہمزہ کو مد کے ساتھ یا آللہ اکبر پڑھے اسی طرح اکبر میں بے کے بعد الف بڑھانا بھی حرام ہے۔ ☆ اذان منارہ پر اور خارج مسجد میں کہی جائے مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے۔ ☆ اذان کا وقت داخل ہو جائے تو اذان پڑھی جائے وقت سے پہلے اذان نہ دی جائے وقت سے پہلے دی جانے والی اذان کو وقت کے اندر لوٹایا جائے۔ ☆ سمجھدار بچہ بھی اذان دے سکتا ہے۔ ☆ بے وضو کی اذان صحیح ہے مگر بے وضو کی اذان کہنا مکروہ ہے۔ ☆ خنثیٰ فاسق اگرچہ عالم ہی ہو نشہ والا پاگل بے غسلا اور ناسمجھ بچے کی اذان مکروہ ہے ان سب کی اذانوں کا اعادہ کیا جائے۔ ☆ جب اذان ہو تو اتنی دیر سلام وکلام اور جواب سلام اور تمام کام موقوف کر دیجئے یہاں تک کہ تلاوت بھی اذان کو غور سے سنئے اور جواب دیجیے اقامت میں بھی اسی طرح کیجیے۔ ☆ جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اسکا معاذاللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔ (بہار شریعت)

اذان کے بعد کی دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

مسجد میں اذان دینا خلاف سنت ہے

آج کل اکثر مسجد کے اندر ہی اذان دینے کا رواج پڑ گیا ہے جو کہ خلاف سنت ہے عالمگیری وغیرہ میں ہے اذان خارج مسجد میں کہی جائے مسجد میں نہ کہی جائے (فتاوٰی عالمگیری)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ فرماتے ہیں ایک بار بھی ثابت نہیں کہ

حضور اقدس ﷺ نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو۔ سیدی اعلیٰ حضرت مزید فرماتے ہیں مسجد میں اذان دینی مسجد و دربار الٰہی کی گستاخی ہے۔ صحن مسجد کے نیچے جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں وہ جگہ خارج مسجد ہوتی ہے وہاں اذان دینا بلا تکلف مطابق سنت ہے

جمعہ کی اذان ثانی جو آجکل خطبہ سے قبل مسجد میں خطیب کے منبر کے سامنے مسجد کے اندر دی جاتی ہے یہ بھی خلاف سنت ہے جمعہ کی اذان ثانی بھی مسجد کے باہر دی جائے مگر مؤذن خطیب کے سامنے ہو۔ اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ احیائے سنت علماء کا تو خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لئے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اذان

اور جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے باہر دینے کی سنت کو زندہ کریں اور سو سو شہیدوں کا ثواب لیں ۔اللہ پاک ہم سب کو دین اسلام کی تعلیمات پر چلنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔تاکہ بروز قیامت ہم اللہ پاک کی جنت اور محبوب ﷺ کی شفاعت کے حقدار بن جائیں ۔آمین بجاہ النبی الامین

استقبال وفضیلت ماہ رمضان

ماہ رمضان اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے جسطرح ہم پر نماز فرض ہے اسی طرح ماہ رمضان کے روزے رکھنا بھی فرض ہیں ۔امت مصطفیٰ ﷺ پر روزے کی فرضیت ۲ ہجری 10 شعبان المعظم میں ہوئی اوراس کے مطابق سید عالم نور مجسم شفیع معظم ﷺ نے ۹ رمضان المبارک کے مہینوں کے روزے فرضیت کے بعد رکھے اس کے بعد آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آخر شعبان میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اے لوگو تم پر عظمت والا مہینہ سایہ کر رہا ہے یہ مہینہ ،برکت والا ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے یہ وہ مہینہ ہے جس کے روزے اللہ پاک نے فرض کیے اور جس کی راتوں کا قیام نفل بنایا جو اس مہینہ میں کسی نفلی ، نیکی سے اللہ رب اللعالمین کا قرب حاصل کرنا چاہے تو اسے فرض ادا کرنے کے ،برابر ثواب ملے گا اور جس نے اس مہینہ میں ایک فرض ادا کیا تو اسے دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ،برابر ثواب ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے یہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا مہینہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں مسلمانوں کا رزق ،بڑھا دیا جاتا ہے جو اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کے گناہوں کی بخشش ہو گی اور آگ سے اسکی گردن

آزاد ہو جائے گی اور افطار کرانیوالے کو روزے دار کا ثواب ملے گا روزہ دار کے ثواب میں کمی کے بغیر صحابہ کرام علیہم الرضوانؓ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! ہم میں سے ہر شخص کے پاس روزہ افطار کرانے کا انتظام نہیں تو آقا ﷺ نے فرمایا اللہ پاک یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کا ایک گھونٹ یا کھجور یا گھونٹ بھر پانی سے کسی کو افطار کرائے اور جس نے روزے دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اللہ اسے قیامت کے دن وہ پانی پلائے گا جس کے بعد وہ جنت میں جانے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا یہ وہ مہینہ ہے جس کے اول میں رحمت درمیان میں بخشش اور آخر میں آگ سے آزادی ہے اور جو اس مہینہ میں اپنے غلام (ملازم) سے نرمی کرے گا تو اللہ پاک اسے بخش دے گا اور آگ سے آزاد کر دے گا۔ (مشکوٰۃ شریف

یہ مہینہ کتنا مقدس مہینہ ہے آقا ﷺ کے اس خطبہ میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ خبردار رمضان المبارک کا ایک ایک سیکنڈ اللہ پاک کی اطاعت و عبادت میں گزارنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ماہ رمضان المبارک کا چاند نظر آ جائے اور تم غفلت میں پڑے رہو۔ بلکہ غفلت کو چھوڑ کر اپنا تن عبادت خدا میں مصروف کر دو۔ آپ ﷺ نے اس مہینہ کے آنے کی خبر دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ یعنی ماہ رمضان ایک ایسا سایہ دار درخت ہے کہ جو مسلمان بھی اسکے نیچے تھکا ہارا آتا ہے اس کو یہ سکون بخشتا ہے دنیا و آخرت کے عذاب سے بچا لیتا ہے۔ اس مہینہ میں ایک ایسی رات جو ہزار مہینوں سے افضل ہے یعنی کوئی شخص اگر اس

ایک رات جسے لیلۃ القدر کی رات کہتے ہیں میں اللہ پاک کی صدق دل سے عبادت کرے تو اللہ پاک اسکو ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب عطا کر دیتا ہے۔ شعبان المعظم کا مہینہ ختم ہونیوالا ہے ہمیں بھی چاہیے کہ آج ہی سے ماہ رمضان المبارک کی آمد کی تیاری کرلیں تاکہ ماہ رمضان المبارک سے پہلے ہی ہم اپنے گناہوں کی اللہ پاک کی بارگاہ سے معافی مانگ لیں تاکہ یہ ماہ مقدس شروع ہوتے ہی اللہ پاک کی رحمت ہم پر سایہ فگن ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ "رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں سے جو اس مہینہ کو پائے تو اسکے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا اسلئے کہ تم گنتی پوری کرو"۔ (سورۃ البقرۃ پارہ نمبر ۲

عربی زبان میں رمضان کا مادہ رمض ہے جسکا معنی سخت گرمی اور تپش ہے رمضان میں چونکہ روزہ دار بھوک و پیاس کی حدت اور شدت محسوس کرتا ہے اس لئے اسے رمضان کہا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (سورۃ البقرۃ) اس آیت کریمہ میں عربی زبان کا لفظ صیام یا صوم اس کے لغوی معنی اور اصلاحی معنی لغت میں

صوم کا مطلب ہوتا ہے۔ اَلاِمسَاکُ وَالکَفُّ عَنِ الشَّیئِ " کسی شے سے رک جانا کسی شے سے باز رہنا " قرآن مجید فرقان حمید میں حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ موجود ہے کہ جب وہ قوم کی طرف آئیں تو ان کے پاس ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود تھے اور انہیں خدشہ تھا کہ لوگ مجھ پر تنقید کریں تو خالق کائنات اللہ رب العالمین نے ان سے کہا۔ قُولی جب لوگ تم سے پوچھیں تو تم کہہ دینا اِنّی نَذرتُ لِلرَّحمٰنِ صَوماً میں نے اللہ پاک کے روزے کی منت مانی ہے۔ فَلَن اُکَلِّمَ الیَومَ اِنسِیّاً تو میں کسی آدمی سے گفتگو نہیں کروں گی۔ جو بھی تجھ سے پوچھے کہ شادی کے بغیر یہ بچہ کیسے پیدا ہوا تو تم اس سے کہہ دینا کہ میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے لہٰذا میں کسی سے گفتگو نہیں کروں گی۔ قرآن مجید کے اس مقام پر بات کرنے سے رکنا اور جواب نہ دینا اس کو صوم کہا گیا ہے تو یہ لغت میں صوم کا معنی ہے کہ کسی چیز سے باز رہنا اور رک جانا خواہ کوئی چیز ہو کوئی امر ہو اس لحاظ سے لفظ صوم کو استعمال کیا گیا ہے۔ اسکے لحاظ سے شرعی اصطلاح کے اندر جب ہم یہ لفظ بولتے ہیں اسکا خاص مفہوم ہوتا ہے۔ شریعت میں روزہ سے مراد یہ ہے کہ دن کے وقت ایسی تمام چیزوں سے باز رہنا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ باز رہنا نیت کی وجہ سے ہو اور اس کا وقت طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ہے اور نیت اس کی طرف سے ہو کہ جو نیت کا اہل ہے ایسی حیثیت کو روزہ کہا جائے گا۔

رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں قرآن پاک لوح محفوظ سے سمائے دنیاپر نازل ہواجو لوگوں کے لئے سراپا ہدایت ہے اورحسب ضرورت تھوڑا تھوڑا 23 برس میں نازل ہوتارہا۔ رمضان المبارک کی پہلی رات میں صحف ابراہیم چھٹی رات میں تورات اور تیرہویں رات میں انجیل اورآٹھ یا بارہ تاریخ کوزبور نازل ہوئی۔اسی ماہ مبارک میں اللہ رب العزت کے طرف سے قرآن مجید ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر نازل ہوا۔ ماہ رمضان کوکلام الٰہی کے ساتھ خاص نسبت اور تعلق ہے۔اسی لئے اسلاف صالحین سے قرآن پاک کی کثرت تلاوت رمضان پاک میں منقول ہے۔امام اعظمؒ اس ماہ مبارک میں اکسٹھ بارقرآن پاک ختم کرتے تھے تیس دن میں تیس رات میں اورایک تراویح میں امام شافعیؒ اس ماہ میں ساٹھ بارقرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔قرآن مجیدفرقان حمیداللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جوسب کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے یہ ہمارے نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جو نبی کریم ﷺ تمام نبیوں کاسردار قرآن مجید ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کاکتنابڑا معجزہ ہے جو قیامت تک ہمارے پاس موجودہے اسکی حفاظت کا ذمہ خودخالق کائنات نے لیاہے پہلی کتابوں میں ردل بدل ہوتارہالیکن قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جس میں قیامت تک ردل بدل کوئی نہیں کرسکتااللہ رب العزت اپنی کتاب میں ارشادفرماتاہے کہ اگرمیں قرآن پاک کوپہاڑوں پر نازل کرتاتوپہاڑ بھی میرے خوف کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہوجاتے قرآن کی شان بھی بہت ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کاکلام ہے تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والاہے جس طرح ہم قرآن کی شان کومانتے

ہیں اس سے محبت کرتے ہیں اسکی تلاوت کرتے ہیں تو اسی طرح صاحب قرآن (نبی کریم ﷺ) کی شان بھی مانیں آقا ﷺ سے محبت کریں کیونکہ قرآن بھی ہمیں نبی کریم ﷺ کے صدقے ملا ہے قرآن بھی شان والا میرا نبی ﷺ بھی شان والے ! میرے آقا ﷺ مکہ میں تھے تو قرآن مکہ میں نازل ہوا میرے آقا ﷺ مدینہ میں تھے توجبرائیلؑ قرآن لیکر مدینہ میں آئے میرے آقا ﷺ میدان جہاد میں تھے تو قرآن میدان جہاد میں نازل ہوا۔ میرے آقا ﷺ غار حرا یا غار ثور میں تھے تو قرآن وہاں پر نازل ہوا۔ اگر میرے محبوب اپنے گھر میں تھے تو قرآن پاک گھر میں نازل ہوا یہ مقام و مرتبہ اللہ رب العزت نے ہمارے نبی ﷺ کو عطا کیا ہے آجکل بڑے دعوے ہوتے ہیں کہ ہم قرآن کو ماننے والے ہیں۔ عظمت قرآن کی محافل منعقد کرتے ہیں لیکن جب صاحب قرآن کا نام انکے سامنے آجائے تو جلتے ہیں قرآن کو تو سب مانتے ہیں۔ فرق صرف یہی ہے کہ جو لوگ صرف قرآن کی عظمت کو بیان کرتے ہیں صاحب قرآن کی عظمت سے کتراتے ہیں انکو چاہیے ذرا قرآن میں غور و فکر کریں تو پتا چلے گا پورا قرآن میرے نبی ﷺ کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن کی محبت تب ہی ہم کو کام آئے گی جب صاحب قرآن کی محبت ہمارے دلوں میں ہوگی۔ اس میں شک شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ کلام الٰہی ایک عظیم نعمت ہے جسکے نزول کے لئے اس مہینہ کا انتخاب درحقیقت اس بات کا اعلان ہے کہ یہ مہینہ خدا کی بے انتہا رحمتوں کے نزول کا مہینہ ہے لیکن ان نعمتوں سے فائدہ اہل ایمان ہی کو نصیب ہوتا ہے جیسا کہ بنجر زمین میں جتنی بار شیں بھی ہوتی رہیں اس میں اگانے کی قوت پیدا نہ ہوگی۔ حضرت ابوہریرہؓ سے

مروی ہے کہ آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "جو شخص بحالت ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اسکے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ قیام رمضان کی فضیلت سے متعلق حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس نے رمضان میں بحالت ایمان وثواب کی نیت سے قیام کیا تو اسکے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ درج بالا حدیث مبارکہ میں ایمان کا ذکر ہے ایمان ہے کس چیز کا نام اس کا جواب ہم آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارگاہ سے لیتے ہیں جو خود بنائے ایمان ہیں ایمان عطا کرنے والے ہیں جواب ملتا ہے "ایمان والا وہ ہے جو اپنی جان ماں باپ اولاد بلکہ کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر مجھ (آ قا علیہ الصلوٰۃ) سے محبت کرتا ہے وہ صاحب ایمان ہے۔ پتا چلا جو آ قا ﷺ سے محبت نہیں کرتا اسکا ایمان مکمل نہیں۔ اسی طرح اس حدیث میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ گناہ اسکے بخشیں جائیں گے جس نے ایمان واحتساب یعنی ایمان اور خلوص سے عبادت کی روزہ رکھا اسکے گناہ معاف ہوں گے۔ جب ماہ رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو حضور ﷺ قیدیوں کو چھوڑ دیا کرتے تھے اور ہر مانگنے والے کو دیا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے "جب ماہ رمضان شروع ہوتا تو رسول ﷺ کا رنگ متغیر ہو جاتا آپ ﷺ کی نمازوں میں اضافہ ہو جاتا اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرتے اور اسکا خوف طاری رکھتے"۔ رمضان المبارک میں جتنی زیادہ عبادت کی جائے اتنی کم ہے کیونکہ اس مہینہ میں نفل کا ثواب عام مہینوں کے

فرضوں کے برابر ملتا ہے اور فرض کا ثواب عام مہینوں کے ستر گنا زیادہ بلکہ سات سو گنا تک ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ تشریف لاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں" کتنی عظمت والا مہینہ ہے جس میں امت مصطفےٰ ﷺ کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا" بیشک جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان پاک کے لئے آراستہ کیجاتی ہے فرمایا جب ماہ رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ہوا سفید اور بڑی آنکھوں والی حوروں پر چلتی ہے تو وہ کہتی ہیں اے پروردگار اپنے بندوں سے ہمارے لئے انکو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور انکی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا" رمضان کی ہر رات ایک منادی آسمان سے طلوع صبح تک یہ ندا کرتا رہتا ہے اے خیر کے طلبگار تمام کر اور خوش ہو اور برائی کے چاہنے والے رک جا اور عبرت حاصل کر کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسکی بخشش کی جائے کیا کوئی توبہ کرنیوالا ہے کہ اسکی توبہ قبول کی جائے کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ اسکی دعا قبول کی جائے کیا کوئی سوالی ہے کہ اسکا سوال پورا کیا جائے اللہ رب العزت ماہ رمضان کی ہر رات میں افطاری کے وقت ساٹھ ہزار گناہ

گاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے اور عید کے روز اتنے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے پورے ماہ رمضان میں آزاد فرمائے ہیں"۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ تحفے ملے ہیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔

1۔ "پہلا یہ کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر التفات فرماتا ہے اور جس پر اللہ پاک کی نظر پڑ جائے اسے کبھی عذاب نہیں دے گا۔

2۔ "دوسرا یہ کہ شام کے وقت انکے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہے"

3۔ "تیسرا یہ کہ فرشتے ہر دن اور ہر رات ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں"۔

4۔ "چوتھا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتے ہوئے کہتا ہے میرے بندوں کے لئے تیاری کرلے اور مزین ہو جا قریب ہے وہ دنیا کی تھکاوٹ سے میرے گھر اور میرے دارِ رحمت میں پہنچ کر آرام حاصل کریں"۔

5۔ "پانچواں یہ کہ جب (رمضان) کی آخری رات ہوتی ہے ان سب کو بخش دیا جاتا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا! کیا یہ شب قدر کو ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں کیا تم جانتے نہیں ہو کہ جب مزدور کام سے فارغ ہو جاتے ہیں تب انہیں مزدوری دی جاتی ہے"۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس 10 گنا سے سات 700 گنا تک

بڑھایا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے۔ وہ بندہ کی طرف سے میرے لئے ایک تحفہ ہے اور میں اسکا (جسطرح چاہوں گا) اجر دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں ہی اسکا صلہ دونگا) روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب کی بارگاہ میں حضوری کی اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے اور روزہ (دنیا میں شیطان کے حملوں سے بچاؤ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے حفاظت کے لئے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اسکو چاہیے بے ہودہ اور فحش باتیں نہ کرے اور شور وغل نہ مچائے اور اگر کوئی دوسرا اس سے جھگڑا کرے تو کہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف) نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹا (اس لئے) وہ قاعدہ کے مطابق اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔ جس خوش نصیب انسان نے ماہ رمضان کا پورا پورا احترام کیا ہوگا کل بروز قیامت ماہ رمضان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس بندہ کے لئے عزت ووقار کے تاج پہنانے کی درخواست کرے گا۔ روایت میں آتا ہے "کہ روز قیامت رمضان المبارک اچھی صورت میں تشریف لائیگا پس خدا کے حضور سجدہ کرے گا اور اسے کہا جائیگا جس نے تیرا حق پہچانا ہے اسکا ہاتھ پکڑ لو پس وہ اس شخص کا ہاتھ پکڑ یگا جس نے اسکا قدر پہچانا ہوگا اور خدا کے سامنے کھڑا ہو جائے گا پس کہا جائیگا تو کیا چاہتا ہے

پس عرض کرے گا پروردگار اس شخص کو عزت و وقار کا تاج پہنا پس اسے تاج پہنایا جائیگا"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "کہ روزے اور قرآن پاک بندے کی شفاعت کرینگے روزے عرض کرینگے اے پروردگار میں نے اس بندہ کو کھانے پینے اور نفسانی خواہش سے دن میں روکا ہے پس اسکے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن عرض کریگا میں نے اسے رات میں سونے سے روکا ہے پس اسکے حق میں میری شفاعت قبول فرما پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ ثابت ہوا کہ قیامت کے دن جب دنیا کے دوست بیزاری کا اعلان کر دینگے روزے اور قرآن اس نازک وقت میں انسان کا ساتھ دینگے اور بارگاہ خدا میں شفاعت کرا کر جنت میں پہنچا دینگے۔ ان لوگوں کو ذرا سوچنا چاہیئے جو نبی کریم ﷺ کی (معاذاللہ) شفاعت کا انکار کرتے ہیں جب قیامت کے دن روزے اور قرآن کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ بندوں کی شفاعت کرائیں جو خود صاحب قرآن ہے جس پر قرآن اترا کیا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہماری شفاعت نہیں کرینگے؟ جس نبی کریم ﷺ کے صدقے ہم کو رمضان ملا اس نبی ﷺ کو کیا یہ اختیار حاصل نہ ہوگا۔ خدا کی قسم روزے اور قرآن تب ہی ہماری شفاعت کرینگے جب کہ کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر ہماری محبت نبی کریم ﷺ سے ہوگی جسکو نبی ﷺ سے دنیا میں محبت نہ ہوگی اسکو قیامت کے دن اعمال فائدہ نہیں دینگے۔ حضور ﷺ کے زبان برکت نشان میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ انکو آخری دن میں شدت کی بھوک و پیاس لگی جو ناقابل برداشت ہو گئی اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں انہوں نے کسی کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ

آپ ہم کوافطار کی اجازت دیں آپ نے ایک پیالہ انکے پاس بھیجااوراس میں دونوں کو قے کرنے کاحکم دیاجب دونوں عورتوں نے قے کی تواس میں گوشت کے ٹکڑے اور کھایا ہوا خون نکلاجس سے پیالہ بھرگیادیکھنے والے حیران ہوگئے حضوراکرم ﷺ نے ارشادفرمایاکہ انہوں نے رزاق مطلق کی حلال روزی سے رکھااورحرام چیزوں کو کھایاکہ دونوں عورتیں غیبت کرتی رہیں یہ وہ چیز ہے جوانہوں نے لوگوں کے گوشت کھائے ہیں۔(احیاءالعلوم)اس سے یہ بھی معلوم ہوگیاکہ غیبت اوردیگرگناہ سے روزہ بھاری ہوجاتاہے یہی وجہ ہے کہ نیکوکاروں کوروزہ کی سختی محسوس نہیں ہوتی حالانکہ گناہ گاروزہ میں بہت شدت اور سختی محسوس کرتاہے۔

درج ذیل باتیں جوروزہ کی حالت میں مکروہ ہیں۔

گوندچبانایاکوئی اورچیزمنہ میں ڈالے رکھنا۔

،بلاضرورت کسی چیزکاچکھنا

البتہ جس عورت کاخاوندسخت اوربدمزاج ہواسے زبان کی نوک سے سالن کامزہ چکھ لیناجائزہے۔

کلی یاناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔

منہ سے بہت ساتھوک جمع کرکے نگلنا۔

غیبت کرنا،جھوٹ بولنا،گالی گلوچ کرنا۔بھوک یاپیاس کی بے قراری اور گھبراہٹ

کوظاہر کرنا۔

نہانے کی حاجت ہوتو غسل کو قصداً صبح صادق کے بعد تک مؤخر کرنا۔

صوم وصال کے روزے رکھنا اگرچہ دوہی دن کا ہو۔

روزوں کی قضاکے احکام کی درج ذیل تین صورتیں ہیں۔

1۔اگر کوئی آدمی روزے کی حالت میں بھول کر کھاپی لے اس پر نہ قضاہے اورنہ کوئی کفارہ خواہ وہ رمضان کاروزہ ہویاغیر رمضان کا

2۔اگر کوئی آدمی رمضان ہیں روزہ کی حالت میں بلاعذر قصداً کھالے یاپی لے تواس پر قضااور کفارہ دونوں لازم ہیں

3۔اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی عذر کی وجہ سے یعنی سفر یامرض میں روزہ توڑدے تواس پر قضاواجب ہوگی کفارہ ضروی نہیں۔

اللہ رب العزت سے دعاگوہوں کہ اللہ پاک ہمیں ماہ رمضان المبارک کے مہینے کاادب واحترام اوراس میں خوب ذوق وشوق کے ساتھ عبادت کرنے کی توفیق عطافرمائے ۔تاکہ بروز قیامت ہم آقاﷺ کی شفاعت اورجنت کے حقدار بن جائیں۔آمین بجاہ النبی الامین

جنتی عورتوں کی سردار - قسط نمبر1

سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراؑ

ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذھِبَ عَنکُمُ الرِّجسَ اَھلَ البَیتِ وَیُطَھِّرَکُم تَطھِیرًا۔

(سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ آیت ۳۳)

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے (نبی کریم ﷺ کے) گھر والو تم سے ہر ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاک کرکے صاف ستھرا رکھے۔

ان کی پاکی خدائے پاک کرتا ہے بیاں

آیہء تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

یہ آیت کریمہ منبع فضائل اہل بیت نبوت ہے۔اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبوت کو ہر قسم کی اعتقادی عملی اخلاقی ناپاکیوں اور برائیوں سے پاک اور منزّہ فرماکر قلبی صفائی اخلاقی ستھرائی اور تزکیہ ظاہر و باطن کا وہ اعلیٰ درجہ اور مقام عطا فرمایا جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز اور فائق ہیں اس طہارت کامل کے حصول کے بعد وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم تو نہیں ہاں محفوظ ضرور ہو گئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔قُل لَا اَسئَلُکُم عَلَیہِ اَجرًا اِلَّا

المَوَدَّۃَ فِی القُربٰی (سورۃ الشوریٰ پارہ 25 آیت 23) فرمادیجیے اے لوگو! میں تم سے اس ہدایت و تبلیغ) کے بدلے کچھ اجرت وغیرہ نہیں مانگتا سوائے قرابت کی محبت کے۔)
اہل بیت کرامؓ کا گھرانہ فضائل و کمالات۔برکات و حسنات کا مخزن و معدن ہے جس کسی کو بھی کوئی نعمت ملی ان ہی کا صدقہ اوران ہی کی بدولت ہے

لَا وَرَبِّ العَرش جس کو ملا جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "لوگو میں تم سے اس ہدایت و تبلیغ) کے بدلے کچھ اجرت نہیں مانگتا سوائے قرابت کی محبت کے اور یہ کہ تم) میری حفاظت کرو میرے اہل بیت کے معاملے میں اور میری وجہ سے ان سے محبت کرو۔ (در منثور)

انہی سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ قُل لَا اَسئَلُکُم عَلَیہِ اَجرًا اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربٰی نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے ؟قَالَ عَلی'' وفَاطِمَۃ وولدا ھُمَا، علی و فاطمہ اوران کے دونوں بیٹے (یعنی

سیدنا حضرت امام حسنؓ و سیدنا حضرت امام حسینؓ)۔ (بحوالہ زرقانی علی المواہب ص جلد۷ صواعق محرقہ ص168) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے 20 فرمایا آج رات ایک فرشتہ جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا اور یہ خوشخبری دے کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ (سنن الترمذی ،کتاب المناقب) آپؓ آقا ﷺ کی صاحبزادی ہیں آپؓ کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں مشہور القاب زہرا، بتول سیدۃ نساء العالمین ہیں۔آپؓ کی ولادت کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ایک روایت یہ ہے کہ ظہور نبوت سے پانچ سال قبل مکہ معظمہ میں آپؓ کی ولادت ہوئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت باسعادت اعلان نبوت سے ایک سال بعد ہوئی۔ جیسا کہ صاحب استعیاب علامہ ابو عمر ابن عبدالبر نے عبیداللہ بن محمد ہاشمی سے نقل کیا کہ آپؓ کی پیدائش کے وقت حضور سید عالم ﷺ کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی۔ (الاستعیاب) ماہ رمضان 2 ہجری میں حضرت علی المرتضٰی سے آپؓ کا نکاح ہوا بقرہ عید کے مہینہ میں رخصتی ہوئی۔آپؓ سے حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ تین بیٹے اور زینبؓ،ام کلثومؓ ،رقیہؓ تین بیٹیاں ہوئیں۔ایک روز آقا ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے وہاں منکرین قریش کا گروہ بھی موجود تھا جب آپ ﷺ سجدے میں گئے تو قریش کے گروہ کے سرغنہ عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھری لا کر پشت پر رکھ دی جس کے بوجھ سے آپ ﷺ کے لئے سر اٹھانا مشکل ہو گیا۔قریش یہ حالت دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ کسی نے جا کر حضرت فاطمۃ الزہراؓ

کواس کی خبر دی اس وقت آپؓ کم سن تھیں بے چین ہو کر خانہ کعبہ کی طرف دوڑیں اور جا کر آقا ﷺ کے اوپر سے اوجھری ہٹائی اور آس پاس ہنسنے والے کفار کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا شریر واللہ پاک ان شرارتوں کی ضرور سزا دے گا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ جنگ بدر میں ذلت کی موت مارے گئے۔ایک بار آقا ﷺ کے پاس کچھ غلام باندیاں آئیں حضرت علی المرتضیٰؓ نے انہیں کہا کہ آپؓ جا کر اپنے والد محترم سے گھر کے کام کاج کے لیے ایک خادم مانگ لائیں حضرت فاطمۃ الزہراؓ تشریف لے گئیں مگر شرم و حیاء کی وجہ سے بات نہ کر سکیں پھر دونوں میاں بیوی گئے اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضور ﷺ سے درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں کو خادم کیسے دوں ابھی تک تو اہل صفہ کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا دونوں واپس آ گئے رات کو حضور ﷺ آپؓ کے گھر تشریف لے گئے اور دونوں کو فرمایا تم نے جو چیز مانگی ہے اس سے کیا یہ بہتر نہیں کہ میں تمہیں ایسی چیز دوں جس کے باعث تمہاری دن بھر کی تھکاوٹ دور ہو جائے ہر نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمد للہ 34 بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ راحتِ قلب و سینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا اے اہل مجمع اپنے سر جھکاؤ آنکھیں بند لو کر لو تا کہ حضرت فاطمہؓ بنت محمد مصطفیٰ ﷺ صراط سے گزریں۔ (الجامع الصغیر)

حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے پاس تھیں
حضرت فاطمۃ الزہراؓ آئیں آپؓ کی چال رسول ﷺ کی چال سے بالکل مختلف نہ تھی
توجب انہیں حضور ﷺ نے دیکھاتوفرمایاخوش آمدیداے میری بچی پھرانہیں
بٹھالیاپھران سے کچھ سرگوشی کی آپؓ بہت سخت روئیں توجب ان کا رنج ،ملاحظہ
فرمایاتوان سے دوبارہ سرگوشی فرمائی تووہ ہنس پڑی پھرجب رسول اللہ ﷺ تشریف
لے گئے تومیں نے ان سے سرگوشی کے متعلق پوچھاآپؓ بولیں کہ میں رسول
اللہ ﷺ کاراز فاش نہیں کرسکتی پھرجب حضور ﷺ کی وفات ہوگئی تومیں نے کہاکہ میں
تم کواس کی وجہ سے جومیراتم پرحق ہے قسم دیتی ہوں کہ تم مجھے بتادوآپؓ بولیں لیکن
اب توہاں ضرورجس وقت حضور ﷺ نے پہلی بارمجھ سے سرگوشی کی توآپ
ﷺ نے مجھے خبردی کہ حضرت جبرائیلؑ ہرسال مجھ پرقرآن مجیدایک بارپیش کیاکرتے
تھے اورانہوں نے اس سال مجھ پردوبارپیش کیامیں نہیں خیال کرتامگریہ کہ میری
وفات قریب ہے تم اللہ سے ڈرتی رہنااورصبر کرنامیں تمہارابہترین پیش روہوں تومیں
رونے لگی جب حضور ﷺ نے میری گھبراہٹ دیکھی تومجھ سے دوبارہ سرگوشی کی
فرمایااے فاطمہؓ کیاتم اس پرراضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویاں یامومنوں کی بیویوں
کی سردارہواورایک روایت میں ہے کہ مجھ سے حضور ﷺ نے سرگوشی کی کہ اس
بیماری میں حضور ﷺ کی وفات ہوگئی تومیں روئی پھرمجھ سے دوبارہ سرگوشی کی مجھے
خبردی کہ میں ان کے گھروالوں میں پہلی ہوں گی جوان کے پیچھے پہنچوں گی تومیں ہنس

پڑی۔ مسلم، بخاری

حضرت مسور بن مخرمہؓ (یہ وہ صحابی رسول ﷺ ہیں جنہوں نے قرآن پاک نبی کریم ﷺ سے سنا اور یاد کیا تھا) کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے جب ابو جہل کی بیٹی سے منگنی کی تو حضرت فاطمۃ الزہراؓ یہ سنکر رسول اکرم نور مجسم ﷺ کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ ﷺ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیٹیوں کی حمایت میں غصہ نہیں کرتے اور اسی وجہ سے علیؓ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اس پر رسول خدا ﷺ کھڑے ہو گئے میں سن رہا تھا جس وقت آپ تشہد کے بعد فرمایا میں نے ابو العاص بن ربیع سے (اپنی ایک بیٹی کا نکاح کر دیا تو ابو العاص نے جو بات مجھ سے کہی) سچ کہی اور بے شک فاطمہؓ میرا پارہء گوشت ہے اور میں اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ اسے رنج پہنچے خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور عدوّ اللہ کی بیٹی ایک شخص کے پاس (نہیں رہ سکتیں پس علیؓ نے اس منگنی کو ترک کر دیا۔ (بخاری

حضرت سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا ارشاد پاک ہے "فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، فاطمہؓ انسانی حور ہے۔ (بخاری

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں دیکھا کرتی تھی کہ آقا ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا ماتھا چومتے ہیں میں نے عرض

کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے اس عمل میں کیا حکمت ہے آپ ﷺ نے فرمایا جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی (معراج ہوا) تو میں جنت میں گیا وہاں ایک درخت کے پاس ٹھہرا اس جیسا حسین سفید پتوں والا خوشبودار پھل والا کوئی دوسرا درخت نہ تھا۔ میں نے اس کا پھل کھایا تو وہ میری پشت میں نطفہ بن گیا جب میں زمین پر آیا تو حضرت خدیجہؓ سے مجامعت کی اور اس سے فاطمۃ الزہراؓ پیدا ہوئیں اب مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کا جب شوق ہوتا ہے تو میں فاطمۃ الزہراؓ میں وہ خوشبو سونگھ لیتا ہوں فاطمہؓ دوسری عورتوں کی طرح نہیں اسے نہ وہ بیماری لگتی ہے جو انہیں لگتی ہیں۔ (المعجم الکبیر

جنتی عورتوں کی سردار - قسط نمبر2

سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرؓا

ایک دن سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ، سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت سعد بن معاذؓ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما تھے کہ سیدۃ النساء العالمین کے ذکرِ خیر کا تذکرہ چل پڑا حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا تمام معززین نے پیغام نکاح عرض کیا اور آپ ﷺ نے انکار کرتے ہوئے یہی ارشاد فرمایا کہ یہ معاملہ اللہ پاک کے ذمہ کرم پر ہے۔ لیکن اس وقت سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے پیغام نکاح عرض نہیں کیا اور نہ ہی اس کا تذکرہ کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے غربت کے سبب ایسا نہیں کیا۔ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ پاک اور اسکے رسول ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرؓا کا معاملہ شاید اسی لئے روکا ہوا ہے۔ پھر سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت سعد بن معاذؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں کہ ہم سب حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ کے پاس چلیں اور ان سے سیدۃ النساء العالمین شہزادی رسول ﷺ کا معاملہ کا ذکر کریں اگر حضرت علی المرتضیٰؓ نے تنگ دستی کی وجہ سے انکار کیا تو ہم ان کی مدد کریں گے حضرت سیدنا سعد بن معاذؓ نے عرض کی اے ابو بکر صدیقؓ اللہ رب العزت آپ کو اس

کام کی توفیق عطافرمائے پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ مسجد نبوی ﷺ سے نکل کر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کی تلاش میں نکل پڑے۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضرت علی المرتضیٰؓ کی مسجد میں جا پہنچے آپؓ کو وہاں مسجد میں نہ پایا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوانؓ کو پتہ چلا کہ حضرت علی المرتضیٰؓ اس وقت کسی انصاری کے باغ میں اجرت پر اونٹوں کے ذریعے پانی نکالنے میں مصروف ہیں ۔تو یہ تینوں صحابہ کرام علیہم الرضوان اس انصاری کے باغ کی طرف چل دیے۔جب صحابہ کرام علیہم الرضوان اس باغ میں پہنچے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دیکھ کر حضرت علی المرتضیٰؓ نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا اے علیؓ بات یہ ہے کہ قریش کے معززین نے سیدۃ النساء العالمین بنت رسول ﷺ کے لئے پیغام نکاح دیا۔ لیکن آپ ﷺ نے انہیں یہی کہہ کر لوٹا دیا کہ یہ معاملہ اللہ پاک کے ذمہ کرم پر ہے صحابی رسول ﷺ نے کہا اے علیؓ ہم نے دیکھا ہے کہ آپؓ ہر اچھی عادت سے کامل طور پر متصف ہیں اور فخر دو عالم نور مجسم شفیع بنی آدم ﷺ کے قرابت دار بھی ہیں تو آپؓ کے لئے اس میں کیا رکاوٹ ہے، مجھے امید ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کا معاملہ آپؓ کے لئے روکا ہوا ہے راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی آنکھیں سے آنسو جاری ہو گئے اور عرض کرنے لگے اے ابوبکر صدیقؓ آپؓ نے مجھے ایسے کام پر ابھارا ہے جو رکا ہوا تھا اور مجھے ایسے کام کی طرف متوجہ کیا جس سے میں غافل تھا اللہ رب العزت کی قسم مجھے شہزادی رسول ﷺ پسند ہیں اور ایسے رشتے کے

لئے میرے جیسااور کوئی نہیں ۔وجہ صرف غربت کی ہے جس نے مجھے اس سے روکے رکھا ہوا ہے ۔حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ (قربان جاؤں آپ کی قسمت وہمدردی پر) نے فرمایا اے علیؓ ایسا نہ کہو اللہ اور اسکے نبی ﷺ کے نزدیک دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اُڑتے غبار کی مانند ہے ۔اس کے بعد سیدنا علی المرتضیٰؓ نے اپنا اونٹ کھولا اور گھر چل دیے گھر جا کر اونٹ باندھا اور جوتے پہن کر حضرت سیدتنا ام سلمہؓ کے گھر کی طرف چل دیئے حضرت ام سلمہؓ کا دروازہ کھٹکھٹایا تو سیدتنا حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا کون؟ سیدنا علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے عرض کیا اٹھو اور دروازہ کھولو یہ وہ ہے جس سے اللہ اور اسکا رسول ﷺ محبت کرتا ہے اور یہ بھی ان سے محبت کرتا ہے ۔حضرت سیدتنا ام سلمہؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ! یہ کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ میرا بھائی ہے اور مجھے ساری مخلوق سے بڑھ کر پیارا ہے حضرت سیدتنا ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اس تیزی سے اٹھی کہ چادر میں الجھنے لگی تھی میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں اللہ پاک کی قسم !جب تک انہیں پتہ نہ چلا کہ میں اوٹ میں ہو گئی ہوں اور آپؓ اندر داخل نہ ہوئے پھر آپؓ نے آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب عنایت فرمایا اور فرمایا بیٹھو آپ ﷺ آقا ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اور زمین کُریدنے لگے گویا کوئی حاجت عرض کرنے میں حیا کر رہے ہوں ۔آقا ﷺ نے فرمایا اے علیؓ کوئی کام ہے تو بتاؤ ہمارے ہاں تمہاری ہر حاجت پوری ہو گی حضرت علیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنے

چچااور چچی فاطمہ بنت اسد سے لیااسوقت ایک نا سمجھ بچا تھاآپ ﷺ نے میری راہنمائی فرمائی مجھے ادب سکھایا مجھے شائستہ بنایاآپ ﷺ نے مجھ پر ماں باپ سے بڑھ کر شفقت واحسان فرمایااللہ پاک نے آپ ﷺ کے ذریعے مجھے ہدایت بخشی اور شرک سے بچایا جس میں میرے والدین مبتلا تھے یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ہی دنیاوآخرت میں میراوسیلہ اورذخیرہ ہیں اورمیں یہ پسند کرتاہوں کہ اللہ پاک آپ ﷺ کے ذریعے میری پشت پناہی ایسی فرمادے کہ میرا بھی ایک گھراور بیوی ہو جس میں میں چین حاصل کرسکوں یہی حاجت لے کرآپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہواہوں یارسول اللہ ﷺ !کیاآپ ﷺ اپنی لخت جگر سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرؓا کاعقدِ نکاح میرے ساتھ فرمانا پسندفرمائیں گے۔سیدتنا ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے دیکھاکہ حضور ﷺ کاچہرہ انورخوشی ومسرت سے کھل اٹھاپھرآپ ﷺ نے مسکراکرحضرت علی المرتضیٰؓ کے چہرے کودیکھااوراستفسارفرمایااے علیؓ کیا تمہارے پاس کوئی چیزہے جس سے تم فاطمۃ الزہراؓ کاحق مہراداکرسکو؟حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ نے عرض کی اللہ پاک کی قسم آپ ﷺ پر میری حالت پوشیدہ نہیں آپ ﷺ جانتے ہیں کہ میں ایک زرہ ، تلواراورپانی لانے والے ایک اونٹ کے علاوہ کسی چیز کامالک نہیں ۔آقا ﷺ نے ارشادفرمایااپنی تلوارسے توتم اللہ پاک کی راہ میں جہادکروگے لہٰذااسکے بغیر گزارہ نہیں اوراونٹ سے اپنے گھروالوں کے لئے پانی بھر کرلاؤگے اورسفر میں بھی اس پراپناسامان لادوگے لیکن زرہ کے بدلے میں مَیں اپنی بیٹی کانکاح تجھ سے کرتاہوں اورمیں تجھ سے خوش ہوں اوراے علیؓ !تجھے مبارک ہوکہ اللہ نے زمین

پر فاطمہؓ سے تمہارا نکاح کرنے سے پہلے آسمان میں تم دونوں کا نکاح کر دیا ہے اور تیرے آنے سے پہلے آسمانی فرشتہ میرے پاس حاضر ہوا جس کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اس کے کئی چہرے اور پَر تھے اس نے آکر عرض کی "السلام علیک یارسول اللہ مبارک ملن اور پاکیزہ نسل کی آپ ﷺ کو بشارت ہو"۔ میں نے پوچھا اے فرشتے کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا یارسول اللہ ﷺ میں سبطائل ہوں اور عرش کے ایک پائے پر مقرر ہوں میں نے اللہ پاک کی بارگاہ میں گزارش کی کہ وہ مجھے اجازت دے کہ میں آپ ﷺ کو بشارت سناؤں اور حضرت جبرائیلؑ بھی میرے پیچھے پیچھے فضل و کرم الٰہی کی خبر لے کر آپ ﷺ کے پاس پہنچنے والے ہیں آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ابھی اس فرشتے نے اپنی بات بھی پوری نہ کی تھی کہ حضرت جبرائیل امینؑ نے آکر سلام کیا اور ایک سفید ریشم کا ٹکڑا میرے ہاتھوں پر رکھ دیا جس میں دو سطریں نور کے ساتھ لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیلؑ یہ خط کیسا ہے تو انہوں نے بتایا یارسول اللہ ﷺ اللہ پاک نے دنیا پر نظر رحمت فرمائی اور اپنی رسالت کے لئے مخلوق میں سے آپ ﷺ کا انتخاب فرمایا اور آپ ﷺ کے لئے ایک حبیب بھائی دوست اور وزیر چن کر اسکے ساتھ آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کا نکاح فرما دیا میں نے پوچھا اے جبرائیلؑ ذرا یہ بتاؤ کہ یہ میرا حبیب کون ہے تو اس نے جواب دیا آپ ﷺ کا چچازاد اور دینی بھائی حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ ہیں اور اللہ پاک نے ساری جنتوں اور حوروں کو آراستہ پیراستہ ہونے شجر طوبیٰ کو زیورات سے مزین ہونے اور ملائکہ کو چوتھے آسمان میں بیت المعمور کے پاس جمع ہونے کا حکم دیا اور رضوان جنت نے اللہ کے

حکم سے بیت المعمور کے دروازے پر منبر کرامت رکھ دیا ہے یہ وہ منبر ہے جب اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے تو آدم علیہ السلام نے اس پر خطبہ دیا۔ پھر اللہ پاک کے حکم سے راحیل نامی فرشتے نے اللہ پاک کی حمد و ثناء کی تو آسمان فرحت و سرور سے جھوم اٹھا پھر حضرت جبرائیلؑ نے مزید عرض کی اللہ پاک نے وحی فرمائی کہ میں نے اپنے محبوب بندے علیؓ کا نکاح اپنی محبوب بندی اور اپنے رسول ﷺ کی بیٹی فاطمۃ الزہراؓ سے کر دیا ہے۔ تم ان کا عقد نکاح کر دو پس میں نے عقد نکاح کر دیا اور اس پر فرشتوں کو گواہ بنایا اور ان کی گواہی اس ریشم کے ٹکڑے پر لکھی ہوئی ہے اللہ پاک نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ یہ خط آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کروں اور اس پر سفید کستوری کی مہر لگا کر دار و غہ جنت ، رضوان کے حوالے کر دوں جب اللہ پاک نے ملائکہ کو اس نکاح پر گواہ بنایا تو شجر طوبیٰ کو حکم دیا کہ وہ اپنے زیورات بکھیرے جب اس نے زیورات کو بکھیرا تو ملائکہ اور حوروں نے سب زیورات چن لیے اور حوریں قیامت تک یہ زیورات ایک دوسرے کو تحفے میں دیتی رہیں گی۔ اللہ پاک نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ سے یہ عرض کروں کہ آپ ﷺ زمین پر حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علی المرتضیٰؓ سے کر دیں اور مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو دو ایسوں شہزادوں کی بشارت دوں جو انتہائی ستھرے عمدہ خصائل و فضائل کے حامل پاکیزہ فطرت اور دونوں جہاں میں بھلائی والے ہوں گے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علیؓ ابھی فرشتہ بلند نہ ہوا تھا کہ تم نے دروازے پر دستک دے دی میں تمہارے متعلق حکم الٰہی نافذ کر رہا ہوں تم مسجد میں پہنچ جاؤ میں

ابھی آ رہا ہوں میں لوگوں کی موجودگی میں تمہارا نکاح کروں گا اور تمہارے وہ فضائل بیان کروں گا جن سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں ۔ سیدنا مولا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں میں آ قا ﷺ کی بارگاہ اقدس سے نکلا تو اتنی جلدی میں تھا کہ خوشی و مسرت سے اپنا ہوش بھی نہ تھا راستے میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا اے علیؓ ! خیریت ہے کیا ہوا ہے کہ تم اتنی جلدی میں ہو تو میں نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے میرا نکاح اپنی شہزادی سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے کر دیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ پاک نے میرا نکاح آسمانوں میں کیا ہے ۔ آ قا ﷺ اب مسجد میں تشریف لا کر اس کا اعلان فرمائیں گے وہ دونوں صحابی رسول ﷺ خوش ہو گئے اور مسجد کی طرف چل دیے خدا کی قسم ! جب آ قا ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آ قا ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بلالؓ ! مہاجرین و انصار کو جمع کرو ۔ حضرت بلالؓ حکم رسول ﷺ لے کر تشریف لے گئے امام الانبیاء ﷺ اپنے منبر اقدس کے پاس تشریف فرما ہو گئے ۔ یہاں تک کہ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے منبر اقدس پر جلوہ افروز ہو کر اللہ پاک کی حمد و ثناء کی اور ارشاد فرمایا ۔ اے مسلمانو ! ابھی ابھی حضرت جبرائیل امینؑ میرے پاس آئے اور یہ خبر دی کہ اللہ پاک نے بیت المعمور کے پاس ملائکہ کو گواہ بنا کر میری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سے کر دیا ہے ۔ اور مجھے بھی حکم فرمایا ہے کہ میں زمین پر انکا نکاح کر دوں میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح علی المرتضیٰؓ سے

کر دیا ہے۔ پھر آ قا ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سے ارشاد فرمایا اے علیؓ کھڑے ہو کر خطبہ نکاح پڑھو۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور یہ خطبہ پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَشُکْرًا لِاَنْعُمِہٖ وَاِیَادِیْہِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَلَاشَبِیْہَ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ نَبِیُّہُ النَّبِیْہِ وَرَسُوْلُہُ الْوَجِیْہِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَنِیْہِ صَلَاۃً وَاٰئِمَّۃً تُرْضِیْہِ وَبَعْدُ ! یعنی سب تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں اور اسکے انعامات واحسانات پر اس کا شکر ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ پاک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا ہے اس کوئی شریک و مثل نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اس کے معزز نبی اور عظیم الشان رسول ہیں ان پر ان کی آل واصحاب ،ازواج مطہرات اور اولاد اطہارؓ پر اللہ پاک کی ایسی دائمی رحمت ہو جو آ قا ﷺ کو خوش کر دے اس کے بعد فرمایا نکاح اللہ پاک کے حکم پر عمل ہے۔ اور اس نے اس کی اجازت دے دی ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح مجھ سے کر دیا اور میری اس زرہ کو بطور حق مہر مقرر فرمایا ہے میں اور آپ ﷺ اس پر راضی ہیں تم لوگ آپ ﷺ سے پوچھ لو اور گواہ بن جاؤ تو سب مسلمانوں نے کہا اللہ پاک تمہارے جوڑے میں برکت اور تمہیں اتفاق عطا فرمائے ۔ پھر آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لائے اور انہیں حضرت سیدتنا فاطمہؓ کے نکاح پر دف

بجانے کا حکم دیا تو انہوں نے آپؓ کے پاس دف بجایا۔ حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زرہ لی اور بازار میں جا کر چار سو درہم میں حضرت سیدنا عثمان غنیؓ پر فروخت کر دی۔ جب میں نے زرہ اور انہوں نے درہموں پر قبضہ کر لیا تو مجھ سے فرمانے لگے اے علیؓ! کیا اب میں آپؓ سے زیادہ زرہ کا اور آپؓ مجھ سے زیادہ دراہم کے حقدار نہیں؟ میں نے کہا کیوں نہیں تو کہنے لگے پھر یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے۔ حضرت علی المرتضٰیؓ درہم اور زرہ لے کر آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سیدنا عثمان غنیؓ کے حسن سلوک کی خبر دی آپ ﷺ نے انہیں خیر و برکت کی دعا دی اور پھر سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بلا کر مٹھی بھر درہم انہیں دیئے اور فرمایا ان درہم کے عوض فاطمہؓ کے لئے مناسب اشیاء خرید لاؤ حضرت سیدنا سلمان فارسیؓ اور حضرت سیدنا بلالؓ کو خریدی ہوئی اشیاء اٹھانے میں مدد کے لئے ساتھ بھیجا۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ نے تریسٹھ درہم عطا کیے میں نے روئی سے بھرا ہوا موٹے کپڑے کا بستر چمڑے کا دستر خوان چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے پانی کے لئے ایک مشکیزہ اور کوزہ اور نرم اون کا ایک پردہ خریدا۔ حضرت سلمانؓ اور حضرت بلالؓ نے تھوڑا تھوڑا کر کے وہ سامان اٹھا لیا اور آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر کر دیا جب آپ ﷺ نے دیکھا تو رونے لگے اور آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر عرض کی یا اللہ ایسے لوگوں کو اپنی برکت سے نواز جن کا شعار ہی تجھ سے ڈرنا ہے۔ حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بقیہ درہم حضرت سیدتنا ام سلمہؓ کے حوالے کر دیے کہ ان

درہموں کو اپنے پاس رکھو۔ پھر ایک مہینہ شرم وحیاء کے باعث آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا جب کبھی راستے میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی
تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے اے علیؓ ! میں نے تمہارا نکاح اس کے ساتھ کیا ہے جو تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے۔ اس کے بعد سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی رخصتی ہوئی ۔ آپ ﷺ نے حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراؓ کو آراستہ کرنے کا حکم
دیا اور حضرت سیدتنا ام سلمہؓ کے پاس رکھے ہوئے دراہم میں سے دس درہم حضرت علیؓ کو دیئے اور ارشاد فرمایا ان سے کھجور گھی اور پنیر خرید لو آپؓ یہ تین چیزیں
خرید کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے آپ ﷺ نے چمڑے کا ایک دستر خوان منگوایا اور آستینیں چڑھا کر کھجوروں کو گھی میں مسلنے لگے اور پھر پنیر کے ساتھ اس طرح ملایا کہ وہ حلوہ بن گیا پھر ارشاد فرمایا اے علیؓ ! جس چاہو بلا لاؤ ۔ آپؓ مسجد میں گئے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کہا آپ ﷺ کی دعوت قبول کریں سب لوگ اٹھ کر چل دیئے میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کی لوگ بہت ہیں
آپ ﷺ نے چمڑے کے دستر خوان کو ایک رومال سے ڈھانک دیا اور ارشاد فرمایا دس دس افراد کو داخل کرتے جاؤ میں نے ایسا ہی کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان کھا کر نکلتے گئے لیکن کھانے میں بالکل کمی نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی برکت سے وہ حلوہ سات سو افراد نے کھایا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کی قسم آقا ﷺ کے حکم کے بعد میں نے نہ تو کبھی حضرت فاطمۃ الزہراؓ پر غصہ کیا اور نہ ہی کسی بات پر انہیں ناراض کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا بلکہ وہ بھی مجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوئیں اور نہ ہی کسی

بات میں میری نافرمانی کی اورجب بھی میں ان کو دیکھتاتووہ میرے دکھ دردُور کرتی دکھائی دیتیں۔حضرت سیدتنافاطمۃ الزہرؓا کو تشویش تھی کہ عمر بھر توغیر کی نظروں سے خود کو بچائے رکھاہے اب کہیں بعد وفات میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظرنہ پڑجائے ایک موقع پر حضرت سیدتنااسماءبنت عمیسؓ نے کہامیں نے حبشہ میں دیکھاکہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کرایک ڈولی کی صورت بناکراس پرپردہ ڈال دیتے ہیں پھرانہوں نے کھجور کی شاخیں منگواکرنہیں جوڑ کراس پر کپڑاتان کر سیدتناحضرت فاطمۃ الزہرؓا کو دکھایاآپؓ بہت خوش ہوئیں اورلبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔بس یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکارمدینہ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد دیکھی گئی۔

آپؓحضور نبی کریم ﷺ کی وفات سے چھ ماہ بعد3 رمضان المبارک سہ شنبہ11 ہجری دن کے وقت اٹھائیس سال کی عمرمیں دارِ فانی سے دارِبقاکوچ فرماگئیں۔سیدناحضرت عباسؓ نے آپؓ کی نمازہ جنازہ پڑھائی۔آپؓ کی تدفین مدینۃ المنورہ کے قبرستان جنت البقیع میں رات کو ہوئی۔

پیارے نبی کریم ﷺ سے بچوں کا جذبہ محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اَلنَّبِیُّ اَولیٰ بِالمُومِنِینَ مِن اَنفسِہِم" نبی کریم ﷺ مومنوں کے لئے اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

اگر مومنوں کی جان اور رسول اللہ ﷺ کی محبت واطاعت میں سے انتخاب کرنا پڑے تو مومنوں کو جان دے کر بھی محبت کا رشتہ برقرار رکھنا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے "تم میں سے کوئی ایمان والا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے آباء اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں "۔پھر فرمایا "تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان والا نہیں سکتا جب تک اس کی خواہشات ان احکام کے تابع نہ ہو جائیں جو میں لایا ہوں۔اللہ پاک اور اسکے محبوب ﷺ سے محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ محبت میں کوئی اور شریک نہ ہو۔رسول اللہ ﷺ کی محبت تمام رشتوں اور تمام تعلقات سے بڑھ کر ہو۔جو شخص اللہ پاک سے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت تب مکمل ہو گی جب وہ سرور کائنات ﷺ سے محبت کرے گا۔کیونکہ کوئی شخص ساری زندگی لاالہ الااللہ کہتا رہے اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک محمد رسول اللہ نہ کہے گا۔تو معلوم ہوا کہ ایمان بھی آقا ﷺ کی محبت کا نام ہے

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ جنکا شمار بڑے مشہور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ میں غزوہ بدر کی لڑائی یں میدان بدر میں لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا میرے دائیں بائیں انصار کے دو لڑکے کھڑے تھے مجھے خیال ہوا کہ اگر میں ان دو لڑکوں کی بجائے مضبوط اور جوان لوگوں کے درمیان ہوتا تو ضرورت کے وقت ہم ایک دوسرے کی مدد کر سکتے اتنے میں ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا" آپؓ ابو جہل کو پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں میں ابو جہل کو جانتا ہوں پَر تمہارا اس سے کیا کام ہے؟ اس لڑکے نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا ہے یں چاہتا ہوں کہ اس گستاخ کو دیکھ لوں اور اسوقت تک اس سے جدا نہ ہونگا کہ وہ مر جائے یا میں مر جاؤں" اس پر حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کو بڑی حیرانگی ہوئی پھر دوسرے لڑکے نے بھی یہی سوال کیا جو پہلے لڑکے نے کیا تھا۔ جنگ بدر سن دو ۲ ہجری میں لڑی گئی مسلمانوں کو مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ نبی کریم ﷺ کی قیادت میں ہجرت کو صرف دو سال کا عرصہ ہوا تھا اور ابو جہل کا مستقل قیام مکہ میں تھا اس لئے مدینہ کے رہنے والے خصوصاً وہاں کے انصار بچے ابو جہل اور اسکی اسلام دشمنی سے تو واقف تھے لیکن ابو جہل کو کبھی دیکھا نہیں تھا اور نہ شناخت کر سکتے تھے اتفاق سے ابو جہل میدان جنگ میں بھاگتا ہوا نظر آیا تو حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے ان لڑکوں کو بتایا کہ وہ

آ رہا ہے ابو جہل جسکو تم معلوم کرنا چاہتے تھے یہ دونوں صاحبزادے حضرت معوذ اور حضرت معاذؓ تلوار لیکر اسکی طرف دوڑ پڑے ابو جہل گھوڑے پر سوار تھا میدان جہاد میں اپنے لشکر کی صف بندی کر رہا تھا ایک بھائی نے گھوڑے پر حملہ کیا تو دوسرے نے ابو جہل کی ٹانگ پر ضرب لگائی اور اسی طرح اسکو ٹھنڈا کیا کہ اٹھ نہ سکا تڑپتا رہا آخر یہاں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ابو جہل کا سر اسکے تن سے جدا کرکے ہمیشہ کے لئے اسکا خاتمہ کیا۔ تاریخ میں درج ہے کہ جس وقت حضرت معاذؓ نے ابو جہل کی ٹانگ پر حملہ کیا تو ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے حضرت معاذؓ کے مونڈھے پر حملہ کیا جس سے حضرت معاذؓ کا ہاتھ کٹ کر کھال میں اٹک گیا اس سے انہیں میدان جنگ میں کافی دشواری پیدا ہوئی اس لئے حضرت معاذؓ نے اپنے اس کٹے ہوئے ہاتھ کو جو لٹک رہا تھا پاؤں سے دبا کر جدا کرکے اس سے نجات حاصل کرلی اور جنگ جاری رکھی۔ مسلمان بچوں کا یہ دینی جوش و جذبہ صرف میدان بدر تک محدود نہ رہا بلکہ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد آج تک قائم برقرار ہے۔ معزز قارئین آقا ﷺ کی محبت ہی وہ واحد عمل ہے جس سے ہماری دنیا و آخرت میں نجات ہوگی اگر ہم نے نبی کریم ﷺ سے رشتہ محبت جوڑ لیا آقا ﷺ کی غلامی قبول کرلی تو خدا کی قسم ہم بارگاہ نبی کریم ﷺ میں بھی کامیاب ہو جائیں گے اور بارگاہ رب لم یزل میں بھی اگر ہم نے رشتہ محبت توڑ دیا تو اس دنیا میں بھی ذلیل و رسوا اور آخرت میں بھی۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ رب تعالیٰ دونوں جہاں میں نبی کریم ﷺ کی محبت اور شفقت نصیب فرمائے۔ آمین

غزوہ بدر میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جاں نثاری

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ " بے شک اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں تمہاری مدد کی حالانکہ تم بالکل کمزور تھے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے " بلاشبہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں اور (بشارت دیتے ہیں) کہ نہ تو تمہیں کسی (آنے والے خطرے) کا خوف ہونا چاہیے اور نہ ہی کسی (گذشتہ بات کا) رنج وملال اور اُس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (حٰمٓ السجدہ آیت 23) ماہ رمضان المبارک بڑی عظمت والا مہینہ ہے ۔اس ماہ مقدس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا" یہ مقدس مہینہ شروع ہوتے ہی ہمارے دلوں میں اس واقعے کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جسے تاریخ "غزوہ بدر © " کے نام سے یاد کرتی ہے ۔بدر ایک کنوئیں کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے تقریباً 80 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔یہ کنواں بہت ہی مشہور تھا اس لئے اس کے آس پاس کی آبادی دیہات کو ہی بدر کہا جاتا ہے جہاں پر یہ غزوہ ہوا تھا۔ روزے کی فرضیت کے بعد پہلے ہی رمضان کی 17 تاریخ 2 ہجری جمعہ کو میدان بدر تاریخ اسلام کا انتہائی دردناک اور دلوں کو ہلا کر رکھ دینے والا سانحہ رونما ہوا۔قرآن کریم نے جن واقعات کو اپنے اوراق میں محفوظ کیا ہے ان میں سے غزوہ بدر بھی ہے۔تاکہ

قیامت تک مسلمانوں کے ذہنوں میں اس کی یاد تروتازہ رہے مسلمانوں کے مکہ سے ہجرت کرجانے کے بعد بھی کفار مکہ نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ کفار کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی کہ مسلمان کہیں بھی امن وسکون سے نہ رہ سکیں۔ کفار مسلمانوں کو مختلف طریقوں سے تنگ کرتے رہے۔ آخر مسلمانوں کو مدینہ طیبہ میں پناہ گاہ مل گئی قریش کے لوگوں نے مدینہ کے ارد گرد چھاپے مارے اور مسلمانوں کے مویشی لوٹنا شروع کردیے ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دے دی جس کے نتیجے میں کفروا سلام کا یہ پہلا معرکہ بدر کے مقام پر پیش آیا۔ کفار مکہ اپنے سردار ابوسفیان کی قیادت میں ملک شام سے تجارتی سامان لے کر واپس آرہے تھے اس قافلے میں ہزار اونٹوں پر پچاس ہزار دینار کی مالیت کا ساز وسامان لدا ہوا تھا قریش کی سب بڑی طاقت ان کی یہی تجارت اور تجارتی سامان تھا جو مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوتا تھا۔ آقا ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت لیکر ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے تاکہ اس قافلے کا مقابلہ کرکے قریش کی طاقت توڑ دی جائے۔ رسول اکرم ﷺ اللہ کے حکم سے تین سو تیرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو لے کر روانہ ہوگئے لیکن یہ جنگ کے لئے پوری طرح تیار ہو کر نہ نکلے تھے پورے اسلامی لشکر میں سواری کے لئے ستر اونٹ دو گھوڑے چھ زرہ آٹھ تلواریں تھیں۔ جب ابوسفیان کو مسلمانوں کے مدینے سے نکلنے کا علم ہوا تو اس نے فوراً قریش مکہ کو پیغام بھجوادیا کہ مدد کے لئے پہنچو ورنہ تجارتی قافلہ مسلمانوں کے ہاتھوں لٹ جائے گا۔ اس قافلہ میں قریباً مکے کے

تمام گھرانوں کا سامان شامل تھا کفار مکہ نے ایک ہزار افراد کا لشکر تیار کر کے ابو جہل کی قیادت میں مدینے پر حملے کے لئے نکل پڑے ان کے پاس ایک سو گھوڑے چھ زرہ اور سینکڑوں اونٹ تھے ۔ادھر ابو سفیان بدر کے راستے سے کترا کر دوسرے راستے سے بخیریت مکہ معظّمہ پہنچ گئے اور کفار کو پیغام بھجوایا کہ قافلہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچ گیا ہے تم واپس آ جاؤ لیکن کفار مکہ اپنی طاقت پر ناز کرتے رہے اور بدر کے قریب پڑاؤ ڈال دیا۔ چنانچہ اسلامی لشکر بھی بدر کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ادھر مسلمانوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ہم تو قافلہ روکنے کے لئے آئے تھے اس عظیم الشان جنگ کے لئے تیار نہ تھے آقا ﷺ کو یہ عرض ناگوار گزری حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ ہم کسی طرح بھی مرضی مبارک کے خلاف کرنے والے نہیں حضور ﷺ جہاں چاہیں ہم کو لے چلیں ہم تیار ہیں اگر آپ ﷺ فرمائیں تو سمندر میں کود جائیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ پر توکل کرو اور چلو فتح تمہاری ہو گی آقا ﷺ نے جنگ سے ایک دن پہلے زمین پر خط کھینچ کر فرمایا کہ یہاں فلاں کافر مارا جائے گا اور یہاں فلاں چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسا آپ ﷺ نے فرمایا۔ چنانچہ 17 رمضان 2 ہجری کو دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے ۔اللہ پاک نے اسی میدان میں مسلمانوں کی مدد کا تذکرہ کرتے ہوئے سورۃ الانفال میں فرمایا " بیشک اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں تمہاری مدد کی حالانکہ تم بالکل کمزور تھے "اس دن جبکہ مسلمان خدا کے دین کی حفاظت کے لئے دشمن کے مقابل کھڑے تھے تو بڑے کمزور تھے ہر ظاہری اعتبار سے کمزور تھے ۔ تعداد میں بھی بہت کم تھے

اللہ پاک نے غزوہ بدر میں کمزور مسلمانوں پر کرم فرما کر ان کی مدد کر کے قیامت تک کے مسلمانوں کو یہ بات تسلیم کر لینے کی عملی دعوت دی کہ کامیابی و کامرانی خدا کی ہی مدد سے نصیب ہوتی ہے صرف تم خود کو اس قابل بنالو تاکہ خدا تمہاری مدد کرے۔ پہلی مدد اس طرح ہوئی کہ مسلمانوں کو کافروں کی تعداد میدان جنگ میں کم نظر آ رہی تھی تاکہ اللہ کے یہ بندے دشمن کو دیکھ کر گھبرائیں نہیں اور کافروں کو مسلمانوں کی تعداد کم نظر آ رہی تھی تاکہ وہ مسلمانوں سے ڈر کر میدان جنگ چھوڑ نہ جائیں۔ حق و باطل کا فرق ظاہر کرنے کے لئے اس جنگ کا ہونا ہی ضروری تھا۔ دوسری مدد یہ کہ جنگ کے دوران بعض اوقات کافروں کو مسلمان اپنے سے دوگنے نظر آتے تھے جس کی وجہ سے ان پر مسلمانوں کا ڈر اور خوف طاری ہوتا رہا اور ان کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ میدان بدر میں جنگ کی رات سب سوتے رہے لیکن آقا ﷺ نے پوری رات دعا میں بسر کی اسی رات اللہ تعالیٰ موسلا دھار بارش برسائی۔ جب جنگ کی تیاریاں مکمل ہوئیں تو پھر اللہ کے محبوب ﷺ نے معبود حقیقی کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور عرض کیا "اے اللہ اب تیری اس مدد کے ملنے کا وقت آ گیا ہے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اے اللہ اگر مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت کو تو نے ہلاک ہو جانے دیا تو پھر تیری بھی عبادت نہ کی جائے گی۔ آقا ﷺ کی دعا قبول ہوئی آپ ﷺ نے اپنے رب کی اجازت سے غلاموں کو یہ خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا گھبراؤ نہیں آگے بڑھو خدا کے ایک ہزار فرشتے تمہاری مدد کے لئے آ رہے ہیں مسلمانوں نے ہمت و جراءت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ شروع کر دیا۔ دوران جنگ یہ خبر

مشہور ہوئی کہ کافروں کی مدد کے لئے ایک بھاری لشکر پہنچنے والا ہے اس خبر سے مسلمانوں کو کچھ تشویش ہوئی پھر نبی کریم ﷺ نے خدا کے ارشاد کے مطابق غلاموں کو مژدہ سنایا کہ حسب ضرورت ایک ہزار تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں سے مدد کا وعدہ کیا اور جب جنگ پورے زور پر آئی تو ان فرشتوں نے اپنا کام پورا کیا کہ تلوار لگنے سے پہلے سر کٹتے نظر آئے ۔دوران جنگ آقا ﷺ نے ایک مٹھی خاک کفار کی طرف پھینکی کافروں کا لشکر پھیلا ہوا تھا کوئی کہیں کھڑا تھا کوئی کہیں کھڑا تھا کوئی خیمہ کے اندر تھا اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر فرمایا کہ ایک مٹھی خاک ہر کافر کی آنکھوں تک پہنچ گئی سب کی نظریں دھندلا گئیں ۔دشمن ایسا خوفزدہ اور پریشان حال ہوا کہ سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہ تھا نہ سامان سمیٹنے اور نہ ہی ساتھیوں کی لاشیں اٹھانے کا ہوش رہا۔اللہ پاک نے یہ اعلان فرمایا "پس تم نے انہیں نہیں قتل کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا" غزوہ بدر ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جاں نثاری کے بے شمار کارنامے سرانجام دیے غزوہ بدر میں کافروں کے ستر آدمی قتل ہوئے جن میں اکثر ان کے سردار اور اس جنگ کی روح تھے کفار کی فوج سے ابو جہل عتبہ شیبہ ولید بن عتبہ امید بن خلف وغیرہ یہ سب ہی نہایت ذلت وخواری سے مارے گئے۔ابو جہل کافروں کا بڑا سردار سمجھا جاتا تھا نہایت متکبر مغرور اور حضور ﷺ کا،اسلام کا بدترین دشمن تھا لیکن اس خبیث کو دو نوجوان لڑکوں حضرت معوذؓ اور حضرت معاذؓ نے قتل کر ڈالا اور ان کے سرداروں کے مرجانے کے بعد کافروں کو زبردست شکست ہوئی کہ وہ اپنا مال واسباب اور اپنے مُردے چھوڑ

کر بھاگ گئے۔ حضرت عوف بن حارثؓ نے جوش جہاد میں اپنی زرہ اتار پھینکی اور تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے حضرت عمرؓ نے عاص بن ہاشم کو قتل کیا میدان جہاد میں لڑتے لڑتے حضرت عکاشہؓ کی تلوار ٹوٹ گئی آقا ﷺ نے حضرت عکاشہؓ کو ایک لکڑی کا پھٹا دیا آپؓ اسی پھٹے کو ہاتھ میں پکڑ کر لڑنے لگے۔ جب کفار کی فوج سے عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ نے باہر نکل کر مسلمانوں کو للکارا تو حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ، حضرت عبیدہ بن حارثؓ اور حضرت حمزہؓ نے ان کا مقابلہ کیا اور تینوں کو واصل جہنم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے لشکرِ اسلام کو عظیم الشان فتح نصیب فرمائی کفار کو اس جنگ میں بدترین شکست ہوئی کفار کے ستر آدمی مارے گئے جن میں ان کے بڑے بڑے سردار بھی شامل تھے اور ستر کافروں کو مسلمانوں نے گرفتار بھی کر لیا کفار کے ان قیدیوں میں سے بعض کو احسان کے طور پر چھوڑ دیا گیا جو باقی بچے ان کے متعلق یہ طے ہوا کہ یا تو فدیہ دے کر آزادی حاصل کریں یا دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں اس جنگ میں کافروں کا غرور خاک میں مل گیا۔ اسلامی لشکر سے صرف چودہ صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہوئے جن میں سے تیرہ میدان بدر میں دفن ہیں اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ جو شدید زخمی ہوئے تھے میدان بدر سے واپسی پر میدان صفراء میں فوت ہوئے آپؓ کی قبر مبارکہ میدان صفراء میں ہے۔ غزوہ بدر ہمیشہ کے لئے کفار کی ذلت وخواری کا نشان اور اسلام کی عظمت وحقانیت کا اعلان بن گیا مسلمانوں کی کامیابی کے بعد دنیا کی نظریں کفر سے ہٹ کر اسلام کی طرف اٹھنے لگیں دشمنوں نے پوری قوت سے

اس کو دبانا چاہا لیکن یہ ابھرتا پھیلاتا چلا گیا۔

فانوس بن کر حفاظت جس کی ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

میدان بدر میں جو واقعات رونما ہوئے وہ سب کے سب ایمان افروز ہیں آخر میں عشق و محبت سے بھرے ایک واقعہ پر اپنے مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔ غزوہ بدر کے دن آقائے دوجہاں سرور کون و مکاں ﷺ جنگ کے لئے لائینیں سیدھی فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ ایک صحابی حضرت سوادؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت سوادؓ کا پیٹ کچھ بڑا تھا جو لائن سے باہر نکلا نظر آ رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس صحابیؓ کے پیٹ پر چھڑی ماری اور فرمایا استواء یا سواد اے سواد سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت سوادؓ کو ایک خاص موقع مل گیا۔ آپؓ بول اٹھے یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے بلاوجہ میرے پیٹ پر چھڑی ماری ہے میں تو اس چھڑی مارنے کا آپ ﷺ سے بدلہ لوں گا۔ آقا ﷺ نے حضرت سواد انصاریؓ کی بات سنتے ہی اپنا کرتا مبارکہ اٹھاتے ہوئے فرمایا اے سوادؓ لو میرا پیٹ حاضر ہے آج تم اپنا بدلہ لے لو حضرت سوادؓ نے دوڑ کر آپ ﷺ کے مبارک پیٹ کو چوما اور آپ ﷺ سے چپٹ گئے۔ آقا ﷺ نے فرمایا اے سوادؓ یہ کیا ہے تم نے تو اپنا بدلہ لینا چاہا لیکن اب آپؓ میرے پیٹ سے چپٹ گئے ہو۔ قربان جاؤں اے سوادؓ! تیری قسمت پر حضرت سوادؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت میں میدان جنگ میں ہوں کیا پتہ موت کا پیغام آ جائے اور میں شہید ہو جاؤں۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے دل کی آخری تمنا بھی یہی تھی کہ

میرا جسم آپ ﷺ کے جسم مبارک سے چھوجائے رب تعالیٰ نے میری تمناپوری کردی اور مجھے آپ ﷺ کے جسم مبارک سے چھوجانے کا موقع دے دیا (خدا کی قسم) مجھے یقین ہے کہ اب میرے جسم پر جہنم کی آگ حرام ہو گئی پس جو میرا مقصد تھاوہ پورا ہوگیا میں اپنابدلہ معاف کرتاہوں۔غزوہ بدر سے ہمیں یہ سبق ملتاہے کہ جولوگ اخلاص کے ساتھ اللہ کے دین کاکام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان مخلص، متقی اورنیک بندوں کی ضرورمدد فرماتاہے۔دنیاکی بڑی سے بڑی قوت ان پر غالب کردیتاہے۔ارشادباری تعالیٰ ہے "اے ایمان والو!اگرتم اللہ کے دین کی مدد کروگے تووہ تمہاری مدد فرمائے گااور تمہارے قدم جمادے گا"۔خداکا یہ وعدہ قیامت تک کے اہل ایمان سے ہے ہم اس دنیامیں ذلیل ورسواسی وجہ سے ہورہے ہیں کہ ہم نے اللہ اوراسکے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کوچھوڑدیاہے دربدر کی ٹھوکریں اسی وجہ سے کھارہے ہیں کہ ہم نے اللہ پاک کی ذات پر بھروسہ کرناچھوڑدیاہے۔اللہ پاک ہم کوصراط مستقیم کے راستے پر چلنے کی توفیق عطافرمائے۔

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہ

آ قا ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ "تم سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے اچھا ہوں"۔ ازواج مطہرات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے لطف ومدارت کا اندازہ آپ ﷺ کی گھریلو زندگی کے واقعات سے ہوتا ہے۔ آپؓ کی پہلی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ آپ ﷺ سے عمر میں بڑی تھیں لیکن آپ ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کے گھر کا انتظام چلانے کے لئے کوئی خاتون نہیں تھی ۔آپ ﷺ کی تبلیغی مصروفیات بڑھ گئیں تو آپ ﷺ نے ایک بڑی عمر کی خاتون حضرت سودہؓ اور ایک نوعمر خاتون حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے نکاح کر لیا آپؓ کا نکاح نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں ہجرت سے تین سال قبل ہوا ہم

مصطفیٰ ﷺ بننے کا شرف ماہِ شوال ہی میں ۲ ہجری کو حاصل کیا۔ اس وقت آپؓ کی عمر نو سال کی تھی آپؓ نے نو سال آ قا ﷺ کے ساتھ بسر کیے یعنی جب

آپ ﷺ کا وصال ہوا اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر 18 سال تھی آپؓ واحد کنواری خاتون تھیں جو آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کی ولادت مبارکہ آ قا ﷺ کی بعثت کے چار سال بعد ماہِ شوال میں ہوئی۔ آپؓ کا نام عائشہؓ لقب صدیقہ کنیت حضور ﷺ کی اجازت سے اپنے بھانجے یعنی عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر ام عبداللہ اختیار کی۔ آپؓ امیر المومنین

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں ۔آپؓ کی والدہ اُم رومان بنت عامر ابن عویم ہیں آپؓ قبیلہ بنو تیم سے تعلق رکھتی تھیں ۔آپؓ کا سلسلہ نسب سیدۃ عائشہ بنت ابو بکر صدیق بن ابو قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی

آپؓ بعد بچپن سے انتہائی ذہین اور سادگی پسند تھیں ۔آپؓ نے اپنی عمر میں،

حضور ﷺ کو کبھی شکایت کا موقع نہ دیا اور ایک وفا شعار بیوی کی حیثیت سے رہیں گھر کا سارا کام خود کرتیں اگر کبھی مال کی فراوانی ہوتی بھی تو راہِ خدا میں تقسیم فرما دیتیں ۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر معاویہؓ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہی سب خیرات کر دیے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا اس وقت آپؓ خود روزے سے تھیں ۔آپؓ میں جذبہ سخاوت اسقدر وسیع تھا کہ کوئی سائل خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔آپؓ کا حافظہ بہت تیز اور حصول علم کا بہت شوق تھا۔آ قا ﷺ سے ہر طرح کے مسائل بے جھجک پوچھتی اور خواتین کی رہنمائی کرتی تھیں ۔آپؓ نے معلم کائنات سے تعلیم حاصل کی اسی وجہ سے اتنی بلند پایہ عالمہ ہو گئیں کہ آ قا ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد بڑے بڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپؓ سے مسائل دریافت فرماتے تھے۔آ قا ﷺ پر جب وحی اترتی آپؓ اسے یاد فرما لیتیں خلاصہ تہذیب میں ہے کہ آپؓ سے دو ہزار دو سو دس احادیث مبارکہ مروی ہیں اسی بناء پر آپؓ کو کثیرۃ الحدیث بھی کہا گیا ہے آپؓ فن خطابت حدیث قرآن و فقہ میں بے حد ماہر تھیں ۔(البدایہ والنہایہ)۔آپؓ بے

حد زاہد اور عابدہ تھیں ہر سال حج ادا کرتیں غزوات میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور زخمیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری اٹھا کر جہاد میں حصہ لیتی تھیں۔ غزوہ بدر میں آ قا ﷺ نے آپؓ کا دوپٹہ میدان جنگ میں بطور علم لہرایا اسی بناء پر اللہ پاک نے فتح عطا فرمائی جو کہ آپؓ کی عظمت کی دلیل ہے۔

سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اپنی نعلین مبارک میں پیوند لگا رہے تھے جبکہ میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے آ قا ﷺ کے چہرہ پر نور کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ بہہ رہا تھا اور اس پسینہ سے آپ ﷺ کے جمال میں ایسی تابانی تھی کہ میں حیران تھی آ قا ﷺ نے میری طرف نگاہ کرم اٹھا کر فرمایا کس بات پر حیران ہو؟ سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! آپ ﷺ کے رخِ روشن اور پسینہ جبین نے مجھے حیران کر دیا ہے اس پر حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور میرے پاس آئے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا اے عائشہؓ ! اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے تم اتنا مجھ سے لطف اندوز نہیں ہوئی جتنا تم نے مجھے مسرور کر دیا۔ (حلیۃ الاولیائ)

آ قا ﷺ نے حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا اے فاطمہؓ جس سے میں محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو گی؟ حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے عرض کیا ضرور یارسول اللہ ﷺ میں محبت رکھوں گی اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تو عائشہؓ سے محبت رکھو۔ (صحیح مسلم) آپؓ کو ساری امہات المومنین میں بعض خصوصی امتیازات حاصل تھے۔ آپؓ خود فرماتی ہیں کہ سب

سے بڑی نعمت جس سے اللہ پاک نے مجھے سرفراز فرمایا وہ یہ ہے کہ وصال کے وقت میرا لعاب دہن آپ ﷺ کے لعاب دہن شریف میں جمع فرمادیا اور آپ ﷺ نے میرے ہی گھر وصال فرمایا اور آپ ﷺ کا روضہ اقدس بھی آپ ﷺ کا گھر بنا۔ حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئیں تھیں تمہیں فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں لاتا تھا مجھ سے کہتا تھا یہ تمہاری بیوی ہیں میں نے تمہارے رخ سے کپڑا ہٹایا تو تم تھیں میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ (تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اسے جاری یعنی پورا فرمادے گا۔ (مسلم، بخاری

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے تحفوں کے لئے جناب عائشہؓ کا دن تلاش کرتے تھے اس سے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی مرضی چاہتے تھے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں دو گروہ تھیں ایک گروہ وہ جس میں جناب حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ اور حضرت سودہؓ تھیں اور دوسری جماعت میں ام سلمہؓ اور رسول، اللہ ﷺ کی باقی بیویاں تو ام سلمہؓ کے گروہ نے گفتگو کی ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے کلام کرو کہ آپ ﷺ لوگوں سے فرمادیں کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ بھیجنا چاہے تو آپؐ کو ہدیہ بھیج دیا کرے حضور ﷺ جہاں بھی ہوں چنانچہ حضرت ام سلمہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ مجھے عائشہؓ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ سواء عائشہؓ کے کوئی بیوی نہیں جن کے بستر میں ہوں اور وحی آئے ام سلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی ایذا رسانی سے اللہ کی

بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں پھر تمام بیویاں نے جناب فاطمہؓ کو بلایا انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا اے بچی جس سے میں محبت کرتا ہوں تم ان سے محبت نہیں کرتیں ؟ بولیں ہاں فرمایا تو ان سے محبت کرو۔ (مسلم، بخاری)

غزوہ بنو مصطلق جو 6 ہجری میں پیش آیا تھا آپؓ آقا ﷺ کے ساتھ سفر کر رہی تھیں قافلے نے راستے میں ایک جگہ قیام کیا اس دوران آپؓ کا ہار کہیں گر گیا اس ہار کی تلاش میں واپس آ گئیں آپؓ واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا آپؓ وہیں چادر اوڑھ کر لیٹ گئیں ایک صحابی رسول حضرت صفوانؓ بڑے بلند کردار اور امانت دار صحابی رسول ﷺ تھے۔ وہ قافلہ کی گری ہوئی اشیاء کو سنبھالتے تھے اور شرکائے قافلہ کہ نگہداشت کرنا انکے ذمہ تھا وہ جب پڑاؤ کے مقام پر پہنچے تو ام المومنین سیدتنا عائشۃ الصدیقہؓ کو دیکھ کر حیران ہوئے ادب احترام سے اونٹ پر سوار ہونے کو کہا اور قافلے میں پہنچا دیا۔ جب منافقوں کے سردار عبداللہ ابن ابی کو اس واقعے کا علم ہوا تو اس نے حضرت عائشۃ الصدیقہؓ پر تہمت لگائی جس سے چند سادہ لوح مسلمان غلط فہمی کا شکار ہو گئے آقا ﷺ کو فکر لاحق ہوئی۔ حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کو علم ہوا تو رو رو کر اپنا برا حال کر لیا اور تہمت لگنے کی وجہ سے بیمار ہو گئیں اور اپنے رب کے حضور دعا گو رہیں۔ آخر کار رحمت خداوندی جوش میں آئی وحی نازل ہوئی جس سے حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کی پاکدامنی کی تصدیق ہوئی اور الزام لگانے والوں

کے جھوٹ کا پول کھل گیا۔ سورۃ النور کی قریباً اٹھارہ آیتیں آپؓ کی برات میں نازل ہوئیں یعنی حضرت مریمؑ اور حضرت یوسفؑ کو بہتان لگا تو بچے گواہ مگر محبوبہ، محبوب رب العالمین کو بہتان لگا تو خود رب تعالیٰ گواہ،

یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ

ان کی پُرنور صورت پہ لاکھوں سلام

پاک دامن عورتوں پر جو بہتان باندھتے ہیں اس کی سزا کے بارے میں سورۃ نور کی آیت کریمہ نازل ہوئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اَسّی 80 کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔

غزوہ بنو مصطلق میں حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کے ہار کی گمشدگی کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے پڑاؤ کے دوران قیام طویل کر دیا تاکہ گمشدہ ہار مل جائے۔ اس پڑاؤ کی جگہ بھی پانی نہ تھا اور نہ ہی مجاہدین کے پاس پانی تھا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پریشان تھے کہ نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے اور پانی کا کوئی انتظام نہیں اس وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرما دی اور لشکر اسلام نے صبح کی نماز تیمم کر کے پڑھی۔ آپؓ کی برکت سے امت کو تیمم کی سہولت ہوئی۔ آپؓ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ قرآن حکیم میں پردہ کرنے کے

احکامات جاری ہونے سے قبل بھی آپؓ پردہ فرماتی تھیں احادیث مبارکہ میں بکثرت آپؓ کا تذکرہ ملتا ہے آپؓ نماز تہجد کی بے حد پابند اور نفلی روزہ بھی کثرت سے رکھتی تھیں ۔آپؓ کی طبیعت میں اسقدر حیاء واحترام نبی ﷺ تھا کہ حضرت عمرؓ کے دفن ہونے کے بعد قبر نبی ﷺ پر کبھی بے پردہ نہیں گئیں حضرت جبرائیلؑ بتوسط حضور ﷺ آپؓ کو سلام کیا۔ حضرت ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ یہ حضرت جبرائیلؑ ہیں تم کو سلام کہتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور بولیں حضور وہ دیکھتے تھے جو میں (نہ دیکھتی تھی (بخاری، مسلم

آپؓ کا وصال حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت میں 17 رمضان المبارک 57 ہجری بدھ کے روز 66 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوا بعض شب سہ شنبہ 17 رمضان بیان کرتے ہیں آپؓ مدینے کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں 58

آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہؓ نے آپؓ کی نمازہ جنازہ پڑھائی۔ آپؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رات کو اٹھایا جائے اور رات ہی کو دفن کیا جائے چنانچہ ایسا ہی عمل میں لایا گیا۔

احکام ومسائل اعتکاف

اعتکاف بنا ہے عکف جسکا معنی ہے ٹھہرنا یا قائم رہنا جبکہ اصطلاح شرع میں اس سے مراد اللہ پاک کے گھر میں عبادت کی نیت سے ٹھہرنے کو شرعی اعتکاف کہا جاتا ہے۔ حقیقی اعتکاف یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو ہو کر اور سب سے منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ سے لَو لگا کے اس کے در پر مسجد کے کونہ میں بیٹھ جائے اور سب سے علیحدہ تنہائی میں عبادت اس کے ذکر و فکر میں مشغول ہو جائے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں مسلمان دنیا سے لا تعلق ہو کر اللہ پاک کے گھر میں صرف اللہ پاک کی یاد میں متوجہ ہو جاتا ہے۔ معتکف اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ میں نے حالت حیات ہی میں اپنا بال بچہ اور گھر بار سب کو چھوڑ دیا ہے اور مولا ! تیرے گھر ہی میں آ گیا ہوں یہ قاعدہ قانون ہے کہ اگر گھر والا کریم اور عزت والا ہو تو وہ ضرور ہر اس شخص کی عزت و اکرام کرتا ہے جو اسکے گھر میں آئے خواہ وہ دشمن کیوں نہ ہو۔ بھلا جو ارحم الراحمین جو سب داتوں کا داتا ہے خالق کائنات مالک ارض و سماوات ہے اسکے گھر میں کوئی مسلمان جا کر پناہ لے تو وہ کریم ذات اسکا کس قدر اکرام فرمائیگا۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں

1۔ اعتکاف واجب

2۔ اعتکاف سنت

۔ اعتکاف نفل 3

اعتکاف واجب وہ ہوتا ہے جو کوئی شخص کسی کام کے پورا ہو جانے کے لئے مانے یعنی نذر مانے اسکی مدت کم از کم ایک دن اور ایک رات ہے اس میں روزہ رکھنا شرط ہے نذر پوری ہو جانے کے بعد اس شخص پر اعتکاف کا ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

اعتکاف سنت وہ اعتکاف ہے جو ماہ رمضان کے آخری دس دنوں میں کیا جاتا ہے۔اس کے لئے روزہ شرط ہے یہ سنت کفایہ ہے یعنی اگر بستی میں ایک مسلمان نے اس سنت کو ادا کر لیا تو سب کیطرف سے ادا ہو جائے گا اور سب بستی والوں کو ثواب ملیگا۔اگر بستی میں کسی ایک شخص نے بھی اعتکاف نہ کیا تو پوری بستی گناہ گار ہو گی۔لہٰذا ہم سب مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وقت آنے سے پہلے کسی کو اعتکاف کرنے کے لئے تیار کریں۔جو شخص اعتکاف کر رہا ہے وہ پوری جماعت کی طرف سے نمائندہ کی حیثیت سے بیٹھا اعتکاف کر رہا ہوتا ہے۔اُسے چاہیے سب مسلمانوں کے لئے دعا کرے اور اہل علاقہ کو بھی چاہیے وہ اپنے نمائندہ کی ہر طرح سے خدمت کریں سب مل کر اسکی ضروریات کھانے پینے کا انتظام کریں اس کے کاروبار وغیرہ کی حفاظت کریں۔

اعتکاف نفل وہ ہوتا ہے کہ جب مسلمان مسجد میں داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرے

اسکی کوئی مدت اور کوئی وقت مقرر نہیں اور نہ ہی اسکے لئے روزہ شرط ہے۔اعتکاف کی نیت سے جتنی دیر مسجد میں رہے گا اسکو ثواب ملتا رہیگا اور اس کے لئے وہ کام جائز ہو جائے گا جو اعتکاف کی نیت نہ کرنے والے پر جائز نہیں جیسے کھانا پینا، سونا وغیرہ۔

اعتکاف کا رکن اعظم

اعتکاف کا رکن اعظم یہ ہے کہ انسان اعتکاف کے دوران مسجد کی حدود میں رہے اور ضروری حاجت کے سوا ایک لمحے کے لئے بھی مسجد کی حدود سے باہر نہ نکلے کیونکہ اگر معتکف ایک لمحے کے لئے شرعی ضرورت (جیسے پاخانہ ،پیشاب وغیرہ) کے بغیر حدود مسجد سے باہر چلا جائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔اعتکاف کی تاریخ بھی روزوں کی طرح بہت پرانی ہے۔اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔ترجمہ ! اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام کو تاکید کی کہ میرا گھر خوب صاف ستھرا رکھنا طواف کرنے والوں ،اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنیوالوں کے لئے "۔ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف کر رہے ہو"۔ کئی احادیث مبارکہ میں اعتکاف کا ذکر ملتا ہے

حضرت علی (زین العابدین) بن حسین اپنے والد امام حسینؓ سے روایت کرتے

ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے رمضان میں دس دن کا اعتکاف (کیا اسکا ثواب دو حج اور دو عمرہ کے برابر ہے"۔ (بیہقی، شعب الایمان، باب الاعتکاف

حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ آقا ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص دس روز رمضان میں اعتکاف بیٹھے گا تو ایسا ہے جیسے وہ (آدمی) دو حج اور دو عمرے کرے۔ سرور کائنات ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لئے ایک دن ہی اعتکاف بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ اسکے اور دوزخ کے درمیان تین خندقیں آڑ بنا دیگا جنکی مسافت زمین آسمان کی مسافت سے زیادہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مسجد جماعت ہیں مغرب اور عشاء کے درمیان اعتکاف کرے نماز اور تلاوت قرآن کے سوا کلام نہ کرے اللہ کے ذمہ کرم پر ہے کہ جنت میں اسکا محل تیار کرے۔

حضور نبی کریم ﷺ اعتکاف کی خود پابندی فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے جس سال آپ ﷺ کو دنیا سے (ظاہراً) تشریف لے جانا تھا آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف "کیا تھا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ "حضور ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرتے تھے لیکن ایک سال کسی وجہ سے اعتکاف نہ کر سکے تو آنے والے سال آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف کیا"۔ حضور ﷺ کے دنیا سے ظاہر اً پردہ فرمانے کے بعد عام لوگوں نے اس

سنت پر عمل کیااور آج تک کر رہے ہیں لیکن خاص طور پر حضور ﷺ کی یاد میں ازواج مطہرات نے اسکی پابندی کی۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں "حضور ﷺ رمضان کے آخری دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک آپ دنیا سے (ظاہراً) تشریف لے گئے پھر آپ ﷺ کی بیویوں نے آپکے بعد اعتکاف کیا۔ازواج مطہرات اپنے حجروں میں اعتکاف فرماتی تھیں اور مسجد میں نہیں۔خواتین کے لئے اعتکاف کی جگہ وہی جگہ ہے جوانہوں نے نماز کے لئے مقرر کر رکھی ہے۔ام المومنین سیدتنا عائشہ الصدیقہؓ بیان کرتی ہیں "معتکف کے لئے شرعی دستوراور ضابطہ حیات یہ ہے کہ وہ کسی مریض کی عیادت نہ کرے،نہ کسی جنازے کے ساتھ جائے،نہ اپنی بیوی کو چھوئے اورنہ اس سے مباشرت کرے اور غیر ضروری حاجت کے علاوہ اعتکاف گاہ سے نہ نکلے۔(ہاں اگر گزرتے گزرتے بلاتوقف بیمار کی عیادت کی جائے تو جائز ہے)۔ابوداؤد

معتکف کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں گزارے۔لیکن خاص کر شب قدر کو تلاش کرنے کے لئے،اکیس،تئیس،پچیس،ستائیس،انتیس کی راتیں جاگ کر گزارے کیونکہ جو شخص شب قدر میں عبادت کرتا ہے تو اسکے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "جو شخص لیلۃ القدر میں حالت ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرتا ہے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان المبارک

کی آمد پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "یہ ماہ جو تم پر آیا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو" یہ رات کتنی عظمت والی ہے۔ واقعی وہ انسان کتنا بدبخت ہے جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوادے۔ ہم معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر گزار لیتے ہیں تو اَسّی 80 سال کی عبادت سے افضل بابرکت رات کے لئے جاگنا کوئی زیادہ مشکل کام تو نہیں۔

اعتکاف بیٹھنے کی درج ذیل شرائط ہیں۔

مسلمان ہونا، اعتکاف کی نیت کرنا، حدث اکبر (یعنی جنابت) اور حیض و نفاس سے پاک ہونا، عاقل ہونا، مسجد میں اعتکاف کرنا، اعتکاف واجب (نذر) کے لئے روزہ بھی شرط ہے۔ دوران اعتکاف درج ذیل امور سرانجام دینے چاہیں قرآن حکیم کی تلاوت، درود شریف پڑھتے رہنا، علوم دینیہ کا پڑھنا یا پڑھانا، وعظ نصیحت یا اچھی باتیں کرنا، قیام اللیل، ذکر و اذکار کی کثرت کرنا۔

شرعی ضروریات جن کے لئے معتکف کا مسجد سے نکلنا جائز ہے وہ ضروریات درج ذیل ہیں

وضو جبکہ مسجد میں رہتے ہوئے وضو کرنا ممکن نہ ہو اگر مسجد میں وضو کی ایسی جگہ

موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں اگر مسجد میں ایسی جگہ موجود نہیں تو وضو کے لئے مسجد سے کسی قریبی جگہ پر جانا جائز ہے، غسل جنابت جبکہ مسجد کے اندر غسل کرنا ممکن نہ ہو معتکف کو صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔ جبکہ مسجد کے اندر غسل کرنا ممکن نہ ہو یا مشکل ہو تو غسل جنابت کے لئے باہر جا سکتا ہے۔ غسل جنابت کے علاوہ کسی اور غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی غرض سے غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں اگر جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ پیشاب پاخانے کی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے جہاں تک پیشاب کا تعلق ہے اس کے لئے مسجد کے قریب ترین جگہ جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو وہاں جانا چاہیے۔ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اس میں قضائے حاجت کرے کہیں اور نہ جائے۔ اگر کوئی اعتکاف میں بیٹھا ہے اور اسے اذان دینے کے لئے مسجد سے باہر جانا پڑے تو اسکے لئے جائز ہے مگر اذان کے بعد ٹھہرے نہ فوراً مسجد میں آ جائے۔ بہتر یہی ہے کہ اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھا جائے جس میں نماز جمعہ ہوتی ہو تاکہ جمعہ کے لئے باہر نہ جانا پڑے اگر کسی مسجد میں نماز جمعہ نہیں ہوتی پانچ وقت کی نماز ہوتی ہے اس میں بھی اعتکاف بیٹھنا جائز ہے۔ ایسی صورت میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جانا جائز ہے لیکن نماز جمعہ کے لئے ایسے وقت میں نکلے جب اسے اندازہ ہو کہ جامع مسجد پہنچنے کے بعد چار رکعت سنت

ادا کرلے گا تو اس کے بعد فوراً خطبہ عربی شروع ہو جائے گا، اگر کھانے پینے کی اشیاء لانے والا کوئی شخص نہ ہو تو کھانا لینے کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے لیکن کھانا لیکر مسجد ہی میں کھائے ، ہر معتکف کے لئے ضروری ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا اسی مسجد میں ہی پورا کرے لیکن اگر کوئی شدید ایسی مجبوری آ جائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے یعنی مسجد منہدم ہو جائے یا کوئی زبردستی وہاں سے نکال دے یا وہاں میں جان ومال کا خطرہ ہو وہ دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کر سکتا ہے بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں نہ ٹھہرے فوراً دوسری مسجد میں چلا جائے ۔ان ضروریات کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے باہر جانا معتکف کے لئے جائز نہیں ۔

وہ کام جن سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

جن ضروریات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کے سوا کسی اور مقصد سے اگر کوئی حدود مسجد سے باہر نکل جائے چاہے یہ باہر نکلنا ایک ہی لمحے کے لئے ہو تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے ۔مسجد سے نکلنا اسوقت کہا جائے گا جب پاؤں مسجد سے اس طرح باہر نکل آئیں کہ اسے عرفاً مسجد سے نکلنا کہا جاسکے لہٰذا اگر صرف سر مسجد سے باہر نکال دیا جائے تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ بلاضرورت شرعی مسجد سے باہر نکلنا چاہے جان بوجھ کر ہو یا بھول کر غلطی سے ہر صورت میں اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ حالت اعتکاف میں جماع کرنے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے چاہے یہ جماع جان بوجھ کر کرے یا بھول کر دن

میں کرے یا رات میں مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر اس سے انزال ہو یا نہ ہو اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔ اگر عورت اعتکاف میں ہو تو حیض و نفاس کا جاری ہو جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ کسی عذر کے بغیر اعتکاف گاہ سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا۔ اعتکاف کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے اس لئے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے ان سب صورتوں میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

وہ امور جو مکروہات اعتکاف ہیں

بالکل خاموشی اختیار کرنا کہ ذکر و نعت اور دعوت و تبلیغ کی بجائے خاموش رہنے کو عبادت سمجھا تو یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ شریعت میں بالکل خاموش رہنا کوئی عبادت نہیں اگر بری باتوں سے خاموش رہا تو وہ اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ مال و اسباب مسجد میں لا کر بغرض تجارت بیچنا یا خریدنا بھی مکروہ ہے۔ لڑائی جھگڑا یا بیہودہ باتیں کرنا۔ اعتکاف کے لئے مسجد کی اتنی جگہ گھیر لینا جس سے دوسرے معتکفین یا نمازیوں کو تکلیف ہو۔

درج ذیل صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے

اعتکاف کے دوران کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جائے جسکا علاج اعتکاف گاہ سے باہر جانے کے بغیر ممکن نہ ہو تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

کسی ڈوبتے یا جلتے ہوئے آدمی کو بچانے یا آگ بجھانے کے لیے بھی اعتکاف

توڑ کر باہر نکل آنا جائز ہے۔

ماں، باپ یا بیوی میں سے کسی کی سخت بیماری کی وجہ سے اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

والدین، بہن بھائی یا کوئی عزیز اچانک فوت ہو جائے تو اسکی تجہیز و تکفین کے لئے اعتکاف توڑ دینا جائز ہے۔

اگر کسی معتکف کو کوئی زبردستی مسجد سے نکال دے یا حکومت اعتکاف میں گرفتار کرلے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا مگر اس صورت میں متعکف پر اعتکاف توڑنے کا گناہ نہ ہوگا۔

اعتکاف ٹوٹنے کا حکم

مذکورہ بالا وجوہات میں سے جس وجہ سے بھی اعتکاف مسنون ٹوٹا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے۔ صرف اس دن کی قضا واجب ہوگی پورے دس دن کی قضا واجب نہیں۔ (شامی) اس دن کی قضا کا طریقہ یہ ہے کہ اسی رمضان میں وقت باقی ہو تو اسی رمضان میں کسی دن غروب آفتاب سے اگلے دن غروب آفتاب تک قضاء کی نیت سے اعتکاف کرلیں۔ اگر اسی رمضان میں وقت باقی نہ ہو تو یا کسی وجہ سے اس میں اعتکاف ممکن نہ ہو تو رمضان المبارک کے علاوہ کسی بھی دن روزہ رکھ کر ایک دن کے لئے اعتکاف کیا جاسکتا ہے۔ اگلے سال رمضان میں بھی قضاء کرلے تو صحیح ہوگا۔ لیکن زندگی پر بھروسہ نہیں اس لئے جلد قضا کرنی چاہیے۔ اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں لیکن عشرہ اخیرہ کے باقی ماندہ ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھا جاسکتا ہے۔ اس طرح سے سنت مؤکدہ

تو ادا نہیں ہو گی لیکن نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا۔

عورت کے لئے اعتکاف کے مسائل

عورت کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کا اعتکاف گھر ہی میں ہو سکتا ہے۔ وہ اسطرح کہ گھر میں جو جگہ نماز پڑھنے اور عبادت کرنے کے لئے بنائی ہوئی ہے اس جگہ میں اعتکاف بیٹھ جائے۔

گھر میں نماز کے لئے کوئی مستقل جگہ نہ بنائی ہو تو گھر کے کسی حصہ کو عارضی طور پر اعتکاف کے لئے مخصوص کر کے وہاں عورت اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔

عورت کے لئے ضروری ہے کہ حیض اور نفاس سے پاک ہو۔

اگر عورت شادی شدہ ہے تو شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف میں بیٹھنا جائز نہیں۔ فتاوی شامی

اگر شوہر نے پہلے اعتکاف کی اجازت دے دی اور عورت نے اعتکاف شروع کر دیا اب اگر شوہر منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کر سکتا اگر منع کرے گا تو بیوی کے ذمہ اس کی تعمیل واجب نہیں۔

گھر میں جہاں پر عورت نے اعتکاف کیا وہ اس کے لئے دوران اعتکاف مسجد کے حکم میں ہے۔ وہاں سے شرعی ضرورت کے ہٹنا جائز نہیں

عورتیں دوران اعتکاف اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے سینے پرونے کا کام کر سکتی ہیں گھر کے کاموں میں دوسروں کو ہدایت بھی دی سکتی ہیں مگر خود اٹھ کر نہیں جا سکتیں

دوران اعتکاف بہتر یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت
ذکرواذکاراور نفلی عبادات میں مصروف رہیں۔
اللہ پاک ہم کوآ قاﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے ۔آمین

نماز تراویح کے فضائل و مسائل

نماز تراویح پڑھئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رحمتیں اپنے دامن میں سمیٹیے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صدق و دل اور اعتقاد صحیح کے ساتھ رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح پڑھے اسکے اگلے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ مسلم شریف

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا تو سب مہینوں پر اسے فضیلت دی بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت کے رمضان کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو وہ گناہوں سے یوں پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور میں نے تمہارے لیے اس کے قیام (نماز تراویح) کو سنت قرار دیا ہے لہٰذا جو شخص ایمان اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ ماہِ رمضان کے دنوں میں روزے رکھتا ہے اور راتوں میں قیام کرتا ہے وہ گناہوں سے یوں پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔ (نسائی، ابن ماجہ)

رمضان المبارک میں جتنی بھی عبادت کی جائے کم ہے اس مہینہ میں نفلی عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر سے سات سو گنا تک ملتا ہے۔اس لئے اس ماہِ مبارک میں نفلی عبادت کو زیادہ بجالانے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے جس میں ایک نماز تراویح بھی ہے۔جو رمضان المبارک کے مہینہ میں عشاء کی نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے اس کا تعلق صرف رمضان ہی سے ہے اگر اسے رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں پڑھا جائے تو وہ نفل نماز کہلائے گی تراویح نہیں۔ حضرت لیثؒ نے بیان فرمایا" رمضان کی راتوں میں نماز باجماعت کا نام تراویح اس لئے رکھا گیا کہ جب لوگوں نے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا شروع کیں تو وہ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر آرام کرتے تھے کہ اتنی دیر میں چار رکعت پڑھی جا سکیں۔تراویح کے معنی آرام والی نماز کے ہیں کیونکہ اس میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا جاتا ہے یہ بیس رکعت نماز پورے رمضان میں پڑھنا سنت ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو پڑھا اور پسند بھی فرمایا۔اس لئے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو چار یا چھ روز نماز تراویح پڑھ کر باقی پورے مہینے میں تراویح نہیں پڑھتے۔ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں (نفل) نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ ﷺ نے اگلی رات نماز پڑھی تو اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات بھی اکٹھے ہوئے لیکن آقا ﷺ ان کی طرف تشریف نہ لائے جب صبح ہوئی تو فرمایا میں نے دیکھا جو تم نے کیا اور مجھے تمہارے پاس (نماز پڑھانے

کے لئے)آنے سے صرف اس اندیشہ نے روکا کہ
(یہ تم پرفرض کردی جائے گی اور یہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔ (متفق علیہ
امام ابن خزیمہ اورامام ابن حبان نے ان الفاظ کااضافہ کیاہے اور حضور نبی
کریم ﷺ انہیں قیام رمضان (تراویح) کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے
تھے چنانچہ (ترغیب کے لئے)فرماتے کہ جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب
کی نیت کے ساتھ قیام کرتاہے تواسکے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں
پھرآقا ﷺ کے وصال مبارک تک قیام رمضان کی یہی صورت برقرار رہی اور یہی
خلافت ابوبکر صدیقؓ اورخلافت عمرفاروقؓ کے اوائل دورتک جاری رہی یہاں تک کہ
حضرت عمرؓ نے انہیں حضرت ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں جمع کردیااوروہ انہیں نمازِتراویح
پڑھایا کرتے تھے لہٰذا یہ وہ ابتدائی زمانہ ہے جب لوگ نمازتروایح کے لئے باجماعت اکٹھے
ہوتے تھے۔امام عسقلانی نے التلخیص میں بیان کیاہے کہ حضور ﷺ نے لوگوں
کودوراتیں 20 رکعت نمازتراویح پڑھائی جب تیسری رات لوگ پھرجمع ہوگئے
توآپ ﷺ نے ان کی طرف حجرہ مبارک سے باہر تشریف نہیں لائے پھر صبح
آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہواکہ نمازتراویح تم پرفرض کردی جائے گی لیکن تم اسکی
طاقت نہ رکھوگے۔
حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ حجرہ مبارک
سے

باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون ہیں عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن پاک یاد نہیں اور حضرت ابی بن کعبؓ نماز پڑھتے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا انہوں نے درست کیا اور کتنا ہی اچھا عمل ہے جو انہوں نے کیا۔ بیہقی کی ایک روایت میں ہے فرمایا انہوں نے کتنا احسن اقدام یا کتنا اچھا عمل کیا اور ان کے اس عمل کو حضور نبی اکرم ﷺ نے ناپسند نہیں فرمایا۔

نماز تراویح ایک اہم عبادت ہے جس میں نہ صرف روحانی و جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر رات عشاء کی نماز کے بعد مسلمانوں کا بڑی تعداد میں رات گئے تک اللہ رب العزت کی عبادت میں اجتماعی شرکت کرنا اتفاق و اتحاد اور اللہ پاک کی خوشنودی کا باعث بنتا ہے۔ اس نماز میں روزہ کی طرح صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے جو اللہ پاک کو بہت پسند ہے جس طرح روزہ میں کچھ بھوک پیاس ہو تو اسے برداشت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح نماز تراویح میں نیند کی کیفیت اور تھکاوٹ پر قابو رکھا جائے اور ذوق و شوق سے نمازِ تراویح ادا کی جائے بلکہ اسے بوجھ نہ سمجھا جائے۔ اگر تراویح کی نماز میں دقت (تکلیف) بھی ہو تو اسکو احسن طریقے سے برداشت کرنا چاہیے۔ نماز تراویح کی بہت بڑی فضیلت ہے اس سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔

تراویح کی ابتداء خود نبی کریم ﷺ نے کی اور اس کو جماعت سے ادا کرکے اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی سکھادیا دو، چار دن کے اس عمل کے بعد آپ ﷺ نے اس کو سب کے ساتھ مل کر نہ پڑھا پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان الگ الگ پڑھتے رہے۔ یہ طریقہ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں بھی جاری رہا اور پھر خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں بھی ایسا ہوتا رہا۔ چونکہ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ میں شریعت کے تمام احکام میں ایک نظم پیدا کیا اور ہر چیز پر حضور ﷺ کی منشاء کے مطابق آپؓ عمل کرانے کی کوشش کرتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ رمضان المبارک کی ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگ متفرق تھے کوئی تنہا نماز پڑھا رہا تھا اور کسی کی اقتداء میں ایک گروہ نماز پڑھ رہا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے خیال میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کردوں تو اچھا ہوگا پس انہوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کے پیچھے سب کو جمع کردیا پھر میں ایک اور رات ان کے ساتھ نکلا اور لوگ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھ کر فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے اور جو لوگ اس نماز تراویح سے سو رہے ہیں وہ نماز ادا کرنیوالوں سے زیادہ بہتر ہیں اور اس سے ان کی مراد وہ لوگ تھے جو رات کو جلدی سو کر رات کے پچھلے پہر میں نماز ادا کرتے تھے اور تراویح (ادا کرنیوالے لوگ رات کے پہلے پہر میں نماز ادا کرتے تھے۔ (بخاری

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کی ایک رات تشریف لائے لوگوں کو چار رکعت فرض، بیس رکعات نماز (تراویح) اور تین رکعت (وتر پڑھائی ۔ (تاریخ جرجان لحافظ حمزۃ بن یوسف السھمی

تراویح نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے اور اگر اس کا ثبوت حضور ﷺ سے نہ ہوتا تب بھی حضرت عمرؓ کا اس کو قائم کرنا ہی اسکے سنت ہونے کے لئے کافی ہوتا۔ کیونکہ میرے پیارے نبی ﷺ کا فرمان عالی شان ہے میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے ۔مزید فرمایا تم عمل کرو میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر جو ہدایت یافتہ ہیں ۔ رمضان کے پورے مہینہ میں تراویح کا پابندی کے ساتھ ادا کرنا مرد و عورت دونوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے بلاعذر شرعی اسکو چھوڑنا سخت گناہ ہے مردوں کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے ۔ پابندی کے ساتھ نماز تراویح ادا کرنے پر اجر و ثواب کے علاوہ دوسرے فائدے بھی ہیں مثلاً دن بھر کی بھوک پیاس کے بعد افطار کے وقت کھانا کھانے سے طبیعت پر جو بھاری پن ہوتا ہے نماز تراویح کے بعد وہ نہیں رہتا۔ تیز معدہ ہلکا ہو کر سحری کا کھانا قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں وتروں کے علاوہ 20 رکعت نماز (تراویح) ادا فرماتے تھے۔ (مصنف ابن شیبہ جلد ۲) جمہور کا مذہب یہی ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں

اور یہی احادیث سے ثابت ہے حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ لوگ فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور عثمانؓ وعلیؓ کے عہد میں بھی یونہی تھا۔ بیہقی) حضرت یزید بن رومانؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ خلافت میں لوگ (بشمول وتر) 23 رکعت پڑھتے تھے۔ (اخرجہ مالک فی الموطا) حضرت یحیٰی بن سعیدؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو 20 رکعت نماز تراویح پڑھائے۔ (ابن شیبہ) حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمیؒ حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو 20 رکعت نماز تراویح پڑھائے اور حضرت علیؓ وتر پڑھاتے تھے۔ (بیہقی شریف) حضرت ابوالحسناءؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ رمضان المبارک میں لوگوں کو 20 رکعت نماز پڑھائے۔ (ابن ابی شیبہ) حضرت عروہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو ماہِ رمضان میں تراویح کے لئے اکٹھا کیا مردوں (کو حضرت ابی بن کعبؓ اور عورتوں کو حضرت سلیمان بن حشمہؓ تراویح پڑھاتے۔ (بیہقی حضرت سائب بن یزیدؓ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم بشمول وتر 23 رکعت پڑھتے تھے۔ (رواہ عبدالرزاق) امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ نے اپنی سنن میں فرمایا اکثر اہل علم کا مذہب

بیس رکعت تراویح ہے جو کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ اور حضور نبی کریم ﷺ کے دیگر اصحابؓ سے مروی ہے اور یہی (کبار تابعین) سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ اور امام شافعیؒ کا قول ہے اور امام شافعی نے فرمایا میں نے اپنے شہر مکہ میں اہل علم) کو بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔)

حضرت سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے عہد میں صحابہ کرام علیہم الرضوان ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ان میں سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں شدتِ قیام کی وجہ سے وہ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔ (بیہقی) حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں قیام رمضان کے لئے اکٹھا کیا تو وہ انہیں بیس تراویح پڑھاتے تھے۔ (عسقلانی فی تلخیص الحبیر)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ حضرت ابی بن کعبؓ مدینہ منورہ میں لوگوں کو رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت حارثؓ سے مروی ہے کہ وہ لوگوں کو رمضان المبارک کی راتوں میں نماز تراویح) میں بیس رکعتیں اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ (ابن شیبہ) جلیل القدر تابعی حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہؓ اور تابعین جیسے) لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات)

(وترپڑھتے پایا۔ (مصنف ابن شیبہ

شیخ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ " مجموعہ فتاویٰ" میں کہا کہ ثابت ہوا کہ حضرت ابی بن کعبؓ رمضان المبارک میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وترپڑھاتے تھے تو اکثر اہل علم نے اسے سنت مانا اس لئے کہ وہ مہاجرین اور انصار تمام صحابہ کرامؓ کے درمیان ان کی موجودگی میں قیام کرتے (بیس رکعت پڑھاتے) اور ان صحابہؓ میں سے کبھی بھی کسی نے انہیں نہیں روکا۔

الحمدللہ! احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیس رکعت نماز تراویح کا ثبوت بالکل واضح اور روشن ہوگیا ہے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین، تبع تابعین مستند بزرگان دین کا بیس رکعت نماز تراویح پر ہمیشہ معمول رہا۔

مسائل تراویح

تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ اگر مسجد محلّہ کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گناہ گار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گناہ گار نہیں مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اسکے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلاعذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں (عالمگیری) ☆نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے (عالمگیری) ☆آج کل اکثر رواج

ہوگیا ہے کہ حافظ کواجرت دے کرتراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائزہے دینے والااورلینے والادونوں گناہ گارہیں اجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کرلیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتاہے اگرچہ اس سے طے نہ ہواہو یہ بھی ناجائزہے ☆تراویح میں ایک بار ختم قرآن کرنا سنت ہے لوگوں کی کاہلی کی وجہ سے ترک نہ کیاجائے ☆رمضان شریف میں وترجماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشاء وتراویح پڑھی یادوسرے کے پیچھے (عالمگیری درمختار) ☆قرات اورارکان کی ادامیں جلدی کرنامکروہ ہے اور جتنی ترتیل زیادہ ہوبہترہے یونہی تعوذتسمیہ وطمانیت تسبیح کاچھوڑدینا بھی مکروہ ہے (عالمگیری) ☆مقتدی کے لئے یہ جائزنہیں کہ بیٹھارہے جب امام رکوع کرے توکھڑاہوجائے یہ منافقین کاطریقہ ہے ۔☆تراویح اگرفوت ہوئی تواس کی قضاء نہیں بہتر یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں دودوکرکے دس سلام کے ساتھ اداکرے۔☆بلاعذرتراویح بیٹھ کرپڑھنامکروہ ہے بلکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک تو ہوتی ہی نہیں ۔(درمختار) اللہ پاک سے دعاگوہوں کہ رب تعالیٰ ہم کوصراط مستقیم کے راستے پرچلنے کی توفیق عطافرمائے ۔اس ماہ مبارک کے صدقے ہمارے تمام گناہ معاف فرمائے ۔آمین

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "یہ نبی ﷺ مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں ۔اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں یہ نسبت مسلمانوں اور مہاجروں کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے۔ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۶) اولیٰ کے معنی زیادہ مالک، زیادہ قریب اور زیادہ حقدار کے ہیں یہاں تینوں معنی درست ہیں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر مومن کے دل میں حاضر و ناظر ہیں اور حضور ﷺ کا حکم ہر مومن پر بادشاہ ماں باپ سے زیادہ نافذ ہے کہ حضور ﷺ ہمارے سب سے زیادہ مالک ہیں۔ آقا ﷺ تم کو تمہاری جانوں سے زیادہ راحت پہچانے والے ہیں دنیا و آخرت میں ۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ہمارے بھائی نہیں کیونکہ بھائی کی بیوی بھاوج ہوتی ہے ماں نہیں ہوتی ۔اللہ رب العزت نے یہ اعلان فرمادیا کہ اے مسلمانو ! نبی ﷺ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں ۔جو لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ (معاذ اللہ) نبی کریم ﷺ کا اپنے بڑے بھائی جتنا ادب کرو وہ لوگ عبرت حاصل کریں ۔

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی ولادت باسعادت عام الفیل سے پندرہ سال قبل ہوئی۔ آپؓ قریش خاندان کی بہت باوقار اور ممتاز خاتون تھیں ۔ آپؓ کی کنیت "ام

ہند" ہے۔آپؓ نہایت پاکیزہ اخلاق ، سنجیدہ اور بہترین طبعیت کی عورت تھیں ۔ اہل مکہ آپؓ کے اخلاق و پاکیزہ کردار کی بناءپر "الطاہرۃ" کے لقب سے پکارتے اور یاد کرتے تھے۔آپؓ ایسی تمام برائیوں سے پاک تھیں جو عرب میں پھیلی ہوئی تھیں ۔سیرت تیمی میں ہے کہ حضرت سید تناخدیجۃ الکبریٰ کالقب "سیدہ نساء قریش " تھا۔(شرح سیرت ابن ہشام)آپؓ کانسب حضورپرنورﷺ کے نسب شریف سے قصی سے مل جاتاہے ۔آپؓ کانسب یہ ہے ۔حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہرآپؓ کی والدہ کانام فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لؤی بن غالب بن فہر(بحوالہ شرح سیرت ابن ہشام)آپؓقریش مکہ کی عورتوں میں سب سے زیادہ مالداراور باثروت خاتون تھیں ۔آپؓ کے والداور شوہرکے انتقال کے بعدوہ مال جووالداور شوہر چھوڑ گئے تھے اس کی مالک ہونے کے باعث آپؓنے اس مال کونہایت سلیقے سے کام میں لگایا۔مکہ معظّمہ میں آقاﷺ کی سچائی کاچرچا عام تھا۔ہر شخص آپ ﷺ کوامین اور صادق کے لقب سے یاد کرتا تھا۔حضرت خدیجہؓ کوجب آپ ﷺ کے امین اور صادق کاپتاچلاتوآپؓ نے آقاﷺ کی خدمت اقدس میں پیغام بھیجاکہ آپ ﷺ میرامال ملک شام لے جائیں اور وہاں جاکر تجارت کریں آپ ﷺ نے یہ بات منظور کرلی آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کامال جب تجارت کی غرض سے ملک شام لے گئے اس دفعہ تجارت میں بہت زیادہ منافع ہوا۔آپؓ کاغلام میسرہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھاوہ آپ ﷺ کے تجارتی معاملات اور صداقت ودیانت سے بہت متاثر ہوا۔ میسرہ نے واپسی پر حضرت خدیجہؓسے

آپ ﷺ کی بہت تعریف کی۔

غریب پروری اور سخاوت آپؓ کی امتیازی خصوصیات تھیں۔آقائے دوجہاں سرورکون مکاں ﷺ کی صداقت ،شرافت وایمانتداری سے مرعوب ہوکراپنی سہیلی نفیسہ کو بھیج کر نکاح کی خواش کی جوکہ قبول کرلی گئی۔آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے نکاح پڑھایا۔اور پانچ سودرہم مہر مقرر ہوا شادی کے وقت آپ ﷺ کی عمر25 سال اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی عمر40 سال تھی۔حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے آپ ﷺ کے دوبیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔آپ ﷺ کے بیٹے بچپن ہی میں وفات پاگئے بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔حضرت زینبؓ ،حضرت رقیہؓ ،حضرت ام کلثومؓ ،حضرت فاطمہؓ آپؓ مہرووفاکاپیکر عظیم تھیں۔اپنی رفاقت میں ایک گھڑی بھی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کوناراض نہ ہونے دیا۔سب سے پہلے آپؓ آقا ﷺ کی نبوت پرایمان لائیں۔ابتدائے اسلام میں جبکہ ہر طرف مخالفین نے مشکلات کے پہاڑے کھڑے کیے ہوئے تھے نہ صرف خودایمان وعمل صالح پرثابت قدم رہیں بلکہ نہایت جانثاری سے حضور ﷺ کی دلجوئی اور تسکین قلب کاسامان کرتی رہیں۔(زرقانی ،استعیاب)آپؓ اسلام کی دعوت وتبلیغ میں بے حدمددگارثابت ہوئیں اپنی تمام دولت سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام پرقربان کردی۔سیدنا جبرائیل امینؑ آپ کے نام رب العالمین کاسلام وبشارتیں لے کرآیا کرتے تھے۔(مسلم ،سیرت ابن ہشام،مسنداحمد) آقا ﷺ کی شادی کے پندرہ سال بعدجب حضور ﷺ پرپہلی وحی نازل ہوئی توآپ ﷺ بہت گھبرائے اور گھر تشریف لے آئے ۔حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کوبہت تسلی دی اورآپ ﷺ کواپنے

چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں انہوں نے آپ ﷺ کو تسلی دی۔آپؓ کو حضور ﷺ سے بے حد محبت تھی۔گھر میں باندیاں اور غلام ہونے کے باوجود وہ خود اپنے ہاتھوں سے آپ ﷺ کا کام کرنا باعث فخر سمجھتی تھیں اور ہر بات میں آپ ﷺ کی مرضی کو مقدم سمجھتی تھیں۔

کفار مکہ نے جب اسلام کا زور دن بدن بڑھتا دیکھا اور اپنا ہر حربہ اور تدبیر ناکام دیکھی تو سن نبوی میں قریش نے آقا ﷺ اور ان کے خاندان کے خلاف ایک دستاویز تیار کرکے 7 خانہ کعبہ میں لٹکادی قریش کا کہنا تھا کہ جب تک بنی ہاشم اور بنی مطلب کے لوگ حضور اکرم ﷺ کو (معاذاللہ) قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہیں کردیتے ان سے ہر طرح کا معاشرتی تعلق اور بول چال بند رکھی جائے۔اس بائیکاٹ کی وجہ سے بنوہاشم خود ایک گھاٹی میں منتقل ہوگئے۔حضرت ابوطالب نے حضور ﷺ اور اپنے خاندان کے ہمراہ گھاٹی میں پناہ لی۔وہ گھاٹی شُعب ابی طالب کہلاتی ہے۔حضرت خدیجہؓ میری اور خوشحالی کے باوجود آپ ﷺ کے ساتھ گھاٹی میں رہیں تین سال اس تکلیف بھوک اور پیاس کا سامنا کرتے ہوئے گزر گئے کبھی کبھی حضرت خدیجہؓ کے اثر ورسوخ کے سبب کھانا پہنچ جاتا آخر تین سال بعد گھاٹی شُعب ابی طالب سے رہائی ہوئی تو آپ ﷺ مع خاندان کے اپنے گھر آئے۔حضرت خدیجہؓ آقا ﷺ کی سچی مشیر کار تھیں۔نبوت ملنے سے پہلے اور نبوت کے ابتدائی دنوں میں رسول اللہ ﷺ غارِ حرا میں جاکر کئی کئی روز اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے

۔یہ راستہ بڑا ناہموار تھا اس پر چلنا بھی مشکل ہوتا تھا۔اس کے باوجود بھی حضرت خدیجہؓ رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا، ستو، کھجوریں اور پانی وغیرہ لے کر جاتیں اور غار میں پہنچاتیں۔ایک دفعہ آپؓ کھانا لے کر جارہی تھیں کہ حضرت جبرائیلؑ آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی ۔یارسول اللہ ﷺ ! آپ ﷺ کے پاس حضرت خدیجہؓ دستر خوان لارہی ہیں جس میں کھانا پانی ہے جب وہ آئیں تو ان سے ان کے رب کا سلام کہیے اور میری طرف سے بھی انہیں بشارت دیجئے کہ ان کے لئے جنت میں موتیوں کا ایک ایسا گھر ہے جس میں نہ شور وغل ہوگا اور نہ رنج ومشقت (مسلم وبخاری) امیرالمومنین سیدنا حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اور اسکی بہترین بی بی مریم بنت عمران ہیں (اور اسکی بہترین بی بی خدیجہ بنت خویلد ہیں (مسلم ، بخاری

ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی جناب خدیجہؓ پر غیرت کی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہ تھا لیکن آقا ﷺ ان کا بہت ذکر کرتے تھے بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اسکے اعضاء کاٹتے پھر وہ جناب خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے تو میں کبھی حضور ﷺ سے کہہ دیتی کہ گویا خدیجہؓ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی تو آپ ﷺ فرماتے وہ ایسی تھیں وہ ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی۔ (مسلم وبخاری)

آپؓ کے کتب احادیث کتب سیرت میں بہت سارے فضائل کا ذکر ہے۔آپؓ کی صحت شعب ابی طالب میں بہت متاثر ہوئی جب واپس گھر آئیں تو شدید بیمار ہو گئیں
آقاﷺ نے ان کے علاج خبر گیری اور دلجوئی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔آپؓ پچیس سال آقاﷺ کی شریک حیات رہیں۔25 سال آقاﷺ کی رفاقت میں گزار کر بعثت کے دسویں سال 11 رمضان المبارک کو 64 سال ۶ ماہ کی عمر میں مکۃ المکرمہ میں
ہوااور مقبرہ حجون میں مدفون ہیں حجون مکہ معظّمہ کے بلند مقام پر ہے یہاں پر اہل مکہ کا قبرستان ہے اسے جنت معلیٰ بھی کہتے ہیں حضورﷺ خود آپؓ کی قبر میں داخل ہوئے اور دعائے خیر فرما کر سپرد خاک کیا۔چونکہ نماز جنازہ اس وقت مشروع نہ ہوئی تھی اس سانحہ پر آقاﷺ بہت زیادہ ملول و محزون ہوئے۔(مدارج النبوۃ) آقاﷺ نے اس سال کو عام الحزن "غم کا سال" کہا ہے۔اللہ پاک ہم کو صراطِ مستقیم کے راستے پر چلنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین

صدقہ فطر واجب ہے

رحمتوں اور برکتوں سے بھرا ہوا رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہم سے کوچ کا ارادہ کیے ہوئے ہے۔ چند دن رہ گئے ہیں ماہِ رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو جائے گا۔ پتہ نہیں کہ اگلے سال یہ مقدس مہینہ ہمارے مقدر میں ہے یا کہ نہیں۔ کیونکہ زندگی کا کوئی پتا نہیں کب تک وفا کرتی ہے۔ جس خوش نصیب کے ساتھ جب تک زندگی نے وفا کی وہ تو اس عظمتوں والے مہینے کا پاتا رہے گا اس ماہ مقدس میں اللہ پاک کی رحمتیں اپنے دامن میں سمیٹتا رہے گا۔ جس کے ساتھ زندگی نے وفا نہیں کی تو وہ قیامت تک اس ماہِ مقدس کی رحمتوں سے محروم رہ جائے گا۔ یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں نفل عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت سے صوم (روزہ رکھنا) اور قیام کرتا ہے اسکے تمام سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاں جہاں یہ لکھا ہے کہ نیک کام سے گناہ مٹ جاتے ہیں وہاں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ اس وقت معاف ہوتا ہے جب بندہ بارگاہ الٰہی میں اخلاص کے ساتھ توبہ کرلے۔ اب کوئی شخص بھی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہ الٰہی میں ایمان وثواب کی نیت سے ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے اور اس کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو اپنے سابقہ تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ

روزہ دار اللہ کے حکم تعمیل کرنے کے لئے دن بھر میں کچھ نہیں کھاتا پیتا، رات کو قیام کرتا ہے۔ سارا دن اور ساری رات اپنی تمام نفسانی خواہشات سے پرہیز کرتا ہے تو اللہ پاک بھی راضی ہوتا ہے اور سارا ماہ اس پر بابِ کرم کھول دیتا ہے۔ روزوں کے اختتام پر جو صدقہ دیا جاتا ہے اسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔ صدقہ فطر نبی کریم ﷺ نے اپنے غلاموں پر لازم قرار دیا ہے اسکے لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم نے روزہ کی حالت میں کسی کی غیبت کی، جھوٹ بولا، نظر کو غلط استعمال کیا، کسی کے بارے میں بدگمانی اور بُرا خیال کیا اس قسم کی کوئی بھی حرکت جو روزہ کے تقدس کے خلاف تھی تو اب روزہ ختم ہونے پر ہم کچھ صدقہ کر دیں کیونکہ صدقہ برائیوں کو مٹاتا ہے ہمارا روزہ بھی اس سے صاف و ستھرا ہو جائے گا۔

دوسری وجہ اسکی یہ بھی ہے کہ عید کے دن ہم اور ہمارے اہل و عیال خوشیاں مناتے ہیں نئے کپڑے پہنتے ہیں ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں۔ جو غریب لوگ ہوتے ہیں وہ خوشی منانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جب ہم صدقہ فطر سے غریبوں کی مدد کریں گے تو وہ بھی عید کی خوشی منائیں گے اس سے اللہ پاک اور اسکے محبوب ﷺ کی ذات خوش ہو گی۔

صدقہ فطر ایک مالی انفاق ہے جسکا حکم حضور نبی اکرم ﷺ نے زکوۃ سے پہلے اس سال دیا جس سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔ صدقہ فطر غریبوں اور مسکینوں

کو دیا جاتا ہے اس کو فطرانہ بھی کہتے ہیں اس کا ادا کرنا ہر مالدار شخص کے لئے ضروری ہے تاکہ غریب اور مسکین لوگ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں اسکے علاوہ صدقہ فطر روزے دار کو فضول اور فحش حرکات سے پاک رکھنے کا ذریعہ ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آقا دوجہاں سرو کون مکان ﷺ نے صدقہ فطر مقرر فرمایا تاکہ یہ روزہ دار کے بیہودہ کاموں اور فحش باتوں کی پاکی اور مساکین کے (لئے کھانے کا باعث بنتا ہے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ شریف

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے کھجوروں اور جَو کا ایک صاع صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر غلام، آزاد مرد، عورت، چھوٹے اور بڑوں (پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ نماز عید پڑھنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔ (مسلم شریف

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٗ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کی گلی کوچوں میں اعلان کردے کہ صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان (مرد و عورت، آزاد، غلام، چھوٹے اور بڑے پر دو مُد گندم یا ایک صاع کھانا۔ (ترمذی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ماہ رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے ایک صاع

کھجور یا جَو یا آدھا صاع گندم ہر آزاد، غلام، مرد و عورت اور چھوٹے بڑے پر
(ابوداؤد، نسائی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بندے کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یعنی قبول نہیں ہوتا جب تک اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہے (اور عمر بھر اس کے ادا کرنے کا وقت ہے۔ (ابن عساکر، ویلمی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ نے غلام اور آزاد، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے سب مسلمانوں پر صدقہ فطر کھجور یا جو کا ایک صاع فرض کیا ہے" حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ نماز کی طرف جانے سے پہلے زکوۃ فطر ادا کر لی جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص صدقہ فطر کسی مجبوری کیوجہ سے عید کے روز ادا نہ کر سکا اور بعد میں ادا کیا تو اسکا شمار قضا میں نہیں ہوگا۔ صدقہ فطر کسی بھی وقت ادا کیا جائے تو وہ ادا ہی ہوگا۔ ہم کو بھی چاہیے کہ صدقہ فطر ادا کرنے میں سستی نہ کریں بلکہ عید کا وقت آنے سے پہلے ادا کر دیں۔ تاکہ غریب لوگ بھی عید کی خوشی میں شامل ہو سکیں۔ حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت ہے "کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان صدقہ فطر عید سے ایک دو دن پہلے ادا کر دیا کرتے تھے" صدقہ فطر ہر شخص پر واجب ہے اس کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذاللہ بلاعذر بھی روزہ نہ رکھا تب بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ عید کے دن صبح صادق طلوع

ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے لہٰذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح صادق طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری

صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔ مالک نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اتنی مالیت کی رقم یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت یا اتنی مالیت کا حاجت اصلیہ یعنی ضروریات زندگی سے زائد سامان ہو۔ (بہار شریعت) حاجت اصلیہ یعنی ضروریات زندگی سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بغیر گزر اوقات میں شدید تنگی و دشواری محسوس ہوتی ہے۔ جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علم دین سے متعلق کتابیں اور پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ۔ (الھدایہ)

صدقہ فطر ادا کرنے کے لئے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا بخلاف زکوۃ عشر کے یہ دونوں مال کے ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (درمختار) ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا تب بھی جائز ہے یونہی ایک مسکین

کو چند اشخاص کا فطرہ دینا بھی بلاخلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔
درمختار، ردالمختار) بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو صدقہ فطر دینا جائز ہے لیکن)
اپنی اولاد کو یا ماں باپ، نانا، نانی، دادا، دادی کو زکوۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے
۔صدقہ فطر/فطرانہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں یعنی جنکو زکوۃ دے سکتے ہیں
انہیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں ۔زکوۃ کے مصارف سات ہیں ۔ فقیر، مسکین
عامل، رقاب، غارم، فی سبیل اللہ، ابن السبیل۔اسکے علاوہ شوہر بیوی کو یا بیوی،
شوہر کو بھی صدقہ فطر نہیں دے سکتی۔ شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا اس،
نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوں میں ملا کر فقیر کو دے دیے اور شوہر نے
ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری
ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔ عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا اس نے
عورت کے گیہوں اپنے گیہوں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے

صدقہ فطر کی مقدار

صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع کھجور یا منقّٰی یا جَو یا اس
کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ (درمختار، عالمگیری) گیہوں جَو، کھجوریں، منقّٰی دیئے جائیں تو ان کی
قیمت کا اعتبار نہیں مثلاً نصف صاع عمدہ جَو جن کی قیمت ایک صاع جَو کے برابر ہے
یا چہارم کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے

برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جَو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کے ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اتنا ہی ادا ہوا باقی اس کے ذمہ واجب ہے ادا کرے۔

عالمگیری وغیرہ) نصف صاع جَو اور چہارم صاع گیہوں دیئے یا نصف صاع جَو اور نصف صاع کھجور تو بھی جائز ہے۔ گیہوں اور جَو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع گیہوں اور جَو کے دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جَو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔ ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے۔ مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا کوئی اور غلہ یا کوئی اور چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔ (درمختار)

صدقہ فطر گیہوں یا گیہوں کا آٹا آدھا صاع اور جَو یا جَو کا آٹا یا کھجور ایک صاع دیں۔ موجودہ وزن میں ایک صاع کا وزن چار کلو اور تقریباً چورانوے گرام ہے اور آدھا صاع دو کلو اور تقریباً 50 گرام کا بنتا ہے۔ اللہ پاک ہمارے تمام عبادات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ ملک پاکستان کو خوشحالی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ

جمعۃ الوداع

آج ماہِ رمضان المبارک 1433 ہجری کا آخری جمعہ ہے جسے ہم جمعۃ الوداع کہتے ہیں۔ جمعۃ الوداع رمضان المبارک کی رخصتی کا پیغام دینے والا جمعہ ہوتا ہے اس کے بعد جمعے تو آتے رہتے ہیں پر رمضان المبارک ایک سال کے لئے کوچ کر جاتا ہے۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہماری گواہی دے گا۔ جس نے اس مقدس مہینہ کا حق ادا کیا قیامت کے دن یہ مقدس مہینہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس شخص کے لئے عزت و وقار کے تاج پہنانے کی درخواست کرے گا۔ اس مقدس مہینہ کی درخواست قبول ہوگی خوش نصیب انسان کو عزت و وقار کا تاج پہنا دیا جائے گا۔ جس نے اس مقدس مہینہ کا حق ادا نہیں کیا جیسے اس کی عزت ہم پر واجب تھی ؟ وہ پچھتائے گا زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں شاید آئندہ یہ ماہِ مقدس ہمارے نصیب میں نہ ہو اگر موت نے غافل کو مہلت نہ دی تو انسان نادم ہوگا پر اس دن صرف ندامت ہی ہوگی اور تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ میرے مسلمان بھائیو ! زندگی کو غنیمت جانو گناہوں سے باز آجاؤ غفلت چھوڑ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن افسوس کرنا پڑ جائے۔ اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم ☆ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اِذَا نُودِیَ

لِ لصَّلٰوۃِ مِن یَّومِ الجُمُعَۃِ فَاسعَوا اِلٰی ذِکرِاللّٰہِ وَذَرُوا البَیعَ ذٰلِکُم خَیرٌ لَّکُم اِن کُنتُم تَعلَمُون

ترجمہ ! اے ایمان والو ! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کیطرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ (پارہ 28 سورۃ الجمعۃ)

دراصل جمعہ ایک اسلامی اصطلاح ہے زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس دن کو یوم عروبہ کہا کرتے تھے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ کعب بن لوئی یا قصی بن کلاب نے اس دن کے لئے یہ نام استعمال کیا کیوں کہ اس دن وہ قریش کے لوگوں کا اجتماع کیا کرتا تھا عربی لغات میں یہ لفظ جمعہ اور یوم الجمعہ لکھا ہے جس کا مطلب ہفتے کے ایک دن کا نام مجمع اور جمعہ کا دن لکھا ہے۔ درج بالا آیت کریمہ سورہ جمعہ کے آخری رکوع کی ابتدائی آیت ہے جو ہجرت کے بعد قریب ترین زمانے میں نازل ہوئی کیوں کہ حضور ﷺ جیسے ہی مکہ سے ہجرت فرما کر مدینے شریف تشریف لائے تو اسکے پانچویں روز ہی جمعہ ہوگیا تھا۔ مفسرین کرام ان آیات کی تشریح میں لکھتے ہیں جمعے کو جمعہ اس لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا وجود فرمادیا تھا۔ دوسرا شرع مطہر نے روزانہ پانچ مرتبہ نماز پڑھنی فرض فرمائی ہے۔ اسمیں جماعت کی تاکید تو بڑی سختی سے کی ہے مگر جماعت کو فرض نہیں قرار دیا۔ کہ اگر جماعت سے نماز نہ پڑھوگے تو نماز ادا نہ ہوگی۔ مگر ہفتہ میں ایک دن ایسی نماز مقرر فرمائی جو بغیر جماعت کے ادا نہیں ہو سکتی، وہ جمعہ کی نماز ہے، جمعہ کو جمعہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دن

مسلمانوں کے اجتماع کا ہے۔اسمیں اللہ رب العزّت کی یہ حکمت تھی کہ مسلمان ہفتہ کے اندر ایک دن ایک مرکز میں جمع ہوں تاکہ ایک دوسرے کے حالات کا پتہ چلتا رہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں مل جل کر کام کرنے کا سلیقہ آئے، غیر مسلموں پر دین اسلام کی شان و شوکت اور رعب و دام قائم رہے۔جمعہ کی نماز فرض عین ہے اس لئے کہ اسکی فرضیت دلیل قطعی سے ثابت ہے۔فرض عین وہ ہے جو ہر ایک کے ادا کرنے سے ادا ہو برخلاف فرض کفایہ کے کہ وہ ایک کے ادا کرنے سے ادا ہو جاتا ہے قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے جمعہ کا ذکر مِن یَّومِ الجُمُعَۃِ سے کیا یہی اس دن کی فضیلت کے لئے کافی ہے اسے کے علاوہ سرکار دو عالم نور مجسمّ ﷺ نے متعدد بار مختلف عنوانوں سے اسکی (یوم جمعہ) کی فضیلت بیان فرمائی۔ سیدنا حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آقا ﷺ نے جمعہ کے دن ارشاد فرمایا اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اسکو جو مسلمان بندہ پا جائے اور کھڑا ہو نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اسکو وہ چیز ضرور دیگا اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس ساعت کی کمی بیان کرنے کے لئے اشارہ فرمایا۔آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جمعہ کی رات روشن ہے اور جمعہ کا دن چمکدار ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ رب العالمین روزانہ افطار کے وقت دس لاکھ ایسے گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب ہو چکا تھا نیز شب جمعہ

اور روز جمعہ (یعنی جمعرات کو غروب آفتاب سے لیکر جمعہ کو غروب آفتاب تک) کی ہر گھڑی میں ایسے دس دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو عذاب کے (حقدار قرار دیے جا چکے ہوتے ہیں۔ (کنزالعمال

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ راحت قلب سینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہتر دن جس پر سورج طلوع کرتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی جمعہ کے دن آدمؑ پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعے کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے ایام سے بڑھ کر فضیلت کا حامل ہے حضرت ابودرداؓ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرو بیشک (جمعہ کا دن) مشہود ہے۔ اس دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے اسکا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ (آدمی) اس سے فارغ ہو۔ راوی فرماتے ہیں میں نے آقا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا موت کے بعد بھی؟ آقا ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ پاک نے زمین پر انبیاء کے جسم کا کھانا حرام قرار دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

مسلم شریف میں ایک حدیث مبارکہ ہے اسکا مفہوم یوں ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضرت موسیٰؑ کو انکی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا ۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آ قاﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی مسلمان جمعہ کے روز یا جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسکو قبر کے فتنہ سے بچا دیتا ہے۔ رواہ (احمد۔ترمذی (مشکوۃ

ابو یعلی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ جمعہ کے دن اور رات

میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں کوئی گھنٹہ ایسا نہیں گزرتا کہ جسمیں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ (آدمی آزاد نہ کرتا ہو جن پر جہنم واجب ہو گئی تھی ۔ (نزہۃ المجالس جلد اوّل صفحہ 107

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ آ قا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر ہو سکے پاکی حاصل کرے اور تیل لگائے یا اپنے گھر کی خوشبو لگائے پھر نماز جمعہ کے لئے (مسجد کی طرف) چل پڑے۔ اور ایسے دو آدمیوں جو مسجد کے اندر بیٹھے ہوں) کے درمیان تفریق نہ)

کرے۔اور جسقدر اسکی قسمت میں ہو نماز پڑھے جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو خاموشی سے بیٹھے تو اللہ پاک اسکے لئے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ فرمادیتا ہے (البخاری (کتاب الجمعۃ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا جب مرد اور عورت غسل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انکے پانی کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو مرد اور عورت کے لئے قیامت (تک استغفار کرتا رہتا ہے۔)نزہۃ المجالس جلد اوّل صفحہ ۱۱۱

حضرت طارق بن شہابؓ سے مروی ہے کہ رسول خداﷺ نے ارشاد فرمایا ہر مسلمان پر جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور واجب ہے سوائے چار (قسم کے آدمیوں (کے). 1غلام پر،. 2 عورت پر،. 3 بچے اور 4 بیمار پر۔) رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ بیشک رسول خداﷺ نے فرمایا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ (پڑھنا) لازم ہے سوائے مریض مسافر، عورت ، بچے اور غلام کے جو آدمی جمعہ کی نماز سے بے پرواہ ہو کھیلنے یا سوداگری، میں تو اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہی کرتا ہے اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا۔ معلوم ہوا جو آدمی جمعہ کی نماز سے بے پرواہ ہو جائے تو اللہ

تعالیٰ بھی اس شخص سے بے پرواہ ہوجاتا ہے جس شخص سے اللہ پاک اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بے پرواہ ہوجائیں تو اس آدمی کا اور کونسا دروازہ مہربانی کا رہ جاتا ہے۔ مسلمان بھائیو! نماز کی پابندی کیا کرو۔ صبر اور نماز کے ذریعے اللہ پاک سے مدد مانگو۔ حضرت ابن عمرؓ اور ابوہریرہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ممبر پر تشریف فرما تھے اور ارشاد فرمایا کہ لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ انکے دلوں پر ضرور مہر کردیگا پھر وہ ضرور غافلوں میں سے ہوجائیں گے۔) رواہ مسلم شریف (حضرت ابو الجعد ضمری سے مروی ہے کہ ہم نے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر کردیگا۔) رواہ ابوداؤد، الترمذی، نشای ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ ایک آدمی کو جمعہ پڑھانے کا حکم دوں پھر ان لوگوں کے اوپر انکے گھروں (کو جلادوں جو جمعہ کی نماز میں نہیں آئے) رواہ مسلم (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بغیر عذر کے جمعہ کو چھوڑ دیا تو اس (شخص) کو ایسی کتاب میں منافق لکھ ((دیا جائے گا جو نہ مٹائی جاتی ہے اور نہ بدلی جاتی ہے) رواہ الشافعی (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے چار جمعوں کو بلا کسی عذر کے چھوڑ دیا تو اس نے اسلام کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک (دیا۔) کنزالعمال جلد ۷ صفحہ 518

جمعۃ الوداع یعنی رمضان المبارک کی رخصتی کا پیغام دینے والا یہ جمعہ ہم سے یہی کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے اعمال و کردار کا جائزہ لیں کہ ہم نے اس ماہِ مقدس میں کہاں کہاں اور کس کس مقام پر غلطیاں کی ہیں اور کہاں کہاں ہم نے اپنے خالق و مالک کی نافرمانی کی اس طرح اپنا مکمل احتساب کرنے کے بعد اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں ۔اللہ پاک ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے۔بروز قیامت اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ملکِ پاکستان کو خوشحالی عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین

لیلۃ القدر، خیر وبرکت کی رات

رمضان المبارک بڑی برکتوں اور فضیلتوں والا مہینہ ہے اس کے دن بھی مبارک اوراس کی راتوں کی فضیلتوں کا کیا کہنا اس ماہ مقدس کی پاک راتوں میں ایک ایسی رات ہے جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے یہ بڑی خیر وبرکت اور منزلت والی رات ہے لیلۃ القدر ماہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ایک رات ہے۔ اس مبارک رات کو لیلۃ القدر کہنے کی پانچ وجوہات ہیں قدر کا معنی عظمت ہے چونکہ یہ رات بھی عظمت والی ہے اس لئے اسے لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ قدر کا معنی عزت ہے یعنی جس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہو وہ اس رات کی برکت سے صاحب قدر ہو جاتا ہے۔ قدر کا معنی حکم ہے چونکہ اس رات اشیاء کے متعلق ان کی حقیقتوں کے مطابق فیصلے کیے جاتے ہیں۔ قدر کے معنی تنگی ہے چونکہ اس رات زمین اپنی وسعت کے باوجود فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ ہو جاتی ہے یا اس میں قدر والی کتاب نازل ہوئی یا کہ اس میں قدر والے فرشتے نازل ہوتے ہیں یوں تو ماہ رمضان کا سارا مہینہ مبارک ہے مگر لیلۃ القدر سارے رمضان پاک کی سردار ہے اس کی شان تقدیس بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ القدر نازل فرمائی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے " بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کیا سمجھے ہیں (کہ) شب قدر کیا ہے ؟شب قدر (فضیلت وبرکت اور اجر و ثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس (رات) میں فرشتے اور روح

الامین (جبرائیلؑ) اپنے رب کے حکم سے (خیر وبرکت کے) ہر امر کے ساتھ اترتے ہیں یہ رات) طلوع فجر تک (سراسر) سلامتی ہے"۔)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ ہوا جس نے ایک ہزار ماہ اللہ پاک کی راہ میں جہاد کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس سے بہت تعجب ہوا اور تمنا کرنے لگے کاش ان کے لئے بھی ایسا ممکن ہوتا تو آپ ﷺ نے عرض کی اے میرے رب تو نے میری امت کو کم امت عطا فرمائی ہے اب ان کے اعمال بھی کم ہوں گے تو اللہ پاک نے آپ ﷺ کو شب قدر عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا "اے محمد ﷺ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو میں نے تجھے اور تیری امت کو ہر سال عطا فرمائی ہے یہ رات ماہ رمضان میں تمہارے لئے اور قیامت تک آنے والے تمہارے امتیوں کے لئے ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ سورۃ القدر کے شان نزول کے بارے میں حضرت امام مالکؒ نے ایک معتبر راوی سے یہ روایت اپنی کتاب میں بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے جب پہلی امتوں کی عمروں پر توجہ کی تو یہ بات معلوم ہوئی کہ اگلے لوگوں کی عمریں بہت زیادہ ہوتی تھیں تو آپ ﷺ کو خیال گزرا کہ میری امت کی عمریں انکے مقابلہ میں کم ہیں تو نیکیاں بھی کم رہیں گی اور پھر درجات اور ثواب میں بھی کم ہونگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ رات آپ ﷺ کو عنایت فرمائی اور اسکا ثواب ایک ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا"۔ (موطا امام مالک) یہ بہت ہی قدر و منزلت اور خیر وبرکت کی حامل رات ہے

قرآن کریم نے ہزار راتوں سے افضل قرار دیا ہے۔ لیلۃ القدر امت محمدیہ کے لئے ایک خاص انعام ہے جو اس امت سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں کی گئی۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ نے ارشاد فرمایا " بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میری امت ہی کو عطا کی اور تم سے پہلے لوگوں کو اس سے سرفراز نہیں کیا"۔ شب قدر کے بارے میں پیران پیر حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے کہ سید البشر حضرت آدمؑ ہیں اور سید العرب حضور ﷺ ہیں اور حضرت سلمان فارسیؓ تمام اہل فارس کے سردار تھے اسی طرح سیّد الروم حضرت صہیب الرومیؓ سیّد الحبش حضرت بلال حبشی اسی طرح تمام بستیوں میں سروری مکہ مکرمہ کو وادیوں میں سب سے برتری وادی بیت المقدس کو حاصل ہے دنوں میں جمعۃ المبارک سیّد الایام ہے راتوں میں شب قدر کو سروری حاصل ہے کتابوں میں قرآن کریم کو اور قرآن پاک کی سورتوں میں سورہ البقرہ کو اور سورۃ البقرہ میں آیت الکرسی کو سب آیات میں بزرگی اور سرداری حاصل ہے پتھروں میں سے حجر اسود تمام پتھروں میں بزرگ ہے اور ماہ زمزم کا کنواں ہر کنویں سے افضل ہے حضرت موسیٰؑ کا عصا ہر عصا سے برتر تھا اور جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونسؑ رہے تھے وہ تمام مچھلیوں میں افضل تھی حضرت صالحؑ کی اونٹنی تمام اونٹنیوں میں افضل تھی اور اسی طرح براق ہر گھوڑے سے افضل تھا حضرت سلیمانؑ کی انگشتری تمام انگشتریوں سے برتر اور افضل تھی اور ماہ رمضان تمام مہینوں کا سردار ااور ان سے بزرگ و افضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر، سید اللیالی یعنی تمام راتوں کی سردار رات ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لئے شب قدر میں قیام کرے اسکے گذشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ درج بالا حدیث پاک میں لیلۃ القدر میں عبادت کی تلقین کی گئی ہے۔ اور اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو دکھاوا اور ریاکاری نہ ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اس شان سے عبادت کرنے والے کے لئے یہ رات سراپا مغفرت بن کر آتی ہے لیکن وہ شخص محروم رہ جاتا ہے جو اس رات کو پائے اور عبادت نہ کرسکے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان المبارک کی آمد پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "یہ ماہ جو تم پر آیا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو"۔ یہ رات کتنی عظمت والی ہے۔ واقعی وہ انسان کتنا بدبخت ہے جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوادے۔ ہم معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر گزار لیتے ہیں تو اسّی 80 سال کی عبادت سے افضل بابرکت رات کے لئے جاگنا کوئی زیادہ مشکل کام تو نہیں" حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جناب جبرائیلؑ ملائکہ کے جلوے میں آتے ہیں اور ہر اس بندے کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھے ہوئے اللہ کی عبادت

میں ہوتا ہے اور جب بندوں کی عید یا افطار کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بڑے فخر و ناز سے فرماتا ہے اے فرشتو! اس مزدور کے لئے کیا ہے جو اپنا کام مکمل کرتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب کریم! اسکا صلہ پوری مزدوری ہے جو اسکو ادا کی جائے تب رب کریم فرماتا ہے کہ میرے بندوں اور بندیوں نے اپنے اوپر لازم عمل (فریضہ) کو پورا کر لیا اور اب وہ مجھے پکارتے ہوئے اور دعا کرتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں میرے عزت وجلال کرم اور علو مرتبت کی قسم! میں انکی دعا قبول کرونگا اس وقت تک اللہ پاک فرماتا ہے واپس ہو جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے اس بات کو نقل کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ لوگ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو انکے گناہ بخشے جا چکے ہیں۔ (بیہقی) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیلؑ کو حکم دیتا ہے اور وہ حسب الحکم فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین کی طرف اترتے ہیں انکے پاس سبز پرچم ہوتا ہے جسے وہ کعبے کی چھت پر نصب کر دیتے ہیں حضرت جبرائیلؑ کے سو پَر ہیں جن سے وہ دو پر صرف اسی رات پھیلاتے ہیں جو مشرق و مغرب سے آگے تک تجاوز کر جاتے ہیں حضرت جبرائیلؑ امین فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ امت مسلمہ میں پھیل جاؤ تو فرشتے ہر نمازی، عبادت گزار اور ذکر الٰہی کرنے والے کو سلام کرتے ہیں خواہ وہ بیٹھا ہو یا کھڑا ہو ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور دعا کے وقت ان کے ساتھ آمین کہتے ہیں یہاں تک صبح ہو جاتی ہے پھر جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرائیل امینؑ فرشتوں کو آواز دے کر کہتے ہیں بس اب

چلوفرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے جبرائیلؑ ! اللہ تعالیٰ نے امت محمد یہ ﷺ کے مومنوں کی حاجتوں کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے ؟ جبرائیل امینؑ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں نظر رحمت سے سرفراز فرمایا ہے اور انہیں معاف کر دیا ہے اور بخش دیا ہے سوائے چار شخصوں کے صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ چار اشخاص کون ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا شراب کا عادی، ماں باپ کا نافرمان رشتے توڑنے والا اور مشاحن ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مشاحن کون ہے (تو آپ نے فرمایا کہ جو مصارم ہو یعنی دل میں بغض رکھتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین

اس رات کو باقی راتوں پر چند وجہ سے بزرگی حاصل ہے اول تو یہ کہ اس رات میں شام سے لیکر صبح تک تجلی الٰہی بندگان خدا کیطرف متوجہ ہوتی رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس رات میں روح الامینؑ اور ملائکہ آسمان سے صالحین اور عبادت کرنے والوں کی ملاقات کے لئے زمین پر اترتے ہیں اور انکے آنے اور حاضر ہونے کی وجہ سے عبادت میں وہ لذت اور کیفیت پیدا ہوتی ہے جو دوسری راتوں کی عبادت میں پیدا نہیں ہوتی تیسری یہ کہ قرآن مجید اسی رات میں نازل ہوا، چوتھے یہ کہ فرشتوں کی پیدائش اسی رات میں ہوئی پانچویں یہ کہ اسی رات بہشت میں باغات لگائے گئے۔ یہ ایک ایسی مبارک رات ہے کہ جس میں دریائے شور کا کڑوا پانی بھی میٹھا ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمان بن العاصؓ کے ایک غلام نے جو کئی سال ملاح رہا ہے آپکو بتایا کہ میں نے دریا میں ایک عجیب بات دیکھی ہے جس سے عقل حیران ہے وہ عجیب بات یہ ہے کہ

سال میں ایک ایسی رات آتی ہے جس میں دریائے شور کا کڑوا پانی میٹھا ہو جاتا ہے
۔حضرت عثمان بن العاصؓ نے اُسے فرمایا کہ جسوقت وہ رات آئے تو مجھے اطلاع دینا تا کہ
میں معلوم کروں وہ کونسی رات ہے جب ستائیسویں رات رمضان پاک کی آئی تو غلام
نے اپنا آقا کو بتلایا کہ یہ وہ رات ہے جس میں دریائے شور کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔
بحوالہ تفسیر عزیزی)۔)

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے رمضان
کے پہلے عشرے کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرے کا اعتکاف چھوٹے خیمہ میں کیا اس
اعتکاف کے دوران سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف
کیا تو میں لیلۃ القدر کو تلاش کرتا رہا پھر میں نے دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا تو مجھ سے
ایک فرشتہ نے آ کر کہا کہ لیلۃ القدر تو رمضان کے آخری عشرہ میں ہے اب جو میری
سنت کے اتباع اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے
مجھے یہ رات خواب میں دکھائی گئی ہے لیکن بعد میں اسکا خیال میرے ذہن سے
محو کر دیا گیا اور صبح کو میں نے دیکھا کہ میں گیلی کیچڑ جیسی زمین میں محو سجدہ ہوں لہٰذا! تم
اس (لیلۃ القدر) کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو راوی کہتے ہیں کہ اس
وقت بارش ہوئی تھی اور مسجد نبوی کی کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چھت کے ٹپکنے کی وجہ
سے فرش پر کیچڑ ہوئی تھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پانی اور مٹی
کا اثر دیکھا تھا اور یہ اکیسویں تاریخ کی صبح

تھی۔ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب نے خواب میں شب قدر کو رمضان کی آخری سات راتوں کو دیکھا اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے خوابوں میں مماثلت دیکھتا ہوں تم میں سے شب قدر کو تلاش کرنے والا اماہ رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ (مسلم شریف) حضرت زر بن حبیشؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کہا کہ آپؓ کے بھائی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص سال بھر میں راتوں کو قیام کریگا وہ لیلۃ القدر کو پائے گا آپؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے شاید اس میں انکا ارادہ ہو کہ لوگ اسی پر بھروسہ نہ رکھیں وہ جانتے ہیں کہ یہ رات رمضان میں ہی ہے اور یہ رات ستائیسویں رمضان کی ہے پھر اس بات پر حضرت ابی بن کعبؓ نے قسم کھائی میں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا جواب دیا کہ ان نشانیوں سے جو ہم کو بتائیں گئی ہیں کہ اس دن سورج شعاعوں کے بغیر نکلتا ہے اور روایت میں ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا اس خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ رات رمضان میں ہی ہے آپ نے اس پر انشاء اللہ بھی نہیں فرمایا اور پختہ قسم کھالی پھر فرمایا مجھے خواب معلوم ہے کہ وہ کونسی رات ہے جس میں قیام کرنے کا رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے یہ ستائیسویں رات ہے اسکی صبح کو سورج سفید رنگ کا نکلتا ہے اور تیزی زیادہ نہیں ہوتی۔ حضرت معاویہ ابن ابی سفیانؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ وہ (رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ (ابوداؤد

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی تشریف فرما تھے حضرت عمرؓ نے ان سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان © "شب قدر" کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اس کے بارے میں تم لوگوں کا کیا خیال ہے وہ کونسی رات ہو سکتی ہے؟ کسی نے کہا اکیسویں، کسی نے کہا پچیسویں، کسی نے کہا ستائیسویں، میں خاموش بیٹھا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا بھائی تم بھ کچھ بولو میں نے عرض کیا جناب آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ جب یہ بولیں تو تم نہ بولنا آپؓ نے فرمایا بھائی تمہیں تو اسی لئے بلوایا گیا ہے کہ تم بھی کچھ بولو میں نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ سات آسمان پیدا فرمائے سات زمینیں پیدا فرمائیں انسان کی تخلیق سات درجات میں فرمائی انسان کی غذا زمین سے سات چیزیں پیدا فرمائیں (اس لئے میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہو گی) حضرت عمرؓ نے فرمایا جو چیزیں تم نے ذکر کی ہیں انکا تو علم ہمیں بھی ہے یہ بتلاؤ جو تم کہہ رہے ہو کہ انسان کی غذا زمین سے سات چیزیں پیدا فرمائیں وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں موجود ہیں (ترجمہ) ہم نے عجیب طور پر زمین کو پھاڑا پھر ہم نے اس میں غلہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغ اور میوے اور چارہ پیدا کیا میں نے عرض کیا کہ حدائق سے مراد کھجوروں درختوں اور میوؤں کے گنجان باغ ہیں اور اَبّ سے مراد زمین سے

نکلنے والا چارہ ہے جو جانور کھاتے ہیں انسان نہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم سے وہ بات نہ ہو سکی جو اس بچہ نے کہہ دی جس کے سر کے بال بھی ابھی مکمل نہیں ہوئے بخدا میرا بھی یہی خیال ہے جو کہہ رہا ہے۔ (شعب الایمان جلد ۳ صفحہ 330)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف) حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "وہ رمضان میں ہے سو تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو لیلۃ القدر اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں طاق راتوں میں ہے یا رمضان کی آخری رات ہے جس شخص نے لیلۃ القدر میں حالت ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے قیام کیا پھر اسے ساری رات کی توفیق دی گئی تو اسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ وہ چمکدار اور کھلی ہوتی ہے صاف وشفاف گویا کہ اس میں چاند واضح ہوتا ہے معتدل ہوتی ہے نہ سرد نہ گرم اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے اور اسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد صبح کو آفتاب شعاعوں کی تیزی کے بغیر طلوع ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں کا چاند شیطان کے لئے روا نہیں کہ اس دن کے سورج کے ساتھ نکلے۔ (مسند امام احمد) شب قدر تلاش کرنے کا خاص طریقہ اعتکاف ہے یعنی رمضان کے آخری عشرہ میں کسی مسجد میں اللہ کو یاد کرنے کے لئے بیٹھ جائے۔ ام المومنین حضرت عائشہ

صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے (ایک دفعہ) آقا ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو اس میں کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یوں کہو اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی اے اللہ تو بہت معاف فرمانے والا ہے اور در گزر کرنے کو پسند کرتا ہے پس تو مجھ کو معاف فرما

شب قدر

حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا تہبند مضبوط باندھ لیتے (تیار ہو جاتے) راتوں کو خود بھی جاگتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے۔ بخاری شریف) جس شخص نے شب قدر میں تین مرتبہ کلمہ شریف یعنی لاالٰہ الااللہ) محمد الرسول اللہ پڑھا تو پہلی مرتبہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ مغفرت دوسری مرتبہ پڑھنے سے جہنم سے آزاد اور تیسری مرتبہ پڑھنے سے جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔☆جس شخص نے شب قدر میں ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔☆جو شخص رمضان شریف کی ستائیسویں شب میں نماز کی نیت سے غسل کرے گا اللہ تعالیٰ پاؤں دھونے سے پہلے پہلے اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔☆آقا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر کو عبادت کرے گا قیامت کے دن میں اسکو جنت میں لے جانے کا ضامن ہوں۔☆اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری قبر نور سے روشن ہو تو شب قدر میں عبادت کرو۔☆جو شخص ستائیسویں رات کو زندہ رکھے گا یعنی عبادت کرے

گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستائیس ہزار سال کا ثواب لکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس شخص نے لیلۃ القدر میں تھوڑی دیر عبادت کر لی وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے ساری زندگی روزہ رکھنے سے اور قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ بے شک شب قدر میں ایک آیت پڑھنا باقی راتوں میں پورے قرآن پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر اور پسندیدہ ہے۔ ☆شب قدر میں آسمان کے دروازے کھلے رہتے ہیں جو بندہ شب قدر میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر ایک تکبیر کے بدلے میں جنت میں ایک ایسا سایہ دار درخت عطا فرمائے گا کہ اگر چلنے والا سو سال تک اسکے سائے میں چلتا رہے تو اس درخت کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔ اور ہر رکعت کے بدلے ایک مکان جنت میں موتیوں یاقوت وزبرجد اور لؤ لؤ کا عطا فرمائے گا۔ اور ہر سلام کے بدلے میں جنتی چادروں میں سے ایک چادر عطا فرمائے گا۔ (درۃ الناصحین) حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا فرماتے ہیں کہ جو شخص شب قدر میں بعد نماز عشاء سات مرتبہ اِنَّا اَنْزَلْنٰہ پڑھے اسے ہر مصیبت سے نجات ملے ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کرتے ہیں۔ ☆ستائیسویں شب کو سورۃ الملک سات مرتبہ پڑھنا مغفرت گناہ کے لئے بہت فضیلت کی بات ہے۔ ☆حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص شب قدر میں دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ اس کے بعد سات مرتبہ سورۃ الاخلاص پھر سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ استغفر اللّٰہ ..... واتوب الیہ تک پڑھے

تواس کاپڑ ھنے والام صلے سے نہ اٹھ پائے گاکہ اللہ تعالیٰ اس کے اوراس کے والدین کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔☆جو شخص چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک بار اور سورۃ الاخلاص ستائیس بار پڑھے تو اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔جیسے کہ وہ ماں کے پیٹ سے آج پیدا ہوا ہے۔اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ہزار محل عطا فرمائے گا۔☆جو شخص چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ القدر تین بار اور سورۃ الاخلاص پچاس بار اور سلام کے بعد سجدے میں جا کر ایک بار پڑھے سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر پھر دعا مانگے تو دعا قبول ہو گی اور تمام گناہ معاف ہونگے۔☆جو شخص بیس رکعت نماز نفل دو دو رکعت کر کے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد 21 بار سورۃ الاخلاص پڑھے اس نماز کے پڑھنے سے بے شمار برکتیں حاصل ہوں گی۔جو شخص اس رات میں دو رکعت نفل اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص سات مرتبہ پڑھیں نوافل پڑھنے کے بعد یہ وظیفہ "اَستَغفِرُاللّٰہَ العَظِیم الَّذِی لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَالحَیُّ القَیُّومُ وَاَتُوبُ اِلَیہِ"۔ستر مرتبہ پڑھیں انشاءاللہ اس نماز کے پڑھنے والے اپنے مصلے سے نہیں اٹھیں گے کہ اللہ پاک ان کے اور انکے والدین کے گناہ معاف فرما کر مغفرت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کے لئے جنت آراستہ کرو اور فرمایا کہ وہ جب تک تمام جنتی نعمتیں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لے گا اس وقت تک موت نہ آئے گی۔مغفرت کے لئے یہ

نماز بہت افضل ہے (۔ تفسیر یعقوب چرخی) جو شخص دو رکعت نوافل یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد انّا انزلنہ ایک بار قُل ہُواللّٰہ احد تین بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکو شب قدر کا ثواب عطا کریگا اور اسکے نفل قبول فرمائے گا اور اسکو حضرت ادریسؑ حضرت شعیبؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت نوحؑ کی عبادت کا ثواب، عطا فرمائے گا اور اسکو جنت میں مشرق سے مغرب تک ایک شہر عنایت فرمائے گا۔ 27 شب قدر کو بارہ رکعت نماز تین سلام سے پڑھے ہر رکعت میں بعد سورۃ الفاتحہ کے سورۃ القدر ایک ایک مرتبہ سورۃ الاخلاص پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھنی ہے بعد سلام کے ستر مرتبہ استغفار پڑھے اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو نبیوں کی عبات کا ثواب عطا فرمائے گا۔ جو کوئی 20 رکعت نوافل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد اکیس بار سورۃ الاخلاص پڑھے وہ اپنے گناہوں سے اسطرح پاک ہو جائے گا جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اللہ رب العزت اس مبارک رات کے صدقے ہم پر اپنا فضل و کرم فرمائے۔ ملک پاکستان کو استحکام اور امن کا گہوارہ بنائے۔ عوامِ پاکستان کو ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ برپا کرنیوالے حکمران عطا فرمائے۔ ہمارے تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو معاف فرما کر روز قیامت نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیک یا محمد

قرآن و حدیث کی روشنی میں شان اولیاء اللہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے اور پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش رہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے "۔

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے انسان کو طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں جن کا انسان شمار بھی نہیں کر سکتا انسانوں اور جنوں کو محض اللہ پاک کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے تاریخ اسلام پر اگر نگاہ دوڑائی جائے تو یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا ان انبیاء کرام نے اپنے اپنے ادوار میں مخلوق کی ہدایت کا فریضہ بخوبی انجام دیتے رہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اس لئے آقا ﷺ کے بعد امت کی ہدایت اور رہبری کے لیے اولیاء کرام بھیجے گئے جن کا سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہیگا۔ اللہ پاک کے وہ مقبول بندے جو اس کی ذات و صفات کے عارف ہوں اس کی اطاعت و عبادت کے پابند رہیں گناہوں سے بچیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں اپنا قرب خاص عطا فرمائے ان کو اولیاء اللہ کہتے ہیں ایسے خوش نصیب انسانوں کو نہ کسی قسم کا خوف اور نہ

کسی قسم کا غم ہوتا ہے۔اللہ پاک کے مقبول بندوں سے عجیب وغریب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً پانی پر چلنا، بلائیں دفع کرنا، دور دراز کے حالات ان پر منکشف ہونا، جمادات وحیوانات سے کلام کرنا وغیرہ ،اللہ پاک کے مقبول بندوں کی کرامتیں درحقیقت ان انبیاء کے معجزات ہیں جن کے وہ امتی ہیں۔اللہ پاک کے ایسے مقبول بندوں کو نہ دنیا اور نہ آخرت میں کسی قسم کا خوف اور غم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے " (پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت 62 تا 64)

ولی، اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو کہتے ہیں۔ جن کو نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں کسی قسم کا خوف اور غم ہے۔ مالک الملک کی محبت اطاعت اور خشیت نے انہیں ہر قسم کے خوف اور غم سے آزاد کر دیا ہوتا ہے اور وہ مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے یعنی اولیاء اللہ بن گئے۔ اولیاء کرام کی محبت درحقیقت دارین کی سعادت اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجتیں پوری کرتا ہے ان کی دعاؤں سے خلق فائدہ اٹھاتی ہے۔

حضرت علی المرتضٰی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ شام میں ابدال ہوں گے جن کی تعداد چالیس ہوگی جب ان سے ایک فوت ہوجائیگا تواللہ تعالیٰ اس کی جگہ
دوسرا مقرر فرمادے گاان کے وسیلہ سے بارش ہوگی اورانہی کے طفیل دشمنوں پر فتح
(حاصل ہوگی اورانہی کی برکت سے اہل شام سے عذاب دورکیاجائیگا۔ (مشکوٰۃ شریف
اہل لغت نے ولی کے چند معانی بیان فرمائے ہیں۔ ولی کے معنی وارث، قریبی
اورمددگارکے ہیں ولیوں کے جماعت وہ مقدس جماعت ہے جنہیں اللہ رب العزت نے دنیاوآخرت کی نعمتوں کاوارث بنادیاہے ولیوں کویہ مرتبہ اورمقام صرف اورصرف نبی کریم ﷺ کی غلامی ، محبت اطاعت کرنے کی وجہ سے ملاہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے کیاخوب کہا۔

کی محمد سے وفاتونے توہم تیرے ہیں
! یہ جہاں چیزہے کیالوح وقلم تیرے ہیں

ارشادباری تعالیٰ ہے "بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیاکہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ (سورۃ الانبیاء پارہ 17) اس زمین کی ملکیت اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کودے دی ہے۔ارشادباری تعالیٰ ہے "یہی وہ جنت ہے جس کاوارث اپنے نیک بندوں میں اسے کریں گے جو متقی ہے" (سورۃ مریم پارہ

مزید ارشاد ہوتا ہے "ہم تمہارے دوست ہیں دنیا و آخرت میں اور تمہارے لئے اس (16 جنت) میں ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو تم مانگو۔)

ولی کا دوسرا معنی مددگار کے ہیں یعنی مخلوق خدا کی امداد کرنیوالے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔"اور ایک دوسرے کی نیکی اور تقویٰ پر امداد کرو" جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے مَن کُنتُ مَولَا فَعَلِیّ "مَولَا" جس کا میں مولا (مددگار) ہوں اس کے علی مولا (مددگار) " ہیں۔

ولی کا ایک اور معنی قریبی کے ہیں۔یعنی اولیاء اللہ کی جماعت وہ مقدس جماعت ہے جن کو اللہ رب العزت کا قرب اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے میرا قرب نہیں پاتا جو مجھے فرائض سے زیادہ محبوب ہو اور میرا بندہ نفلی عبادات کے ذریعے برابر میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن

جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر مجھ سے وہ سوال کرتا ہے تو میں اسے
ضرور عطا کرتا ہوں ۔اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں میں نے
جو کام کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی اس طرح متردد نہیں ہوتا جیسے بندہ مومن کی جان لینے
میں ہوتا ہوں ۔اسے موت پسند نہیں اور مجھے اس کی تکلیف پسند نہیں "۔
ولی کا ایک اور معنی مددگار کے ہیں ۔ایک دن مشکل کشا سیدنا حضرت علی المرتضٰی شیر خدا
رضی اللہ تعالٰی عنہ تشریف لا رہے تھے کہ اونٹوں کی ٹاپ کی آواز نے ایک نابینا سائل
کو سر راہ کھڑا کر دیا۔جس نے لوگوں سے پوچھا کون آ رہا ہے اسے بتایا گیا کہ شیر خدا رضی
اللہ تعالٰی عنہ تشریف لا رہے ہیں جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سائل کے قریب پہنچے
تو اس نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ میں بھوکا ہوں مجھے
کھانا چاہیے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سوالی کا سوال سنا تو اپنے غلام
کو بلا کر فرمایا کہ سائل کو روٹی دی جائے تو غلام نے عرض کیا حضور روٹی تو توشہ دان
میں ہے ۔آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اے میرے غلام دیر مت کر سائل کو توشہ
دان دے دیا جائے ۔غلام نے عرض کیا حضور ! توشہ دان تو کچاوے میں پڑا ہے
فرمایا پھر ایسا کرو اس سائل کو کچاوا ہی دے دو۔غلام نے عرض کیا حضور ! وہ کچاوا تو اونٹ
پر ہے۔آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا سائل کو اونٹ کی نکیل (مہار) ہی
پکڑا دو۔غلام نے عرض کیا حضور ! اونٹ تو قطار کے درمیان میں ہے ۔آپ رضی اللہ
تعالٰی عنہ نے فرمایا اس

سائل کواونٹوں کی قطار ہی تھمادو۔

یہ شان ہے خدمتگاروں کی

سردار کا عالم کیا ہوگا۔

خبردار ! " سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم " سوال "

پیدا ہوتا ہے اللہ کے پیاروں کو کس طرح خوف اور غم نہیں۔ایک مشہور صحابی جس کا نام تقریباہر شخص جانتا ہے ان کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کا بچہ بیمار تھا۔سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کو کسی کام کے لئے گھر سے جانا پڑا آپ رضی اللہ تعالی عنہ ابھی گھر واپس نہیں آئے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا ننھا سا بچہ فوت ہوگیا آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی حضرت رمیعہ رضی اللہ تعالی عنہا نے بچے پر کپڑا ڈال دیا رات کو جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ گھر پہنچے تو بچے کی خیریت دریافت کی آپ رضی اللہ تعالی عنہکی صابرہ اور شاکرہ بیوی نے بڑے سکون سے عرض کیا کہ آج ہمارے بچے کی حالت پہلے کی حالت سے بہت اچھی ہے اب آرام وسکون میں ہے بیوی نے اپنے سرکے تاج سیدنا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کو کھانا پیش کیا صحابی رسول ﷺ نے کھانا کھایا کھانا کھلانے کے بعد حضرت رمیعہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنے خاوند سے عرض کیا اور کہا اے میرے سرتاج ہمارے پڑوس والی عورت نے مجھ سے ایک چیز بطور عاریت لی تھی آج میں نے اس سے اپنی

چیز کا مطالبہ کیا تو اس نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا کہ وہ بڑی احمق عورت ہے اسے ادھار لی ہوئی چیز کی واپسی تو بڑی خوشدلی سے کرنی چاہیے جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات کی تو بیوی نے عرض کیا۔ اے میرے سرتاج تیرا چھوٹا بیٹا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں بطور امانت دیا تھا وہ آج اس نے واپس لے لیا ہے۔ سیدنا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون "جب صبح ہوئی تو یہ سارا واقعہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں عرض کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا گذشتہ رات تمہیں مبارک ہو کہ میں نے تمہاری بیوی کو جنت میں دیکھا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! ہم نے دنیا میں جو دوست بنا رکھے ہیں قیامت کے دن سب کے سب دشمن بن جائیں گے سوائے متقی (لوگوں) کے، جن کی دوستی قیامت کے دن بھی ہم کو فائدہ دے گی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے "گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے مگر پرہیزگار ان سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری خاطریں ہوتیں۔ ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا اور اس میں جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے

اپنے اعمال سے تمہارے لئے اس میں بہت میوے ہیں کہ ان میں سے کھاؤ بیشک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں "۔ (ترجمہ کنزالایمان پارہ 25 سورۃ الزخرف آیت 73تا74) سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کی دوستی قیامت کے دن دشمنی میں کس طرح بدل جائے گی ۔ یہ تو ہر کسی کو معلوم ہے کہ قیامت کا دن نفسہ نفسی کا عالم ہوگا ہر کسی کو اپنی جان کی پڑی ہوگی انسان کی نیکیاں کم ہو جائیں گی تو وہ نیکیاں مانگنے کے لئے اپنے والدین کے پاس جائے گا کہ مجھے کچھ نیکیاں ضرورت ہیں اگر آپ دے دیں تو میری جان چھوٹ جائے گی۔ دنیا میں والدین کو اپنی اولاد سے کتنی محبت ہوتی ہے ۔ اولاد دنیا میں جو بھی خواہش کرتی ہے والدین ان کی خواہشیں پوری کرتے ہیں ۔ پر قیامت کے دن والدین بھی نیکیاں دینے سے انکار کر دیں گے اسی مایوسی کے عالم میں انسان واپس ہو کر اپنے بھائی، بہن اور دوستوں کے پاس جائے گا تو ان تمام کی طرف سے بھی یہی جواب ملے گا۔ کہ دنیا کی دوستی ، دنیا کی محبت بجا آج ہم آپ کو کسی قسم کی نیکی نہیں دے سکتے ۔ جن لوگوں سے ہم دنیا میں محبت کرتے تھے وہ نیکی دینے سے انکاری ہو جائیں گے جب انکاری ہوں گے تو دنیا والی دوستی دشمنی میں بدل جائے گی پر قیامت کے دن بھی اللہ کے ولی ، متقی ، دوست ، ہمارا ساتھ نبھائیں گے۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ان سے محبت کریں جن پر اللہ پاک اور اسکا حبیب ﷺ راضی ہو جن کی محبت قیامت کے دن بھی ہمیں کام آئیے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بر گزیدہ بندے ہیں جو نہ

انبیاء کرام علیہم الرضوان ہیں نہ شہدائ، قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مقام کو دیکھ کران پر رشک کریں گے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ !آپ ہمیں ان کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون ہیں ؟آپ ﷺ نے فرمایاوہ ایسے لوگ ہیں جن کی ایک دوسرے سے محبت صرف اللہ پاک کی خاطر ہوتی ہے نہ کہ رشتہ داری اورمال دین کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی قسم ! ان کے چہرے نورہوں گے اوروہ نور (کے منبروں) پرہوں گے ،انہیں کوئی خوف نہیں ہوگاجب لوگ خوف زدہ ہوں گے ۔انہیں کوئی غم نہیں ہوگاجب لوگ غم زدہ ہوں گے ۔ پھرآپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ۔خبردارب شک اولیاء اللہ پرنہ کوئی خوف ہے اورنہ وہ رنجیدہ وغمگین ہوں گے۔

ابوداؤد) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایایقینا بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کنجیاں ہوتے ہیں انہیں دیکھ کراللہ تعالیٰ یادآ جاتاہے ۔(طبرانی، بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورنبی کریم ﷺ نے فرمایا۔جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتاہے توحضرت جبرائیل علیہ السلام کوآواز دیتاہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتاہے لہٰذاتم بھی اس سے محبت کرو۔پس سیدناحضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر سیدنا جبرائیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندادیتے ہیں کہ اللہ پاک فلاں بندے

سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

بخاری شریف) علامہ شیخ محمد عبدالباقیؒ نے اپنی کتاب زرقانی شرح مواہب لدینہ میں) حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق میں تین سو اولیاء ہیں ان کے دل سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں اور چالیس کے دل سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل پر اور سات کے دل سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر اور پانچ کے دل حضرت جبرائیل امین علیہ السلام پر اور تین کے دل حضرت میکائل علیہ السلام کے دل پر اور ایک کا حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہے جب ان سے ایک فوت ہو جاتا ہے تو تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو پانچ میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی انتقال کر جاتا ہے تو سات میں سے اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب سات میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو چالیس میں سے کوئی اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب چالیس میں سے کوئی مرتا ہے تو تین سو میں سے اسکے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب تین سو سے کوئی فوت ہو جائے تو عوام سے لیا جاتا ہے انہیں سے حیات و موت، بارش کا برسنا، نباتات کا اُگنا بلاؤں کا دفع ہونا اس امت کا ہوا کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ تین سو چھپن اولیاء اللہ ہیں جو اس نظام کو چلاتے ہیں۔

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیت کو نہیں پا سکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی (کسی سے) ناراض اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی (کسی سے) راضی نہ ہو (یعنی اس کی رضا کا مرکز و محور فقط ذات الٰہی ہو جائے) اور جب اس نے یہ کام کر لیا تو اس نے ایمان کی حقیقت کو پالیا اور بے شک میرے احباب واولیاء وہ لوگ ہیں کہ میرے ذکر سے ان کی یاد آ جاتی ہے اور ان کے ذکر سے میری یاد آ جاتی ہے (یعنی میرا ذکر ان (کا ذکر ہے اور ان کا ذکر میرا ذکر ہے) (طبرانی

مشارق الانوار میں ہے ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ شریعت محمدیہ ﷺ کا علم سیکھنے کے لئے حضرت خضر علیہ السلام ہر روز صبح کے وقت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مجلس میں آیا کرتے تھے جب آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ امام ابو حنیفہ کی روح کو ان کے جسم میں لوٹا دے تاکہ میں علم فقہ ان سے مکمل کر سکوں چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام اپنی عادت کے مطابق ہر روز صبح کے وقت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر پر آ کر ان سے فقہ اور شریعت کے مسائل سنا کرتے تھے۔ یہ تو ایک ولی کا مقام و مرتبہ ہے۔ ہم شہید کے مقام و مرتبہ کو نہیں جان سکے کیونکہ ہم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں۔ انبیاء کرام علیہم الرضوان کا مقام مرتبہ کیا ہوگا۔ یہ تو اللہ پاک ہی جانتا ہے۔ اللہ پاک ہم کو اپنی

اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت نصیب فرمائے تاکہ ہم کامیاب ہو جائیں۔ کسی نے کیا خوب ہی کہا

یہ شان ہے خدمتگاروں کی

سردار کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو انبیاء نہیں لیکن انبیاء کرام اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ! وہ کون لوگ ہیں (ہمیں ان کی صفات بتائیں) ؟تاکہ ہم بھی ان سے محبت کریں آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسے بندے ہیں جو آپس میں بغیر کسی قرابت داری اور واسطے کے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں ان کے چہرے پر نور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوفزدہ ہوں گے اور انہیں کوئی غم نہیں ہوگا جب لوگ غمزدہ ہوں گے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی " خبردار ! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی (خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے۔ (ابن حبان، بیہقی فی شعب الایمان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام

کوآواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے (متفق علیہ)۔ولی اللہ کا پرہیزگار بندہ ہوتا ہے ولی کی پہچان بھی یہی ہے کہ جب انسان اس کو دیکھے تو اللہ پاک یاد آجائے۔ حضرت اسماء بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں تم میں سب سے بہتر لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا ©: یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں (دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آجائے۔ (ابن ماجہ، احمد بن حنبل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے اولیاء اللہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ (اولیاء اللہ (ہیں) جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔ (نسائی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک

معمولی دکھاوا بھی شرک ہے اور جس نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کیا، بے شک اللہ تعالیٰ ان نیک متقی لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو چھپے رہتے ہیں، اگر وہ غائب ہو جائیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا اور اگر وہ موجود ہوں تو انہیں کسی بھی مجلس میں یا کام کے لئے) بلایا نہیں جاتا اور نہ ہی انہیں پہچانا جاتا ہے، ان کے) دل ہدایت کے چراغ ہیں ایسے لوگ ہر طرح کی آزمائش اور تاریک فتنے سے (بخیر و (عافیت) نکل جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ، الحاکم فی المستدرک

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہمارے بہترین ہم نشین کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہم نشین جس کا دیکھنا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

کرامات اولیائ، صالحین

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا وہ کشتی ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا اس نے مجھے ایک ایسی جگہ پھینک دیا جو شیر کی کچھار تھی۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا کہ (اچانک) وہ شیر سامنے تھا میں نے کہا اے ابوالحارث (شیر)! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو اس

نے فوراً اپنا سر خم کر دیا اور اپنے کندھے سے مجھے اشارہ کیا اور وہ اس وقت تک مجھے اشارہ اور رہنمائی کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجھے صحیح راہ پر نہ ڈال دیا پھر جب اس نے مجھے صحیح راہ پر ڈال دیا تو وہ دھیمی آواز میں غرغرایا سو میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے کسی صحابی نے ایک قبر پر خیمہ لگایا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے اچانک پتہ چلا کہ یہ قبر ہے اور اسکے اندر کوئی آدمی سورۃ الملک پڑھ رہا ہے۔ یہاں تک (اس صحابی نے سنا کہ) اس پڑھنے والے نے (قبر کے اندر) مکمل سورۃ الملک پڑھی یہ سن کر وہ صحابی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے (نادانستہ) ایک قبر پر خیمہ لگایا اور مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ یہ قبر ہے اچانک سنا کہ ایک آدمی قبر میں سورۃ الملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ میں نے سنا اس نے مکمل سورۃ الملک پڑھی حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ سورۃ الملک عذاب قبر کو روکنے والی ہے اور عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے۔

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ ایک مرتبہ شہنشاہ بغداد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے اچانک آسمان پر بادل کا ٹکڑا نظر آیا وہ بادل سر کے قریب آتا گیا۔ جب کافی قریب آگیا تو اس سے آواز آئی۔

اے عبدالقادر ! میں تیرا خدا ہُوں ، میں نے تجھے قبول کر لیا ہے لہٰذا ! اب تجھے عبادت و ریاضت کی کوئی ضرورت نہیں میں نے تیری سب عبادتیں قبول کر لی ہیں ۔ یہ لفظ سُن کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاحول ولاقُوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا بادل پھٹ گیا اور آواز آئی ۔ اے عبدالقادر ! میں ابلیس ہُوں ، تجھے تیرے علم نے بچا لیا ورنہ میں اس مرتبہ پر پہنچے ہُوئے ستر غوثوں کو اسی حربے سے گمراہ کر چکا ہوں اے عبدالقادر ! تجھے تیرے علم نے بچا لیا ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ظالم ! اب بھی دھوکا دینا چاہتا ہے کہ میں علم پر فخر کروں غلط ہے مجھے میرے علم کے علاوہ اللہ پاک کے فضل نے بچایا ہے۔

ڈاکٹر علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ شاہ بُو علی قلندرؒ کے ایک مرید کو شہر کے گورنر نے بلاوجہ سزا دی اس مرید نے حضرت شاہ بو علی قلندرؒ کی خدمت میں شکایت کی آپؒ نے ہندوستان کے شہنشاہ کو خط لکھا جس کا ترجمہ علامہ اقبالؒ یوں بیان کرتے ہیں۔

باز گیر ایں عاملِ بد گوہرے
ورنہ بخشم ملکِ تو بادیگرے

اس گورنر کو قرار واقعی سزا دی جائے اس نے میرے مرید کو بلاوجہ مارا ہے اگر تو نے

سزا نہ دی تو تیرا ملک کسی اور کو بخش دونگا۔

ایک امریکن پادری گولڑہ شریف آیا اور مجلس میں داخل ہوتے ہی سوال پیش کیا کہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن شریف میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے حالانکہ ز حضرت امام حسین علیہ السلام جن کی زندگی میں قرآن چھ برس تک نازل ہوتا رہا ان کا نام تک قرآن میں موجود نہیں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسلام کے لئے بڑی قربانی دی ہے ایسے خادم اسلام کا ذکر تو قرآن میں ضرور ہونا چاہیے تھا۔ تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے دریافت فرمایا کہ پادری صاحب کیا آپ نے قرآن پاک پڑھا ہے؟ کہنے لگا میں نے قرآن پڑھا ہے اور اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے فرمایئے کہاں سے پڑھوں؟ آپؒ نے اپنے علماء کی طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا سبحان اللہ! پادری صاحب کو بھی قرآن دانی کا دعویٰ ہے یہاں عمر گزری ہے اس دشت کی سیاہی میں مگر اس دعوے کی مجال نہیں پھر پادری سے مخاطب ہو کر فرمایا اچھا پادری صاحب قرآن پڑھیے کہیں سے قرآن پڑھ دیجیے وہ مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور عربی لہجے میں ترتیل سے پڑھنے لگا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمان الرحیم قبلہ عالم قدس سرہ نے اشارے سے روک کر فرمایا کہ بس اعوذ تو قرآن کا حصہ نہیں بسم اللہ الرحمان الرحیم ہے اور بقاعدہ ابجد کے عدد 786 ہیں اب ذرا لکھیے۔ امام حسین عدد ہیں 210 سن پیدائش ۴ ہجری سن شہادت 61 ہجری کرب و بلا 261 امام حسن علیہ السلام 220 سن شہادت

میران 768۔تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی صاحبؒ نے فرمایا پادری صاحب 95
قرآن مجید کی جو پہلی آیت آپ نے پڑھی اس میں ہی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا نام ، سن پیدائش، سن شہادت مقام شہادت ان کے بھائی صاحب کا نام اور سن
شہادت اور دونوں بھائیوں کے نام امام ہونے کا ثبوت موجودہ ہے آگے چلے تو شاید ان
کی زندگی کے کئی واقعات بھی مل جائیں اس پر اس امریکی پادری نے کہا عربوں کے علم
ہندسہ اور جعفر وغیرہ کا ذکر مستشرقین یورپ کی کتابوں میں میری نظر سے گزرا ہے لیکن
یہ معلوم نہ تھا کہ مسلمانوں نے ان علوم کے اندر اتنی گہری ریسرچ (تحقیق) کی ہوئی ہے
حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا جب مسلمان کہتا ہے کہ قرآن شریف کے
اندر ہر چیز کا ذکر موجود ہے تو اس بات کا ایک ظاہری مفہوم جو ہوتا ہے یہ ہوتا ہے کہ
ہر اس چیز کا ذکر موجود ہے جو مذہب حقہ اسلام کی ضروریات میں داخل ہے لیکن یہ
کہنا بھی غلط نہیں کہ ہر وہ چیز جس سے اسلام کا ذرا سا اور دور کا تعلق ہے قرآن مجید میں
بیان فرمادی گئی ہے ۔ایسی چیزوں کے لئے اس یک جلد کتاب کے اندر اظہار معانی کے
طریقے لامحال متعدد متصور ہوں گے آپ کو اُستاد نے بتایا ہو گا کہ حُروف مقطعات کے
اندر معانی اور مطالب کا ایک جہان پوشیدہ ہے ۔اسی قسم کی کیفیت دیگر حروف و الفاظ
قرآنی کی بھی ہے اگر چہ ان معانی پر انسان اپنی کوشش اور تحقیق سے پُوری طرح مُطلع
نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کے باطنی رموز اور معانی پر اطلاع تحقیق اور تفتیش سے زیادہ
خدائے تعالیٰ کے فضل اور انسان کے نیک عمل پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ

جسے چاہتا ہے حاجت ان اسرار پر مطلع فرما دیتا ہے سبحان اللہ اسلام کے اسی درخشندہ ما
ہتاب اور اسی زندہ جاوید شہید حضرت امام حسین علیہ السلام کے والد گرامی باب علم
سیدنا مولائے علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا تھا کہ میں سُورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے
بیٹھوں تو کئی ضخیم جلدوں میں ایک دفتر تیار ہو جائے۔
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر معنئی ذبح عظیم آمد پسر
حضرت بابو جی مدظلہ العالی ایک کتابی واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ
اکبری محی الدین ابن عربی سواری سے گر پڑے اور اٹھ کر کچھ دیر اسے پکڑے ہوئے
آنکھیں بند کر کھڑے رہے خادم نے پوچھا حضرت چوٹ تو نہیں آئی؟ فرمایا نہیں چوٹ
نہیں آئی میں غور کر رہا تھا کہ اس وقت میرے سواری سے گرنے کا ذکر قرآن مجید میں
کہاں آیا ہے چنانچہ اب معلوم ہو گیا ہے کہ کہاں موجود تھا۔
حضرت محمد بن حنیف شیرازی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد میں پہنچا اور چالیس
روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا پھر ایک دن پیاس لگی تو ڈول اور رسی پکڑی اور ایک کنویں
پر جا پہنچا دیکھا تو ایک ہرن پانی پی رہا تھا اور کنویں کا پانی کناروں تک پہنچا ہوا تھا۔ میں جب
قریب گیا تو ہرن واپس چلا گیا میں نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو پانی تہہ میں چلا گیا میں نے اللہ
تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی

۔یااللہ !کیامیں اس ہرن سے بھی کم مرتبہ رکھتاہوں ؟ہرن آیاتوپانی کناروں تک آگیااورجب میں پہنچاتوپانی نیچے تہہ تک پہنچ چکاتھا۔آوازآئی ہرن ڈول اوررسی کے بغیرآیاتھااورتونے ڈول اوررسی پر بھروسہ کیاآپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ڈول اوررسی فوراً پھینک دی اورتوبہ کی پھردیکھاتوپانی اوپرآگیامیں نے پیٹ بھرکرپیاواپس آکرحضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضرہواتاکہ یہ واقعہ سناؤں مگرآپ نے میرے عرض کرنے سے پہلے ہی فرمادیاشیرازی !اگرتوتھوڑی دیراورٹھہرتاتوپانی تیرے قدموں کے نیچے جوش مارتاتوچلتاتو تیرے پیچھے چلتامعلوم ہواکہ جنیدبغدادی کی نظرسے کنویں کاواقعہ پوشیدہ نہیں تھا۔اللہ پاک سے دعاکرتاہوں کہ اللہ پاک ہم کوصراطِ مستقیم کے ، راستے پرچلنے کی توفیق عطافرمائے ۔بروزقیامت آقاﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے آمین

غزوہ اُحد حق و باطل کا اہم ترین معرکہ

غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے ہاتھوں سخت نقصان پہنچا تھا ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تھے اور پورے عرب میں ان کی رسوائی ہوئی تھی۔اس طرح ذلت آمیز شکست کا رنج یوں تو ہر شخص کے دل میں تھا لیکن جن لوگوں کے باپ ،بیٹے ،بھائی، بھتیجے، خویش اور اقارب بدر میں مارے گئے تھے ان کو رہ رہ کر جوش آتا تھا جذبہ انتقام سے ہر شخص کا سینہ لبریز تھا ہجرت کا تیسرا سال تھا۔ مکے کے کافر جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے پورے ایک سال سے تیاریوں میں تھے۔ مشرکین مکہ نے چندے اکٹھے کیے اور سارا مال جو ابوسفیان بن حرب شام سے لایا تھا مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے وقف کر دیا لڑائی کا سامان اکٹھا کیا تین ہزار کا بھاری لشکر ترتیب دیا گیا لشکر کے ساتھ تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے تھے ۔اس لشکر کا سپہ سالار ابوسفیان تھا۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ مکے میں تھے جوں ہی کفار کا لشکر مدینے پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا حضرت عباسؓ نے ایک قاصد کے ذریعے آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ مکے کے قریش ابوسفیان کی بیوی ہندہ کی سرکردگی میں عورتوں کو بھی ساتھ لے آئے تھے کہ وہ میدانِ جنگ میں مردوں کو غیرت دلاتی رہیں کافروں کے لشکر نے اُحد کے مقام پر جو مدینہ منورہ سے شمال کی طرف تین میل پر ایک پہاڑ ہے ڈیرہ ڈال دیا انہوں نے آتے ہی ہرے بھرے کھیت اجاڑ دیے

اور چراگاہیں اپنے قبضے میں کرلیں۔ آپ ﷺ نے مشورہ کرنے کے لئے ایک اجلاس طلب کیا آپ ﷺ کی رائے تھی کہ مدینہ منورہ کے اندر رہ کر ہی مقابلہ کیا جائے لیکن کچھ نوجوان مسلمانوں نے شہر سے باہر نکل کر میدان میں جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مشورہ قبول فرمالیا آپ ﷺ ایک ہزار کا لشکر لیکر 3 ہجری شوال المکرم کے مہینہ جمعۃ المبارک کے دن نماز عصر کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے کہ منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبیّ نے حسبِ معمول اس موقع پر غداری کی اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ مدینہ واپس ہوگیا۔ کیونکہ یہ شخص حضور ﷺ کے آنے سے پہلے مدینے کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ لیکن اسلام کی وجہ سے اسکی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اس وجہ سے یہ ہمیشہ منافقت کرتا رہتا تھا اس موقع پر بھی اس نے یہ حرکت کی۔ اب مسلمان لشکر کی تعداد صرف سات سو 700 رہ گئی۔ ہر طرف سے خطرہ ہی خطرہ تھا دشمن کی طاقت بہت زیادہ تھی لیکن مسلمانوں کے حوصلے پست نہیں ہوئے۔ آقا ﷺ آگے بڑھے اور اُحد پہاڑ کی گھاٹی کے قریب اترنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے لشکر اسلام کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا اور اُحد پہاڑ کو پیچھے رکھ کر صفیں درست کیں۔ لشکر اسلام کی پشت کی طرف ایک درّہ تھا جہاں سے دشمن کے حملے کا خطرہ تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی کمان میں پچاس 50 تیر اندازوں کو اس درّہ پر مقرر فرمایا اور تاکید فرمائی کہ کچھ بھی ہو جائے اس درّے کو نہ چھوڑنا۔ اُحد کی جنگ میں بھی کافروں نے پہل کی کافروں کے لشکر کے علم بردار طلحہ نے آگے بڑھ کر مسلمانوں

کو للکارا اسکے جواب میں سیدنا علی المرتضیٰؓ میدان میں اترے اور اسے زمین پر گرا کر قتل کر دیا اسکے بعد اسکا بیٹا نکلا جسے حضرت حمزہؓ نے قتل کر دیا اسی طرح مشرکین باری باری جھنڈا اٹھاتے اور مارے جاتے رہے۔ حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابو دجانہ انصاریؓ دونوں ہاتھوں میں تلوار لیے دشمن کی لاشوں کے ڈھیر لگاتے رہے۔ کافروں نے پہل کی مسلمانوں کا جواب اس قدر سخت تھا کہ کافر میدان جنگ سے بھاگ نکلے وہ مسلمان تیر انداز جنہیں آقا ﷺ نے تاکید فرمائی تھی کہ کسی حال میں بھی درہ نہ چھوڑیں اس خیال سے کہ اب فتح ہو چکی ہے تو انہوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ ان کے سردار نے کتنا ہی ان کو روکا مگر وہ یہ سمجھ کر کہ لڑائی ختم ہو چکی ہے درّے سے ہٹ گئے اور مال غنیمت سمیٹنے لگے۔ درّے پر اب صرف دس آدمی رہ گئے تھے۔ ادھر خالد بن ولید جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے دو سو آدمیوں کا دستہ لیکر درّہ کی طرف سے گزرے درّہ کو خالی دیکھ کر لوٹ آئے اور حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو ساتھیوں سمیت شہید کر کے لشکرِ اسلام پر اچانک حملہ کر دیا۔ جنگ کا نقشہ ہی پلٹ گیا۔ کافر فتح مند نظر آنے لگے۔ حضرت مُصعب بن عمیرؓ کی شکل آپ ﷺ سے ملتی جلتی تھی وہ آپ ﷺ کو بچانے کی کوشش میں شہید ہو گئے کافروں نے یہ افواہ پھیلا دی کہ (معاذاللہ) محمد ﷺ! شہید ہو گئے ہیں اس سے مسلمانوں کے ہوش اڑ گئے۔ مسلمانوں کا لشکر بکھر گیا۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت ابو دجانہؓ آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔ کفار نے پتھر پھینکے تیر برسائے آپ ﷺ کی پیشانی اور بازو زخمی ہو گئے

اورآپ ﷺ کے دودانت مبارک بھی شہید ہوگئے تھے۔ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ان مشرکین کے لئے بددعافرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "میں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایاگیامجھے تواللہ پاک کی طرف بلانے والااور سراپارحمت بنایاگیاہے۔اے اللہ! میری قوم کوہدایت فرماکیونکہ وہ مجھے نہیں جانتی "۔حضرت عائشہؓ، حضرت اُمِّ سُلیمؓ، حضرت اُمِّ عمارہؓ انصاری اوردیگر مسلمان خواتین پانی بھر کرلاتیں اورزخمیوں کوپلاتی تھیں۔حضرت ابودجانہؓ اورحضرت طلحہؓ ڈھال بن کرحضور ﷺ کے سامنے کھڑے تھے جو تیرآتاان صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جسم مبارک میں پیوست ہوجاتا۔حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سرکارِدوعالم نورِ مجسم ﷺ کے پہلومیں کھڑے ہوکردشمنوں پر تیرچلاتے رہے ۔حضور ﷺ خوداپنے ہاتھوں سے انہیں تیردے رہے تھے اورفرماتے جاتے "سعد تجھ پر میرے ماں باپ قربان اورتیرچلاؤ "حضرت فاطمۃ الزہرانے آپ ﷺ کے زخموں کودھویا۔حضرت علی المرتضیٰؓ اس وقت ڈھال میں پانی بھربھرکرلاتے تھے۔اس جنگ میں ستر 70 صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہوئے تھے۔جن میں آپ ﷺ کے پیارے چچاسیدالشہداء حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب بھی شامل تھے۔چونکہ آپؓ نے جنگ بدرمیں چن چن کراکثرصنادیدقریش کوتہ تیغ کیاتھااس لئے تمام مشرکین قریش سب سے زیادہ آپؓ کے خون کے پیاسے تھے چنانچہ جبیربن مطعم نے ایک غلام کوجس کانام وحشی تھااپنے چچاطعیمہ بن عدی کے انتقام کے لئے خاص طورسے تیارکیاتھااوراس صلہ میں اسے آزادی کالالچ دلایاتھاغرض وہ جنگ احدکے موقع پرایک چٹان کے پیچھے

گھات میں بیٹھا ہوا حضرت حمزہؓ کا انتظار کر رہا تھا اتفاقاً وہ ایک دفعہ قریب سے گزرے تو اس نے اچانک اس زور سے اپنا حربہ پھینک کر مارا کہ آپؓ شہید ہوئے۔ آپؓ کی شہادت پر کفار کی عورتوں نے خوشی و مسرت کے ترانے گائے۔ کافروں نے آپؓ کے کان ناک اور دیگر اعضاء کاٹ لیے یہاں تک کہ شکم چاک کر کے جگر نکالا اور ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے اُسے چبا ڈالا۔ لڑائی کے اختتام پر آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ دوسرے شہید صحابہ کرام علیہم الرضوان کی لاشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہؓ کو اس حالت میں دیکھا تو نہایت صدمہ ہوا اور ایک چادر سے ان کو ڈھانپ دیا آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس نے کچھ کھایا بھی ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا! اے اللہ حمزہؓ کے کسی جزو کو جہنم میں داخل ہونے نہ دینا۔ اتنے میں سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن حضرت صفیہ تشریف لائیں تاکہ اپنے بھائی کی حالت کو دیکھیں آقا ﷺ نے اس خیال سے کہ آخر وہ عورت ہیں اور ایسے ظلم کو برداشت نہ کر سکیں گی اور تحمل مشکل ہوگا ان کے صاحبزادے حضرت زبیرؓ سے فرمایا اپنی والدہ کو دیکھنے سے منع کرو انہوں نے والدہ سے عرض کی کہ آقا ﷺ نے دیکھنے سے منع فرمادیا انہوں نے کہا میں نے یہ سنا ہے کہ میرے بھائی کے کان اور ناک کاٹ دیے گئے ہیں ہم اس پر راضی ہیں میں اللہ پاک سے ثواب کی نیت رکھتی ہوں اور ان شاء اللہ صبر کروں گی حضرت زبیرؓ نے جا کر آقا ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے جواب سن کر اجازت فرمادی۔ ایک روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں جہاں نعشیں رکھی تھیں وہاں ایک عورت تیزی سے

آ رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اس عورت کو روکو حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ میری والدہ ہیں میں جلدی سے روکنے کے لئے بڑھا مگر انہوں نے مجھے ایک گھونسا مارا اور کہا پیچھے ہٹ میں نے کہا کہ آ قا ﷺ نے منع فرمایا ہے تو فوراً کھڑی ہو گئیں اسکے بعد انہوں نے دو کپڑے نکالے اور فرمایا میں اسے اپنے بھائی کے کفن کے لئے لائی تھی۔ حضرت حمزہؓ کو کفن پہنانے لگے کہ برابر میں ایک انصاری صحابیؓ کی میت پڑی تھی جن کا نام حضرت سہیلؓ تھا اور کفار نے ان کا حال بھی حضرت حمزہؓ جیسا کر رکھا تھا ہمیں اس بات سے شرم آئی کہ حضرت حمزہؓ کو دو کپڑوں کا کفن پہنایا جائے لیکن ساتھ انصاری کے پاس ایک بھی نہ ہو ہم نے دونوں کے لئے ایک ایک کپڑا تجویز کیا مگر ایک کپڑا بڑا اور ایک چھوٹا تھا ہم نے قرعہ نکالنے کا فیصلہ کیا تا کہ جو کپڑا جس کے حصے میں آئے اسے کفن پہنا دیا جائے قرعہ میں چھوٹا کپڑا حضرت حمزہؓ کے حصے میں آیا جو ان کے قد کے مطابق چھوٹا تھا اگر سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کیطرف سے کھل جاتا آ قا ﷺ نے ارشاد فرمایا سر کو کپڑے سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دو اس طرح ایک ایک کپڑے میں دونوں کو دفن کیا گیا۔

ایک شہید صحابیؓ کی بیوی گھر سے آپ ﷺ کے بارے میں معلوم کرنے نکلی لوگوں نے اسکو بتایا کہ اسکا بھائی شہید ہو گیا ہے اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو سلامت ہیں ؟ پھر اسے اسکے بیٹے کی شہادت کی خبر دی گئی تو اس نے پھر وہی سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ تو خیریت

سے ہیں ؟ پھر اسے اسکے شوہر کی موت کی خبر سنائی دی گئی تو بھی اس نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا لوگوں نے کہا آقا ﷺ اللہ پاک کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اس نے کہا مجھے دکھاؤ جب دور سے آپ ﷺ کا چہرہ دیکھ لیا تو بے "اختیار کہہ اٹھی "آقا ﷺ کے ہوتے ہوئے ہر ایک مصیبت برداشت ہو سکتی ہے

اللہ پاک ہم سب آقا ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلنے اور اسکے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ ہمارے تمام وہ گناہ جو ہم نے اعلانیہ یا چھپ کر کیے سب کو معاف فرمائے ۔ روز قیامت اپنے محبوب ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ مسلمان کو آپس میں اتفاق واتحاد نصیب فرمائے ۔ ملک پاکستان کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے ۔ آقا ﷺ کے غلاموں کو ہر جہان میں کامیابی عطا فرمائے اور دشمنانِ اسلام کو نیست ونابود فرمائے اور ملکِ پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ برپا کرنے والا حکمران عطا فرمائے ۔ آمین

سورۃ یسین کے فضائل

آ قا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان عالی شان ھے . ھر چیز کا دل ھوتا ھے اور قرآن شریف کا دل سورۃ یسین ھے . جو شخص ایک بار سورۃ یسین پڑھتا ھے اللہ تعالیٰ اسکے بدلے دس بار قرآن شریف پڑھنے کا ثواب عطا فرمائیں گے

آ قا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان مبارک ھے جو شخص سورۃ یسین کو صرف اللہ پاک کی رضا کے لیے پڑھے اسکے پہلے گناہ معاف ھو جاتے ھیں، پس اس سورۃ پاک کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو.

آ قا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد نے فرمایا میرا دل چاھتا ھے کہ سورۃ یسین میرے ھر امتی کے دل میں ھو. ایک روایت میں ھے کہ جس نے سورۃ یسین کو سونے سے قبل پڑھا اور اسی رات موت واقع ھوئی اللہ تعالی اسکو اپنی رحمت سے شھید کا مرتبہ عطا فرمائیں گے۔

شراب، تمام گناہوں کی جڑ

کروڑوں ہا شُکرِ عظیم خالق کائنات اللہ رب العالمین کا جس نے آسمان کو ہمارے لئے چھت اور زمین کو بچھونا بنایا ہمیں ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا جن کا ہم شمار بھی نہیں کر سکتے۔ تمام جہانوں کی نعمتوں سے بڑھ کر سب سے بڑی نعمت اپنا پیارا محبوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ہمیں عطا فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایسے وقت میں گمراہی اور ضلالت کے گڑھے سے نکالا جب کہ ہم اپنے معبودِ حقیقی کو چھوڑ کر شیطانی اعمال مشلاً بت پرستی، قتل و غارت، شراب، زنا اور جوئے کی طرف راغب تھے اللہ پاک نے ہماری ہدایت کے لئے ہم میں سے اپنے محبوب ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ ''مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ اے ایمان والو! شراب اور جُوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں

بَیر اور دشمنی ڈلوادے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے
توکیا تم باز آئے۔ قرآن کریم میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یَسئَلُونَکَ عَنِ
الخَمرِ وَالمَیسِرِ قُل فِیھِمَا اِثمٌ "کَبِیر" وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثمُھُمَا اَکبَرُ مِن نَفعِھِمَا "تم سے جوئے
اور شراب کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دیجیے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے
اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔ یہ آیت کریمہ سن
کر کچھ لوگوں نے شراب پینا چھوڑ دیا مگر چند ایک پیتے رہے ایک آدمی شراب پی
کر نماز پڑھنے لگا اس کے منہ سے غلط سلط الفاظ نکلے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل
فرمائی۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَقرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنتُم سُکَارٰی. "اے ایمان والو! جب تم نشہ کی
حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ" اس آیت کریمہ کے بعد اکثر و بیشتر نے شراب
چھوڑ دی ایک آدمی نے شراب پی رکھی تھی اس نے اونٹ کے جبڑے سے حضرت
عبدالرحمان بن عوفؓ کا سر مبارک زخمی کرایا اور بدر کے مقتولوں پر رونے لگا آپ
کو اطلاع ملی تو آپ غصہ کی حالت میں باہر تشریف فرما ہوئے ہاتھ میں جو چیز تھی اس
سے اسے مارا اس نے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے غضب سے پناہ مانگی۔ پھر یہ آیت
کریمہ نازل ہوئی اِنَّمَا یُرِیدُ الشَّیطٰنُ اَن یُّوقِعَ بَینَکُمُ العَدَاوَۃَ وَالبَغضَاءَ فِی
الخَمرِ وَالمَیسِرِ وَیَصُدَّکُم عَن ذِکرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَل اَنتُم مُّنتَھُونَ۔ بے شک شیطان
چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے سے دشمنی اور بغض ڈال دے اس کے
آخری

کلمات تھے کیا تم رُک جانے والے ہو یہ آیت کریمہ سنتے ہی مراد رسول ﷺ سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے منہ سے بے ساختہ نکلا ہم رُک گئے، ہم رک گئے۔

شراب کو قرآن پاک میں اللہ رب العالمین نے رجس قرار دیا ہے۔آقا ﷺ نے اُمُّ الخبائث یعنی تمام گناہوں کی جڑ فرمایا ہے۔اسلئے شراب کا پینے والا ہر صورت میں گندہ اور ناپاک ہو جاتا ہے ہاتھوں کو شراب لگتی ہے تو ہاتھ گندے منہ کے ذریعے پیٹ میں جائے گی تو منہ اور پیٹ دونوں گندے ہو جائیں گے اسی طرح شراب کی گندگی سے دل گندہ ہوگا اور جسکا دل گندہ ہو گیا وہ خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے شیطان اس پر غالب آجاتا ہے اور جب شیطان غالب آجائے تو ایمان کامل نہیں رہتا۔آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ کامل مومن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو کامل مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ کامل مومن نہیں رہتا۔

معزز قارئین کرام ! شراب ایک نشہ آور مشروب ہے جس سے انسان اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔انسان کا کھلا دشمن شیطان جو پیدائش نسلِ انسانی سے ہی انسان کو گمراہ کرنے کی طرف راغب ہے ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتا ہے کہ کسی وقت بھی انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو تو میں اسے خدا کی یاد سے ہٹا کر شیطانی اعمال کی طرف لے جاؤں اسی وجہ سے اللہ پاک نے قرآن پاک میں یہ ارشاد فرمادیا کہ اے انسان شیطان تیرا کھلا دشمن

ہے اس سے بچ۔

حضرت عطا بن یسارؓ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے حضرت کعب احبارؓ سے پوچھا کیا تورات میں بھی شراب کو حرام کہا گیا ہے ؟آپؓ نے فرمایا ہاں یہ آیت طیبہ اِنَّمَا الخَمرُ وَالمَیسِر الاخر تورات میں بھی موجود ہے بے شک ہم نے حق نازل کیا تاکہ باطل ملیامیٹ ہوجائے اور اس کے لہولعب ، دف گانے بجانے کے آلات اور شراب وغیرہ باطل ہوگئیں ہلاکت ہے شراب پینے والے کے لئے اللہ پاک نے اپنے عزت وجلال کی قسم اٹھا کر کہا کہ جو شراب نوشی کرکے اپنے چال چلن کو خراب کرے گا میں اُسے روزِ قیامت پیاسا رکھوں گا اور اس شخص کے لئے قسم اٹھا کر کہا جو شراب کے حرام ہوجانے کے بعد اُسے چھوڑ دے گا میں "حظیرۃ القدس" سے اسے سیراب کروں گا عرض کیا گیا۔ "حظیرۃ القدس کیا ہے ؟آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ القدس، اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ اور حظیرہ سے مراد جنت ہے۔ حضرت وائل حضرمیؓ سے روایت ہے کہ طارق بن سُویدؓ نے شراب کے بارے میں دریافت کیا تو حضور ﷺ نے ان کو منع فرمادیا تو انہوں نے کہا کہ میں تو صرف دوا ہی کے لئے شراب بناتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دوا نہیں بلکہ یہ ایک بہت بڑی بیماری ہے۔ (مشکوٰۃ) حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سرچشمہ ہدایت اور رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ میں گانے بجانے کے آلات ، بانسریاں امور جاہلیت اور بتوں

کو توڑ ڈالوں میرا ربّ کریم اپنی عزت وجلال کی قسم اٹھا کر فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے جو دنیا میں شراب پیتا ہے میں اسے قیامت کے دن شراب طہورہ سے محروم کردوں گا میرے بندوں میں سے جو شراب نوشی ترک کردے گا میں اسے حظیرۃ القدس میں سے سیراب کروں گا۔

نشہ جو بھی سب حرام ہیں اور جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے۔ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر وہ چیز جس سے نشہ آئے حرام ہے"۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس چیز کا زیادہ حصہ نشہ لائے اسکا تھوڑا حصہ بھی حرام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو چیز نشہ لائے وہ حرام ہے خواہ کم ہو یا زیادہ"۔یہ شراب جسے آجکل ہم نے فیشن سمجھ رکھا ہے بہت بری چیز ہے۔شراب کے عادی سے پوچھو تو وہ کہتا ہے میں ذہنی سکون لینے کے لئے شراب پیتا ہوں اس ظالم سے کہو کہ سکون تو اللہ رب العالمین کے ذکر میں ہے۔شراب تو اللہ پاک کی یاد سے غافل کرنیوالی ہے کیونکہ شراب پینے والا انسان بدمست ہوجاتا ہے خدا کو چھوڑ بیٹھتا ہے اور شیطان اسے برائیوں کی طرف راغب کرتا ہے انسان کو اپنے پرائے کی تمیز نہیں رہتی شراب کے نشے میں اتنا مست ہوجاتا ہے کہ وہ

اپنی ماں بہن اور بیوی میں تمیز نہیں کر سکتا اسکا بیچنا خریدنا بھی سخت گناہ ہے
۔حکومتِ وقت کو چاہیے کہ شراب کی خرید وفروخت پر مکمل پابندی لگائے ۔ تاکہ انسان اس نجس مشروب کی خرابیوں سے چھٹکارا پائیں۔
حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے ایک دفعہ شراب کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا " یہ بڑا کبیرہ گناہ ہے تمام برائیوں کی ماں اور اصل ہے جو شخص شراب پیتا ہے نماز کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنی ماں خالہ اور پھوپھی کے ساتھ زنا کرتا ہے "۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا " شراب کی وجہ سے دس آدمیوں پر لعنت ہوتی ہے " پینے والے پر، نچوڑنے والے پر، نچڑوانے والے پر، بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، لے جانے والے پر، جس کے لئے لے جائے گی ،اس کی قیمت کھانے والے پر اور اس کے پلانے والے پر "۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے معاملہ میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی شراب نچوڑنے والے پر نچڑوانے والے پر اٹھانے والے پر اٹھوانے والے پر لے جانے والے جس کے لئے بیچی جائے پینے والے پر جس کی (وجہ سے پلائی جائے یہاں تک کہ آپ نے دس آدمی شمار کیے۔ (سنن ابن ماجہ
ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رحمت دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے شرابی کو ایک لقمہ بھی کھلایا اللہ تعالی اس کے جسم

پر سانپ اور بچھو مسلط فرمادے گا۔ جس نے شرابی کی کسی حاجت کو پورا کیا تو گویا اس نے اسلام کی عمارت گرانے میں اسکی مدد کی جس نے شرابی کو قرض دیا تو اس نے اہل ایمان کو قتل کرنے پر اس کی مدد کی۔ جو شرابی کے ساتھ بیٹھا میدان حشر میں اللہ تعالیٰ اسے اندھا کرکے اٹھائے گا اس کے لئے کوئی حجت نہ ہوگی۔ جو شراب پیئے اس سے شادی نہ کرو بیمار ہو تو نہ اس کی بیمار پُرسی کرو گواہی دے تو اس کی گواہی قبول نہ کرو قسم ہے اس ذات کبریا کی! جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم میں شرابی کو ملعون کہا گیا ہے باوجود یہ کہ جس نے شراب نوشی کی تو اس نے انبیائے کرام پہ نازل شدہ تمام کتابوں سے کفر کیا کافر ہی شراب کو حلال وجائز جانتا ہے جس نے بھی شراب کو حلال جانا میں دنیا وآخرت میں اس سے بے زار ہوں۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روز قیامت شراب پینے والا اپنی قبر سے اٹھے گا تو مردار کی غلیظ بو سے متعفن ہوا ہوگا مٹکا اس کی گردن میں لٹکا ہوا ہوگا ہاتھ میں شراب کا جام اس کی کھال سانپ بچھوؤں سے بھری ہوئی آگ کے جوتے پہنے ہوئے ہوگا دماغ میدان حشر کی تپش سے کھول رہا ہوگا اس کی قبر جہنم کا ایک گڑھا بنی رہے گی۔ جہنم میں اس کا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔

حضرت خباب بن ارتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب سے بچو اس سے گناہ اسی طرح پھیلتے ہیں جیسے درخت سے درخت پھیلتا ہے۔ حضرت ابو درداءؓ سے

روایت ہے کہ میرے دوست کو رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی ہے شراب نہ پینا کیونکہ شراب ہر برائی کی چابی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو دنیا میں شراب پیئے گا اسے آخرت میں نہیں ملے گی ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو دنیا میں شراب پیئے گا اسے آخرت میں نہیں ملے گی مگر یہ کہ توبہ کرلے۔ (جو آخرت میں شراب ملے گی وہ دنیا کی شراب نہیں بلکہ شراب طہور ہوگی)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے شراب پی یا کوئی اور نشہ آور چیز استعمال کی تو اسکی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی اگر وہ اسی حالت میں مرگیا تو دوزخ میں داخل ہوگا اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اگر اس نے پھر دوبارہ توبہ کے بعد شراب پی لی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ کرے گا اور اسی حالت میں مرگیا تو جہنم میں جائے گا اگر توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیوالا ہے پھر اگر اس نے تیسری بار پی تب بھی خدا کا یہی قانون ہے لیکن اگر اس نے توبہ کرکے چوتھی بار بھی شراب پی تو اللہ تعالیٰ پر یہ فرض ہے کہ قیامت کے دن اسے روغۃ الخبال پلائے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ روغۃ الخبال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دوزخیوں کے خون اور پیپ کو کہتے ہیں۔

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے "کہ جب سورہ بقرہ میں سود کی آخری آیت کریمہ اتری تو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور شراب کی تجارت حرام (قرار دی"۔ (سنن ابن ماجہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ شراب پینے والا بت کی پوجا کرنیوالے کی طرح ہے۔ حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب پینے والا جنت میں نہ جائے گا۔ حضرت عبدالرحمٰن سلمیؒ فرماتے ہیں کہ اہل شام کی ایک جماعت حضرت امیر معاویہؓ کے دور گورنری میں مئے شراب) نوشی کیا کرتی تھی اور وہ کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارے لئے حلال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ لَیسَ عَلَی الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاح ''فِیمَا طَعِمُوا۔ (المائدہ) نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کوئی گناہ جو (اس حکم سے پہلے) وہ کھا پی چکے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کو ان لوگوں کے متعلق مکتوب لکھا امیر المومنین نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے کوئی فساد کھڑا ہو جائے انہیں میرے پاس بھیج دو جب وہ بادہ نوش امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گئے تو آپؓ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مشورے کے لئے طلب فرمایا تو سب نے یہی مشورہ دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں انہوں نے

دینی امور میں ایسی چیز مشروع کرنے کی کوشش کی جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی لہٰذا! ان کے سر قلم کر دیئے جائیں جبکہ امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا ان لوگوں کے بارے میں خاموش تھے آپ فرمانے لگے میرے رائے یہ ہے کہ ان کو توبہ کرائی جائے اگر توبہ نہ کریں تو ان کی گردن زنی کر دی جائے اور اگر مئے نوشی سے تائب ہو جائیں تو انہیں اسّی اسّی 80 دُرّے مارے جائیں ان سے توبہ کرائی گئی وہ توبہ پر آمادہ ہو گئے تو انہیں اسّی اسّی 80 دُرّے مارے گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب شراب کے حوالے سے آیت تحریم نازل ہوئی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے وہ بھائی جو وصال کر چکے ہیں اور شراب نوشی کرتے رہے ان کا کیا بنے گا تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَیسَ عَلَی الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاح ''فِیمَا طَعِمُوا۔ (المائدہ) نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کوئی گناہ جو (اس حکم سے پہلے) وہ کھا پی چکے۔ یعنی آیت تحریم نازل ہونے سے پہلے وہ جو مئے نوشی کر چکے اس پر انہیں کوئی گناہ نہ ہوگا۔

حکایت

پہلی امتوں میں ایک عابد اللہ تعالیٰ کی یاد میں لوگوں سے جدا ہو کر تنہائی اختیار کرتا تھا اور خدا کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتا تھا لیکن شیطان بھی اس کے

لئے مکر کے جال پھیلانے میں مصروف تھا کہ ایک خوبصورت عورت اس پر عاشق ہو گئی اور اسے پھنسانے کی کوشش کرنے لگی کہ اس عورت نے اپنے خاوند کو اس عابد کے پاس بھیجا کہ اسکو بلا لائے اور ایک گواہی کا بہانہ بنایا وہ عابد اس کے خاوند کے ساتھ ہو لیا اور جب اس مکار عورت کے گھر میں داخل ہوا تو خاوند نے دروازے بند کر دیئے۔ عابد کو گمراہ کرنے کے لئے اسکے سامنے ایک خوبصورت عورت بیٹھی تھی جس کے پاس ایک لڑکا تھا اور ایک برتن میں شراب تھی جب اس عورت سے عابد نے بلانے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں نے تمہیں گواہی کے لئے نہیں بلایا میں نے صرف تجھے اپنی محنت کی تسکین کے لئے بلایا ہے کہ تو میرے ساتھ زنا کرے یا شراب پی لے یا اس لڑکے کو قتل کر دے اگر تو ان کاموں کی تکمیل سے انکار کرے گا تو میں شور کروں گی اور تو جس مصیبت میں گرفتار ہو گا وہ تجھ پر ظاہر ہے چنانچہ اس عابد نے بہت سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ ان گناہ کے کاموں میں ایک شراب پینا ہی آسان کام ہے جس سے میرے زہد میں فرق نہ آئے گا یہ سوچ کر اس نے شراب کا پیالہ لے کر پی لیا جس سے اس میں مدہوشی پیدا ہو گئی اور شہوت غالب آ گئی اور زنا کا ارتکاب کیا اور پھر اس زنا کے فعل کو چھپانے کے لئے اس نے اس لڑکے کو بھی قتل کرنا پڑا۔ میرے مسلمان بھائیو! یہ ہے انجام شراب نوشی کا کہ اس عابد نے جس قدر گناہوں اور ظلم سے بچنے کی کوشش کی تھی شراب نے سب گناہ اسی کے ہاتھ سے کرا دیئے۔ شراب بھی پی لی، زنا بھی کر لیا اور قتل بھی کر لیا۔

اللہ پاک ہم سب کے صغیرہ کبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے ۔ملکِ پاکستان کو استحکام عطافرمائے آمین

خطبہ حجۃ الوداع - انسانی حقوق کا اولین اور عالمی منشور

اللہ رب العزت کا اپنی پاک کتاب قرآن مجید فرقان حمید ارشاد مبارک ہے۔
(ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اللہ پاک کی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحثیت دین پسند کیا۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳)

خطبہ حجۃ الوداع کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع بلاشبہ انسانی حقوق کا اوّلین اور مثالی منشور اعظم ہے۔ اُسے تاریخی حقائق کی روشنی میں انسانیت کا سب سے پہلا منشور انسانی حقوق ہونے کا اعزاز ہے۔ اس منشور میں کسی گروہ کی حمایت کوئی نسلی، قومی مفاد کسی قسم کی ذاتی غرض وغیرہ کا کوئی شائبہ نظر تک نہیں آیا۔ ذی قعدہ ۱۰ ہجری میں آقا ﷺ نے حج کا ارادہ کیا یہ حضور ﷺ کا پہلا اور آخری حج تھا۔ اسی حوالے سے اسے "حجۃ الوداع" کہا جاتا ہے۔ یہ ابلاغ اسلام کی بنیاد پر بنائی "حج الاسلام" اور "حج البلاغ" کے نام سے بھی موسوم ہے اس حج کے موقع پر آقا ﷺ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ ۸ ذی الحجہ ترویہ کے دن آپ ﷺ منیٰ تشریف لے گئے وہاں ۹ ذی الحج (یوم عرفہ) کی صبح تک قیام

فرمایا۔ ظہر، عصر، مغرب، عشائ، فجر کی نمازیں وہی پڑھیں پھر اتنی دیر وہاں توقف فرمایا کہ سورج طلوع ہو گیا اس کے بعد آپ ﷺ منٰی سے چل پڑے اور عرفات تشریف

لائے (عرفات میں قیام حج کا رکن اعظم ہے اگر یہاں قیام نہ ہوگا تو حج ادا نہیں ہوگا) وہاں وادی نمرہ میں آپ ﷺ کے لئے قبہ لگا ہوا تھا آپ ﷺ اسی میں استراحت فرما ہوئے جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ کے حکم سے قصواء اونٹنی پر کجاوا کسا گیا اور آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر "وادی عرنہ" یعنی بطن وادی میں تشریف لے گئے اسوقت آپ ﷺ کے گرد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا آپ ﷺ نے انکے سامنے ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔

آپ ﷺ نے اللہ پاک کی حمد وثناء کرتے ہوئے خطبہ کی ابتداء یوں فرمائی۔ اللہ ایک ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں اسکا کوئی شریک نہیں اللہ پاک نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے (محمد رسول اللہ ﷺ) کی مدد فرمائی اور تنہا اسکی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا"۔

لوگو! میری بات غور سے سن لو مجھے نہیں معلوم کہ تم سے اس سال کے بعد اس مقام پر کبھی مل سکوں یا نہیں۔ لوگو اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا ہے کہ تم الگ الگ پہچانے جاسکو تم میں سب سے زیادہ عزت و کرامت والا اللہ پاک کے ہاں وہ ہے جو اللہ پاک سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو"۔

نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر نہ کالا گورے سے افضل ہے اور نہ گورا کالے سے ہاں بزرگی اور فضیلت کا معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے سب انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے اب فضیلت و برتری کے سب دعوے، خون مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے دفن اور پامال ہو چکے ہیں پس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت باقی رہیں گی"۔

اے لوگو! ایسا نہ ہو کہ اللہ پاک پاس تم ایسے آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہوا ہو اور دوسرے لوگ سامان آخرت لے کر پہنچیں اور اگر ایسا ہوا تو میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے لئے فخر و مباہات کی گنجائش نہیں اے لوگو! تمہارے خون، مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ہمیشہ اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کے دن کی ماہ مبارک (ذی الحج) کے مہینے کی اور اس شہر (مکہ) کی حرمت قائم ہے تم سب نے اللہ کے پاس جانا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعمال کے بارے میں تم سے پوچھنا ہے۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ اگر کسی کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اسکا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت واپس دے دے۔

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرو انکا خیال رکھو اور انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ ایسا ہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو جاہلیت کی ہر بات کو میں اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں جاہلیت کے قتل وخونریزی کے تمام جھگڑوں کا ملیامیٹ کرتا ہوں پہلا خون میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور بنو ہذیل نے اسے قتل کر ڈالا میں اسے چھوڑتا ہوں دور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا ہے وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا"۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اسکا حق دے دیا اب کوئی کسی وارث کے حق کے لئے وصیت نہ کرے بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے جس کے بستر پر پیدا ہوا جس پر حرامکاری ثابت ہو جائے اسکی سزا پتھر ہے۔ حساب وکتاب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوگا جو شخص اپنے آباء کو چھوڑ کر اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کو مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر اللہ پاک کی لعنت! قرض قابل واپسی ہے ادھار لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہو وہ تاوان ادا کرے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اسکے جس پر اسکا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی اسکو دے تم خود ایک

دوسرے پر زیادتی نہ کرو"۔

ہاں اے لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ پاک کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر تمہارے لئے حلال ہوئیں عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اسکی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔ تم پر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی شخص کو نہ آنے دیں جو کہ تمہیں گوارا نہیں، اور وہ کوئی خیانت نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ پاک کی طرف سے یہ اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو کہ وہ باز آجائیں اور تم پر عورتوں کا حق ہے کہ تم انہیں معروف طریقے سے کھلاؤ پلاؤ۔ کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں اور وہ خود اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتیں

۔لہٰذا عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرنا اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اسکے بعد ہر گز گمراہ نہ ہوگے اور وہ ہے اللہ پاک کی کتاب ہاں یاد رکھنا دینی معاملے میں حدود سے تجاوز نہ کرنا کہ تم سے پہلے لوگ انہیں کے سبب ہلاک ہوئے "۔

لوگو! شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی کہ اس کی اس شہر میں عبادت" کی جائے لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات جن کو تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اس پر راضی ہو اسلئے تم اس سے اپنے دین

اورایمان کی حفاظت کرنا"۔

لوگو! حرمت والے مہینے کوآگے پیچھے کرنا کفر میں اضافہ کرتا ہے اس سے وہ لوگ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں جو کافر ہیں اور جوایک سال اُسے حرام رکھتے ہیں اور دوسرے سال حلال کرلیتے ہیں تاکہ یہ کافرلوگ اللہ پاک کے حلال کیے ہوئے مہینوں کی گنتی پوری کرلیں اس طرح یہ اللہ پاک کی حرام کی ہوئی چیزوں کوحلال اورحلال کی ہوئی چیزوں کوحرام قراردیتے ہیں"۔

لوگو! یادرکھومیرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں لہٰذا اپنے رب کی عبادت کروپانچ وقت کی نمازادا کرو، سال بھر میں ایک مہینہ (رمضان) کے روزے رکھواپنے مال کی زکوۃ خوش دلی سے ادا کرتے رہواللہ کے گھرکاحج کرواپنے اہل امر کی اطاعت کروتوتم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔لوگو! اورتم سے میرے متعلق اللہ پاک قیامت کے دن پوچھے گا بتاؤ تم کیاجواب دوگے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیاہم شہادت دیں گے کہ آپ نے تبلیغ کردی اللہ پاک کا پیغام پہنچادیااور خیر خواہی کا حق ادا کردیا یہ سن کرآپ ﷺ نے شہادت کی انگلی کوآسمان کی طرف اٹھاتے اورلوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایااے اللہ پاک! گواہ رہنا، گواہ رہنا۔اس خطبے میں آپ ﷺ نے کئی اموربیان فرمائے اورجب فارغ ہوئے توآپ ﷺ پراللہ تعالیٰ کا یہ ارشادنازل ہوا۔(ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے

تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اللہ پاک کی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کیا۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳)

خطبہ دینے کے بعد آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ اے بلالؓ اذان پڑھو حضرت بلالؓ نے اذان پڑھی تو حضور ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز دونوں ملا کر پڑھائیں پھر آپ ﷺ نے نہایت تضرع اور انکساری سے دعا فرمائی یہ دعا اتنی طویل تھی کہ سورج غروب ہو گیا۔ غروب آفتاب کے بعد آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور واپس مزدلفہ تشریف لائے۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھائیں صبح کی نماز اوّل وقت میں ادا فرمائی اور مشعر الحرام کے پاس آ کر دعا فرمائی حتیٰ کہ سورج نکلنے کے قریب ہو گیا حضور ﷺ نے حضرت فضل بن عباسؓ سے فرمایا کہ کنکریاں چن لو اس نے سات کنکریاں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔

منیٰ کو واپسی

جب آپ ﷺ واپس منیٰ میں پہنچے تو نشیب میں جمرۃ العقبیٰ کو کنکر مارنے کے لئے قیام فرمایا اور ایک ایک کر کے کنکریاں پھینکیں ہر کنکری مارتے وقت تکبیر پڑھتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت بلالؓ سے جو قریب حاضر تھے فرمایا دیکھ لو شاید آئندہ سال میں حج نہ کر سکوں یہاں پر حضور ﷺ نے پھر ایک مرتبہ خطبہ دیا جس میں قربانی کے فضائل اور طریقہ بیان فرمایا اس خطبہ کے چند ارشادات یہ

ہیں "لوگو! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ جان لو جو شخص گناہ کرتا ہے اسکی جواب دہی اسکے ذمے ہے جو لوگ حاضر ہیں وہ ان لوگوں کو احکام بتائیں جو حاضر نہیں" پھر آپ ﷺ پہاڑ کے دامن میں تشریف لائے اور قربانی فرمائی ۶۳ اونٹ حاضر تھے قربانی کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ قربانی کی کھال مساکین میں تقسیم کر دو پھر آپ ﷺ نے حجامت بنوائی۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ ﷺ واپس کعبۃ اللہ آئے اور طواف کیا اسکے بعد آبِ زم زم پہ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے پانی نوش فرمایا۔ پھر اسی وقت آپ ﷺ منیٰ کو تشریف لے گئے رات کو منیٰ میں قیام فرمایا صبح اٹھ کر زوال سے پہلے جمرہ اولیٰ، جمرہ وسطیٰ، اور پھر جمرہ عقبےٰ کو کنکریاں ماریں یونہی ۳ دن تک عمل فرمایا۔ پھر آپ ﷺ مکہ واپس آئے اور طواف وداع فرمایا اس طواف میں آپ ﷺ نے رمل نہیں فرمایا یعنی پہلے تین چکروں میں جلدی جلدی اور چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھائے۔ صبح کی نماز کعبۃ اللہ میں ادا فرما کر واپس مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔

خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات

☆انسانی جان، مال، عزت و آبرو، اولاد کا تحفظ ☆امانت کی ادائیگی ☆قرض کی واپسی اور جائیداد کے تحفظ کا حق ☆سود کے خاتمے کا تاریخی اعلان ☆پُرامن زندگی اور بقائے باہمی کا حق ☆ملکیت، عزت نفس اور منصب کے تحفظ کا حق

☆انسانی جان کا تحفظ، قصاص و دیت ☆قانونی مساوات کا حق، نسلی تفاخر اور طبقاتی

تقسیم کا خاتمہ

☆غلاموں کے حقوق کا انقلابی اعلان ☆عورتوں کے حقوق کا تاریخی اعلان

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس شہر اور جس خطے میں سال پہلے آنحضرت کے رشد وہدایت کے پیغام کو لوگوں نے جھٹلایا تھا اب اسی 23 شہر میں ایک لاکھ چوبیس یا چوالیس ہزار سے زائد افراد آقا ﷺ کا خطبہ سن رہے تھے تاریخ ساز خطبے میں کئے گئے تمام اعلانات، ہدایات اور تعلیمات پر حضور ﷺ کی حیات طیبہ ہیں ہی عمل کیا گیا۔ حضور ﷺ کے بعد خلافت راشدہ اور اموی عہد میں جس طرح عمل کیا گیا تاریخ اسلام کے اوراق اسکے ترجمان ہیں۔ عورتوں اور غلاموں کے حقوق پر نظر ڈالی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت بلال حبشیؓ مشاورت میں اکابرین کے ساتھ جمع ہوتے تھے۔ حضرت زید بن حارثؓ کی ماتحتی میں جلیل القدر اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان شریک تھے۔ عورت سے متعلق تمام احکامات مثلاً محرمات، نکاح، حق مہر، طلاق، خلع نفقہ وغیرہ کے متعلق تفصیلات بیان کی گئی ہیں اور سب سے بڑا ثبوت قرآن پاک میں، عورتوں کے متعلق سورۃ النساء موجود ہے۔ اللہ پاک ہم تمام مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بروز محشر آقا ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

گستاخ رسول ﷺ کی سزا، سر تن سے جدا

بتلاد و گستاخِ نبی (ﷺ) کو غیرت مسلم زندہ ہے
آقا پہ مرمٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

آقا ﷺ کی ذات گرامی وجہ تخلیق کائنات اور دین کی اساس ہے۔آپ سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السّلام کی تعظیم و توقیر بجالانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ دین اسلام میں منصب رسالت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔منصب رسالت کی یہی مرکزیت اس امر کی متقاضی ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی ہر مسلمان کے لئے تمام محبتوں اور الفتوں کا مرکز و محور قرار پائے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں بہت سے مقامات پر صراحتہً اور اشارتہً رسول اللہ ﷺ کی حرمت اور منقبت کو بیان کیا ہے اور امت محمدیہ کے ہر فرد پر لازم کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی پورے طریقے سے تعظیم و توقیر بجالائیں کیونکہ یہ ایمان کی بنیادی شرط ہے۔علامہ نبہانیؒ فرماتے ہیں "جو شخص قرآن کریم میں گہری نظر سے غور و فکر کرے گا اسے قرآن مجید عظمت نبی ﷺ سے معمور نظر آئے گا۔آپؒ مزید لکھتے ہیں کہ قرآنی آیات کی رو سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ توقیر نبی ﷺ محض عام سی بات نہیں بلکہ یہ تو ایمانیات اور دین کی اساسیات

میں داخل ہے۔ "ہم پر لازم ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر مدد و نصرت
اور آپ ﷺ سے محبت کریں"۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔ ترجمہ
کنزالایمان: اور رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو۔ اور صبح شام اللہ پاک کی پاکی بولو۔
پارہ 26 سورۃ الفتح) درج بالا آیت کریمہ کے پہلے حصے میں اللہ رب العزت نے یہ حکم
دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو ان کا ادب و احترام کرو۔ اس لئے کہ
اگر ادب ہے تو سب کچھ درست ہے اگر ایک مسلمان کے دل میں آقائے دوجہاں
سرور کون مکان ﷺ کا ادب نہیں ہے۔ تو چاہے وہ لاکھوں نمازیں پڑھے کروڑوں روپے
کی سخاوت کرے، کعبۃ اللہ کا حج کرے، قربانی کرے الغرض جتنی بھی عبادت و ریاضت
کرے تو سب کچھ بے کار ہے۔ کیونکہ آقائے دوجہاں سرور کون و مکان ﷺ کی محبت
دین حق کی شرط اوّل ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی) کی آواز سے ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے) چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (سورۃ الحجرات)

علامہ اقبالؒ ربط رسالت اور محبت امام الانبیاء خاتم الانبیاء کو تمام عبادات کی روح قرار دیتے ہوئے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

معزز قارئین کرام! یہود و نصاریٰ جو ازل سے دینِ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن آ رہے ہیں۔ دشمن ہمیشہ دشمن ہوتا ہے۔ پہلے یہود و نصاریٰ نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی آقا ﷺ کی شان میں گستاخی کے لئے خاکے اور کارٹون بنانے کے مقابلے کرائے اور کرا رہے ہیں۔ کفر متحد ہو کر آقا ﷺ کی شان میں کسی نہ کسی طریقے سے گستاخی کر رہا ہے اور کرتا آیا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر امریکہ کے ایک لعین سام باسال نامی یہودی نے آقا ﷺ کی شان میں گستاخانہ فلم بنا ڈالی ہے اور اس کے چند کلپس یوٹیوب پر جاری بھی کیے ہیں۔ یہود و نصاریٰ بار بار مسلمانوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں یہ مسئلہ

مسلم حکمران اقوامِ متحدہ کی قومی اسمبلی میں پیش کریں اور تمام ممالک کے سربراہان علمائے کرام ، مشائخ عظام اس میں اپنا کردار ادا کریں۔اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان، متحد ہو کر گستاخی کرنیوالے حکمرانوں، ملکوں کا مکمل طور پر معاشی بائیکاٹ کریں تاکہ ان کی معیشت برباد ہو ان ملکوں میں جانے کا ان کی مصنوعات کا مکمل طور پر بائیکاٹ کریں۔اگر اب مسلمان متحد نہیں ہوتے ہیں تو قیامت کے دن اللہ اور اسکے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں کیا منہ دکھائیں گے ۔ مومن کسی صاحبِ ایمان کی گستاخی نہیں برداشت کر سکتا ہم آقا ﷺ کی شان میں کیسے گستاخی برداشت کریں گے کیونکہ آقا ﷺ کی محبت ہی ہمارے ایمان کی بنیاد ہے ۔علامہ اقبالؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ تھے تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے عمر اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی ہر چیز سے مجھے محبوب نہیں سمجھتا۔بڑی مشہور حدیث پاک ہے ۔

تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جس وقت تک وہ اپنے "

والدین، عزیز و اقارب اور ہر چیز سے مجھے محبوب نہیں سمجھتا"۔
حضرت عمرؓ کیونکہ بڑے صاف گو آدمی تھے کہنے لگے ۔یارسول اللہ ﷺ !آپ مجھے ہر شئے سے پیارے ہیں سارے رشتہ داروں سے پیارے ہیں سارے بیٹوں سے پیارے ہیں کائنات کی ہر چیز سے پیارے ہیں مگر میری جان سے آپ مجھے پیارے نہیں جب انہوں نے یہ کہا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان کی حلاوت کو نہیں پا سکتا جب تک کہ اپنی جان سے بھی زیادہ مجھے محبوب نہیں سمجھتا اسی لمحہ میں حضرت عمرؓ نے نعرہ لگایا اس خدا کی قسم ! جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں ۔سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اب تمہارا ایمان کامل ہوا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے "اے ایمان والو ! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلی ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے ۔(سورۃ البقرۃ آیت 104)
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں"۔(سورۃ

(النساء آیت 65

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ دو آدمی آ قا ﷺ کے پاس اپنا کیس لے گئے ۔آپ ﷺ نے ان کا فیصلہ کر دیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا ہمیں حضرت عمرؓ کے پاس بھیجو رسول اللہ نے فرمایا ہاں پس چلے حضرت عمرؓ کی طرف جب حضرت عمرؓ کے پاس آئے جس کے حق میں یہ فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا اے ابن خطاب آ قا ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے اس نے کہا ہمیں حضرت عمرؓ کی طرف بھیجو دو آپ نے آپؓ کی طرف بھیج دیا حضرت عمرؓ نے جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا سے کہا کیا ایسی ہی بات ہے اس نے کہا ہاں پس حضرت عمرؓ نے کہا بس اپنی اپنی جگہ بیٹھو میں آ کے تمہارا فیصلہ کرتا ہوں آپؓ تلوار لیکر ان کی طرف نکلے جس نے رسول اللہ سے کہا تھا ہمیں حضرت عمرؓ کی طرف بھیج دو اس کا سر قلم کر دیا دوسرا بھاگ کر رسول اللہ کے پاس پہنچا اس نے کہا یا) رسول اللہ خدا کی قسم حضرت عمرؓ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اگر میں بھی) جلدی سے نہ نکلتا تو مجھے بھی قتل کر دیتے رسول اللہ نے فرمایا میں تو یہ گمان نہیں کرتا کہ حضرت عمرؓ مومنین کے قتل کی جرات کریں ؟اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت فلاوربک لایومنون "الایہ نازل کر دی پس رسول اللہ نے اس بندے کا خون باطل" قرار دے دیا اور حضرت عمرؓ کو اس جرم سے بری قرار دیا۔ (بحوالہ تفسیر در منثور ج ۲ (تفسیر ابن کثیر ج ا،

میرے مسلمان بھائیو! جس شخص کو حضرت عمرؓ نے قتل کیا تھا اس نے زبان سے کوئی گالی نہیں دی تھی بلکہ رسول اللہ کے فیصلے کے بعد اسے مسترد کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کی عدالت میں اپیل کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کی تصدیق کی کہ اس نے رسول اللہ کے فیصلہ کو مسترد کیا ہے اس کے بعد آپؓ نے اسکو قتل کر دیا۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ان پر اللہ پاک کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب 57)

اللہ رب العزت کو ایذا دینا یہ ہے کہ اس کی ایسی صفات بیان کرنا جس سے وہ منزہ ہے یا اس کے محبوب بندوں کو ستانا آقا ﷺ کو ایذا دینا یہ ہے کہ آقا ﷺ کے کسی فعل شریف کو ہلکی نگاہ سے دیکھنا یا کسی قسم کا طعن کرنا یا آپ ﷺ کے ذکر خیر کو روکنا یا آپ ﷺ کو عیب لگائے یا آقا ﷺ کی شان میں گستاخی کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: "اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ

تمہیں راضی کرلیں اوراللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگرایمان رکھتے تھے ۔کیاانہیں خبر نہیں کہ جوخلاف کریں اللہ اوراس کے رسول کاتواس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گایہی بڑی رسوائی ہے ۔(پارہ 10 سورۃ التوبہ 61تا63) غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافقوں میں سے دوآپس میں بولے کہ آ قاﷺ کا خیال ہے کہ ہم روم پر غالب آ جائیں گے یہ بالکل غلط ہے تیسرا شخص خاموش تھامگران کی باتوں پر ہنستا تھاآ قاﷺ نے ان تینوں کو بلا کر پوچھاتووہ بولے کہ ہم توراستہ کاٹنے کے لئے دل لگی کرتے جارہے تھے اس مقام پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔ترجمہ: "اوراے محبوبﷺ اگر تم ان سے پوچھوتو کہیں گے کہ ہم تویونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیااللہ اوراس کی آیتوں اوراس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کراگرہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تواوروں کوعذاب دیں گے اس لئے (کہ وہ مجرم تھے "۔(سورۃ التوبہ ۶۵آیت ۶۶

آ قاﷺ کی توہین اللہ تعالی کی توہین ہے کیونکہ ان منافقوں نے توبظاہرآ قاﷺ کی توہین کی تھی مگراللہ پاک نے فرمایاکیااللہ اوراس کی آیتوں اوراس کے رسول سے ہنستے ہو۔ہروہ شخص جونبی کریم کی توہین کرے یاآپپر کوئی عیب لگائے یاآپ کی ذات ،آپ کے نسب آپ کے دین یاآپ کی عادات مبارکہ میں سے کسی عادت کی طرف کوئی نقص منسوب کرے یاان میں سے کسی عیب

کاآپ کی طرف اشارہ کرے یاتوہین کرتے ہوئے کسی ایسی چیز سے آپکوتشبیہ دے یاآپ کی تحقیر کرے یاآپ کی شان کو کم کرے آپ کااستخفاف کرے یاآپ کی طرف کسی عیب کی نسبت کرے تووہ آپ کی توہین کرنے والا شمار ہوتاہے اس کاحکم بھی وہی ہے جوتوہین کرنے والے کاہوتاہے ،اسے قتل کردیاجائے دور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لیکرآج تک اسی پر تمام علماء اوراصحاب فتویٰ کااجماع ہے۔خطابی کہتے ہیں" میں مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کونہیں جانتاجس نے نبی کریم کے گستاخ کے واجب القتل ہونے میں اختلاف کیاہو۔محمد بن سحنون کہتے ہیں کہ اس پر علماء کااجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی توہین وتنقیص کرنے والاکافرہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعیدہے اورپوری امت کے نزدیک اس کاحکم قتل ہے جواس کے کفراورعذاب میں شک کرے گاوہ خودکافر ہوجائے گا۔

ابوبکرابن منذرفرماتے ہیں اس پر تمام اہل علم کااجماع ہے کہ جونبی کریم ﷺ کی توہین کرے اسے قتل کردیاجائے گایہی بات امام مالک بن انس، اللیث ، احمداوراسحاق نے کہی ہے اوریہی امام شافعیؒ ۔کہ حضرت ابوبرزہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ کی شان میں نازیبا کلمات کہے تومیں نے کہاآپ مجھے اجازت دیں تومیں اس کاسراڑادوں توآپ نے فرمایا" فلیس ذلک لاحدالاالرسول ﷺ "کہ کسی کی توہین کرنے والے کو قتل کرناصرف توہین رسالت

کے ساتھ خاص ہے۔ان آئمہ کے نزدیک ایسے شخص کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی۔

امام بخاری،امام مسلم کے علاوہ ابن اسحاق ،ابن سعد اورابن الاثیرؒ وغیرہ نے نقل کیاہے کہ بنو نضیر قبیلہ کاایک یہودی کعب بن اشرف تھاوہ شاعر تھااور رسول اللہ ﷺ اورآپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے خلاف ہجویہ اشعار کہتااور یہ اشعار لوگوں کو سنا کرانہیں رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھاغزوہ بدر میں کفار کی شکست پراُسے بہت دکھ ہواوہ مدینہ سے مکہ گیااوروہاں جاکراس نے مقتولین قریش کے مرثیے کہے جن کی لاشوں کو کنویں میں ڈال دیاگیا تھا پھر واپس آ کرکعب نے ایک مسلمان خاتون ام الفضلؓ بنت حارث اوردیگر مسلم خواتین کے متعلق عشقیہ اشعار کہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یااللہ ! ابن الاشرف کے اعلانِ شراورشعر کہنے کوتُوجس طرح چاہے مجھ سے روک دے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایاابن الاشرف کے خلاف کون میری مدد کرے گا اس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایاکعب بن اشرف سے کون نمٹے گا؟اس نے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کوتکلیف پہنچائی ہے۔حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا:اس کے لئے میں ہوں یارسول اللہ ﷺ ! میں اسے قتل کروں گاآپ نے محمد بن مسلمہ کوکعب بن الاشرف کے قتل کی اجازت دے دی۔حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اس کام کی فکر میں کھاناپینا چھوڑدیا۔رسول

اللہ ﷺ نے انہیں بلا کر پوچھا اے محمد ! کیا تم نے کھانا پینا ترک کر دیا ہے ؟انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! میں نے آپ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اس کے قابل ہوں یا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم پر صرف کوشش کرنا فرض ہے۔آپ نے محمد بن مسلمہ کو اس سلسلہ میں حضرت سعد بن معاذؓ سے مشورہ کرنے کی نصیحت کی ان کے ساتھ حضرت عباد بن بشیرؓ ، حضرت ابو نائلہ سلکانؓ بن سلامہ، حضرت حارثؓ بن اوس اور حضرت ابو عبسؓ بن جبر بھی رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے اس مہم میں شریک کار ہو گئے ۔ جس رات کعب بن اشرف کو قتل کیا گیا۔رسول اللہ ﷺ اس رات حالت قیام میں رہے اور نماز ادا فرماتے رہے صبح جب آپ نے ان کے نعرہ ہائے تکبیر کی آوازیں سنیں تو آپ جان گئے کہ کعب کو قتل کر دیا گیا ہے وہ لوگ واپس پہنچے تو انہوں نے آپ کو مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑا پایا اور انہوں نے آپکو کعب کے قتل میں کامیابی کی خوشخبری سنائی ۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کی یہ وجہ بیان فرمائی "فَاِنَّہٗ قَدْاٰذَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ "اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے ۔ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ کعب کا قتل شرک نہیں بلکہ اللہ کے نبی ﷺ کو ایذا پہچانے کی وجہ سے تھا۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ نے ایک موقع پر شاتمین رسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔حضرت امام حسنؓ نے

ارشادفرمایاجو کسی نبی کوسبّ کرے اسے قتل کردواورجو کسی صحابی کوبرا بھلاکہے اسے کوڑے مارو۔

ابن ہشامؒ (213ھ یا218ھ)کے مطابق قبیلہ اوس نے جب کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیاجورسول اللہ ﷺ سے سخت عداوت رکھتا تھاتو خزرج والوں نے کہایہ نہیں ہوسکتاکہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اوروہ ہم سے سبقت لے جائیں۔انہوں نے آپس میں مشورہ کیاکہ اب کون ہے جورسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھتاہو جیسے کعب بن اشرف تھاانہوں نے طے کیاکہ آپ سے ایسی عداوت رکھنے والاابورافع سلام بن ابی الحُقَیق ہے جوخیبر میں رہتاہے۔قبیلہ خزرج والوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقد س میں حاضرہوکراسے قتل کرنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی۔

مصنف عبدالرزاق کی جلد پنجم میں ایک حدیث مروی ہے کہ حضرت خالدبن ولیدنے کچھ مرتدوں کوآگ میں جلادیاحضرت عمرؓ نے عرض کیا،اے ابوبکرؓ آپؓ نے خالد کو کھلاچھوڑدیا۔آپؓ نے جواباًارشادفرمایامیں اللہ رب العزت کی تلوارکونیام میں نہیں ڈال سکتا۔

حضرت.براء بن عازبؓ سے مروی ایک روایت کے مطابق ابورافع اپنے قلعے واقع

حجاز میں رہتا تھا یہ دشمن رسول تھا اور آپ کے مخالفین کی مدد کیا کرتا تھا رسول اللہ کو ایذا پہنچاتا اور آپ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع کو قتل کرنے کے لئے خزرج کے قبیلہ بنی سلمہ کے پانچ افراد کو مامور کیا ان میں حضرت عبداللہؓ بن عتیک، حضرت مسعودؓ بن سنان، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت ابو قتادہ الحارث بن ربعیؓ اور خزاعی بن مسعودؓ شامل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ نے ابو رافع کو اس کے قلعہ میں داخل ہو کر قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی خوشخبری سنائی ابو رافع کو 3ھ میں قتل کیا گیا تھا۔ معزز قارئین کرام! درج بالا واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ابو رافع کو قتل کیا گیا تھا آپ نے کچھ لوگوں کو ابو رافع کو قتل کرنے کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ مقتول کا جرم یہی تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتا اور آپ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں منقول ہے۔

سرور دو عالم نور مجسم ﷺ کعبۃ اللہ کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے بدبخت عقبہ بن ابی معیط نے آپکے پیکر و پُر نور پر اونٹنی کی گندگی ڈال دی کتنی بڑی توہین تھی آپ کا عرش سے مقدم جسم اور اس وقت آپ مسجد حرام میں اور کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہیں پھر حالت نماز میں ہیں اور نماز میں سب سے اہم مقام حالت سجدہ میں ہیں ایسے میں جب اتنی بڑی توہین ہوئی تو رب

ذوالجلال کا عذاب کیوں نہ نازل ہوا؟ حالانکہ اللہ رب العزت کامل قدرتوں والا ہے بخاری شریف میں ہے ابو جہل ، عتبہ شیبہ ،امیہ بن خلف وغیرہ یہ توہین دیکھ کر ہنس ہنس کے لیٹ رہے تھے تو وہ عذاب الٰہی سے بندر کیوں نہ بنے ؟جہاں بیٹھے تھے اتنی زمین کیوں نہ دھنسی ؟ان پر آگ کیوں نہ برسی ؟نہ یہ ہے کہ آپ کا درجہ دوسرے انبیاء کرامؑ سے کم ہے بلکہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے محبوب ہیں نہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب نازل نہیں کر سکتا تھا اس کے باوجود بھی عذاب نازل نہ کرنا اس امر کی طرف متوجہ کر رہا تھا جب پہلی امتوں میں اپنے انبیاء کرامؑ کی توہین لینے کی پوری صلاحیت نہیں تھی تو آگ وغیرہ کے عذاب نے وہ بدلہ لیا مگر اب وہ امت آچکی تھی جب عشق رسول ﷺ وہ جذبہ وجرات پا چکا تھا جو اللہ پاک کی توفیق سے اپنے محبوب کی توہین کا خود بدلہ لے لے اس لئے ان گستاخوں کو آگ بھیج کے یا زمین دھنسا کے نہیں مارا بلکہ آپ کے غلاموں کے ہاتھوں عذاب دلوایا تاکہ گستاخوں کو بھی عذاب ہو اور عاشقوں کا سینہ بھی ٹھنڈا ہو ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ خود عذاب بھیج دے دوسرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غلامانِ رسول کے ہاتھوں سے گستاخوں کو عذاب دلوائے ۔چنانچہ اس امت میں دوسرے دستور کو رائج کر دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "کیا اس قوم سے نہ لڑوگے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا حالانکہ انہیں کہ طرف سے پہل ہوئی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو کہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان

رکھتے ہو تو ان سے لڑو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا۔ (سورۃ التوبہ آیت 13،14)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے روایت کیا ہے عبداللہ بن ابی سرح ان چار افراد میں سے تھے جن کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا تھا وہ جہاں ملیں ان کو قتل کر دو جب وہ توبہ کرنے کے لئے آئے انہیں رسول اللہ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے تین بار ان کی طرف سر اٹھا کے دیکھا اور ہر بار ہی انہیں ناپسند کیا چوتھی بار آپ نے ان کو قبول کر لیا پھر آپ اپنے اصحابؓ کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کیا تم میں کوئی رجل رشید نہیں جو یہ دیکھ کر کہ میں نے اس کی بیعت لینے سے ہاتھ پیچھے کر لیا تھا اس کی طرف اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا (سنن ابی داؤد)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں "جو شخص آ قاﷺ کی بارگاہ اقدس میں گستاخی کرے اس کا خون حلال اور مباح ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے۔ "کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو آ قاﷺ کے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔

سورۃ عبس وتولیٰ کا شان نزول مفسرین کرام نے بیان کیا ہے کہ آقا رؤساء قریش کو دعوت پہچانے میں مشغول تھے کہ اچانک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوب بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ یہ اوّلین مہاجرین میں سے تھے۔آقا کی خدمت اقدس میں عموماً حاضر خدمت ہوتے رہتے۔آقا سے دین کی تعلیمات حاصل کرتے مسائل دریافت کرتے اور حسب معمول آج بھی آتے ہی سوالات کیے آداب مجلس کا خیال نہ رکھ سکے آگے بڑھ کر آقا کو اپنی طرف متوجہ وراغب کرنا چاہا آپ چونکہ اس وقت ایک اہم امر دینی میں مشغول ومصروف تھے سو متوجہ نہ ہوئے سلسلہ کلام جاری رکھا، دوران گفتگو خلل اندازی پر چہرہ اقدس پر کچھ رنج وملال کی کیفیت ظاہر ہوئی۔اس پر باری تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کیں جن میں آنحضرت کو اس امر کی تلقین کی گئی وہ نا سمجھ تھا اس کی دلجوئی بھی تو مقصود تھی ایسے آثار چہرہ اقدس پر ظاہر نہیں ہونے چاہیں تاکہ ایسا مخلص وصحابی آپ کی شفقت ودلجوئی سے محروم نہ ہو اب ظاہراً اس آیت کریمہ میں تنبیہہ کی کیفیت پائی جاتی ہے۔اس خصوصیت کی وجہ سے ایک منافق کا معمول یہ تھا وہ ہر نماز میں یہی سورت پڑھتا تھا اور دل میں یہ کیفیت مراد لیتا کہ یہ وہ سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آقا ﷺ کو تنبیہہ فرمائی ہے یہاں تک کہ "یہ بات سیدنا عمر فاروقؓ تک پہنچی کہ منافقین میں سے ایک شخص اپنی قوم کی امامت

کراتا ہے وہ ہر باجماعت نماز میں سورۃ عبس وتولیٰ ہی پڑھتا ہے آپؐ نے اسے بلا بھیجا بغیر مزید تحقیق کے)اس کا سر قلم کروادیا۔)

ناموس رسالت کا تحفظ اللہ تعالیٰ ،رسول اللہ اوران کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کیا نیز اس امر پر امت مسلمہ کا بھی اجماع ہے۔گستاخِ رسول واجب القتل ہے اور جرم میں مرد وزن ،کافر ومشرک ، مسلم ومعاہد نیز منافق وبددین برابر ہیں ان سے کوئی بھی گستاخی رسول کا مرتکب ہو بالاتفاق اسے قتل کیا جائے اور ایسے افراد کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔آقا کی تنقیص شان کرنا، ختم نبوت کا انکار، بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ کی توقیر نہ کرنا، اسلامی احکام کا انکار کرنا، قرآن کریم کی بے حرمتی کرنا یہ سب امور گستاخی رسول میں شامل ہیں۔جس طرح یہ امور حیات رسول میں گستاخی رسول میں داخل تھے اسی طرح یہ امور آپ کے وصال کے بعد بھی گستاخی رسول کا موجب ہیں ۔قارئین کرام ! معاذاللہ امریکہ کبھی قرآن کے اوراق جلا کر، کبھی کارٹون بنا کر اور اب توہین آمیز فلم بنا کر آقا کی شان میں گستاخی کی ہے۔فلم بنانے والے ایسے لعین شخص کو قتل کردیا جائے۔عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ میں گستاخان رسول کو اس کثرت سے سزائے موت دی گئی کہ اب سزا تواتر کا درجہ اختیار کرچکی ہے۔گستاخ رسول کی اسلام میں سزائے موت سے کم تر کوئی اور سزا نہیں۔جب گستاخ رسول کا جرم مضبوط دلائل سے ثابت

ہو جائے تو سزائے موت ہر حال میں نافذ کی جائے کسی حکومت ، ریاست ، پارلیمنٹ صدر، وزیر اعظم حتیٰ کہ پوری امت کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ یہ سزا معاف کر دے، کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے جو نا قابل معافی جرم ہے۔ایسے لعین شخص کو سزا دینے میں دیر نہ کی جائے بلکہ سزا دیکر کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے۔ مسلم ریاستوں ، ریاستوں کے سربراہوں ، علمائے کرام ، پیران عظام محققین دانشوروں کی یہ اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے وسائل برؤے کار لائیں جن کی موجودگی میں اہانت رسول ، قرآن حکیم کی بے حرمتی اور اسلامی مقدسات وشعائر پر بڑھتے ہوئے منفی رجحانات کا استیصال کیا جاسکے ۔عام مسلمانوں میں اسلامی امور کے احترام کا شعور پیدا کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے جس کے لئے محراب ومنبر، خانقاہیں میڈیا وغیرہ اہم کردار ادا کریں۔

معزز قارئین کرام !آقائے دوجہاں سرور کون ومکان ﷺ کی طرف سے دشمنوں کو معاف کرنے سے ہمارے لئے سنت یہ ثابت ہوئی کہ ہم اپنے ذاتی دشمنوں کو معاف کرنا سیکھیں ۔بزعم خویش دانشوروں نے قوم کو الٹا مطلب سکھانا شروع کر دیا۔جو لوگ نرمی اور معافی کی باتیں کر رہے ہیں ۔ سنت یہ ہے کہ یہ اپنے دشمنوں کو معاف کریں یہ اپنے دشمنوں سے تو انتقام لیتے ہیں اور انہیں معاف نہیں کرتے مگر رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے بارے میں معافی کے علمبردار بنے

ہوئے ہیں۔ ہر انسان اپنا حق تو معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہے پر دوسرے انسان کا حق معاف کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ آقا نے جہاں کچھ گستاخوں کو معاف کیا وہاں کچھ گستاخوں کو قتل کرنے کا بھی حکم دیا ہے جو صحاح ستہ میں موجود ہے۔ ایک بڑے گستاخ عقبہ بن ابی معیط کو تو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا اور ابن خطل کو کعبہ کے پردوں سے نکلوا کر مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان حرم میں باندھ کر قتل کروایا۔ یاد رہے آپ ﷺ کا معاف کرنا اور گستاخوں کو قتل کروانا دونوں ادائیں ہی جہان کے لئے رحمت ہیں۔

خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالکؒ سے مسئلہ پوچھا گستاخِ رسول کی سزا کیا کوڑے سے مارنا کافی نہیں اس پر حضرت امام مالکؒ نے فرمایا اے امیر المومنین! گستاخ رسول گستاخی کے بعد بھی زندہ رہے تو پھر امت کو زندہ رہنے کا حق نہیں رسول اللہ کے گستاخ کو فی الفور گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔

امام قسطلانیؒ لکھتے ہیں "آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی امت کو یہ حق نہیں ہے کہ آپ ﷺ کے حق کو ساقط کرے یعنی معاف کرے کیونکہ آپ ﷺ کی طرف (سے اس بارے میں کوئی اجازت موجود نہیں ہے۔ (مواہب اللدنیہ ج ۲

امام زرقانیؒ لکھتے ہیں "اب گستاخ رسول کے لئے صرف قتل ہے معافی نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی طرف سے معاف کرنے پر ہم مطلع نہیں (کر سکتے۔ (زرقانی علی المواہب اللدنیہ

اللہ رب العزت ہم سب کو آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین

جنازے کے بعد دعا کا ثبوت حدیث پاک سے

" حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کی نماز پڑھا چکے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے ان کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی . میت پر دوبارہ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی اس میت کیلئے تم دعا و استغفار کر لو. ایک اور روایت میں ہے حضرت عبد اللہ بن سلام . حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ سے رہ گئے تو حاضر ہو کر کہا تم نے اگر نماز جنازہ میں پہل کر لی ہے تو دعا میں مجھ سے پہل نہ کرو یعنی دعا میں شریک ہونے دو (مبسوط جلد 2 ص 67 .) اور

(بدائع ضائع جلد 1 ص 311 .)

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت وعبادت

ہجری کیلنڈر کے حساب سے اسلامی سال کا بارہواں اور آخری مہینہ ذی الحجہ ہے اسکی وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ لوگ اس میں حج کرتے ہیں۔اللہ رب العزت نے سال کے بارہ مہینوں میں مختلف دنوں اور راتوں کی خاص اہمیت وفضیلت بیان کرکے انکی خاص خاص برکات وخصوصیات بیان فرمائی ہیں قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پاک پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔(سورۃ التوبہ پارہ 10 آیت نمبر 36)

چار حرمت والے مہینوں میں سب سے آخری مہینہ ذوالحجہ کا ہے۔باقی حرمت والے مہینے محرم الحرام رجب المرجب اور ذی القعد ہیں۔یہ مہینے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ قابل احترام ہیں اسی لئے اسلام سے پہلے دیگر مذاہب میں ان مہینوں کا احترام کرتے ہوئے لڑائی جھگڑے اور جنگ و قتال سے منع فرمایا گیا تھا اس

مہینہ کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کہ تمام مہینوں کا سردار ماہِ رمضان المبارک ہے اور تمام مہینوں میں حرمت والا مہینہ ذی الحجہ ہے "۔ ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اس ماہ کی دسویں تاریخ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے جو قربانی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش کی تاریخ عالم اس عظیم قربانی کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس عشرہ کا نام قرآن پاک میں " اَیَّامٌ مَعْ ±لُو ±مَاتٍ " رکھا گیا ہے۔ اس ماہ کی آٹھویں تاریخ کو یوم ترویہ کہتے ہیں کیونکہ حجاج اس دن اپنے اونٹوں کو پانی سے خوب سیراب کرتے تھے تاکہ عرفہ کے روز تک ان کو پیاس نہ لگے یا اس لئے اس کو یوم ترویہ کہتے کہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے آٹھویں ذی الحجہ کو رات کے وقت خواب میں دیکھا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو تو آپؑ نے صبح کے وقت سوچا کہ آیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے اس لئے اس کو یوم ترویہ کہتے ہیں۔ ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو یوم عرفہ کہتے ہیں کیونکہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے جب نویں تاریخ کو وہی خواب دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسی دن حج کا فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے۔ دسویں تاریخ سے تو ہر آدمی واقف ہے کہ اسے یوم نحر کہتے ہیں کیونکہ اسی دن حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہؑ کی قربانی کی صورت پیدا ہوئی اور اسی دن عام مسلمان سنت ابراہیمی کو زندہ کرنے کے لئے قربانیاں کرتے ہیں۔ اس عشرہ کے بعد گیارہویں (یوم

القر) ، بارہویں (یوم النفر) اور تیرہویں جنہیں ایام تشریق کہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کی پہلی دس راتوں کی قسم یاد فرمائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ هَلْ فِي ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ "اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جب چل دے کیوں اس میں عقل مند کے (لئے قسم ہوئی " (سورۃ الفجر ۱تا۵

وَالْفَجْرِ کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فجر سے صبح کی نماز مراد ہے وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے ذی الحجہ کی دس راتیں مراد ہیں یعنی عشرہ ذی الحجہ وَالشَّفْعِ سے جس کے لغوی معنی جفت کے ہیں مخلوق مراد ہے اور وَالْوَتْرِ (طاق) سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ ہے وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ اور قسم اس رات کی جو گزر جاتی ہے یا جاتی ہوئی رات کی قسم اور اہل دانش کے لئے یقیناً یہ بڑی قسم ہے کہ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ تمہارا رب تمہاری گھات میں ہے ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے اضحیٰ کی دس راتیں مراد ہیں ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں ۔

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ذی الحجہ کے اوّل عشرہ میں اللہ

تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اوران کواپنی رحمت سے نوازااس وقت وہ عرفہ میں تھے۔عرفہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی خطاکااعتراف کیاتھا۔اسی عشرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی سے نوازا اپنادوست اور خلیل بنایا)آپؑ نے اپنامال مہمانوں کے لئے ،اپنی جان آتشِ نمرودکے لئے اوراپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کوقربانی کے لئے پیش کیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذاتِ والاپر کمال توکل ختم ہوگیا۔اسی عشرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی بنیادرکھی۔اسی عشرہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کواللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کی عزت عطاہوئی۔اسی عشرہ میں حضرت داؤدعلیہ السّلام کی لغزش معاف کی گئی اسی عشرہ میں لیلۃ المباہات (فخرومباہات کی رات) رکھی گئی۔اسی عشرہ میں بیت رضوان ہوئی۔اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔اِذْیُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ جس درخت کے نیچے یہ بیعت ہوئی وہ سمرہ،کیکر(ببول)کادرخت تھا۔یہ بیعت حدیبیہ کے مقام پر ہوئی۔اس وقت صحابہ کرام کی تعدادچودہ یاپندرہ سو تھی۔سب سے پہلے حضرت ابوسنان اسدیؓ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایاتھا۔اسی عشرہ میں یومِ ترویہ ۸،یوم عرفہ ۹،یوم نحر ہے اوریوم حج اکبرہے۔10

حج کارکن اعظم یوم عرفہ بھی انہی ایام میں ہے۔یہ دن بہت زیادہ شرف وفضیلت

کا حامل ہے۔ کیونکہ یہ گناہوں کی بخشش اور آزادی کا دن ہے۔ اگر عشرہ ذوالحجہ میں سوائے یوم عرفہ کے اور کوئی قابل ذکر یا اہم شے نہ بھی ہوتی تو یہی اس کی فضیلت کے لئے کافی تھا۔ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں نے ارشاد فرمایا اللہ رب العزت جس طرح عرفہ کے دن لوگوں (یعنی گناہ گاروں) کو آگ سے آزاد فرماتا ہے اس سے زیادہ کسی اور دن میں آزاد نہیں کرتا۔ایک اور حدیث پاک کا مفہوم ہے جس کے راوی حضرت طلحہ بن عبیداللہ ہیں کہ آقا ﷺ نے فرمایا" شیطان یوم عرفہ کے علاوہ کسی اور دن میں اپنے آپ کو اتنا چھوٹا حقیر، ذلیل اور غضبناک محسوس نہیں کرتا جتنا اس دن کرتا ہے یہ محض اس لئے ہے کہ اس دن میں وہ اللہ پاک کی رحمت کے نزول اور انسانوں کے گناہوں سے صرف نظر کا مشاہدہ کرتا ہے۔البتہ بدر کے دن شیطان نے اس سے بھی بڑی شئے دیکھی تھی عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! یوم بدر اس نے کیا دیکھا فرمایا جبرائیلؑ کو جو فرشتوں کی صفیں ترتیب دے رہے تھے۔ (مالک، عبدالرزاق یہ روایت مرسل صحیح ہے)۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی دن ایسے نہیں ہیں جن میں نیک کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دنوں کی نسبت زیادہ محبوب ہو۔یعنی ان دس دنوں (عشرہ ذی الحجہ) کی نسبت۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں! فرمایا! جہاد فی

سبیل اللہ بھی نہیں ۔مگر وہ آدمی جو اپنی جان اور مال کے ساتھ (جہاد کے لئے) نکلے اوران میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ لائے۔ (بخاری) علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ذوالحجہ کے دس دن افضل ہیں یا رمضان شریف کے آخری دس دن افضل ہیں چنانچہ عالموں نے عشرہ ذوالحجہ کو افضل مانا اور کچھ اہل علم نے رمضان شریف کے آخری عشرہ کو افضل بتایا۔ لیکن حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا۔ کہ اور مختار کا مذہب بھی یہی ہے کہ عشرہ ذوالحجہ کے دن رمضان کے آخری کے دنوں سے افضل ہیں ۔ کیونکہ انہی دنوں میں یوم عرفہ بھی ہے اور رمضان کے آخری عشرہ کی راتیں ذوالحجہ کے عشرہ سے افضل ہیں کیوں کہ انہی راتوں میں شب (قدر ہے ۔ (حاشیہ مشکوۃ ص 128

آقا ﷺ کا ارشاد پاک ہے "دنیا کے افضل ترین دن ایام العشر (یعنی ذوالحجہ کے دس دن) ہیں ۔دریافت کیا گیا کہ کیا جہاد فی سبیل اللہ کے ایام بھی ان کی مثل نہیں ؟فرمایا' جہاد فی سبیل اللہ میں بھی ان کی مثل نہیں سوائے اس شخص کے جس کا چہرہ مٹی میں لتھڑ جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے) "۔ (بزار، ابن حبان)

عشرہ ذی الحجہ کی عبادت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذوالحجہ کے دس دنوں میں عبادت کرنا جس قدر اللہ تعالیٰ

کو پسند ہے اور کسی دنوں میں عبادت کرنا اس قدر پسند نہیں ۔ عشرہ ذوالحجہ کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور عشرہ ذوالحجہ کی ہر رات کا قیام شب قدر کے قیام کے برابر ہے ۔ (مشکوٰۃ ج ا ص 128)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص ذوالحجہ کی پہلی تاریخ سے لیکر دسویں ذوالحجہ تک ہر روز عشاء کے وتروں کے بعد دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الکوثر اور سورۃ الاخلاص تین تین بار پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مقام علیین میں داخل کرے گا اور اس کے ہر بال کے بدلے میں اس کو ہزار نیکیاں اور ہزار دینار صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے ۔ (فضائل الشہور)

جو شخص ذی الحجہ کی پہلی جمعرات کی رات عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الکوثر ایک بار اور سورۃ الاخلاص ایک بار پڑھے صدقِ دل سے اس نماز کا پڑھنے والا اپنی زندگی میں ہی اپنا مقام بہشت بریں میں دیکھ لے گا۔

جو شخص ذی الحجہ کے مہینے میں جمعہ کے دن چھ رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص پندرہ بار پڑھے اور بعد سلام دس مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ پڑھے اوّل آخر گیارہ گیارہ

مرتبہ درود پاک پڑھ کر نماز کی قبولیت اور بخشش گناہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس نماز پڑھنے والے کو اس کے گناہ معاف فرما کر بہشت میں داخل فرمائے گا۔

ذی الحجہ کی آٹھویں شب کو بعد نماز عشائ 16 رکعت نماز نفل آٹھ سلام سے پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور سورۃ الاخلاص پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھے اس نماز کا بے انتہا ثواب ہے اور یہ نماز مغفرت کے لئے بہت افضل ہے ۔

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے عشرہ ذی الحجہ کی کسی تاریخ کو رات بھر عبادت کی تو گویا اس نے سال بھر حج اور عمرہ ادا کرنیوالے کی سی عبادت کی اور جس نے عشرہ ذی الحجہ کو روزہ رکھا تو گویا اس نے پورا سال عبادت کی حضور اکرم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے آٹھویں ذی الحجہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے حضرت ایوبؑ کے صبر کے ساتھ برابر ثواب عطا فرمائے گا جس نے یوم عرفہ نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰؑ کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔ آپ سے روایت ہے کہ جب عرفہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن اپنی رحمت کو پھیلا دیتا ہے اس دن دوزخ سے نجات سب سے زیادہ لوگ پاتے ہیں جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اس کے سال گزشتہ اور سال آئندہ کے گناہ معاف

(ہو جاتے ہیں۔ (مُکَاشِفَۃُ القُلُوب

عطاء بن ابی رباحؒ نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرمارہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص گانا سننے کا بہت دلدادہ تھا لیکن ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر صبح سے روزہ رکھ لیتا تھا اس کی اطلاع حضور اکرم نور مجسم ﷺ تک پہنچی آپ ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ وہ شخص حاضر خدمت ہوا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم ان دنوں کے روزے کیوں رکھتے ہو (کونسی ایسی چیز ہے جس نے تم کو ان دنوں کے روزوں پر ابھارا) اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! یہ دن حج کے ہیں اور عبادت کے ہیں اور میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا میں مجھے بھی شریک کردے۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا تم جو روزے رکھتے ہو اس کے ہر روزے کے عوض تم کو سو غلام آزاد کرنے، قربانی کے لئے حرم میں سو اونٹ بھیجنے اور جہاد میں سواری کے لئے سو گھوڑے دینے کا ثواب ہوگا اور ترویہ ۸ کے دن روزہ دار کو ہزار غلام آزاد کرنے ہزار اونٹ قربانی کے لیے حرم میں بھیجنے اور ہزار گھوڑے جہاد میں سواری کے لیے دینے کا ثواب ہے اور عرفہ کے روزہ کے عوض دو ہزار غلام آزاد کرنے دو ہزار اونٹ قربانی کے لئے بھیجنے اور دو ہزار گھوڑے جہاد میں دینے کا ثواب ہوگا اور سال بھر پہلے اور سال بھر بعد کے روزوں کا ثواب مزید برآں ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہنے فرمایاذی الحجہ کے دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل نہیں ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ! یہ افضل ہیں یا اتنے دنوں میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ارشادفرمایااللہ کی راہ میں اس تعداد میں جہاد کرنے سے بھی یہ افضل ہیں اوراللہ کے نزدیک یومِ عرفہ سے زیادہ افضل کوئی دن نہیں۔عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ آسمان ودنیاکی طرف خاص تجلی فرماتاہے اورزمین والوں کے ساتھ آسمان والوں پر فخر کرتاہے اوران سے فرماتاہے میرے ان بندوں کودیکھوکہ پراگندہ سراور گردآلوددھوپ کھاتے ہوئے دوردورسے میری رحمت کی امیدوارحاضرہوئے توعرفہ سے زیادہ جہنم سے آزادہونے کسی دن میں دیکھے نہ گئے اور بیہقی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتاہے میں تم کوگواہ کرتاہوں کہ میں نے انہیں بخش دیااورفرشتے کہتے ہیں ان میں فلاں فلاں حرام کام کرنیوالے ہیں اللہ تعالیٰ (فرماتاہے میں نے سب کو بخش دیا۔(ابویعلی،بزار،ابن خزیمہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا جو شخص عرفہ کے دن ظہروعصرکے درمیان چاررکعتیں اس ترکیب سے پڑھتاہے کہ ہررکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک باراورسورۃ الاخلاص پچاس بارتواس کے لئے ہزاروں نیکیاں لکھی جاتی ہیں ۔قرآن مجیدکے ہرلفظ کے عوض جنت میں اس کامقام ومرتبہ اونچاکیاجائے

گا جس کی مسافت پانچ برس کی مسافت کے برابر ہوگی اور قرآن کے ہر حرف کے عوض اللہ تعالیٰ 70 ستر حوریں اس کو مراحمت فرمائے گا۔ ہر حور کے ساتھ ستر خوان موتی اور یاقوت کے ہوں گے ۔ ہر خوان پر ہزار رنگ کے کھانے ہوں گے جو ستر ہزار سبز رنگ کے گوشت کے ہوں گے کھانے برف کی طرح سرد اور شہد کی طرح شیریں اور مشک کی طرح خوشبودار ہوں گے اس کھانے کو نہ آگ نے چھوا ہوگا اور نہ لوہے سے گوشت کو کاٹا گیا ہوگا۔ ہر لقمہ پہلے لقمے سے بہتر ہوگا اس کے پاس ایک ایسا پرندہ آئے گا جس کی چونچ سونے کی، بازو سرخ یاقوت کے ہوں گے اس پرندے کے ستر ہزار پَر ہوں گے پرندہ ایسی زمزمہ سنجیاں کرے گا کہ کسی نے ایسی نہیں سنی ہوں گی یہ پرندہ کہے گا اے اہل عرفہ ! مرحبا حضور ﷺ نے فرمایا پھر وہ پرندہ اس شخص کے پیالہ میں گر جائے گا اس کے ہر پَر کے نیچے سے ستر قسم کے کھانے نکلیں گے جنتی ان کو کھائے گا پھر وہ پرندہ اڑ جائے گا اس نماز کے پڑھنے والے کو مرنے کے بعد جب قبر میں رکھا جائے گا تو قرآن کے ہر حرف کے باعث اس کی قبر جگمگا اٹھے گی یہاں تک کہ وہ بیت اللہ کے طواف کرنے والوں کو دیکھ لے اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اس دروازے سے اس کو وہ ثواب اور مرتبہ دکھائی دے گا جو اس کے لئے مخصوص ہوگا اس کو دیکھ کر کہے گا الٰہی قیامت برپا کر دے۔

ام المومنین حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا عشرہ ذی الحجہ کے روزے، عاشورہ کا روزہ

ہر مہینے کے تین روزے یعنی یوم بیض کے دن اور فجر کے فرضوں سے پہلے دو رکعت،
(نماز۔ (غنیۃ الطالبین

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے چار دن مہینوں میں سے چار مہینے اور عورتوں میں سے چار عورتیں پسند فرمائی ہیں۔ چار آدمی، جنت میں سب سے پہلے جائیں گے اور چار آدمیوں کی جنت از خود مشتاق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دنوں میں سے پہلا دن جمعہ کا ہے اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں جب کوئی اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کے متعلق دعا کرتا ہے تو وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ دوسرا نویں ذوالحجہ کا یعنی عرفہ کا دن اس دن اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے
جاؤ دیکھو میرے بندے بکھرے بال غبار آلود چہرے مال خرچ کرکے مشقت برداشت کرکے حاضر ہوئے ہیں تم گواہ رہو میں نے انہیں بخش دیا ہے۔ تیسرا دن قربانی کا ہے قربانی سے بندہ قرب الٰہی طلب کرتا ہے جونہی قربانی کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ بندے کے ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے چوتھا عید الفطر کا دن ہے جس دن روزہ رکھنے کے بعد نمازِ عید کے لئے بندے جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے ہر مزدور اپنی مزدوری مانگتا ہے میرے بندوں نے پورے مہینے کے روزے رکھے اب، نمازِ عید کے لئے نکلے ہیں وہ مزدوری مانگتے ہیں تم گواہ رہو میں نے انہیں بخش دیا اور پکارنے والا کہتا ہے اے امت محمد ﷺ! تم واپس جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برائیوں کو بھی نیکیوں میں

تبدیل کر دیا اللہ تعالیٰ کے چار پسندیدہ مہینے یہ ہیں ۔ایک رجب المرجب جو تنہا یعنی علیحدہ مہینہ ہے ۔ باقی تین مہینے ذی القعدہ ،ذی الحجہ ،اور محرم الحرام ہیں ۔اللہ پاک کے حضور جن عورتوں کا مقام ہے وہ یہ ہیں ۔سیدہ مریم بنت عمرانؑ ،ام المومنین سیدہ خدیجہ بنت خویلدؓ کیونکہ آپؓ سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں ۔فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم سیدۃ النساء العالمین سیدہ طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ ابنت محمد الرسول، اللہ ﷺ ہیں ۔ چار قوموں میں سبقت لے جانے یعنی جنہوں نے آقا پر ایمان لانے میں سب سے اوّل پہل کی ۔عربوں میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ ، اہل فارس میں حضرت سلمان فارسیؓ ،اہل روم میں حضرت صہیب رومیؓ اور اہل حبشہ میں سیدنا حضرت بلالؓ شامل ہیں ۔ جن آدمیوں کی جنت مشتاق ہے ان میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ حضرت سلمان فارسیؓ ،حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت مقداد بن اسودؓ شامل ہیں ۔، مُکَاشِفَۃُ القُلُوب) اللہ رب العزت اس مقدس عشرہ کے صدقے ہمارے گناہ معاف) فرمائے اور بروز قیامت آقائے دوجہاں سرور کون ومکان ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے ۔ملک پاکستان کو امن کا گہوارہ بنائے ،آمین بجاہ النبی الامین

دینِ اسلام میں حج کی اہمیت وفضیلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔برکت والا اور سارے جہان کا راہنما اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ پاک سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے"۔(آل عمران 96،97)

حج دینِ اسلام کے بنیادی فرائض وارکین میں سے ایک اہم رکن ہے۔جن پر دینِ اسلام کی عمارت قائم ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے فرمایا"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ا۔(سب سے اوّل) گواہی دینی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں ۲۔نماز قائم کرنا ۳۔زکوۃ ادا کرنا ۴۔حج کرنا ۵۔رمضان کے روزے رکھنا۔یہ اسلام کے پانچ بڑے اصول اور اہم ارکان ہیں۔آقا ﷺ نے اسلام کے اصول سمجھانے کے لئے ایک حسین وجمیل مثال بیان فرمائی کہ اسلام بمنزلہ ایک خیمہ کے ہے جو پانچ ستونوں سے قائم ہے۔کلمہ شہادت خیمہ کا درمیانی ستون ہے۔نماز،روزہ،زکوۃ،حج بیت اللہ چار ستون ہیں۔جو خیمہ کے گوشوں پر ہوتے ہیں۔اگر درمیانی ستون نہ ہو تو خیمہ کا قیام متصور نہیں ہو سکتا۔اس طرح اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان

نہ ہو تو اسلام سرے سے ہی نہ ہوگا اور نماز روزہ باقی اعمال کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اگر درمیانی ستون قائم ہو اور چاروں طرف میں سے کوئی ایک ستون نہ ہو تو خیمہ قائم ہو جائیگا۔ مگر جس طرف کا ستون نہ ہوگا وہ جانب گری ہوئی اور ناقص ہو گی اس طرح اگر ایمان موجود ہے تو مسلمان کہلایا جائیگا مگر جب نماز، روزہ، حج، زکوۃ سے کوئی چیز نہ ہو گی۔ تو اسلام ضعیف اور ناقص ہو جائیگا۔ ہم لوگوں کو اپنی حالت پر غور کرنا چاہیے کہ کیا اسلام کا خیمہ قائم ہے؟ اگر قائم ہو تو کسی جانب سے گرا ہوا تو نہیں ؟

حج کا منکر کافر اور مرتد ہے حج کی فرضیت پر اور اس کے انکار سے کفر کے لازم آنے پر اجماع امت ہے۔ عربی زبان میں حج کے معنی کسی بڑے مقصد کا ارادہ کرنے کے ہیں

۔اصطلاحی طور پر بیت المکرمہ کی طرف طواف، سعی، عرفات میں وقوف، مزدلفہ میں قیام اور منیٰ میں قربانی وغیرہ ھم جیسے اعمال کی ادائیگی کی غرض سے سفر کرنا یا سفر کا ارادہ کرنا حج کہلاتا ہے۔ کعبہ معظّمہ اتنی برکت والا ہے کہ رب ذوالجلال ہر روز وہاں پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے چالیس رحمتیں ان نمازیوں کے لئے جو کعبہ میں نماز پڑھتے ہیں اور ساٹھ رحمتیں کعبۃ اللہ کا طواف کرنیوالوں کے لئے اور بیس رحمتیں کعبۃ اللہ کی طرف نظر کرنیوالوں کے لئے جہاں پر رب کی رحمت کی برسات ہو وہ جگہ رحمت والی کیوں نہ ہو۔ تفسیر حسینی میں مرقوم ہے کہ کعبۃ اللہ کی طرف ایک نظر سے دیکھنا اس قدر ثواب واجر کا حامل ہے

جتنا کہ بیت المکرمہ کے باہر سال بھر کی عبادت کا ثواب ہوتا ہے یعنی مکہ مکرمہ کے باہر سال بھر کی عبادت کا ثواب اور کعبۃ اللہ کی جانب ایک نظر دیکھنے کا ثواب برابر ہے جس نے ایک مرتبہ کعبۃ اللہ پر نگاہ ڈالی گویا اس نے ایک سال کی عبادت کا ثواب حاصل کر لیا۔ حضرت مسیبؓ نے فرمایا "جو کوئی ایمان اور قلبی تصدیق سے کعبۃ اللہ کا دیدار کرے گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو"۔ حدیث جبرائیل جسے ام الدین کہا جاتا ہے کہ حضرت جبرائیل امینؑ انسانی شکل میں آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آئے اور سوال کیا کہ "مجھے اسلام کے متعلق بتائیں کہ اسلام کیا ہے۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور الوہیت کا اور محمد ﷺ کی رسالت اور نبوت کی گواہی دے۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو اگر استطاعت ہے تو۔ (یہ حدیث مبارکہ تمام کتب حدیث میں مختلف صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا تو فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو! ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ حضور ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ اس شخص نے تین بار کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے پھر فرمایا مجھے چھوڑے رہو جس میں میں تم کو آزادی دوں کیونکہ تم سے اگلے لوگ نبیوں سے زیادہ پوچھ گچھ اور زیادہ جھگڑے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں لہٰذا جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے کر گزرو اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اسے

چھوڑ دو۔ (مسلم شریف) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! بے شک اللہ پاک کی جانب سے تم پر حج فرض ہے۔ پس حضرت اَق رَعَ بن حابسؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہر سال (آپ ﷺ ± موش رہے یہاں تک اس صحابیؓ نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا) آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کر دیتا تو واجب ہو جاتا اگر واجب ہو جاتا تو تم اس پر عمل نہ کرتے اور نہ ہی اسکی طاقت رکھتے۔ حافظ ابن حجر مکی اور نووی راقم طراز ہیں۔ کہ اقرع بن حابسؓ کے بار بار سوال کی وجہ رسول اللہ ﷺ کا حج کے بارے میں سخت ترین حکم تھا کہ "لوگو! اللہ پاک نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو" انہوں نے اس سختی کی بناء پر بار بار سوال کیا کہ کہیں ہر سال کے لئے تو ایسا نہیں۔ لیکن اللہ اور اسکے پیارے رسول ﷺ نے چند شرائط عائد فرمادیں تاکہ امت پر آسان ہو مشقت نہ ہو۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں۔ ا ۔ مسلمان ہو، مشرک یا کافر نہ ہو کیونکہ کافر اور مشرک پر اسلام کے احکام لاگو نہیں ہوتے ۔ مشرک اور کافر کا داخلہ بھی مسجد الحرام میں حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اے ایمان والو! مشرک نرے پلید ہیں تو اس برس کے بعد (فتح مکہ کے بعد) وہ مسجد حرام کے پا س نہ آنے پائیں۔ اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کر دے (گا اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (سورۃ التوبہ ۸۲ ۲۔ بالغ ہو، بچہ پر حج فرض نہیں بلکہ عمر کی ایک خاص حد تک کوئی عبادت بھی فرض نہیں ۔ ترغیب اور ترتیب ضرور ہونی چاہیے۔ آقا ﷺ نے فرمایا" تین انسانوں سے

مواخذہ نہیں ہوگا۔ا۔ سویا ہوا آدمی جب تک وہ جاگ نہ جائے ۲۔ بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے ۳۔اور پاگل جب تک کہ اس کی عقل کام نہ شروع کردے ۳۔ عاقل ہو یعنی اسکے ہوش وحواس قائم ہوں ۴۔آزادی ،غلام پر حج فرض نہیں ۵۔ صاحبِ استطاعت ٦ ۔زندگی میں صرف ایک مرتبہ حج فرض ہے اس سے زیادہ نفلی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ "حج صرف زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے جس نے ایک دفعہ سے زیادہ کیا تو وہ نفلی ہے۔ (ابوداؤد،نسائی)

حدیث مبارکہ میں آتا ہے ایک بدو آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ ہمیں اللہ پاک کی وحدانیت ،الوہیت اور اپنی رسالت کا حکم دیتے ہیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ! پھر اس نے سوال کیا کہ آپ ﷺ ہمیں نماز کا حکم دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس نے جواباً عرض کیا کتنی نمازیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ دن اور رات میں کل پانچ ،اس نے پوچھا اس کے علاوہ کوئی نماز جو فرض ہو،آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ہاں نوافل ہیں جس قدر تم اپنی طاقت سے ادا کرلو۔اس نے سوال کیا کہ "آپ ﷺ ہمیں زکوۃ کا حکم دیتے ہیں "؟فرمایا ہاں جب کہ تمہارے اموال کو سال گزر جائے تم پر زکوۃ فرض ہے اس نے پوچھا،اس کے علاوہ کوئی صدقہ ؟ (یعنی کوئی فرض صدقہ) ؟آپ ﷺ نے فرمایا نہیں البتہ نفلی صدقہ ہے جو تم اپنی مرضی اور خوشی سے دے دو۔اس نے سوال کیا کہ آپ ﷺ ہمیں سال میں 1 ماہ روزے رکھنے کا حکم دیتے ہیں ۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں سال میں 1 ماہ یعنی ماہ رمضان کے روزے تم پر فرض ہیں

۔اس نے سوال کیا کہ اس کے علاوہ کوئی روزہ (فرضی روزہ) ؟آپ ﷺ نے جواب دیا نہیں مگر نفلی روزے ہیں جس قدر طاقت ہو ان کا التزام کر سکتے ہیں۔اس نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ ہمیں استطاعت ہونے پر زندگی میں ایک دفعہ حج کا حکم دیتے ہیں ؟آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں ۔وہ شخص اٹھا اور باآواز قسم اٹھا کر کہنے لگا "کہ اللہ کی قسم میں نہ تو اس سے زیادہ کچھ کروں گا اور نہ ان میں کچھ کمی کروں گا" یہ کہہ کر وہ شخص چل دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص زمین پر اہل جنت میں سے کسی کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے "۔اللہ پاک کے احکامات کی پابندی اور بجاآوری انسان کے لئے جنت میں داخلہ کا سبب ہے ۔لیکن جو شخص بنی اسرائیل کی طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے چند پر عمل کریگا اور چند کو ضائع کردے تو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلا اعلان ہے ۔کہ "ایسے شخص کی سزا (جو کتاب کے بعض حصہ پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کردے یا ضائع کردے) دنیا میں ذلت ہے اور قیامت کے دن وہ ایک انتہائی سخت عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائیں اور جان لو کہ تمہارا رب تمہارے اعمال سے غافل نہیں" ۔نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے اللہ پاک کے احکامات کو پورا کیا اور اسلام کی عمارت کی حفاظت کی اللہ اسے عزتیں دے گا اس کی حفاظت کریگا۔لیکن جس شخص نے اللہ کے احکامات کو پورا نہ کیا اسلام کی عمارت کو نقصان پہنچایا۔اللہ پاک ایسے شخص کو ضائع کردے گا ۔اور دونوں جہانوں میں ذلت اور رسوائی اسکا مقدر ٹھہرے گی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا" جس شخص نے اللہ کی رضاکے لئے حج کیااور فحش کلامی نہ کی اور نہ فسق کی باتیں کیں جب (حج) کرکے لوٹے گا تو ایسا ہوگا جیسے اسکی ماں نے اسے ابھی جنا ہو" (متفق علیہ) درج بالا احادیث میں وارد ہے کہ جو شخص ادائیگی حج اور حج کے دنوں میں گناہوں سے باز آجائے تو اسکے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا اے عمرؓ! کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام لانا اسلام قبول کرنے سے پہلے والے گناہوں کو مٹادیتا ہے اور ہجرت پہلے کے گناہوں کو مٹادیتی ہے اور بے شک حج سابقہ گناہوں کو گرادیتا ہے اس حدیث مبارکہ میں تین باتوں کی وضاحت کی گئی ہے اول یہ کہ اگر کوئی غیر مذہب اسلام قبول کرلے تو اسکے زمانہ کفر کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، دوسرا یہ کہ راہ خدا میں ہجرت کرنے سے پہلے کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور حج کرنے سے سابقہ گناہوں کی بخشش ہوجاتی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ "حج گناہوں کو یوں دھوڈالتا ہے جیسے پانی میل کو ©" حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیانی گناہوں کو مٹادیتا ہے اور حج مقبول کی جزا صرف جنت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری بہن نے حج کی منت مانی تھی اور وہ مرگئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتا عرض کیا جی ہاں! آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ پاک کا قرض بھی ادا کرو وہ تو زیادہ

ادا کرنے کے لائق ہے۔ (مسلم ، بخاری) ایک روایت میں ہے " یہ گھر (کعبہ) مسلمانوں کا مرکز ہے جو کوئی اس کی طرف حج وعمرہ کی غرض سے نکلے یا نکلنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ بندہ اللہ پاک کی ضمانت میں ہے اللہ پاک کی نگرانی میں ہے اگر وہ اس کو قبض کرلے یعنی دوران حج مرجائے) تو اس کی ضمانت ہے کہ وہ جنت میں داخل کردیگا اور اگر اس کو واپس کردے (یعنی بخیر وعافیت واپس اہل عیال میں آگیا) تو وہ اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا کرے گا۔ (طبرانی فی الاوسط) حضرت عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی محبت میرے دل میں ڈال دی تو میں قبولیت اسلام کی غرض سے آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اپنا ہاتھ پھیلایئے میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آقا ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک شرط پر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں

فرمایا بولو کیا شرط ہے؟ عرض کی بس اللہ تعالیٰ سے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی کا طالب ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمرو جان لو! جب بندہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیتا ہے۔ اس طرح ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو ختم کردیتی ہے اور حج بھی پچھلی زندگی کے تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔ (مسلم ابن خزیمہ) ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ ! عورتوں پر جہاد ہے فرمایا ہاں ان کے ذمہ وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں حج وعمرہ (ابن

ماجہ) اور صحیحین میں انہیں سے مروی ہے کہ فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "بے شک اللہ کی رحمت کے فرشتے حجاج سے معانقے کرتے ہیں ان سے مصافحے کرتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ حاجی کے ایک ایک قدم کے بدلے اللہ پاک اس کو اجر و ثواب سے نوازتا ہے۔" ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "وہ حاجی جو سواری پر سوار ہو کر آتا ہے اس کی سواری کے ایک قدم کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ 70 گنا اور جو پیدل چل کر آتا ہے، اللہ پاک اس کو ایک قدم کے بدلہ میں 700 گنا تک اجر و ثواب عطا فرماتا ہے"۔ (الطبرانی والبزار) اللہ رب العزت حاجی سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ وہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ ﷺ مزدلفہ میں صبح کے وقت ذکر و اذکار میں مصروف تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے مسکرانا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان (خاص طور پر راوی حدیث حضرت عمرؓ) نے کہا کہ: "اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ پاک آپ کو یونہی مسکراتا رکھے۔ آپ ﷺ یونہی ہم میں اپنی مسکراہٹوں کے پھول اور موتی بانٹتے رہیں لیکن آپ ﷺ کے مسکرانے کا سبب ہمیں نظر نہیں آیا آپ ﷺ کے مسکرانے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی کہ کس چیز نے آپ ﷺ کو مسکرایا، آپ ﷺ نے فرمایا" بے شک تم لوگوں نے صحیح کہا ہے، جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری دعا کی وجہ سے میری امت کو معافی دینے کا اعلان فرمایا، تو میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کا دشمن شیطان ابلیس واویلا کر رہا ہے، بین کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے ہائے افسوس! ہائے افسوس! میری ساری محنت ضائع ہو گئی میں برباد ہو گیا مجھے اس

(کی یہ ذلت آمیز حالت دیکھ کے ہنسی آ گئی۔ (ابن ماجہ، احمد

سفر پر روانگی اور سفر سے واپسی کی نماز

سفر کو جاتے وقت روانگی سے پہلے اپنے گھر میں دو رکعتیں نماز سفر (سفر کی نیت) پڑھنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی نے اپنے گھر والوں میں دو رکعتوں سے بہتر (نائب و محافظ) نہ چھوڑا جن کو وہ سفر کے ارادہ کے (وقت اپنے گھر والوں پر پڑھتا ہے۔ (طبرانی

سفر سے واپس ہو کر بھی مسجد میں دو رکعت نفل پڑھنا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر سے واپس دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے (رات میں تشریف نہ لاتے) اور واپسی پر پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعت نفل پڑھتے پھر وہیں مسجد میں (کچھ دیر) تشریف رکھتے۔ (مسلم شریف)

حج کرنے والے کو گھر میں آنے سے پہلے ملنا

ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو حاجی سے ملے تو اسکو سلام دے اس سے مصافحہ کر اور اس سے کہہ کہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے (پہلے تیرے لئے استغفار کرے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے (رواہ احمد

صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرنا

حج نہ کرنا سخت گناہ ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے "اور جو انکار کرے تو اللہ پاک سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے"۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو زاد اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت تک پہنچا سکے اور حج نہ کرے تو اسکے لئے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔ ترمذی) حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسکو ظاہر حاجت) یا ظالم بادشاہ، یا خطرناک مرض حج سے نہ روکے وہ مر جائے اور حج نہ کیا ہو پس چاہے وہ یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر مرے،۔ یہودی اور نصرانی دو ایسی امتیں ہیں جو شخص ان میں سے ہو کر مرے گا اسکی نجات مشکل ہے اور اسکا ٹھکانہ جہنم ہوگا امیر المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظمؓ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنی سلطنت کے ہر شہر میں ایک ایک آفیسر کی تقرری کروں جو صرف اس بات کو چیک کرے کہ کون شخص صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہیں کرتا پھر ایسے لوگوں پر جزیہ مقرر کردوں کیونکہ ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ آخر میں میری تمام حجاج کرام سے اپیل ہے کہ جب پہلی نظر اللہ پاک کے گھر پڑے تو میرے لئے بھی دعا کرنا۔ گنبد خضرا پر جا کر میری طرف سے درود و سلام کے نذرانے پیش کرنا اور دعا کرنا کہ اللہ پاک نبی کریم ﷺ کی محبت اور شفقت دونوں جہاں میں نصیب فرمائے۔ وطن عزیز پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ برپا کرنیوالا حکمران عطا فرمائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق

واتحاد نصیب فرمائے۔اللہ رب العالمین آقائے دوجہاں سرورکون ومکاں ﷺ کی سچی
اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔کفار ومشرکین، منافقین، حاسدین کامنہ کالافرمائے۔
حضور ﷺ کے غلاموں کادونوں جہانوں میں بول بالافرمائے۔آمین بجاہ النبی
الامین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حج کا رکن اعظم: یوم عرفہ

- ×
- ×
- ×
- ×
- ×
- ×
- ×

عیدِ قربان کے فضائل و مسائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (ترجمہ) تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ سورۃ الکوثر

"عیدالاضحیٰ" نوید و مسرت کا دن ہے جسے تین دن تک منانے کا حکم دیا گیا ہے۔ دراصل ذوالحجہ کا مہینہ نہایت ہی عظمت اور مرتبے والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کا چاند نظر آتے ہی ہر دل میں اس عظیم الشان قربانی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جسکی مثال تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ مہینہ اس جلیل القدر پیغمبر کی یادگار ہے جن کی زندگی قربانی کی عدیم المثال تصویر تھی یہ پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل علیہ السّلام ہیں۔ سال کے بعد 10 ذی الحجہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر مسلمانانِ عالم اپنے خالق و مالک کے ساتھ اظہار و محبت کرتے ہوئے اس کے نام پر جانور قربان کرتے ہیں اور سنت ابراہیمی کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ درحقیقت اس قربانی کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمان اللہ پاک کی راہ میں اپنی عزیز ترین متاع کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں اور ہر امتحان میں ثابت قدم رہیں۔ آقائے دوجہاں سرور کون و مکاں ﷺ کی حیات طیبہ اپنے جدامجد حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہؑ کی طرح آزمائشوں اور امتحانوں میں ثابت قدمی سے عبارت ہے۔ امت مسلّمہ کے فرد ہونے کے ناطے ہمارا یہ اوّلین فرض ہے کہ ہم میں سے

ہر ایک دین اسلام کی بلندی اور عروج کے لئے جان و دل سے کام کرے۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہؑ کی حیات مقدسہ میں حضرت اسماعیل ذبیح اللہؑ کی قربانی کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی وجہ سے انہیں بارگاہ خداوندی سے شرف امامت بھی عطا کیا گیا۔ باپ بیٹے نے تسلیم جاں کا یہ اظہار صرف زبانی کلامی نہیں کیا، بلکہ عملاً حکم الٰہی کی بجاآوری کے لئے بیٹے کی قربانی کی غرض سے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے اپنے ہاتھ میں چھری بھی لے لی تھی۔ لیکن حضرت اسماعیل ذبیح اللہؑ کی زندگی محفوظ رہی کیونکہ ان کی نسل پاک سے جن کی خاطر یہ بزم کونین سجائی گئی نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہونی تھی۔ اللہ رب العزت نے حضرت اسماعیلؑ کے ذبح کو ذبح عظیم کا فدیہ قرار دے دیا۔

قربانی کی اہمیت : جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے بعض عبادات کو مخصوص اوقات میں فرض کیا ہے اسی طرح قربانی بھی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ قربانی کے لئے شریعت کی طرف سے خاص دن مقرر ہیں۔ قربانی کے بیشمار فضائل آپ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں جن کا احاطہ تو ممکن نہیں البتہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے موقع پر فضائل و مسائل قربانی کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ درج کی جارہی ہیں۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ! کے اصحابؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی سنت ہے۔ صحابہ کرام

علیہم الرضوان نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ ہمارے لئے ان میں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔ صحابہؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ اگر اون والا جانور قربانی دیں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے میں بھی نیکی ہے (سنن ابن ماجہ) ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قربانی کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک (مشروط) جانور کے خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے وہ ذبح شدہ جانور قیامت کے دن بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا بے شک قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دربار میں مقام قبولیت پر پہنچ جاتا ہے پس قربانیوں کے بسبب دلی طور پر خوش ہو جاؤ۔ (سنن ترمذی) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے تو دس تاریخ تک بال وغیرہ کو ہاتھ نہ لگائے (سنن ابن ماجہ) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص تم میں سے ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور وہ قربانی کرنا چاہتا ہو تو ذی الحجہ کی 10 تاریخ تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (سنن ابن ماجہ) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ نیک عمل اس میں ان ایام عشرہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ مگر وہ مرد جو اپنی جان اور مال لے کر نکلا اور ان میں سے کسی چیز کے ساتھ واپس نہ

آیا۔ (مشکوۃ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی دن زیادہ محبوب نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف کہ ان میں عبادت کی جائے ذی الحج کے ان دس دنوں سے ان دنوں میں ایک دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے اور اسکی ایک رات کا قیام سال کی راتوں کے قیام کے برابر ہے۔ (غنیہ الطالبین۔ مشکوۃ المصابیح) جو شخص ان دس ایام کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ دس چیزیں اسکو مرحمت فرما کر اسکی عزت افزائی کرتا ہے۔ ۱۔ عمر میں برکت ۲۔ مال میں برکت ۳۔ اہل عیال کی حفاظت ۴۔ گناہوں کا کفارہ ۵۔ نیکیوں میں اضافہ ۶۔ موت کے وقت آسانی ۷۔ اندھیرے میں روشنی ۸ میزان میں سنگینی یعنی وزنی بنانا ۹۔ دوزخ کے طبقات سے نجات ۱۰۔ جنت کے درجات پر عروج۔

قربانی کا ثواب

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے روایت ہے کہ جو شخص قربانی کا جانور خریدنے کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اسے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور اسکے دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اسکے دس درجے بلند کر دیے جاتے ہیں۔ جب وہ جانور کے مالک سے گفتگو کرتا ہے اسکے نامہ اعمال میں تسبیح لکھی جاتی ہے اور جب وہ جانور خرید کر اسکے مالک کو قیمت ادا کرتا ہے تو اسے ہر ایک درہم کے بدلے سات سو نیکیاں دی جاتی ہیں اور جب اس جانور کو زمین پر ذبح کرنے کے لئے لٹاتا ہے تو اس کے لئے زمینوں اور آسمانوں کی مخلوق استغفار کرتی ہے اور ذبح کے

وقت اس جانور کا خون بہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے خون کے ہر قطرے کے بدلے دس فرشتے پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اسکی بخشش کے لئے دعائیں مانگتے رہیں گے۔جب اس جانور کا گوشت تقسیم کرتا ہے تو اسے ہر لقمہ کے بدلے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا یوم النحر (10 ذی الحج) کے دن بارگاہ الٰہی میں ابن آدم کے عمل میں سب سے پسندیدہ سخاوت قربانی کرنا ہے بے شک قیامت کے دن قربانی کا جانور بمعہ سینگوں بالوں اور کھروں کے آئے گا۔قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے وہ جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے۔فَطِیبُوا بِھا نَفسًا (پس خوشی سے قربانی کرو)۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص خالص نیت سے راہ خدا میں جانور قربان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اس طرح اجر دیتا ہے جسکا علم باری تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں،البتہ قربانی کا ادنی ترین ثواب تو یہ ہے کہ قربانی کے جانور کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے کے بدلے پہلے قطرے کا ثواب یہ ہے قربانی کرنے والے کو ستر درجے دیئے جاتے ہیں دوسرے قطرے کے بدلے ستر نیکیاں پاتا ہے اور تیسرے قطرے پر اسکے ستر گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں چوتھے قطرے کے بدلے ثواب یہ ہے کہ قربانی کے وقت جو تکبیر اللہ اکبر پڑھی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوشبوئے مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے پانچویں قطرے پر اسکے جسم اور زبان کے گناہوں سے یوں پاک کر دیا جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو چھٹے قطرے

پر اس کے لئے بہشت میں اس کے لئے ایک شہر تیار کیا جاتا ہے ساتویں قطرے پر روز محشر سرداری کے لئے چنا جاتا ہے یہ سرداری مخلوقات کی سرداری ہو گی آٹھویں قطرے پر اسکو اسکے والدین اور اہل خانہ کو بخش دیا جاتا ہے نویں قطرے پر اسکے اور دوزخ کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت کے برابر ایک خندق حائل کر دی جاتی ہے دسویں قطرے کے بدلے اسکا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا گیارہویں قطرے پر اسکی نمازیں اور نیک دعائیں قبول ہونگی بارھویں قطرے پر اسکے لئے آتش دوزخ سے رہائی لکھ دی جاتی ہے تیرھویں قطرے پر اسکو ستر ہزار حوریں دی جائیں گی چودھویں قطرے پر اسکے نامہ اعمال میں ستر رسولوں کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے پندرہویں قطرے پر مرض الموت میں عزرائیلؑ اسکو رحمت و بخشش کی نوید مسرت سناتے ہیں سولہویں قطرہ پر اسکی موت کی سختی کم ہو جائے گی سترہویں قطرے پر اسکو طوق و زنجیر سے آزاد کیا جائے گا، اٹھارہویں قطرے پر ستر غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا انیسویں قطرے پر اسکو روزِ محشر ایک براق دیا جائے گا جس پر وہ سوار ہو کر پُل صراط سے بجلی کی طرح گزر کر جنت میں داخل ہو گا بیسویں قطرے پر روز محشر حساب و کتاب میں اس پر رحمت الٰہی کا نزول ہو گا اکیسویں قطرے پر اسکے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں بائیسویں قطرے پر اللہ تعالیٰ اسکو روز محشر اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس روز عرش الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔ ہر قطرے پر یہ ثواب بڑھتا چلا جاتا ہے جسکا شمار اللہ رب العزت کے سوا کسی کو معلوم نہیں پھر جب ذبح سے فارغ ہو جاتا ہے تو اللہ پاک اسکی نگاہوں کے سامنے ایک

جگمگاتا ہوا نور پیش کرتا ہے جب بھنے ہوئے گوشت کی بوٹی کھاتا ہے تو اللہ پاک اسکی قبر کو روشن فرماتا ہے۔ اسکی قبر کو اتنا فراخ کرتا ہے جس قدر کہ ستر برس کی راہ ہوتی ہے جب محتاجوں کو گوشت دینے کے لئے لے جاتا ہے تو اسکو پہلا قدم اٹھانے پر سفر حج کا ثواب ملتا ہے دوسرے قدم پر اسکی عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے تیسرے قدم پر اسکے نامہ اعمال میں کوہ ابو قیس کے برابر ثواب لکھ دیا جاتا ہے چوتھے قدم پر اسکی آنکھوں میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی مانند حیا پیدا ہوتی ہے پانچویں قدم پر اسکا قلب نرم ہوتا ہے چھٹے قدم پر اللہ تعالیٰ اسکو فرزند صالح عطا فرمائیں گے جو قیامت میں اسکا شفیع ہوگا ساتویں قدم پر اسکی قبر آسمان کی چوڑائی کے برابر فراخ کردی جائیگی۔ اور اسطرح ہر قدم پر ثواب بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس قدر بڑھے گا کہ جسکا علم سوائے اللہ رب العزت کے کسی کو بھی نہیں۔ پھر جب اپنے بال بچوں کے ساتھ بیٹھ کر قربانی کا گوشت کھاتا ہے تو پہلے لقمہ پر اسکو ستر نبیوں کا ثواب ملتا ہے۔ دوسرے لقمہ پر ستر حج کا ثواب تیسرے لقمہ پر ستر نمازیوں کا ثواب اور چوتھے لقمہ پر راہِ خدا میں ستر گھوڑے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے پانچویں لقمہ پر اللہ تعالیٰ اسکو ایمان کامل نصیب فرمائیں گے چھٹے لقمہ پر اسکی قبر میں ایک کھڑکی کھل جائے گی جو قیامت تک روشنی کا باعث ہوگی اسی طرح ہر لقمہ پر ثواب بڑھتا چلا جاتا ہے جو شخص قربانی کے گوشت میں سے کسی کو کھلائے گا تو ستر شہیدوں کا ثواب پائے گا، اور موت کے وقت فرشتہ اسکو بشارت سنائے گا کہ اے شخص اللہ تعالیٰ نے تجھے عذاب سے بالکل آزاد کردیا ہے۔

مالدار کے لئے وعید

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قربانی کرنے کی طاقت رکھتا ہو پھر وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے مصلی کے پاس نہ آئے۔ محمد ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کیا قربانی واجب ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی اور آپ ﷺ کے صحابہؓ نے بھی کی اور یہ سنت (جاری ہے۔ (سنن ابن ماجہ

مسائل قربانی

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے رات میں قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (طبرانی) حضرت عبید بن فیروز سے روایت ہے کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا مجھے بتایئے کہ کون سی قربانی ناپسندیدہ ہے اور کس قربانی سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا چار قسم کے جانور قربانی کے لئے درست نہیں اوّل کانا جس کا کانا پن صاف ظاہر ہو دوم جو بیمار ظاہر ہو، سوم جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، چہارم جو اتنا کمزور ہو کہ اس کی ہڈیوں پر گوشت نظر نہ آئے عبیدؒ کہتے ہیں براء نے کہا مجھے تو وہ بھی برا معلوم ہوتا ہے جس کے کان میں نقص ہو حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا تم جسے برا سمجھتے ہو تو نہ خریدو لیکن دوسروں کو نہ منع کرو۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضی شیر خداؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

☆قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جو مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم ہو اور اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر سامان تجارت یا کسی سامان یا روپوں کا مالک ہو اور یہ مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں☆قربانی واجب ہونے کے لئے مذکورہ نصاب پر سال کا گزرنا ضروری نہیں قربانی کے تین دنوں میں جس کے پاس مذکورہ نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے ☆گھر میں جتنے افراد صاحب نصاب ہوں سب پر الگ الگ قربانی کرنا واجب ہے البتہ نابالغ اور مجنوں (پاگل) پر قربانی واجب نہیں اگرچہ وہ صاحب نصاب ہی ہوں ☆غریب شخص جس پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس جانور کی قربانی واجب ہے ☆گائے، بیل، بھینس اور بھینسے کی عمر کم از کم دو سال ہونا ضروری ہے اونٹ اور اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال ہونا ضروری ہے اور باقی جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔ البتہ بھیڑ، یا دنبہ اگر سال سے کم ہو لیکن اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق محسوس نہ ہو یعنی دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے بشرطیکہ چھ ماہ سے کم کا نہ ہو اگر جانور فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات اس کے بیان کی تکذیب نہیں کرتے تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ ☆قربانی

کا جانور موٹا تازہ اور بے عیب ہونا چاہیے اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی مکروہ ہو گی زیادہ عیب والے جانور پر قربانی نہ ہو گی☆قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ صدقہ ایک حصہ احباب میں تقسیم کرے اور ایک حصہ اپنے لئے رکھ لے☆جس کے دانت نہ ہوں یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے بکری میں ایک تھن کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لئے کافی ہے اور گائے اور بھینس میں دو تھن خشک ہوں تو ناجائز ہے جس کی ناک کٹی ہو یا علاج کے ذریعہ اس کا دودھ خشک کر دیا ہو اور خنثیٰ جانور یعنی جس میں نر و مادہ دنوں کی علامتیں ہوں اور جو صرف غلیظ کھاتا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔ بھیڑیا دنبہ کی اون کاٹ لی گئی ہو اس کی قربانی جائز ہے اور جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔

قربانی کی کھالیں

حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قربانی کی ہر چیز بانٹنے کا حکم دیا چاہے گوشت ہو یا کھال یا جھول سب غریبوں میں بانٹ دی جائے۔ سنن ابن ماجہ) قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلیٰ بنانا، چمڑے کی کوئی) چیز بنالینا جائز ہے اگر کھال کو فروخت کر دیا جائے تو اس کی قیمت استعمال میں لانا جائز نہیں ہے بلکہ فقراء و مساکین پر اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز

نہیں ۔امام مسجد اگر غریب ہے تو بطور اعانت اسے بھی کھال دے سکتے ہیں۔ قربانی کی کھالوں کے بہترین مصارف مدارس اسلامیہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے والے مستحق طلباء طالبات ہیں ۔مدارس اسلامیہ کو قربانی کی کھال دینے میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیائے علم دین میں تعاون بھی تو اس لئے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ قربانی کی کھالیں مذہب حق اہلسنت والجماعت کے تمام مدارس، یا مذہب حق اہلسنت کی تحریکیں جس طرح دعوت اسلامی، منہاج ویلفئیر فاؤنڈیشن ہیں ان میں جمع کرائیں ۔تاکہ تعلیم صحت، اور فلاح عام کے اجتماعی عظیم منصوبہ جات پایہ تکمیل کو پہنچ سکیں۔

عید الاضحیٰ: عید الاضحیٰ کے دن صبح سویرے اٹھنا، غسل و مسواک، نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، صبح کی نماز اپنے محلّہ کی مسجد میں ادا کرنا، عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا، عیدگاہ کی طرف پیدل چل کر ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز عید پڑھنے کے لئے جاتے ہوئے تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھنا مسنون ہے ۔عید کی نماز کے لئے خطبہ سنت ہے خطبہ نماز کے بعد ہوگا، عید کی نماز کسی بڑے میدان میں ادا کرنا سنت ہے لیکن بڑے شہر یا اس جگہ جہاں زیادہ آبادی ہو ایک سے زائد مقامات پر عیدین کے اجتماع بھی درست ہیں اور میدان کی بھی شرط نہیں بڑی مساجد میں بھی یہ اجتماع صحیح ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ایک جگہ اجتماع

ہوگا تو بہت سے لوگ نماز عید سے محروم رہ جائیں گے کچھ تو حقیقی مشکلات کی وجہ سے اور کچھ اپنی سستی کے باعث۔

اللہ پاک سے دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ہماری تمام جانی و مالی عبادات کو اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے ۔ملک پاکستان کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی بروز قیامت شفاعت نصیب فرمائے ۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق واتحاد نصیب فرمائے ۔اللہ رب العزت عالم اسلام اور ملک پاکستان کی خیر فرمائے۔مالک کائنات ارض وسماوات آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔ کفار ومشرکین، منافقین، حاسدین کا منہ کالا فرمائے ۔ حضور ﷺ کے غلاموں کا دونوں جہانوں میں بول بالا فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین

شہادت سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے چھ برس بعد طائف میں ہوئی اس لحاظ سے آپؓ حضور نبی کریم ﷺ سے قریباً چھ برس چھوٹے تھے۔آپؓ کا نام "عثمان آپؓ کی کنیت "ابو عبداللہ "اور "ابو عمرو "اور لقب "ذوالنورین "ہے۔آپؓ کے والد کا نام "عفان ابن ابی العاص "اور والدہ ماجدہ کا نام "اروی بنت کریز "ہے۔

ذوالنورین کی وجہ تسمیہ: آپؓ کے لقب ذوالنورین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں آپؓ کے نکاح میں آئیں آپؓ کا نکاح پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے ہوا انکے وصال کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت اُم کلثومؓ کا نکاح آپؓ سے کیا۔ حضرت اُم کلثوم کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی جسکا میں نکاح کرتا تو میں اسکا نکاح عثمانؓ سے ہی کرتا۔ سنن بیہقی میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انکے علاوہ کبھی کسی نبی کی دو بیٹیاں ایک شخص کے نکاح میں نہیں آئیں اور یہی وجہ ہے کہ آپؓ کو ذوالنورین یعنی دو نوروں والا کہا گیا ہے۔زمانہ جاہلیت میں آپکی کنیت ابو عمرو تھی ۔جب آپؓ نے اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے نکاح ہوا تو انکے بطن

پاک سے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے جن کے نام سے آپ ﷺ کی کنیت ابو عبداللہ مشہور ہوئی۔آپؓ کا سلسلہ نسب عبد مناف پر حضور نبی کریم ﷺ سے جاملتا ہے آپؓ کے والد کی طرف سے سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔"عثمانؓ بن عفان بن ابوالعاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب"۔آپؓ کا والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔اروٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اِنَّ الَّذِینَ یُبَایِعُونَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوقَ اَیدِیھِم☆وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ہی بیت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے۔اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ یکم ذی الحجہ ۹ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ پندرہ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ مدینہ منورہ سے عمرہ کے ارادے سے مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئے۔آقا ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے جو کہ حدیبیہ کے مقام پر جا کر بیٹھ گئی۔حدیبیہ ایک گاؤں ہے جو مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہے۔آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو قیام کرنے کا حکم دے دیا۔آقا ﷺ نے جب قیام کیا تو دوران قیام ہی آپ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ مشرکین مکہ نے انکی آمد کو غلط انداز میں لیا ہے اور وہ ان سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔حضور ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو قریش مکہ کی طرف مکہ معظّمہ میں پیغام دے

کر بھیجا کہ وہ معززین مکہ کو جا کر بتائیں کہ ہم لڑنے یا جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے بلکہ ہم تو صرف اللہ پاک کے گھر کی زیارت اور طوافِ کعبہ کے لئے آئے ہیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ محبوب خدا ﷺ کا یہ پیغام لیکر بحیثیت قاصد قریش مکہ کی طرف چلے گئے ۔جب آپؓ مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو آپکی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی ۔آپؓ انکے ساتھ انکے گھر روانہ ہوگئے ۔آپؓ نے ابان بن سعید بن العاص کے ساتھ حضور ﷺ کا پیغام ابوسفیان اور دیگر معززین مکہ کو جا کر پیغام سنایا۔اس پیغام کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس سال تو مسلمانوں اور انکے آقا (ﷺ) کو مکہ مکرمہ نہیں آنے دیں گے ۔آپؓ سے انہوں نے کہا ہاں اگر تم طواف کعبہ کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اجازت ہے قربان جاؤں سیدنا عثمان غنیؓ آپؓ کے عشق رسول ﷺ پر !آپؓ نے فرمایا کہ میں اسوقت تک کعبہ شریف کا طواف نہیں کروں گا جب تک میرے آقا ﷺ اور دیگر صحابہ کرامؓ طواف کعبہ شریف نہ کرلیں ۔اس انکار کے بعد معززین مکہ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو اپنے پاس روک لیا اس تاخیر کی وجہ سے لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا گیا ہے جب آقا ﷺ کو شہادت سیدنا عثمان غنیؓ کا پتا چلا اس پر مسلمانوں کے دلوں میں قتل عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے کفار سے مقابلہ کرنے کا جوش پیدا ہوگیا آقا ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے ۔آقا ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ سے اس بات پر بیعت لی کہ جب تک ہم حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدان جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری

جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں اس بیعت میں نبی کریم ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔"اے پیغمبر ﷺ ! جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ حقیقت میں اللہ پاک سے بیعت کر رہے تھے اور انکا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اسکا وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس نے اللہ پاک کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ پاک عنقریب اسکو اجر عظیم عطا فرمائے گا"۔خوش قسمت ہیں وہ صحابہ کرامؓ کہ جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ رب العزت نے فرمادیا۔لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ۔ (پارہ 26) بے شک اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہوگیا۔جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے تھے ۔جب معززین مکہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ بڑے پریشان ہوگئے انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو واپس بھیج دیا۔اور ساتھ ہی ایک وفد صلح کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیج دیا جس نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ معاہدہ حدیبیہ کی شرائط طے کیں جس پر حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے بھی دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح دستخط طے کیے ۔حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے میرا رفیق جنت میں عثمانؓ ہے۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "عثمان غنیؓ کی سفارش سے ستر ہزار جہنمی جن پر آگ

واجب ہو چکی ہے بلا حساب جنت میں داخل ہونگے ۔ سیدنا مرہ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے بعد کے) فتنوں کا ذکر کیا اتنے میں ایک آدمی کپڑا اوڑھے ہوئے وہاں سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا میں نے اٹھ (کر دیکھا تو وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ (سنن ترمذی

حیاء عثمان غنیؓ: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن آقا ﷺ گھر میں لیٹے ہوئے تھے ۔اس حال میں آپ ﷺ کی پنڈلی مبارک ننگی تھی دروازے پر دستک ہوئی تو پوچھا کون جواب آیا صدیقؓ ! آپؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ ﷺ سے کچھ گفتگو کی۔ پھر دروازے پر حضرت عمر فاروقؓ آئے ۔آپؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی آقا ﷺ نے اندر آنے کی اجازت دے دی ۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپ ﷺ کے ساتھ کچھ باتیں کی ۔اسکے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ آئے اور اجازت مانگی تو اس پر حضور ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے ۔ "وَسَوَیتَ ثِیَابَکَ "اور اپنے کپڑوں کو درست فرمالیا۔جب سب چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے جب میرے ابا جان آئے آپ اسی حالت میں رہے۔جب حضرت عمر فاروقؓ آئے تو بھی آپ اسی حالت میں رہے ۔لیکن جب عثمان غنیؓ آئے تو آپ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور پنڈلی کا کپڑا بھی درست فرمالیا۔ آقا ﷺ نے فرمایا اے عائشہ کیا میں اس (شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف

سخاوت عثمان غنیؓ: حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں سخت قحط پڑ گیا لوگ جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئے۔آپؓ کی بارگاہ میں غلہ کم ہونے کی شکایت کی۔اس پر آپؓ نے فرمایا گھبراؤ نہیں بفضلہٖ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ شام سے پہلے یہ مشکل آسان فرما دے گا جب شام کا وقت ہوا تو پتہ چلا کہ حضرت عثمان غنیؓ کے غلے سے بھرے ہوئے ایک ہزار اونٹ شام سے واپس مدینہ پہنچ چکے ہیں یہ اطلاع ملتے ہی مدینہ منورہ کے تمام تاجر آپؓ کے گھر جمع ہو گئے آپؓ سے غلہ خریدنے کی بات کی حضرت عثمان غنی نے فرمایا کیا نفع دو گے؟ وہ کہنے لگے دوگنا نفع دیں گے۔آپؓ نے فرمایا یہ تھوڑا ہے وہ کہنے لگے چار گنا نفع لے لو۔آپؓ نے فرمایا یہ تھوڑا ہے۔مدینہ کے تاجروں نے کہا پانچ گنا نفع لے لو۔آپؓ نے فرمایا یہ تھوڑا ہے اور زیادہ کرو۔وہ کہنے لگے کہ مدینہ کے تاجر تو ہم ہیں اور ہم سے زیادہ آپ کو نفع کون دے گا۔آپؓ نے فرمایا جو کوئی دس گنا نفع دے گا یہ غلہ اسے دونگا۔تاجروں نے اتنا نفع دینے سے انکار کر دیا۔آپؓ نے فرمایا مجھے بارگاہ الٰہی سے ایک درہم کے بدلے دس درہم نفع ملتا ہے یہ کہہ کر آپؓ نے سارا غلہ مدینہ منورہ کے غرباء میں تقسیم کر دیا۔قربان جاؤں حضرت سیدنا عثمان غنیؓ تیری سخاوت پر اللہ پاک آپؓ کی سخاوت کی وجہ سے اہل مومن کے دل میں سخاوت ڈال دے۔غزوہ تبوک کے موقع پر ایک وقت ایسا بھی آیا جب مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑ گیا اور نوبت درختوں کے پتے کھانے تک آ گئی جب غزوہ تبوک کی تیاری کی گئی

تواس وقت نہایت بے سروسامانی کا عالم تھا حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو جہاد کی ترغیب دی حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے سو اونٹ سامان سے لدئے ہوئے پیش کیے حضور ﷺ نے پھر جہاد کی ترغیب دی تو حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے سو اونٹ مزید سامان سے لدئے ہوئے مزید آقا ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیے ۔آقا ﷺ نے جہاد کی ترغیب جاری رکھی یہاں تک کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے مزید ایک سو اونٹ مع سامان لے کر آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے منبر سے نیچے اتر کر فرمایا: آج کے بعد کوئی عمل عثمانؓ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا تو آپ ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے لئے دعا کی "اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں لہٰذا تو بھی اس سے راضی ہو جا"۔

بغض عثمان غنیؓ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک شخص کی نمازہ جنازہ پڑھانے تشریف لے گئے ۔پس آپ ﷺ نے اسکا جنازہ نہ پڑھایا۔آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس سے پہلے کبھی کسی کا جنازہ پڑھائے بغیر واپس نہیں آئے تو آقا ﷺ نے فرمایا "بے شک وہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا، پس وہ اللہ پاک سے (بغض رکھتا تھا "۔(ترمذی

شہادت

حضرت عثمانؓ کی شہادت عبداللہ بن سبا اور مروان کی شرارتوں سے واقع ہوئی

چنانچہ مصریوں کے اصرار پر صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت حضرت عثمان غنیؓ کے پاس آئی اور گورنر مصر کی معزولی کا مطالبہ کیا آپ نے فرمایا جس کو تم پسند کرتے ہو میں اسکو گورنر بنا دیتا ہوں انہوں نے حضرت محمد بن ابو بکرؓ کی طرف اشارہ کیا آپؓ نے محمد بن ابکرؓ کو گورنر بنا کر مصر روانہ کر دیا اور انکے ساتھ مہاجرین وانصار کی بھی ایک کثیر تعداد روانہ ہوئی تاکہ وہاں کے حالات کا جائزہ لیں۔ادھر مروان نے مصر کے پہلے گورنر کو ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ یہ خط امیر المومنین کی طرف سے ہے۔ان کا کہنا ہے کہ جونہی محمد بن ابو بکر اور انکے ساتھی تمہارے ہاں پہنچیں تو ان سب کو قتل کر دینا اور خفیہ طور پر حضرت عثمانؓ کی مہر لگا کر آپ ہی کے غلام کو اونٹ پر سوار کر کے مصر روانہ کر دیا راستہ میں یہ لوگ اور یہ غلام باہم مل گئے۔انہوں نے اس غلام سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو اس نے کہا امیر المومنین کا ایک پیغام لیکر مصر جا رہا ہوں ۔انہوں نے کہا کہ مصر کا گورنر تو ہمارے ساتھ ہے جو پیغام ہے انہیں کہو اس نے کہا یہ نہیں جو مصر میں ہیں انکی بات ہے اس پر لوگوں کو شک پڑ گیا وہ کہنے لگے کہ تیرے پاس کوئی خط تو نہیں وہ غلام کہنے لگا میرے پاس کوئی خط نہیں ۔ چنانچہ انہوں نے اس غلام کی تلاشی لی تو خط نکل آیا جب اس نے کھول کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ یہ خط حضرت عثمانؓ کیطرف سے ہے لوگوں نے محمد بن ابو بکر کو زبردستی حاکم مقرر کر دیا ہے لہٰذا جس وقت یہ مصر میں پہنچیں تو انہیں فوراً قتل کر دینا۔یہ خط پڑھ کر سب غصہ میں بھڑک اٹھے اور واپس مدینہ منورہ آ گئے اور تمام صحابہ کو جمع کیا اور وہ خط سنایا صحابہ کرامؓ

وہ خط لیکر حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا کیا یہ خط تم نے لکھوایا ہے حضرت عثمانؓ نے لاعلمی اظہار کیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ حکم دیں ہم ان ظالموں سے لڑائی کرکے انہیں بھگادیں۔آپؓ نے فرمایا تمہیں قسم ہے پیدا کرنیوالے کی کسی مسلمان کا ایک قطرہ بھی خون کا نہ بہانا میں اسکا قیامت کے دن کیا جواب دوں گا۔پھر صحابہ کرامؓ نے کہا کہ آپ کسی اور جگہ چلے جائیں آپؓ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ سرکار کے قدموں میں میری جان نکل جائے تو کوئی پرواہ نہیں اسکے بعد آپؓ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور خط کے بارے میں اپنی لاعلمی کا اظہار فرما ہی رہے تھے کہ ظالموں نے آپؓ پر پتھر برسانے شروع کردیے یہاں تک کہ آپؓ بے ہوش ہو کر زخمی حالت میں منبر سے نیچے گر پڑے۔لوگ آپکو اسی حالت میں اٹھا کر لے آئے صحابہ کرامؓ نے آپکی حالت دیکھ کر ایک بار پھر کہا اے امیر المومنین آپ ہمیں اجازت دیں ہم انکا خاتمہ کردیں آپؓ نے انہیں منع فرمادیا۔اب ایک بار پھر سینکڑوں کی تعداد میں بلوائیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور کہنے لگے کہ اب بغیر قتل کے نہ چھوڑیں گے اور ہر چیز کا مکان کے اندر آنا جانا حتیٰ کہ پانی تک بند کردیا گھر میں کھانے پینے کی ہر چیز ختم ہو گئی جب پانی بند ہوئے سات دن گزر گئے تو حضرت سیدنا عثمانؓ نے کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال کر آواز دی کہ ہے کوئی آج عثمانؓ کو پانی کا ایک پیالہ پلادے میں وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن جو نبی کریم ﷺ حوض کوثر پر پیالہ مجھے عطا فرمائیں گے میں اُسے پیالہ دوں گا۔جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کو پتا چلا تو آپؓ نے تین مشکیں پانی سے بھریں اور جب آپکے مکان کے قریب پہنچے تو ان باغیوں نے مشکوں میں برچھے مار کر انہیں چھلنی کر دیا جس سے سارا پانی بہہ گیا اسکے بعد حضرت ام المومنین ام حبیبہؓ بھی پانی کی ایک مشک لے کر خچر پر سوار ہو کر آئیں۔ مگر ان ظالموں نے انکی بھی پرواہ نہ کی اور خچر کے منہ پر چھڑیاں ماریں جس سے وہ ایسا بھاگا کہ حضرت ام حبیبہؓ بمشکل گرنے سے بچیں یہ دیکھ کر لوگ گھبرائے اور کہا خدا تمہارا خانہ خراب کرے ازواج نبی کا تو کچھ خیال کرو اس پر اہل مدینہ کو بہت غصہ آیا اور تلواریں لے کر حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ اب تو ازواج رسول کی بھی بے حرمتی ہونے لگی ہے ہمیں لڑنے کی اجازت دو آپؓ نے پھر منع فرمادیا حتیٰ کہ پانی بند ہوئے چالیس دن گذر گئے اسکے بعد ظالموں نے آپکے مکان کو آگ لگادی گھر والے گھبرا اٹھے بچے رونے لگے حضرت عثمان غنیؓ اسوقت نماز پڑھ رہے تھے گھر جل رہا تھا مگر حضرت عثمانؓ کی نماز میں ذرا بھر بھی فرق نہ آیا۔ اسکے بعد آپؓ قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ چند باغی دیوار پھاند کر مکان کے اندر داخل ہو گئے جن میں محمد بن ابی بکر نے آپؓ کی داڑھی مبارک کو پکڑ کر ہلانا شروع کر دیا۔ آپؓ نے فرمایا اگر تیرا باپ آج زندہ ہوتا تو تو کبھی ایسا نہ کرتا چنانچہ وہ تو اس بات سے شرم کھا کر بھاگ نکلا۔ ایک ظالم سواد بن حمران نے آپ کا گلا گھونٹا اور ایک نے آپ کے چہرے پر طمانچے مارنے شروع کر دیے مگر واہ عثمان تیرے حوصلے پر صد قے تیرے صبر پر قربان اُف تک نہ کی پھر اس نے تلوار کا وار کیا جس سے آپکی زوجہ حضرت نائلہؓ کی انگلیاں روکتے ہوئے

کٹ گئیں اور آپؓ کا اپنا ہاتھ بھی کٹ کر زمین پر گر گیا اس پر آپؓ نے فرمایا یہ وہ ہاتھ تھا جو وحی لکھا کرتا تھا آج یہ راہ مولیٰ میں کٹا ہے یہ وہ ہاتھ تھا جس نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور جس دن سے اس ہاتھ کو نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ کہا یہ کسی گندی جگہ پر نہ گیا۔ آپؓ نے فرمایا! او بے خبرو ذرا اس ہاتھ کو اچھی طرح دفن کرنا اسکے بعد ایک اور ظالم نے آپؓ پر برچھے کے وار کرنا شروع کر دیے اور خون کا پہلا قطرہ قرآن مجید کی اس آیت پر گرا" فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ " تمہارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اس طرح آپ تلاوت قرآن مجید اور کلمہ شریف کا ورد کرتے ہوئے اٹھارہ 18 ذوالحجہ 35ھ بروز جمعۃ المبارک کو جام شہادت نوش فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رٰجِعُون۔

تجہیز و تکفین: روایات میں موجود ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کا جسم اطہر تین دن تک آپؓ کے گھر بے گور و کفن پڑا رہا آپؓ کے گھر کے ارد گرد سازشیوں نے شورش برپا کر رکھی تھی بالآخر شہادت کے چوتھے روز حضرت جبیر بن معطمؓ اور حضرت حکیم بن حزامؓ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے درخواست کی وہ ان سازشیوں کو سمجھائیں کہ اب تو وہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی تدفین کرنے دیں حضرت علی المرتضیٰؓ سازشیوں کے پاس پہنچے تو آپؓ نے حضرت سیدنا امام حسن، حضرت زبیر بن العوامؓ اور دیگر کو حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کا جنازہ لاتے دیکھا جنازہ کے ہمراہ

حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے کچھ رشتہ دار بھی تھے شر پسندوں نے کوشش کی کہ وہ آپکے جنازے کو روکیں لیکن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے مدینہ منورہ کے چند جوانوں کو حکم دیا کہ اگر یہ کچھ کریں تو انکے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو جنت البقیع سے ملحقہ باغ حش کوکب میں لایا گیا جو آجکل جنت البقیع کا حصہ ہے حضرت جبیر بن معطمؓ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور سیدنا امام حسنؓ ودیگر نے آپؓ کو قبر مبارک میں اتارا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے جنازہ کے ساتھ ستر افراد تھے جنہوں نے آپؓ کو حش کوکب میں دفن کیا اور شر پسندوں کے شر کی وجہ سے آپؓ کی قبر مبارک کا نشان چھپا دیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا سانحہ تھا آپؓ کی شہادت کے بعد دین اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان آپؓ کی شہادت کے بعد پھر کبھی دوبارہ متحد نہ ہوسکے آپؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلافات بڑھتے چلے گئے جسکے نتیجہ میں اغیار نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں میں کئی فرقوں کو پیدا کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی تکمیل کو پہنچی کہ میری امت کے تہتر فرقے ہونگے۔

فرمودات

بندگی کا مفہوم ہے کہ انسان اللہ عزوجل کے احکام پر عمل کرے جو عہد کرے اسے پورا کرے اور جو مل جائے اس پر صبر کرے۔

خاموشی غصہ کا بہترین علاج ہے۔

جس کے لئے دنیا قید ہے اس کے لئے قبر راحت کا مقام ہے۔

جب کسی کو اچھا کرتے دیکھو تو اسکے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

جنت کے اندر رونا عجیب ہے جبکہ دنیا کے اندر ہنسنا عجیب ہے۔

فقیر کا ایک درہم کا صدقہ غنی کے لاکھ درہم کے صدقہ سے بہتر ہے۔

اگر تو گناہ کرنا چاہتا ہے تو ایسی جگہ جا جہاں تجھے اللہ نہ دیکھے۔

حیرانگی ہے اس شخص پر جو دوزخ کو برحق مانتا ہے مگر پھر بھی گناہ کرتا ہے۔

افضل ترین ایمان یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو ہمہ وقت اپنے ساتھ تصور کرے۔

علم بغیر عمل کے نفع دے سکتا ہے مگر عمل بغیر علم کے نفع نہیں دیتا۔

مشکلات میں لوگوں کے کام آنا

ہیں لوگ جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے اسلام ہمیں اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ چونکہ انسان فطری طور پر معاشرتی زندگی گزارتا ہے معاشرے کے ایک اہم رکن ہونے کی حیثیت سے بہت سی ذمہ داریاں قبول کرتا ہے دین اسلام نے ان ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام دینے کے لئے بہت سے اصول وضوابط مقرر کیے ہیں تاکہ ایک ایسا پرامن فلاحی اسلامی معاشرہ وجود میں آئے جس میں ہر کسی کے حقوق کی ضمانت مہیا کی گئی ہے۔ خلق خدا کو فائدہ پہچانا، ان کے کام آنا انسان کی حقیقی عظمت ہے۔ درحقیقت وہی انسان عظمت پاتا ہے جو دوسروں کے کام آتا ہے۔ کیونکہ ہم ہر روز یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا میں جو شخص بھی آیا وہ اپنی عمر پوری کرکے دنیا سے چلا گیا۔ لیکن وہ لوگ جو انسانوں کی خدمت کر گئے خلق خدا کو فائدہ پہنچا گئے ان لوگوں کا ذکر باقی رہتا ہے اور لوگ ہمیشہ ان کو اچھے نام سے یاد رکھتے ہیں انسانوں میں سب سے بہترین شخص بھی وہی ہے جو دوسروں کے لئے اچھا ہو اور دوسروں کو فائدہ پہنچائے مخلوق خدا کے ساتھ بدسلوکی وایذا رسانی کرنا حرام وگناہ

کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الارضِ (الرعد: 17) "اور وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے"۔ اس دنیا میں عزت اور کامیابی انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو خلق خدا کی خدمت اور اس کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "خیر الناس من ینفع الناس" لوگوں میں اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع دیتا ہے۔ لوگوں میں اچھا بننے کا بہترین طریقہ بھی یہی ہے کہ ہم مخلوق خدا کی خدمت کریں اور اس کو فائدہ پہنچائیں کیونکہ اسی میں ہماری دنیاوی کامیابی اور آخرت کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مَن نَفَّسَ عَن مُّومِنٍ مِنْ کُرَبَۃً مِن کُرَبِ الدنیا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنہ کُرَبَۃً مِن کُرَبِ یَومِ القِیَامَۃِ "جس شخص نے ایک مومن کی دنیاوی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور کرے گا"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی مشکل حل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی کرے گا"۔ (متفق علیہ) حضرت

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق ہے جنہیں اس نے لوگوں کی حاجت روائی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔لوگ اپنی حاجات (کے سلسلہ) میں دوڑے دوڑے ان کے پاس آتے ہیں یہ (وہ لوگ ہیں جو) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے"۔(طبرانی) ہمارے پیارے نبی ﷺ کا ہمیشہ معمول تھا کہ آپ ﷺ دوسروں کے کام کردیتے اور معمولی کام کرنے میں بھی کوئی عار نہیں سمجھتے۔ حضرت خباب بن ارتؓ کو ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے کسی غزوہ پر بھیجا۔خباب بن ارتؓ کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا اور عورتوں کو دودھ دوھنا نہیں آتا تھا۔آپ ﷺ ہر روز ان کے گھر جاتے اور دودھ دوھ آیا کرتے۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا" جو شخص کسی مسلمان کی کوئی دنیاوی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل کرے گا جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست کے لئے آسانی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کے لئے آسانی پیدا فرمائے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ (اس وقت تک) اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے"۔(مسلم، ابوداؤد، ترمذی) جس وقت مسلمانوں نے ابتداء میں حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی تو وہاں کے بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کا بہت خیال رکھا تھا۔ایک دفعہ حبشہ سے مہمان آئے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے چاہا کہ وہ ان کی خدمت کریں لیکن آپ ﷺ نے روک دیا اور فرمایا" انہوں نے میرے

دوستوں کی خدمت کی ہے اس لئے میں خود ان کی خدمت کا فرض انجام دوں گا"۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے ایک بدو آیا اور آپ ﷺ کا دامن پکڑ کر بولا، اللہ کے پیارے محبوب ﷺ میرا ذرا سا کام رہ گیا، ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں پہلے اس کو کر دو۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ مسجد سے باہر نکل آئے اور اس کا کام کر کے واپس آ کر نماز ادا کر دی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ دونوں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا" جو شخص اپنے (کسی مسلمان) بھائی کے کام کے سلسلہ میں چل پڑا یہاں تک کہ اسے پورا کر دے اللہ پاک اس پر پانچ ہزار، اور ایک روایت میں ہے کہ پچھتر ہزار فرشتوں کا سایہ فرما دیتا ہے۔ وہ اس کے لئے اگر دن ہو تو رات ہونے تک اور رات ہو تو دن ہونے تک دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اس کے اٹھنے والے ہر قدم کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اسکے (اپنے مسلمان بھائی کی مشکل کو حل کرنے کے لئے) اٹھانے والے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے"۔ (بیہقی فی شعب الایمان، طبرانی، ابن حبان) حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے"۔ ثقیف کے کفار جنہوں نے سفر طائف کے موقع پر آپ ﷺ پر پتھر برسائے اور آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا تھا۔ سن ۹ ہجری میں جب وفد لے کر مدینہ منورہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کو مسجد نبوی ﷺ میں اُتارا اور خود ان کی مہمانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ مدینہ منورہ کی

لونڈیاں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آتیں اور کہتیں یارسول اللہ ﷺ ! میرا یہ کام ہے۔آپ ﷺ فوراً اُٹھ کر کھڑے ہوتے اوران کا کام کردیتے مدینہ میں ایک پاگل لونڈی تھی۔ وہ ایک دن بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی اس نے آپ ﷺ کادستِ مبارک پکڑلیا،آپ ﷺ نے فرمایااے عورت !مدینہ کی جس گلی میں بھی مجھے جاناپڑے مگر میں تیرے کام آؤں گا چنانچہ آپ ﷺ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اوراس کاکام کیا۔افسوس صدافسوس ! ہم نے اللہ اوراسکے محبوب ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا چھوڑدیاہے اسی وجہ سے ہم دن بدن پستی میں جارہے ہیں۔اللہ رب العزت ہم کواپنی بندگی اور مخلوق خداکی خدمت کی توفیق عطافرمائے۔اللہ رب العزت ہم سب کواس پر عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔بروز محشر آقا ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے وطن عزیزپاکستان کوامن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ برپا کرنیوالا حکمران عطافرمائے۔ مسلمانوں کوآپس میں اتفاق واتحاد نصیب فرمائے۔اللہ رب العالمین آقائے دوجہاں سرورکون ومکاں ﷺ کی سچی اورپکی غلامی نصیب فرمائے۔ کفار ومشرکین، منافقین، حاسدین کامنہ کالافرمائے۔ حضور ﷺ کے غلاموں کادونوں جہانوں میں بول بالافرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین

فضائل وعبادت ماہِ محرم الحرام

اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم الحرام ہے۔اللہ رب العزت نے سال کے بارہ مہینوں میں مختلف دنوں اور راتوں کی خاص اہمیت وفضیلت بیان کرکے انکی خاص خاص برکات وخصوصیات بیان فرمائی ہیں قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پاک پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔(سورۃ التوبہ پارہ 10 آیت نمبر 36) ان خاص مہینوں میں سب سے پہلا عزت والا مہینہ محرم الحرام ہے۔باقی حرمت والے مہینے رجب المرجب،ذی القعدا اور ذی الحج ہیں۔یہ مہینے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ قابل احترام ہیں اسی لئے اسلام سے پہلے دیگر مذاہب ہیں ان مہینوں کا احترام کرتے ہوئے لڑائی جھگڑے اور جنگ و قتال سے منع فرمایا گیا تھا اس مہینہ کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔اس ماہ کی دسویں تاریخ کو جو جانیں اللہ کی راہ میں کرب و بلا کے تپتے ہوئے صحرا میں قربان کی گئیں تاریخ عالم ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

جس نے حق کربلا میں ادا کردیا

اپنے نانا کا وعدہ وفا کر دیا
گھر کا گھر سب سپرد خدا کر دیا
کر لیا نوش جس نے شہادت کا جام
اس حسین ابن حیدرؓ پہ لاکھوں سلام

محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو عاشورہ کہا جاتا ہے اس دن اطاعت خداوندی بجالانے والوں کو حق تعالیٰ بہت بلند مقام سے نوازتا ہے علماء کرام فرماتے ہیں کہ دسویں محرم کو عاشورہ اسلئے کہتے ہیں کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے دس انبیاء کرام علیہم السلام کو دس اعزاز عطا فرمائے جسکی بناء پر اسے عاشورہ کہا جاتا ہے ا۔اسی روز سیدنا آدم علیہ السّلام کی توبہ قبول ہوئی۔اسی دن حضرت ادریس علیہ السّلام کو مقام رفیع پر اٹھایا گیا۔حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی اسی روز کوہِ جودی پر ٹھہری۔اسی روز حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السّلام پیدا ہوئے اور اسی روز اللہ تعالیٰ نے انکو اپنا خلیل بنایا اسی دن سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ نمرود سے بچایا۔اسی دن حضرت داؤد علیہ السّلام کی توبہ قبول فرمائی اسی روز حضرت سلیمان علیہ السّلام کو بادشاہی واپس لوٹادی گئی۔اسی دن حضرت ایوب علیہ السّلام کی بیماری کا زمانہ ختم ہوا۔اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دریائے نیل سے نجات دی اور فرعون کو غرق کر دیا۔اسی روز حضرت سیدنا یونس علیہ السّلام کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی ملی اسی روز حضرت عیسیٰ

علیہ السّلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا اسی روز محبوب خدا، سرور انبیاء، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور تخلیق ہوا (غنیہ الطالبین) عاشورہ کے دن کئے جانے والے دس اعمال ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث ہیں۔ ا۔ روزہ رکھنا ۲۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا ۳۔ دستر خواں کشادہ کرنا ۴۔ صدقہ خیرات کرنا ۵۔ غسل کرنا ۶۔ سرمہ لگانا ۷۔ بیمار کی عیادت کرنا ۸۔ پیاسے کو پانی پلانا ۹۔ نفلی عبادت کرنا ۱۰۔ توبہ (واستغفار کرنا، قبرستان جانا (غنیہ الطالبین

یوم عاشورہ کے روزہ کی فضیلت

ابتدائے اسلام میں عاشورہ کا روزہ فرض تھا اور اسکا بہت اہتمام کیا جاتا تھا بچوں کو تاکید کرکے یہ روزہ رکھوایا جاتا پھر جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو اسکی فرضیت ختم ہو گئی اور مستحب یعنی نفلی روزہ رہ گیا اس لئے جن روایات سے بہت زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے وہ اسی دور کی ہیں تاہم اسکا اجر و ثواب اب بھی باقی ہے ۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہیں آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا یہ بڑا اچھا دن ہے اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی اور فرعون اور اسکے لشکر کو غرق کیا تھا۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھا پس اس لئے ہم اس دن کی تعظیم

میں روزہ رکھتے ہیں،اس پر آ ﷺ نے فرمایا "تم سے زیادہ ہم موسیٰ علیہ السّلام کی سنت پر عمل کرنے کے حقدار ہیں " پس آپ ﷺ نے عاشورہ کے دن روزہ رکھااور صحابہ کرامؓ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے میں فراخی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال وسعت فرمائے گا حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسکا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ماہ رمضان کے روزوں کے بعد جس مہینے کے روزے افضل ہیں وہ محرم الحرام ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات (تہجد) کی ہے۔ مسلم شریف) حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (پہلے) عاشورہ کے) روزہ رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور اسکی ترغیب دلاتے تھے اور اس دن کے آنے کے وقت ہماری خبر گیری کیا کرتے تھے (یعنی عاشورہ کا دن جب نزدیک آتا تو اسکا روزہ رکھنے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے) مگر جب ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہو گئے تو نہ آپ ﷺ نے ہمیں اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور نہ اس سے منع کیا اور نہ ہی اس دن کے آنے کے وقت ہماری خبر گیری کی۔ (مسلم شریف) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا جاتا تھا جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آ قا ﷺ نے فرمایا اب جو چاہے عاشورے کا روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن یعنی عاشورہ کے دن کا روزہ فرض

کیاگیا تھاتم بھی اس دن روزہ رکھواوراپنے گھروالوں کے خرچ میں اس دن فراخی کروجس نے اس دن اپنے گھروالوں کے خرچ میں وسعت پیداکی اللہ تعالیٰ اسکوپوراسال آسودگی وکشائش عطافرماتاہے جس نے اس دن روزہ رکھاتووہ روزہ اس کے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گاجو شخص عاشورہ کی پوری رات عبادت میں گزارے اور صبح کوروزہ رکھے تواسکواس طرح موت آئے گی کہ اسکومرنے کااحساس بھی نہ ہوگا۔(غنیہ الطالبین) حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عاشورہ کے روزے کاپوچھاگیاتوآپ ﷺ نے فرمایایہ گزشتہ سالوں کے گناہوں کو مٹادیتاہے۔ صحیح مسلم،کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثہ) یہود کی مشابہت سے بچنے اوران کی) مخالفت کرنے کے لئے عاشورہ کے ساتھ 9 محرم الحرام کاروزہ بھی رکھناچاہیے اگر9 تاریخ کاروزہ نہ رکھ سکیں توعاشورہ کے ساتھ 11 محرم الحرام کاروزہ رکھ لیناچاہیے ۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایایہودیوں کے خلاف تم نویں،دسویں اورگیارہویں محرم کاروزہ رکھو(احمد بن حنبل) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے عاشورہ کاروزہ رکھااوردوسروں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کاحکم دیاتوصحابہ کرام نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ !اس دن کی تویہود ونصاریٰ عظمت کرتے ہیں توآقا ﷺ نے فرمایااگرآئندہ سال اللہ نے باقی رکھاتونویں محرم کاروزہ رکھوں گا۔(مسلم شریف) حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ چاراعمال ایسے ہیں جنکوآپ ﷺ نے کبھی ترک نہیں کیا۔آپ ﷺ عاشورہ کاروزہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ نودن)کے روزے اورہر مہینہ کے تین روزے اورفجر سے پہلے)

دو رکعت (سنت) نماز کی ادائیگی (نسائی شریف) حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ± ! اللہ پاک نے عاشورہ کے روزہ کے ساتھ ہم کو بڑی فضیلت عطا کی۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ! ہاں ایسا ہی ہے کیونکہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے عرش و کرسی ستاروں اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا لوح و قلم بھی عاشورہ کے دن پیدا کئے جبرائیل امینؑ اور دوسرے ملائکہ کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو آتش نمرود سے عاشورہ کے دن نجات دی انکے فرزند کا فدیہ عاشورہ کے دن دیا فرعون عاشورہ کے دن غرق ہوا حضرت ادریسؑ کو عاشورہ کے دن آسمان پر اٹھایا حضرت ایوبؑ کے دکھ درد کو عاشورہ کے دن دور کیا حضرت عیسیٰؑ کو عاشورہ کے دن اٹھایا حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بھی عاشورہ کے دن ہوئی حضرت آدمؑ کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی حضرت داؤدؑ کی تکلیف عاشورہ کے دن ختم ہوئی حضرت سلیمانؑ کو جن و انس پر حکومت اسی دن عطا ہوئی خود باری تعالیٰ عاشورہ کے دن عرش پر متمکن ہوا۔ قیامت عاشورہ کے دن قائم ہوگی آسمان سے پہلی بارش عاشورہ کے دن ہوئی جس دن آسمان سے پہلی مرتبہ رحمت نازل ہوئی تو وہ عاشورہ کا دن تھا جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا وہ مرض الموت کے سوا بیماری میں مبتلا نہ ہوگا جس نے عاشورہ کے دن پتھر کا سرمہ آنکھ میں لگایا تمام سال اسکو آشوب چشم نہ ہوگا جس نے عاشورہ کے دن کسی مریض کی بیمار پرسی کی گویا اس نے تمام اولاد آدمؑ کی عیادت کی۔ جس نے عاشورہ کے دن کسی کو ایک گھونٹ پانی کا پلایا اس نے گویا ایک لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی نہیں

کی (غنیہ الطالبین) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ذوالحجہ کے آخری اور محرم الحرام کے پہلے دن روزہ رکھے تو اس نے گزشتہ سال کا اختتام اور نئے سال کا آغاز روزے سے کیا اللہ تعالیٰ اسکے روزہ کو پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ بنادے گا۔ (غنیہ الطالبین) حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا "اگر تم رمضان کے علاوہ روزہ رکھنا چاہتے ہو تو عاشورہ کا روزہ رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اس میں ایک دن ایسا ہے جس میں ایک قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور دوسری قوم کی توبہ قبول فرمائے گا (اور حضور ﷺ نے لوگوں کو رغبت دلائی کہ) عاشورہ کے دن توبۃ النصوحا کی تجدید کریں اور قبول توبہ کے خواستگار ہوں پس جس نے اس دن اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ ویسے ہی قبول فرمائے گا جس طرح ان سے پہلوں کی توبہ قبول کی"۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابن جوزی نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا کہ محرم کی دسویں تاریخ وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی حضرت ادریسؑ کو بلند مرتبہ پر فائز کیا، اسی دن حضرت ابراہیمؑ پر آگ کو ٹھنڈا کیا، اسی، دن حضرت نوحؑ کو کشتی سے اتارا، اسی دن حضرت موسیٰؑ پر تورات نازل فرمائی حضرت یوسفؑ اسی دن قید خانے سے باہر آئے اسی دن حضرت یعقوبؑ کی بینائی واپس آئی اسی دن حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا گیا بنی اسرائیل کے لئے دریا بھی اسی دن پھاڑا جو شخص اس دن کا روزہ رکھے گا یہ روزہ اس

کے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا جس نے عاشورہ کی رات عبادت کی گویا اس نے ساتوں آسمان والوں کے برابر عبادت کی۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے محرم کی دسویں تاریخ یعنی یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اسکو دس ہزار فرشتوں، دس ہزار شہیدوں اور دس ہزار حج وعمرہ کرنیوالوں کا ثواب دیا جائے گا۔ جس نے عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اللہ رب العزت اس یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلے جنت میں اسکا درجہ بلند کریگا جس نے عاشورہ کی شام کو کسی مومن کا روزہ کھلوایا گویا اس نے اپنی طرف سے تمام امت محمدیہ کا روزہ کھلوایا اور ساری امت کا پیٹ بھرا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! کیا اللہ پاک نے عاشورہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت دی ہے ؟آقا ﷺ نے فرمایا ہاں؛ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں زمین پہاڑوں اور سمندروں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا لوح وقلم کو بھی عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ حضرت آدمؑ عاشورہ کے دن پیدا ہوئے حضرت آدمؑ کو جنت میں عاشورہ کے دن داخل فرمایا۔ حضرت ابراہیمؑ عاشورہ کے دن پیدا ہوئے ان کے بیٹے کا فدیہ قربانی عاشورہ ہی کے دن دیا گیا فرعون کو عاشورہ کے دن دریائے نیل میں غرق کیا گیا حضرت ایوبؑ کی تکلیف عاشورہ کے دن ختم ہوئی حضرت آدمؑ کی توبہ عاشورہ ہی کے دن قبول ہوئی حضرت داؤدؑ کی تکلیف عاشورہ کے دن دور ہوئی حضرت عیسیٰؑ عاشورہ کے دن پیدا ہوئے قیامت عاشورہ کے دن ہی قائم ہوگی۔ (غنیہ الطالبین)

: عاشورہ کی نفلی عبادت

جو شخص اس رات میں چار رکعت نماز نفل یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچاس مرتبہ سورۃ الاخلاص قل ھو اللہ احد پڑھے تو مولا کریم اس کے پچاس سال گزشتہ کے اور پچاس سال آئندہ کے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لئے ملاء اعلیٰ میں ایک ہزار محل تیار کرتا ہے۔ (ماثبت من السنۃ) حضرت شبلیؒ سے منقول ہے جو کوئی چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ الاخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے نماز ختم کرنے کے بعد اسکا ثواب حضرت حسنین علیہما السلام کی ارواح مبارکہ حضور میں پیش کرے بہتر یہ ہے کہ اول محرم سے عشرہ محرم تک یہ عمل جاری رکھے اس نماز کے پڑھنے والے کی صاحبزادگان سید کونین علیہ السّلام قیامت کے دن شفاعت فرمائیں گے حضرت شبلیؒ عاشورہ تک اسکو ہر روز پڑھ کر بخشا کرتے تھے ایک دن شبلیؒ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام حسینؓ نے شبلی کی طرف سے منہ پھیر لیا شبلیؒ نے عرض کیا کہ حضور مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی فرمایا خطا نہیں ہماری آنکھیں تمہارے احسان سے شرمندہ ہیں جب تک کہ ہم قیامت میں اسکا بدلہ نہ دلوائیں گے اُس وقت تک ہماری آنکھ ملانے کے قابل نہیں۔ (جواہر غیبی)

دو رکعت نماز روشنی قبر کے لئے عاشورہ کی رات پڑھی جاتی ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے بعد تین تین بار سورہ الاخلاص پڑھی جائے اس

(نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت تک اسکی قبر کو روشن رکھے گا۔ (جواہر غیبی

شب عاشورہ میں چھ رکعت نماز نفل اسطرح پڑھیں کہ پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص اکیس اکیس بار پڑھیں پھر دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الفلق اکتیس اکتیس بار پڑھیں پھر دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الناس اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھیں اس کے بعد بیٹھ کر ستر مرتبہ یہ دعا پڑھیں دینی ودنیوی فیوضات برکات حاصل ہونگے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (البقرۃ 201) بعض صالحین سے منقول ہے کہ جو شخص عاشورہ کی رات سو رکعت نفل یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص تین تین مرتبہ پڑھے نماز کے بعد ستر مرتبہ کلمہ تمجید (تیسرا کلمہ) پڑھے اس نماز کے صدقے اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ معاف فرمادے گا خواہ وہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں اور ہر سال عاشورہ میں اس نماز کے پڑھنے سے بخشش کا سامان پیدا ہو جاتا ہے کلمہ تمجید یہ ہے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ رب تعالیٰ اپنی رحمت کے صدقے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ اور نواسہ رسول ﷺ کے صدقے ہمارے تمام گناہ معاف فرمائے ۔اور بروز قیامت

محبوب علیہ الصلوٰۃ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

سیرت وشہادت سیدنا حضرت عمر فاروقؓ

عمرؓ کے ایمان سے اسلام کو شوکت ملی
اہل ایمان کو سکونِ قلب کی دولت ملی
جانشین رسول ،امام العادلین ،امیر المومنین، ناصر دینِ مبین، فاتح اعظم

سیدُنا عمر فاروقؓ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے تیرہ 13 برس بعد مکۃ المکرمہ میں ہوئی آپؓ کا نام "عمر" لقب "فاروق" کنیت "ابو حفص" ہے۔آپؓ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہے۔آپؓ کا شمار عشرہ مبشرہ صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔عشرہ مبشرہ وہ صحابہ کرام جنہیں آقا ﷺ نے ان کی حیات میں ہی جنت الفردوس کی بشارت دی تھی آپؓ کا خاندان اپنی ذاتی وخاندانی وجاہت کے اعتبار سے نہایت ممتاز اور بلند مرتبہ کا حامل تھا۔آپؓ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضور نبی کریم ﷺ سے جاملتا ہے۔آپؓ کا سلسلہ نسب " عمر بن خطابؓ بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی ہے"۔آپؓ کا حلیہ مبارک، عادات ،رہن سہن بلکہ زندگی کا ہر ایک پہلو حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کا نمونہ تھا۔روایات میں آپؓ کا حلیہ مبارک کچھ یوں ہے۔"گندمی رنگ، سفیدی اور سیاہی کا امتزاج، جس میں ہلکی سرخی نمایاں تھی، رخسار زیادہ بھرے

ہوئے نہ تھے ،داڑھی مبارک گھنی، دراز قد جو ہزاروں آدمیوں میں بھی نمایاں نظر آئے ، جسم دبلا پتلا چال میں متانت ، سر مبارک کے بال ہلکے ، شخصیت میں ایسا رعب کہ جو دیکھے وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے "۔

فضائل و مناقب

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ اسلام لائے تو مشرکین نے کہا آج ہماری طاقت آدھی ہو گئی اس وقت حضرت عمرؓ کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (تفسیر مظہری ،در منثور) ترجمہ "اے غیب کی خبریں بتانے والے اللہ تمہیں کافی ہے (اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ (الانفال

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا" میرے صحابہ کو بُرا مت کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو پھر بھی وہ ان کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا (بخاری) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا" جس نے میرے صحابہ کو گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی ، تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے "۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا" ہر نبی کے لئے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں ۔ سو آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر، جبرائیلؑ و میکائیلؑ ہیں اور زمین والوں میں سے

میرے دو وزیر ابو بکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ (ترمذی) حضرت عبداللہ بن حنطبؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کو دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں میرے لئے (کان اور آنکھ کی حیثیت رکھتے ہیں"۔ (ترمذی) آقا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "اگر بالفرض (میں خاتم النبیین نہ ہوتا اور) میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی ہوتے۔ (جامع ترمذی، مسند امام احمد))

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں "میں نے امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے بڑھ کر کسی کو رعایا کے حق میں بہتر اور مہربان نہیں دیکھا اور امیر المومنین حضرت سید عمر فاروقؓ سے بڑھ کر کسی کو کتاب اللہ (قرآن پاک) کا عالم، دین کا فقیہہ، حدود اللہ (کا نافذ کرنے والا اور رعب و دبدبہ والا نہیں دیکھا ہے۔ (اسد الغابہ

قبولِ اسلام

آقا ﷺ نے جس وقت نبوت کا اعلان کیا اس وقت آپؓ کی عمر قریباً ستائیس برس تھی۔ آقا ﷺ نے جب توحید کی دعوت دی تو آپؓ نے ابتداء میں اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آقا ﷺ نے اللہ عزوجل سے دعا فرمائی "یا اللہ! عمر بن خطابؓ یا عمر بن ہشام دونوں یا دونوں میں سے ایک کے ذریعے اسلام کی خدمت فرما"۔ آقا ﷺ کی دعا شرف قبولیت کو پہنچی اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔ آپؓ کے قبولِ اسلام سے پہلے آپؓ کے بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ اور آپؓ کی ہمشیرہ

حضرت فاطمہ بنت خطابؓ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔انہوں نے قبولِ اسلام کو خاندان کے دیگر لوگوں اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے چھپا رکھا تھا اسی طرح حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے خاندان کے ایک اور شخص حضرت نعیم بن عبداللہؓ بھی اسلام قبول کر چکے تھے۔آپؓ اسلام قبول کرنیوالوں کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتے ۔ایک دن آپؓ اسی کیفیت میں نیام سے تلوار نکالے جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت نعیم بن عبداللہؓ سے ملاقات ہوئی۔حضرت نعیم بن عبداللہؓ نے جب آپؓ کو اس حالت میں دیکھا تو پوچھا کیوں عمرؓ کہاں کا ارادہ ہے ؟آپؓ نے کہا میں محمد ﷺ کو قتل کرنے کی غرض سے چلا ہوں۔حضرت نعیم بن عبداللہ نے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی بات سن کر کہا کہ عمرؓ! تمہیں تمہارا نفس دھوکہ دے رہا ہے تم کیا سمجھتے ہو کہ اگر تم نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تمہیں چھوڑیں گے ،تم زمین پر چلنے کے قابل بھی نہ رہو گے اور محمد ﷺ کو قتل کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی نے اسلام قبول کر لیا اور انہوں نے حضور ﷺ کی پیروی اختیار کر لی ہے۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے جب یہ بات سنی تو راستہ بدل کر اپنی بہن حضرت فاطمہ بنت خطابؓ کے گھر روانہ ہو گئے۔آپؓ کی بہن اور بہنوئی کے گھر اسوقت حضرت خباب بن الارتؓ موجود تھے جو انہیں سورۃ طٰہٰ کی تعلیم دے رہے تھے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے قدموں کی آہٹ سن کر حضرت سعید بن زیدؓ نے حضرت خباب بن الارتؓ کو گھر کے ایک کونے میں چھپا دیا۔آپؓ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا تم لوگ ابھی کیا پڑھ رہے تھے ؟آپؓ کی بہن نے کہا کچھ بھی نہیں۔آپؓ نے

کہا کہ میں نے خود اپنے کانوں سے تم دونوں کو کچھ پڑھتے سنا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں نے محمد (ﷺ) کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے آپؓ نے یہ کہتے ہی اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ حضرت فاطمہؓ بن خطاب شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھی تو آپؓ نے ان کو دھکا دے مارا جس سے ان کا سر پھٹ گیا اور خون بہنا شروع ہو گیا۔ آپؓ کے بہنوئی نے آپؓ کے جلال کی پرواہ کئے بغیر کہا کہ ہاں ! ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور آقا ﷺ پر دل وجان سے ایمان لے آئے ہیں ۔آپؓ نے جس وقت حضرت سعید بن زید کا سخت لہجہ اور بہن کا بہتا ہوا خون دیکھا تو قدرے شرمندہ ہو گئے اور کہنے لگے اچھا مجھے بھی وہ صفحات دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے میں تمہیں پڑھ کر واپس کر دوں گا۔ حضرت فاطمہ بنت خطابؓ نے کہا کہ ان صفحات کو کوئی ناپاک شخص نہیں چھو سکتا اس کے لئے پہلے تمہیں غسل کرنا ہو گا حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے غسل کیا اور اپنی بہن اور بہنوئی سے اوراق کا مطالبہ کیا۔ آپؓ کی بہن نے خود سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی جب وہ اس آیت کریمہ پر پہنچیں ۔ (ترجمہ) "بے شک میں ہی اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اسلئے تم میری عبادت کرو اور میری ہی یاد میں نماز پڑھا کرو"۔ تو حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے اور کہنے لگے کس قدر اچھا اور عظمت والا کلام ہے ۔آپؓ بے اختیار پکار اُٹھے۔ اشھدان لاالٰہ الااللہ واشھدان محمد رسول اللہ حضرت خباب بن الارتؓ جو کہ گھر میں چھپے ہوئے تھے انہوں نے جب آپؓ کی زبان سے یہ کلمات سنے تو باہر نکل آئے اور کہنے لگے

عمرؓ ! واللہ میں نے کل ہی حضور ﷺ کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا تھا کہ یا الٰہی ! عمر بن خطابؓ اور عمر بن ہشام دونوں میں سے ایک کے ذریعے دین اسلام کو تقویت پہنچا اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کی دعا قبول فرمالی اور دین اسلام کو تمہارے ذریعے تقویت پہنچائی ۔آپؓ کے قلب پر رقت طاری ہوئی اور حضرت خباب بن الارت سے کہنے لگے کہ مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ ۔آقا ﷺ اس وقت کوہِ صفا کے نواح میں دارِار قم میں موجود تھے ۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ دارِار قم روانہ ہوگئے ۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب عمرِ فاروقؓ کو آتے دیکھا تو آقا ﷺ کو اس بات کی اطلاع پہنچائی ۔ حضور ﷺ کے چچا سیدنا حضرت حمزہؓ جو کہ اسوقت آقا ﷺ کے پاس موجود تھے انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق سنا تو فرمایا کہ عمر کو آنے دو اگر تو وہ بھلائی کے ارادے سے آیا ہے تو اسکے ساتھ بھلائی ہی ہو گئی اور اگر کسی برائی کے ارادے سے یہاں آیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ جس وقت دارِار قم میں داخل ہوئے تو آقا ﷺ نے آپؓ کا دامن پکڑ کر فرمایا عمرؓ ! کیا ارادہ لے کر آئے ہو؟ آپؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر خدمت اقدس ہوا ہوں ۔آقا ﷺ نے آپؓ کی بات سن کر نعرہ تکبیر بلند کیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جواب میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا جس سے کوہِ صفا کی پہاڑیاں گونج اٹھیں ۔جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو ابو جہل کے گھر جا کر فرمایا میں تمہیں بتانے آیا ہوں کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اگر اب تم نے آقا ﷺ کے بارے میں کچھ غلط کیا یا کہا تو مجھ سے برا کچھ

نہ ہوگا۔آپؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعدآقاﷺ سے عرض کیایارسول اللہﷺ ! جب ہمارادین برحق ہے اورمشرکین باطل ہیں توپھرہم اس دین کوپوشیدہ رکھ کرکیوں عبادت کرتے ہیں آپﷺ مجھے اجازت دیجیے رب کعبہ کی قسم جس نے آپﷺ کودین حق کے ساتھ مبعوث فرمایاہے اسلام قبول کرنے سے پہلے میں کفریہ مجالس میں بھی اعلانیہ شرکت کرتاتھااب میں دین اسلام کی محافل کاخوب چرچاکروں گااوردیکھوں گاکہ کس میں اتنی جرات ہے کہ وہ آپﷺ اورصحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف گندی نظروں سے دیکھ سکے ۔آقاﷺ کی اجازت کے بعدآپؓ خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اورمشرکین مکہ کومخاطب کرتے ہوئے فرمایااے لوگو! جوشخص مجھے جانتاہے اسے خوب معلوم ہے اورجومجھے نہیں جانتااسے معلوم ہوناچاہیے میں عمربن خطاب ہوں اے مشرکین مکہ ! میں نے اسلام قبول کرلیاہے اورآقاﷺ کی اطاعت اختیارکرلی ہے میں تمہیں آقاﷺ کی اطاعت کی دعوت دیتاہوں اگرتم نے اس دعوت کوقبول کرنے میں سستی دکھائی توعنقریب میری تلوارتمہاری گردنوں پرہوگی۔اس اعلان کے بعدآپؓ نے بیت اللہ شریف کاطواف کیااوربلندآواز سے کلمہ طیبہ کاوردجاری رکھا۔ابن سعدکی روایت ہے کہ جب حضرت سیدناعمرفاروقؓ نے اسلام قبول کیااسکے بعدسے اسلام کوکبھی زوال نہ آیااورمسلمانوں کوکبھی رسوائی کاسامنانہ کرناپڑا۔

ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیدناابوبکرصدیقؓ کے وصال کاوقت قریب آیاتوآپؓ نے حضرت سیدناعمرفاروقؓ کوبطورِ خلیفہ

نامزد کیا حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ اور حضرت طلحہؓ اس وقت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا کہ آپؓ نے کس کو خلفیہ نامزد کیا ہے ؟آپؓ نے جواب دیا کہ یہ اپنے عمرؓ کو خلفیہ نامزد کیا ہے دونوں صحابہ کرامؓ نے بیک وقت پوچھا آپؓ ! اپنے رب کو کیا جواب دیں گے ؟فرمایا کیا تم مجھے اللہ پاک سے ڈراتے ہو بے شک میں اللہ اور عمرؓ کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں ، میں کہوں گا کہ میں لوگوں میں سے بہترین کو خلیفہ مقرر کرکے آیا ہوں ۔ منصب خلافت سنبھالتے وقت آپؓ کی عمر مبارک قریباً باون سال تھی ۔آپؓ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے فوجی معاملات اور عراق کی مہم کی جانب اپنی توجہ مبذول فرمائی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو کمانڈر انچیف کے عہدے سے ہٹا کر حضرت عبیدہ بن الجراحؓ کو کمانڈر انچیف مقرر کیا۔تاریخ اسلام میں کوئی بھی شخص حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے پایہ کا فاتح نہیں ہوا آپؓ کی فتوحات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؓ کے دور خلافت میں چھتیس سو علاقے فتح ، نو 900 سو جامع مساجد اور 4000 عام مساجد تعمیر ہوئیں ۔آپؓ کے دورِ خلافت میں مفتوح علاقوں کا کل رقبہ بائیس لاکھ مربع میل ہے ۔آپؓ کے ساڑھے دس سالہ دورِ حکومت میں کئی بڑے علاقے اور ملک فتح ہوئے ۔آپؓ کی بہترین جنگی حکمت عملی کے باعث مسلمان ملک عرب سے باہر نکل کر ایک بڑے حصے پر قابض ہوئے اور اسلام کا جھنڈا لہرایا۔خلافت کا آغاز حضور نبی کریم کے دنیا سے ظاہراً پردہ فرمانے کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے خلفیہ بنتے ہی شروع ہوگیا تھا مگر انتظامی امور جن کے لئے محکموں کا قیام ضروری تھا وہ

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں معرضِ وجود میں نہ آسکے کیونکہ اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ جب خلفیہ مقرر ہوئے تو اس وقت مختلف فتنے برپا ہو گئے جن میں نبوت کے جھوٹے دعویدار، منکرین زکوۃ وغیرہ جس کی وجہ سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے اُمت کی یکجہتی کے لئے ان کے خلاف جہاد شروع کیا اور آپؓ کے مختصر دورِ خلافت میں ان تمام فتنوں کا سدِ باب کیا گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں مجلس شوریٰ قائم کی گئی۔ آپؓ نے ملک کو آٹھ صوبوں میں تقسیم فرمایا جن کے نام یہ ہیں مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر اور فلسطین ہیں۔ صوبوں کے انتظامی امور کو چلانے کے لئے گورنر مقرر کیے اور گورنر کی مدد کے لئے دیگر عہدیدار مقرر کئے گئے جن کی تفصیل یہ ہے۔ صاحب بیتُ المال (وزیر خزانہ) قاضی جس کا کام ہر قسم کے مقدمات کا فیصلہ کرنا تھا) صاحب احداث (پولیس کا اعلیٰ افسر) صاحب الخراج (محکمہ زکوۃ کا انچارج) کاتب دیوان (فوجی دفتر کا منشی) کاتب (جو گورنر کی خط وکتابت کرتا) آپؓ کی جانب سے حکومت کے تمام عہدیداروں کو تنخواہ دی جاتی تھی تاکہ وہ حکومتی کام کے علاوہ کوئی اور کام نہ کریں۔ آپؓ کے دورِ خلافت میں بیت المال کا قیام ۱۵ ہجری معرض وجود میں آیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ آٹھ لاکھ درہم لے کر حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اتنی کثیر رقم چونکہ فوری طور پر خرچ نہیں کی جاسکتی تھی اس لئے حضرت عمر فاروقؓ نے اس رقم کو اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت عمر فاروقؓ اس رات کو سونہ سکے

بلکہ سوچتے رہے اتنی بڑی رقم کا کیا مصرف ہونا چاہیے ۔ نمازِ فجر کے وقت آپؓ کی بیوی نے آپؓ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ تھی کہ آپؓ رات بھر سو نہ سکے ؟آپؓ نے فرمایا کہ میرے پاس لوگوں کی امانت موجود تھی اور اتنا مال دین اسلام کے بعد کبھی بھی ہمارے پاس نہیں آیا مجھے خطرہ تھا کہ کہیں میں مر جاؤں اور یہ مال میرے پاس رہ جائے ۔اس کے بعد آپؓ نے صحابہ تمام اکابر صحابہؓ کو اکٹھا کیا اور ان سے رائے طلب فرمائی کہ اس رقم کا کیا کرنا چاہیے ؟کیا میں لوگوں کو ناپ تول کر کے ساری تقسیم کر دوں ۔ تمام اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ایسے مت کیجیے لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے اور مال کثیر ہوتا رہے گا آپؓ لوگوں کو لکھ کر دیجیے پس جب کبھی لوگ زیادہ ہوں اور مال زیادہ ہو تو آپؓ اسی تحریر کے مطابق ان کو دیتے رہیئے گا آپؓ نے فرمایا کہ پھر میں اس کی تقسیم حضور ﷺ کے خاندان سے شروع کروں گا اور اس کے بعد حضرت سیدا بو بکر صدیقؓ کا خاندان اور پھر ترتیب سے چنانچہ رجسٹر تیار کیا گیا جس میں بنی ہاشم ،پہلے ،بنی مطلب دوسرے ،بنی عبد شمس تیسرے ،بنی نوفل چوتھے بنی عبد مناف پانچویں ،بن عبد شمس چھٹے اور اسی طرح باقی ترتیب بنائی گئی ۔آپؓ نے بیت المال کے قیام کے بعد تمام صوبوں کے گورنروں کو ہدایت کہ وہ اپنے مصارف کے لئے رقم نکال کر بقایا رقم اور مال مرکزی بیت المال کو روانہ کر دیا کریں ۔ایک مرتبہ صدقے کے کچھ اونٹ بیت المال میں آئے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کو بلا بھیجا تا کہ ان کے کوائف تیار کیے

جائیں اس دوراب آپؓ خوددھوپ میں کھڑے ہو کران اونٹوں کے رنگ ،عمراور حلیہ لکھواتے رہے۔آپؓ نے بیت المال کے لئے عمارت تعمیر کروائیں جن کو مسجدوں سے ملحقہ رکھاگیاتاکہ مسجدوں میں ہر وقت لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے چوری کاامکان نہ رہے بیت المال میں آمدنی کے ذرائع جو وضع کئے گئے تھے۔خراج بیت المال میں آمدنی کاسب سے بڑاذریعہ خراج تھااللہ پاک نے جس وقت اسلام کوملک عرب سے باہر فتح دینی شروع کی تولشکراسلام کے سپاہیوں نے تقاضاکیاکہ مفتوحہ علاقوں کی زمینیں ان میں تقسیم کردی جائیں آپؓ نے ان کی اس تجویز کوردکیااور حکم جاری کیاکہ زمینیں ان کے سابقہ مالکوں کے پاس ہی رہیں گی اوران پر ٹیکس کانظام نافذکیاجائے گاجس پرزمینوں کے مالک سالانہ رقم کی ادائیگی کریں گے۔بیت المال کی آمدنی کاایک اورذریعہ جزیہ تھا جولشکراسلام لوگوں کوامان دینے کے سلسلے میں وصول کرتاتھا۔مسلمانوں کی ملکیت میں جوزمینیں تھیں آپؓنے ان پرخراج کی بجائے عشرکانظام رائج کیاجس کے مطابق وہ اپنی پیداوارکادسواں حصہ بیت المال میں جمع کروانے کاپابند تھا۔عشورکانظام جوآپؓ کی ایجاد تھی۔کوئی مسلمان تاجراپناسامانِ تجارت دوسرے ملک لے کرجائے گاتووہ پہلے اپنے مال کادس فیصد ٹیکس اورجو دوسرے ممالک سے اپنے سامانِ تجارت فروخت کرنے والے تاجر بھی اپنے مال کادس فیصد ٹیکس بیت المال میں جمع کروائے گا۔زکوۃ، صدقات،مال غنیمت وغیرہ۔آپؓ نے بیت المال کے اخراجات کے لئے مدارج مقررفرمائے جن کے تحت بیت المال کی رقوم کوخرچ

کیاجاتارہا۔بنوہاشم کے ہرفردکے لئے سالانہ1500ہزاردرہم ،حضرت سیدنا عباسؓ کے لئے سالانہ1400ہزاردرہم ،اصحاب بدرکے لئے سالانہ5000ہزاردرہم ،ہرانصاری کے لئے سالانہ 4000ہزاردرہم، مہاجرین حبشہ کے لئے سالانہ 4000ہزاردرہم اسامہ بن زیدؓ کے سالانہ 4000ہزاردرہم، حضرت عبداللہؓ کے سالانہ 3000، ہزاردرہم، ازواج مہاجرین وانصارکے لئے سالانہ 2600 سودرہم ،اہل مکہ کے لئے سالانہ 800 سودرہم، حضرت صفیہ بن عبدالمطلب کے لئے سالانہ600ہزاردرہم ہر معصوم بچے کاسالانہ وظیفہ 100 سودرہم بچے کابالغ ہونے پر سالانہ وظیفہ 500، سودرہم اس کے علاوہ تمام وہ لوگ جو کسی نہ کسی طرح حکومتی کام میں مددگار تھے اورحکومت کے ملازم تھے ان کی تنخواہیں بھی ان کے کام کے حساب سے مقرر کی گئیں۔لوگوں کی تجویزپرآپؓ کے لئے بیت المال سے وظیفہ لینے کی تجویزپیش کی گئی تھی جووظیفہ حضرت سیدناابوبکرصدیقؓ کے لئے مقررتھاآپؓ نے وہی وظیفہ اپنے لئے مقررکیا۔بعدمیں تمام اکابرصحابہ کرام علیہم الرضوان نے متفقہ طورپراضافہ کی منظوری دے دی۔غیرمسلموں کے لئے وظائف مقررکئے گئے۔آپؓ نے بیت المال کی اضافی رقم سے بہت سے تعمیرات بھی کروائیں جن میں سب سے اہم سڑکوں کی تعمیرہے تاکہ لوگوں کوآمدورفت میں آسانی ہواس مقصدکے لئے سڑکوں کاجال بچھایاگیا۔پُل تعمیرکئے گئے اورچوکیاں قائم کی گئیں 17 ہجری میں حرمین شریفین کے درمیان سڑک کاکام مکمل ہواجہاں ہرمنزل پرایک فوجی چوکی قائم کی گئی سرائے بنائی گئیں ،ہرمنزل پرپانی کاانتظام کیاگیا،جس کے لئے

کنویں اور چشمے تعمیر کئے گئے۔آپؓ کے دورِ خلافت میں فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تو ہر سال حج کرنیوالے زائرین کی تعداد میں بھی اضافہ ہونے لگا جس کے باعث بیت اللہ شریف کی توسیع ناگزیر ہو گئی آپؓ نے 17 ہجری میں بیت اللہ شریف کے گردو بیش کے مکانات خرید کر گرادیئے اور اس جگہ کو بیت اللہ شریف کے صحن میں شامل کرکے چاردیواری تعمیر کروادی۔اسی طرح 17 ہجری میں مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کا حکم دیا۔قحط سالی میں پریشانی سے بچنے کے لئے غلہ کے گودام تعمیر کروائے جس میں سرکاری غلہ کو محفوظ رکھا جاتا۔آپؓ نے سیلابی پانی کو شہروں میں داخل نہ ہونے کے لئے دریاؤں پر بند تعمیر کروائے تھے۔آپؓ نے مہمان خانوں کی تعمیر کروائی۔تاکہ دوسرے شہروں سے آئے ہوئے مسافروں کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔آپؓ نے باقاعدہ فوج کا محکمہ قائم کیا جس میں باقاعدہ لوگوں کو بھرتی کیا گیا ان کی تنخواہیں مقرر کی گئیں تاکہ بوقت ضرورت اس بات کا انتظار نہ کرنا پڑے کہ لوگ جمع ہوں اور جہاد شروع کیا جاسکے۔اس کے بعد دیگر علاقوں میں فوجی مراکز قائم کئے گیے اسلامی مملکت کے مختلف حصوں میں چھاؤنیوں کی تعمیر کی گئی۔آپؓ نے فوج کی آسانی کے لئے بہت سے انتظامات کیے۔آپؓ نے اپنے دورِ خلافت میں تعلیم کے لئے بھی باقاعدہ ایک محکمہ قائم کیا۔آپؓ نے نصابِ تعلیم میں قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم اور حفظ قرآن، عربی لغت اور عربی ادب کی تعلیم کو بصابِ تعلیم کا جزو بنایا۔رفتہ رفتہ جب نظام تعلیم چل پڑا تو آپؓ نے نظام تعلیم میں

حدیث

وفقہ کی تعلیم اور فن وکتابت کو بھی اس نصاب کا حصہ بنادیا اس کے علاوہ ہر طالب علم کو نیزہ باری، شمشیر زنی، تیراندازی، نشانہ بازی اور شہسواری کی تعلیم بھی دی جاتی تھی ۔آپؓ نے نظام تعلیم کو روانی سے چلانے کے لئے ان اساتذہ کا بندوبست کیا جو کہ حفاظ تھے، مفسر تھے، محدث تھے ،فقیہہ تھے،ادیب تھے ، مجاہد تھے اور خاص کر بارگاہ نبوی ﷺ سے فارغ التحصیل تھے ۔آپؓ نے ان اساتذہ کی معقول تنخواہیں مقرر کیں تاکہ وہ دلجمعی سے طلباء کو تعلیم دے سکیں ۔آزاد عدلیہ کا قیام بھی آپؓ کے دور خلافت کا بڑا کارنامہ تھا۔آپؓ نے اپنے دورِخلافت میں ہجری سال کا آغاز کیا۔آپؓ نے اپنے دور خلافت میں دین کی اشاعت کے لئے بڑھ چڑھ کر کام کیا۔

شہادت

مدینہ منورہ میں مغیرہ بن شعبہ کا ایک نصرانی غلام فیروز ابولولو رہتا تھا جو کہ نہاوند کے معرکہ میں قید ہو کر مدینہ منورہ میں لایا گیا تھا۔ایک دن فیروز ابولولو امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا ہے کہ میرا آقا مجھ سے زیادہ محصول وصول کرتا ہے ۔امیر المومنین نے اس سے محصول کی رقم دریافت کی تو اس نے کہا کہ دو درہم روزانہ ،امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کام کیا کرتے ہو؟اس نے کہا کہ امیر المومنین میں نقاشی اور نجاری کا کام کرتا ہوں ۔آپؓ نے

فرمایاکہ ان ہنروں کے آگے یہ رقم زیادہ نہیں ۔فیروزابولولونے جب یہ سناتووہ امیرالمومنینؓ سے دل میں بغض رکھنے لگا۔ذی الحجہ ۳۲ہجری نمازفجرکے وقت جب تمام مسلمان مسجد نبوی ﷺ میں نمازکے لئے جمع ہوئے توفیروزابولولوایک تیزدھار خنجرلے کرمسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوا۔امیرالمومنین حضرت سیدناعمرفاروقؓ نمازفجرکے وقت تشریف لائے اور نمازکے لئے صفیں درست کروانے لگے ۔جب آپؓ صفیں درست کروانے کے بعدامامت کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہہ کرنمازشروع کی
توفیروزابولولواس دوران نمازیوں کی صفیں چیرتاہواتیزی سے آگے بڑھااورآپؓ پرپے بعددیگرے چھ وارکئے جن سے ایک وارزیرناف لگاجس سے آپؓ نڈھال ہوگئے ۔آپؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کوپکڑکرامامت کے لئے آگے کیااورآپؓ بے ہوش گئے ۔فیروزابولولونے حضرت سیدناعمرفاروقؓ پرحملہ کرنے کے بعدبھاگنے کی کوشش کی اورجب لوگوں نے اسے پکڑلیاتوفیروزابولولو نے اپنے ہی خنجرسے خودکشی کرلی ۔نمازفجرادا کرنے کے بعدامیرالمومنین سیدناعمرفاروقؓ کوگھرلایاگیا۔آپؓ نے ہوش میں آتے ہی پوچھامیراقاتل کون ہے ؟آپؓ کوبتایاگیاکہ فیروزابولولواوراس نے اپنے خنجرسے خودہی خودکشی کرلی ہے ۔آپؓ نے اللہ رب العالمین کاشکرادا کیاکہ میراقاتل کوئی مسلمان نہیں ہے اس دوران طبیب کوبلایاگیاجس نے آپؓ کودودھ اورنبیذپلایاجوکہ زخم کے راستے سے باہرنکل آیا۔آپؓ کی حالت آہستہ آہستہ مزیدخراب ہونے لگی ۔آپؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کواُم المومنین سیدتناحضرت عائشۃ الصدیقہؓ کے پاس بھیجاکہ وہ انہیں حضورنبی

کریم ﷺ اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے پہلو میں سپرد خاک ہونے کی اجازت مراحمت فرمادیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب اُم المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کے پاس پہنچے اور ان سے امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی خواہش کا اظہار کیا تو اُم المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ نے فرمایا یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن میں حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی ذات کو خود پر ترجیح دیتی ہوں اور یہ جگہ ان کو عطا کرتی ہوں۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کو جب بتایا گیا کہ اُم المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ نے جگہ مرحمت فرمادی ہے تو آپؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ عمرؓ سے فرمایا کہ میرے سر کے نیچے سے تکیہ ہٹادو تاکہ میں اپنا سر زمین سے لگاسکوں اور اللہ پاک کا شکر ادا کروں۔

آپؓ نے بوقت وصال اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ دیکھو میرا اوپر بیت المال کا کتنا قرض ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ چھیاسی ہزار آپؓ نے فرمایا کہ تم میرا تمام مال فروخت کرکے بیت المال میں جمع کرادینا اور اگر یہ رقم ناکافی ہو تو پھر اپنے مال سے اسکو ادا کرنا اور اگر پھر بھی ناکافی ہو تو بنی عدی بن کعب سے لے لینا اور اگر پھر بھی یہ قرضہ پورا نہ ہو تو قریش سے قرضہ کی ادائیگی کا سوال کرنا اور ان کے علاوہ کسی سے نہ کہنا۔

جب آپؓ کے وصال کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے آپؓ سے خلفیہ کی نامزدگی کا مطالبہ کیا آپؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا کہ تم جا کر حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت، زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو بلالاؤ۔جب یہ صحابہ کرام علیہیم الرضوان حاضرِ خدمت ہوئے تو آپؓ نے فرمایا کہ میں خلافت کا امر تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے وصال کے وقت تم سب سے راضی تھی ۔اس لئے میں یہ امر تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تم خود میں سے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کرلو۔آپؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا !جب میں مرجاؤں تو میری آنکھیں بند کردینا اور میرے کفن میں میانہ روی اختیار کرنا اور اسراف نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول ہوا مجھے دنیا سے بہتر کفن مل جائے گا اور اگر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوا تو یہ کفن میرے پاس نہیں رہے گا اور مجھ سے چھین لیا جائے گا۔ میری قبر کو زیادہ لمبی اور چوڑی نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ پاک کے نزدیک معتبر ہوا تو وہ میری قبر کو حد نگاہ وسیع کردے گا ورنہ میری قبر جتنی مرضی چوڑی ہو وہ اتنی تنگ کردی جائیگی کہ میری پسلیاں ٹوٹ جائیں ۔آپ 26 ذی الحجہ 23 ہجری کو زخمی ہوئے تھے ۔آپؓ کا وصال یکم محرم الحرام ہجری بروز ہفتہ کو ہوا۔ (اِنَّاللّٰہِ وَاِنَّااِلَیہِ رَاجِعُون) وصال کے وقت آپؓ کی عمر مبارکہ 24 قریباً 63 برس تھی ۔آپؓ کو امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے

پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپؓ کو بیری کے پتوں میں ابلے ہوئے پانی سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ آپؓ کی نمازہ جنازہ حضرت صہیب رومیؓ نے پڑھائی جو کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے منبر اور مزار کے درمیان ریاض الجنتہ میں ادا کی گئی جبکہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ، حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خداؓ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپؓ کے جسم مبارکہ کو قبر مبارک میں اتارا۔ اللہ رب العزت ہم سب کے صغیرہ کبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے بروز قیامت آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

چاہت مصطفیٰ ۔۔ سید الشہداء حضرت امام حسینؓ

جس نے حق کربلا میں ادا کر دیا
اپنے نانا کا وعدہ وفا کر دیا
گھر کا گھر سب سپرد خدا کر دیا
کر لیا نوش شہادت کا جام
اس حسین ابن حیدرؓ پہ لاکھوں سلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو انہوں نے وہ پوری کر دیں (اس پر) اللہ پاک نے فرمایا" میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بناؤں گا انہوں نے عرض کیا (کیا) میری اولاد میں سے بھی ؟ ارشاد ہوا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ (البقرہ 124) اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اپنے اولی العزم اور بزرگ پیغمبر حضرت سیدنا ابراہیمؑ کو مختلف آزمائشوں میں مبتلا کرنے اور ان سے کامیابی سے گزرنے اور پھر اس پر انعام کا تذکرہ فرمایا ہے جو لوگ آزمائش سے بھاگ جاتے ہیں وہ پست رہتے ہیں اور جو لوگ آزمائش کو سینے سے لگاتے ہیں وہ عظیم ہو جاتے ہیں آزمائش ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی آزمائش میں ڈالا بھی اسی کو جاتا ہے جس سے اللہ پاک کو پیار ہوتا ہے اور وہ اپنے محبوب بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے پیار کیا اور اس پیار کے

نتیجے میں انہیں آزمائش میں ڈالا اور وہ ہر آزمائش میں سُرخرو رہے سلسلہ آزمائش جو حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہوا تھا حضرت امام حسینؓ پر آ کر ختم ہوا۔

امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی ولادت باسعادت 5 شعبان ہجرت کے چوتھے سال ہوئی سرکار مدینہ ﷺ کو آپؓ کی پیدائش کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپؓ کے کان میں اذان کہی دعا فرمائی اور آپ ﷺ نے حسین نام رکھا آپؓ کے نام رکھنے کی روایت یوں ہے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ جب امام حسنؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام حمزہ رکھا اور جب امام حسینؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا (حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں) مجھے نبی کریم ﷺ نے بلا کر فرمایا مجھے ان کے یہ نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے (حضرت علیؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں پس آپ ﷺ نے ان کا نام حسنؓ و حسینؓ رکھے۔ (مسند احمد بن حنبل) حدیث مبارکہ میں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "کہ مجھے حکم آیا ہے کہ میں دونوں نام بدل دوں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ولادت کے ساتھ ہی امام حسنؓ و امام حسینؓ کا معاملہ زمینی نہ رہا نام تک بھی زمینی رکھنے کی اجازت نہ ہوئی بلکہ نام بھی آسمان سے بھیجے گئے امام حسینؓ کو دنیا کے پیمانوں پر تولنے والو امام حسینؓ کا نام بھی دنیا سے نہیں آیا بلکہ آسمانوں سے بھیجا گیا۔ حضرت عمران بن سلیمانؓ سے روایت ہے کہ حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں جو کہ زمانہ

جاہلیت میں کسی کے نام نہیں رکھے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کے نام چھپا رکھے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نواسوں کے نام حسن اور حسینؓ رکھے۔ پانچ سو سال کے پورے عرصہ میں کسی بچے کا نام حسن و حسین نہیں رکھا گیا۔ نبی کریم ﷺ کی محبت کی خاطر اللہ پاک کو یہ گوارا نہیں ہوا جو مصطفیٰ ﷺ کے محبوب ہونے والے ہیں ان کا نام بھی کسی اور کا رکھا گیا ہو۔

جنت کی زینت سیدنا امام حسنؓ و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مصطفیٰ ﷺ خدا کی چاہت اور حسینؓ مصطفیٰ ﷺ کی چاہت جو حسینؓ کو تکلیف دے وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے حسن و حسین جنت کے دوستون ہیں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین عرش کے دوستون ہیں لیکن وہ لٹکے ہوئے نہیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اہل جنت جنت میں مقیم ہو جائیں گے تو جنت عرض کرے گی اے پروردگار تو نے مجھے اپنے ستونوں میں سے دوستونوں سے مزین کرنے کا وعدہ فرمایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھے حسن اور حسین کی موجودگی کے ذریعے مزین نہیں کر دیا (یہی تو میرے دوستون ہیں) (طبرانی المعجم الاوسط) ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی، کریم ﷺ نے فرمایا ایک مرتبہ جنت نے دوزخ پر فخر کیا اور کہا میں تم سے بہتر ہوں دوزخ نے کہا میں تم سے بہتر ہوں جنت نے دوزخ سے پوچھا کس وجہ سے ؟ دوزخ نے کہا اس لیے کہ میرے اندر بڑے بڑے جابر حکمران فرعون اور نمرود ہیں اس پر جنت خاموش ہو گئی

اللہ پاک نے جنت کی طرف وحی کی اور فرمایا تو عاجز ولاجواب نہ ہو میں تیرے دو ستونوں کو حسن اور حسین کے ذریعے مزین کروں گا پس جنت خوشی اور سرور سے ایسے شرما گئی جیسے دلہن شرماتی ہے۔ (طبرانی المعجم الاوسط) جنت حسن اور حسین کے نام پر فخر کرتی ہے اور دوزخ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اے دوزخ حسن اور حسین میرے پاس ہیں اس لئے میں بہتر ہوں۔

آقا ﷺ کی بارگاہ میں حسنین کریمین کا مقام محبوبیت

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں) نکلے ابھی ہم راستے میں ہی تھے کہ آپ ﷺ نے حسن و حسین علیہ السلام کی) آواز سنی دونوں رو رہے تھے اور دونوں اپنی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تھے آپ ﷺ ان کے پاس تیزی سے پہنچے راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا میرے بیٹوں کو کیا ہوا کیوں رو رہے ہیں؟ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے بتایا انہیں سخت پیاس لگی ہے حضور نبی کریم ﷺ پانی لینے کے لئے مشکیزے کی طرف بڑھے ان دنوں پانی کی سخت قلت تھی اور لوگوں کو پانی کی شدید ضرورت تھی آپ ﷺ نے لوگوں کو آواز دی کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ ہر ایک نے کجاؤں سے لٹکتے ہوئے مشکیزوں میں پانی دیکھا مگر ان کو قطرہ تک نہ ملا آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا ایک بچہ مجھے دیں

انہوں نے ایک پردے کے نیچے سے دے دیا پس آپ ﷺ نے اسکو پکڑ کر اپنے سینہ مبارک سے لگایا مگر وہ سخت پیاس کی وجہ سے مسلسل رو رہا تھا اور خاموش نہیں ہو رہا تھا پس آپ ﷺ نے اس کے منہ میں اپنی زبان مبارک ڈال دی وہ اُسے چوسنے لگا حتیٰ کہ سیرابی کی وجہ سے سکون میں آگیا میں نے دوبارہ اس کے رونے کی آواز نہ سنی جب کہ دوسرا بھی اسی طرح (مسلسل رو رہا تھا) پس حضور ﷺ نے فرمایا دوسرا بھی مجھے دے دیں تو سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا نے دوسرے کو بھی حضور ﷺ کے حوالے کر دیا حضور ﷺ نے اس سے بھی وہی معاملہ کیا (یعنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈالی) سو وہ دونوں ایسے خاموش ہوئے کہ میں نے دوبارہ ان کے رونے کی آواز نہ سنی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ایک کاندھے پر حضرت سیدنا امام حسنؓ اور ایک کاندھے پر حضرت امام حسینؓ تھے آپ ﷺ کبھی حضرت امام حسنؓ کو چومتے تھے اور کبھی حضرت امام حسینؓ کو ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ "آپ ان دونوں کو بہت محبوب رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔ (البدایہ والنہایہ) حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت امام حسنؓ و امام حسینؓ آپکی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں" فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جبکہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔ (کنزالعمال)

حضرت زید بن ابی زیادؓ فرماتے

ہیں کہ حضور ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہرؓ کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت امام حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا! بیٹی اسکو رونے نہ (دیا کرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (نورالابصار

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلے میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس حالت میں باہر آئے کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھی میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ یہ کیا ہے؟ پس آپ ﷺ نے کپڑا اٹھایا وہ سیدنا حضرت امام حسنؓ وامام حسینؓ تھے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو شخص ان کو محبوب رکھے تو اسکو بھی محبوب رکھ۔ (کنزالعمال) حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سیدنا حضرت امام حسنؓ و سیدنا حضرت امام حسینؓ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اللہ پاک نے اس کو جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ پاک سے بغض رکھا اور جس نے اللہ پاک سے بغض رکھا اللہ پاک نے اسکو دوزخ میں داخل کیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کو اپنی پشت

پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا اے شہزادو) تمہاری سواری کتنی اچھی ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سوار بھی بہت اچھے) ہیں۔ (کنزالعمال، البدایہ والنہایہ) حضرت یعلی بن مرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا" (سیدناامام) حسینؓ مجھ سے ہے اور میں (سیدناامام) حسینؓ سے ہوں جو سیدناامام) حسینؓ کو محبوب رکھتا ہے وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے حسینؓ فرزندوں میں) سے ایک فرزند ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ) حضرت حذیفہ الیمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دن حضور ﷺ کو بہت مسرور دیکھا تو عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! آج ہم آپ کو بہت مسرور و خوش دیکھتے ہیں رحمت دو عالم نورِ مجسم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا" میں کیوں نہ خوش ہوں جبکہ جبریل امینؑ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے بشارت دی ہے کہ بلاشبہ حضرت امام حسنؓ امام حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ (ان سے بھی افضل ہے۔ (کنزالعمال

فرمان رسول ﷺ میرے ماں باپ حسنین پر قربان

حضرت زربن حبیشؓ روایت کرتے ہیں کہ " ہم نے ایک روز دیکھا سجدے میں شہزادے آپ ﷺ کے کندھوں پر چڑھ جاتے ہیں۔۔ پھر آپ کی پشت مبارک سے اتر آتے ہیں ۔۔۔۔ ساری نماز میں یہی کیفیت رہی ۔۔۔۔ کچھ لوگ جنہیں معلوم نہ تھا کہ شہزادے حضور ﷺ کے کندھوں پر روزانہ چڑھتے ہیں انہوں نے اشاروں سے شہزادوں کو روکنا چاہا حضور ﷺ نے فرمایا میری نماز کے دوران میرے سجدوں میں حسن و حسین کندھوں پر چڑھیں یا میری

گود میں بیٹھیں انہیں کوئی منع نہ کرے دعوھما بابی وامیانہیں چھوڑ دو (یعنی سوار ہونے دو) میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں (بیہقی ،السنن الکبریٰ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں، ہماری جان ہے ہم نے اپنے کانوں سے سنا کہ حضور ﷺ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا سے مخاطب تھے وہ نبی جسے ہر کوئی حضور ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کہہ کر پکارتا ہے خدا کی قسم ہم نے سنا حضور ﷺ نے سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا سے بات کی تو فرمایا " میری فاطمہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان "۔اور آج فرمارہے ہیں حسن و حسین میرے ماں باپ تجھ پر قربان ۔آقا ﷺ اللہ پاک کے پیغمبر ہیں نماز میں آئیں تو شہزادوں کو کندھوں پر بٹھالیں خدا جانے اس محبت کا عالم کیا ہے جن کے قدم چومنے کو عرش ترستا ہے، جن کا استقبال اللہ پاک قاب قوسین پر وہ مصطفےٰ ﷺ باہر سے نکلتے ہیں تو حسن و حسینؓ حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوتے ہیں ۔حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن و حسین علیہ السلام کو حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار دیکھا تو حسرت بھرے لہجے میں کہا کہ آپ کے نیچے کتنی اچھی سواری ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ذرا یہ بھی تو دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں ۔اللہ پاک اپنی رحمت کے صدقے ، نبی رحمت ﷺ ورنواسہ رسول ﷺ کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین

یومِ عاشورہ کی فضیلت وعبادت

محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو عاشورہ کہاجاتاہے اس دن اطاعت خداوندی بجالانے والوں کو حق تعالیٰ بہت بلند مقام سے نوازتاہے علماء کرام فرماتے ہیں کہ دسویں محرم کو عاشورہ اسلئے کہتے ہیں کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے دس انبیاء کرام علیہم السلام کو دس اعزاز عطافرمائے جسکی بناء پر اسے عاشورہ کہاجاتاہے ا۔اسی روز سیدناآدم علیہ السّلام کی توبہ قبول ہوئی۔اسی دن حضرت ادریس علیہ السّلام کو مقام رفیع پر اٹھایاگیا۔حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی اسی روز کوہِ جودی پر ٹھہری۔اسی روز حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السّلام پیداہوئے اوراسی روز اللہ تعالیٰ نے انکواپنا خلیل بنایااسی دن سیدناحضرت ابراہیم علیہ السّلام کوآگ نمرود سے بچایا۔اسی دن حضرت داؤد علیہ السّلام کی توبہ قبول فرمائی اسی روز حضرت سلیمان علیہ السّلام کو بادشاہی واپس لوٹادی گئی۔اسی دن حضرت ایوب علیہ السّلام کی بیماری کازمانہ ختم ہوا۔اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السّلام کودریائے نیل سے نجات دی اورفرعون کوغرق کردیا۔اسی روز حضرت سیدنایونس علیہ السّلام کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی ملی اسی روز حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کوآسمان پراٹھالیاگیا اسی روز محبوب خداء سرورانبیاء،احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کانور تخلیق ہوا(غنیہ الطالبین) عاشورہ کے دن کئے جانے والے دس

اعمال ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث ہیں۔ا۔روزہ رکھنا۲۔یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا۳۔دستر خواں کشادہ کرنا۴۔صدقہ خیرات کرنا۵۔غسل کرنا۶۔سرمہ لگانا ۷۔بیمار کی عیادت کرنا۸۔پیاسے کو پانی پلانا۹۔نفلی عبادت کرنا10۔توبہ (واستغفار کرنا، قبرستان جانا (غنیہ الطالبین

یوم عاشورہ کے روزہ کی فضیلت

ابتدائے اسلام میں عاشورہ کا روزہ فرض تھا اور اسکا بہت اہتمام کیا جاتا تھا بچوں کو تاکید کرکے یہ روزہ رکھوایا جاتا پھر جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو اسکی فرضیت ختم ہو گئی اور مستحب یعنی نفلی روزہ رہ گیا اس لئے جن روایات سے بہت زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے وہ اسی دور کی ہیں تاہم اسکا اجر وثواب اب بھی باقی ہے ۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہیں آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو ؟ تو انہوں نے کہا یہ بڑا اچھا دن ہے اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی اور فرعون اور اسکے لشکر کو غرق کیا تھا۔اس موقع پر حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھا پس اس لئے ہم اس دن کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں اس پر آ ﷺ نے فرمایا "تم سے زیادہ ہم موسیٰ علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے کے حقدار ہیں " پس آپ ﷺ نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور صحابہ

کرامؓ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے میں فراخی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال وسعت فرمائے گا حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسکا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ماہ رمضان کے روزوں کے بعد جس مہینے کے روزے افضل ہیں وہ محرم الحرام ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات (تہجد) کی ہے۔ (مسلم شریف) حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (پہلے) عاشورہ کے روزہ رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور اسکی ترغیب دلاتے تھے اور اس دن کے آنے کے وقت ہماری خبر گیری کیا کرتے تھے (یعنی عاشورہ کا دن جب نزدیک آتا تو اسکا روزہ رکھنے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے) مگر جب ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہو گئے تو نہ آپ ﷺ نے ہمیں اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور نہ اس سے منع کیا اور نہ ہی اس دن کے آنے کے وقت ہماری خبر گیری کی۔ (مسلم شریف) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا جاتا تھا جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آقا ﷺ نے فرمایا اب جو چاہے عاشورے کا روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن یعنی عاشورہ کے دن کا روزہ فرض کیا گیا تھا تم بھی اس دن روزہ رکھو اور اپنے گھر والوں کے خرچ میں اس دن فراخی کرو جس نے اس دن اپنے گھر والوں کے خرچ میں وسعت پیدا کی اللہ

تعالیٰ اسکو پورا سال آسودگی وکشائش عطافرماتا ہے جس نے اس دن روزہ رکھا تو وہ روزہ اس کے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا جو شخص عاشورہ کی پوری رات عبادت میں گزارے اور صبح کو روزہ رکھے تو اسکو اس طرح موت آئے گی کہ اسکو مرنے کا احساس بھی نہ ہوگا۔ (غنیہ الطالبین) حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عاشورہ کے روزے کا پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ گزشتہ سالوں کے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثہ) یہود کی مشابہت سے بچنے اور ان کی مخالفت کرنے کے لئے عاشورہ کے ساتھ 9 محرم الحرام کا روزہ بھی رکھنا چاہیے اگر 9 تاریخ کا روزہ نہ رکھ سکیں تو عاشورہ کے ساتھ 11 محرم الحرام کا روزہ رکھ لینا چاہیے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودیوں کے خلاف تم نویں، دسویں اور گیارہویں محرم کا روزہ رکھو (احمد بن حنبل) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس دن کی تو یہود و نصاریٰ عظمت کرتے ہیں تو آقا ﷺ نے فرمایا اگر آئندہ سال اللہ نے باقی رکھا تو نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔ (مسلم شریف) حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ چار اعمال ایسے ہیں جنکو آپ ﷺ نے کبھی ترک نہیں کیا۔ آپ ﷺ عاشورہ کا روزہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ (نو دن) کے روزے اور ہر مہینہ کے تین روزے اور فجر سے پہلے دو رکعت (سنت) نماز کی ادائیگی (نسائی شریف) حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ پاک نے عاشورہ کے روزہ کے ساتھ ہم

کو بڑی فضیلت عطا کی ۔ آ قا ﷺ نے ارشاد فرمایا ! ہاں ایسا ہی ہے کیونکہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے عرش و کرسی ستاروں اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا لوح و قلم بھی عاشورہ کے دن پیدا کئے جبرائیل امینؑ اور دوسرے ملائکہ کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو آتش نمرود سے عاشورہ کے دن نجات دی انکے فرزند کا فدیہ عاشورہ کے دن دیا فرعون عاشورہ کے دن غرق ہوا حضرت ادریسؑ کو عاشورہ کے دن آسمان پر اٹھایا حضرت ایوبؑ کے دکھ درد کو عاشورہ کے دن دور کیا حضرت عیسیٰؑ کو عاشورہ کے دن اٹھایا حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بھی عاشورہ کے دن ہوئی حضرت آدمؑ کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی حضرت داؤدؑ کی تکلیف عاشورہ کے دن ختم ہوئی حضرت سلیمانؑ کو جن و انس پر حکومت اسی دن عطا ہوئی خود باری تعالیٰ عاشورہ کے دن عرش پر متمکن ہوا۔ قیامت عاشورہ کے دن قائم ہوگی آسمان سے پہلی بارش عاشورہ کے دن ہوئی جس دن آسمان سے پہلی مرتبہ رحمت نازل ہوئی تو وہ عاشورہ کا دن تھا جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا وہ مرض الموت کے سوا بیماری میں مبتلا نہ ہوگا جس نے عاشورہ کے دن پتھر کا سرمہ آنکھ میں لگایا تمام سال اسکو آشوب چشم نہ ہوگا جس نے عاشورہ کے دن کسی مریض کی بیمار پرسی کی گویا اس نے تمام اولاد آدمؑ کی عیادت کی۔ جس نے عاشورہ کے دن کسی کو ایک گھونٹ پانی کا پلایا اس نے گویا ایک لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی (غنیہ الطالبین) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ذوالحجہ کے آخری اور محرم الحرام

کے پہلے دن روزہ رکھے تو اس نے گزشتہ سال کا اختتام اور نئے سال کا آغاز روزے سے کیا اللہ تعالیٰ اسکے روزہ کو پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ بنادے گا۔ (غنیہ الطالبین)

حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا "اگر تم رمضان کے علاوہ روزہ رکھنا چاہتے ہو تو عاشورہ کا روزہ رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اس میں ایک دن ایسا ہے جس میں ایک قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور دوسری قوم کی توبہ قبول فرمائے گا (اور حضور ﷺ نے لوگوں کو رغبت دلائی کہ) عاشورہ کے دن توبۃ النصوحا کی تجدید کریں اور قبول توبہ کے خواستگار ہوں پس جس نے اس دن اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ ویسے ہی قبول فرمائے گا جس طرح ان سے پہلوں کی توبہ قبول کی"۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابن جوزی نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا کہ محرم کی دسویں تاریخ وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی، حضرت ادریسؑ کو بلند مرتبہ پر فائز کیا، اسی دن حضرت ابراہیمؑ پر آگ کو ٹھنڈا کیا، اسی دن حضرت نوحؑ کو کشتی سے اتارا، اسی دن حضرت موسیٰؑ پر تورات نازل فرمائی حضرت یوسفؑ اسی دن قید خانے سے باہر آئے اسی دن حضرت یعقوبؑ کی بینائی واپس آئی اسی دن حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا گیا بنی اسرائیل کے لئے دریا بھی اسی دن پھاڑا جو شخص اس دن کا روزہ رکھے گا یہ روزہ اس کے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا جس نے عاشورہ کی رات عبادت کی گویا اس نے ساتوں آسمان والوں کے

برابر عبادت کی۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ماہِ محرم میں عاشورہ کے دس روزے رکھے تو اس کو دس ہزار فرشتوں کا ثواب عنایت کیا جاتا ہے اور اگر کوئی خاص عاشورہ کے دن روزہ رکھے تو اسکو دس ہزار شہیدوں اور دس ہزار حج اور دس ہزار عمرہ کرنیوالوں کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ جس نے عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اللہ رب العزت اس یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلے جنت میں اسکا درجہ بلند کریگا جس نے عاشورہ کی شام کو کسی مومن کا روزہ کھلوایا گویا اس نے اپنی طرف سے تمام امت محمدیہ کا روزہ کھلوایا اور ساری امت کا پیٹ بھرا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ پاک نے عاشورہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت دی ہے؟ آقا ﷺ نے فرمایا ہاں؛ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں زمین پہاڑوں اور سمندروں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا لوح و قلم کو بھی عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ حضرت آدمؑ عاشورہ کے دن پیدا ہوئے حضرت آدمؑ کو جنت میں عاشورہ کے دن داخل فرمایا۔ حضرت ابراہیمؑ عاشورہ کے دن پیدا ہوئے ان کے بیٹے کا فدیہ قربانی عاشورہ ہی کے دن دیا گیا فرعون کو عاشورہ کے دن دریائے نیل میں غرق کیا گیا حضرت ایوبؑ کی تکلیف عاشورہ کے دن ختم ہوئی حضرت آدمؑ کی توبہ عاشورہ ہی کے دن قبول ہوئی حضرت داؤدؑ کی تکلیف عاشورہ کے دن دور ہوئی حضرت عیسیٰؑ عاشورہ کے دن پیدا ہوئے قیامت عاشورہ کے دن ہی قائم ہوگی۔ (غنیہ الطالبین)

: عاشورہ کی نفلی عبادت

جو شخص اس رات میں چار رکعت نماز نفل یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچاس مرتبہ سورۃ الاخلاص قل ھو اللہ احد پڑھے تو مولا کریم اس کے پچاس سال گزشتہ کے اور پچاس سال آئندہ کے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لئے ملاء اعلیٰ میں ایک ہزار محل تیار کرتا ہے۔ (ماثبت من السنۃ) حضرت شبلیؒ سے منقول ہے جو کوئی چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ الاخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے نماز ختم کرنے کے بعد اسکا ثواب حضرت حسنین علیہما السلام کی ارواح مبارکہ حضور میں پیش کرے بہتر یہ ہے کہ اول محرم سے عشرہ محرم تک یہ عمل جاری رکھے اس نماز کے پڑھنے والے کی صاحبزادگان سید کونین علیہ السّلام قیامت کے دن شفاعت فرمائیں گے حضرت شبلیؒ عاشورہ تک اسکو ہر روز پڑھ کر بخشا کرتے تھے ایک دن شبلیؒ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام حسینؓ نے شبلی کی طرف سے منہ پھیر لیا شبلیؒ نے عرض کیا کہ حضور مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی فرمایا خطا نہیں ہماری آنکھیں تمہارے احسان سے شرمندہ ہیں جب تک کہ ہم قیامت میں اسکا بدلہ نہ دلوائیں گے اُس وقت تک ہماری آنکھ ملانے کے قابل نہیں۔ (جواہر غیبی)

دو رکعت نماز روشنی قبر کے لئے عاشورہ کی رات پڑھی جاتی ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے بعد تین تین بار سورہ الاخلاص پڑھی جائے اس

(نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت تک اسکی قبر کو روشن رکھے گا۔ (جواہر غیبی

شب عاشورہ میں چھ رکعت نماز نفل اسطرح پڑھیں کہ پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص اکیس اکیس بار پڑھیں پھر دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الفلق اکتیس اکتیس بار پڑھیں پھر دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الناس اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھیں اس کے بعد بیٹھ کر ستر مرتبہ یہ دعا پڑھیں دینی ودنیوی فیوضات برکات حاصل ہونگے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (البقرۃ 201) بعض صالحین سے منقول ہے کہ جو شخص عاشورہ کی رات سو رکعت نفل یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص تین تین مرتبہ پڑھے نماز کے بعد ستر مرتبہ کلمہ تمجید (تیسرا کلمہ) پڑھے اس نماز کے صدقے اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ معاف فرمادے گا خواہ وہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں اور ہر سال عاشورہ میں اس نماز کے پڑھنے سے بخشش کا سامان پیدا ہو جاتا ہے کلمہ تمجید یہ ہے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اللہ رب العزت اپنی رحمت کے صدقے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نواسہ رسول ﷺ کے صدقے ہمارے تمام گناہ معاف فرمائے۔ اور بروز قیامت محبوب

علیہ الصلوٰۃ کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین۔

واقعہ کربلا ازواج ، دختران اہل بیتؓ کا کردار

حسینؓ منزلِ حق ہیں تو حق نماز زینبؓ
وہ ابتدائے شہادت تو انتہا زینبؓ

محرم الحرام کا مہینہ شروع ہوتے ہی ہمارے دلوں میں اس واقعے کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جسے تاریخ "سانحہ کربلا" کے نام سے یاد کرتی ہے۔دس محرم الحرام 61 ہجری کو میدان کربلا ہیں تاریخ اسلام کا انتہائی دردناک اور دلوں کو ہلا کر رکھ دینے والا سانحہ رونما ہوا۔یزیدیوں نے نواسہ رسول ﷺ لخت جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا اسلام اللہ علیھا و حضرت علی المرتضی شیر خداؓ، حضرت امام حسینؓ ،ان کی اولاد، اقرباء اور دیگر ساتھیوں کو انتہائی مظلومیت کے عالم میں شہید کیا۔تاریخ اسلام میں اور بھی بہت سی جانیں اللہ کی بارگاہ میں قربان ہوئی ہیں ہر شہادت کی اہمیت وافادیت مُسلمّ ہے مگر شہادت سیدنا امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی دوسری شہادتوں کے مقابلے میں اہمیت وشہرت اس لئے بڑھ کر ہے کہ کربلا کے میدان میں شہید ہونے والوں کی آقائے دوجہاں سرور کون ومکان ﷺ سے خاص نسبتیں ہیں۔یہ داستانِ شہادت گلشنِ نبوت ﷺ کے کسی ایک پھول پر مشتمل نہیں۔تاریخ کے کسی دور میں بھی امت مسلمہ کربلا کی داستان کو بھول نہیں سکتی۔ سیدنا حضرت امام حسینؓ نے اپنی جان تو اللہ کے نام پر قربان کر دی مگر باطل کے

آگے سر نہ جھکایا۔اس معرکہ کے واحد راہنما حضرت امام حسینؓ نہیں ان کے گرد ایک جماعت تھی جس میں ایک ہی قوم و نسل کے افراد شامل نہیں تھے۔بلکہ اس جماعت کی حیثیت بین الاقوامی تھی۔ان میں آزاد، غلام، عربی، قریشی، غیر قریشی غرض ہر نسل، ہر قبیلے کے سرفروش شامل تھے۔

حضرت سیدہ زینبؓ بنت علیؓ

خاتونِ کربلا حضرت سیدہ زینبؓ نے باب العلم حضرت علی المرتضیٰؓ کے گھر ۵ ہجری کو جنم لیا۔آپؓ کا نام آقائے دوجہاں سرورِ کون ومکاں جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے زینب رکھا۔روایات میں آتا ہے کہ آپؓ کا نام آپؓ کی پیدائش کے کئی دن بعد رکھا گیا۔آقائے دوجہاں سرورِ کون ومکاں ﷺ آپؓ کی پیدائش کے وقت سفر میں تھے سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ نے امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے کہا کہ وہ بیٹی کا نام تجویز کریں۔امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے کہا کہ میں اس کا نام کیسے رکھوں اس کا نام تو آقا ﷺ خود رکھیں گے۔چنانچہ آقا ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کو یہ خوشخبری سنائی گئی تو آپ ﷺ نے فوراً سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت زینبؓ کو گود میں اٹھا کر پیار کیا اور ان کا نام (زینبؓ) رکھا۔آپؓ اپنی تمام صفات میں بے مثل تھیں اور سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ کی سیرت پاک کا عملی نمونہ

تھیں۔آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کو آپؓ سے بے تحاشہ محبت تھی آپؓ حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کا نور تھیں۔آپؓ کے نانا اللہ پاک کے محبوب آپؓ کی والدہ خاتونِ جنت سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ تھیں۔آپؓ کے والد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خداؓ، بھائی حضرت سیدنا امام حسنؓ اور حضرت سیدناامام حسینؓ جنتی نوجوانوں کے سردار تھے۔حضرت سیدہ زینبؓ کا نکاح اپنے چچاحضرت جعفر طیارؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ سے ہوا۔آپؓ نے زندگی میں بے شمار مصائب برداشت کئے۔ابھی آپؓ کی عمر چھ سال کی بھی نہ ہوئی کہ آپؓ کے نانا حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے۔پھر چند ماہ بعد ہی آپؓ کی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ رحلت فرما گئیں۔جب آپؓ جوان ہوئیں تووالد محترم امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت اور پھر بھائی حضرت سیدناامام حسنؓ کی شہادت،ان سب مصائب کی وجہ سے آپؓ کوام المصائب کی کنیت سے پکاراجانے لگا۔آپؓ اپنی والدہ کی طرح صابر وشاکراور پردے کا نہایت خیال رکھتی تھیں۔ایک مرتبہ بچپن میں قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت کرتے ہوئے آپؓ کی سر مبارک سے چادر سرک گئی توسیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ نے فرمایاکہ بیٹی سر پر چادر کرو کیونکہ تم اللہ پاک کی مقدس کتاب قرآن مجید فرقان حمید پڑھ رہی ہواوراسکے ادب کا تقاضاہے کہ عورت کا سر ڈھانپا ہوا ہو۔بچپن کی اس نصیحت کے بعدآپؓ نے کلام الٰہی کی تلاوت کے علاوہ ساری زندگی کبھی اپنے سر کو ننگا نہ کیا۔آپؓ فہم وفراست، عقل ودانش

اورتدبر کی مالک تھیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کے عہد خلافت میں کوفہ میں درسِ قرآن دیا کرتی تھیں آپؓ غریب پرور تھیں۔ آپؓ نے کبھی دنیاوی لذتوں کو فوقیت نہ دی اور دنیاوی عیش وآرام کی نسبت آخرت کی زندگی کو ترجیح دی۔ آپؓ کی عبادت وریاضیت کا یہ عالم تھا کہ ساری زندگی کبھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔ حضرت سیدنا امام زین العابدینؒ فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے خونی واقعات اور اس کے بعد کے مصائب ان سب کے باوجود حضرت سیدہ زینبؓ نے نماز تہجد کبھی ترک نہ کی۔ جس سے آپؓ کی زاہد و تقویٰ کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے حضرت سیدنا امام حسینؓ، آپؓ سے درخواست کرتے تھے کہ اے میری بہن! میں تجھ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں اور تم میرے لئے دعا کیا کرو۔ واقعہ کربلا کے بعد آپؓ اکثر وبیشتر یہ دعا فرمایا کرتی تھیں۔ کہ الٰہی! آلِ رسول ﷺ کی اس قربانی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور ہماری اس قربانی کو رائیگاں نہ جانے دے۔ حضرت سیدنا امام حسینؓ کے ساتھ آپؓ کی محبت بے مثل تھی۔ آپؓ نے سیدنا امام حسینؓ کا ہر مشکل گھڑی میں ساتھ دیا۔ جب حضرت سیدنا امام حسینؓ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو جذبہ ایثار اور محبت حسینؓ کے تحت آپؓ ان کے ساتھ روانہ ہوئیں آلِ رسول ﷺ کی یہ قربانی اللہ پاک نے قبول فرمائی اور تا قیامت ان کے فضائل ومناقب امت محمدیہ ﷺ کی زبانوں پر جاری فرمادیے۔ کربلا کے میدان میں آپؓ کے صاحبزادوں حضرت محمد بن عبداللہؓ اور حضرت عون بن عبداللہؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ جب مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو آپؓ

اس وقت اپنے شوہر اور بچوں کے ہمراہ کوفہ چلی گئیں۔ پھر امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا امام حسنؓ اپنے تمام گھر والوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ آپؓ ان کے ساتھ مدینہ منورہ آ گئیں۔ جب سیدنا حضرت امام حسینؓ مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو آپؓ کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کسی وجہ سے ساتھ نہ جا سکے تو انہوں نے دو بیٹوں کو ماں کے ساتھ بھیج دیا واقعہ کربلا میں آپؓ کی آنکھوں کے سامنے آپؓ کے بیٹوں، بھانجوں اور بھائی کو شہید کر دیا گیا، آپؓ نے اس موقع پر بھی صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان کی شہادت پر کسی قسم کا ماتم نہ کیا۔ لمختصر واقعہ کربلا کے بعد حضرت سیدہ زینبؓ کو یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تو آپؓ نے وہاں نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو تاریخ میں سنہری حروف میں رقم ہے۔

سیدہ زینبؓ کا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود و سلام"
حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے اہل بیت پر۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ ان لوگوں کا انجام بُرا ہے جو بُرے کام کرتے ہیں اور اس کے احکامات کو جھٹلاتے اور ان کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اے یزید! تو نے ہم پر زمین تنگ کر دی اور ہمیں قید کیا اور تو سمجھتا ہے کہ ہم ذلیل ہوئے اور تو برتر ہے تو یہ سب تیری اس سلطنت

کی وجہ سے ہے اور تو نے شاید اللہ پاک کا فرمان نہیں سنا کہ کفار یہ گمان نہ کریں کہ ہم نے ان کے ساتھ جو نرم رویہ رکھا ہے وہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ صرف یہ مہلت ہے تاکہ وہ دل کھول کر گناہ کریں پھر ان کے لئے ایک دردناک عذاب ہے تو نے آلِ رسول ﷺ اور بنی عبدالمطلب کا ناحق خون بہایا اور عنقریب تو بھی ایک دردناک انجام سے دوچار ہوگا۔ میں اللہ پاک سے امید رکھتی ہوں کہ وہ ہمارا حق ہمیں دے گا اور ہم پر ظلم کرنے والوں سے بدلہ لے گا اور ان پر اپنا قہر نازل فرمائے گا۔ تو عنقریب اپنے گناہوں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوگا اور جو اللہ کے راہ میں شہید ہوئے ان کے بارے میں اللہ ہی کا فرمان ہے کہ وہ زندہ ہیں انہیں رزق ملتا ہے اور جن لوگوں نے تمہارے لئے تمہارا راستہ آسان کیا وہ بھی عنقریب تیرے ساتھ برباد ہونے والے ہیں۔ اے یزید! اگر تو ہماری ظاہری کمزوری کو خود کے لئے غنیمت سمجھتا ہے تو کل بروزِ قیامت تو اپنا کیا ہوا پائے گا۔ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اور نہ ہی ہم اس سے کوئی شکوہ کرتے ہیں بلکہ ہم ہر حال میں صابر اور اس پر بھروسہ کرنیوالے ہیں تو اپنے مکر و فریب سے جو چاہے کرلے مگر تو ہرگز ہمارے ذکر کو مٹا نہیں سکے گا اور نہ ہی ہمارے مقام کی بلندی کو چھو سکے گا۔ تیری یہ سلطنت عارضی ہے اور عنقریب منادی کرنیوالا منادی کرے گا اور لعنت ہو ایسی قوم پر جس نے یہ ظلم و ستم کیا۔ پس اللہ پاک کی حمد و ثناء ہے جس نے ہمارے پہلوں کا ایمان کے ساتھ اور شہادت کے ساتھ خاتمہ فرمایا اور وہ نہایت مہربان اور رحم والا ہے اور ہمارے لئے کافی ہے کیونکہ وہ

بہترین کارساز ہے"۔واقعہ کربلاکے بعد آپؓ نے قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں ۔کتب سیر کی کثیر روایات میں ہے کہ آپؓ کا وصال 15 رجب المرجب 62ھ میں ہوآپؓ اس وقت اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر کے ہمراہ شام کی جانب سفر فرمارہی تھیں آپؓ کا وصال دمشق کے نزدیک ہوا جس مقام پر آپؓ کا وصال ہوا وہ مقام زینبیہ کے نام سے مشہور ہے وہاں پر آپؓ کا مزار پاک مرجع گاہ خلائق خاص وعام ہے ۔اس کے علاوہ آپؓ کا ایک مزار مصر میں بھی بتایا جاتا ہے جبکہ کچھ روایات کے مطابق آپؓ کا وصال مدینۃ المنورہ میں ہوا اور آپؓ کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔

کتب عشق کے دو باب ہیں ایک کربلا دوسرا کوفہ ودمشق ۔کربلا کا باب

سیدالشہداء حضرت امام حسینؓ نے لکھا اور کوفہ ودمشق کا باب المصائب سیدہ زینبؓ نے رقم کیا آپؓ نے واقعہ کربلا میں کبھی علیؓ کا رنگ بھرا اور کبھی امام حسینؓ بن کر تسلیم ورضا کے نقوش کو ابھارا آپؓ کا ارادہ ایک عورت کا ارادہ تھا آپؓ کے عزم واستقلال میں امام حسینؓ کے عزم واستقلال کی ایک جھلک تھی ۔آپؓ نے کوفہ وشام کے دربار میں جابر اور دشمن حکمرانوں کا سامنا کیا جہاں اسلامی شریعت کی توہین ہو رہی تھی وہاں امر بالمعروف نہی عن المنکر کے فریضہ کو انجام دیا اور کلمہ حق بلند کیا اپنی حق گوئی اور جدوجہد سے سیدہ زینبؓ نے اسلام کی تعلیمات کو بقا کی معراج پر پہنچایا سیدہ زینبؓ نازک سے نازک موقع پر بھی حضرت علیؓ کے جاہ جلال کے ساتھ حسینؓ بن کر بولیں تو باطل کا سر کچل دیا اور حق کا بول بالا کر دیا۔اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری خطائیں معاف ہوں۔

: حضرت سیدہ ام کلثومؓ بنت علیؓ

حضرت سیدہ ام کلثومؓ ۹ھ میں تولد ہوئیں۔آپؓ اخلاق واطوار میں اپنی والدہ سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ اور نانا حضور نبی کریم ﷺ سے مشابہ تھیں۔حضرت ام کلثومؓ کا پہلا نکاح حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے ہوا۔حضرت ابو جعفرؒ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے ان کی بیٹی کے رشتہ کے بارے میں بات چیت کی۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے فرمایا کہ ام کلثومؓ ابھی چھوٹی ہے اور میں نے اپنی بیٹیوں کو حضرت سیدنا جعفرؓ کے بیٹوں کے لئے روک رکھا ہے۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! روئے زمین پر ام کلثومؓ سے کرامت وبزرگی کا اتنا منتظر کوئی نہیں ہے جتنا کہ میں ہوں۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ نے آپؓ سے حامی بھرلی اور اپنی بیٹی حضرت سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے کردیا۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے آپؓ کا مہر چالیس ہزار مقرر کیا۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدہ ام کلثومؓ سے نکاح اس لئے کیا کہ آقا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بروز محشر تمام نسب اور تعلق ختم ہوجائیں گے مگر میرا نسب اور تعلق قائم رہے گا۔چنانچہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنے تعلق کو مزید کرنے کے لئے ان سے نکاح کیا اگرچہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا خسر تھا مگر یہ تعلق اس سے بہتر ہے۔حضرت سیدہ ام کلثومؓ کی حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے اولاد ایک صاحبزادے زیدؓ اور ایک

صاحبزادی رقیہؓ پیدا ہوئیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد آپؓ کا نکاح عون بن جعفرؓ سے ہوا۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفرؓ سے ہوا ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن ہی میں انتقال کر گئیں۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے تیسرے بھائی عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا۔ ان سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور انہی کے نکاح میں سیدہ حضرت ام کلثومؓ کا انتقال ہوا اور اسی دن اُن کے صاحبزادے زیدؓ کا بھی انتقال ہوا۔ دونوں جنازے ساتھ ہی اُٹھے اور کوئی سلسلہ اولاد کا ان سے نہیں چلا۔ (فضائل اعمال) آپؓ کا مزار پاک ملک شام میں حضرت سیدہ سکینہ بنت امام حسینؓ کے مزار سے ملحق ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری خطائیں معاف ہوں۔ روایت کے مطابق حضرت سیدنا امام حسینؓ کی ازواج کی تعداد پانچ ہے جن سے آپؓ کے چھ بچے تولد ہوئے ۔ذیل میں آپؓ کی ازواج و اولاد میں سے بنات کا مختصر تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

: حضرت سیدہ شہر بانو

آپؓ حضرت سیدنا امام زین العابدینؒ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں جب فارس کا علاقہ فتح ہوا تو آپؓ بھی قیدیوں کے ساتھ یرغمال بنا کر مدینہ منورہ لائی گئیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے آپؓ کو حضرت سیدنا امام حسینؓ کو دے دیا اور حضرت سیدنا امام حسینؓ نے آپؓ کو آزاد کر کے نکاح

کرلیا۔

:حضرت سیدہ لیلیٰ ثقفیہ

آپؓ حضرت سیدنا علی اکبرؓ کی والدہ اور امام حسینؓ کی شریک زندگی تھیں۔ابی مرہ کی بیٹی تھیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ کربلا میں موجود تھیں اور اسیری میں جناب زینب اور حضرت کلثوم کے ساتھ رہیں۔ مگر اسکے بعد کے ان کے حالات زندگی نہیں ملتے۔

:حضرت سیدہ ربابؓ

آپؓ امراء القیس کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ المعروف علی اصغر اور حضرت سیدہ سکینہؓ کی والدہ اور حضرت امام حسینؓ کی رفیقہ حیات تھیں۔ واقعہ کربلا میں موجود اور اسیری میں بھی اہل حرم کے ساتھ شریک رہیں۔ اپنے شیر خوار لخت جگر کی شہادت پر صبر کیا۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری خطائیں معاف ہوں۔

:حضرت سیدہ ام اسحاقؓ

آپؓ طلحہ بن عبداللہؓ کی صاحبزادی تھیں۔ آپؓ سے حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ صغراء تولد ہوئیں۔

: حضرت سیدہ قضاعیہؓ

آپؓ کا تعلق قبیلہ بنی قضاعیہ سے ہے آپؓ سے حضرت امام حسینؓ کے صاحبزادے حضرت امام حسینؓ تولد ہوئے۔

: حضرت سیدہ سیکنہ بنت الحسینؓ

آپؓ حضرت امام حسینؓ کی پیاری بیٹی اور حضرت عباسؓ (علم دار) کی محبوب ترین بھتیجی تھیں۔آپؓ حضرت سیدہ ربابؓ کے بطن سے تولد ہوئیں۔اور شہزادہ علی اصغرؓ کی بہن تھیں۔واقعہ کربلاکے وقت آپؓ کی عمر مبارک محض سات برس تھی۔حضرت سیدناامام حسینؓ کواپنی اس صاحبزادی سے بے پناہ محبت تھی۔واقعہ کربلاکے بعدیر غمال بنائی گئیں اور پھرجب یزید نے رہاکیاتوآپؓ اپنی پھوپھی حضرت سیدہ زینبؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لے گئیں آپؓ کی تربیت میں حضرت سیدہ زینبؓ نے کسی قسم کی کسر نہ چھوڑی اوراپنے بھائی کی اس ننھی نشانی کوہمیشہ اپنے ساتھ رکھا۔

: حضرت سیدہ فاطمہ صغرائیؒ

حضرت سیدہ فاطمہ صغرائیؒ،حضرت سیدہ ام اسحاقؒ کے بطن سے تولد ہوئیں۔آپؓ کانکاح حضرت سیدناامام حسنؓ کے صاحبزادے حضرت سیدنا حسن مثنیٰؒ سے ہوا۔جس

وقت معرکہ کربلا پیش آیا۔آپؓ اس وقت مدینہ منورہ میں مقیم تھیں اور اپنے
شوہر حضرت سیدنا حسن مثنیٰؓ جو کہ ان دنوں تجارت کی غرض سے مدینہ منورہ سے
باہر تھے اس قافلہ میں شامل نہ ہو سکی تھیں۔
اللہ رب العزت اہل بیت کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین

ذکرالٰہی اور ذاکرین کی فضیلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو"۔(سورۃ البقرہ 152) حضرت ثابت بنانیؒ کا فرمان ہے جانتا ہوں کہ میرا رب مجھے کب یاد کرتا ہے لوگ پریشان ہوگئے اور پوچھا آپؒ یہ کس طرح جان لیتے ہیں،فرمایا جب میں اس کو یاد کرتا ہوں وہ مجھے یاد فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے (کسی حال میں بھی اس کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو) پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو"۔(سورۃ النساء 103) حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دن ،رات، خشکی،تری، سفر و حضر، فقر و قناعت، صحت و مرض اور ظاہر و باطن ہر حال میں اللہ پاک کا ذکر کرتا رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح شام اس کی پاکی بولو"۔(سورۃ الاحزاب 41،42) "تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہیں۔اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں"۔(سورۃ الزمر ۲۲) "اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا"۔ (سورۃ الجن

اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے" (17
اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے"۔ (سورۃ طٰہٰ 122) "اے ایمان
والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے
اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان میں ہیں"۔

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اپنے رب
کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے کی مثال زندہ اور مردہ (دلوں) کی سی ہے۔ (بخاری)
زندگی ہر شخص کو محبوب ہے اور مرنے سے ہر شخص ہی گھبراتا ہے۔ آقائے دوجہاں
سرور کون و مکان ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ زندہ بھی مردے ہی کے
حکم میں ہے اس کی زندگی بھی بیکار ہے۔

زندگانی نتواں گفت حیاتیکہ مراست
زندہ آنست کہ بادوست وصالے وارد

ترجمہ: کہتے ہیں کہ وہ زندگی ہی نہیں ہے جو میری ہے زندہ وہ ہے جس کو دوست کا وصال
حاصل ہو۔ بعض علماء نے فرمایا ہے یہ دل کی حالت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ پاک
کا ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ رہتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کا دل مر جاتا ہے اور بعض
علماء نے فرمایا ہے کہ تشبیہ نفع اور نقصان کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے
شخص کو جو ستائے وہ ایسا ہے جیسا کسی زندہ کو ستائے کہ اس سے انتقام لیا جائے اور وہ
اپنے کئے ہوئے کو بھگتے گا اور غیر ذاکر کو ستانے

والاایسا ہے جیسا مردہ کو ستانے والا کہ وہ خود انتقام نہیں لے سکتا۔ حکیم ترمذی کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کو تر کرتا ہے اور نرمی پیدا کرتا ہے اور جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہوتا ہے تو نفس کی گرمی اور شہوت کی آگ سے خشک ہو کر سخت ہو جاتا ہے اور سارے اعضاء سخت ہو جاتے ہیں۔ طاعت سے رُک جاتے ہیں اگر ان اعضاء کو کھینچو تو ٹوٹ جائیں گے جیسے کہ خشک لکڑی کہ جُھکانے سے نہیں جُھکتی صرف کاٹ کر جلا دینے کے کام کی رہ جاتی ہے۔ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ پاک کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنیوالا افضل ہے۔ (طبرانی) اللہ رب العالمین کے راستہ میں خرچ کرنا کتنی ہی بڑی چیز کیوں نہ ہو لیکن اللہ رب العالمین کی یاد اس کے مقابلہ میں بھی افضل ہے۔ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق و افسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ پاک کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔ (طبرانی، بیہقی) حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو سب سے اچھا ہو اور تمہارے مالک کو زیادہ پسند ہو اور اسکی وجہ سے تمہارے درجات بلند ہوں اور تمہارے لئے سونا چاندی خرچ کرنے اور دشمن سے ایسی جنگ کرنے سے کہ وہ تمہاری گردنیں اتار دیں اور تم ان کی گردنیں اتارو سے بہتر ہو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ پاک کا ذکر ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں اللہ

کے عذاب سے بچانے والی کوئی چیز اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے "کہ آسمان والے اہل ذکر کے گھروں کو ایسے (روشن دیکھتے ہیں جیسے زمین والے ستاروں کو روشن دیکھتے ہیں"۔ (ابن ابی شیبہ

عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اسلام میں نیک اعمال کے طریقے بہت زیادہ ہیں مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے جسے میں ہر وقت اٹھتے بیٹھے لیٹتے کرتا رہوں آپ ﷺ نے فرمایا تیری زبان اللہ پاک کے ذکر سے ہمیشہ تر رہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جیسا خیال رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر (یعنی ذکر خفی) کرے تو میں بھی اپنی (شایانِ شان) اپنے دل میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ جماعت میں میرا ذکر (یعنی ذکر جلی) کرے تو میں اس کی جماعت سے بہتر جماعت (یعنی فرشتوں) میں اسکا ذکر کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک آئے تو میں ایک بازو کے برابر اسکے نزدیک ہوجاتا ہوں اگر وہ ایک بازو کے برابر میرے نزدیک آئے تو میں دو بازوؤں کے برابر اسکے نزدیک ہوجاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اسکی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے قریب ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر سے ہل رہے

ہوتے ہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا (یارسول اللہ ﷺ) کونسے لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ میں افضل ہوں گے ؟آپ ﷺ نے فرمایا جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ !کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنیوالے سے بھی (زیادہ افضل ہوں گے) ؟آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگر کوئی شخص اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں پر اس قدر چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے اور خون آلودہ ہو جائے پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اس سے ایک درجہ افضل ہیں (ترمذی مسند احمد بن حنبل) حضرت معاذؓ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک، آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کس جہاد کا سب سے زیادہ اجر ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس بندے کا جہاد جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہے اس نے سوال کیا کس روزہ دار کا اجر سب سے زیادہ ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کا، پھر آقا ﷺ نے ہمارے لئے نماز، زکوۃ، حج اور صدقہ کا ذکر کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا ان سب عبادتوں میں اس کا اجر سب سے زیادہ اسے ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہوگا۔ (یہ سن کر) سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا اے ابوحفص ! ذکر کرنے والے تمام بھلائی لے گئے؟ تو آقا ﷺ نے فرمایا ہا (ابوبکر تو سچ کہہ رہا ہے)۔ (مسند احمد بن حنبل طبرانی) حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" بے شک، نماز روزہ اور ذکر الٰہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے پر بھی سات سو گنا زیادہ

فضیلت رکھتا ہے۔ (ابوداؤد، مسند احمد بن حنبل) آقا ﷺ کے ارشاد پاک کا مفہوم ہے کہ "میں تمہیں ذکر اللہ کی کثرت کا حکم کرتا ہوں اور اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پیچھے کوئی دشمن لگ جائے اور وہ اس سے بھاگ کر کسی قلعہ میں محفوظ ہو جائے اور ذکر کرنے والا اللہ پاک کا ہمنشین ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر کیا فائدہ ہوگا کہ وہ مالک الملک کا ہمنشین ہو جائے اس کے علاوہ اس سے شرح صدر ہو جاتا ہے دل منور ہو جاتا ہے۔ اسکے دل کی سختی دور ہو جاتی ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ظاہری اور باطنی منافع ہوتے ہیں جن کو بعض علماء نے 100 تک شمار کیا ہے۔ مروی ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے مولا کریم! میں تیرے محبوبوں اور مبغوضوں کی پہچان کرنا چاہتا ہوں تو کس طرح پہچانوں کہ یہ تیرا محبوب ہے اور یہ تیرا مبغوض؟ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ! جب میں کسی بندے سے محبت کرتا ہوں تو اس میں دو نشانیاں پیدا کر دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی میرے مولا! وہ دو علامتیں کون سی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ایک تو یہ کہ میں اس کے دل میں اپنے ذکر کی الفت ڈال دیتا ہوں تاکہ میں آسمان و زمین کی بادشاہت میں اس کے چرچے کرادوں۔ دوسری یہ کہ میں حرام میں پڑنے سے اسے محفوظ کر لیتا ہوں اپنی ناراضی سے بچا لیتا ہوں تاکہ وہ میرے انتقام اور میرے عذاب کی گرفت میں نہ آسکے۔ اے موسیٰ! جب میں کسی بندے سے دشمنی کرتا ہوں تو اس میں بھی وہ دو ہی علامتیں پیدا کر دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی میرے مولا کریم! وہ کونسی؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس

کے گوشہ ذہن سے میں اپنا ذکر فراموش کر دیتا ہوں اسے اور اسکے نفس کے درمیان ایسی راہیں خالی کر دیتا ہوں کہ وہ خواہشات کی راہوں پر چل کر حرام کی زد میں ایسا آتا ہے کہ میرے عذاب اور میرے انتقام کا حقدار بن جاتا ہے۔

حضرت معاذ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کو کوئی عمل عذابِ قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے"۔ محترم قارئین کرام! عذاب قبر کتنی سخت چیز ہے اس سے وہی لوگ واقف ہیں جن کے سامنے وہ احادیث ہیں جو عذاب قبر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان غنیؓ جب کسی قبر پر تشریف لے جاتے تو اس قدر روتے کے داڑھی مبارک تر ہو جاتی کسی نے پوچھا کہ آپ جنت کے دوزخ کے ذکر سے اتنا نہیں روتے جیسا کہ قبر کے سامنے آجانے سے روتے ہیں آپؓ نے فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو شخص اس سے نجات پالے بعد کی سب منزلیں اس پر سہل ہو جاتی ہیں اور جو اس سے نجات نہ پائے بعد کی منزلیں اس کے لئے دشوار ہو جاتی ہیں۔ پھر آپؓ نے آقا ﷺ کا ارشاد پاک سنایا کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا نہیں دیکھا۔ حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر ملی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرا بندہ صبح اور اسکے بعد عصر کے بعد کچھ دیر کے لئے مجھے یاد کرے (تو درمیانی وقت میں ان کی ضروریات کا کفیل بن جاتا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب

ایک مرتبہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ کے راستے میں چل رہے تھے جب آپ ﷺ کا گزر "جمدان "نامی پہاڑ کے پاس ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! چلے چلو یہ 'جمدان" ہے اور سب لوگ جو ممتاز لوگ ہیں وہ قربِ خداوندی پالینے میں دوسروں' سے آگے بڑھ گئے ہیں تو لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ممتاز لوگ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مرد جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے رہتے (ہیں اور وہ عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتی رہتی ہیں۔ (مشکوٰۃ

حضرت سَرِیؒ فرماتے ہیں کہ میں جُنیدؒ جانی کو دیکھا کہ ستُو پھانک رہے ہیں میں نے پوچھا یہ خشک ہی پھانک رہے ہو کہنے لگے کہ میں نے روٹی چبانے اور پھانکنے کا جب حساب لگایا تو چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ اس میں آدمی ستر ۷۰ مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے اس لئے میں نے چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ دی ہے ستُو پھانک کر گزارا کرلیتا ہوں۔ منصور بن معتمر کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ چالیس برس تک عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کی ربیع بن ہشیم کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ بیس برس تک جو بات کرتے اس کو ایک پرچہ پر لکھ لیتے اور رات کو اپنے دل سے حساب کرتے کہ کتنی اس میں ضروری تھی اور کتنی غیر ضروری۔

ذاکرین کی فضیلت

حدیث پاک میں ہے کہ جس مجلس میں اللہ پاک کا ذکر نہ ہو آ قا ﷺ پر درود نہ ہو اس مجلس والے ایسے ہیں جیسے مرے ہوئے گدھے پر سے اُٹھے ہوئے ہوں ۔ایک

اور حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے اختتام پر یہ دعا پڑھ لے ۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحانک اللھم وبحمدک اشھدان لاالٰہ اِلّا اَنت اَستَغفِرُک وَاَتُوبُ اِلَیک

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی مجلس ایسی ہو جس میں اللہ کا ذکر، حضور ﷺ پر درود شریف نہ ہو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہو گی پھر حق تعالیٰ اپنے لطف سے چاہے مغفرت فرمادے چاہے مطالبہ عذاب فرمادے ۔ایک اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ مجلسوں کا حق ادا کیا کرو اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر ان میں کثرت سے کرو راہگیروں کو (بوقت ضرورت) راستہ بتاؤ اور

ناجائز چیز سامنے آجائے تو) آنکھیں بند کرلو (یا نیچی کرلو کہ اس پر نگاہ نہ پڑے)۔)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو (ان میں سے) خوب کھایا (کرو) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا (یارسول اللہ ﷺ) جنت کی کیاریاں کون سی ہیں ؟آپ ﷺ نے فرمایا ذکر الٰہی کے حلقہ جات "۔ (ترمذی، مسند احمد، بیہقی) حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! مجالسِ ذکر کی غنیمت یعنی نفع کیا ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا مجالس ذکر کی غنیمت جنت ہے جنت ہے "۔ (احمد بن حنبل، طبرانی) حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ نے فرمایا" قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہرے پر نُور ہوں گے وہ

موتیوں کے منبروں پر ہوں گے لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے۔نہ تو وہ انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہدائ، حضرت ابودرداؓ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ !آپ ہمارے سامنے ان کا حلیہ بیان فرمائیں تاکہ ہم انہیں جان لیں۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو مختلف قبیلوں اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اکٹھے (ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔(احمد بن حنبل، بیہقی فی مجمع الزوائد

ابوواقد حارث بن عوفؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ تین آدمی آئے وہ آدمی آقا ﷺ کی طرف چلے آئے اور ایک آدمی واپس چلا گیا۔وہ دونوں (کچھ دیر) آقا ﷺ کے پاس کھڑے رہے پھر ان میں سے ایک آدمی کو بیٹھنے کی جگہ نظر آئی اور وہ مجلس میں بیٹھ گیا اور دوسرا آدمی لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا جب حضور ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں ؟پس ان میں سے ایک آدمی تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پناہ دے دی اور دوسرے نے شرم محسوس کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے شرم کی اور تیسرے نے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔(متفق علیہ) حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ خدری دونوں نے گواہی دی کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے

بیٹھتے ہیں فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت الٰہی انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اوران پر سکینہ کانزول ہوتاہے اللہ تعالیٰ ان کاذکراپنی بارگاہ کے حاضری میں کرتاہے (۔ (مسلم شریف،ترمذی

حضرت ابوسعیدخدریؓ سے مروی ہے فرمایاحضرت امیر معاویہؓ مسجد میں ایک محفلِ ذکرکی طرف تشریف لائے اورپوچھاتم یہاں کس لئے بیٹھے ہو؟انہوں نے عرض کیاہم یہاں اللہ تعالیٰ کے ذکرکے لئے بیٹھے ہیں فرمایا:کیاخداکی قسم !واقعی تم اس لئے یہاں بیٹھے ہو؟انہوں نے عرض کیاہم محض اس لئے یہاں بیٹھے ہیں فرمایامیں نے تمہارے متعلق کسی شک کی بناءپر تم سے حلف نہیں لیاحضورﷺ کے نزدیک میرے مرتبے کاکوئی آدمی ایسانہیں جس نے مجھ سے کم حدیثیں روایت کی ہوں ۔آقاﷺ اپنے اصحاب کرام علیہم الرضوان کی ایک مجلس کے پاس تشریف لائے اورفرمایاتم کس لئے بیٹھے ہو؟صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیاہم بیٹھے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کاذکرکریں اوراس کی حمدبیان کریں اس بات پر کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطافرمائی اوراسلام کے ذریعے ہم پراحسان فرمایا۔فرمایا"خداکی قسم !کیاواقعی تم اس لئے یہاں بیٹھے ہوصحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیاخداکی قسم !ہم اسی لئے یہاں بیٹھے ہیں فرمایامیں نے تمہارے متعلق کسی شک کی وجہ سے تم سے حلف نہیں لیابلکہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اورانہوں نے مجھے بتایاکہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخرکرتے ہیں ۔(مسلم

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں فخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے (ہیں کہ دیکھو یہ لوگ باوجودیکہ نفس ان کے ساتھ ہے شیطان ان پر مسلط ہے شہوتیں ان میں موجود ہیں دنیا کی ضرورتیں ان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں ان سب کے باوجود ان سب کے مقابلہ میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں اور اتنی کثرت سے ہٹانے والی چیزوں کے باوجود میرے ذکر سے نہیں ہٹتے تمہارا ذکر و تسبیح اس لحاظ سے کہ تمہارے لئے کوئی مانع بھی ان میں سے نہیں ان کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا" بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں پر پھرتے رہتے ہیں اور اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جب انہیں کوئی ایسی جماعت نظر آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوں تو فرشتے آواز دیتے ہیں :" اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ پس فرشتے انہیں اپنے پروں کے ساتھ آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔" میرے بندے کیا کہتے ہیں ؟" آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں اے اللہ ! وہ تیری تسبیح، تکبیر، حمد اور بزرگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں خدا کی قسم انھوں نے آپ کو نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو ان کی حالت کیا ہوتی ؟ آقا ﷺ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو اور زیادہ آپ کی عبادت کرتے تیری اور زیادہ بزرگی

بیان کرتے اورزیادہ تیری تسبیح بیان کرتے اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے وہ کیاماںگتے ہیں ؟فرمایافرشتے عرض کرتے ہیں وہ آپ سے جنت ماںگتے ہیں فرمایااللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے کیاانہوں نے جنت کودیکھاہے فرمایا!فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں ! خداکی قسم !اے ہمارے رب انہوں نے جنت کونہیں دیکھا۔فرمایا!اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے اگروہ جنت کودیکھ لیں توان کی کیاحالت ہو؟فرمایا،فرشتے عرض کرتے ہیں اگروہ جنت کودیکھ لیں تووہ جنت کے زیادہ آرزومندہوں اسے زیادہ شدت سے طلب کریں اوراس کے لئے ان کی رغبت بہت زیادہ ہوجائے اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایاوہ کس چیز سے پناہ ماںگتے ہیں فرمایافرشتے عرض کرتے ہیں وہ دوزخ سے پناہ ماںگتے ہیں فرمایااللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے کیاانہوں نے دوزخ کودیکھاہے فرمایافرشتے عرض کرتے ہیں نہیں خداکی قسم !انہوں نے اسے نہیں دیکھا،تواللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے ۔اگر وہ دوزخ کودیکھ لیں توان کی کیاحالت ہو؟فرمایافرشتے عرض کرتے ہیں اگروہ دوزخ کودیکھ لیں تواورزیادہ اس سے دوربھاگیں اوراس سے اورزیادہ ڈریں فرمایااللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے میں تمہیں گواہ بناتاہوں کہ میں نے انہیں بخش دیاہے فرمایاایک فرشتہ عرض کرتاہے ،ان میں فلاں شخص بھی جوان میں سے نہیں وہ توکسی غرض سے وہاں آیاتھا۔تواللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے وہ ایسے ہم مجلس ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والابدبخت نہیں ہوسکتا۔(متفق علیہ) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضورنبی اکرم ﷺ نے فرمایااللہ تعالیٰ فرماتاہے قیامت کے دن

اکٹھا ہونے والوں کو پتہ چلے گا کہ بزرگی اور سخاوت والے کون لوگ ہیں عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! بزرگی والے کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مساجد میں مجالس ذکر منعقد کرنے والے۔ (مسند احمد بن حنبل، ابن حبان) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب کچھ لوگ محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر اجتماعی طور پر اسکا ذکر کرتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کھڑے ہو جاؤ تمہیں بخش دیا گیا ہے تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل دیئے گئے ہیں۔
(مسند احمد، طبرانی)

اللہ پاک ہمیں اپنا ذکر کثرت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وطنِ عزیز پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ! برپا کرنیوالا حکمران عطا فرمائے۔ بروز قیامت آقا ﷺ! کی شفاعت اور اپنی جنت کا حقدار بنائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد نصیب فرمائے۔ آقا ﷺ کے غلاموں کا بول بالا فرمائے۔ دشمنانِ اسلام، منافقین، حاسدین کا منہ کالا فرمائے۔ اللہ پاک میرے اس کاوش کو بارگاہِ لم یزل میں قبول فرمائے۔ ہم سب کو اس پر عمل کی اور اسے بروز قیامت ہم سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رار ہنما

خالق کائنات اللہ رب العالمین نے اشرف المخلوقات بنی نوع انسان کی رشد وہدایت اور مقصد تخلیق انسان سے آگاہی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں مخلوق کی ہدایت کا فریضہ بخوبی سر انجام دیا۔ انسان کو ظلمتوں سے نکال کران کے قلوب میں علم ومعرفت کے چراغ روشن کر دیئے۔ اور پھر قصرِ نبوت کی تکمیل کی خاطر خاتم الانبیاء، امام الانبیائ، فخر الانبیاء، نبی آخر الزمان، جناب سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ چونکہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اس لئے آقا ﷺ کے بعد امت کی ہدایت اور رہبری کے لیے اولیاء کرام بھیجے گئے جن کا سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہیگا۔ اولیاء کرامؒ نے ہر دور میں پیغام حق عام کیا اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو حق کی راہ دکھائی۔ پاکستان کو پوری دنیا میں اسلام کا قلعہ نے کہا جاتا ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اس کی وجہ اس سرزمین پر بزرگان ملت اولیاء کرام کی تشریف آوری

ہے جنہوں نے شبانہ روز دین کی تبلیغ کرکے پاکستان کو قلعہ اسلام بنادیا اسی وجہ سے یہاں کے لوگ بزرگانِ دین اولیاء کرام کی تعلیمات اوران کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں مسلمانان پاکستان کے دلوں میں اسلام پر مرمٹنے کا شوق شہادت اور جذبہ جہاد زیادہ پایا جاتا ہے۔ پنجاب کو پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سرزمین بزرگان دین اولیاء کرام کا مرکز رہی ہے یہاں لوگ مغربی طرزِ تعلیم کے بجائے اولیاء کرام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں ۔تاریخ کے اوراق گواہ ہیں نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی کے بعد اسلام کی تبلیغ وترویج کا بیڑا امت مصطفیٰ ﷺ، علماء اور اولیاء کرام نے اٹھایا۔ خلفاء راشدین سے لیکر موجودہ دور تک اسلام کی خدمات میں صلحاء امت کا کردار نمایاں ہے۔ان پاکیزہ نفوس نے دینِ اسلام کے فروغ کی خاطر لازوال قربانیاں پیش کیں دین مصطفیٰ ﷺ کو بلندیوں تک پہنچایا بلکہ ہر دور کے محدثین ، مبلغین ، اتقیائ، اولیاء ومشائخ عظام نے کفر کے خلاف سینہ سپر ہو کر بقائے اسلام کی جنگ لڑی تاریخی قربانیاں دیکر دین مصطفیٰ ﷺ کے علم کو بلند فرمایا۔ الحمدللہ ! آج بھی اسلام کی خوشبو دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے ۔جس کی وجہ سے یہود وہنود دیگر طاغوتی قوتیں اسلام کی مقبولیت دیکھ کر بوکھلاہٹ کا شکار ہیں ۔اسلام کے خلاف طرح طرح کی سازشوں میں مصروف ہیں ۔ان کی ناپاک سازشوں کو خاک میں ملانے کے لئے بزرگان دین یہ جنگ لڑ رہے ہیں ۔آج جس عظیم ہستی کا میں تذکرہ کرنے جارہا ہوں ۔اسے عالمِ اسلام میں " داتا گنج بخش " کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپؒ کا اسم گرامی علی، کنیت ابوالحسن ، والد کا نام عثمان ابن علی یا بو علی وطنی نسبت جلابی ثم ہجویری ہے ۔آپؒ کا معروف لقب "داتا گنج بخش" ہے ۔آپؒ حسنی سید ہیں۔آپؒ کا سلسلہ نسب آٹھ واسطوں سے سیدنا حضرت علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم تک جاملتا ہے ۔آپؒ کی ولادت باسعادت تقریباً 400 ہجری میں افغانستان کے شہر غزنی کے مضافات میں ایک بستی العلاب میں ہوئی ۔آپؒ کے مرشد حضرت ابوالفضل محمد بن حسنؒ ختلیؒ ہیں ۔ان کا سلسلہ طریقت نو واسطوں سے یوں سیدنا حضرت علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے ۔آپؒ کا سلسلہ طریقت حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلیؒ حضرت شیخ ابوالحسن حصریؒ، حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ، حضرت شیخ جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ، سری سقطیؒ، حضرت شیخ معروف کرخیؒ، حضرت شیخ داؤد طائیؒ، حضرت شیخ حبیب عجمیؒ، حضرت شیخ حسن بصریؒ، امیر المومنین سیدنا علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے ۔آپؒ طریقت میں اپنے آپ کو سلسلہ جنیدیہ کا متبع قرار دیتے ہیں ۔آپؒ نے معروف اساتذہ و شیوخ سے تعلیم و تربیت حاصل کی ۔اساتذہ کرام میں ابوالعباس اشقانیؒ اور ابوالقاسم القشیریؒ مشائخ صحبت شیخ ابوالقاسم گورگانیؒ، حضرت شیخ ابواحمد المظفر بن احمد بن حمدانؒ، حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن قصابؒ، شیخ ابو جعفر محمد بن المصباح الصیدلانیؒ کے نامی گرامی سرفہرست ہیں ۔آپؒ نے زندگی کا بیشتر حصہ تلاش حق کی غرض سے سیاحت میں گزارا۔اکابر اولیاء کرام کی

زیارت کی اوران سے فیض حاصل
کیا۔مثلاً عراق، شام، بغداد، فارس، قہستان، آذربائیجان، طبرستان، خوزستان، کرمان
طوس، ماوراالنہر، ترکستان اور حجاز کا سفر کیا صرف خراسان میں آپؒ نے تین سو مشائخ،
سے ملاقات کی۔آپؒ نے سخت مجاہدے اور ریاضتیں بھی کیں۔اسی طرح آپؒ اکابرین
علم وعرفان کی صحبت سے علم اور روحانیت کے اس درجہ کمال کو پہنچے کہ اپنے زمانے کے
امام اورآنے والے ادوار کے لئے مخدوم بن گئے۔علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے آپؒ
کو مخدوم امم کہا ہے۔
سیّد ہجویر مخدوم اُمم
مرقدِ اُو پیرا سنجر راحرم
آپؒ اپنے پیرومرشد حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلیؒ کے حکم پر دعوت وارشاد کی
خاطر 431 ہجری میں غزنی سے لاہور تشریف لائے۔آپؒ جب لاہور آئے تو بظاہر آپؒ
کے پاس ایک مصلیٰ اور وضو کے لئے لوٹا ہوگا لیکن علم وعمل، شریعت وطریقت، حقیقت
ومعرفت کے گراں قدر خزینے کچھ اس کثرت سے بانٹے کہ "گنج بخش فیض
عالم" کا لازوال لقب پایا۔آپؒ کی علمی، فکری اور دینی خدمات کی وجہ سے اقبالؒ نے
آپ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔
پاسبان عزت ام الکتاب
از نگاہش خانہ باطل خراب

خاک پنجاب از دم اُو زندہ گشت
صبح ما از مہر اُو تابندہ گشت

یعنی آپ قرآن مجید کی عزت کے محافظ ہیں اور آپ کی نگاہ ولایت سے باطل کا گھر ویران ہوگیا۔آپ کے دم قدم سے سرزمین پنجاب میں اسلام زندہ ہوگیا۔آپ کے آفتاب ولایت سے ہماری صبح روشن ہو گئی ۔آپؒ تصوف کے مدونین فن اور اماموں میں سے ہیں ۔اس لئے آپؒ نے سلسلہ جاری نہیں فرمایا۔حضرت عبداللہ المعروف شیخ ہندیؒ اور آپؒ کے اصحاب حضرت ابوسعید ہجویریؒ اور حضرت حماد سرخسی آپؒ کے خلفاء تھے ۔آپؒ کے مزار اقدس سے اکتساب فیض حاصل کرنیوالی ہستیوں میں سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام شامل ہیں ۔سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش صاحبؒ مزار شریف پر حاضر ہوئے اور چلہ کاٹا۔فراغت کے بعد داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام دیکھا تو دل سے پکار اٹھے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

آپؒ نے متعدد کتابیں لکھیں ۔آپؒ کی آخری تصنیف "کشف المحجوب" کے مطالعہ سے ان

کی نودیگر تصانیف، دیوان، کتاب فناوبقا، اسرارالخرق والمونات، الرعایت حقوق اللہ تعالیٰ، کتاب البیان لاہل العیان، نحوالقلوب، منہاج الدین، ایمان اور شرح کلام کے نام شامل ہیں۔آپؒ کی جلالت شان اور عالمانہ تمکنت کی مظہر آپؒ کی تصنیف کردہ دستیاب کتاب "کشف المحجوب" ہے۔جسے فارسی زبان میں اسلامی دنیائے تصوف کی پہلی کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔یہ کتاب اپنے اندر جامعیت لئے ہوئے ہے اس میں تصوف کے مسائل بھی ہیں اور متکلمین کے دلائل بھی۔منطقیوں اور فلسفیوں کی موشگافیاں بھی اور باطل نظریات کی تردید بھی مسائل شریعت وطریقت کا خزینہ بھی اور حقیقت ومعرفت کا ایک بیش بہا گنجینہ بھی۔اس گنجینہ رشدوہدایت کے بارے میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا ارشاد ہے کہ "اگر کسی کا پیر نہ ہو تو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اسے پیر مل جائے گا"۔اس گنجینہ رشدوہدایت کا نام ہی موضوعات کی وضاحت کرتا ہے۔اس ضمن میں آپؒ خود تحریر فرماتے ہیں۔"چونکہ یہ کتاب سیدھی راہ بتانے اور عارفانہ کلمات کی تشریح وتوضیح اور بشریت کے حجاب رفع کرنے کی غرض سے لکھی گئی ہے لہٰذا اسے کسی اور نام سے موسوم کرنا مناسب نہیں" یہ کتاب آپؒ نے اپنے ارادت مند ابوسعید کی التجاء پر لکھی۔آپؒ تحریر فرماتے ہیں "اے ابوسعید میں نے تیری گزارش کے مطابق تالیف کرنے کی تیاری شروع کردی اور اس کتاب سے تیری مراد کے پورا کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا"۔یہ کتاب محض واقعات یا حکایات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ آیات قرآنیہ، 172 احادیث کریمہ، 77 عربی اور فاسی اشعار کے ساتھ ساتھ 248 حضرات خلفائے راشدین، ائمہ اہل

بیت، جلیل القدر صحابہ کرام ،تابعین، تبع تابعین، ائمہ متاخرین، متعدد امصار و بلاد کے مشائخ کے حسین تذکروں کے ساتھ ایمان، علم، فقر وغنا، صوفی، رسم وخصلت، خرقہ پوشی، صفوت، ملامت، رضا، حال ومقام، سکر وصحو، ایثار، نفس، ہوا، کرامت، معجزہ، فضیلت فناء وبقائ، غیبت وحضور، جمع وتفریق، روح، معرفت، توحید، طہارت، توبہ، نماز، محبت، عشق، زکوۃ، جود وسخا، جوع، حج، صحبت، متعدد آداب واخلاقیات، شادی، حال، وقت، مقام، تمکین، محاضرہ مکاشفہ، قبض وبسط، انس وہیبت، قہر ولطیف، نفی، واثبات، مسامرہ ومحادثہ، شریعت وحقیت، سماع جیسے اہم موضوعات کااحاطہ کرتی ہوئی لازوال تصنیف ہے۔ آپؒ خود تحریر فرماتے ہیں "اس کتاب سے میرا مقصد یہ ہے کہ جس کے پاس یہ کتاب ہواسے دوسری کتابوں کی حاجت نہ رہے۔ یہ کتاب طالب حقیقت کے لئے کافی ہے "۔ عبدالماجد دریاآبادی لکھتے ہیں "اس کتاب کی حیثیت محض ایک مجموعہ روایات وحکایات نہیں بلکہ ایک مستند محققانہ تصنیف ہے "۔ یہ کتاب اس دور کے معاشرتی وسماجی احوال پر بھی ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپؒ نے دوران سیاحت عراق، شام، بغداد، فارس، قہستان، آذربائیجان، طبرستان، خوزستان، کرمان طوس، ماوراالنہر، ترکستان، حجاز ودیگر علاقوں سے جو معلومات حاصل کیں ان کو بھی اپنی، اس تحقیقی تصنیف کی زینت بنایاہے۔ آپؒ پاک وہند کے اکثر شہروں میں بھی تشریف لے گئے اوراس زمانے کی تہذیب وتمدن اور رسم ورواج پر بھی کتاب میں روشنی ڈالی ۔آپؒ ہندوستان کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ "مشہور ہے کہ ہندوستان میں

کچھ ایسے لوگ ہیں جو جنگل میں جا کر گاتے ہیں اور سُریلی آواز نکالتے ہیں ہرن جب ان کے غنا اور لحن کو سنتے ہیں تو وہ ان کی طرف آ جاتے ہیں اور (شکاری) ان کے گرد گھوم کر گاتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہرن گانے کی لذت سے مست ہو کر آنکھیں بند کر کے سو جاتے ہیں اور وہ انہیں پکڑ لیتے ہیں" دوسری جگہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "میں نے ہندوستان میں دیکھا کہ زہر قاتل ہیں ایک کیڑا پیدا ہوتا ہے اس کی زندگی اس زہر سے ہے"۔ ترکستان کے حوالے سے لکھتے ہیں "میں نے ترکستان میں ایک شہر دیکھا جو سرحد اسلامی پر ہے۔ وہاں ایک پہاڑ آتش فشاں تھا جو آگ کے شعلے دے رہا تھا اور اس کے پتھروں سے نوشادر جوش مار کر ابل رہا تھا اور اس آگ میں چوہے تھے جب انہیں اس آگ سے باہر لایا جائے تو وہ مر جاتے تھے"۔

بلوچوں کے بارے میں ایک مشاہدہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔"اور اس قسم کے مشاہدے مجھے بلوچوں میں بھی ہوئے کہ وہ گدھے اور اونٹ لے کر چلتے....." تذکرہ نگاروں کی غالب اکثریت نے آپؒ کا سن وفات 465 ہجری سے اتفاق کیا ہے۔ حضرت سید علی ہجویریؒ نے زندگی کے آخری ایام لاہور ہی میں گزارے اور چند روز کی علالت کے بعد خانقاہ میں اپنے حجرے میں وفات پائی۔ آپؒ کی نمازہ جنازہ آپؒ کے خلیفہ حضرت شیخ ہندیؒ نے پڑھائی اور آپؒ کو یہیں دفن کیا گیا جہاں آج بھی آپؒ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپؒ کا 969 عظیم الشان سالانہ عرس مبارک

صفر المظفر 1434 ہجری بمطابق 1,2,3 جنوری 18,19,202013

بروز منگل، بدھ، جمعرات کو آپؒ کے آستانہ مبارک پر منعقد ہو رہا ہے۔ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں 332 قابل ذکر مزارات ہیں جس لاہور میں 49 کراچی میں 25 اور ملتان میں 20 خانقاہیں ہیں۔ ان سے اربوں روپے سالانہ آمدن ہوتی ہے۔ اوران مزارات کی کل آمدن کا تقریباً نصف صرف داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس سے محکمہ اوقاف کو موصول ہوتا ہے۔ مگر بدانتظامی کا یہ عالم ہے کہ آج بھی اگر کوئی زائر اپنے جوتے جمع کروا کر حاضری دے تو اُس سے فقط حفاظت پاپوش کے 10 سے 20 روپے تک وصول کر لیے جاتے ہیں جبکہ رسمی بورڈ بھی آویزاں ہیں کہ ایک روپے سے زیادہ ہرگز ادا نہ کریں۔ منہ زور ٹھیکیداروں کو محکمہ آج تک لگام نہیں دے سکا جس سے زائرین شدید کرب میں مبتلا ہیں۔ حکومت وقت پر لازم ہے کہ جس طرح پتنگ بازی پر پابندی لگا کر عوام کے جان و مال کا تحفظ کیا گیا ہے۔ اس طرح میلے کی آڑ میں تمام مزارات اولیاء پر ایسی خرافات پر پابندی عائد کی جائے تاکہ زائرین و متوسلین کو حقیقی روحانی آسودگی حاصل ہو۔ محکمہ کو چاہیے کہ اولیاء اللہ کے حالات زندگی اور ان کی تصانیف کو فی سبیل اللہ عوام الناس تک پہنچایا جائے۔ مخیّر حضرات خود بخود محکمہ سے تعاون کریں گے۔

داتا علی ہجویریؒ کے منتخب ارشادات

☆ نفس ایک باغی کتا ہے۔ کتے کا چمڑا جب تک دباغت اور رنگ نہ کیا جائے، پاک نہیں ہوتا۔

☆نفس کی مخالفت سب عبادتوں کا اصل اور سب مجاہدوں کا کمال ہے۔
☆علم سے بے پروائی اختیار کرنا محض کفر ہے۔ ☆بھید کو کھول اور نماز کو نہ بھول۔
☆فقیر کو چاہیے کہ بادشاہوں کی ملاقات کو سانپ اور اژدھے کی ملاقات کے برابر سمجھے خصوصاً جب ملاقات اپنے نفس کے لئے ہو۔
☆مبتدی کو چاہیے کہ وہ راگ اور سماع سے پرہیز کرے کیونکہ یہ راستہ اس کے لئے بہت مشکل ہے۔
☆دین و شریعت کے پابند لوگوں کو خواہ وہ نادار و غریب کیوں نہ ہوں، بہ چشم حقارت نہ دیکھ کیونکہ اس سے خدا کی حقارت لازم آتی ہے۔
☆پیغمبر کی بزرگی اور رتبہ کی بلندی صرف معجزہ ہی سے نہیں بلکہ عصمت کی صفائی سے ہے۔
☆عارف عالم بھی ہوتا ہے مگر ضروری نہیں کہ عالم بھی عارف ہو۔ ☆بندہ کے لئے سب چیزوں سے زیادہ مشکل خدا کی پہچان ہے۔
☆بوڑھوں کو چاہیے کہ وہ جوانوں کا پاس خاطر کریں کیونکہ ان کے گناہ بہت کم ہیں اور جوانوں کو چاہیے کہ بوڑھوں کا احترام کریں کیونکہ وہ ان سے زیادہ عابد اور زیادہ تجربہ کار ہیں۔
☆محرموں کو چاہیے کہ وہ ناشائستہ اوامر سے اپنے حواس کو بچائیں اور جو چیزیں شرعاً ناجائز ہیں ان سے اجتناب کرے۔
☆فقر کی معرفت (تعلیم اور پہچان) کے لئے سیر دنیا سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔

☆دنیاکے ساتھی (ہاتھ، پاؤں، آنکھیں) جوبظاہر دوست نظرآتے ہیں دراصل تیرے دشمن ہیں۔

☆دس چیزیں دس چیزوں کو کھاجاتی ہیں۔توبہ گناہ کو، جھوٹ رزق کو، غیبت نیک اعمال کو، غم عمر کو، صدقہ بلاؤں کو، غصہ عقل کو، پشیمانی سخاوت کو یعنی دے کر بعد میں پچھتانا، تکبر علم کو، نیکی بدی کو، عدل ظلم کو

☆اولیاء خدا کے رحم اور غضب کا اظہار کا ذریعہ اور احادیث نبوی ﷺ کی تجدید کا باعث ہیں۔ان سے پوری طرح فیض یاب ہو۔

☆مال کی محبت کو عذاب سمجھ کر فاقہ کشوں (اور مستحقوں) پر لٹاتے رہو اور یہ سب کچھ اس دن سے پہلے کر جبکہ قبریں تجھے کیڑے کھاجائیں۔

الٰہی ! علی ہجویری کو پہلے حمد وشکر کی توفیق عطافرمااور پھر فقر کی دولت عطافرما۔پہلے اسے کدورت سے پاک کر، پھر اسرار روحانی ومعنوی اس پر واضح کردے اللہ رب العزت میری اس کاوش کو بارگاہِ لم یزل میں قبول فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین۔

آقائے دوجہاں ﷺ کے معجزات

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی ﷺ معجزہ بن کے آیا

اللہ رب العزت نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید برھان عظیم میں ارشاد فرمایا ہے۔ترجمہ: اے لوگو بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک واضح دلیل آ گئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن نور اتارا ہے۔ (سورۃ النساء آیت 175)

اللہ رب العزت نے نسل انسانیت کی رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے تاکہ اپنے برگزیدہ ہستیوں کے واسطے سے بندوں تک اپنے احکام پہنچائے اس خالق کائنات اللہ رب العالمین کا کروڑوں ہاشکر عظیم ہے کہ اس نے ہمیں انبیاء ورسل کے سردار جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول عربی ﷺ کی امت میں پیدا کیا۔انبیاء اور رسولوں کی نبوت اور رسالت کی دلیلوں کو معجزہ کہا جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی کو اس کی نبوت ورسالت کے ثبوت کے لئے دلیل کے طور پر معجزات عطا کئے جن کو لوگوں کے سامنے پیش کرکے انبیاء اور رسولوں نے اپنی نبوت ورسالت کا ثبوت پیش کیا۔آقا ﷺ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر یا رسول آئے وہ سب ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور انہوں نے اُسی قوم کو سیدھے راستے پر لانے کے لئے معجزات ظاہر کیے۔اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو ایک معجزہ دیا، کسی کو دو

کسی کو تین معجزے عطافرمائے ۔آدم علیہ السلام معجزہ لے کرآئے ۔نوح علیہ السلام معجزہ لے کرآئے۔ موسی علیہ السلام معجزہ لیکرآئے ۔عیسیٰ علیہ السلام معجزہ لیکرآئے ۔مگر ہمارے نبی کریم ﷺ سراپا معجزہ بن کرآئے۔آپ ﷺ کا دیکھنا معجزہ،آپ ﷺ کا بولنا معجزہ ،آپ ﷺ کا بیٹھنا معجزہ ،آپ ﷺ کی ذات ،آپ ﷺ کی صفات آپ ﷺ کی ہرادا معجزہ ہے ۔اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو جو معجزات عطافرمائے وہ صرف ان کی ظاہری حیات مقدسہ تک دیکھے جا سکتے تھے ۔اگرآج ہم موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں سے پوچھے ں کہ کیا تمہارے نبی سیدنا موسی علیہ السلام کے پاس معجزات تھے ؟ وہ کہیں گے ہاں۔ اگران کو یہ کہاجائے کہ اس وقت بھی موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دکھا سکتے ہوتووہ کہیں گے ان تمام معجزات کوان کی ظاہری حیات مقدسہ میں ہی دیکھا جاسکتا تھااب ہم نہیں دکھا سکتے ۔اگرعیسی علیہ السلام کے ماننے والوں سے پوچھاجائے تو بھی یہی جواب ملے گا۔پرقربان جائیں ہم اپنے آقا ﷺ پر کہ آج بھی ہم سے کوئی پوچھے نبی کریم ﷺ کے معجزات توہم علی الاعلان کہیں گے کہ اے میرے نبی ﷺ کے معجزات کے بارے میں سوال کرنے والو !قرآن پاک کی زیارت کرلو یہ قرآن پاک میرے نبی کریم ﷺ کا وہ معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔قرآن پاک کا ہر لفظ،ہر شد،مد،زیر، زبر عظمت مصطفیٰ ﷺ کی گواہ ہیں ۔

معجزہ کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ معجزہ اس امر کوکہتے ہیں جو مدعی نبوت کے ہاتھ پرظاہر ہواور تمام کل عالم اسکے معارضہ اور مقابلہ یعنی اس کی مثل لانے سے عاجزاوردرماندہ ہوتاکہ منکرین اور مخالفین پر یہ بات واضح

ہو جائے کہ یہ شخص کوئی عام نہیں بلکہ خدا کا برگزیدہ ہے۔آقا ﷺ کی نبوت ورسالت چونکہ تمام عالم کے لئے ہے اور قیامت تک کے لئے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جملہ اقسام عالم سے معجزات اور نشانات عطا فرمائے تاکہ عالم کی ہر چیز آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل اور برہان ہو اور عالم کی کوئی نوع ایسی باقی نہ رہے جو آپ ﷺ کی نبوت کی شہادت نہ دے۔چونکہ آقا ﷺ ساری کائنات کے لئے رحمۃ اللعالمین اور خاتم النبیین بن کر آئے۔اس لئے آپ ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (ایک غزوہ) کے سفر پر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم ایک کشادہ وادی میں پہنچے حضور نبی کریم ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں پانی وغیرہ لے کر آپ ﷺ کے پیچھے گیا حضور نبی اکرم ﷺ نے (ارد گرد) دیکھا لیکن آپ ﷺ کو پردہ کے لئے کوئی چیز نظر نہ آئی۔وادی کے کنارے دو درخت تھے حضور نبی اکرم ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے آپ ﷺ نے اس کی شاخوں سے ایک شاخ پکڑی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری اطاعت کر وہ درخت اس اونٹ کے طرح آپ ﷺ کا فرماں بردار ہو گیا جس کی ناک میں نکیل ہو اور وہ اپنے ہانکنے والے کے تابع ہوتا ہے پھر آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی شاخ میں سے ایک شاخ پکڑ کر فرمایا اللہ پاک کے اذن سے میری اطاعت کر وہ درخت بھی پہلے کی طرح آپ ﷺ کے تابع ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ ﷺ دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو آپ ﷺ نے ان دونوں درختوں کو ملا دیا اور فرمایا اللہ پاک کے اذن سے جڑ جاؤ سو وہ دونوں درخت جڑ گئے میں وہاں بیٹھا اپنے آپ سے باتیں

کر رہا تھا میں نے اچانک دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت اپنے اپنے سابقہ اصل مقام پر کھڑے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر رضی اللہ تعالی عنہ تم نے وہ مقام دیکھا تھا! جہاں میں کھڑا تھا میں نے عرض کیا جی یارسول اللہ ﷺ فرمایا ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک شاخ کاٹ کر لاؤ جب اس جگہ پہنچو جہاں میں کھڑا تھا تو ایک شاخ اپنی دائیں جانب اور ایک شاخ اپنی بائیں جانب ڈال دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہو کر ایک پتھر توڑا اور تیز کیا پھر میں ان درختوں کے پاس گیا اور ہر ایک سے ایک ایک شاخ توڑی پھر میں انہیں گھسیٹ کر حضور نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہونے کی جگہ لایا اس جگہ ایک شاخ دائیں جانب اور ایک شاخ بائیں جانب ڈال دی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے حکم پر عمل کر دیا ہے مگر اس عمل کا سبب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس جگہ دو قبروں کے پاس سے گزرا جن میں قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا میں نے چاہا کہ میری شفاعت کے سبب جب تک وہ شاخیں سرسبز و تازہ رہیں ان کے عذاب میں کمی رہے۔ (مسلم شریف)

حدیث بالا پر غور کیا جائے تو چند باتیں روز روشن کی طرح واضح ہو جائیں گی۔ سب سے پہلے تو درخت بھی آقا ﷺ سے محبت اور آقا ﷺ کی اطاعت کرتے تھے۔ دوسرا ہم اپنے پیاروں کی قبروں پر کھجور یا کسی اور سرسبز و شاداب درخت کی ٹہنیاں رکھتے ہیں تو بعض ناسمجھ لوگ اس پر اعتراضات کرتے ہیں اگر سرسبز و شاداب ٹہنیوں سے مردوں کو فائدہ نہ ہوتا تو آقا ﷺ ٹہنیاں نہ رکھواتے پتہ چلا کہ سرسبز شاخوں سے قبر والوں

کو فائدہ ہوتا ہے۔ تیسرا یہ کہ جیسے میرے آقا ﷺ آگے دیکھتے تھے ویسے ہی پیچھے دیکھتے تھے جیسے آقا ﷺ زمین پر دیکھتے تھے ویسے ہی زمین کے اندر کی چیزیں نظر آتی تھیں۔ بعض نا سمجھ لوگ آقا ﷺ کی شفاعت پر اعتراضات کرتے ہیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں نے چاہا کہ میری شفاعت کے سبب جب تک وہ شاخیں سرسبز تازہ رہیں گی ان کے عذاب میں کمی رہے گی۔ تو معلوم ہوا کہ آقا ﷺ کی شفاعت سے قبر والوں کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ قیامت کے دن آقا ﷺ اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ جو لوگ آقا ﷺ کو اپنی مثل کہتے ہیں غور کریں ہم آقا ﷺ کے بول و براز کی طرح نہیں ہو سکتے جب ہم آقا ﷺ کے بول و براز کی طرح نہیں ہو سکتے تو پھر آپ ﷺ کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں آقا ﷺ کی بول و براز زمین اپنے اندر سما لیتی تھی۔ روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آقا ﷺ کا بول شریف پی لیا تھا تو اس کے جسم سے ہمیشہ خوشبو پھوٹتی رہی حتیٰ کہ اس کی اولاد میں کئی نسلوں تک خوشبو باقی رہی۔ (مدارج النبوۃ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کے (قافلہ کی شام سے) آنے کی خبر پہنچی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر آپ ﷺ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے ڈال دیں گے اگر آپ ﷺ ہمیں برک الغماد پہاڑ سے گھوڑوں کے سینے ٹکرانے کا حکم دیں تو ہم ایسا بھی کریں گے تب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا لوگ آئے اور وادی بدر میں اترے۔ پھر حضور نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے آپ ﷺ زمین پر اس جگہ اور کبھی اس جگہ اپنا دستِ اقدس رکھتے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ پھر (دوسرے دن دورانِ جنگ) کوئی کافر حضور نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرا برابر بھی ادھر ادھر نہیں مرا۔ (رواہ مسلم، ابوداؤد) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کتابت کیا کرتا تھا وہ اسلام سے مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے جا کر مل گیا اور کہنے لگا میں تم میں سب سے زیادہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو جاننے والا ہوں اور میں ان کے لئے جو چاہتا تھا لکھتا تھا سو وہ شخص جب مر گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے زمین قبول نہیں کرے گی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بتایا وہ اس جگہ آئے جہاں وہ مرا تھا تو دیکھا اس کی لاش قبر سے باہر پڑی تھی۔ پوچھا اس (لاش) کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نے اسے کئی بار دفن کیا مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا (رواہ مسلم، احمد بن حنبل) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے کیسے علم ہوگا آپ اللہ تعالی کے نبی ﷺ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کھجور کے اس درخت پر لگے ہوئے اس کے گچھے کو بلاؤں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں اللہ تعالی کا رسول ہوں؟ پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں آ گرا۔ پھر آپ ﷺ نے

اسے فرمایا واپس چلے جاؤ تو وہ واپس چلا گیا اس اعرابی نے (نباتات کی محبت واطاعت رسول ﷺ کا یہ منظر) دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔ (ترمذی، طبرانی) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا اور آپ ﷺ زوراء کے مقام پر تھے آپ ﷺ نے برتن کے اندر اپنا دستِ مبارک رکھ دیا تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے اور تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت کیا آپ کتنے (لوگ) تھے؟ انہوں نے جواب دیا تین سو یا تین سو کے لگ بھگ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کے لئے کافی ہوتا لیکن ہم پندرہ سو تھے (متفق علیہ) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ابو رافع یہودی کی (سرکوبی کے لئے اس) طرف چند انصاری مردوں کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالی عنہ کو ان پر امیر مقرر کیا ابو رافع آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتا تھا اور آپ ﷺ کے (دین کے) خلاف (کفار کی) مدد کرتا تھا اور سرزمین حجاز میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا (حضرت عبداللہ بن عتیک نے ابو رافع یہودی کے قتل کی کاروائی بیان کرتے ہوئے فرمایا مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے پھر میں نے ایک ایک کر کے تمام دروازے کھول دیے یہاں تک کہ زمین پر آ رہا۔ چاندنی رات تھی میں گر گیا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی تو میں نے اسے عمامہ سے باندھ دیا پھر میں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی

بارگاہ اقدس میں حاضر ہوااور سارا واقعہ عرض کر دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا پاؤں آگے کرو میں نے پاؤں پھیلادیا آپ ﷺ نے اس پر دستِ کرم پھیرا تو (ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی اور) پھر کبھی درد تکنہ ہوا۔ (بخاری شریف، بیہقی) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفراور حضرت ابن رواہ کے متعلق خبر آنے سے پہلے ہی ان کے شہید ہو جانے کے متعلق لوگوں کو بتادیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایااب جھنڈا زیدؓ نے سنبھالا ہوا ہے لیکن وہ شہید ہو گئے اب جعفر نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور وہ بھی شہید ہو گئے۔اب ابن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا ہے اور وہ بھی جام شہادت نوش کر گئے یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ کی چشمان مبارک اشک بار تھیں۔ پھر فرمایا یہاں تک کہ اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ) نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور اس کے ہاتھوں اللہ تعالی نے کافروں پر فتح عطافرمائی (بخاری، نسائی) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ ﷺ مدینہ منورہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بارش نہ ہونے کے باعث قحط پڑ گیا ہے لہٰذا! اپنے رب سے بارش مانگیے، تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور ہمیں کوئی بادل نظر نہیں آرہا تھا۔آپ ﷺ نے بارش مانگی تو فوراً بادلوں کے ٹکڑے آکر آپس میں ملنے لگے پھر بارش ہونے لگی یہاں تک کہ مدینہ منورہ کی گلیاں بہہ نکلیں اور بارش متواتر اگلے جمعہ تک ہوتی رہی پھر وہی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوااور عرض

کیا۔ جبکہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے : (یارسول اللہ ﷺ) ہم تو غرق ہونے لگے لہٰذا اپنے رب سے دعا کیجیے کہ اس بارش کو ہم سے روک دے۔ آپ ﷺ مسکراپڑے اور دعا کی : اے اللہ ! ہمارے ارد گرد برسا اور ہمارے اوپر نہ برسا ایسا دو یا تین دفعہ فرمایا۔ سو بادل چھٹنے لگے اور مدینہ منورہ کی دائیں بائیں جانب جانے لگے چنانچہ ہمارے ارد گرد (کھیتوں اور فصلوں پر) بارش ہونے لگی ہمارے اوپر بند ہو گئی یونہی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی برکت اور ان کی قبولیتِ دعا دکھاتا ہے۔ (متفق علیہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! کیا میں آپ ﷺ کے تشریف فرما ہونے کے لئے کوئی چیز نہ بنوادوں ؟ کیونکہ میرا غلام بڑھئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو (بنوادو) اس عورت نے آپ ﷺ کے لئے ایک منبر بنوادیا جمعہ کا دن آیا تو نبی کریم ﷺ اسی منبر پر تشریف فرما ہوئے جو تیار کیا گیا تھا لیکن (حضور نبی اکرم ﷺ کے منبر پر تشریف رکھنے کی وجہ سے) کھجور کا وہ تنا جس سے ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے (ہجر و فراق رسول ﷺ میں) چلا (کرو) پڑا یہاں تک کہ پھٹنے کے قریب ہو گیا یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ منبر سے اتر آئے اور کھجور کے ستون کو گلے سے لگالیا ستون اس بچہ کی طرح رونے لگا جسے جھپکی دے کر چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے سکون آگیا۔ (بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) ایک مرتبہ مشرکین مکہ آقا ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے اگر آپ اللہ پاک کے سچے رسول ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھاؤ آپ ﷺ نے فرمایا پھر کیا تم مجھ پر ایمان لاؤ گے۔ انہوں نے کہا اگر آپ

چاند کے دو ٹکڑے فرمادیں تو ہم آپ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں گے چنانچہ اس رات چاند کی چودہ تاریخ تھی چاند اپنے پورے شباب کے ساتھ چمک رہا تھا جونہی آقا ﷺ نے اپنی انگشت مبارکہ سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا جس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کی دوسری جانب تھا تو آقا ﷺ نے فرمایا تم لوگ گواہ ہو جاؤ۔ (بخاری) عاشق رسول ﷺ مجدد دین ملت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خانؒ کی روح تڑپی اور پکار اٹھے۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے منکر دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر اقدس سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ ! علی تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسے غروب ہوتے بھی دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوا۔ (طبرانی فی المعجم الکبیر) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اُم مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں

ایک چمڑے کے برتن میں گھی بھیجا کرتی تھیں ان کے بیٹے آ کر ان سے سالن مانگتے ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی تو جس چمڑے کے برتن میں وہ حضور اکرم ﷺ کے لئے گھی بھیجا کرتیں اس کا رخ کرتیں اس میں انہیں گھی مل جاتا ان کے گھر میں سالن کا مسئلہ اسی طرح حل ہوتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے ایک دن اس چمڑے کے برتن کو نچوڑ لیا پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے فرمایا تم نے چمڑے کے برتن کو نچوڑ لیا؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے اسی طرح رہنے دیتیں تو اس سے ہمیشہ (گھی) ملتا رہتا (رواہ مسلم شریف) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ بدر کے دن (تیر لگنے سے) ان کی آنکھ ضائع ہو گئی اور ڈھیلا نکل کر چہرے پر بہہ گیا دیگر صحابہ کرام نے اسے کاٹ دینا چاہا تو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے منع فرمادیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور آنکھ کو دوبارہ اس کے مقام پر رکھ دیا سو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کی آنکھ اس طرح ٹھیک ہو گئی کہ (معلوم بھی نہ ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ خراب ہے" (ابو یعلی فی المسند

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ پھر میرے سر اور داڑھی مبارک پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ الٰہی! اسے زینت بخش اور اسکے حسن وجمال کو دوام عطا فرما راوی کہتے ہیں کہ) انہوں نے سو سال سے زیادہ عمر پائی لیکن ان کے سر اور داڑھی کے) چند بال ہی سفید ہوئے تھے ان کا چہرہ صاف اور روشن رہا اور تادمِ آخر ایک

ذرہ بھر شکن بھی چہرہ پر نمودار نہ ہوئی۔ (رواہ احمد) سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری گھرانے میں ایک اونٹ تھا جس پر (وہ کھیتی باڑی کے لئے) پانی بھرا کرتے تھے وہ ان کے قابو میں نہ رہا اور انہیں اپنی پشت (پانی لانے کے لئے) استعمال کرنے سے روک دیا۔ انصار صحابہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آقا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارا ایک اونٹ تھا ہم اس سے کھیتی باڑی کے لئے پانی لینے کا کام لیتے تھے اور وہ ہمارے قابو میں نہیں رہا اور اب وہ خود سے کوئی کام نہیں لینے دیتا، ہمارے کھیت کھلیان اور باغ پانی کی قلت کے باعث سوکھ گئے ہیں۔ قربان جاؤں اپنے آقا جناب محمد مصطفیٰ رسول عربی ﷺ پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا اٹھو پس سارے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس انصاری کے گھر تشریف لے گئے آپ ﷺ حاطہ میں داخل ہوئے تو اونٹ جو کہ ایک کونے میں تھا۔ نبی کریم ﷺ اونٹ کی طرف چل پڑے تو انصار کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کتے کی طرح باؤلا ہو چکا ہے اور ہمیں اس کی طرف سے آپ پر حملے کا خطرہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اونٹ نے جیسے ہی آقا دوجہاں سرور کون ومکاں شافع روز محشر ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کی طرف بڑھا یہاں تک قریب آکر آپ ﷺ کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے پیشانی سے پکڑا اور حسب سابق دوبارہ کام پر لگا دیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ تو بے عقل جانور ہوتے ہوئے بھی آپ ﷺ کو سجدہ کر رہا ہے اور ہم

تو عقل مند ہیں۔ اس سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم جانوروں سے زیادہ آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کے حقدار ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کسی فرد بشر کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے اور اگر کسی بشر کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو اس کی قدر و منزلت کی وجہ سے سجدہ کرے جو کہ اسے بیوی پر حاصل ہے۔ (احمد بن حنبل، طبرانی) درج بالا حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دل سجدہ کرنے کے لئے مچلتا تھا۔ آج جو لوگ یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ نماز میں نبی ﷺ کا خیال آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ خدا کے بندو آؤ اس حدیث مبارکہ کا مطالعہ کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا اور آپ ﷺ نے نماز کسوف پڑھائی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے؟ آقا دوجہاں ﷺ نے فرمایا! مجھے جنت نظر آئی تھی میں نے اس میں سے ایک خوشہ پکڑ لیا اگر اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا)"۔ (بخاری، مسلم شریف)

اللہ پاک ہمیں آقا ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔ آقا ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وطنِ عزیز پاکستان

کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے ۔ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ !برپا
کرنیوالا حکمران عطافرمائے ۔روز قیامت آ قا ﷺ ! کی شفاعت اور اپنی جنت
کا حقدار بنائے ۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد نصیب فرمائے ۔آ قا ﷺ کے
غلاموں کا بول بالا فرمائے ۔ دشمنانِ اسلام، منافقین ، حاسدین کا منہ کالا فرمائے ۔اللہ
پاک میرے اس کاوش کو بارگاہِ لم یزل میں قبول فرمائے اور اسے بروز قیامت ہم سب
کے لئے ذریعہ نجات بنائے ۔آمین ثم آمین

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

دنیا وآخرت کی تمام رحمتیں اور برکتیں اپنے دامن میں سمیٹے امن وسلامتی کا پیامبر بن کر ماہ ربیع الاوّل کا چاند طلوع ہو چکا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی بارہ تاریخ کو آج سے سوا چودہ سو سال قبل مکہ مکرمہ کی سرزمین پر حضرت سیدہ آمنہؓ کی جھولی میں سیدنا حضرت عبداللہؓ کے دریتیم سرور کائنات، فخر موجودات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ نبی آخر الزمان معلم کائنات، محسن انسانیت سرور دو عالم ﷺ بن کر دنیا میں تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کی بعثت اتنی عظیم نعمت ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل سرزمین عرب برائیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ اہل عرب میں ہر طرح کی برائی موجود تھی۔ عرب کی سرزمین پر ہر جگہ کھلم کھلا بت پرستی ہوتی تھی۔ لوگ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے انہیں اپنا خدا مانتے انہیں سجدہ کرتے تھے۔ یہ بت پرستی اس حد تک بڑھ گئی کہ وہ خانہ کعبہ جسے زمین پر اللہ پاک کا پہلا گھر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ عرب کے لوگوں نے اس میں بھی 360 بت لا کر رکھ دیے۔ عرب کے ہاں جب بیٹا پیدا ہوتا تو وہ لوگ خوشیاں

مناتے تھے لیکن اگر اسی گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تو اس کا سوگ منایا جاتا تھا۔ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تھی، وہ گویا معاشرے میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا تھا۔ اس شرم سے بچنے کے لئے لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کے ساتھ ایک انقلاب آنا شروع ہوگیا۔ خانہ کعبہ کے سب بت سجدہ میں گرپڑے۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ وہ بت جو کعبہ کے گرد تھے ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور سب سے بڑا بت منہ کے بل گرپڑا پھر یہ آواز آئی کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جنم دے دیا ہے۔ اور ابر رحمت ان پر سایہ فگن ہوچکا ہے۔ (مدارج النبوۃ) فارس کے ہزاروں سال سے روشن آتش کدہ کی آگ بجھ گئی۔ شیطان دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ آقا ﷺ کی تشریف آوری سے دنیا میں ایک نئی بہار آ گئی۔ ہر طرف نور کے اجالے پھیل گئے اور پوری دنیا بقعہ نور بن گئی۔

فلک کے نظارو زمین کی بہارو سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں
اٹھو غم کے مارو چلو بے سہارو خبر یہ سناؤ حضور آ گئے ہیں

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو جن، انسان، چرند، پرند، حیوانات الغرض تمام جہانوں کے لئے رحمت العالمین بنا کر بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا ارسلنٰک الا رحمۃ اللعالمین۔ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے (پارہ سورۃ الحج) ربیع الاوّل شریف کا مہینہ آتے ہی پوری، 17

دنیاکے مسلمان جوش وخروش سے آقائے دوجہاں سرورکون مکاں ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں پورے عالم اسلام میں محفلیں منعقد کرتے ہیں

اورمیلادالنبی ﷺ کی خوشی مناتے ہیں۔میلادکیاہے ؟میلادکیوں منایاجاتاہے؟کیااس کومناناجائزہے؟۔اس قسم کے سوالات میلادشریف کے مہینے میں سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں پیداکردیے جاتے ہیں،اوروہ جواپنے نبی کریم ﷺ کواپنی جان سے بھی زیادہ عزیزرکھتے ہیں پریشان ہوجاتے ہیں۔سوچنے لگ جاتے ہیں کہ اب کیاکیاجائے ؟۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ کامیلادشریف مناناوراس موقع پرخوشی کااظہارجس بھی جائزطریقے سے ہووہ جائزاورمستحب ہے۔

محبت رسول ﷺ کی علامت ہے۔اس کی اصل قرآن وسنت سے ثابت ہے۔میلادکے معنی ولادت ،پیدائش کے تذکرے کرناہیں۔میلادمصطفیٰ ﷺ کی محفل میں بھی حضورسراپانورشافع یوم النشور ﷺ کی ولادت مبارکہ ،آپ ﷺ کے معجزات ،آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ ،فضائل ومناقب بیان کیے جاتے ہیں۔آقائے دوجہاں سرورکون مکان ﷺ کامیلادمناناخودخالق کائنات نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجیدفرقان حمیدبرھان عظیم میں بیان فرمایاہے۔ارشادباری تعالیٰ ہے۔لَقَدجَائَکُم رَسُول ''مِّن اَنفُسِکُم عَزِیز ''عَلَیہِ مَاعَنِتّم حَرِیص '' عَلَیکُم بِالمُئو مِنِینَ رَئُ وفُ الرَّحِیم

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ارشادفرمایاہے بے شک تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لائے آیت کریمہ کے اس حصے میں اللہ رب العزت نے آقا ﷺ کی

ولادت باسعادت بیان فرمائی ہے۔پھرارشادفرمایا" وہ رسول تم میں سے ہیں "آیت کریمہ کے اس حصہ میں آقاﷺ کانسب شریف بیان فرمایاہے۔پھرفرمایا" تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے اور مسلمانوں پر کرم فرمانے والے مہربان ہیں" یہاں اپنے نبی کریمﷺ کی نعت بیان فرمائی ہے۔ایک اور مقام پرارشاد باری تعالیٰ ہے۔وَاذکرونعمت اللہ علیکم (اوریاد کرواللہ پاک کی نعمت کوجوتم پر ہے۔سورۃ ال عمران آیت 103)ارشادباری تعالیٰ ہے ترجمہ: اپنے رب کی نعمت کاخوب چرچاکرو۔(سورۃ الضحیٰ آیت 11

ارشادباری تعالیٰ ہے۔ترجمہ:اے اللہ !اے ہمارے رب ہم پرآسمان سے ایک خوان اتارکہ وہ ہمارے لئے عید ہوہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی (پارہ ۷ سورۃ المائدہ114) یہ دعاسیدناحضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہے کہ انہوں نے اللہ پاک کی بارگاہ میں ایک خوان نعمت اللہ پاک کی نشانی کے طورپرنازل ہونے کی دعاکی۔نزول آیت وخوان نعمت کواپنے لیے اوربعدمیں آنے والوں کے لئے عیدکادن قراردیاجب آسمان سے مائدہ اتراوہ اتوارکادن تھاعیسائی آج بھی اسی دن خوشی مناتے ہیں کہ اس دن دسترخوان اتراتھا۔توہم کیوں نہ اپنے آقاﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منائیں۔آقاﷺ کی دنیامیں تشریف آوری تواس مائدہ سے کہیں بڑھ کرہے ۔مزیدارشادہوتاہےترجمہ:تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اوراس کی رحمت اوراسی پرچاہیے کہ خوشی کریں۔وہ ان کے سب دھن ودولت سے بہترہے (پارہ

ااسورۃ یونس 58)اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت کے ملنے پر خوشی منانے کا حکم دیتا ہے۔آقا ﷺ بھی اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں۔درج بالا تمام آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور ان کا چرچا کرنا اللہ پاک کے حکم کی بجاآوری ہے آقا ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی بہت عظیم نعمت ہے الحمدللہ ! مسلمان میلاد شریف کی محفل سجا کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی یاد تازہ کرتے ہیں اور اللہ پاک کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں الحمد سے لیکر والناس تک سارا قرآن ہی مصطفیٰ ﷺ کی شان بیان کرتا ہے۔تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد کی خبر اپنی اپنی امت کو دی۔آپ ﷺ کے بارے میں بتایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے جن کا نام احمد ہوگا۔تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو بتایا کہ آپ ﷺ تشریف لائیں گے ہم میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محافل سجا کر یہی کہتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو تو یہ خوشخبری سنائی کہ میرے بعد وہ رسول آنے والا ہے امتی یہی کہتے ہیں کہ وہ رسول ﷺ تشریف لا چکے ہیں بعض لوگ لاعلمی کی بناء پر میلاد مصطفیٰ ﷺ کا انکار کر دیتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنا میلاد بیان کیا ہے۔سیدنا حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے آپ ﷺ کے نسب شریف میں طعن کیا ہے تو "پس نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا کہ بتاؤ میں کون ہوں ؟ سب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ

آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں اللہ پاک نے مخلوق کو پیدا کیا ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا۔ پھر اس مخلوق کے دو گروہ کیے (عرب و عجم) ان میں بہتر مجھے بنایا۔ پھر ان کے قبیلے کیے اور ان میں سے بہتر یعنی قریش میں سے کیا پھر قریش کے چند خاندان بنائے مجھے ان میں سب سے بہتر خاندان یعنی بنو ہاشم میں سے کیا۔ تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے خود محفل میلاد منعقد کی جس میں اپنا حسب و نسب بیان فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی حضرت ثوبیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آ کر ابولہب کو ولادت نبی کریم ﷺ کی خبر دی ابولہب یہ خبر سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی سے اشارہ کر کے کہنے لگا جا ثوبیہ آج سے تو آزاد ہے۔ وہ ابولہب جس کی مذمت میں قرآن مجید کی پوری سورۃ الہب نازل ہوئی ایسے بدبخت کافر کو میلاد مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر خوشی منانے کا کیا فائدہ ہوا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو، اکبر اور جہانگیر بادشاہ کے زمانے کے عظیم محقق ہیں ماثبت بالسنۃ میں فرماتے ہیں۔

ابولہب نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو اس صلے میں آزاد کر دیا تھا کہ اس نے ابولہب "کو سرور دو عالم ﷺ کی پیدائش کی خبر دی تھی تو ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے گھر والوں میں (حضرت عباسؓ) نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ سناؤ کیا حال ہے؟ بولا آگ میں ہوں البتہ اتنا کرم ہے کہ پیر کی رات مجھ پر تخفیف کر دی جاتی ہے اور اشارے سے بتایا کہ اپنی دو انگلیوں سے پانی

چوس لیتا ہوں اور یہ عنایت مجھ پر اس وجہ سے ہے کہ مجھے ثوبیہ نے بھتیجے (یعنی نبی پاک ﷺ) کی پیدائش کی خبر دی تھی تو اس بشارت کی خوشی میں، میں نے اسے دو انگلیوں کے اشارے سے اسے آزاد کر دیا تھا اور پھر اس نے اسے دودھ پلایا تھا" اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لئے روشن دلیل ہے جو سرور دو عالم ﷺ کی شب ولادت خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کافر تھا۔ جب آنحضرت ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے اس کو انعام دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے ان لوگوں کے حال کا کیا پوچھنا، جو آپ ﷺ کی پیدائش کے بیان میں خوش ہوتے ہیں اور جس قدر بھی طاقت ہوتی ہے، آقا ﷺ کی محبت میں خرچ کرتے ہیں، مجھے اپنی عمر کی قسم! کہ ان کی جزاء خدائے کریم کی طرف سے یہی ہوگی ان کو اپنے فضل کامل سے اپنی جنت میں داخل فرمائے گا (مدارج النبوۃ) علامہ ابن کثیر نے علامہ ابوالقاسم کی اس عبارت کو سیرۃ النبویہ میں جوں کا توں نقل کیا ہے۔ علامہ احمد بن زینی دھلان، السیرۃ النبویہ میں لکھتے ہیں۔ عکرمہؓ سے مروی ہے کہ جس روز آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابلیس نے دیکھا کہ آسمان سے تارے گر رہے ہیں اس نے اپنے لشکر کو کہا رات وہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے نظام کو درہم برہم کر دے گا۔ شیطان کے لشکر نے اسے کہا کہ تم اس کے نزدیک جاؤ اور اسے چھو کر جنون میں مبتلا کر دو جب وہ اس نیت سے نبی کریم ﷺ کے پاس جانے لگا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور اسے دور عدن میں پھینک دیا (السیرۃ النبویہ، زینی دھلان) علامہ ابوالقاسم سہیلی

لکھتے ہیں "ابلیس ملعون زندگی میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا۔ پہلی مرتبہ جب وہ ملعون قرار دیا گیا۔ دوسری مرتبہ جب اسے بلندی سے پستی کی طرف دھکیلا گیا۔ تیسری مرتبہ جب سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ رسول عربی ﷺ کی جب ولادت باسعادت ہوئی۔ چوتھی مرتبہ جب سورۃ الفاتحہ (الحمد شریف) نازل ہوئی۔ (روض الانف جلد اول) جشن عید میلاد النبی ﷺ کا منانا قرآن و حدیث سے ثابت ہوا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی پر صرف شیطان کو تکلیف ہوئی۔ اس بات پر کسی عاشق کی روح تڑپی اور خوب کہا۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں "حدیثوں میں آیا ہے کہ شبِ میلاد مبارک کو عالم ملکوت (فرشتوں کی دنیا) میں ندا کی گئی کہ "سارے جہاں کو انوارِ قدس سے منور کر دو۔ زمین و آسمان کے تمام فرشتے خوشی و مسرت میں جھوم اٹھے اور داروغہ جنت کو حکم ہوا کہ فردوس اعلیٰ کو کھول دے اور سارے جہان کو خوشبوؤں سے معطر کر دے مدارج النبوۃ) طبقات ابن سعد میں ہے کہ "جب سرور کائنات ﷺ کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی) ایسا نور نکلا جس سے مشرق تا مغرب سب آفاق روشن ہو گئے۔ ایک دفعہ آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کے گرد صحابہ کرام علیہم الرضوان اس طرح جھرمٹ بنائے ہوئے بیٹھے تھے جیسے چاند کے گرد نور کا ہالہ ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول

اللہ ﷻ اپنی ولادت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا "میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں آقائے دوجہاں ﷺ کی ولادت باسعادت والی رات کعبہ کے پاس تھا کہ آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ شریف مقام ابراہیم کی طرف جھک گیا، اور سجدہ ریز ہو گیا پھر اس سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہوئی، اور یہ آواز سنائی دی۔ "اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا پروردگار ہے۔ اب وہ مجھے بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک فرمادے گا"۔ اور غیب سے آواز آئی رب کعبہ کی قسم کعبہ کو عزت مل گئی ہوشیار ہو جاؤ کہ کعبے کو ان کا قبلہ اور مسکن ٹھہرا دیا گیا ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص 17)

میرے مسلمان بھائیو! اب ذرا خود ہی سوچیں کہ جب اللہ پاک نے آسمان پر اور کعبۃ اللہ نے بھی آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منائی تو ہم جو آپ ﷺ کے گناہ گار امتی ہیں کیوں نہ اس پیارے آقا ﷺ کے میلاد کی خوشی منائیں۔ ہم شادیوں اور دیگر تقریبات پر اتنا مال خرچ کرتے ہیں اور وہاں سوچتے بھی نہیں۔ جس نبی کریم ﷺ کی وسیلہ سے ہم کو اللہ پاک کی تمام نعمتیں ملی ہیں تو اس نبی کریم ﷺ کی ولادت پر ہم کیوں نہ خوشی منائیں۔ آقا دوجہاں ﷺ کا میلاد ہمیں دنیا اور آخرت دونوں میں فائدہ دے گا عید میلاد پر پورا سال اللہ پاک نے خوشی منائی۔ تمام کتب

فضائل وسیرت میں اکثر یہ روایتیں ملتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی آمد پر خوشی منائی۔ پورا سال بطور جشن حضور ﷺ کی آمد پر ساری زمین کو سرسبز کر دیا روئے زمین کے خشک اور گلے سڑے درختوں کو بھی پھلوں سے بھر دیا۔ اللہ پاک نے ہر طرف اپنی رحمتوں اور برکتوں کی برسات کر دی۔ قحط زدہ علاقوں میں رزق کی اتنی کشادگی فرمادی کہ وہ سال خوشی اور فرحت والا سال کہلایا۔ "جس سال نور محمدی ﷺ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ودیعت ہوا وہ فتح و نصرت تروتازگی اور خوشحالی کا سال کہلایا۔ اس سے پہلے اہل قریش بدحالی، عسرت وقحط سالی میں مبتلا تھے ولادت کی برکت سے اس سال اللہ تعالیٰ نے بے آب و گیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی عطا فرمائی اور (سوکھے) درختوں کی شاخوں کو ہرا بھرا کر کے انہیں پھلوں سے بھر دیا اہل قریش اس طرح ہر طرف سے کثیر خیر آنے سے خوشحال ہو گئے۔ (الخصائص الکبری، سیرت الحلبیہ) جب اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے اس نے اپنے پیارے نبی ﷺ کا جشن ولادت اتنی شان و شوکت سے منایا تو ہم اس محبوب ﷺ کے امتی اس آقا ﷺ کا میلاد کیوں نہ منائیں؟ حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت مروی ہے "بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین شام میں بصریٰ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہو گئے ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں "کہ اس نور سے شام کے محلات اور وہاں کے بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ میں نے بصریٰ میں چلنے والے

اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔ (سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد) حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقیفہؓ فرماتی ہیں کہ "جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی میں خانہ کعبہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہوگیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر نہ گر پڑیں (زرقانی علی المواہب، السیرۃ الحلبیہ، الخصائص الکبریٰ)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں جھنڈے لہرانا

جب آقا ﷺ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے جناب جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا کہ جاؤ میرے محبوب ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جھنڈے لہراؤ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا ﷺ کی ولادت کے وقت میں نے بہت سے عجائبات کو دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک فرش زمین و آسمان کے درمیان کھینچا گیا ہے پھر میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان بہت لوگ کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کی ایک ڈار میرے سامنے آئی یہاں تک کہ ان پرندوں سے میرا کمرہ بھر گیا ان پرندوں کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے پھر اللہ کریم نے میری آنکھوں کے سامنے سارے حجابات کو دور کر دیا اور پھر میں نے شرق و غرب کی جانب نظر ڈالی میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے ہیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پر لہرایا جا رہا ہے حضرت آمنہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہافرماتی ہیں کہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، خصائص الکبریٰ)

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں آئمہ و محدثین کے عقائد

حضرت امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ جس رات میرے نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے وہ رات لیلۃ القدر سے بھی افضل رات ہے۔اس لئے کہ لیلۃ المیلاد میں سرکار دوعالم ﷺ کا ظہوا ہوا ہے۔مگر لیلۃ القدر تو آپ ﷺ کو عطا ہوئی ہے۔مشرف کی ذات کے سبب جو شئے شرف پائے وہ شئے اس سے افضل ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے۔اس اعتبار سے آقا ﷺ کی ولادت والی رات افضل ہے۔ (سیرت محمدیہ ج ا) امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مولد پاک پر اظہار و تشکر کرنا ہمارے نزدیک افضل و مستحب ہے۔ (روح البیان)

حضرت شیخ عبداللہ سراج حنفی کا عقیدہ یہ ہے کہ "میلاد شریف پڑھتے وقت جب سرکار دوعالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑے ہونا بڑے بڑے آئمہ سے ثابت ہے۔آئمہ اسلام اور حکام نے کسی انکار اور رد کے بغیر اسے برقرار رکھا لہٰذا یہ مستحسن کام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر تعظیم کا کون مستحق ہو سکتا ہے اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کافی ہے فرمایا جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ پاک کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم) مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ © "اس میں کیا حرج ہے کہ

اگر محفل میلاد میں قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور نبی پاک ﷺ کی نعت مبارکہ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت کی شان میں قصیدے پڑھے جائیں۔ (مکتوبات دفتر سوم) امام ابن جزریؒ نے فرمایا "کہ ابولہب جیسے کافر کو نبی کریم ﷺ کا میلاد منانے کی وجہ سے جزا دی گئی حالانکہ قرآن پاک میں اس کی مذمت آئی ہے تو نبی کریم ﷺ کے اس مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا جو اپنے نبی کریم ﷺ کا اپنی قدرت اور طاقت کے مطابق جشن ولادت مناتا ہے۔ مجھے اپنی عمر کی قسم کہ اللہ پاک کی طرف سے اس امتی (جو نبی کریم ﷺ کی ولادت مناتا ہے) کے لئے جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل عظیم اور جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔ (مواہب لدنیا) امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ "حضور نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محافل منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور اس مسرت موقع پر کھانا پکاتے رہے ہیں اور شب ولادت میں مختلف قسم کی خیرات وغیرہ کرتے رہے ہیں اور سرور و خوشی کرتے رہے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے موقع پر قرآت کا اہتمام کرتے چلے آرہے ہیں اس جشن ولادت سے ان پر اللہ کا فضل نازل ہوتا رہا ہے اور اس کے خواص سے یہ امر مجرب ہے کہ انعقاد محفل میلاد اس سال میں موجب امن و امان ہوتا ہے اور ہر مقصود مراد پانے کے لئے جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تاکہ یہ عید میلاد اس شخص پر سخت ترین علت و مصیبت بن جائے جس کے دل میں مرض

وعناد ہے۔ (مواہب لدنیا) شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں "اور ہمیشہ سے اہل اسلام نبی پاک ﷺ کے میلاد پاک کی ہر مہینے میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں۔ ماثبت بالسنۃ) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ "بزرگ اور نیک بادشاہوں، عظیم اور فیاض سرداروں میں سے ایک شخص ابوسعید مظفر بادشاہ تھے وہ ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کرتے تھے اور بہت عظیم محفل میلاد منعقد کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ (وہ بہت زیرک، بہادر، پرہیزگار، مدبر، عادل اور عالم دین تھے۔ (البدایہ والنھایہ آخر میں اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں اللہ پاک ہم کو سب کو آقائے دوجہاں ﷺ کی سچی اور پکی محبت عطا فرمائے۔ آمین

ولادت مصطفیٰ ﷺ، کا عید ہونا

ہر مسرت ہر خوشی کی جان میلاد النبی ﷺ
عید کیا ہے عید کی بھی شان میلاد النبی ﷺ
ساعت اعلیٰ و اکرم عید میلاد النبی ﷺ
لمحہ انوار پیہم عید میلاد النبی ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا "ترجمہ کنزالایمان ! بے شک اللہ پاک کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت 164) 12 ربیع الاول کا دن دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے عظیم خوشی کا دن ہے۔ اسی دن آج سے سوا چودہ سو سال پہلے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر حضرت سیدہ آمنہؓ کی جھولی میں سیدنا حضرت عبداللہؓ کا در یتیم، محسن انسانیت، خاتم پیغمبراں، رحمتِ ہر جہاں، انیس بیکراں، آقائے دوجہاں سرور کائنات، فخر موجودات، نبی اکرم، شاہ بنی آدم، نور مجسم، سرور دو عالم، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی نبی آخر الزمان معلم کائنات، محسن انسانیت سرور دو عالم ﷺ بن کر دنیا میں تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کی بعثت اتنی عظیم نعمت ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ آپ ﷺ قاسم نعمت ہیں ۔ہر جہاں کی ساری نعمتیں آپ ہی کے صدقے ملی ہیں۔ آپ ﷺ کا

ارشاد پاک ہے۔ "اِنَّمَا اَنَا قَاسِمُ وَاللہ یُعطِی" میں بانٹتا ہوں اور اللہ پاک دیتا ہے۔ (بخاری ،مسلم)

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل سرزمین عرب برائیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی ۔اہل عرب میں ہر طرح کی برائی موجود تھی ۔ عرب کی سرزمین پر ہر جگہ کھلم کھلا بت پرستی ہوتی تھی۔ لوگ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے انہیں اپنا خدا مانتے اور انہیں سجدہ کرتے تھے ۔یہ بت پرستی اس حد تک بڑھ گئی کہ وہ خانہ کعبہ جسے زمین پر اللہ پاک کا پہلا گھر ہونے کا اعزاز حاصل ہے ۔عرب کے لوگوں نے اس مقدس گھر میں بھی 360 بت لا کر رکھ دیے ۔عرب کے ہاں جب بیٹا پیدا ہوتا تو وہ لوگ خوشیاں مناتے تھے لیکن اگر اسی گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تو اس کا سوگ منایا جاتا تھا۔ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تھی، گویا وہ معاشرے میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا تھا۔اس شرم سے بچنے کے لئے لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے ۔آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کے ساتھ ایک انقلاب آنا شروع ہو گیا۔خانہ کعبہ کے سب بت سجدہ میں گر پڑے۔ فارس کا آتش کدہ جو ہزاروں سال سے روشن تھا خود بخود بجھ گیا ۔شیطان دھاڑیں مار مار کر رونے لگا آقا ﷺ کی تشریف آوری سے دنیا میں ایک نئی بہار آ گئی ۔ہر طرف نور کے اجالے پھیل گئے اور پوری

دنیا بقعہ نور بن گئی۔

فلک کے نظارو زمین کی بہارو سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں
اٹھو غم کے مارو چلو بے سہارو خبر یہ سناؤ حضور آ گئے ہیں

اللہ رب العزت نے انسان کو، آنکھ ،کان، ہاتھ، پاؤں الغرض تمام نعمتیں عطا کیں پر کسی نعمت کا احسان نہیں جتلایا۔ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو ایک ایسی عظیم نعمت عطا کی جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے احسان جتلایا۔ وہ نعمت اللہ پاک کے محبوب ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ یا رب العزت تو نے ہمیں کان، ہاتھ، پاؤں الغرض دنیا کی تمام نعمتیں عطا کیں۔ اتنی نعمتیں عطا کرنے کی باوجود تو نے کسی نعمت کا احسان نہیں جتلایا۔ یا اللہ جس نعمت کا تو نے احسان جتلایا ہے اس کی خاص وجہ کیا ہے۔ جواب ملتا ہے اے دنیا والو! احسان اس چیز پر جتلایا جاتا ہے جس پر دینے والے کو بھی فخر ہو۔ بے شک ہاتھ پاؤں، کان، آنکھ الغرض دنیا کی تمام نعمتیں میری رحمت ہیں پر کبھی کبھار یہی نعمتیں زحمت بھی بن جاتی ہیں۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان وغیرہ کو دیکھ لیں یہ دنیا میں تو ہمارے لیے نعمتیں ہیں پر قیامت کے دن ہمارے لیے زحمت بن جائیں گی۔ یہی ہاتھ پاؤں قیامت کے دن ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔ بارش کو دیکھ لیں یہ بھی اللہ پاک کی نعمت ہے جب تک بارش اپنی حد تک برسے گی تو نعمت ہو گی جب یہ حد سے بڑھ کر سیلاب کی صورت اختیار کر لے گی تو یہ ہمارے لیے

رحمت بن جائے گی دنیا کی تمام نعمتیں فانی ہیں باقی ہے تو صرف ایمان جو ملا بھی ہم کو در مصطفیٰ ﷺ سے ہے نبی کریم ﷺ اللہ پاک کی وہ عظیم نعمت ہیں جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں ۔اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو جن ، انسان، چرند، پرند، حیوانات الغرض تمام جہانوں کے لئے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا ارسلنٰک الا رحمۃ اللعالمین۔ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے (پارہ 17، سورۃ الحج) چند لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہے کہ شاید نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو نہیں ہوئی بلکہ کسی اور دن میں ہوئی ۔امام ابن جریر طبری اس بارے میں لکھتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کے دن ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی ۔(تاریخ طبری جلد ۲) بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کا دن اسے عید کہنا یا عید سمجھنا اس لئے درست نہیں کہ اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں۔اور وہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ،ان دو عیدوں کے ہوتے ہوئے بعض احباب کسی تیسری عید کو عید کہنا بھی جائز نہیں سمجھتے ۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث مبارکہ کے راوی ہیں۔ سنن ابوداؤ، سنن ابن ماجہ،نسائی میں حدیث پاک ہے ۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ جمعہ کا دن کیا ہے ،اللہ پاک نے اسے مسلمانوں کے لئے عید مقرر کیا ہے ۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف دو عیدیں کہنے کا تصور کہاں گیا۔ آقا ﷺ نے اپنی زبان مبارکہ سے فرمایا جمعہ کا دن بھی ہماری عید ہے ۔اس سے معلوم ہوا کہ دو عیدوں کے علاوہ بھی اسلام میں

عید کا تصور ہے۔ وہ دو عیدیں (عید الفطر، عید الاضحیٰ) واجب ہیں وہ عیدیں احکام اور مناسک کی ہیں اور یہ عید (عید میلاد النبی ﷺ) تعلق اور محبت کی ہے۔ یہ فرحت اور مسرت کی عید ہے۔ وہ دو عیدیں شرعی یعنی واجب ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آقا ﷺ نے جمعہ کو عید کا دن کیوں فرمایا ہے۔ اس کا جواب حدیث پاک میں ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا "ان یوم الجمعہ من افضل ایامکم" جمعہ کا دن تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ سب دنوں سے افضل کیسے ہوگیا آپ ﷺ نے فرمایا "فیہ خلق اٰدم" اسلئے کہ اس دن آدم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ میرے مسلمان بھائیو! جس دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی وہ دن افضل ایام، عید کا دن کہلائے۔ تو جو دن سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا دن ہو تو اسے عید کہنا کیوں جائز نہیں؟۔ خدارا غور کرو جس نبی کے صدقے ہمیں کائنات کی تمام نعمتیں ملیں عیدیں عطا ہوئیں اس نبی ﷺ کی ولادت کا دن عید کا دن کیوں نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ خود اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو یہاں خالق اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ غور و فکر کرو سنی سنائی باتوں پر اپنا عقیدہ گندہ نہ کرو۔ موت کے بعد بھی اعمال کا دروازہ تو کھلا رہتا ہے۔ صدقہ خیرات ایصال ثواب وغیرہ سے قبر والے کو فائدہ پہنچتا رہتا ہے پر موت کے بعد عقیدے کا دروازہ، بند ہو جاتا ہے خدارا اپنی قبر اور حشر گندی نہ کرو محبت رسول ﷺ کے بغیر سیرت پر عمل کرنا ممکن نہیں۔ اللہ اور اس کے محبوب ﷺ سے محبت ہوگی، تو اعمال صالح فائدہ دیں گے اگر محبت رسول ﷺ نہ ہوگی تو کوئی چیز بھی فائدہ

نہیں دے گی۔علامہ اقبال نے کیا خوب ہی فرمایا۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی ترمذی متوفی 279ھ روایت کرتے ہیں : عمار بن ابی عمارؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے ایک یہودی کے سامنے یہ آیت کریمہ پڑھی "الیوم اکملت لکم دینکم "تو اس یہودی نے کہا اگر ہم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا" یہ آیت کریمہ دو عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے "یوم الجمعہ ،یوم عرفہ کو۔ (ترمذی) شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اس حدیث کے بارے میں اپنی تفسیر (تبیان القرآن) میں لکھتے ہیں اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کی عید ہے اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کی عید ہے جن لوگوں نے کہا صرف دو عیدیں ہیں ۔انہوں نے اس حدیث مبارکہ پر غور نہیں کیا البتہ ! یہ کہا جاسکتا ہے کہ مشہور عیدیں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں ۔ جن کے مخصوص احکام شرعیہ ہیں ۔ عید الفطر میں صبح افطار کیا جاتا ہے ۔ اس کے بعد دو رکعت نماز عیدگاہ میں ادا کی جاتی ہے اور اسکے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے اور عید الاضحیٰ میں پہلے نماز اور خطبہ ہے اور اس کے بعد صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے ۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے اور اس کو ظہر کے بدلہ میں نماز اور خطبہ فرض کیا گیا ہے اور عرفہ کے دن غیر حجاج

کے لئے روزہ رکھنے میں بڑی فضیلت ہے اس سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں
۔علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں " عید اس دن کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے
اور شریعت میں عید کا دن یوم الفطر اور یوم النحر (قربانی کا دن) کے ساتھ مخصوص ہے
اور جبکہ شریعت میں یہ دن خوشی کے لئے بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے
اس ارشاد میں متنبہ فرمایا ہے یہ کھانے پینے اور ازواجی عمل کے دن ہیں اور عید کا دن
ہر اس دن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی حاصل ہو۔اس پر قرآن مجید کی
یہ آیت دلیل ہے۔اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا وایۃ
منک " سیدنا عیسیٰ ابن مریم نے عرض کیا، اے اللہ ! ہمارے رب ! آسمان سے ہم
پر کھانے کا خوان نازل فرما جو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے اور تیری
طرف سے نشانی۔ (سورۃ المائدہ آیت 114) (المفردات ص 352) ایک سوال یہ بھی
کیا جاتا ہے کہ بارہ ربیع الاول نبی کریم ﷺ کا یوم ولادت ہے اور بعض روایات کے
مطابق آپ ﷺ کا ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کا دن ہے۔تم اس دن نبی کریم ﷺ کی
ولادت کی خوشی مناتے ہو اس دن آپ ﷺ کی وفات پر سوگ کیوں نہیں
مناتے ؟۔اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں نعمتوں پر خوشی منانے ، نعمتوں کے
چرچے کرنے کا حکم دیا اور کسی نعمت کے چلے جانے پر سوگ منانے سے منع کیا ہے
۔دوسرا جواب یہ بھی ہے ہم غم اور سوگ کیوں کریں ؟ نبی کریم ﷺ جس طرح پہلے
زندہ تھے اب بھی زندہ ہیں۔حدیث شریف میں ہے۔ "ان اللہ حرم علی الارض ان
تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق " بیشک اللہ پاک نے زمین پر انبیاء کے جسم
کو کھانا حرام فرما دیا پس اللہ

کے نبی زندہ ہوتے ہیں اورانہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ شریف)
ہمارے نبی کریم ﷺ پہلے دارالتکلیف میں زندہ تھے اب دارالجزاء اورجنت میں زندہ ہیں آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں نیک اعمال پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال پر آپ ﷺ امت کے لئے استغفار کرتے ہیں۔آپ ﷺ زائرین سلام کا جواب دیتے ہیں۔ طالبین شفاعت کے لئے شفاعت کرتے ہیں اوراللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مطالعہ اور مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں آپ ﷺ کے مراتب اور درجات میں ہر آن اور ہر لحظہ ترقی ہوتی ہے۔ اس میں غم کرنے کی کون سی وجہ
ہے؟آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے میری حیات بھی تمہارے لئے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لیے خیر ہے۔ (الوفاء باحوال المصطفیٰ) علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے کیا خوب ہی کہا

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ پاک ہم سب کو نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر شریعت کے حکم کے مطابق جشن منانے کی توفیق عطا فرمائے۔تاکہ ہم تیرے نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور تیری جنت کے حقدار بن جائیں۔آمین

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہیں ہونا چاہیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ (اے محبوب ﷺ) فرمادیجیے اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجانا بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا بیشک وہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔(پارہ ۲۴ رکوع ۳)
اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے توبہ کرنے کی فضیلت کو بیان فرمایا اور یہ فرمایا جو مجھ سے معافی مانگے میں اسکے گناہ معاف فرمادیتا ہوں اور تم جو کچھ کرتے ہو میں دیکھ رہا ہوں
ہمارے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اس دنیا پر تشریف آوری سے پہلے بنی اسرائیل کے لوگوں کے لئے بڑے سخت احکامات ہوتے تھے ان کا اگر کپڑا پلید ہوجاتا تو اس پلید جگہ کو کاٹنا پڑتا تھا۔اگر جسم کا کوئی عضو پلید ہوجاتا تو اس عضو کو آگ سے داغا جاتا مال کا چوتھائی حصہ زکوۃ ادا کی جاتی۔اگر کوئی آدمی گناہ کرتا تو انکے ماتھے پر لکھ دیا جاتا اور اس کے گھر کی چوکھٹ پر لکھ دیا جاتا کہ اس شخص نے فلاں گناہ کیا ہے جس سے اس گناہ گار کی ذلت ورسوائی ہوتی تھی اور گناہ کی پاداش میں بطور سزا حلال اشیاء ان پر حرام کردی جاتی تھیں۔اس بات کا قرآن پاک گواہ ہے کہ جب انہوں نے گائے کے بچھڑے کی پرستش کی تو انکی توبہ کے لئے حکم ہوا۔

ترجمہ۔اے قوم ! بے شک تم نے بچھڑے کو (خدا بنا کر اپنی جانو پر ظلم کیا پس تمہیں چاہیے کہ توبہ کرو اپنے خالق کے حضور تو قتل کر دو اپنی جانوں کو۔

انکو یہ سزا اپنے کئے ہوئے کی ملی کہ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو قتل کیا اور بارگاہ رب العزت سے معافی مانگی۔

قربان جاؤں اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جنکی جلوہ گری سے ہم گناہ گاروں پر اللہ تعالیٰ نے آسانیاں پیدا فرمادیں پانی کو ہمارے لئے پاک کرنیوالا بنادیا ہمیں کپڑا یا جسم پاک کرنے کے لئے اس کو کاٹنا نہیں پڑتا بلکہ اس پر پانی بہالیں تو وہ پاک ہوجاتا ہے۔ بنی اسرائیل صرف اپنی عبادت گاہوں میں ہی عبادت کر سکتے تھے ہماری لئے پوری زمیں کو مسجد بنادیا گیا۔تاکہ نبی آخرالزماں کا امتی جہاں چاہے اپنا فریضہ نماز ادا کرلے مال دار پر چوتھائی حصہ نہیں بلکہ چالیسواں حصہ زکوۃ واجب قرار پائی پہلی امتیں تو ایک گناہ کی وجہ سے ذلیل ورسوا کردی جاتیں لیکن ہم تمام امتوں کے گناہ ایک دن میں کرتے ہیں نہ ہی ہمارے ماتھے پر لکھا جاتا ہے نہ ہی ہمارے گھر کی چوکھٹ پر نہ ہی ہماری شکلیں بدلی جاتی ہیں گناہ کے سبب حلال چیزیں حرام نہیں کی جاتی ہیں۔یہ جتنا بھی کرم ہم پر ہوا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ہوا ہے۔پہلی امتیں گناہ کا ارتکاب کرتی تھیں تو انکی شکلیں مسخ ہوجایا کرتی تھیں۔بنی اسرائیل نے

ہفتہ کا دن جو مقدس دن تھا اسکی بے حرمتی کی تو اللہ پاک نے فرمایا۔ترجمہ: تو ہم نے انہیں حکم دیا کہ پھٹکارے ہوئے بندر بن جاؤ"۔ کسی قوم پر بجلیاں گریں کسی قوم پر پتھروں کی بارشیں ہوئیں تیز آندھیاں چلیں جنکی وجہ سے وہ اجڑے ہوئے کھیتوں کی طرح نیست ونابود ہوگئے کسی قوم کو پانی کے عذاب نے آ گھیرا جس سے وہ غرق ہوئے۔مگر اب نبی کریم ﷺ سے لیکر قیامت تک کوئی ایسا عذاب نہیں آئے گا اس لئے نہیں آئے گا کہ اللہ رب العزت نے وعدہ قرآن پاک میں فرمادیا ہے۔ترجمہ ! اللہ پاک ان پر عذاب نہیں کریگا اور جب تک تم (اے محبوب ﷺ) ان میں تشریف فرما ہو
"

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے (اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ (پارہ ۲۵ رکوع ۴

حضور ﷺ کے طفیل اللہ تعالی نے ہم گناہ گاروں کے لئے باب کرم کھول دیا ہے ہمیں پہلی قوموں کی طرح ذلیل ورسوا نہیں کیا گیا ہماری بخشش کو آسان بنادیا۔ہم اللہ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کرلیں تو وہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں ہر گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے اگر گناہ کا تعلق بندے اور اللہ تعالی کے درمیان ہو اور کسی انسان کا حق اس سے متعلق نہ ہو تو اسکے لئے تین شرائط ہیں ۔پہلی شرط یہ ہے وہ اس گناہ سے لاتعلق ہوجائے،دوسری شرط یہ ہے کہ وہ اسکے ارتکاب پر نادم ہو، تیسری شرط یہ ہے وہ اس بات کا پختہ ارادہ

کرے کہ دوبارہ کبھی اس گناہ کا ارتکاب نہیں کرے گا اگر ان تین میں سے کوئی ایک بھی شرط موجود نہ ہوئی تو توبہ درست نہیں ہوگی اگر گناہ کا تعلق کسی آدمی کے ساتھ ہو تو اسکی شرائط چار ہوں گی ان (مذکورہ بالا) تین شرائط (کے ہمراہ چوتھی شرط یہ ہے) کہ آدمی اس حقدار کے حق سے بری الذمہ ہو یعنی اگر مال وغیرہ تھا تو اسے وہ واپس کردے اور اگر حد قذف وغیرہ کا معاملہ ہو تو اپنے آپکو اسکے حوالے کرے یا اس سے معافی مانگے اور اگر غیبت ہو تو اسے بھی معاف کرائے۔ تمام گناہوں سے توبہ کرنا واجب ہے اگر کوئی شخص بعض گناہوں سے توبہ کرلیتا ہے تو اہل حق کے نزدیک ان مخصوص گناہوں سے اسکی توبہ درست ہوگی اور باقی (گناہوں سے توبہ کرنا) اسکے ذمے باقی رہ جائے گا۔

حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ سے منقول ہے کہ توبہ کے لئے چھ شرائط ہیں۔

گزرے ہوئے زمانے میں جتنے گناہ ہو چکے ہیں ان پر نادم ہونا، اور لوٹانے کے ساتھ ساتھ فرائض کے نقصان کو پورا کرنا، مظلوموں سے معافی مانگنا، اور نفس کو اطاعت میں اسطرح پگھلانا کہ جس طرح کہ اس نے گناہوں میں اپنے آپکو پروان چڑھایا اور نفس کو اطاعت کا کڑوا مزہ چکھانا جس طرح کہ اس بے گناہوں کی حلاوت کو چکھا اور جہاں جہاں نفس نے ہنسی کی اسکے بدلے ہر جگہ پر رونا اور آہ وزاری کرنا یہ توبہ کی چھ شرائط ہیں۔ سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے

فرمایا "جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمانے کا ارادہ کیا تو ایک تحریر لکھی جو رب تعالیٰ کے پاس عرش کے اوپر ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے .

سیدنا حضرت ابوالعباس عبداللہ ابن عباس بن عبدالمطلبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور گناہ تحریر فرما دیئے ہیں اور پھر انکو واضح کر دیا ہے۔ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنے ہاں ایک پوری نیکی نوٹ کر لیتا ہے۔ پھر ارادہ کے ساتھ اگر عمل کرے تو اسے اپنے پاس سے دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی نیکیاں زیادہ لکھ لیتا ہے اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر گناہ نہ کرے تو اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے پھر اگر گناہ کا ارادہ کرے اور پھر گناہ کر بھی لے تو اسے اللہ تعالیٰ ایک گناہ لکھ (لیتا ہے۔ (بخاری، مشکوۃ ۲۰۷

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی ﷺ کا فرمان سنا کہ بے شک ہر بیماری کا علاج ہے اور گناہوں کا علاج بخشش طلب کرنا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن میں دو مرتبہ بخشش طلب نہیں کرتا تحقیق اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

حضرت ابو حمزہ انس بن مالک انصاریؓ جو نبی کریم ﷺ کے خادم ہیں بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے

زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنے اونٹ کو پالے جبکہ وہ اسے ایک جنگل میں گم کر چکا ہو۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جب وہ بندہ اسکی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری پر کسی جنگل میں موجود ہو اور پھر وہ سواری اسے چھوڑ کر چلی جائے اس سواری پر اسکے کھانے اور پینے کا سامان ہو اور وہ شخص اس سواری سے مایوس ہو کر درخت کے پاس آئے اور اسکے سائے میں لیٹ جائے جبکہ وہ اس سواری سے مایوس ہو چکا ہو۔ ابھی وہ اس حالت میں ہو کہ وہ سواری اسکے پاس کھڑی ہو تو وہ اسکی لگام پکڑ کر کہے خوشی کی شدت کی وجہ سے یہ کہے اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں، یعنی خوشی کی شدت کی وجہ سے غلط (الفاظ) بول دے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے مانگتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تیری بخشش کرتا رہوں گا خواہ تیرے اعمال کیسے ہوں میں پرواہ نہیں کرتا۔ اے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر بھی تو مجھ سے بخشش مانگے تو میں بخش دونگا مجھے پرواہ نہیں اے ابن آدم! اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تیرے گناہوں سے ساری زمین بھری پڑی ہو اور تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تیرے تمام کے تمام گناہ معاف کرکے تیری بخشش کر دونگا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کو چار کرامتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ جو کہ صرف اسی امت کو عطا ہوئیں فرماتے ہیں کہ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میری توبہ مکہ شریف میں قبول فرمائی جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے لوگ ہر جگہ توبہ کر سکتے ہیں اور اللہ پاک انکی توبہ قبول فرماتا ہے اور دوسری کرامت یہ ہے کہ میں نے لباس زیب تن کیا ہوا تھا جب شجر ممنوعہ کے پاس گیا تو مجھے بغیر لباس کے کر دیا گیا اور حضرت محمد ﷺ کی امت ننگے ہو کر گناہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو لباس عطا فرما دیتا ہے اور تیسری کرامت یہ ہے جب مجھ سے غلطی سرزد ہوئی تو میرے اور میری بیوی کے درمیان جدائی کر دی گئی لیکن امت محمد یہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے مگر انکے اور انکے اہل کے درمیان جدائی نہیں کی جاتی۔ اور چوتھی کرامت یہ ہے کہ حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ میں نے جنت میں غلطی کی تو مجھے وہاں سے نکال دیا گیا جبکہ امت محمد یہ ﷺ کے لوگ جنت سے باہر گناہ کرتے ہیں لیکن جب وہ توبہ کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ انکو جنت میں داخل فرما دیگا۔

حضرت امام زندوستی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو محمد عبداللہ بن فضلؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ حکماء نے فرمایا کہ جس کو چار چیزیں مل جائیں وہ دوسری چار چیزوں کا مستحق بن جاتا ہے پہلی یہ کہ جس آدمی کو دعا کرنے کی توفیق مل جائے وہ دعا کے قبول ہونے سے محروم

نہیں ہوتا جیساکہ اللہ رب العزت نے فرمایا۔" مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا"۔
اور دوسری یہ کہ جسکو بخشش طلب کرنے کی توفیق مل جائے وہ مغفرت سے محروم نہیں
رہتا جیساکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایاہے" وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے" اور تیسری
یہ کہ جس کو شکر کرنے کی توفیق مل جائے وہ نعمت کی زیادتی سے محروم نہیں
رہتا جیساکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" اگر احسان مانوگے تو میں تمہیں
اور دونگا" اور چوتھی یہ کہ جس کو توبہ کرنے کی توفیق مل جائے وہ اس لئے توبہ کے قبول
ہونے سے محروم نہیں رہتا جیساکہ رب ذالجلال نے فرمایا" اور وہی ہے جو اپنے بندوں
" کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے در گزر فرماتا ہے
حضرت عامر الروحؓ سے روایت ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی
بارگاہ اقدس میں حاضر تھے اچانک ایک شخص آیا جس پر ایک کمبل تھا اور اسکے ہاتھ میں
کوئی چیز تھی جس پر کمبل لپیٹا ہوا تھا اس نے آکر عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ایک
جھاڑی کے پاس سے گزرا تو میں نے اس جھاڑی میں چڑیا کے بچوں کے رونے کی
آواز سنی میں نے ان بچوں کو پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں چھپالیا اتنے میں ان بچوں کی ماں
آگئی وہ میرے سر پر چکر کاٹنے لگی میں نے اسکے سامنے وہ بچے کھول دیے۔ انکی والدہ ان
بچوں پر گر پڑی تو میں نے ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا وہ سب میرے پاس ہیں
آپ ﷺ نے فرمایا تم انہیں زمین پر رکھ دو میں نے انہیں رکھ

دیا تو انکی ماں ان بچوں سے چمٹی رہی ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم ان چوزوں کی ماں کی اپنے بچوں سے اس قدر محبت پر تعجب کرتے ہو؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ (محمد ﷺ کو) مبعوث فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی بچوں کی ماں چوزوں پر مہربان ہے"۔ اسکے بعد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس صحابی سے فرمایا کہ جاؤ جس مقام سے لاؤ ہو وہیں پر انکو چھوڑ کر آؤ۔

(ابو داؤد، مشکوٰۃ)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ کبھی چلے گا کبھی گرے گا اور کبھی اسے آگ جھلسائے گی پھر وہ آدمی جب اس (آگ) سے آگے نکل جائے گا تو اس کی طرف دیکھے گا اور کہے گا مبارک ہے وہ (ذات) جس نے مجھے تجھ سے نجات دی۔ اللہ رب العزت نے مجھے وہ کچھ عطا کیا ہے وہ مجھ سے اگلے پچھلوں کو عطا نہ کیا ہوگا پھر اسکے سامنے ایک درخت پیش کیا جائے گا وہ کہے گا اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اسکا سایہ لوں اور اسکا پانی پیوں تو اللہ رب العزت فرمائے گا اے ابن آدم ممکن ہے کہ اگر میں تجھے اس کے قریب کر دوں تو تُو مجھ سے اسکے علاوہ اور بھی طلب کرے گا۔ وہ عرض کریگا اے اللہ نہیں اور اللہ پاک سے وعدہ کرے گا کہ وہ اسکے علاوہ کچھ نہ مانگے گا اسکا رب تعالیٰ اسے معذور جانے گا کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا جس پر صبر نہیں کیا جا سکتا تو اللہ پاک اسے اس درخت کے پاس کر دیگا وہ اسکا سایہ لے

گااوراسکاپانی پیئے گا۔پھر دوسرا درخت اسکے سامنے ظاہر کیا جائے گا جو پہلے سے بہتر ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب ! مجھے اس درخت کے قریب کردے تاکہ میں اسکا پانی پی لوں اوراسکاسایہ لے لوں ۔اور کہے گا یااللہ میں اس کے سوااور کچھ نہ مانگوں گا تو رب تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم کیا تونے مجھ سے وعدہ نہ کیا تھا کہ تو اسکے علاوہ اور مجھ سے طلب نہ کریگا پھر اللہ پاک فرمائے گا ممکن ہے اگر میں تجھے اسکے قریب کردں تو تو مجھ سے اسکے علاوہ اور طلب کرے گا وہ پھر اللہ پاک سے وعدہ کریگا کہ اسکے سوااور نہ مانگے گااوراسکارب اسے معذور جانے گا کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھے گا جس پر صبر نہیں کیا جاسکتا ہے اب اسے اس درخت کے قریب کردے گا وہ اسکاسایہ لے گا اسکا پانی پیئے گا پھر اسکے سامنے جنت کے دروازے کے پاس سے ایک درخت ظاہر ہوگا جو پہلے دونوں سے اچھا ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے پروردگار ! اب مجھے اس درخت کے قریب کردے تاکہ میں اس درخت کاسایہ لوں اوراسکا پانی پیوں اور وہ آدمی کہے گا اسکے سوا میرا اللہ میں کچھ نہیں مانگوں گا اللہ پاک فرمائے گا اے ابن آدم ! کہا تونے مجھ سے یہ وعدہ نہ کیا تھا کہ تو مجھے سے اسکے سوا کچھ نہ مانگے گا وہ آدمی عرض کریگا ہاں میرے اللہ ! یہی آخری سوال ہے اسکے علاوہ تجھ اور کچھ نہ مانگوں گا اوراسکارب تعالیٰ اسے معذور سمجھے گا اس لئے کہ وہ ایسی چیز دیکھے گا جس پر اسے صبر نہ ہوگا تو اللہ پاک اسکو اسکے قریب کردے گا تو وہ جنتیوں کی آوازیں سنے گا تو عرض کرے گا اے رب تعالیٰ مجھے اس میں داخل فرما۔رب تعالیٰ ! فرمائے گا اے ابن آدم ! مجھے تجھ سے فراغت نہیں ہوتی

کیا تجھے یہ بات راضی کرے گی کہ میں تجھے دنیا اور دنیا کی مثل اسکے ساتھ اور دوں وہ آدمی عرض کرے گا اے رب تعالیٰ تو مجھ سے مذاق فرماتا ہے تو تو رب العالمین ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ ہنس پڑے پھر فرمایا تم مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کس چیز سے ہنس رہا ہوں ؟لوگوں نے عرض کیا فرمایئے آپ کس چیز سے ہنس رہے ہیں ؟آپؓ نے فرمایا ایسے ہی رسول اللہ ﷺ ہنسے تھے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضور آپ کسی چیز سے ہنستے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت ہنسے گا اس بات سے جو وہ بندہ کہے گا کہ کیا تو مجھ سے مذاق فرماتا ہے حالانکہ تو تو رب العالمین ہے اللہ پاک فرمائے گا۔اِنِّیْ لَا اَسْتَھْزِیءُ مِنْکَ وَلٰکِنِّیْ عَلٰی مَا اَشَاءُ قَدِیْرٌ''۔ میں تجھ سے استہزاء نہیں کرتا لیکن میں اپنے ہر چاہے پر قدرت رکھتا ہوں۔ (مشکوٰۃ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ہر رات اپنا دست رحمت پھیلاتا ہے کہ کوئی دن کا گناہ گار توبہ کرلے اسی طرح ہر دن اسکا دست رحمت پھیلا رہتا ہے کہ کوئی رات کا گناہ گار تائب ہو جائے یہاں تک سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے گناہ کیا ہی نہ تھا ابن ماجہ

سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اللہ تعالیٰ کی قسم میں دن بھر میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتا ہوں۔ بخاری شریف

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے لوگو اللہ پاک کی جانب توبہ کرو اس سے مغفرت طلب کرو میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم شریف)

بنی اسرائیل میں ایک آدمی ایسا تھا جس نے اپنی ساری زندگی فسق فجور اور مصیبت ہی میں بسر کی اور اسی حالت میں اسے موت کا پیام آگیا ملک الموت عزرائیل علیہ السلام نے اسکی روح قبض کرلی تو لوگوں نے اس کے مردہ جسم کو کھینچ کر باہر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جبرائیل امینؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا اے کلیم اللہ اللہ تعالیٰ آپکو سلام کہتا ہے اور حکم فرماتا ہے کہ میرا پیارا انتقال کرگیا ہے لوگوں نے اسے گندگی کے ڈھیر پر ڈال دیا ہے اے کلیم اللہؑ تم جاؤ اور اسکو وہاں سے اٹھاؤ اور اسکے کفن دفن کا انتظام کرو اور جو لوگ اسکی نماز جنازہ پڑھیں گے میں انکے گناہ معاف کردوں گا چنانچہ موسیٰؑ نے

۔ اسکو گندگی کے ڈھیر سے اٹھوا کر اسکو غسل دلوایا کفن پہنایا نمازہ جنازہ پڑھوائی اور دفنا دیا پھر موسیٰؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا یا اللہ یہ تو بہت مجرم تھا اس نے سو سال تیری نافرمانی میں گزارا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا اے میرے پیارے کلیمؑ ! یہ واقعی بہت بڑا گناہ گار تھا مگر اس نے ایک رات تورات کھولی اور اس میں میرے پیارے محبوب ﷺ کا نام نامی دیکھا اور محبت سے چوم لیا اسکی یہ ادا ہم کو اتنی پسند آئی کہ ہم نے اسکے سو سال کے گناہوں کو معاف کرکے مقربین میں داخل کر لیا۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور بیس سال ہی رب ذوالجلال کی نافرمانی کی اور ایک دن اس نے آئینہ میں اپنی شکل دیکھی اسے اپنی داڑھی میں ایک سفید بال نظر آیا یہ دیکھ کر وہ غم زدہ ہوگیا اور خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی اور بیس سال تیری نافرمانی میں گزارے کیا ایسا کرنے کے باوجود میرا تیری بارگاہ میں واپس آنا ممکن ہے یعنی تیرے دربار سے معافی مل سکتی ہے اس دوران اس بے ایک کہنے والے سے سنا تھا، کہ ہم نے تیرے ساتھ محبت کی تو نے ہمیں چھوڑ دیا پس ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا تو نے ہماری نافرمانی کی

اور ہم نے تجھے مہلت دی تو اس پر گہنگار عرض کرنے لگا یا اللہ اگر میں تیری بارگاہ میں دوبارہ لوٹ آؤں تو کیا تیری رحمت مجھے قبول فرمالے گی تو جواب ملا اے سیاہ کار بندے گنہگار بندے ہم تجھے قبول فرمالیں گے۔

حضرت ابو سعید سعد بن مالک بن سنان خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "تم سے پہلے (بنی اسرائیل) کے لوگوں میں ایک شخص تھا جس نے 99 قتل کیے تھے اس نے علاقے کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، ایک راہب کی طرف اسکی راہنمائی کی گئی وہ اس راہب کے پاس آیا اس نے (راہب) کو بتایا کہ اس نے 99 قتل کیے ہیں کیا اس کیلئے توبہ کی گنجائش ہے ؟ راہب نے جواب دیا نہیں ! اس شخص نے اس (راہب) کو بھی قتل کر دیا اس نے 100 کی تعداد مکمل کر لی پھر اس نے علاقے کے کسی بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسکی ایک عالم کی طرف رہنمائی کی گئی وہ شخص اس عالم کے پاس پہنچا اس شخص نے (اس عالم) کو بتایا کہ اس نے قتل کیے ہیں، کیا اس کے لئے توبہ کی گنجائش ہے ؟ اس عالم نے جواب دیا جی ہاں ! 100 اسکے اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ ہو سکتی ہے ؟ تم فلاں علاقے میں چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ ہونگے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہوں گے تم انکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اپنے علاقے میں واپس نہ آنا کیونکہ وہ برائی کا علاقہ ہے وہ شخص روانہ ہوا جب وہ نصف راستے میں پہنچا تو اسے موت آ گئی اسکے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا ! یہ

توتوبہ کرتے ہوئے اوردل سے (یعنی خلوص سے) اللہ تعالیٰ کی طرف آرہاتھاعذاب کے فرشتوں نے کہا ؟اس نے کبھی کوئی نیکی کی ہی نہیں پھرایک فرشتہ انسانی شکل میں انکے پاس آیاان فرشتوں نے اسے اپنے درمیان ثالث بنالیااس نے فیصلہ کیادونوں طرف کی زمین ناپ لو! یہ جس طرف زیادہ قریب ہوگاس طرف کا شمار ہوگاان فرشتوں نے ناپی توانہوں نے اس شخص کواس زمین کے قریب پایاجہاں کااس نے ارادہ کیاتھاتورحمت کے فرشتوں نے اسے حاصل کرلیا" صحیح بخاری" کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں تووہ ایک پشت نیک بستی کے قریب تھاتواس نے اس شخص کو بستی والوں میں شامل کردیا" صحیح بخاری" کی ایک اورروایت میں یہ الفاظ موجودہیں "اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے حصے کی طرف وحی کی (گھرکی طرف سے جتناسفرکیا) کہ تم دورہوجاؤ اوراس (زمین کے حصے) کی طرف وحی کی (جواللہ والوں کی بستی تھی) کہ تم قریب ہوجاؤپھراس نے حکم دیاکہ ان دونوں کے درمیان فاصلہ ناپاتوفرشتوں نے اس شخص کواس (نیک لوگوں کی بستی کے) ایک بالشت قریب پایاتواسکی مغفرت ہوگئی۔☆☆☆

ایثار کی فضیلت

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''اور وہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود شدید ضرورت ہوتی ہے''۔(سورۃ الحشر ۹) سورۃ الدھر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''اور وہ اپنی خواہش ہونے کے باوجود غریب، یتیم اور قیدی کو کھلادیتے ہیں''۔(سورۃ الدھر ۸)

ایثار بھی خدمت کی ایک بہت بڑی قسم ہے۔ایثار کے لغوی معنی ہیں ترجیح دینا، یعنی کہ دوسرے کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دینا۔اپنے مفاد کو دوسرے کے مفاد پر قربان کر دیا جائے۔اردو میں لفظ قربانی بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ایثار کسی فرد یا گروہ کے لئے بھی ہو سکتا ہے اور ملک و قوم اور بنی نوع انسان کے لئے بھی۔یہ ایک بہت ہی اعلیٰ وصف ہے اور تمام اوصاف حمیدہ کی اصل یہی ہے۔ہمدردی، عفوودرگزر، صبر و تحمل، سخاوت، شجاعت، عدل، امانت و دیانت وغیرہ جتنے بھی اوصاف ہیں۔درحقیقت سب کے پیچھے ایثار کا وصف ہی کارفرما ہوتا ہے یہ جڑ ہے اور سب اوصاف اسی میں ہی پھوٹتے ہیں۔حقیقی معنی میں عظیم ہے وہ شخص جو ایثار کرتا ہے۔حقیقت میں کوئی بھی بڑا کام ایثار کے جذبے کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔اس کی ضد خود غرضی ہے جو سب رذائل اخلاق کی جڑ ہے۔نبی کریم ﷺ کے

اخلاق حسنہ میں ایثار کا وصف ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے جس کا اثر ہر موقعہ پر نظر آتا تھا۔ آپ ﷺ کی پوری حیات طیبہ ایثار سے عبارت ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی ہدایت اور فلاح کے لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ اس مشن کے لئے پوری زندگی گزار دی سخت ایذا رسانیاں برداشت کیں، مصیبتیں جھیلیں، جنگیں لڑیں، جنگوں میں نہایت، مشکل اور صبر و شجاعت آزما گھڑیاں دیکھیں، زخم کھائے، اپنے قریبی عزیزوں کو شہید کروایا۔ یہ سب کچھ کسی ذاتی مفاد یا غرض کے لئے نہ تھا بلکہ صرف اور صرف اس لئے کہ لوگ ہدایت اور فلاح پائیں۔ حضور ﷺ کے در سے کبھی کوئی سائل محروم نہیں گیا۔ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے مدنی زندگی میں کبھی دو وقت سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا حالانکہ آپ ﷺ ریاست کے سربراہ تھے

۔ آپ ﷺ سراپا ایثار تھے تو آپ ﷺ کی تربیت یافتہ اور آپ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے عظیم صحابہ کرام علیہم الرضوان اس وصف میں کیسے پیچھے رہ سکتے تھے ۔ چنانچہ انہوں نے ایثار کی ایسی درخشندہ مثالیں قائم کیں کہ تاریخ میں ان کی نظیر ملنا محال ہے۔ ایثار کی بہترین مثال انصار مدینہ کی ہے۔ حضور ﷺ کی تعلیمات کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ انصار اور مہاجرین میں مواخات قائم ہو گئی۔ وہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے۔ انصار نے مہاجرین کو زبانی بھائی بھائی کہنے کی بجائے عملی طور پر اپنی ہر چیز یعنی زمین، مال تجارت اور ذرائع تجارت کا نصف ان میں بخوشی تقسیم کر دیا۔ آقا ﷺ نے مدینہ منور میں غریب مہاجرین کے مسائل حل کرنے کے لئے مہاجرین اور انصار کے درمیان جو مواخات قرار فرمائی اس کے تحت عظیم انصارِ مدینہ نے

عظیم مہاجرین کے لئے مثالی ایثار سے کام لیا انہوں نے اپنے گھر کا اثاثہ اور زمینیں اور نخلستان وغیرہ اپنے مواخاتی بھائیوں کو نصفاً نصف بانٹ دیے۔ شروع میں مواخات میں یہ بات بھی شامل تھی کہ حقیقی بھائی کے بجائے مواخاتی بھائی وارث ہوتا تھا تھوڑے عرصہ کے بعد جب مہاجرین معاشی طور پر کچھ سنبھل گئے تو وراثت کا یہ قاعدہ ختم ہوگیا۔ مسلمانوں کے قبضے میں جب بنو نضیر یہود کی زمین آئی تو حضور ﷺ نے سوائے دو انصاریوں کے باقی زمین مہاجرین میں تقسیم کردی انصار کا یہ حال تھا کہ انہوں نے اس برتاؤ کی کوئی شکایت نہ کی بلکہ اسے خوشی سے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی اس خوشی اور رضا کو پسند فرمایا ہے اور ایثار پسند مسلمانوں کی قرآن مجید میں بھی تعریف کی ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے ایثار و قربانی کا عملی نمونہ پیش فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بھی ایثار و قربانی کی اعلیٰ صفت پیدا ہوئی۔ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے تعاون کی اپیل کی تو سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے گھر کا نصف سامان آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کردیا اور سیدنا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا سارا سامان پیش کردیا۔ آقا ﷺ نے پوچھا کہ اے ابوبکرؓ! اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو عرض کیا کہ ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کافی ہیں۔ بقولِ اقبال ؎

ہے بلبل کو پھول بس! صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں ''ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''میں بھوکا ہوں نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کو پیغام بھجوایا انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میرے پاس صرف پانی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے دوسری زوجہ محترمہ کو پیغام بھجوایا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا یہاں تک کہ ان تمام ازواج مطہراتؓ نے یہی جواب دیا۔ اس ذات کی قسم ! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میرے پاس صرف پانی موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا آج رات کون اسے اپنا مہمان بنائے گا؟ ایک انصاری نے عرض کی۔ میں یارسول اللہ ﷺ ! وہ انصاری اس شخص کو ساتھ لے کر اپنے گھر چلا گیا اس نے اپنی بیوی سے کہا نبی اکرم ﷺ کے مہمان کی عزت افزائی کرنا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس نے اپنی بیوی سے یہ دریافت کیا ''کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے اس نے جواب دیا نہیں صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے اس نے کہا کہ تم انہیں بہلا لینا اور جب وہ کھانا چاہیں تو انہیں سلا دینا جب ہمارا مہمان اندر آئے تو چراغ بجھا دینا اور یہ ظاہر کرنا کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں جب وہ لوگ کھانے کے لئے بیٹھے تو مہمان نے کھانا کھا لیا اور وہ دونوں رات بھر بھوکے رہے اگلے دن جب وہ انصاری نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تم نے گزشتہ رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا۔ (متفق علیہ

حضرت سہل بن سعدیؓ بیان کرتے ہیں ایک خاتون بُنی ہوئی چادر لے کر آ قاﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور بولی میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے بُنا ہے تاکہ اسے آپ کو پہننے کے لئے دوں نبی کریمﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی آپﷺ نے اسے لے لیا بعد میں آپﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپﷺ نے اسے تہبند کے طور پر پہنا ہوا تھا ایک شخص نے کہا یہ آپ مجھے دے دیں یہ کتنی اچھی ہے۔ نبی کریمﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ اس محفل میں تھوڑی دیر بیٹھے رہے پھر واپس تشریف لے گئے اور اس چادر کو لپیٹ کر اس شخص کو بھجوادیا۔ حاضرین نے اس سے کہا تم نے اچھا نہیں کیا نبی کریمﷺ نے اسے پہنا تھا اور آپﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی تم نے پھر بھی آپﷺ سے مانگ لی۔ تمہیں پتہ ہے نبی اکرمﷺ سائل کو رد نہیں کرتے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے یہ آپ سے اس لئے نہیں مانگی کہ میں اسے پہن لوں میں نے یہ اس لیے مانگی ہے تاکہ یہ میرا کفن ہو۔ حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں وہ چادر اس شخص کا کفن بنی تھی۔ (بخاری شریف) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ''اشعر قبیلے کے لوگوں کا جنگ میں زادراہ کم ہو جائے یا مدینہ منورہ میں ان کے گھر والوں کی خوراک کم ہو جائے تو یہ لوگ اپنے پاس موجود سب کچھ ایک کپڑے میں اکٹھا کرتے ہیں اور پھر اسے ایک برتن میں حساب لگا کر آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں''۔ (متفق علیہ) ایک صحابی نے شادی کی سامان ولیمہ کے لئے گھر میں کچھ نہ تھا آپﷺ نے فرمایا کہ حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کے پاس جا کر آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ وہ گئے اور ٹوکری لے آئے۔ حالانکہ

(آقا ﷺ کے گھر میں اس کے علاوہ کھانے کو کچھ نہ تھا۔ (مسند احمد بن حنبل

حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے عہدِ خلافت میں عام لوگوں کی خدمت کرنے میں ذرہ بھر عار محسوس نہ کرتے تھے جب آپؓ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو ایک لڑکی آئی اور عرض کیا اب آپؓ تو امیر المومنین بن گئے ہیں اب ہماری بکریاں کون دوہا کرے گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا خدا کی قسم میں یہ خدمت بجالاؤں گا میری خلافت اس خدمت کی انجام دہی میں سنگِ راہ نہ ہوگی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ فرمایا کرتے تھے کہ جنت اس شخص کی محتاج رہتی ہے جو اپنے مومن بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے۔ (کنزالعمال)

ثقیف کے کفار جنہوں نے سفر طائف کے موقع پر آپ ﷺ پر پتھر برسائے اور لہولہان کر دیا تھا۔ سن ۹ ہجری میں جب وفد لے کر مدینہ منورہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کو مسجد نبوی ﷺ میں اُتارا اور خود ان کی مہمانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ مدینہ منورہ کی لونڈیاں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آتیں اور کہتیں یارسول اللہ ﷺ! میرا یہ کام ہے۔ آپ ﷺ فوراً اُٹھ کر کھڑے ہوتے اور ان کا کام کر دیتے مدینہ میں ایک پاگل لونڈی تھی۔ وہ ایک دن بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی اس نے آپ ﷺ کا دستِ مبارک پکڑ لیا، آپ ﷺ نے فرمایا اے عورت! مدینہ کی جس گلی میں بھی مجھے جانا پڑے مگر میں تیرے کام آؤں گا چنانچہ آپ ﷺ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس کا کام کیا۔ افسوس

صدافسوس ! ہم نے اللہ اوراسکے محبوب ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اسی وجہ سے ہم دن بدن پستی میں جارہے ہیں ۔دنیامیں وہی قومیں فلاح و بہبود سے ہمکنار ہو سکتی ہیں جس میں خدمت خلق کا بھرپور جذبہ موجود ہو۔جو ایثار وقربانی کی روح سے سرشار ہو جو ملک وملت کے وقار کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو اور وقت آنے پر اپنا تن من دھن قربان کرنے سے ذرہ بھر بھی دریغ نہ کرے۔

اللہ رب العزت ہم کو اپنی بندگی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کی توفیق عطافرما کر ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔،روز محشر آقا ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے وطن عزیز پاکستان کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ برپا فرمائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق واتحاد نصیب فرمائے۔اللہ رب العالمین آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔ کفار ومشرکین، منافقین، حاسدین کا منہ کالا فرمائے ۔ حضور ﷺ کے غلاموں کا دونوں جہانوں میں بول بالا فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

شباب اہل جنت حضرت امام حسین

زر و مال و جواہر امیرِ شام رکھتا ہے تو کیا
علم و حکمت کا خزانہ قبضہ حیدرؓ میں ہے
جگر گوشہ حیدر و بتولؓ۔۔۔۔۔۔نواسہ رسول ﷺ

شباب اہل جنت حضرت امام حسینؓ

نواسہ رسول ﷺ سیدنا حضرت امام حسینؓ کی ولادت باسعادت 5 شعبان سن ۴ ہجری میں ہوئی۔ حضرت ام الفضل بنت الحارثؓ بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے سرکار مدینہ راحت قلب و سینہ ﷺ نے فرمایا اپنا خواب بیان کرو۔ آپؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھا گیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (تو نے اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میری بیٹی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ہاں ایک بیٹا تولد ہوگا جو آپؓ کی آغوش میں آئے گا)۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد جب ۴ ھجری میں حضرت سیدنا امام حسینؓ تولد ہوئے تو اس وقت آپؓ کے بڑے بھائی حضرت سیدنا امام حسنؓ جو کہ والدہ ماجدہ کا دودھ پیتے تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسینؓ کو حضرت ام الفضلؓ کی گود میں ڈال دیا اور یوں حضرت ام الفضلؓ نے آپؓ کو دودھ پلایا۔ حضرت ام الفضل

کو حضرت سیدنا امام حسینؓ سے والہانہ محبت تھی اور آپؓ نے حضرت سیدنا امام حسینؓ کی پرورش حقیقی ماں کی طرح کی اور اپنا آرام وسکون آپؓ پر قربان کر دیا۔ جب سرکار مدینہ ﷺ کو آپؓ کی پیدائش کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے۔ اور آپؓ کو گود میں اٹھا کر پیار کیا پھر آپ ﷺ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی پھر اپنا لعاب دہن منہ میں ڈالا اور دعائے خیر فرمائی اور آپؓ کا نام مبارک حسین'' رکھا۔ پھر ساتویں روز آپؓ کا عقیقہ کیا اور بال اتروا کر ان کے وزن کے'' برابر چاندی خیرات کی۔ آپؓ کے نام رکھنے کی روایت یوں ہے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ جب امام حسنؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام حمزہ رکھا اور جب امام حسینؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا۔ (حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں) مجھے نبی کریم ﷺ نے بلا کر فرمایا مجھے ان کے یہ نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے (حضرت علیؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں پس آپ ﷺ نے ان کے نام حسنؓ و حسینؓ رکھے۔ (مسند احمد بن حنبل) حدیث مبارکہ میں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "کہ مجھے حکم آیا ہے کہ میں دونوں نام بدل دوں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ولادت کے ساتھ ہی حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کا معاملہ زمینی نہ رہا نام تک بھی زمینی رکھنے کی اجازت نہ ہوئی بلکہ نام بھی آسمان سے بھیجے گئے حضرت امام حسینؓ کو دنیا کے پیمانوں پر تولنے والوا امام حسینؓ کا نام بھی دنیا سے نہیں آیا بلکہ آسمانوں سے بھیجا گیا۔ حضرت عمران بن سلیمانؓ سے روایت ہے کہ حسن اور حسین

اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں جو کہ زمانہ جاہلیت میں کسی کے نام نہیں رکھے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کے نام چھپا رکھے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نواسوں کے نام حسنؓ اور حسینؓ رکھے تھے۔ پانچ سو سال کے پورے عرصہ میں کسی بچے کا نام حسن و حسین نہیں رکھا گیا۔ نبی کریم ﷺ کی محبت کی خاطر اللہ پاک کو یہ گوارا نہیں ہوا جو مصطفیٰ ﷺ کے محبوب ہونے والے ہیں ان کا نام بھی کسی اور کا رکھا گیا ہو۔ آپؓ سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ تھے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسنؓ سینہ سے سر تک حضور ﷺ کی کامل شبیہہ ہیں اور امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ سینہ سے نیچے پاؤں تک حضور ﷺ کی کامل شبیہہ ہیں "۔ (جامع ترمذی) آپؓ کا نام مبارک ''حسینؓ'' کنیت ابو عبداللہ اور القابات سبط الرسول، ریحانۃ الرسول ہیں۔ آپؓ کا سلسلہ نسب والد کی جانب سے حسب ذیل ہے۔ حضرت سیدنا امام حسینؓ، بن امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ بن حضرت ابو طالب بن حضرت عبدالمطلب ہے۔ حضرت عبدالمطب پر آپؓ کا سلسلہ نسب حضور نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے دادا تھے۔ حضرت سیدنا امام حسینؓ، شہزادی رسول ﷺ خاتونِ جنت، طیبہ، طاہرہ، عابدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے صاحبزادے تھے اور عادات و اطوار میں حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت کا بہترین نمونہ تھے۔

حلیہ مبارک

سیرت نگاروں نے آپؓ کا حلیہ مبارک یوں تحریر فرمایا ہے " میانہ قد نہ بہت لمبے نہ بہت چھوٹے ، گھنی داڑھی، چوڑی پیشانی ، شانے .بڑے .بڑے ہڈیاں موٹی ، ہاتھ مضبوط قدم وسیع ، بال گھنگریالے ، بدن چست وتوانا رنگ بہت سفید سرخی مائل ،اور آواز بلند و بارعب جب آپؓ گفتگو فرماتے تو آواز مترنم ہو جاتی "۔

ؓ بچپن مبارک و تعلیم وتربیت

سیدنا حضرت امام حسینؓ کو اللہ رب العزت نے بہت زیادہ حسن دیا تھا جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔آپؓ کا بچپن رسالت مآب ﷺ، سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا و حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ کی عظیم اور پاکیزہ گود میں گزرا۔آپؓ سات سال، سات ماہ اور سات دن تک حضور ﷺ کے سایہ شفقت میں رہے اس تربیت نے آپؓ کے علم و فضل شجاعت وسخاوت تقویٰ وطہارت اور زہد وورع کی مکمل تصویر بنا دیا آپؓ نے آنکھیں کھولیں تو رسول خدا ﷺ کی نمازیں علی المرتضٰی شیر خداؓ کے سجدے اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا کی قرآن پاک کی تلاوتیں سامنے تھیں۔آپؓ نے ساری زندگی اسی ذوق میں گذاری اسی وجہ سے آپؓ نے ظالم کے سامنے سر نہ جھکایا بلکہ خالق کائنات کی بارگاہ میں اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا۔آپؓ کی تربیت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ زکوۃ کی کھجوروں کا ٹوکرا آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا گیا تھا حضرت امام حسینؓ کا بچپن تھا ایک کھجور منہ میں رکھ لی آقا ﷺ نے فوراً انگلی ڈال کر کھجور نکال دی اور فرمایا کخ کخ چھی چھی (یعنی

نہ کھا) کیونکہ زکوۃ کامال سادات کرام پر حرام ہے۔ایک دفعہ آپؓ کے ہاں چند معزز مہمانوں کی دعوت تھی ایک غلام نے کھانے کا قیمتی.برتن لاپرواہی میں توڑڈالا آپؓنے اس کی طرف غصہ سے دیکھاوہ غلام قرآن کریم کاعالم تھااس نے آپؓ کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی ،وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ مومن غصہ کوپی جانے والے ہیں یہ سن کرآپؓ نے فرمایاکَظَمْتُ غَیْظِیْ میں نے غصہ کوپی لیاپھراس غلام نے آیت کریمہ کااگلاحصہ تلاوت کیا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ اورلوگوں کومعاف کرنے والے آپؓ نے فرمایاعَفَوْتُ عَنْکَ میں نے تجھے معاف کردیاغلام نے اس سے آگے آیت کریمہ کااگلاحصہ تلاوت کیاوَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اوراللہ پاک احسان کرنے والوں کوپسند کرتاہے آپؓ نے فرمایا میں نے تجھے اللہ پاک کے لئے آزادکیا۔حضرت زید بن ابی زیادؒ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھرکے دروازے کے پاس سے گزرے اورحضرت امام حسینؓ کے رونے کی آواز سنی توآپﷺ نے فرمایا ! بیٹی اسکورونے نہ (دیا کروکیاتمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔(نورالابصار

سخاوت

سخاوت جو صفات انبیاء علیہم السلام میں سے ہے آپؓ کو بارگاہ نبوتﷺ سے خصوصی طورپر عطاہوئی تھی حضرت زینب بن ابی رافع سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ کے مرض وفات میں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ اپنے دونوں بیٹوں کولے کر بارگاہ

نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یہ آپ کے دونوں بیٹے ہیں انہیں کوئی چیز عنایت فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا حضرت امام حسنؓ کے حصہ میں میری ہیبت اور سرداری ہے۔ حضرت امام حسینؓ کے لئے میری جراء ت اور سخاوت ہے یہی وجہ تھی کہ آپؓ نے کائنات میں سخاوت کی وہ عظیم الشان مثال پیش کی جس نے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔جب حضرت اسامہؓ کی رحلت کا وقت آیا تو وہ بڑے پریشان تھے آپؓ تشریف لے گئے اور پریشانی کا سبب پوچھا انہوں نے عرض کی میں ساٹھ ہزار کا مقروض ہوں اور موت کا وقت قریب ہے آپؓ نے فرمایا آپؓ کا قرض میں ادا کروں گا انہوں نے عرض کی میں چاہتا ہوں کہ موت سے پہلے میرا قرض ادا ہو جائے آپؓ نے اسی وقت حضرت اسامہؓ کا قرض ادا کر دیا۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام حسینؓ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اتنے میں ایک کنیز آئی اور اس نے تبسم کے ساتھ ایک پھول حضرت امام حسینؓ کی خدمت اقدس میں پیش کیا آپؓ نے وہ پھول لیا اسے سونگھا اور ارشاد فرمایا جا میں نے تجھے اللہ پاک کے نام پر آزاد کیا ہے۔ حضرت انسؓ نے عرض کیا آپؓ نے ایک معمولی پھول کے عوض اس کنیز کو آزاد کر دیا آپؓ نے فرمایا اے انسؓ اللہ پاک کا قانون یہی ہے کہ اگر کوئی تمہیں تحفہ دے تو تم اسے بہتر تحفہ دو اور اس کنیز کے لئے آزادی سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں تھا میں نے اس لئے اسے آزاد کر دیا۔ایک مرتبہ آپؓ کا گزر ایک ایسے مقام سے ہوا جہاں پر کچھ غریب لوگ کھانا کھا رہے تھے ان لوگوں کی نظر آپؓ پر پڑی تو اٹھ کر سلام کیا اور انہوں نے آپؓ کو کھانا کھانے کی دعوت دی آپؓ ان کے درمیان بیٹھ گئے اور ارشاد

فرمایا اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں ضرور تمہارے ساتھ کھاتا چنانچہ آپؓ نے ان تمام کو اپنے ساتھ اپنے گھر لائے خوب کھلایا پلایا لباس عطا کیا اور انہیں درہم دینے کا حکم دیا۔ حضرت امام زین العابدینؒ سے منقول ہے کہ میرے والد بزرگوار حضرت سیدنا امام حسینؓ بزرگوں، بیواؤں، یتیموں اور مساکین مدینہ کے گھروں میں کھانے پینے کا سامان خود لے جایا کرتے اور ان کے کام کاج کی مشقت برداشت کرتے تھے یہاں تک کہ آپؓ کی پیٹھ پر نشانات پڑ جاتے تھے۔ حقیقت میں اگر زاہد واتقاء و پرہیزگاری، عبادت وریاضت صبر وشکر تسلیم ورضا وخشیت الٰہی جیسی اعلیٰ صفات مجسم کی جائیں تو حضرت امام حسینؓ کی ذات پاک کے سانچے میں ڈھل جاتی ہیں۔

عبادت

آپؓ بہت متقی پرہیزگار اور ذوق عبادت کے مالک تھے کیوں نہ ہو جس کی والدہ سیدۃ النساء سیدہ کائنات اور خاتون جنت ہوں اور والد گرامی علی المرتضیٰ شیر خداؓ ہوں۔ نانا خاتم النبیین رحمت العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں مستند روایات اور کتب میں درج ہے علامہ جزری لکھتے ہیں "کہ سیدنا حضرت امام حسینؓ بکثرت نمازیں پڑھنے والے روزے رکھنے والے حج کرنے والے، صدقہ دینے والے اور نیکی کے کاموں میں بہت زیادہ سبقت لے جانے والے تھے۔ آپؓ نے تقریباً 25 حج پیدل کئے اسکے علاوہ ساری رات قیام اور سال کے اکثر ایام میں روزہ رکھنا آپؓ کی مبارک زندگی کا معمول رہا نبی کریم ﷺ حضرت امام حسینؓ سے

بہت پیار کرتے تھے۔آپؓ ہر روز ایک ہزار رکعت نماز نفل ادا کرتے آپؓ کی زندگی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی۔آپؓ قرآن پاک کی تلاوت دن رات کرتے تھے ایک دفعہ سیدنا حضرت امام حسنؓ اور سیدنا حضرت امام حسینؓ پیدل حج کے لئے جارہے تھے آپؓ کے ساتھ حاجیوں کی ایک اور جماعت شامل ہو گئی لوگوں نے جب آپؓ کو پیدل چلتے ہوئے دیکھا تو احتراماوہ لوگ بھی اپنی سواریوں سے اتر کر آپؓ کے ساتھ پیدل چلنے لگے۔کچھ دور تک تو وہ لوگ پیدل چلے مگر کچھ دور تک چل کر تھکن سے نڈھال ہو گئے اور پیدل چلنے میں مشکلات پیش آنے لگیں ان میں سے چند لوگ اس قافلے میں شامل بزرگ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس گئے اور عرض کرنے لگے اب ہمارے لئے پیدل چلنا دشوار ہو رہا ہے لہٰذا! آپ حسنین کریمینؓ سے درخواست کریں کہ وہ سواری پر سوار ہو جائیں۔یہ سن کر حضرت امام حسینؓ نے ارشاد فرمایا۔یہ تو ممکن نہیں کہ ہم سوار ہو جائیں کیونکہ ہم نے اپنے اوپر یہی فرض قرار دیا ہے لیکن لوگوں کو تکلیف دینا بھی گوارہ نہیں لہٰذا ہم یہ راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور دوسرا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔روایات میں آتا ہے کہ آپؓ کو بہت زیادہ لوگوں نے دیکھا تھا کہ جب آپؓ نماز ادا کرتے تو آپؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے آپؓ کی عبادت میں بڑا خشوع خضوع تھا۔

جنت کی زینت سیدنا امام حسنؓ وامام حسین رضی اللہ تعالی عنہما

مصطفیٰ ﷺ خدا کی چاہت اور حسینؓ مصطفیٰ ﷺ کی چاہت جو حسینؓ کو تکلیف دے وہ مسلمان

کیسے رہ سکتا ہے حسن و حسین جنت کے دوستون ہیں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین عرش کے دوستون ہیں لیکن وہ لٹکے ہوئے نہیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اہل جنت جنت میں مقیم ہوجائیں گے توجنت عرض کرے گی اے پروردگار تونے مجھے اپنے ستونوں میں سے دوستونوں سے مزین کرنے کا وعدہ فرمایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھے حسن اور حسین کی موجودگی کے ذریعے مزین نہیں کردیا (یہی تو میرے دوستون ہیں) (طبرانی، المعجم الاوسط) ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک مرتبہ جنت نے دوزخ پر فخر کیا اور کہا میں تم سے بہتر ہوں دوزخ نے کہا میں تم سے بہتر ہوں جنت نے دوزخ سے پوچھا کس وجہ سے ؟ دوزخ نے کہا اس لیے کہ میرے اندر بڑے بڑے جابر حکمران فرعون اور نمرود ہیں اس پر جنت خاموش ہو گئی اللہ پاک نے جنت کی طرف وحی کی اور فرمایا تو عاجز ولاجواب نہ ہو میں تیرے دو ستونوں کو حسن اور حسین کے ذریعے مزین کروں گا پس جنت خوشی اور سرور سے ایسے شرما گئی جیسے دلہن شرماتی ہے۔ (طبرانی المعجم الاوسط) جنت حسن اور حسین کے نام پر فخر کرتی ہے اور دوزخ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اے دوزخ حسن اور حسین میرے پاس ہیں اس لئے میں بہتر ہوں۔

آقا ﷺ کی بارگاہ میں حسنین کریمین کا مقام محبوبیت

حضرت یعلی بن مرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا " حسینؓ مجھ سے ہے

اور میں حسینؓ سے ہوں جو حسینؓ کو محبوب رکھتا ہے وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے حسینؓ فرزندوں میں سے ایک فرزند ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو جنتیوں کے سردار کو دیکھنا چاہے وہ حسین ابن علیؓ کو دیکھ لے۔ حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت سیدنا حضرت امام حسنؓ سیدنا حضرت وامام حسینؓ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے "میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جبکہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔ (کنزالعمال) حضرت زید بن ابی زیادؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت امام حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا! بیٹی اسکو رونے نہ دیا کرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (نورالابصار)

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سیدنا حضرت امام حسنؓ و سیدنا حضرت امام حسینؓ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اللہ پاک نے اس کو جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ پاک سے بغض رکھا اور جس نے اللہ پاک سے بغض رکھا اللہ پاک نے اسکو دوزخ میں داخل کیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں

آ قاﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا (اے شہزادو) تمہاری سواری کتنی اچھی ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سوار بھی بہت اچھے ہیں۔ (کنزالعمال، البدایہ والنہایہ) حضرت حذیفہ الیمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دن حضور ﷺ کو بہت مسرور دیکھا تو عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! آج ہم آپ کو بہت مسرور و خوش دیکھتے ہیں رحمت دو عالم نورِ مجسم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا "میں کیوں نہ خوش ہوں جبکہ جبریل امینؑ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے بشارت دی ہے کہ بلاشبہ حضرت امام حسنؓ امام حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بھی افضل ہے۔ (کنزالعمال) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا "آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا سیدنا حضرت امام حسنؓ و سیدنا حضرت امام حسینؓ اور آپ ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ تو آپ ﷺ دونوں کو سونگھتے اور اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیتے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میں مغرب کی نماز آ قاﷺ کے ساتھ پڑھوں گا اپنے اور تمہارے لئے بخشش کا سوال کرونگا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ پس میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی پڑھی پھر آپ ﷺ مسجد سے نکلے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا آپ ﷺ نے میرے چلنے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو حذیفہؓ ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے

فرمایا تجھے کیا حاجت ہے ؟اللہ پاک تجھ کو اور تیری والدہ کو بخشے (پھر) فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور مجھے یہ بشارت دینے کے لئے اجازت مانگی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور سیدنا حضرت امام حسنؓ (وسیدنا حضرت امام حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی

فرمان رسول ﷺ میرے ماں باپ حسنین پر قربان

حضرت زر بن حبیشؓ روایت کرتے ہیں کہ "ہم نے ایک روز دیکھا سجدے میں شہزادے آپ ﷺ کے کندھوں پر چڑھ جاتے ہیں۔۔پھر آپ ﷺ کی پشت مبارک سے اترآتے ہیں۔۔۔۔ساری نماز میں یہی کیفیت رہی۔۔۔۔کچھ لوگ جنہیں معلوم نہ تھا کہ شہزادے حضور ﷺ کے کندھوں پر روزانہ چڑھتے ہیں انہوں نے اشاروں سے شہزادوں کو روکنا چاہا حضور ﷺ نے فرمایا میری نماز کے دوران میرے سجدوں میں حسنؓ و حسینؓ کندھوں پر چڑھیں یا میری گود میں بیٹھیں انہیں کوئی منع نہ کرے دعوھما بابی وامیا نہیں چھوڑ دو (یعنی سوار ہونے دو) میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں بیہقی ،السنن الکبریٰ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے ہم نے اپنے کانوں سے سنا کہ حضور ﷺ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے مخاطب تھے وہ نبی جسے ہر کوئی حضور ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کہہ کر پکارتا ہے خدا کی قسم ہم نے سنا حضور ﷺ نے سیدہ

کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا اسلام اللہ علیہا سے بات کی تو فرمایا " میری فاطمہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان "۔اور آج فرمارہے ہیں حسن و حسین میرے ماں باپ تجھ پر قربان ۔آقا ﷺ اللہ پاک کے پیغمبر ہیں نماز میں آئیں تو شہزادوں کو کندھوں پر بٹھالیں خدا جانے اس محبت کا عالم کیا ہے جن کے قدم چومنے کو عرش ترستا ہے ، جن کا استقبال اللہ پاک قاب قوسین پر وہ مصطفےٰ ﷺ باہر سے نکلتے ہیں تو حسن و حسینؓ حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوتے ہیں ۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہ السلام کو حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار دیکھا تو حسرت بھرے لہجے میں کہا کہ آپ کے نیچے کتنی اچھی سواری ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ذرا یہ بھی تو دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں ۔اللہ پاک اپنی رحمت کے صدقے ، نبی رحمت ﷺ ورنواسۂ رسول ﷺ کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین

فرمودات

بے شک اللہ پاک تکبر کرنے والوں کو ہر گز پسند نہیں کرتا۔

تمہارے لئے سب سے زیادہ رفیق و مہربان تمہارا دین ہے ۔

اپنے گریبانوں میں جھانکو اور اپنا محاسبہ خود کرو۔

جب تمہیں کوئی تحفہ پیش کیا جائے تو تم اس سے بہتر تحفہ جواباً دیا کرو۔

بندے کی نجات دین کی پیروی میں ہے اور ہلاکت دین کی مخالفت میں ہے ۔

عام لوگ دنیادار ہوتے ہیں اور وہ دین میں ظاہری طور پر اس وقت تک رہتے ہیں جب تک ان کی مالی حالت بہتر رہتی ہے اور جب ان پر کسی قسم کی آزمائش آتی ہے تو پھر دیندار لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

مال کا سب سے بڑا مصرف یہی ہے کہ اس سے کسی کی عزت آبرو محفوظ ہو جائے۔

صاحب عقل وخرد وہی شخص ہے جو مہربان کے حکم کی پیروی کرے اور اسکی شفقت کو ملحوظ خاطر رکھے۔

اگر تم اللہ پاک سے ڈرو اور حقدار کے حق کو پہچانو تو تمہیں یقیناً اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل ہو گی۔

شب برات - بخشش ومغفرت کی رات

شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو "شب براء ت کہاجاتاہے۔شب کے معنی رات اور براء ت کے معنی چھٹکارے کے ہیں اس رات میں اللہ رب العزت قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گناہ گاروں کی بخشش فرماتاہے۔ عرب قبائل میں سے سب سے زیادہ بکریاں پالنے والاقبیلہ قبیلہ بنی قلب تھااس رات اللہ رب العزت کی اپنی مخلوق پر خصوصی رحمتیں ہوتی ہیں اللہ رب العزت کی رحمت دوطرح کی ہے ایک عام اوردوسری خاص اللہ تعالی کی رحمت عام !جو ہر خاص وعام کے لئے ہے، خواہ وہ مسلمان ہویاکہ کافر، یہودی ہویاکہ نصرانی ،حیوان ہویاکہ پتھرآپ خوداندازہ کریں کہ جب بارش ہوتی ہے توہرایک کے کھیت چاہے امیرکاہویاکہ غریب کا،نیک کاہویاکہ بُرے کاسب میں پڑتی ہے یعنی وہ ہرایک کے لئے یکساں ہوتی ہے۔اللہ تعالی کی رحمت خاص یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے حالات کے مطابق مانگتاہے۔اللہ پاک اسے بھی عنایت فرماتاہے۔شب براء ت ایک ایسی رات ہے جس میں اللہ پاک دونوں طرح کی رحمتوں کانزول فرماتاہے جسکا ہرذی روح کوفائدہ پہنچتاہے۔پندرہ شعبان کی رات کتنی نازک رات ہے۔ انسان بعض اوقات غفلت میں پڑارہتاہے اوراسکے بارے میں کچھ کاکچھ ہوچکاہوتاہے اس رات سال بھرمیں ہونے والے تمام امورکائنات، عروج وزوال،

اوبار واقبال،،کامیابی،ناکامی رزق میں وسعت و تنگی موت وحیات اورکارخانہ قدرت کے دوسرے شعبہ جات کی فہرست مرتب کی جاتی ہے۔اورفرشتوں کواپنے اپنے کاموں کی تقسیم کردی جاتی ہے۔یوں توشعبان المعظم کا سارامہینہ برکت والاہے مگراسکی پندرہویں رات بڑی برکت والی ہے اس رات اللہ رب العزت گناہ گاروں کودوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے۔قرآن مجید فرقان حمید میں اس رات کو "لیلۃ مبارکہ" یعنی برکتوں والی رات ،کہاگیاہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (سورۃ الدخان آیت نمبر ا تا ٦) حٰمٓ قسم اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں اس میں بانٹ دیاجاتاہے ہر حکمت والاکام ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت بے شک وہی سنتاہے اورجانتاہے .آقاعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے شب براءت ایک نعمت عظمیٰ ہے۔حدیث پاک میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے شعبان المعظم کی تیرہویں رات کو بارگاہ خداوندی میں اپنی امت کے لئے شفاعت کی درخواست کی توایک تہائی امت کی بخشش قبول ہوئی۔پھرچودھویں رات میں دعاکی تودوتہائی امت کی شفاعت عطاکی گئی۔ پھرپندرہویں رات "شب براءت" میں

دعا کی تو ساری امت کے حق میں شفاعت قبول ہو گئی ہے۔ سوائے ان نافرمان بندوں کے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اونٹ کی طرح بدک کر بھاگتے ہیں۔ یعنی نافرمانی کر کے اللہ سے دور بھاگے۔ (مکاشفۃ القلوب) ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ پورے ماہ شعبان میں روزے رکھتے یہاں تک کہ اسے رمضان المبارک سے ملادیتے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ماہ شعبان کے روزے آپ ﷺ کو دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب وپسندیدہ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں اے عائشہؓ! جو بھی سال بھر میں فوت ہوتا ہے اسکا وقت وفات) شعبان ہی کے مہینے میں لکھ دیا جاتا ہے تو یہ بات مجھے محبوب ہے کہ میرے) وصال کا وقت اس حال میں لکھا جائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور نیک کام میں مشغول ہوں ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ اسی مہینے میں ملک الموت فوت ہونے والوں کے نام لکھ لیتے ہیں تو مجھے یہ پسند ہے کہ میرا نام روزہ (کی حالت میں لکھا جائے۔ (در منثور

حضرت علاء بن حارثؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے اور اتنے لمبے سجدے کیے کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی ہے۔ میں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو میں اٹھی آپ ﷺ کے پاؤں کے انگوٹھے کو حرکت دی اس میں حرکت ہوئی میں واپس لوٹ آئی جب آپ ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے عائشہ! یا فرمایا اے حمیراء! کیا تمہارے دل میں یہ سوچ پیدا ہو گئی کہ اللہ

تمہارا خیال نہ کریں گے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بخدا ایسی بات نہیں درحقیقت مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپکی وفات ہو گئی ہے کیونکہ آپ نے سجدے بہت لمبے کیے آپ ﷺ نے فرمایا جانتی بھی ہو یہ کیسی رات ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اسکے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے۔ اللہ پاک اس رات اپنے بندوں پر نظرِ رحمت فرماتا ہے اور بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرمادیتا ہے رحم مانگنے والوں پر رحم کر دیتا ہے مگر دل میں عناد رکھنے والوں کو ان کے (حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (اے عائشہؓ) تم جانتی ہو کہ یہ کونسی رات ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ نصف شعبان کی رات اسمیں خاص بات کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس رات) سال بھر میں پیدا ہونے والے اور مرنے والے لوگوں کی فہرست مرتب کی) جاتی ہے اس رات بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اس رات لوگوں کا رزق اتارا جاتا ہے۔ ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہر کوئی اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا؟ تو سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہاں؟ کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو اور یہ کلمات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے میں نے عرض کیا اور آپ بھی یارسول اللہ ﷺ ؟ تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک سر پر رکھ کر فرمایا اور میں بھی جب تک اللہ

تعالیٰ کی رحمت میرے شامل حال نہ ہو یہ کلمہ بھی آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔
بحوالہ بیہقی) حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سال میں جو کام ہونا ہے)
اسے متعلقہ فرشتے کے جو انجام دینے والا ہوتا ہے اس کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عثما
ن بن محمد بن مغیرہ بن اخنسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین
والوں کی عمریں ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک لکھ دی جاتی ہیں یہاں تک کہ
انسان شادی بیاہ کرتا ہے اسکے بچے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اسکا نام مُردوں میں داخل
ہو چکا ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) یہی حدیث ایک اور مضمون کی ساتھ آئی ہے جسکے
راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شعبان
سے دوسرے شعبان تک مدت حیات کا ختم ہونا لکھ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی شادی
کرتا ہے۔ اسکے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے حالانکہ اسکا نام مرنے والوں میں
لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی
کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چار راتوں میں اللہ تعالیٰ رحمت کے دروازے
کھول دیتا ہے انہی میں سے ایک شعبان کی پندرہویں رات ہے اس رات میں وفات کے
(اوقات روزیاں اور حج کرنیوالوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ (درِ منثور
حضرت راشد بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا پندرہ شعبان
کو اللہ تعالیٰ سال بھر میں قبض کی جانیوالی روحوں کی فہرست ملک الموت کے حوالے

کر دیتا ہے۔ (روح المعانی) حضرت عطار بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو خدا کی طرف سے ایک فہرست ملک الموت کو دی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ ان لوگوں کی روحوں کو اس سال قبض کر لینا ہے جن کے نام اس فہرست میں شامل ہیں خواہ ان میں سے کوئی باغ کے درخت لگا رہا ہو یا کوئی شادی کر رہا ہو یا مکان کی تعمیر کر رہا ہو۔ غرض یہ کہ انکا نام مردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نظام کے اصول بڑے احسن طریقے سے مقرر شدہ ہیں اور انکی حکمت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ دنیا میں انسان ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگا رہتا ہے۔ مگر اللہ پاک کی بارگاہ میں اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں لکھا ہوتا ہے اللہ پاک یہ نہیں دیکھتا کہ انسان) کسی بڑے سے بڑے کام میں مصروف ہے۔ یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس) کا دنیا سے فوت ہو جانے کا سب سے بہتر وقت کونسا ہے۔ اس رات کی فضیلت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں اللہ رب العزت بے شمار لوگوں کے گناہ بخش دیتا ہے جو آدمی اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے معافی مانگ لیتا ہے اللہ پاک اس کی سب خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ اللہ رب العزت کا یہ فرمان عبرت نشان ہے کہ "فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء" تو جسے چاہے گا بخشے گا جسے چاہے عذاب دیگا۔ لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ اس رات صدق دل سے اپنے رب کی بارگاہ سے توبہ کر لیں اللہ پاک کی طرف سے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے۔

حضرت عثمان بن العاصؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے ارشاد

فرمایاجب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتاہے کہ کیا کوئی مغفرت کاطالب ہے کہ میں اسکی مغفرت کروں۔کیا کوئی مانگنے والاہے کہ میں اسے عطا کروں اس وقت جو شخص اپنے رب سے جوکچھ مانگتاہے اسے مل جاتاہے لیکن زانیہ اور مشرک کوکچھ بھی نہیں ملتا۔(بیہقی، فی شعب الایمان) اس مقدس رات میں بھی اللہ کی رحمت سے خالی رہنے والا شخص مشرک اورزناخور بھی ہے۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاجب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تواللہ تعالیٰ سب کی بخشش فرمادیتاہے سوائے مشرک اورکینہ پرورکے (مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ ۶۵)

ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کواپنے پاس نہ پایاتومیں آپ ﷺ کی جستجومیں نکلی کیادیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں تشریف فرماہیں آقاعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اوراسکارسول ﷺ تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے آپؓ نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ مجھے گمان ہواکہ آپ ﷺ کسی دوسری بیوی کے پاس چلے گئے ہیں۔پھرنبی کریم ﷺ نے فرمایابیشک اللہ تبارک وتعالیٰ پندرہ شعبان کی رات آسمان دنیاپر(اپنی شان کے مطابق) جلوہ گرہوتاہے۔اورقبیلہ بنوقلب کی بکریوں کے بالوں کی تعدادسے زیادہ گناہ گاروں کی مغفرت فرماتاہے۔(ترمذی جلد نمبر۱صفحہ ۱۵۶،ابن ماجہ صفحہ ۱۰۰،مسند احمد جلد۶ صفحہ ۲۳۸،مشکوۃ ص ۲۷۷) حضرت

عبداللہ بن عمر، عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پندرہ شعبان کی رات اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہوئے سب کی بخشش فرماتا ہے سوائے دو آمیوں کے۔1۔کینہ پرور2۔کسی کو ناحق قتل کرنیوالا. قاتل کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ۔جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے اور مدتوں اس میں رہے اللہ پاک نے اس پر غضب کیا اور لعنت کی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر کھا ہے۔(النساء آیت نمبر ۹۳) قاتل کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کی دن مقتول (جو قتل ہوگیا تھا) اللہ کی بارگاہ میں اس طرح آئے گا کہ قاتل کے سر کا اگلا حصہ مقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور یہ کہتا ہوا آئے گا کہ یا اللہ اس نے مجھے قتل کیا تھا۔وہ اپنا مقدمہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کریگا۔(مشکوۃ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل امینؑ شعبان کی پندرہویں رات کو تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اے صاحب مدح کثیر! اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایئے میں نے پوچھا یہ کونسی رات ہے؟ جبرائیل امینؑ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ یہ وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے کافر اور مشرک کے سوا سب کو بخش دیتا ہے مگر یہ کہ وہ جادوگر ہو یا کاہن، شراب کا عادی ہو یا سود کا عادی ہو یا زنا کا عادی ہو ان مجرموں کو اپنے اپنے گناہ سے توبہ کرنے سے پہلے نہیں بخشتا (یعنی توبہ کرلیں تو توبہ قبول کرتا ہے) پھر رات کا جب چوتھائی حصہ ہوا تو جبرائیلؑ میرے

پاس آئے اور عرض کیا اے صاحب مدح عظیم ! اپنا سر اٹھایئے سرکار ﷺ نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ جنت کے سب دروازے کھلے ہیں پہلے دروازے پر ایک فرشتہ ندا دے رہا ہے کہ اس رات میں رکوع کرنے والوں کو بشارت ہو، دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے۔ اس رات میں سجدہ کرنیوالوں کو بشارت ہو، تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں دعا کرنیوالوں کے لئے بھلائی ہو، چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں ذکر کرنیوالوں کو مبارک ہو۔ پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں خدا کے ڈر سے رونے والوں کو مبارک ہو، جنت کے چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات تمام مسلمانوں پر خدا کی رحمت ہو۔ ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دیا جائے۔ آٹھویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی کچھ مانگنے والا کہ اسے منہ مانگی مراد دی جائے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیلؑ یہ دروازے کب تک کھلے رہتے ہیں ! تو انہوں نے فرمایا رات کے شروع ہونے سے لیکر صبح کے نمودار ہونے تک کھلے رہتے ہیں پھر فرمایا اے حمد والے ! اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بال کی تعداد میں لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ غنیہ الطالبین) اس حدیث مبارک میں جن لوگوں کا ذکر آیا ہے کہ یہ لوگ اللہ کی) رحمت اور بخشش سے محروم رہتے ہیں ۔1۔ مشرک ! جو خدائے وحدہ لاشریک کے ساتھ دوسرے کو اس کا شریک سمجھے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ اسکو مستحق عبادت سمجھے۔ 2۔ ماں باپ کا نافرمان کو بھی اللہ پاک

نہیں بخشتا. 3۔کاہن جو آئندہ کی باتیں اٹکل پچو سے بتائے یا بتانے کا مدعی ہو۔4۔نجومی جو غیب کی خبر دے عالم غیب ہونے کا دعوی کرے 5۔جادوگر یہ لوگوں کو ایذا دیتا ہے اور زمین میں فساد مچاتا ہے۔اسکی بخشش تب تک نہ ہوگی جب تک توبہ نہ کرے۔6۔فال نکالنے والے 7۔سنت کے خلاف عمل کرنیوالے. 8۔قاتل جو کسی محترم یا معصوم جان کو مار ڈالے۔9۔جلاد10 ۔قرابت داروں سے رشتہ کاٹنے والے 11۔کینہ پرور جسکا سینہ کسی مسلمان سے کینہ کی آلودگی میں ملوث ہو۔12۔سود کا عادی جس نے تین بار سود لیا ہو 13۔سود دینے کا عادی 14۔ناچ گانیوالے 15۔زنا کے عادی مرد ہوں یا عورت 16۔ شراب کا عادی،ان بد نصیبوں کو چاہیے کہ بارگاہ لم یزل سے صدق دل سے توبہ کرلیں اور آئندہ کوئی گناہ نہ کریں۔ضرور اللہ پاک کو بخشنے والا مہربان پائیں گے۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ پاک اپنی مخلوق پر نظر رحمت ڈال کر مسلمانوں کی بخشش فرمادیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتے ہیں اور کینہ پروروں کو انکے کینہ کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں تاوقتیکہ کہ وہ کینہ پروری چھوڑ دیں۔(بیہقی، فی شعب الایمان) اللہ رب العزت کی صفت رحمان اور رحیم ہے اس لئے پندرہ شعبان کی رات اپنے بندوں خصوصا اہل ایمان پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہے یاد رہے گناہوں سے مغفرت و بخشش اسکی

ہوتی ہے جو اپنے گناہ پر نادم ہو کر اللہ کی بارگاہ سے توبہ کرلیتا ہے اور اپنی اصلاح کرلیتا ہے یعنی اپنے اعمال کو ٹھیک کرلیتا ہے۔ توبہ کا دروازہ موت سے قبل ہر وقت کھلا ہے جو آدمی دروازہ کھٹکالیتا ہے وہ کچھ نہ کچھ پالیتا ہے۔ جو نہ کھٹکائے گا وہ ناکام ہو جائے گا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات اپنی مخلوق کی طرف اپنی نظر رحمت فرما کر تمام مخلوق کی سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے بخشش فرمادیتا ہے۔ بیہقی، طبرانی) اس رات کی فضیلت کی سب سے بڑی ایک اور وجہ قبول شفاعت ہے یعنی) جو آدمی اس رات میں اللہ پاک کی عبادت کریگا اور اللہ کو راضی کرلیگا تو اس آدمی کو بروز قیامت آقا ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی شفاعت کے متعلق آقا ﷺ کے ارشادات مبارک ہیں۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا" اور مجھے کچھ ایسے فضائل ملے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے اور مجھے شفاعت دی گئی. (بخاری، مسلم) حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو آپ شفاعت لے لو۔ یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے۔ میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کام آنے والی ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے نہیں بلکہ وہ ان گناہ گاروں کے واسطے ہے جو گناہوں سے آلودہ (اور خطاکار ہیں۔ (مسند احمد، ابن ماجہ

شب.براء ت میں عبادت کا ثواب

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدؓا روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا !."جب شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمانِ دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اُسے بخش دوں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسکو عطا کروں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے چھوڑوں، کیا کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے کہ میں اسکی حاجت پوری کروں، حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

شب.براء ت کی رات دو رکعت نماز نفل اسطرح پڑھیں۔کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار سورۃ اخلاص پندرہ پندرہ مرتبہ بعد سلام کے درود شریف ایک سو بار پڑھ کر ترقی رزق کی دعا کریں انشاءاللہ اس نماز کی برکت سے رزق میں برکت ہو گی۔

شب.براء ت بعد از نماز مغرب چھ رکعت نماز دو دو رکعتیں کر کے پڑھے۔پہلی دو رکعت درازی عمر کے لئے ،دوسری دو رکعت دفع بلا کے لئے، تیسری دو رکعت حصول رزق کی نیت سے پڑھیں، ہر دو رکعت کے بعد سورۃ یٰسین ایک بار یا سورۃ اخلاص 21 بار پڑھیں اسکے بعد دعائے نصف شعبان المعظم ایک بار پڑھیں۔

اس رات سو رکعت نماز اسطرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص دس دس بار پڑھیں اس نماز کو صلوٰۃ الخیر کہتے ہیں ۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مجھ سے سرورکائنات ﷺ کے 30 صحابہ کرامؓ نے بیان کیا کہ جو شخص یہ نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی طرف 70 مرتبہ نگاہِ کرم فرمائے گا اور ہر نگاہ میں اسکی 70 حاجتیں پوری فرمائے گا، اور ادنی حاجت اسکی بخشش ہوگی ۔ پندرہ شعبان کی رات سورۃ الدخان پڑھنا بہت افضل ہے، انشاء اللہ اس کو پڑھنے والے کی اللہ تعالیٰ ستر حاجات دنیا کی اور ستر حاجات عقبیٰ کی پوری فرمائیگا۔

میرے مسلمان بھائیو ! ہم نے اس رات کو کیا سمجھا ہم نے اپنے آپ کو اس رات کی فضیلت سے محروم رکھا ہوا ہے۔ اس رات عبادت کی بجائے سب برے شیطانی کام کرتے ہیں۔ ہم نے اس رات میں کفار و مشرکین والی رسم کو اپنالیا ہے، ہم اس رات آگ سے بچنے کی دعا نہیں کرتے بلکہ اپنے گھر محلّہ شہر میں سڑکوں پر آگ جلا کر اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہو کر کفار و مشرکین والی رسموں کو اپنائے ہوئے ہیں جسکی شریعت اجازت ہی نہیں دیتی اس رات کے علاوہ بھی یہ کام آگ جلانا، پٹاخے چھوڑنا، بم وغیرہ پھٹانا حرام ہے۔ اس سے ہمارا ذاتی کتنا نقصان ہوتا ہے کتنی جانیں چلی جاتی ہیں اس نقصان کا اندازہ ہم اخبارات اور ٹیلی ویژن وغیرہ سے لگا سکتے ہیں اللہ رب العزت ہم کو اس بری رسم سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے

اورآقائے دوجہاں سرورکائنات فخر موجودات ﷺ کی سچی اور پکی محبت عطافرمائے۔
اللہ رب العزت ملکِ پاکستان کوامن وسلامتی کاگہوارہ بنائے۔دشمنان اسلام ودشمنان
ملک پاکستان کونیست ونابودفرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیک یامُحَمَّدُ

امانت کی ادائیگی قرآن وحدیث کی روشنی میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہی لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں''۔ (سورۃ النساء ۸۵)

للہ رب العالمین کا کروڑوں ہا شکر عظیم ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ساری انسانیت کے لئے ہدایت اور رحمت والا نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ ہم سبھی جانتے ہیں حضرت عثمان ابن طلحہ جو کعبہ کے کلید بردار تھے۔ فتح مکہ کے دن آقا ﷺ نے عثمان بن طلحہ سے خانہ کعبہ کی چابیاں طلب فرمائیں۔ عثمان بن طلحہ نے یہ کہہ کر چابیاں حضور ﷺ کے حوالے کیں کہ میں یہ چابیاں آپ ﷺ کو بطورِ امانت دے رہا ہوں۔ آقا ﷺ نے کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولا اور اندر سے نکال کر تمام بتوں کو نیست ونابود کر دیا۔ حضرت عمرؓ کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ جب کعبۃ اللہ سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سورۃ النساء کی یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ آقا ﷺ نے جب چابیاں دوبارہ حضرت عثمان بن طلحہؓ کو واپس کرنا چاہیں۔ تو پھر دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خواہش کی یہ خدمت ہمارے سپرد کی جائے اور چابی ہم کو عنایت ہوں اور ہم اپنی تحویل میں رکھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی یہ بات رد کرتے ہوئے فرمایا یہ چابیاں مجھے امانت کے طور پر دی گئیں ہیں۔ حسب سابق یہ چابیاں حضرت

عثمان بن طلحہؓ کو عطا ہوئیں ۔اور آج تک انہی کی اولاد میں یہ چابی ہے ۔عثمان بن طلحہؓ یہ امانتداری ملاحظہ کرکے ایمان لے آئے ۔مگر تفسیر خزائن العرفان میں حضرت صدرالافاضل نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ نے فرمایا کہ صحیح تر یہی ہے کہ حضرت عثمان بن طلحہؓ ۸ھ میں یعنی فتح مکہ سے قریباً دو سال قبل اسلام لا چکے تھے۔واللہ اعلم اس آیت کریمہ کا نزول اگرچہ خاص موقعہ پر ہوا مگر حکم عام ہے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔''بے شک ہم نے امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور وہ اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھالیا بے شک وہ اپنی (جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے ''۔(سورۃ الاحزاب ۷۲

دینِ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ جس نے ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی فرمائی ہے اسلام ہمیں اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے ۔حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کا حکم دیتا ہے ۔اسلام ایک اچھا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ معاشرے کو اخلاقِ فاضلہ پر استوار کرتا ہے اسلام اپنے پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ رذائلِ اخلاق (بُرے اخلاق) سے پرہیز کریں اور فضائلِ اخلاق کو اپنائیں۔اسلام جن اخلاقِ فاضلہ کی تلقین کرتا ہے ان میں سے ایک ''امانت '' بھی ہے ۔امانت داری ایک ایسا وصف ہے جسے مومن کی صفت بتایا گیا اور جس میں یہ خوبی نہیں وہ منافق قرار دیا گیا ہے ۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''منافق کی نشانیاں تین ہیں ۔جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے ،جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے ۔ (متفق علیہ) یعنی جب اسے رازداں بنایا جاتا ہے تو وہ اس راز کو دوسروں تک پہنچا دیتا ہے یا امانت واپس کرنے سے انکار کر دیتا ہے یا امانت کا تحفظ نہیں کرتا یا اسے اپنے استعمال میں لاتا ہے ۔امانت کی حفاظت کرنا مقربین ،انبیاء علیہم السلام اور نیک بندوں کا شیوہ رہا ہے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔''تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا اپنی امانت ادا کرے''۔ (سورۃ البقرہ) امانت امن سے ماخوذ اور ایمان سے مشتق ہے ۔جو اللہ کی امانت کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کی حفاظت کرتا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل ہونے کی چند شرائط سورۃ المومنون اور سورۃ المعارج میں بیان فرمائی ہیں ۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدے کی حفاظت کرتے ہیں ۔اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو جنتوں میں معزز و مکرم ہوں گے''۔ (سورۃ المعارج 32تا35)

امانتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں عام طور پر ہم اس سے صرف مال و دولت مراد لیتے ہیں ۔سب سے عام صورت یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے پاس کوئی چیز امانت کے طور پر رکھے تو اس کی واپسی کے مطالبہ پر اس چیز کو فوراً اور جوں کا توں لوٹا دیا جائے ۔راز بھی امانت ہوتا ہے اس کو ظاہر کرنا بھی خیانت ہے ۔اگر کوئی شخص

مشورہ طلب کرے تو صحیح مشورہ دینا بھی امانت ہے۔ کسی محفل کی باتوں کو دوسروں پر ظاہر نہ کرنا بھی امانت ہے۔ کسی بھی حکومت یا ادارے کی اہم ذمہ داریوں کو امانت کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی حاکم اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کو ایسی ذمہ داری دیتا ہے۔ جس کا وہ اہل نہیں تو ایسے حکمران پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا۔ ایسے لوگوں کی عبادت قبول نہ ہوگی۔ اور وہ جہنم کی آگ کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔ (جمع الفوائد) بخاری شریف میں ہے۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب آپ یہ دیکھیں اہم ذمہ داریوں کے عہدے ایسے نااہل لوگوں کو دیئے گئے ہیں جو اس کے اہل اور قابل نہیں۔ تو (اس فساد کا کوئی علاج نہیں) آپ کو یوم حساب کا انتظار کرنا چاہیے۔ اس لئے حکمرانوں اور سرکاری افسروں کے پاس جو اختیارات ہیں یہ قوم کی طرف سے ان کے پاس امانت ہیں۔ اس امانت کی حفاظت اسی طرح ہونی چاہیے کہ وہ ان اختیارات کا استعمال قوم کی بھلائی کے لئے اور اسکے مقرر کردہ طریقوں کے مطابق کریں اگر وہ اختیارات کا صحیح استعمال نہیں کریں گے یا آئین اور قانون کی خلاف ورزی کریں گے تو وہ خیانت کے مرتکب ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو بعثت سے قبل عرب کے لوگ صادق اور امین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ جب مکہ معظمہ میں کافروں نے آپ ﷺ کا رہنا مشکل کر دیا اور آپ ﷺ کو مجبوراً مدینہ منورہ ہجرت کرنا پڑی۔ اس وقت بھی انیس کافروں کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کو تاکید فرمائی کہ تم صبح کو لوگوں کی

جوامانتیں میرے پاس پڑی ہیں ان کے مالکوں کولوٹا کرمدینہ منورہ آجانا۔آپ ﷺ کی امانت داری کااندازہم مندرجہ بالا واقعہ سے لگایاجاسکتاہے۔ قرآن پاک میں ایمان داروں کی یہ نشانی بتائی گئی ہے کہ وہ اپنی امانتوں اوراپنے وعدوں کی حفاظت کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے نجات کی خوشخبری سنائی۔اورخیانت کرنے سے منع فرمایاکیونکہ امانت میں خیانت کرنامنافقت کی نشانی ہے۔حضوراکرم نورِمجسم ﷺ کاارشادپاک ہے۔''لَاإِيْمَانَ لِمَنْ لَّاأَمَانَةَ لَهٗ وَلَادِيْنَ لِمَنْ لَّاعَهْدَ لَهٗ''اس کا ایمان نہیں جوامانت دارنہیں اوراس کادین نہیں جووعدے کی پاسداری نہ کرے ۔حضورنبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا''میری امت اس وقت تک بھلائی پررہے گی'' جب تک وہ امانت کومالِ غنیمت اورصدقہ کوتاوان نہ سمجھے''۔آپ ﷺ کاارشادپاک ہے۔''جس نے تجھے امین بنایااس کواس کی امانت واپس کردے جس نے تیرے ساتھ خیانت کی لیکن تواس کے ساتھ خیانت نہ کر''۔(مکاشفۃ القلوب)حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایاکہ تم لوگ میرے لئے اپنی ذاتوں کی طرف سے چھ چیزوں کی ذمہ داری قبول کرلوتومیں تم لوگوں کے لئے جنت کی ذمہ داری قبول کرلوں گا۔(۱)جب بات کروتوسچ بولو(۲)جب وعدہ کروتوپوراکرو(۳) جب تم امین بنائے جاؤتوامانت کوادا کرو(۴)اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو(۵)اپنی نگاہوں کونیچی رکھو(۶)اپنے ہاتھوں کوگناہوں کے کاموں سے روکے رکھو۔(مشکوۃ شریف)

زہرالریاض میں ہے کہ قیامت کے روزانسان کولایاجائے گا۔اسے اللہ کے حضور پیش کیاجائے گا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گاتونے فلاں کی امانت اداکی تھی؟وہ کہے گااے میرے خالق نہیں"۔اللہ پاک حکم دے گااورفرشتہ اسے واصل جہنم کرے گااسے امانت" کودوزخ میں رکھاہواد کھایا جائے گاوہ اس طرف ستر سال تک گرتارہے گاپھروہ واپس لوٹے گاکنارے پرپاؤں پھر پھسل جائے گاپھر گرے گا۔باآخرآ قاﷺ کی شفاعت سے اللہ (پاک اس پر کرم فرمائے گااورامانت والاراضی ہوجائے گا۔(مکاشفۃ القلوب

حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے ہمیں دوباتیں بیان کیں ان میں سے ایک تومیں دیکھ چکاہوں اوردوسری کاانتظار کررہاہوں آپﷺ نے ہمیں یہ بات بتائی کہ امانت لوگوں کے دلوں میں نازل ہوئی پھرقرآن نازل ہواتولوگوں نے قرآن سے اسی بات کاعلم حاصل کیااورسنت سے اسی بات کاعلم حاصل کیاپھرنبی کریمﷺ نے ہمیں امانت کے اٹھائے جانے کے بارے میں بتایااورفرمایاجب کوئی شخص سورہاہوگاتواس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اوراسکااثر معمولی سارہ جائے گاپھروہ شخص سوئے گاتواس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی یہاں تک کہ اس کااثرآبلے کی مانند رہ جائے گاکہ اگرتم اپنے پاؤں پر کوئی چنگاری ڈالوتواس کااثرآبلے کی مانندرہ جائے گاوہ تمہیں پھولاہوامحسوس ہوگالیکن اس کے اندرکچھ نہیں ہوگا۔پھرنبی کریمﷺ نے کچھ کنکریاں پکڑیں اورانہیں اپنے پاؤں

پر لڑھکایا۔ (نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں) لوگوں کا یہ حال ہو جائے گا کہ ان میں امانت واپس کرنیوالا کوئی نہیں رہے گا یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں ایک امانتدار شخص ہے یہاں تک کہ کہا جائے گا (جو امانت میں خیانت کرتا ہو) یہ کتنا سمجھدار، مضبوط اور تیز آدمی ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں میں نے ایسا وقت بھی دیکھا ہے جب میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ میں کس کے ساتھ سودا کر رہا ہوں کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اپنے دین کی وجہ سے میرے ساتھ صحیح معاملہ رکھتا اور اگر وہ عیسائی یا یہودی ہوتا تو اس کا حاکم اسے ایسا کرنے پر مجبور کرتا۔ لیکن آج میں تم میں سے صرف فلاں شخص کے ساتھ ہی سودا کرتا ہوں (متفق علیہ) حضرت سلمہؓ روایت کرتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے ایک جنازہ لایا گیا تاکہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے آقا ﷺ نے دریافت کیا اس پر کچھ قرض ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ہاں! آپ ﷺ نے پھر دریافت کیا اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ عرض کی گئی تین دینار۔ تب آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک اور جنازہ لایا گیا اس پر قرض کے بارے میں آپ ﷺ نے دریافت کیا۔ جواباً عرض کیا گیا نہیں۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس مردے کے قرض کے بارے میں دریافت کیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہاں۔ آپ ﷺ نے اس کے ترکہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے کہا کہ تم اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ لیکن آپ ﷺ نے نہ پڑھی۔ حضرت

قتادہؓ کہتے ہیں کہ ایک نوجوان نے آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! اگر میں اللہ کی راہ میں صابر اور شاکر پختہ ایمان کے ساتھ شہید ہو جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میرے سب گناہ معاف کر دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''بے شک'' جب وہ خدمت اقدس سے رخصت ہو کر چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا (ماسوائے قرض کے اللہ تعالیٰ شہید کا ہر گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب

ایک دن حضرت ابوذرؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں کوئی اہم ذمہ داری کا عہدہ عطاء کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوذرؓ تم ضعیف آدمی ہو اور اہم منصب اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو لوگ اس ذمہ داری کو پورا نہیں کر سکتے وہ قیامت کے دن ذلیل و خوار ہوں گے۔ سوائے اس شخص کے جس نے امانت کا پورا حق ادا کر دیا۔ (مسلم شریف) اس حدیث شریف کے تناظر میں ذرا وطن عزیز پاکستان کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیں تو آپ پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔ کہ ان دگرگوں حالات کی بنیادی وجہ نااہل لوگوں کی اہم عہدوں پر تعیناتی ہے جو اس بارِ امانت'' کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ جب پاکستان کی پہلی کابینہ کا اجلاس'' تھا۔ اس اجلاس میں قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ بھی موجود تھے۔ اے ڈی سی گل حسن نے قائدِ اعظمؒ سے پوچھا۔ سر اجلاس میں چائے تقسیم کی جائے یا کافی؟ قائدؒ نے چونک کر سر اٹھایا۔ یہ لوگ گھروں سے چائے ،کافی پی کر نہیں آئے۔ اے ڈی سی گھبرا گئے ۔ قائدؒ نے کہا جس وزیر نے چائے ،کافی پینی ہے وہ گھر سے پی

کے آئے یا پھر واپس گھر جا کر پیئیے۔ قوم کا پیسہ قوم کی امانت ہے یہ وزیروں کے لئے نہیں

۔

اللہ رب العزت ہم کو اپنی بندگی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کی توفیق عطا فرما کر ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بروز محشر آقا ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے وطن عزیز پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ فرمائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد نصیب فرمائے۔ اللہ رب العالمین آقائے دوجہاں سرور کون و مکاں ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔ کفار و مشرکین، منافقین، حاسدین کا منہ کالا فرمائے۔ حضور ﷺ کے غلاموں کا دونوں جہانوں میں بول بالا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

نماز تراویح روزہ دار کے سر کا تاج

نماز تراویح پڑھئے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی رحمتیں اپنے دامن میں سمیٹیے
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا جو شخص صدق ودل اوراعتقاد صحیح کے ساتھ رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح پڑھے اسکے اگلے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ مسلم شریف
حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے رمضان المبارک کاذکرفرمایاتوسب مہینوں پراسے فضیلت دی بعدازاں آپ ﷺ نے فرمایاجو شخص ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کرتاہے تووہ گناہوں سے یوں پاک وصاف ہوجاتاہے جیسے وہ اس دن تھاجب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔ایک اورروایت میں ہے کہ حضورنبی کریم ﷺ نے فرمایابے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اورمیں نے تمہارے لیے اس کے قیام (نمازتراویح) کوسنت قراردیاہے لہٰذاجو شخص ایمان اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ ماہِ رمضان کے دنوں میں روزے رکھتاہے اورراتوں میں قیام کرتاہے وہ گناہوں سے یوں پاک وصاف ہوجاتاہے جیسے وہ اس دن تھاجب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔ (نسائی ،ابن ماجہ)

رمضان المبارک میں جتنی بھی عبادت کی جائے کم ہے اس مہینہ میں نفلی عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر سے سات سو گنا تک ملتا ہے۔اس لئے اس ماہِ مبارک میں نفلی عبادت کو زیادہ بجالانے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے جس میں ایک نماز تراویح بھی ہے۔جو رمضان المبارک کے مہینہ میں عشاء کی نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے اس کا تعلق صرف رمضان ہی سے ہے اگر اسے رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں پڑھا جائے تو وہ نفل نماز کہلائے گی تراویح نہیں۔ حضرت لیثؒ نے بیان فرمایا "رمضان کی راتوں میں نماز باجماعت کا نام تراویح اس لئے رکھا گیا کہ جب لوگوں نے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا شروع کیں تو وہ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر آرام کرتے تھے کہ اتنی دیر میں چار رکعت پڑھی جا سکیں۔تراویح کے معنی آرام والی نماز کے ہیں کیونکہ اس میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا جاتا ہے یہ بیس رکعت نماز پورے رمضان میں پڑھنا سنت ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو پڑھا اور پسند بھی فرمایا۔اس لئے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو چار یا چھ روز نماز تراویح پڑھ کر باقی پورے مہینے میں تراویح نہیں پڑھتے۔ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں (نفل) نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ ﷺ نے اگلی رات نماز پڑھی تو اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات بھی لوگ اکٹھے ہوئے لیکن آقا ﷺ ان کی طرف تشریف نہ لائے جب صبح ہوئی تو فرمایا میں نے دیکھا جو تم نے کیا اور مجھے تمہارے پاس

نمازپڑھانے کے لئے)آنے سے صرف اس اندیشہ نے روکا کہ یہ تم پرفرض کردی جائے)
(گی اوریہ رمضان المبارک کاواقعہ ہے۔ (متفق علیہ

امام ابن خزیمہ اورامام ابن حبان نے ان الفاظ کااضافہ کیاہے اور حضور نبی
کریم ﷺ انہیں قیام رمضان (تراویح) کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے
تھے چنانچہ (ترغیب کے لئے)فرماتے کہ جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اورثواب
کی نیت کے ساتھ قیام کرتاہے تواسکے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں

پھرآقا ﷺ کے وصال مبارک تک قیام رمضان کی یہی صورت برقراررہی اوریہی
خلافت ابوبکر صدیقؓ اورخلافت عمرفاروقؓ کے اوائل دورتک جاری رہی یہاں تک کہ
حضرت عمرؓ نے انہیں حضرت ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں جمع کردیااوروہ انہیں نمازِتراویح
پڑھایا کرتے تھے لہٰذا یہ وہ ابتدائی زمانہ ہے جب لوگ نمازتراویح کے لئے باجماعت اکٹھے
ہوتے تھے۔امام عسقلانی نے التلخیص میں بیان کیاہے کہ حضور ﷺ نے لوگوں
کودوراتیں 20 رکعت نمازتراویح پڑھائی جب تیسری رات لوگ پھرجمع ہوگئے
توآپ ﷺ نے ان کی طرف حجرہ مبارک سے باہر تشریف نہیں لائے پھر صبح
آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہواکہ نمازتراویح تم پرفرض کردی جائے گی لیکن تم اسکی
طاقت نہ رکھوگے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ حجرہ مبارک
سے

باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون ہیں عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن پاک یاد نہیں اور حضرت ابی بن کعبؓ نماز پڑھتے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا انہوں نے درست کیا اور کتنا ہی اچھا عمل ہے جو انہوں نے کیا۔ (ابوداؤد) بیہقی کی ایک روایت میں ہے فرمایا انہوں نے کتنا احسن اقدام یا کتنا اچھا عمل کیا اور ان کے اس عمل کو حضور نبی اکرم ﷺ نے (ناپسند نہیں فرمایا۔ (بیہقی

نماز تراویح ایک اہم عبادت ہے جس میں نہ صرف روحانی وجسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر رات عشاء کی نماز کے بعد مسلمانوں کا بڑی تعداد میں رات گئے تک اللہ رب العزت کی عبادت میں اجتماعی شرکت کرنا اتفاق واتحاد اور اللہ پاک کی خوشنودی کا باعث بنتا ہے۔ اس نماز میں روزہ کی طرح صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے جو اللہ پاک کو بہت پسند ہے جس طرح روزہ میں کچھ بھوک پیاس ہو تو اسے برداشت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح نماز تراویح میں نیند کی کیفیت اور تھکاوٹ پر قابو رکھا جائے اور ذوق وشوق سے نمازِ تراویح ادا کی جائے بلکہ اسے بوجھ نہ سمجھا جائے۔ اگر تراویح کی نماز میں دقت (تکلیف) بھی ہو تو اسکو احسن طریقے سے برداشت کرنا چاہیے۔

نماز تراویح کی بہت بڑی فضیلت ہے اس سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔

تراویح کی ابتداء خود نبی کریم ﷺ نے کی اور اس کو جماعت سے ادا کرکے اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی سکھادیا دو، چار دن کے اس عمل کے بعد آپ ﷺ نے اس کو سب کے ساتھ مل کر نہ پڑھا پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان الگ الگ پڑھتے رہے۔ یہ طریقہ خلیفہ اوّل امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں بھی جاری رہا اور پھر خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں بھی ایسا ہوتا رہا۔ چونکہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ میں شریعت کے تمام احکام میں ایک نظم
پیدا کیا اور ہر چیز پر حضور ﷺ کی منشاء کے مطابق آپؓ عمل کرانے کی کوشش کرتے تھے ۔حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ رمضان المبارک کی ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگ متفرق تھے کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کی اقتداء میں ایک گروہ نماز پڑھ رہا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے خیال میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کردوں تو اچھا ہوگا پس انہوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کے پیچھے سب کو جمع کردیا پھر میں ایک اور رات ان کے ساتھ نکلا اور لوگ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمرؓ نے (انہیں دیکھ کر) فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے اور جو لوگ اس نماز (تراویح) سے سو رہے ہیں وہ نماز ادا کرنیوالوں سے زیادہ بہتر ہیں اور اس سے ان کی مراد وہ لوگ تھے (جو رات کو جلدی سو کر) رات کے پچھلے پہر میں نماز ادا کرتے تھے اور تراویح ادا کرنیوالے لوگ رات کے پہلے پہر میں نماز ادا کرتے تھے۔ بخاری) حضرت جابر بن)

عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کی ایک رات تشریف لائے لوگوں کو چار رکعت فرض، بیس رکعات نماز (تراویح) اور تین رکعت وتر پڑھائی۔
(تاریخ جرجان لحافظ حمزۃ بن یوسف السھمی)

تراویح نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے اور اگر اس کا ثبوت حضور ﷺ سے نہ ہوتا تب بھی حضرت عمرؓ کا اس کو قائم کرنا ہی اسکے سنت ہونے کے لئے کافی ہوتا۔ کیونکہ میرے پیارے نبی ﷺ کا فرمان عالی شان ہے میرے اصحابؓ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤگے۔ مزید فرمایا تم عمل کرو میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر جو ہدایت یافتہ ہیں۔ رمضان کے پورے مہینہ میں تراویح کا پابندی کے ساتھ ادا کرنا مرد و عورت دونوں کیلئے سنت مؤکدہ ہے بلاعذر شرعی اسکو چھوڑنا سخت گناہ ہے مردوں کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے۔ پابندی کے ساتھ نماز تراویح ادا کرنے پر اجر و ثواب کے علاوہ دوسرے فائدے بھی ہیں مثلاً دن بھر کی بھوک پیاس کے بعد افطار کے وقت کھانا کھانے سے طبیعت پر جو بھاری پن ہوتا ہے نماز تراویح کے بعد وہ نہیں رہتا۔ تیز معدہ ہلکا ہو کر سحری کا کھانا قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں وتروں کے علاوہ 20 رکعت نماز (تراویح) ادا فرماتے تھے۔ (مصنف ابن شیبہ جلد ۲)
جمہور کا مذہب یہی ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور یہی احادیث سے ثابت ہے
حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ لوگ فاروق اعظمؓ کے

زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور عثمانؓ وعلیؓ کے عہد میں بھی یونہی تھا۔ (بیہقی)
حضرت یزید بن رومانؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ خلافت میں لوگ (بشمول وتر) 23 رکعت پڑھتے تھے۔ (اخرجہ مالک فی الموطا) حضرت یحییٰ بن سعیدؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو 20 رکعت نماز تراویح پڑھائے۔ (ابن شیبہ) حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمیؒ حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو 20 رکعت نماز تراویح پڑھائے اور حضرت علیؓ وتر پڑھاتے تھے۔ (بیہقی شریف) حضرت ابوالحسناءؒ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ رمضان المبارک میں لوگوں کو 20 رکعت نماز پڑھائے۔ ابن ابی شیبہ) حضرت عروہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو ماہِ رمضان میں تراویح کے لئے اکٹھا کیا مردوں کو حضرت ابی بن کعبؓ اور عورتوں کو حضرت سلیمان بن حشمہؓ تراویح پڑھاتے۔ (بیہقی)
حضرت سائب بن یزیدؓ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم بشمول وتر 23 رکعت پڑھتے تھے۔ (رواہ عبدالرزاق) امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ نے اپنی سنن میں فرمایا اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے جو کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ اور حضور نبی کریم ﷺ کے

دیگر اصحابؓ سے مروی ہے اور یہی (کبار تابعین) سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ اور امام شافعیؒ کا قول ہے اور امام شافعیؒ نے فرمایا میں نے اپنے شہر مکہ میں (اہل علم) کو بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔ (ترمذی شریف)

حضرت سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے عہد میں صحابہ کرام علیہم الرضوان ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ان میں سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں شدتِ قیام کی وجہ سے وہ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔ (بیہقی) حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں قیام رمضان کے لئے اکٹھا کیا تو وہ انہیں بیس تراویح پڑھاتے تھے۔ (عسقلانی فی تلخیص الحبیر)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ حضرت ابی بن کعبؓ مدینہ منورہ میں لوگوں کو رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔ (ابن شیبہ)

حضرت حارثؓ سے مروی ہے کہ وہ لوگوں کو رمضان المبارک کی راتوں میں (نماز تراویح) میں بیس رکعتیں اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ (ابن شیبہ) جلیل القدر تابعی حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہؓ اور تابعین جیسے) لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے پایا۔ (مصنف ابن شیبہ)

شیخ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ " مجموعہ فتاویٰ" میں کہا کہ ثابت ہوا کہ حضرت ابی بن کعبؓ رمضان المبارک میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے تو اکثر اہل علم نے اسے سنت مانا اس لئے کہ وہ مہاجرین اور انصار تمام صحابہ کرامؓ کے درمیان ان کی موجودگی میں قیام کرتے (بیس رکعت پڑھاتے) اور ان صحابہؓ میں سے کبھی بھی کسی نے انہیں نہیں روکا۔

الحمدللہ! احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیس رکعت نماز تراویح کا ثبوت بالکل واضح اور روشن ہوگیا ہے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین، تبع تابعین مستند بزرگان دین کا بیس رکعت نماز تراویح پر ہمیشہ معمول رہا۔

مسائل ہر اویح

تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ اگر مسجد محلّہ کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گناہ گار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گناہ گار نہیں مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اسکے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلاعذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں (عالمگیری) ☆نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے (عالمگیری) ☆آج کل اکثر رواج ہوگیا ہے کہ حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے دینے

والااور لینے والادونوں گناہ گار ہیں اجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کرلیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتاہے اگرچہ اس سے طے نہ ہواہو یہ بھی ناجائز ہے ☆تراویح میں ایک بار ختم قرآن کرنا سنت ہے لوگوں کی کاہلی کی وجہ سے ترک نہ کیاجائے ☆رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشاء وتراویح پڑھی یادوسرے کے پیچھے (عالمگیری، درمختار) ☆قراءت اورارکان کی ادامیں جلدی کرنامکروہ ہے اور جتنی ترتیل زیادہ ہوبہتر ہے یونہی تعوذ تسمیہ وطمانیت تسبیح کاچھوڑدینا بھی مکروہ ہے (عالمگیری) ☆مقتدی کے لئے یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے جب امام رکوع کرے تو کھڑا ہوجائے یہ منافقین کا طریقہ ہے ۔☆تراویح اگر فوت ہوئی تواس کی قضاء نہیں بہتر یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں دودو کرکے دس سلام کے ساتھ ادا کرے۔☆بلاعذر تراویح بیٹھ کر پڑھنامکروہ ہے بلکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک تو ہوتی ہی نہیں ۔(درمختار) اللہ پاک سے دعاگو ہوں کہ رب تعالیٰ ہم کو صراط مستقیم کے راستے پر چلنے کی توفیق عطافرمائے ۔اس ماہ مبارک کے صدقے ہمارے تمام گناہ معاف فرمائے ۔آمین

روزہ رضائے الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر شے کے لئے زکوۃ ہے اور بدن کی زکوۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔(ابن ماجہ)

حضرت سیدنا ضمرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا''ماہِ رمضان میں گھر والوں کے خرچ میں کُشادگی کرو کیونکہ ماہِ رمضان میں خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔(الجامع الصغیر) روزہ دین اسلام ایک اہم رکن ہے ۔اس آیت کریمہ میں عربی زبان کا لفظ صیام یا صوم اس کے لغوی معنی اور اصلاحی معنی لغت میں صوم کا مطلب ہوتا ہے۔اَنِامْسَاکُ وَالْکَفُّ عَنِ الشَّیْئِ کسی شے سے رک جانا کسی شے سے باز رہنا"قرآن مجید فرقان حمید میں حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ موجود ہے کہ جب وہ قوم کی طرف آئیں تو ان کے پاس ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود تھے اور انہیں خدشہ تھا کہ لوگ مجھ پر تنقید کریں تو خالق کائنات اللہ رب العالمین نے ان سے کہا۔قُولی جب لوگ تم

سے پوچھیں تو تم کہہ دینا اِنّی نَذَرتُ لِلرَّحمٰنِ صَومًا میں نے اللہ پاک کے روزے کی منت مانی ہے۔ فَلَن اُکَلِّمَ الیَومَ اِنسِیًّا تو میں کسی آدمی سے گفتگو نہیں کروں گی۔ جو بھی تجھ سے پوچھے کہ شادی کے بغیر یہ بچہ کیسے پیدا ہوا تو تم اس سے کہہ دینا کہ میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے لہٰذا میں کسی سے گفتگو نہیں کروں گی۔ قرآن مجید کے اس مقام پر بات کرنے سے رکنا اور جواب نہ دینا اس کو صوم کہا گیا ہے تو یہ لغت میں صوم کا معنی ہے کہ کسی چیز سے باز رہنا اور رک جانا خواہ کوئی چیز ہو کوئی امر ہو اس لحاظ سے لفظ صوم کو استعمال کیا گیا ہے اس لحاظ سے شرعی اصطلاح کے اندر جب ہم یہ لفظ بولتے ہیں اسکا خاص مفہوم ہوتا ہے شریعت میں روزہ سے مراد یہ ہے کہ دن کے وقت ایسی تمام چیزوں سے باز رہنا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ باز رہنا نیت کی وجہ سے ہو اور اس کا وقت طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ہے اور نیت اس کی طرف سے ہو کہ جو نیت کا اہل ہے ایسی حیثیت کو روزہ کہا جائے گا۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر گھر کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے نیز روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔ کتب فقہ میں روزہ کی درج ذیل اقسام بیان ہوئی ہیں۔ پہلی قسم فرض معین یعنی ماہ رمضان کے روزے دوسری قسم فرض غیر معین یعنی ماہ رمضان کے قضاء شدہ روزے، تیسری قسم واجب معین کسی خاص دن یا تاریخ میں روزہ رکھنے کی منت مانیں تو اسی دن یا تاریخ کو روزہ رکھنا واجب ہے۔ چوتھی قسم واجب غیر معین یعنی کفارے کے روزے، نذر غیر معین کے روزے اور توڑے ہوئے

نفلی روزوں کی قضاء۔ پانچویں قسم سنت یعنی محرم الحرم کی نویں اور دسویں تاریخ کے روزے، عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کا روزہ اور ایام بیض یعنی قمری مہینے کی ہر تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ کے روزے۔ چھٹی قسم نفل یعنی ماہ شوال کے چھ روزے، ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کا روزہ سوموار جمعرات اور جمعہ کا روزہ۔ ساتویں قسم، مکروہ تنزیہی یعنی محرم الحرام کی صرف دسویں تاریخ کا روزہ، صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنا، عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنا۔ آٹھویں اور آخری قسم مکروہ تحریمی یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے روزے اور ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخ کے روزے رکھنا۔ روزے کی تاریخ بھی بہت پرانی ہے، ۔حضرت آدم علیہ السّلام ایام بیض کے روزے رکھتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت پر عاشورہ کے دن کا روزہ اور ہر ہفتہ میں سینیچر کے دن کا روزہ رکھنا فرض تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر اسی ماہ رمضان کے روزے فرض تھے۔ مگر جب رمضان المبارک کا مہینہ موسم گرما میں تشریف لاتا تو کہتے) جس طرح آج ہم امت محمدیہ ﷺ ہو کر کہتے ہیں (کہ ایسی گرمی میں روزہ رکھنا دشوار ہے جب سردیاں آئیں گی تو تیس کی بجائے پچاس روزے رکھ لینگے یعنی بیس روزے زائد رکھ لینگے۔

روزے اور دوسری عبادتوں میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ دوسری عبادتیں ایسی ہیں کہ ان کا لوگوں کو بھی پتا ہوتا ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا صرف بندے

اوراس کے رب کو پتہ ہوتا ہے اس عبادت میں خلوص بہت زیادہ ہے اسلئے اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے ۔ رمضان المبارک کا مہینہ ایک مقدس مہینہ ہے کیونکہ اس ماہِ مقدس میں انسان کے اندر دینی مزاج اور صبر و تقویٰ پیدا کرنے کے لئے مخصوص دینی فضا پیدا ہو جاتی ہے بظاہر روزہ ایک مشقت والی عبادت ہے ۔ لیکن حقیقت میں اپنے مقصد اور نتیجے کے لحاظ سے یہ دنیا میں موجب راحت اور آخرت میں باعث رحمت ہے ماہ رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض قرار دیے گئے ہیں ۔ اب کوئی شخص بھی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہ الٰہی میں ایمان وثواب کی نیت سے ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے اور اس کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو اپنے سابقہ تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ روزہ دار اللہ کے حکم تعمیل کرنے کے لئے دن بھر میں کچھ نہیں کھاتا پیتا اپنی تمام نفسانی خواہشات سے پرہیز کرتا ہے تو اللہ پاک بھی راضی ہوتا ہے اور سارا ماہ بابِ کرم کھول دیتا ہے ۔ روزہ کی حالت میں کئی ایسے کام ہیں جو روزہ کے خلوص کو ختم کر دیتے ہیں ۔ روزہ دار روزے کے پورے ثواب سے محروم رہ جاتا ہے مثلاً روزہ کی حالت میں لڑائی جھگڑا کرنا، چغلی کھانا، رشوت لینا، گالی گلوچ یا کسی کی غیبت کرنا جھوٹ بولنا حرام کھانا وغیرہ جو لوگ ان چیزوں سے نہیں بچتے تو ان کے بارے میں آقا ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "جو شخص جھوٹ اور گناہ کا کام نہ چھوڑے اس کا بھوکا پیاسا رہنے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں آپ ﷺ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا " کتنے روزہ دار ہیں جن کو بھوکا پیاسا رہنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا " ۔ (بخاری شریف) حضرت ابوہریرہؓ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص کی دعا رد نہیں کی جاتی ''روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور بادشاہ عادل اور مظلوم کی دعا۔اسکو اللہ تعالیٰ ابر سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور رب عزوجل فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔ (ترمذی، ابن ماجہ) حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ رب العالمین روزانہ افطار کے وقت دس لاکھ ایسے گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب ہو چکا تھا نیز شب جمعہ اور روز جمعہ (یعنی جمعرات کو غروب آفتاب سے لیکر جمعہ کو غروب آفتاب تک) کی ہر گھڑی میں ایسے دس دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو عذاب کے حقدار قرار دیے جا چکے ہوتے ہیں۔ (کنزالعمال) حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اس کی حدود کو پہچانا اور جس چیز سے بچنا چاہیے اس سے بچا تو جو پہلے کر چکا ہے اس کا کفارہ ہو گیا۔ (ابن حبان، بیہقی)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ روزہ کے تین درجے ہیں ایک عام لوگوں کا روزہ کہ پیٹ کو کھانے پینے اور شرمگاہ کو جماع سے روکنا، دوسرا خواص کا روزہ کہ کھانے پینے اور جماع کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور باقی تمام اعضاء کو گناہوں سے روکنا۔ تیسرا درجہ خاص الخاص کا ہے کہ جمیع ماسوی اللہ سے اپنے کو بالکلیہ جدا کر کے (صرف ذات خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ (احیاء العلوم

روزہ صرف پیٹ کا نہیں بلکہ تمام اعضاء کا روزہ ہے آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں سب اعضاء کا روزہ ہے۔آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ انسان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی صنعتوں اور کاریگریوں کو دیکھے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جائے ماخلقت ہذا باطلا مولا ! تو نے ان کو بے کار پیدا نہیں فرمایا۔غیر محرم اور خوبصورت بچوں کو بلاضرورت نہ دیکھے بلکہ اپنی آنکھوں کو اللہ پاک کے قرآن وحدیث کی تلاوت و تفسیر میں لگائے رکھے۔

زبان کا روزہ یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت ،ورد کلمہ طیبہ درود شریف اور استغفار کی کثرت کرے۔اپنی زبان کو جھوٹ اور لغو باتوں گالی گلوچ، غیبت ، یا کسی مسلمان کی دل آزاری سے بچائے۔

کان کا روزہ یہ ہے کہ انسان بالعموم ہر وقت اور بالخصوص روزہ کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت ،نیک اور سچی باتیں سننا۔جھوٹیں باتیں نہ سنے اپنے کان کو لوگوں کی غیبت سننے سے بچانا۔

ہاتھ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ انسان ہاتھ کو چوری غلط کام وغیرہ سے بچائے۔اپنے ہاتھ کو یتیم کے سر پر پھیرتا رہے۔پاؤں کو چوری ،زنا وغیرہ تمام گناہ کی طرف چل کر جانے سے بچائے مسجد کی طرف چل کر جائے ، مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کسی اللہ کے پیارے کی زیارت کے لئے اپنے پاؤں سے چل کر جائیگا تو ثواب پائے گا۔

پیٹ کا روزہ یہ ہے کہ انسان روزہ اللہ پاک کے دیے ہوئے حلال رزق سے رکھے

اور حلال رزق سے افطار کرے۔ حرام مال سے روزہ رکھنے اور افطار کرنے والے کا حال اس شخص کی طرح ہے جو کسی مرض سے بچنے کے لئے دوا تو کھاتا ہو مگر اس میں تھوڑا سا زہر ملا لے تو ظاہر ہے کہ دوا جتنی بھی عمدہ ہو مگر وہ زہر آلودہ ہو جائے گی کھانیوالا ہلاک ہوگا۔ تو ہم بھی لقمہ حلال کھائیں تاکہ روزہ کا اصل مقصد تو حاصل ہو۔ حضرت عمرو بن مرہ جہنیؓ سے مروی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! فرمایئے تو اگر میں اس کی گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور اللہ کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوۃ ادا کروں اور رمضان المبارک کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا۔ فرمایا صدیقین اور شہداء میں سے۔ (ابن حبان) روزے کی اہمیت وفضیلت دیگر عبادات کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ اور بے حساب ہے اس طرح ہے کہ انسان کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے جبکہ روزہ کا اجر خود اللہ رب العزت عطا کرے گا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے وہ بندہ کی طرف سے میرے لیے ایک تحفہ ہے اور میں ہی اس کا (جس طرح چاہوں گا) اجر دوں گا میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں اس کا صلہ دوں گا) روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب کی بارگاہ میں حضوری کی اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے

بھی بہتر ہے اور روزہ (دنیا میں شیطان کے حملوں سے بچاؤ اور آخرت میں آتش دوزخ سے حفاظت کے لئے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہیے کہ بے ہودہ اور فحش باتیں نہ بکے اور شور وغل نہ مچائے اور اگر دوسرا اس سے جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری، مسلم

جب انسان رضائے الٰہی کے حصول کے لئے روزہ رکھتا ہے افطار کے وقت دستر خوان پر روزہ افطار کرنے کے لئے بیٹھتا ہے انسان کے سامنے اللہ پاک کی تمام نعمتیں پڑی ہوتی ہیں پھر انسان صبر کرکے اذان کا انتظار کرتا ہے۔اس وقت اللہ رب العالمین فرشتوں کے سامنے اپنے اس آدمی پر فخر فرماتا ہے کہ اے ملائکہ دیکھو تم نے تو کہا تھا کہ یہ دنیا میں جاکر خون ریزی فساد کرے گا آج دیکھو وہی میرا بندہ میرے حکم یعنی اذان کے انتظار میں بیٹھا ہے۔حالانکہ اس کے سامنے دنیا کی نعمتیں پڑی ہیں۔اپنے آپ کو ان نعمتوں سے روکا ہوا ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے بلاوا (اذان) کب آتا ہے۔جب تک غروب آفتاب نہیں ہوتا انسان انتظار کرتا ہے۔تو ہم ایسی عبادت کیوں ذوق وشوق سے نہ کریں جس سے اللہ رب العزت فرشتوں کی جماعت میں ہم پر فخر کرے۔ابن عینیہؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز ایک روزہ دار بارگاہ خدا میں پیش ہوگا اس نے لوگوں کے حقوق دینے ہونگے حقدار آئینگے اور اپنے اپنے حق کا مطالبہ کریں گے تو کوئی اسکی نماز کا ثواب لے جائیگا تو کوئی حقدار حج کا ثواب لے جائے گا کوئی کسی اور عمل کا ثواب لے جائیگا یہاں تک کہ اس کے

پاس صرف روزہ کا عمل باقی رہ جائیگا اور ابھی بعض لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ باقی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے فرمائے گا کہ یہ روزہ تو میرا ہے یہ کسی کو نہیں دیا جائیگا اور حقدار کو اپنی طرف سے اسکے حق کی مقدار کا ثواب عنائت فرمائے گا اور روزہ روزہ دار کو جنت میں لے جائیگا۔

بغیر شرعی عذر کے روزہ نہ رکھنا یا رکھ کر توڑ دینا بہت بڑا گناہ ہے قصداً بلاوجہ روزہ رکھ کر توڑنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ بطور کفارہ ایک روزے کے بدلے میں مسلسل دو ماہ یعنی ۶۰ دن روزے رکھنا ضروری ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں مذکور ہے کہ جو شخص بلاعذر شرعی رمضان شریف کا ایک روزہ اگر چھوڑتا ہے تو یہ بہت بڑے اجر سے محرومی کا باعث ہے جسکا ازالہ عمر بھر کے روزے بھی نہیں کر سکتے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے بغیر شرعی اجازت اور بیماری کے رمضان شریف کا ایک روزہ بھی توڑا یعنی نہ رکھا اسے عمر بھر کے روزے کفایت نہیں کر سکتے اگرچہ وہ عمر بھر روزے رکھے۔ (ترمذی) جو شخص ماہ رمضان ایک دن رخصت شرعی اور مرض کے روزہ نہ رکھ سکے پھر وہ اگر تمام عمر روزے رکھتا ہے تب بھی اس ایک روزہ کی قضا نہ ہوسکے گی۔ جمہور فقہاء کے نزدیک اگر رمضان کا ایک روزہ بغیر رخصت شرعی نہ رکھے تو وہ ایک دن روزہ رکھ لے تو اسکی قضا پوری ہو جائے گی اور وہ بری الذمہ ہو جائے گا اگر اس نے روزہ رکھا بلاوجہ شرعی توڑ دیا تو اسکی قضاء ایک روزہ کے علاوہ دو ماہ کے روزے رکھنے سے پوری ہوگی اور اسکے ذمہ سے فرض

ساقط ہوجائے گا۔ جو برکت وفضیلت ماہ رمضان کے روزے کی ہے وہ ہاتھ نہیں آئے گی ۔یہ سب کچھ اس صورت میں ہوگا کہ بعد میں قضاء کرے اگر وہ بالکل رکھے ہی نہیں جیساکہ اس پر فتن دور میں مسلمانوں کا رواج بنا ہوا ہے نہ ہی رمضان پاک کے روزے رکھتے ہیں اور نہ ہی ساری عمران کی قضاء کرتے ہیں ہم مسلمان اسی وجہ سے ذلیل و خوار ہورہے ہیں ہم اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے حکم کو پورا نہیں کرتے ۔

روزہ کے فوائد و ثمرات

روزہ انسان میں ضبط نفس پیدا کرتا ہے۔

روزہ انسان کی سیرت و کردار کی تعمیر کرتا ہے۔

روزہ انسان میں تقویٰ اور تزکیہ نفس پیدا کرتا ہے۔

روزہ سے انسان باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

روزہ برکات الٰہی کے حصول کا ایک راستہ اور ذریعہ ہے۔

روزہ خواہشات نفسانی پر کنٹرول کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔

روزہ گناہوں کو مٹا کر جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ بنتا ہے۔

روزہ دار اپنی جسمانی طہارت اور پاکیزگی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

روزہ فاقہ زدہ افراد کے لئے تڑپ اور احساس ہمدردی پیدا کرتا ہے۔

روزہ معدے کی اصلاح کے ذریعے کئی بیماریوں سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

روزہ بھوک و پیاس برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کرکے انسان کو نامساعد حالات کے لئے تیار کرتا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک ہم تمام مسلمانوں کے روزے رکھنا اپنے بارگاہ لم یزل میں قبول فرما کر ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے ۔ روز قیامت اپنے پیارے حبیب ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہ

آقا ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ "تم سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے اچھا ہوں"۔ ازواج مطہرات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے لطف ومدارت کا اندازہ آپ ﷺ کی گھریلو زندگی کے واقعات سے ہوتا ہے۔ آقا ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ جو آپ ﷺ سے عمر میں 25 سال بڑی تھیں لیکن آپ ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کے گھر کا انتظام چلانے کے لئے کوئی خاتون نہیں تھی۔ آپ ﷺ کی تبلیغی مصروفیات بڑھ گئیں تو آپ ﷺ نے ایک بڑی عمر کی خاتون حضرت سودہؓ اور ایک نوعمر خاتون حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے نکاح کر لیا آپؓ کا نکاح نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں ہجرت سے تین سال قبل ہوا ہمدم مصطفیٰ ﷺ بننے کا شرف ماہِ شوال ہی میں ۲ ہجری کو حاصل کیا۔ اس وقت آپؓ کی عمر نو سال کی تھی آپؓ نے نو سال آقا ﷺ کے ساتھ بسر کیے یعنی جب آپ ﷺ کا وصال ہوا اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۱۸ سال تھی آپؓ واحد کنواری خاتون تھیں جو آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کی ولادت مبارکہ آقا ﷺ کی بعثت کے چار سال بعد ماہِ شوال میں ہوئی۔ آپؓ کا نام عائشہؓ لقب صدیقہ کنیت حضور ﷺ کی اجازت سے اپنے بھانجے

یعنی عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر ام عبداللہ اختیار کی۔آپؓ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں۔آپؓ کی والدہ اُم رومان بنت عامر ابن عویم ہیں آپؓ قبیلہ بنو تیم سے تعلق رکھتی تھیں۔آپؓ کا سلسلہ نسب سیدۃ عائشہ بنت ابوبکر صدیق بن ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی،آپؓ بچپن سے انتہائی ذہین اور سادگی پسند تھیں۔آپؓ نے اپنی عمر میں حضور ﷺ کو کبھی شکایت کا موقع نہ دیا اور ایک وفا شعار بیوی کی حیثیت سے رہیں گھر کا سارا کام خود کرتیں اگر کبھی مال کی فراوانی ہوتی بھی تو راہِ خدا میں تقسیم فرمادیتیں۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر معاویہؓ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہی سب خیرات کردیے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا اس وقت آپؓ خود روزے سے تھیں۔آپؓ میں جذبہ سخاوت اسقدر وسیع تھا کہ کوئی سائل خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔آپؓ کا حافظہ بہت تیز اور حصول علم کا بہت شوق تھا۔آقا ﷺ سے ہر طرح کے مسائل بے جھجک معلوم کرتیں اور خواتین کی رہنمائی کرتی تھیں۔آپؓ نے معلم کائنات سے تعلیم حاصل کی اسی وجہ سے اتنی بلند پایہ عالمہ ہوگئیں کہ آقا ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد بڑے بڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپؓ سے مسائل دریافت فرماتے تھے۔آقا ﷺ پر جب وحی اترتی آپؓ اسے یاد فرمالیتیں خلاصہ تہذیب میں ہے کہ آپؓ سے دوہزار دوسو دس احادیث مبارکہ مروی ہیں اسی بناء پر آپؓ کو کثیرۃ الحدیث بھی کہا گیا ہے آپؓ فن

خطابت حدیث قرآن وفقہ میں بے حدماہر تھیں۔(البدایہ والنہایہ)۔آپؓ بے حدزاہداور عابدہ تھیں ہر سال حج ادا کرتیں غزوات میں زخمیوں کی مرہم پٹی اورزخمیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری اٹھا کر جہاد میں حصہ لیتی تھیں۔غزوہ بدر میں آقاﷺ نے آپؓ کادوپٹہ میدان جنگ میں بطور علم لہرایااسی بناء پراللہ پاک نے فتح عطافرمائی جوکہ آپؓ کی عظمت کی دلیل ہے۔

سیدتناحضرت عائشۃالصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہﷺ اپنی نعلین مبارک میں پیوندلگارہے تھے جبکہ میں چرخہ کات رہی تھی۔میں نے آقاﷺ کے چہرہ پرنور کودیکھاکہ آپﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ بہہ رہاتھااوراس پسینہ سے آپﷺ کے جمال میں ایسی تابانی تھی کہ میں حیران تھی آقاﷺ نے میری طرف نگاہ کرم اٹھاکرفرمایاکس بات پرحیران ہو؟سیدتناحضرت عائشۃالصدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیایارسول اللہﷺ !آپﷺ کے رخِ روشن اورپسینہ جبین نے مجھے حیران کردیاہے اس پرحضورﷺ کھڑے ہوئے اور میرے پاس آئے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیااورفرمایااے عائشہؓ !اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیردے تم اتنامجھ سے لطف اندوزنہیں ہوئی جتناتم نے مجھے مسرورکردیا۔(حلیۃالاولیاء)

آقاﷺ نے حضرت سیدتنافاطمۃالزہراؓ سے فرمایااے فاطمہؓ جس سے میں محبت کرتاہوں تم بھی اس سے محبت کروگی؟حضرت فاطمۃالزہراؓ نے عرض کیاضروریارسول اللہﷺ میں محبت رکھوں گی اس پرحضورﷺ نے فرمایاتوعائشہؓ سے محبت رکھو۔(صحیح مسلم)آپؓ کوساری امہات

المومنین میں بعض خصوصی امتیازات حاصل تھے۔آپؓ خودفرماتی ہیں کہ سب سے بڑی نعمت جس سے اللہ پاک نے مجھے سرفراز فرمایاوہ یہ ہے کہ وصال کے وقت میرا لعاب دہن آپ ﷺ کے لعاب دہن شریف میں جمع فرمادیااورآپ ﷺ نے میرے ہی گھروصال فرمایااورآپ ﷺ کاروضہ اقدس بھی آپ ﷺ کا گھربنا۔حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ تم مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئیں تھیں تمہیں فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں لاتا تھامجھ سے کہتا تھایہ تمہاری بیوی ہیں میں نے تمہارے رخ سے کپڑااٹھایاتوتم تھیں میں نے کہاکہ اگر یہ اللہ (تعالیٰ کی طرف سے ہے تواسے جاری یعنی پورافرمادے گا۔(مسلم،بخاری

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے تحفوں کے لئے جناب عائشہؓ کادن تلاش کرتے تھے اس سے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی مرضی چاہتے تھے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں دوگروہ تھیں ایک گروہ وہ جس میں جناب حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ اورحضرت سودہؓ تھیں اوردوسری جماعت میں ام سلمہؓ اوررسول، اللہ ﷺ کی باقی بیویاں توام سلمہؓ کے گروہ نے گفتگو کی ان سے کہاکہ تم رسول اللہ ﷺ سے کلام کروکہ آپ ﷺ لوگوں سے فرمادیں کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ بھیجنا چاہے توآپؓ کوہدیہ بھیج دیاکرے حضور ﷺ جہاں بھی ہوں چنانچہ حضرت ام سلمہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیاآپ ﷺ نے ان سے فرمایاکہ مجھے عائشہؓ کے بارے میں تکلیف نہ دوکیونکہ سواء عائشہؓ کے کوئی بیوی نہیں جن کے بستر میں ہوں اوروحی

آئے ام سلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی ایذا رسانی سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں پھر تمام بیویاں نے جناب فاطمہؓ کو بلایا انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا اے بچی جس سے میں محبت کرتا ہوں (تم ان سے محبت نہیں کرتیں ؟ بولیں ہاں فرمایا تو ان سے محبت کرو۔ (مسلم، بخاری

غزوہ بنو مصطلق جو ۵ ہجری میں پیش آیا تھا آپؓ آقا ﷺ کے ساتھ سفر کر رہی تھیں واپسی پر قافلے نے راستے میں ایک جگہ قیام کیا۔ صبح صادق سے پہلے ام المومنینؓ رفع حاجت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپؓ کا ہار ٹوٹ گیا اس ہار کی تلاش میں آپ کی دیر لگی آپؓ واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا قافلہ والوں کو پتہ نہ لگا کہ ام المومنینؓ موجود نہیں ہیں۔ آپؓ قافلہ کی جگہ واپس آ کر بیٹھ گئیں ایک صحابی رسول حضرت صفوانؓ بڑے بلند کردار اور امانت دار صحابی رسول ﷺ تھے۔ وہ قافلہ کی گری ہوئی اشیاء کو سنبھالتے تھے اور شرکائے قافلہ کی نگہداشت کرنا انکے ذمہ تھا وہ جب پڑاؤ کے مقام پر پہنچے تو ام المومنین سیدتنا عائشۃ الصدیقہؓ کو دیکھ کر حیران ہوئے ادب احترام سے اونٹ پر سوار ہونے کو کہا آپؓ سوار ہو گئیں اور حضرت صفوانؓ اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے آگے آگے چلنے لگے یہاں تک کہ قافلے میں پہنچا دیا۔ جب منافقوں کے سردار عبداللہ ابن ابی کو اس واقعے کا علم ہوا تو اس نے حضرت عائشۃ الصدیقہؓ پر تہمت لگائی جس سے چند سادہ لوح مسلمان غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔ ام المومنینؓ کو اس تہمت کا بالکل پتہ نہ

چلا آپؓ بیمار ہو گئیں ایک ماہ تک بیمار رہیں اس دوران میں ام مسطح کے ذریعے آپؓ کو پتہ چلا تو آپؓ کا مرض اور بھی بڑھ گیا۔ آپؓ اپنے میکے تشریف لے گئیں اور اس غم میں اتنا روئیں کہ کئی رات بالکل نیند نہ آئی۔ آخر کار رحمت خداوندی جوش میں آئی وحی نازل ہوئی جس سے حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کی طہارت، عفت و عصمت کی خود رب نے گواہی دی اور الزام لگانے والوں کے جھوٹ کا پول کھل گیا۔ سورۃ النور کی قریباً اٹھارہ آیتیں آپؓ کی برات میں نازل ہوئیں۔ ان آیات کے نزول سے پہلے تمام مومنوں اور حضور انور ﷺ کے دل ام المومنین کی پاکدامنی پر مطمئن تھے چنانچہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی بیوی کی پاکیزگی بالیقین معلوم ہے۔ (بخاری) حضرت عمرؓ فاروق نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جسم اطہر کو مکھی سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ آپ کو بری عورت سے محفوظ نہ رکھتا۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ نے فرمایا کہ رب نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کسی کا پاؤں اس پر نہ پڑے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ رب آپ کی اہلیہ کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگ جانے پر رب نے آپ نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اب آپ کی اہل بیت کی آلودگی منظور فرمائے۔ اسی طرح اور مخلص مومنوں اور مومنات نے آپؓ کی عصمت کے گیت گائے۔ (خزائن وروح) قربان جاؤں جب حضرت مریمؑ اور حضرت یوسفؑ کو بہتان لگا تو بچے گواہ مگر محبوبہ، محبوب رب العالمین کو بہتان لگا تو خود رب تعالیٰ گواہ

یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ
ان کی پُرنور صورت پہ لاکھوں سلام

پاک دامن عورتوں پر جو بہتان باندھتے ہیں اس کی سزا کے بارے میں سورۃ نور کی آیت کریمہ نازل ہوئیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اَسّی 80 کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔ (سورۃ النور آیت ۴

غزوہ بنو مصطلق میں حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کے ہار کی گمشدگی کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے پڑاؤ کے دوران قیام طویل کر دیا تاکہ گمشدہ ہار مل جائے۔ اس پڑاؤ کی جگہ بھی پانی نہ تھا اور نہ ہی مجاہدین کے پاس پانی تھا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پریشان تھے کہ نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے اور پانی کا کوئی انتظام نہیں اس وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمادی اور لشکر اسلام نے صبح کی نماز تیمم کرکے پڑھی۔آپؓ کی برکت سے امت کو تیمم کی سہولت ہوئی۔ آپؓ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ قرآن حکیم میں پردہ کرنے کے احکامات جاری ہونے سے قبل بھی آپؓ پردہ فرماتی تھیں احادیث مبارکہ میں بکثرت آپؓ کا تذکرہ ملتا ہے آپؓ نماز تہجد کی بے حد پابند اور نفلی روزہ بھی کثرت سے رکھتی تھیں۔آپؓ کی طبیعت میں اسقدر حیاء واحترام نبی ﷺ تھا کہ حضرت عمرؓ کے دفن ہونے کے بعد قبر نبی ﷺ پر کبھی

بے پردہ نہیں گئیں حضرت جبرائیلؑ بتوسط حضور ﷺ آپؓ کو سلام کیا۔ حضرت ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ یہ حضرت جبرائیلؑ ہیں تم کو سلام کہتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور بولیں حضور وہ دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی
(بخاری، مسلم)

آپؓ کا وصال حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت میں 17 رمضان المبارک 57 ہجری بدھ کے روز ۶۶ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوا بعض شب سہ شنبہ ۱۷ رمضان ۵۸ بیان کرتے ہیں آپؓ مدینے کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رات کو اٹھایا جائے اور رات ہی کو دفن کیا جائے چنانچہ ایسا ہی عمل میں لایا گیا۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

احکام و مسائل اعتکاف

اعتکاف بنا ہے عُکُف جسکا معنی ہے ٹھہرنا یا قائم رہنا جبکہ اصطلاح شرع میں اس سے مراد اللہ پاک کے گھر میں عبادت کی نیت سے ٹھہرنے کو شرعی اعتکاف کہا جاتا ہے۔ حقیقی اعتکاف یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو ہو کر اور سب سے منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ سے لَو لگا کے اس کے در پر مسجد کے کونہ میں بیٹھ جائے اور سب سے علیحدہ تنہائی میں عبادت اس کے ذکر و فکر میں مشغول ہو جائے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں مسلمان دنیا سے لا تعلق ہو کر اللہ پاک کے گھر میں صرف اللہ پاک کی یاد میں متوجہ ہو جاتا ہے۔ معتکف اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ میں نے حالت حیات ہی میں اپنا بال بچہ اور گھر بار سب کو چھوڑ دیا ہے اور مولا! تیرے گھر ہی میں آ گیا ہوں یہ قاعدہ قانون ہے کہ اگر گھر والا کریم اور عزت والا ہو تو وہ ضرور ہر اس شخص کی عزت و اکرام کرتا ہے جو اسکے گھر میں آئے خواہ وہ دشمن کیوں نہ ہو۔ بھلا جو ارحم الراحمین جو سب داتوں کا داتا ہے خالق کائنات مالک ارض و سماوات ہے اسکے گھر میں کوئی مسلمان جا کر پناہ لے تو وہ کریم ذات اسکا کس قدر اکرام فرمائیگا۔

قرآنِ پاک میں اعتکاف کا ذکر

اعتکاف کی تاریخ بھی روزوں کی طرح بہت پرانی ہے۔ اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔ترجمہ ! اور ہم نے ابراہیم واسماعیل علیہم السلام کو تاکید کی کہ میرا گھر خوب صاف ستھرا رکھنا طواف کرنے والوں ،اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنیوالوں کے لئے "۔ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف کر رہے ہو"۔(سورۃ البقرہ ۱۸۷)

حدیث پاک میں اعتکاف کا ذکر

حضرت علی (زین العابدین) بن حسین اپنے والد حضرت امام حسینؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف کرتا ہے اس کا ثواب دو حج اور دو عمرے کے برابر ہے"۔ (طبرانی فی المعجم الکبیر، بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے (صدق وخلوص کے ساتھ) ایک دن اعتکاف بیٹھے اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کر دیتا ہے ہر خندق مشرق سے مغرب کے درمیانی فاصلہ سے زیادہ لمبی ہے''۔(طبرانی) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے بارے میں فرمایا وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اسے اس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اس نے تمام نیکیاں کیں۔(ابن

ماجہ) حضور نبی کریم ﷺ اعتکاف کی خود پابندی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے اور جس سال آپ ﷺ کا وصالِ مبارک ہوا اس سال آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ (متفق علیہ) حضور ﷺ کے دنیا سے ظاہراً پردہ فرمانے کے بعد عام لوگوں نے اس سنت پر عمل کیا اور آج تک کر رہے ہیں لیکن خاص طور پر حضور ﷺ کی یاد میں ازواج مطہرات نے اسکی پابندی کی۔ حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا ہے۔ (متفق علیہ) ام المومنین سیدتنا عائشہ الصدیقہؓ بیان کرتی ہیں "معتکف کے لئے شرعی دستور اور ضابطہ حیات یہ ہے کہ وہ کسی مریض کی عیادت نہ کرے، نہ کسی جنازے کے ساتھ جائے، نہ اپنی بیوی کو چھوئے اور نہ اس سے مباشرت کرے اور غیر ضروری حاجت کے علاوہ اعتکاف گاہ سے نہ نکلے۔ (ہاں اگر گزرتے گزرتے بلاتوقف بیمار کی عیادت کی جائے تو جائز ہے)۔ ابوداؤد

معتکف کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں گزارے۔ لیکن خاص کر شب قدر کو تلاش کرنے کے لئے ، اکیس ، تئیس ، پچیس ، ستائیس ، انتیس کی راتیں جاگ کر گزارے کیونکہ جو شخص شب قدر میں عبادت کرتا ہے تو اسکے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا " جو شخص لیلۃ

القدر میں حالت ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرتا ہے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان المبارک کی آمد پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "یہ ماہ جو تم پر آیا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو" یہ رات کتنی عظمت والی ہے۔ واقعی وہ انسان کتنا بدبخت ہے جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوا دے۔ ہم معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر گزار لیتے ہیں تو اسّی 80 سال کی عبادت سے افضل بابرکت رات کے لئے جاگنا کوئی زیادہ مشکل کام تو نہیں۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں 1۔ اعتکاف واجب 2۔ اعتکاف سنت 3۔ اعتکاف نفل

اعتکاف واجب وہ ہوتا ہے جو کوئی شخص کسی کام کے پورا ہو جانے کے لئے مانے یعنی نذر مانے اسکی مدت کم از کم ایک دن اور ایک رات ہے اس میں روزہ رکھنا شرط ہے نذر پوری ہو جانے کے بعد اس شخص پر اعتکاف کا ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

اعتکاف سنت وہ اعتکاف ہے جو ماہ رمضان کے آخری دس دنوں میں کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے روزہ شرط ہے یہ سنت کفایہ ہے یعنی اگر بستی میں ایک مسلمان نے اس سنت کو ادا کر لیا تو سب کیطرف سے ادا ہو جائے گا اور سب بستی والوں کو ثواب

ملیگا۔اگر بستی میں کسی ایک شخص نے بھی اعتکاف نہ کیا تو پوری بستی گناہ گار ہوگی۔لہٰذا ہم سب مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وقت آنے سے پہلے کسی کو اعتکاف کرنے کے لئے تیار کریں۔جو شخص اعتکاف کر رہا ہوتا ہے وہ پوری جماعت کی طرف سے نمائندہ کی حیثیت سے بیٹھا اعتکاف کر رہا ہوتا ہے۔اُسے چاہیے سب مسلمانوں کے لئے دعا کرے اور اہل علاقہ کو بھی چاہیے وہ اپنے نمائندہ کی ہر طرح سے خدمت کریں سب مل کر اسکی ضروریات کھانے پینے کا انتظام کریں اس کے کاروبار وغیرہ کی حفاظت کریں۔

اعتکاف نفل وہ ہوتا ہے کہ جب مسلمان مسجد میں داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرے اسکی کوئی مدت اور کوئی وقت مقرر نہیں اور نہ ہی اسکے لئے روزہ شرط ہے۔اعتکاف کی نیت سے جتنی دیر مسجد میں رہے گا اسکو ثواب ملتا رہیگا اور اس کے لئے وہ کام جائز ہو جائے گا جو اعتکاف کی نیت نہ کرنے والے پر جائز نہیں جیسے کھانا پینا، سونا وغیرہ۔

اعتکاف کا رکن اعظم

اعتکاف کا رکن اعظم یہ ہے کہ انسان اعتکاف کے دوران مسجد کی حدود میں رہے اور ضروری حاجت کے سوا ایک لمحے کے لئے بھی مسجد کی حدود سے باہر نہ نکلے کیونکہ اگر معتکف ایک لمحے کے لئے شرعی ضرورت (جیسے پاخانہ ،پیشاب وغیرہ) کے

بغیر حدود مسجد سے باہر چلا جائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

اعتکاف بیٹھنے کی درج ذیل شرائط ہیں۔

مسلمان ہونا، اعتکاف کی نیت کرنا، حدث اکبر (یعنی جنابت) اور حیض و نفاس سے پاک ہونا، عاقل ہونا، مسجد میں اعتکاف کرنا، اعتکاف واجب (نذر) کے لئے روزہ بھی شرط ہے۔ دوران اعتکاف درج ذیل امور سرانجام دینے چاہیں قرآن حکیم کی تلاوت، درود شریف پڑھتے رہنا، علوم دینیہ کا پڑھنا یا پڑھانا، وعظ و نصیحت یا اچھی باتیں کرنا، قیام اللیل، ذکر و اذکار کی کثرت کرنا۔

اجتماعی اعتکاف میں حتی الامکان نوخیز لڑکے اور آپس میں گپ شب کرنے والے دوستوں کو نیز امرد اور ناسمجھ بچوں کو انتظامیہ مسجد میں اعتکاف کرنے سے روکنے کی کوشش کرے تاکہ مسجد میں اودھم باری اور ہڑاہڑی کا ماحول پیدا نہ ہو۔ اعتکاف میں تلاوت قرآن مجید کرنا، نعت خوانی، ذکر و درود، مسائل فقہ کا مطالعہ اور مسائل کی آپس میں تکرار کرنا سب جائز ہے۔ اگر نفلی عبادات بجانہ لاسکے تو خاموش رہ کر مسجد کی بے حرمتی وغیرہ سے بچنا بہترین عبادت ہے۔ اعتکاف کرنے والا اپنے پاس ضروری سامان کے علاوہ قرآن پاک کا ترجمہ، نماز کے احکام، فیضان سنت، بہارِ شریعت اور دیگر علمائے اہلسنت کی مستند کتابیں ضرور رکھے تاکہ یکسوئی سے انکا مطالعہ کرکے انکی فیوض و برکات حاصل کرتا رہے۔ موبائل فون

کا بے جا استعمال ویسے بھی ممنوع ہے۔ حالتِ اعتکاف میں ، مسجد اور رمضان المبارک کی بے حرمتی کا سبب ہونے کی وجہ سے اور زیادہ ممنوع اور ناجائز ہے لہٰذا اس سے اجتناب کریں۔ ناجائز باتیں مسجد سے باہر بھی گناہ ہیں۔ مسجد میں غیر ضروری جائز بات بھی نیکیوں کو یوں کھا جاتی ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو اور چوپایا گھاس کو کھا جاتا ہے ۔لہٰذا جو باتوں سے نہیں بچ پاتا اس کا اعتکاف نہ کرنا ہی اسکے حق میں بہتر ہے۔

شرعی ضروریات جن کے لئے معتکف کا مسجد سے نکلنا جائز ہے وہ ضروریات درج ذیل ہیں

وضو جبکہ مسجد میں رہتے ہوئے وضو کرنا ممکن نہ ہو اگر مسجد میں وضو کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں اگر مسجد میں ایسی جگہ موجود نہیں تو وضو کے لئے مسجد سے کسی قریبی جگہ پر جانا جائز ہے ، غسل جنابت جبکہ مسجد کے اندر غسل کرنا ممکن نہ ہو معتکف کو صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔ جبکہ مسجد کے اندر غسل کرنا ممکن نہ ہو یا مشکل ہو تو غسل جنابت کے لئے باہر جا سکتا ہے۔ غسل جنابت کے علاوہ کسی اور غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی غرض سے غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں اگر جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ پیشاب پاخانے کی ضرورت کے

لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے جہاں تک پیشاب کا تعلق ہے اس کے لئے مسجد کے قریب ترین جگہ جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو وہاں جانا چاہیے ۔ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اس میں قضائے حاجت کرے کہیں اور نہ جائے ۔ اگر کوئی اعتکاف میں بیٹھا ہے اور اسے اذان دینے کے لئے مسجد سے باہر جانا پڑے تو اسکے لئے جائز ہے مگر اذان کے بعد ٹھہرے نہ فوراً مسجد میں آجائے ۔ بہتر یہی ہے کہ اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھا جائے جس میں نماز جمعہ ہوتی ہو تاکہ جمعہ کے لئے باہر نہ جانا پڑے اگر کسی مسجد میں نماز جمعہ نہیں ہوتی پانچ وقت کی نماز ہوتی ہے اس میں بھی اعتکاف بیٹھنا جائز ہے ۔ ایسی صورت میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جانا جائز ہے لیکن نماز جمعہ کے لئے ایسے وقت میں نکلے جب اسے اندازہ ہو کہ جامع مسجد پہنچنے کے بعد چار رکعت سنت ادا کرلے گا تو اس کے بعد فوراً خطبہ عربی شروع ہو جائے گا، اگر کھانے پینے کی اشیاء لانے والا کوئی شخص نہ ہو تو کھانا لینے کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے لیکن کھانا لیکر مسجد ہی میں کھائے ، ہر معتکف کے لئے ضروری ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا اسی مسجد میں ہی پورا کرے لیکن اگر کوئی شدید ایسی مجبوری آجائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے یعنی مسجد منہدم ہو جائے یا کوئی زبردستی وہاں سے نکال دے یا وہاں میں جان و مال کا خطرہ ہو وہ دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کرسکتا ہے بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں نہ ٹھہرے فوراً دوسری مسجد میں چلا جائے ۔ ان ضروریات کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے

باہر جانا معتکف کے لئے جائز نہیں۔

درج ذیل کام جن سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

جن ضروریات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کے سوا کسی اور مقصد سے اگر کوئی حدود مسجد سے باہر نکل جائے چاہے یہ باہر نکلنا ایک ہی لمحے کے لئے ہو تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے ۔مسجد سے نکلنا اسوقت کہا جائے گا جب پاؤں مسجد سے اس طرح باہر نکل آئیں کہ اسے عرفاً مسجد سے نکلنا کہا جاسکے لہٰذا اگر صرف سر مسجد سے باہر نکال دیا جائے تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔اس لئے بلاضرورت شرعی مسجد سے باہر نہیں نکلنا چاہیے ورنہ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر غلطی سے ہر صورت میں اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔حالت اعتکاف میں جماع کرنے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے چاہے یہ جماع جان بوجھ کر کرے یا بھول کر دن میں کرے یا رات میں مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر اس سے انزال ہو یا نہ ہو اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔اگر عورت اعتکاف میں ہو تو حیض و نفاس کا جاری ہو جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔کسی عذر کے بغیر اعتکاف گاہ سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا۔اعتکاف کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے اس لئے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے ان سب صورتوں میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

وہ امور جو مکروہات اعتکاف ہیں

بالکل خاموشی اختیار کرنا کہ ذکر و نعت اور دعوت و تبلیغ کی بجائے خاموش رہنے

کو عبادت سمجھا تو یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ شریعت میں بالکل خاموش رہنا کوئی عبادت نہیں اگر بری باتوں سے خاموش رہا تو وہ اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ مال واسباب مسجد میں لاکر بغرض تجارت بیچنا یا خریدنا بھی مکروہ ہے۔ لڑائی جھگڑا یا بیہودہ باتیں کرنا۔ اعتکاف کے لئے مسجد کی اتنی جگہ گھیر لینا جس سے دوسرے معتکفین یا نمازیوں کو تکلیف ہو۔

درج ذیل صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے

اعتکاف کے دوران کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جائے جسکا علاج اعتکاف گاہ سے باہر جانے کے بغیر ممکن نہ ہو تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

کسی ڈوبتے یا جلتے ہوئے آدمی کو بچانے یا آگ بجھانے کے لیے بھی اعتکاف توڑ کر باہر نکل آنا جائز ہے۔

ماں، باپ یا بیوی میں سے کسی کی سخت بیماری کی وجہ سے اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

والدین، بہن بھائی یا کوئی عزیز اچانک فوت ہو جائے تو اسکی تجہیز و تکفین کے لئے اعتکاف توڑ دینا جائز ہے۔

اگر کسی معتکف کو کوئی زبردستی مسجد سے نکال دے یا حکومت اعتکاف میں گرفتار کرلے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا مگر اس صورت میں متعکف پر اعتکاف توڑنے کا گناہ نہ ہوگا۔

اعتکاف ٹوٹنے کا حکم

مذکورہ بالا وجوہات میں سے جس وجہ سے بھی اعتکاف مسنون ٹوٹا ہوا اس کا حکم یہ ہے کہ جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے۔ صرف اس دن کی قضا واجب ہوگی پورے دس دن کی قضا واجب نہیں۔ (شامی) اس دن کی قضا کا طریقہ یہ ہے کہ اسی رمضان میں وقت باقی ہو تو اسی رمضان میں کسی دن غروب آفتاب سے اگلے دن غروب آفتاب تک قضاء کی نیت سے اعتکاف کرلیں۔ اگر اسی رمضان میں وقت باقی نہ ہو تو یا کسی وجہ سے اس میں اعتکاف ممکن نہ ہو تو رمضان المبارک کے علاوہ کسی بھی دن روزہ رکھ کر ایک دن کے لئے اعتکاف کیا جاسکتا ہے۔ اگلے سال رمضان میں بھی قضاء کرلے تو صحیح ہوگا۔ لیکن زندگی پر بھروسہ نہیں اس لئے جلد قضا کرنی چاہیے۔ اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں لیکن عشرہ اخیرہ کے باقی ماندہ ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھا جاسکتا ہے۔ اس طرح سے سنت مؤکدہ تو ادا نہیں ہوگی لیکن نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا۔

عورت کے لئے اعتکاف کے مسائل

☆ عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے بلکہ وہ گھر ہی میں اعتکاف کرے۔ جو جگہ گھر میں نماز پڑھنے اور عبادت کرنے کے لئے بنائی ہوئی ہے اس جگہ میں اعتکاف بیٹھ جائے۔ ☆ اگر عورت نے نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی البتہ اگر اس وقت یعنی جبکہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ

کو نماز کے لئے خاص کر لیا تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔ (در مختار، رد المختار) ☆عورت کے لئے ضروری ہے کہ حیض اور نفاس سے پاک ہو۔☆اگر عورت شادی شدہ ہے تو شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف میں بیٹھنا جائز نہیں ۔ فتاوی شامی

☆اگر شوہر نے پہلے اعتکاف کی اجازت دے دی اور عورت نے اعتکاف شروع کر دیا اب اگر شوہر منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کر سکتا اگر منع کرے گا تو بیوی کے ذمہ اس کی تعمیل واجب نہیں ۔☆گھر میں جہاں پر عورت نے اعتکاف کیا۔ وہاں سے شرعی ضرورت کے ہٹنا جائز نہیں۔

☆دوران اعتکاف بہتر یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت ذکر واذکار اور نفلی عبادات میں مصروف رہیں۔

اللہ پاک ہم کو آقا ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

لیلۃ القدر، خیر و برکت کی رات

رمضان المبارک بڑی برکتوں اور فضیلتوں والا مہینہ ہے اس کے دن بھی مبارک اور اس کی راتوں کی فضیلتوں کا کیا کہنا اس ماہ مقدس کی پاک راتوں میں ایک ایسی رات ہے جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے یہ بڑی خیر و برکت اور منزلت والی رات ہے لیلۃ القدر ماہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ایک رات ہے۔ اس مبارک رات کو لیلۃ القدر کہنے کی پانچ وجوہات ہیں قدر کا معنی عظمت ہے چونکہ یہ رات بھی عظمت والی ہے اس لئے اسے لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ قدر کا معنی عزت ہے یعنی جس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہو وہ اس رات کی برکت سے صاحب قدر ہو جاتا ہے۔ قدر کا معنی حکم ہے چونکہ اس رات اشیاء کے متعلق ان کی حقیقتوں کے مطابق فیصلے کیے جاتے ہیں۔ قدر کے معنی تنگی ہے چونکہ اس رات زمین اپنی وسعت کے باوجود فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ ہو جاتی ہے یا اس میں قدر والی کتاب نازل ہوئی یا کہ اس میں قدر والے فرشتے نازل ہوتے ہیں یوں تو ماہ رمضان کا سارا مہینہ مبارک ہے مگر لیلۃ القدر سارے رمضان پاک کی سردار ہے اس کی شان تقدیس بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ القدر نازل فرمائی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کیا سمجھے ہیں (کہ) شب قدر کیا ہے؟ شب قدر (فضیلت و برکت اور اجر و ثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس (رات) میں فرشتے

اور روح الامین (جبرائیلؑ) اپنے رب کے حکم سے (خیر وبرکت کے) ہر امر کے ساتھ اترتے ہیں یہ (رات) طلوع فجر تک (سراسر) سلامتی ہے"۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ ہوا جس نے ایک ہزار ماہ اللہ پاک کی راہ میں جہاد کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس سے بہت تعجب ہوا اور تمنا کرنے لگے کاش ان کے لئے بھی ایسا ممکن ہوتا تو آپ ﷺ نے عرض کی اے میرے رب تو نے میری امت کو کم عمر عطا فرمائی ہے اب ان کے اعمال بھی کم ہوں گے تو اللہ پاک نے آپ ﷺ کو شب قدر عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا "اے محمد ﷺ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو میں نے تجھے اور تیری امت کو ہر سال عطا فرمائی ہے یہ رات ماہ رمضان میں تمہارے لئے اور قیامت تک آنے والے تمہارے امتیوں کے لئے ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ سورۃ القدر کے شان نزول کے بارے میں حضرت امام مالکؓ نے ایک معتبر راوی سے یہ روایت اپنی کتاب میں بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے جب پہلی امتوں کی عمروں پر توجہ کی تو یہ بات معلوم ہوئی کہ اگلے لوگوں کی عمریں بہت زیادہ ہوتی تھیں تو آپ ﷺ کو خیال گزرا کہ میری امت کی عمریں انکے مقابلہ میں کم ہیں تو نیکیاں بھی کم رہیں گی اور پھر درجات اور ثواب میں بھی کم ہونگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ رات آپ ﷺ کو عنایت فرمائی اور اسکا ثواب ایک ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا"۔ (موطا امام مالک) یہ بہت ہی قدر و منزلت اور خیر وبرکت کی حامل رات ہے

قرآن کریم نے ہزار راتوں سے افضل قرار دیا ہے۔ لیلۃ القدر امت محمدیہؐ کے لئے ایک خاص انعام ہے جو اس امت سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں کی گئی۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ نے ارشاد فرمایا " بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میری امت ہی کو عطا کی اور تم سے پہلے لوگوں کو اس سے سرفراز نہیں کیا"۔ شب قدر کے بارے میں پیران پیر حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ سید البشر حضرت آدمؑ ہیں اور سید العرب حضور ﷺ ہیں اور حضرت سلمان فارسیؓ تمام اہل فارس کے سردار تھے اسی طرح سیّد الروم حضرت صہیب الرومیؓ سیّد الحبش حضرت بلال حبشی اسی طرح تمام بستیوں میں سروری مکہ مکرمہ کو وادیوں میں سب سے برتری وادی بیت المقدس کو حاصل ہے دنوں میں جمعۃ المبارک سیّد الایام ہے راتوں میں شب قدر کو سروری حاصل ہے کتابوں میں قرآن کریم کو اور قرآن پاک کی سورتوں میں سورہ البقرہ کو اور سورۃ البقرہ میں آیت الکرسی کو سب آیات میں بزرگی اور سرداری حاصل ہے پتھروں میں سے حجر اسود تمام پتھروں میں بزرگ ہے اور ماہ زمزم کا کنواں ہر کنویں سے افضل ہے حضرت موسیٰؑ کا عصا ہر عصا سے برتر تھا اور جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونسؑ رہے تھے وہ تمام مچھلیوں میں افضل تھی حضرت صالحؑ کی اونٹنی تمام اونٹنیوں میں افضل تھی اور اسی طرح براق ہر گھوڑے سے افضل تھا حضرت سلیمانؑ کی انگشتری تمام انگشتریوں سے برتر اور افضل تھی اور ماہ رمضان تمام مہینوں کا سردار ہے اور ان سے بزرگ و افضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر، سید اللیالی

یعنی تمام راتوں کی سردار رات ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لئے شب قدر میں قیام کرے اسکے گذشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ درج بالا حدیث پاک میں لیلۃ القدر میں عبادت کی تلقین کی گئی ہے۔ اور اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو دکھاوا اور ریاکاری نہ ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اس شان سے عبادت کرنے والے کے لئے یہ رات سراپا مغفرت بن کر آتی ہے لیکن وہ شخص محروم رہ جاتا ہے جو اس رات کو پائے اور عبادت نہ کرسکے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان المبارک کی آمد پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "یہ ماہ جو تم پر آیا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو" (ابن ماجہ)۔ یہ رات کتنی عظمت والی ہے۔ واقعی وہ انسان کتنا بدبخت ہے جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوادے۔ ہم معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر گزار لیتے ہیں تو اَسّی 80 سال کی عبادت سے افضل بابرکت رات کے لئے جاگنا کوئی زیادہ مشکل کام تو نہیں "حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبرائیلؑ فرشتوں کی جماعت میں اترتے ہیں اور ہر اس کھڑے بیٹھے بندے پر جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے، سلام بھیجتے ہیں۔

جب ان کی عید کا دن ہوتا ہے یعنی عید الفطر کا دن تو اللہ تعالیٰ ان بندوں سے اپنے فرشتوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے اے فرشتو! اُس مزدور کی اُجرت کیا ہونی چاہیے جو اپنا کام پورا کر دے؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب کریم! اس کی اُجرت یہ ہے کہ اسے پورا پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں اور بندیوں نے اپنے اوپر لازم عمل (فریضہ) کو پورا کر لیا اور اب وہ مجھے پکارتے ہوئے اور دعا کرتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں میرے عزت وجلال کرم اور علو مرتبت کی قسم! میں انکی دعا قبول کرونگا اس وقت تک اللہ پاک فرماتا ہے واپس ہو جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ لوگ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو انکے گناہ بخشے جا چکے ہیں۔ (بیہقی) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیلؑ کو حکم دیتا ہے اور وہ اللہ کے حکم سے فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین کی طرف اترتے ہیں انکے پاس سبز پرچم ہوتا ہے جسے وہ کعبے کی چھت پر نصب کر دیتے ہیں حضرت جبرائیلؑ کے سو پَر ہیں جن سے وہ دو پر صرف اسی رات پھیلاتے ہیں جو مشرق و مغرب سے آگے تک تجاوز کر جاتے ہیں حضرت جبرائیلؑ امین فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ امت مسلمہ میں پھیل جاؤ تو فرشتے ہر نمازی، عبادت گزار اور ذکر الٰہی کرنے والے کو سلام کرتے ہیں خواہ وہ بیٹھا ہو یا کھڑا ہو ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور دعا کے وقت ان کے ساتھ آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے پھر جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرائیل امینؑ فرشتوں کو آواز دے

کر کہتے ہیں بس اب چلو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے جبرائیلؑ ! اللہ تعالیٰ نے امت محمد یہ ﷺ کے مومنوں کی حاجتوں کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے ؟ جبرائیل امینؑ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں نظر رحمت سے سرفراز فرمایا ہے اور انہیں معاف کر دیا ہے اور بخش دیا ہے سوائے چار شخصوں کے صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ چار اشخاص کون ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا شراب کا عادی، ماں باپ کا نافرمان رشتے توڑنے والا اور مشاحن ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مشاحن کون ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ جو مصارم ہو یعنی دل میں بغض رکھتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

اس رات کو باقی راتوں پر چند وجہ سے بزرگی حاصل ہے اول تو یہ کہ اس رات میں شام سے لیکر صبح تک تجلی الٰہی بندگان خدا کیطرف متوجہ ہوتی رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس رات میں روح الامینؑ اور ملائکہ آسمان سے صالحین اور عبادت کرنے والوں کی ملاقات کے لئے زمین پر اترتے ہیں اور انکے آنے اور حاضر ہونے کی وجہ سے عبادت میں وہ لذت اور کیفیت پیدا ہوتی ہے جو دوسری راتوں کی عبادت میں پیدا نہیں ہوتی تیسری یہ کہ قرآن مجید اسی رات میں نازل ہوا، چوتھے یہ کہ فرشتوں کی پیدائش اسی رات میں ہوئی پانچویں یہ کہ اسی رات بہشت میں باغات لگائے گئے۔ یہ ایک ایسی مبارک رات ہے کہ جس میں دریائے شور کا کڑوا پانی بھی میٹھا ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمان بن العاصؓ کے ایک غلام نے جو کئی سال ملاح رہا ہے آپؓ کو بتایا کہ میں نے

دریا میں ایک عجیب بات دیکھی ہے جس سے عقل حیران ہے وہ عجیب بات یہ ہے کہ سال میں ایک ایسی رات آتی ہے جس میں دریائے شور کا کڑوا پانی میٹھا ہو جاتا ہے ۔حضرت عثمان بن العاصؓ نے اُسے فرمایا کہ جسوقت وہ رات آئے تو مجھے اطلاع دینا تا کہ میں معلوم کروں وہ کونسی رات ہے جب ستائیسویں رات رمضان پاک کی آئی تو غلام نے اپنے آقا کو بتلایا کہ یہ وہ رات ہے جس میں دریائے شور کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ بحوالہ تفسیر عزیزی)۔)

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے رمضان کے پہلے عشرے کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرے کا اعتکاف چھوٹے خیمہ میں کیا اس اعتکاف کے دوران سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا تو میں لیلۃ القدر کو تلاش کرتا رہا پھر میں نے دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا تو مجھ سے ایک فرشتہ نے آ کر کہا کہ لیلۃ القدر تو رمضان کے آخری عشرہ میں ہے اب جو میری سنت کے اتباع اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے مجھے یہ رات خواب میں دکھائی گئی ہے لیکن بعد میں اسکا خیال میرے ذہن سے محو کر دیا گیا اور صبح کو میں نے دیکھا کہ میں گیلی کیچڑ جیسی زمین میں محو سجدہ ہوں لہٰذا! تم اس (لیلۃ القدر) کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو راوی کہتے ہیں کہ اس وقت بارش ہوئی تھی اور مسجد نبویؐ کی کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چھت کے ٹپکنے کی وجہ سے فرش پر کیچڑ ہوئی تھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی

پیشانی مبارک پر پانی اور مٹی کا اثر دیکھا تھا اور یہ اکیسویں تاریخ کی صبح تھی۔ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب نے خواب میں شب قدر کو رمضان کی آخری سات راتوں کو دیکھا اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے خوابوں میں مماثلت دیکھتا ہوں تم میں سے شب قدر کو تلاش کرنے والا اماہ رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ (مسلم شریف) حضرت زر بن جیشؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کہا کہ آپؓ کے بھائی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص سال بھر میں راتوں کو قیام کریگا وہ لیلۃ القدر کو پالے گا حضرت کعبؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابن مسعودؓ پر رحم فرمائیاں کا ارادہ یہ تھا کہ کہیں لوگ ایک رات پر تکیہ کرکے نہ بیٹھ جائیں ورنہ وہ خوب جانتے تھے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہی ہے اور یہ رات ستائیسویں رمضان کی ہے پھر انہوں نے بغیر ان شاء اللہ کہے قسم کھا کر کہا کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہی ہے۔ میں نے کہا اے ابوالمنذر! تم یہ بات اتنے یقین سے کس وجہ سے کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اس دلیل یا اس نشانی پر جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس رات کے بعد جب (سورج طلوع ہوتا ہے تو اس میں شعائیں نہیں ہوتیں"۔ (مسلم شریف

حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا شب (قدر ستائیسویں رات کی ہوتی ہے۔ (ابوداؤد

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی تشریف فرما تھے حضرت عمرؓ نے ان سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان "شب قدر" کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اس کے بارے میں تم لوگوں کا کیا خیال ہے وہ کونسی رات ہو سکتی ہے؟ کسی نے کہا اکیسویں، کسی نے کہا پچیسویں، کسی نے کہا ستائیسویں، میں خاموش بیٹھا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا بھائی تم بھی کچھ بولو میں نے عرض کیا جناب آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ جب یہ بولیں تو تم نہ بولنا آپؓ نے فرمایا بھائی تمہیں تو اسی لئے بلوایا گیا ہے کہ تم بھی کچھ بولو میں نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ سات آسمان پیدا فرمائے سات زمینیں پیدا فرمائیں انسان کی تخلیق سات درجات میں فرمائی انسان کی غذا زمین سے سات چیزیں پیدا فرمائیں (اس لئے میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہوگی) حضرت عمرؓ نے فرمایا جو چیزیں تم نے ذکر کی ہیں انکا تو علم ہمیں بھی ہے یہ بتلاؤ جو تم کہہ رہے ہو کہ انسان کی غذا زمین سے سات چیزیں پیدا فرمائیں وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں موجود ہیں (ترجمہ) ہم نے عجیب طور پر زمین کو پھاڑا پھر ہم نے اس میں غلہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغ اور میوے اور چارہ پیدا کیا میں نے عرض کیا کہ حدائق سے مراد کھجوروں درختوں اور میوؤں کے گنجان باغ ہیں اور اَبّ سے مراد زمین سے

نکلنے والا چارہ ہے جو جانور کھاتے ہیں انسان نہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم سے وہ بات نہ ہو سکی جو اس بچہ نے کہہ دی جس کے سر کے بال بھی ابھی مکمل نہیں ہوئے بخدا میرا بھی یہی خیال ہے جو کہہ رہا ہے۔ (شعب الایمان جلد ۳ صفحہ ۳۳۰)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف) حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں شبِ قدر کے بارے میں بتائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ رات ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں ہوتی ہے۔ اس رات کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ بے شک یہ طاق راتوں یعنی اکیسویں، تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں، انتیسویں میں سے کوئی ایک یا رمضان کی آخری رات ہوتی ہے جس شخص نے لیلۃ القدر میں حالت ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے قیام کیا پھر اسے ساری رات کی توفیق دی گئی تو اسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (احمد، طبرانی) حضرت عکرمہؓ، حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شب قدر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ ایک خوشگوار و معتدل کھلی کھلی (گھٹن سے محفوظ) رات ہے نہ سرد نہ گرم اور اسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد صبح کو آفتاب شعاعوں کی تیزی کے بغیر طلوع ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں کا چاند شیطان کے لئے روا نہیں کہ اس دن کے سورج کے ساتھ نکلے۔ (مسند احمد بن حنبل) شب قدر تلاش کرنے کا خاص طریقہ اعتکاف ہے یعنی رمضان کے آخری عشرہ میں کسی مسجد میں اللہ کو یاد کرنے کے لئے بیٹھ جائیں۔ ام

المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے (ایک دفعہ) آقا ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو اس میں کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یوں کہو اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ اے اللہ تو بہت معاف فرمانے والا ہے اور درگزر کرنے کو پسند کرتا ہے پس تو مجھ کو معاف فرما۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی میں ایک ضعیف اور بیمار آدمی ہوں، میرے لئے طویل) قیام بہت مشکل ہے لہٰذا میرے لیے کسی ایسی رات میں قیام کا حکم فرمائیں کہ) جس میں اللہ تعالیٰ مجھے لیلۃ القدر عطا فرما دے آپ ﷺ نے فرمایا (پھر تو) تیرے لئے (رمضان کے آخری عشرہ کی) ساتویں رات جاگنا ضروری ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

صدقہ فطر

رحمتوں اور برکتوں سے بھرا ہوا رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہم سے کوچ کا ارادہ کیے ہوئے ہے۔ چند دن رہ گئے ہیں ماہِ رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو جائے گا۔ پتہ نہیں کہ اگلے سال یہ مقدس مہینہ ہمارے مقدر میں ہے یا کہ نہیں۔ کیونکہ زندگی کا کوئی پتا نہیں کب تک وفا کرتی ہے۔ جس خوش نصیب کے ساتھ جب تک زندگی نے وفا کی وہ تو اس عظمتوں والے مہینے کو پاتا رہے گا اس ماہ مقدس میں اللہ پاک کی رحمتیں اپنے دامن میں سمیٹتا رہے گا۔ جس کے ساتھ زندگی نے وفا نہیں کی تو وہ قیامت تک اس ماہِ مقدس کی رحمتوں سے محروم رہ جائے گا۔ یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں نفل عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت سے صوم (روزہ رکھنا) اور قیام کرتا ہے اسکے تمام سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاں جہاں یہ لکھا ہے کہ نیک کام سے گناہ مٹ جاتے ہیں وہاں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ اس وقت معاف ہوتا ہے جب بندہ بارگاہ الٰہی میں اخلاص کے ساتھ توبہ کرلے۔ اب کوئی شخص بھی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہ الٰہی میں ایمان و ثواب کی نیت سے ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے اور اس کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو اپنے سابقہ تمام

گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ کیونکہ روزہ داراللہ کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے دن بھر میں کچھ نہیں کھاتا پیتا، رات کو قیام کرتا ہے۔ ساراد ن اور ساری رات اپنی تمام نفسانی خواہشات سے پرہیز کرتا ہے تواللہ پاک بھی راضی ہوتا ہے اور سارا ماہ اس پر بابِ کرم کھول دیتا ہے۔ روزوں کے اختتام پر جو صدقہ دیا جاتا ہے اسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔ صدقہ فطر نبی کریم ﷺ نے اپنے غلاموں پر لازم قرار دیا ہے اسکے لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم نے روزہ کی حالت میں کسی کی غیبت کی، جھوٹ بولا، نظر کو غلط استعمال کیا، کسی کے بارے میں بدگمانی اور بُرا اخیال کیا اس قسم کی کوئی بھی حرکت جو روزہ کے تقدس کے خلاف تھی تواب روزہ ختم ہونے پر ہم کچھ صدقہ کردیں کیونکہ صدقہ برائیوں کو مٹاتا ہے ہمارا روزہ بھی اس سے صاف وستھرا ہوجائے گا۔

دوسری وجہ اسکی یہ بھی ہے کہ عید کے دن ہم اور ہمارے اہل وعیال خوشیاں مناتے ہیں نئے کپڑے پہنتے ہیں ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں۔ جو غریب لوگ ہوتے ہیں وہ خوشی منانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جب ہم صدقہ فطر سے غریبوں کی مدد کریں گے تو وہ بھی عید کی خوشی منائیں گے اس سے اللہ پاک اور اسکے محبوب ﷺ کی ذات خوش ہوگی۔

صدقہ فطر ایک مالی انفاق ہے جسکا حکم حضور نبی اکرم ﷺ نے زکوۃ سے پہلے اس سال

دیا جس سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے ۔ صدقہ فطر غریبوں اور مسکینوں کو دیا جاتا ہے اس کو فطرانہ بھی کہتے ہیں اس کا ادا کرنا ہر مالدار شخص کے لئے ضروری ہے تاکہ غریب اور مسکین لوگ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں اسکے علاوہ صدقہ فطر روزے دار کو فضول اور فحش حرکات سے پاک رکھنے کا ذریعہ ہے ۔

حضرت سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ نے صدقہ فطر مقرر فرمایا تاکہ یہ روزہ دار کے بیہودہ کاموں اور فحش باتوں کی پاکی (اور مساکین کے لئے کھانے کا باعث بنتا ہے ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے کھجوروں اور جَو کا ایک صاع صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر غلام ،آزاد مرد، عورت ، چھوٹے اور بڑوں (پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ نماز عید پڑھنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے ۔ (مسلم شریف

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٗ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کی گلی کوچوں میں اعلان کردے کہ صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان (مرد و عورت ،آزاد، غلام، چھوٹے اور بڑے پر دو مُد گندم یا ایک صاع کھانا۔ (ترمذی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ماہ رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے ایک صاع کھجور یا جَو یا آدھا صاع گندم ہر آزاد، غلام ، مرد و عورت اور چھوٹے بڑے پر

(ابوداؤد، نسائی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بندے کا روزہ زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یعنی قبول نہیں ہوتا جب تک اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہے (اور عمر بھر اس کے ادا کرنے کا وقت ہے۔ (ابن عساکر، ویلمی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ نے غلام اور آزاد، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے سب مسلمانوں پر صدقہ فطر کھجور یا جو کا ایک صاع فرض کیا ہے" حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ نماز کی طرف جانے سے پہلے زکوۃ فطر ادا کر لی جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص صدقہ فطر کسی مجبوری کیوجہ سے عید کے روز ادا نہ کر سکا اور بعد میں ادا کیا تو اسکا شمار قضا میں نہیں ہوگا۔ صدقہ فطر کسی بھی وقت ادا کیا جائے تو وہ ادا ہی ہوگا۔ ہم کو بھی چاہیے کہ صدقہ فطر ادا کرنے میں سستی نہ کریں بلکہ عید کا وقت آنے سے پہلے ادا کر دیں۔ تاکہ غریب لوگ بھی عید کی خوشی میں شامل ہو سکیں۔ حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت ہے "کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان صدقہ فطر عید سے ایک دو دن پہلے ادا کر دیا کرتے تھے" صدقہ فطر ہر شخص پر واجب ہے اس کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذاللہ بلاعذر بھی روزہ نہ رکھا تب بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے لہٰذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح صادق طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان

(ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری
صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔ مالک نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اتنی مالیت کی رقم یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت یا اتنی مالیت کا حاجت اصلیہ یعنی ضروریات زندگی سے زائد سامان ہو۔ (بہار شریعت) حاجت اصلیہ یعنی ضروریات زندگی سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بغیر گزر اوقات میں شدید تنگی و دشواری محسوس ہوتی ہے۔ جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علم دین سے متعلق کتابیں اور پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ۔ (الھدایہ)
صدقہ فطر ادا کرنے کے لئے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا بخلاف زکوۃ عشر کے یہ دونوں مال کے ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (درمختار) ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا تب بھی جائز ہے یونہی ایک مسکین کو چند اشخاص کا فطرہ دینا بھی بلاخلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔ (درمختار، ردالمحتار) بھائی بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو صدقہ فطر دینا جائز ہے لیکن اپنی اولاد کو یا ماں، باپ، نانا، نانی، دادا، دادی کو زکوۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ صدقہ فطر/فطرانہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں

یعنی جنکو زکوۃ دے سکتے ہیں انہیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں ۔زکوۃ کے مصارف سات ہیں ۔ فقیر، مسکین ، عامل، رقاب، غارم، فی سبیل اللہ ، ابن السبیل۔اسکے علاوہ شوہر بیوی کو یا بیوی ، شوہر کو بھی صدقہ فطر نہیں دے سکتی۔ شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا اس نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوں میں ملا کر فقیر کو دے دیے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔ عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا اس نے عورت کے گیہوں اپنے گیہوں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے

صدقہ فطر کی مقدار

صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع کھجور یا منقیٰ یا جَو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ (درمختار، عالمگیری) گیہوں جَو، کھجوریں ، منقیٰ دیئے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں مثلاً نصف صاع عمدہ جَو جن کی قیمت ایک صاع جَو کے برابر ہے یا چہارم کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جَو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کے ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اتنا ہی ادا ہوا باقی اس کے ذمہ واجب ہے ادا کرے۔ (عالمگیری وغیرہ) نصف صاع جَو اور چہارم صاع گیہوں دیئے یا نصف صاع جَو اور نصف صاع کھجور تو بھی جائز ہے ۔گیہوں اور جَو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع

دے ورنہ ایک صاع گیہوں اور جَو کے دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جَو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔ ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے۔ مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا کوئی اور غلہ یا کوئی اور چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔ (درمختار)

صدقہ فطر گیہوں یا گیہوں کا آٹا آدھا صاع اور جَو یا جَو کا آٹا یا کھجور ایک صاع دیں۔ موجودہ وزن میں ایک صاع کا وزن چار کلو اور تقریباً چورانوے گرام ہے اور آدھا صاع دو کلو اور تقریباً 50 گرام کا بنتا ہے۔ اللہ پاک ہماری تمام عبادات کو اپنی بارگاہ لم یزل میں قبول فرمائے۔ ملک پاکستان کو خوشحالی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

شبِ عیدالفطر، انعام واکرام کی رات

اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے ۔ترجمہ ! "اوراس لئے کہ تم گنتی پوری کرو۔اوراللہ کی بڑائی بولو۔اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔(پارہ نمبر2 سورۃ البقرہ)

لفظ عید " عود " سے نکلا ہے جسکے معنی لوٹ آنے کے ہیں عیدکادن چونکہ ہر سال لوٹ کرآتا ہے اس لئے اسکو عید کہتے ہیں یہ اسلام کے ماننے والوں کے لئے شادمانی کادن ہوتا ہے ۔شوال المکرم کی پہلی تاریخ کو عید ہوتی ہے ۔اسی نسبت سے اس شب کوشبِ عید کہا جاتا ہے۔

رحمتوں سے بھرے ہوئے مہینے رمضان المبارک کے آخری دن کو شام کے وقت عیدکا چاند نظر آتا ہے جس سے مومنوں کو بے حد خوشی ہوتی ہے کہ رمضان المبارک کے روزے پایہ تکمیل تک پہنچے اوران کی ماہ رمضان کے روزوں کی عبادت بارگاہ رب العزت میں قبول ہوئی ۔اسکی خوشی میں عیدالفطرپڑھی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی خوشی اورفرحت کے لئے سال میں دواہم دن مقرر کئے ہیں جن میں سے ایک عیدالاضحیٰ اوردوسرا عیدالفطر کادن ہے۔آقاﷺ نے پہلی عیدالفطر دو ہجری 2 میں ادافرمائی پھراسے کبھی ترک نہ کیااس لئے یہ سنت مؤکدہ ہے ۔ حضرت انس بن

مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو (دیکھا کہ) وہاں کے لوگ دو دن کھیل تماشے میں گزارتے تھے حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ دن کیا ہیں ؟انہوں نے کہا کہ ہم ایام جاہلیت میں ان دو دنوں میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے رسول ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ان ایام کے بدلے میں تمہیں ان سے بہتر دو ایام یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر عطا فرمائے ہیں۔ (ابوداؤد السنن کتاب الصلاۃ باب صلاۃ العیدین) حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص ماہ رمضان المبارک میں دن کو روزہ رکھے رات کو (قیام) نوافل ادا کرے اور عید کے دن صدقہ فطر ادا کرکے عیدہ گاہ میں جائے تو عیدگاہ سے واپس ہونے تک اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

عید کی اصل خوشی تو یہی ہے کہ انسان کو بقائے دوام حاصل ہو جائے اسکی آخرت سنور جائے اسکی عبادت و ریاضت اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے اسکی زندگی کا ہر لمحہ اللہ اور اسکے حبیب ﷺ کی اطاعت میں گزرے تاکہ اللہ پاک کی خوشنودی حاصل ہو جب وہ دنیا سے جائے تو صاحب ایمان جائے قبر کے سوال و جواب میں آسانی ہو قبر میں مثلِ جنت راحت نصیب ہو پھر یومِ حساب کو اسکی نجات ہو اس روز جبکہ حساب ہوگا اعمال نامہ سامنے ہوگا تو ایسے مشکل وقت میں شبِ عید میں کی ہوئی عبادت مددگار اور معاون ثابت ہوگی۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی راتوں کو عبادت سے زندہ رکھا (اسکا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوجائیں گے۔ (طبرانی انسان کے لئے ہر وہ دن عید کا دن ہے جس دن انسان نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ ذکر ہے کہ عید کے دن ایک آدمی حضرت علی المرتضی شیر خداؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت آپؓ خشک روٹی کھارہے تھے اس شخص نے عرض کیا کہ آج تو عید کا دن ہے اور آپؓ سوکھی روٹی چبارہے ہیں آپؓ نے فرمایا کہ آج عید ان لوگوں کی ہے جنکے روزے اللہ پاک کی بارگاہ میں قبول ہوئے اور انکی کوشش مشکور ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انکے گناہوں کو بخش دیا اور ہماری عید آج بھی ہے اور کل بھی ہماری عید ہے اور اس دن بھی ہماری عید ہے جس دن ہم کوئی گناہ نہ کریں۔ اسلئے ہر عقلمند آدمی کو لازم ہے کہ وہ اپنی ظاہری آرائش کو نہ دیکھے اور اسکا پابند نہ ہوجائے بلکہ عید کے دن عبرت پکڑے اور آخرت کی فکر کرے اور عید کو قیامت کا نمونہ سمجھے۔ عید کو قیامت کا نمونہ سمجھنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ انسان کے دل میں خوف خدا پیدا ہو۔

شب عیدالفطر کے بارے میں آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عیدین کی راتوں میں ثواب کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تو اسکا دل قیامت کے دن مردہ نہیں ہوگا جبکہ سب

لوگوں کے دل مردہ ہوں گے (ابن ماجہ) یہی مضمون ایک صحابی سے یوں روایت ہے
حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ جس نے دونوں عیدوں کی راتوں میں ثواب کی نیت
(عبادت کی اسکادل اس دن نہیں مرے گاجس دن لوگوں کے دل مرجائیں گے۔ (بیہقی
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایاکہ رمضان المبارک کی آخری
شب میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ
وہ شب قدرہے ؟آقا ﷺ نے فرمایانہیں بلکہ کام کرنیوالے کواسوقت پوری مزدوری
دی جاتی ہے جبکہ وہ کام پوراکرلیتاہے۔ (مسنداحمد) اللہ پاک اوراسکے حبیب ﷺ کی
رضاکے لئے انسان ماہِ رمضان میں دن کو روزہ رکھتاہے اوررات کو قیام کرتاہے
۔دن بھی اللہ پاک کی رضامیں اوررات بھی اللہ پاک کی عبادت میں گزارتاہے۔جب
ماہِ رمضان ختم ہوتاہے توانسان کےگناہ بھی معاف کردیئے جاتے ہیں اوراسے
بطورانعام واکرام عیدالفطر عطاکی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کی جانے والی
دعارد نہیں ہوتی ۔۱۔شب جمعہ ۲۔ رجب کی پہلی رات ۳۔ شعبان کی پندرہویں شب ۴۔
(عیدالفطر کی رات ۵۔ عیدالاضحیٰ کی رات (بیہقی

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایااللہ تعالیٰ اس شخص
کوجس نے ماہ رمضان میں روزے رکھے عیدالفطر کی رات میں پوراپوراجرفرمادیتاہے

اور عید کی صبح فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور ہر گلی کوچہ اور بازار میں اعلان کردو (اس آواز کو جن وانس کے علاوہ سب مخلوق سنتی ہے) کہ آقائے دوجہاں ﷺ کے امتیو ! اپنے رب کی طرف بڑھو وہ تمہاری تھوڑی نماز کو قبول کرکے بڑا اجر عطا فرماتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتا ہے پھر جب لوگ عیدگاہ روانہ ہوجاتے ہیں اور وہاں سے فارغ ہو کر دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسوقت کسی دعا اور کسی حاجت کو رد نہیں فرماتا اور کوئی ایسا گناہ نہیں بچتا جسکو معاف نہ کرے۔ لوگ اپنے گھروں کو مغفور ہو کر لوٹتے ہیں ۔

حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ شب عیدالفطر کا نام شب جائزہ یعنی انعام کی رات رکھا گیا اور عیدالفطر کی صبح تمام شہروں کے کوچہ وبازار میں فرشتے پھیل جاتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں ، جسکو جن وانس کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے کہ اے محمد ﷺ کی امت ! رب کریم کی طرف چلو تاکہ وہ تم کو ثواب عظیم عطا فرمائے اور تمہارے بڑے بڑے گناہوں کو بخش دے لوگ عیدگاہ کو نکل جاتے ہیں تو اللہ پاک فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو ! فرشتے لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوجاتے ہیں اللہ پاک فرماتا ہے اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کرے ؟ فرشتے جواب دیتے ہیں اے ہمارے معبود ! اے ہمارے آقا اس مزدور کو پوری پوری اجرت دی جائے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو ! میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انکے نماز اور روزوں سب کا اجر خوشنودی اور گناہوں کی مغفرت بنادیا پھر فرماتا ہے اے

میرے بندو! مجھ سے مانگو مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج تم اپنی آخرت کے لئے مجھ سے مانگوگے میں تم کو وہ ضرور دوں گا اور جو کچھ اپنی دنیا کے لئے مانگوگے میں اسکا لحاظ رکھوں گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جب تک تم میرے احکام کی حفاظت کروگے بجالاؤگے) میں تمہاری خطاؤں اور لغزشوں کی پردہ پوشی کرتا رہوں گا اور تم کو ان لوگوں کے سامنے جن پر شرعی سزا واجب ہو چکی ہے رسوا نہیں کرونگا جاؤ تمہاری بخشش ہو گئی تم نے مجھے رضامند کیا میں تم سے راضی ہو گیا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرشتے یہ ارشاد سن کر خوش ہو جاتے ہیں اور ماہِ رمضان کے خاتمے پر امت محمدیہ کو یہ (خوشخبری پہنچاتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رشاد پاک ہے کہ عید کے روز اللہ تعالیٰ زمین پر کچھ فرشتوں کا نزول کرتا ہے جو یہ ندا کرتے ہیں! اے محمد ﷺ کے امتیو چلو اور اپنے اس پروردگار کے حضور میں آؤ جو لازوال بخشتا ہے تھوڑے سے تھوڑا نیک عمل بھی قبول فرماتا ہے اور بڑے سے بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے پھر جب سب لوگ میدان عیدگاہ میں نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو تم نے دیکھا کہ امت محمدیہ ﷺ پر میں نے رمضان کے روزے فرض کئے تھے انہوں نے مہینہ بھر کے روزے رکھے مسجدوں کو آباد کیا میرے کلام پاک کی تلاوت کی اپنی خواہشوں کو روکا اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اور اب ادب سے اظہار تشکر کے لئے میری بارگاہ میں حاضر ہیں میں انکو بہشت میں

انکے اعمال کا بدلہ دوں گا پھر اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے اے محمد ﷺ کے امتیو!
جو چاہو مانگو مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم اس موقع پر مجھ سے مانگوگے میں دوں گا اور تم عیدگاہ سے پاک وصاف ہو کر نکلوگے تم مجھ سے خوش ہو اور میں تم سے راضی ہوں یہ ارشادات سن کر ملائکہ خوش ہوتے ہیں اور امت محمدیہ ﷺ کو بشارت دیتے ہیں۔
(تذکرۃ الواعظین)

عید کے دن سات قسم کے گناہ گار بخشش کی نعمت سے محروم رہیں گے۔ گراں بیچنے کے لئے غلہ کو روک کر رکھنے والا، ہمیشہ شراب پینے والا، ماں باپ کی نافرمانی کرنیوالا، رشتہ ناطہ توڑنے والا، دل میں کینہ رکھنے والا، زناکار، سود خور

عید کے دن مندرجہ ذیل امور بجالانا مسنون ومستحب ہیں۔

مسواک کرنا، غسل کرنا، کپڑے نئے ہوں تو بہتر ورنہ دھلے ہوئے پہننا، خوشبو لگانا، صبح سویرے اٹھ کر عیدگاہ جانے کی تیاری کرنا، صبح کی نماز اپنے محلّہ کی مسجد میں ادا کرنا، نماز عیدالفطر سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا، عیدگاہ کی طرف پیدل چل کر ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا، گھر سے عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں عیدالفطر کے دن تکبیرات پڑھنا، نماز عیدالفطر کو جانے سے پہلے طاق عدد کھجوروں یا چھواروں کا کھانا یا میٹھی چیز کھالینا، عید کی نماز کے لئے خطبہ یہ سنت ہے خطبہ نماز کے بعد ہوگا، عید کی

نماز کسی بڑے میدان میں ادا کرنا سنت ہے لیکن بڑے شہر یا اس جگہ جہاں زیادہ آبادی ہو ایک سے زائد مقامات پر عیدین کے اجتماع بھی درست ہیں اور میدان کی بھی شرط نہیں بڑی مساجد میں بھی یہ اجتماع صحیح ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ایک جگہ اجتماع ہوگا تو بہت سے لوگ نماز عید سے محروم رہ جائیں گے کچھ تو حقیقی مشکلات کی وجہ سے اور کچھ اپنی سستی کے باعث۔

اللہ پاک ملک پاکستان کو استحکام اور امن کا گہوارہ بنائے۔ ہماری تمام جانی مالی عبادات کو اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ اللہ پاک عالم اسلام کی خیر فرمائے۔ تمام مسلمانوں کو آپس میں اتحاد و اتفاق کی دولت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

رمضان المبارک کے بعد ماہِ شوال کے روزوں کی فضیلت

الوداع الوداع ماہ رمضان الوداع

رخصت ماہ رمضان المبارک

الوداع الوداع ماہ ذیشان الوداع

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اب ہم سے لوٹنا چاہتا ہے کوچ کا ارادہ کیے ہوئے ہے ۔یہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہماری گواہی دے گا۔جس نے اس مقدس مہینہ کا حق ادا کیا قیامت کے دن یہ مقدس مہینہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس شخص کے لئے عزت و وقار کے تاج پہنانے کی درخواست کرے گا۔اس مقدس مہینہ کی درخواست قبول ہوگی خوش نصیب انسان کو عزت و وقار کا تاج پہنا دیا جائے گا۔جس نے اس مقدس مہینہ کا حق ادا نہیں کیا جیسے اس کی عزت ہم پر واجب تھی ؟وہ پچھتائے گا زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں شاید آئندہ یہ ماہِ مقدس ہمارے نصیب میں نہ ہو اگر موت نے غافل کو مہلت نہ دی تو انسان نادم ہوگا پس اس دن صرف ندامت ہی ہوگی اور تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔میرے مسلمان بھائیو !زندگی کو غنیمت جانو گناہوں سے باز آجاؤ غفلت چھوڑ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن افسوس کرنا پڑ جائے ۔

منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آتا ہے تو جنت کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سجایا جاتا ہے یہاں تک کہ جب اسکی پہلی رات آتی ہے تو عرش کے نیچے تیز ہوا چلتی ہے تو جنتی درختوں کے پتے پھڑ پھڑاتے ہوئے جنت کے دروازوں پر لگتے ہیں تو ان کی ایسی آواز سنائی دیتی ہے کہ کسی سننے والے نے اس سے زیادہ دلکش آواز کبھی نہ سنی ہو پھر زینت سے آراستہ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جنت کے بالاخانوں میں کھڑی ہو کر پکارتی ہیں کیا کوئی خوش نصیب ہے جو اللہ پاک کو ہمارے نکاح کا پیغام دے تاکہ اللہ پاک ہمارا نکاح اس سے کردے پھر دربان جنت سے پوچھتی ہے اے رضوان یہ کون سی رات ہے تو وہ ان کو لبیک کہتے ہوئے جواب دیتا ہے یہ ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے اور اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اے رضوان میرے محبوب ﷺ کے امت کے روزہ داروں کے لئے جنت کے دروازے کھول دے۔اے جبرائیل امینؑ زمین کی طرف جاؤ مردود شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر سمندر کی گہرائی میں پھینک دو تاکہ میرے محبوب ﷺ کی امت کے روزے فاسد کرنے کی کوشش نہ کریں اللہ پاک ماہ رمضان کی ہر رات تین مرتبہ ارشاد فرماتا ہے ہے کوئی توبہ کرنیوالا کہ میں اسکی توبہ قبول کروں ہے کوئی مغفرت طلب کرنیوالا کہ میں اسے معاف کروں ہے کوئی سوال کرنیوالا کہ میں اس کو عطا کروں ہے کوئی دعا کرنیوالا کہ میں اس کی دعا قبول کروں اللہ پاک رمضان کی ہر رات افطار کے وقت دس لاکھ جہنمی کہ جن پر عذاب واجب ہو چکا ہوتا ہے دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جب ماہِ رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اس دن مہینے کے شروع سے

آخر تک آزاد کئے ہوؤں کی تعداد کے برابر جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ماہ رمضان المبارک کا مہینہ امت محمدیہ ﷺ کو اللہ پاک کی طرف سے ایک خصوصی انعام ملا ہے ۔ہم لوگ اس مقدس ماہ کی فضیلت وعظمت سے غافل ہیں ۔جس وقت یہ ماہِ مقدس رخصت ہوجائے گا اس وقت ہم افسوس کریں گے کیونکہ اس ماہِ مقدس میں ایک نفلی عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب عام دنوں کے فرضوں سے ستر تا سات سو گنا تک ملتا ہے ماہِ شوال کے مہینے میں جو حرام ومعاصی سے پرہیز کرتا ہے وہ جنت کا مستحق ہوتا ہے ۔حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر ان کی بدکاری کی وجہ سے زمین کا جو طبقہ الٹ دیا گیا تھا وہ ہفتہ کا دن اور ماہِ شوال کی پہلی تاریخ تھی۔ حضرت صالح علیہ السلام کی امت یکم شوال جمعرات کے دن مبتلائے عذاب ہوئی ۔حضرت نوح علیہ السلام کی امت پہلی شوال ہفتہ کے دن طوفان میں غرق ہوئی تھی۔ قوم عاد علیہ السلام پر یکم شوال بدھ کے دن عذاب صرصر آیا تھا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ شوال کی پہلی رات میں جس کو صبح عید ہوتی ہے چند ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ ندا کرتے ہیں کہ اے اللہ پاک کے بندو! خوشخبری ہو تم کو اس بات کی اللہ پاک نے تم کو اس لئے بخش دیا ہے کہ تم نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے ۔اگر تم چھ روزے شوال میں بھی رکھو تو تم کو اللہ پاک جنت میں ایسا بڑا مکان دے گا جو کسی کو نہ دے گا سوا اسکے جو تمہارے موافق عمل کرے ۔

حدیث پاک میں ہے کہ جو کوئی چھ روزے شوال کے رکھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں تمام امت محمدیہ ﷺ کا ثواب اور جنت میں امیر المومنین سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ جنت میں جگہ دے گا۔

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سارا زمانہ روزے رکھے۔ (نسائی) یہ اس وقت ہے کہ جب کہ وہ تمام عمر یہ روزے رکھے اگر اس نے صرف ایک ہی سال یہ روزے رکھے تو اسے سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ ماہِ شوال کے چھ روزے اکٹھے یا متفرق رکھنا ہر طرح جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رمضان شریف کے روزے رکھے اور پھر ماہ شوال میں چھ روزے رکھے اس نے گویا پورے سال کے روزے رکھے۔ آپؐ نے اس حدیث پاک کی توضیح میں فرمایا کہ سال بھر کے روزے اس حساب سے ہوتے ہیں کہ رمضان شریف کے تیس روزے تین سو روزوں کے برابر ہوئے اور شوال کے چھ روزے ساٹھ کے برابر یوں سال کے تین سو ساٹھ دنوں کے برابر روزے ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ماہ شوال کے چھ روزے لگاتار ماہِ رمضان سے ملا کر رکھے (عید کے دن کے علاوہ) تو اس کے لئے چھ لاکھ برس کی عبادت، چھ لاکھ اونٹ کی

- قربانی، چھ لاکھ غلام آزاد کرنے سے بھی افضل ہے

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو ماہِ شوال کے چھ روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن طوق اور زنجیروں سے بچالے گا۔ایک اور روایت کے مطابق جو شخص ماہِ شوال کے چھ روزے صدق وایمان سے رکھے گا اسکے نامہ اعمال میں امت مصطفیٰ ﷺ کے برابر ثواب لکھا جائے گا اور بہشت میں حضرت امیر حمزہؓ، حضرت عباسؓ، حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کی ہمسائیگی میں جگہ ملے گی۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ فرماتے ہیں اے مسلمانو! شوال کے مہینے میں چھ روزے ضرور رکھ کر اپنے جسموں کو پاک وصاف کرلیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ رمضان میں روزہ رکھنے والوں کے اجسام دیکھتا ہے لہٰذا جو شخص اس مہینے میں حرام ومعاصی سے پرہیز رکھے گا وہ جنت کا حقدار ہے۔ شوال کے پہلے روزے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کے گناہ بخش دے گا چالیس نبیوں کا ثواب عطا فرمائے گا اور بہشت کی چالیس حوریں اس کی زوجیت میں دے گا دوسرے روزے کے بدلے ستر غزوات کا ثواب اور عذاب قبر سے نجات ملے گی۔ تیسرے روزے کے بدلے میں ایک لاکھ شہیدوں کا مرتبہ اور قیامت کی سختی سے محفوظ رہے گا۔ چوتھے روزے کے بدلے میں دنیا وآخرت کی ستر حاجتیں پوری ہوں گی اور اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے

گا۔ پانچویں روزے کے بدلے میں بہشت کے ستر حلے پہنائے جائیں گے اور دعا قبول ہوگی۔ چھٹے روزے کے بدلے میں اسے قیامت کے دن ایک لاکھ گناہ گاروں کی شفاعت کا حق ملے گا ساٹھ لاکھ برس کی عبادت نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔ اگر اسی سال جس میں روزے رکھے ہیں مرجائے گا تو شہید ہوگا اور دیدار بھی حاصل ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو آدمی شوال کی پہلی رات یا دن میں نماز عید کے بعد چار رکعت نماز نفل اپنے گھر میں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ الاخلاص اکیس مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے اور دوزخ کے ساتوں دروازے بند کر دیتا ہے اتنے تک وہ آدمی نہیں مرے گا جب تک وہ اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے۔ اللہ پاک ہم سب کی تمام جانی مالی عبادتیں اپنی بارگاہ لم یزل میں قبول فرما کر بروز قیامت ذریعہ نجات بنائے اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆ ختم شد ☆☆☆☆☆☆☆☆

مختصر تذکرہ حیات - عاشق رسول ﷺ امام احمد رضا خان الشاہ بریلوی

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد پاک ہے۔ترجمہ: ''اور رسول ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو۔اور صبح شام اللہ پاک کی پاکی بولو''۔ (پارہ۲۶ سورۃ الفتح) درج بالا آیت کریمہ کے پہلے حصے میں اللہ رب العزت نے یہ حکم دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کروان کا ادب واحترام کرو۔اس لئے کہ اگر ادب ہے تو سب کچھ درست ہے اگر ایک مسلمان کے دل میں آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کا ادب نہیں ہے۔ تو چاہے وہ لاکھوں نمازیں پڑھے کروڑوں روپے کی سخاوت کرے، کعبۃ اللہ کا حج کرے ،قربانی کرے الغرض جتنی بھی عبادت وریاضت کرے تو سب کچھ بے کار ہے۔کیونکہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکان ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
گر اس میں ہو خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ نے لوگوں کو بارگاہ خداوندی اور دربار مصطفیٰ ﷺ کا ادب سکھایا۔آپؒ نے قرآن پاک کا جو ترجمہ "کنزالایمان" کیا ہے وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے۔قرآن پاک کے ترجمہ کنزالایمان کا مطالعہ کیا جائے تو الحمد سے لیکر والناس تک ایک ایک آیت بلکہ ایک لفظ میں ادب کے پہلو نظر آتے ہیں چودھویں صدی ہجری میں کچھ بے ادب اور گستاخوں نے سرکار مدینہ راحتِ قلب وسینہ ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبیاں اور گستاخیاں

شروع کیں تو اللہ رب العزت نے احمد رضا کو پیدا کیا۔ آپؒ نے قرآن وسنت کی روشنی میں تحریراً گویا ہر لحاظ سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کو اجاگر کر کے بتایا کہ ارے! بے ادب اور گستاخ نام نہاد مسلمانوں سنو! وہ عیب و نقص والا کوئی تمہارا نبی ﷺ ہوگا ہمارا نبی ﷺ ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔ وہ تو عظمتوں رفعتوں اور شانوں والا رسول ﷺ ہے۔

وہ کمالِ حسن حضور ہیں کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہیں یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں۔

علم وحکمت کے بے تاج بادشاہ، مجدد دین وملت، پروانہ شمع رسالت مآب، عظیم المرتبت محدث، امام اہلسنت، مفکر اسلام، حسان الہند، اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ 10 شوال المکرم 1272 ہجری ہفتہ کے دن ہندوستان کے مشہور شہر بریلی شریف کے محلّہ جسولی میں رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا پیدائشی نام محمد اور تاریخی نام "المختار" ہے۔ آپؒ کے جدامجد مولانا رضا علی خانؒ نے آپؒ کا نام احمد رضا رکھا اور آپؒ اسی نام سے مشہور ہوئے (الملفوظ حصہ اول ص ۳) آپؒ کے والد مولانا نقی علی خانؒ اور آپؒ کے جدامجد مولانا رضا علی خان صاحب بھی اپنے وقت کے جلیل القدر علمائے کرام میں شمار کیے جاتے تھے۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلویؒ بچپن ہی سے مذہب کی طرف راغب تھے۔ آپؒ اپنے دور کے معتبر عالم دین اور عاشق رسول ﷺ ہونے کے ساتھ ساتھ علوم قدیمہ وجدیدہ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپؒ نے قرآن وسنت کی ترویج واشاعت اور دینی اقدار کے تحفظ میں اہم کردار ادا کیا۔ آپؒ عالم شباب

میں ہی فنون عربیہ اور علوم دینیہ کے ماہر کے طور پر مشہور ہوئے آپؒ اپنی خداداد صلاحیتوں اور حیرت انگیز حافظہ کی بناء پر صرف تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عمر میں علم تفسیر واصول تفسیر، علم حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ، صرف نحو، علم الکلام، منطق و فلسفہ وغیرہ تمام علوم دینیہ کی تکمیل کی۔آپؒ بچپن ہی سے تقویٰ طہارت، اتباع سنت، حسن وسیرت کے اوصاف جلیلہ سے مزین ہو چکے تھے۔آپؒ کے خادم بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب چوبیس گھنٹوں میں صرف ڈیڑھ یا دو گھنٹے آرام (وہ بھی سنت رسول ﷺ پر عمل کی وجہ سے) فرماتے اور باقی تمام وقت تصنیف وتالیف، درس وتدریس، کتب بینی، افتاء اور دیگر خدمات دینیہ میں صرف فرماتے تھے۔برصغیر کے علمائے کرام آپؒ سے استفادہ کرتے تھے۔آپؒ کو عربی فارسی ہندی اور مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا آپؒ نے مختلف عنوانات پر کم بیش ایک ہزار (1000) کتابیں لکھی ہیں۔آپؒ کی تصانیف تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ اصول فقہ، صرف نحو، علم الکلام، منطق و فلسفہ، ادب، ریاضی، معاشرتی اصلاح، اخلاقی و روحانی اذکار، فتاویٰ اور سائنس جیسے موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔آپؒ نے لاکھوں فتاوی لکھے ان میں سے بعض کو نقل نہیں کیا جاسکا جتنے فتاوی نقل کیے گئے ان کا نام "العطایا النبویہ فی الفتاوی رضویہ" رکھا گیا ہے آپؒ کو علم توقیت میں اس قدر کمال حاصل تھا کہ دن کو سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملا لیتے تھے وقت بھی صحیح ہوتا تھا۔اور کبھی ایک منٹ کا بھی فرق نہ ہوا۔آپؒ نے ساری زندگی نماز باجماعت ادا کی۔آپؒ رحم دل انسان تھے غرباء کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے بلکہ ان کی ہمیشہ امداد کرتے تھے۔

کروں تیرے نام پر جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا

دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اعلیٰ حضرتؒ کی ساری زندگی درس وتدریس، وعظ تقریر افتاء اور تالیف وتصنیف میں بسر ہوئی۔ آپؒ سرتاپا جذبہ عشق رسول ﷺ سے سرشار رہتے تھے۔ آپؒ کو نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ ذکر وفکر کی ہر مجالس میں تصور رسالت مآب ﷺ سے آپؒ کا ذہن شاداب رہتا تھا۔ آپؒ نے دین مبین کے ہر گوشے اور ہر شعبے کو محبت رسول ﷺ میں سمودیا۔ آپؒ کی زندگی کے تمام گوشے وشعبے اتباع شریعت اور اطاعت ومحبت رسول ﷺ سے معمور تھے۔ آپؒ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ کتاب وسنت کی پیروی میں گزرا۔ آپؒ نے عالم بیداری میں محبوب خدا ﷺ کا دیدار کیا۔ جب آپؒ فریضہ حج کے لئے حرمین جاتے تو وہاں کے علماء جوق درجوق آپؒ سے استفادہ کرنے آتے تھے۔ جب آپؒ دوسری بار حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو زیارت نبوی ﷺ کی آرزو لئے روضہ اطہر کے سامنے دیر تک صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے مگر پہلی رات قسمت میں یہ سعادت نہ تھی اس موقع پر آپؒ نے معروف نعتیہ غزل لکھی۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں ۔

تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ غزل عرض کرکے آپؒ دیدار مصطفیٰ ﷺ کے انتظار میں ادب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی جان کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی چشمان سر سے بیداری میں زیارت اقدس سے مشرف ہوئے۔ (بحوالہ حیات اعلیٰ حضرت) آپؒ کے اندر عشق رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا آپؒ فنافی

الرسول کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے آپؒ کا نعتیہ کلام اس بات کی گواہی دیتا ہے۔آپؒ علوم دینیہ کے عالم وفاضل ہونے کے ساتھ شعر وسخن کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔آپؒ کا ذوق تسلیم حمد وثناء اور نعت ومنقبت کے علاوہ کسی اور صنف وسخن کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔آپؒ کے اس شعر وسخن کے کلام میں بھی وہی عالمانہ وقار ہے۔آپؒ فن وشعر میں کمال رکھتے تھے۔آپؒ نے جس والہانہ عقیدت سے اور جذبہ عشق میں ڈوب کر جو نعتیں کہیں ان کا ایک ایک لفظ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلا ہے اور دل میں ہی اتر جاتا ہے۔آپؒ کے مشہور زمانہ "سلام" کی گونج پورے عالم اسلام میں سنی جاتی ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کرے تو ایک پر لاالٰہ الااللہ اور دوسرے ٹکڑے پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا پائے گا (سوانح امام احمد رضا) آپؒ نے اپنے شاہ کار نعتیہ کلام حمد وثناء اور نعت ومنقبت کو چار مختلف زبانوں (عربی فارسی، اردو اور ہندی) میں پیش کیا ہے۔آپؒ کا نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" ہے۔آپؒ فراق مصطفیٰ ﷺ میں اکثر غمگین رہتے تھے گستاخانہ عبارت کو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔نبی کریم ﷺ کے گستاخوں کا سختی سے رد کرتے تاکہ وہ اعلیٰ حضرت کو برا بھلا کہنا یا لکھنا شروع کر دیں تاکہ جتنا وقت مجھے برا بھلا کہے یا لکھے گا اس وقت تک آقا ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے سے بچا رہے گا۔آپؒ اس پر فخر کیا کرتے تھے کہ باری تعالیٰ نے اِس دور میں

مجھے ناموسِ رسالت مآب ﷺ کے لئے ڈھال بنایا ہے۔

صحبت صالح تُرا صالح کند

صحبتِ طالح تُرا طالح کند

دُور شو از اختلاطِ یار بد

یارِ بد بدتر از مارِ بد

مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں بد

یارِ بد بر جان و بر ایمان زند

اچھے آدمی کی مجلس تجھے اچھا کردے گی

اور بُرے کی مجلس تجھے بُرا بنادے گی

جہاں تک ہوسکے بُرے دوست سے دور رہ

کیونکہ بُرا دوست برے سانپ سے بھی بُرا ہے

کیونکہ بُرا سانپ صرف جان کو ڈستا ہے

جبکہ بُرا دوست جان و ایمان دونوں پر ضرب لگاتا ہے۔

آپؐ سوتے وقت ہاتھ کے انگوٹھے کو شہادت کی انگلی پر رکھ لیتے تاکہ انگلیوں سے لفظ اللہ " بن جائے ۔آپؐ پیر پھیلا کر کبھی نہ سوتے بلکہ داہنی کروٹ لیٹ کر دونوں " ہاتھوں کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے ۔اِس طرح جسم سے لفظ مُحمد " بن جاتا ہے ۔ "

آپؒ کی زندگی کا ایک اور پہلو بھی بہت اہم ہے کہ آپؒ کے دانش و علم کا مرکز صرف عبادت گاہیں ،مدرسے ہی نہ تھے بلکہ آپ کی نگاہ برصغیر پاک و ہند اور دنیا کی سیاست پر بھی تھیں آپؒ نے برصغیر میں اسلامی اقدار کو سر نو زندہ کرنے اور مسلمانوں کو ان کی گمشدہ میراث واپس دلانے کے لئے بہت جدوجہد کی .آپؒ کے زندہ کارناموں میں سے ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپؒ تحریک آزادی کے علمبردار اور دو قومی نظریہ کے نقیب تھے اس لئے آپؒ نے تحریک عدم تعاون اور ترکِ موالات کے زمانے میں متحدہ قومیت کے نظریے کو باطل قرار دیا اور مسلمانانِ برصغیر کو ہندوؤں اور انگریزوں کی سازشوں سے خبردار کیا آپؒ نے کبھی کسی انگریز یا ہندو کی عدالت میں حاضری نہیں دی تھی حتیٰ کہ آپ ڈاک کا ٹکٹ ہمیشہ الٹا چسپاں کیا کرتے تھے۔اس ٹکٹ کو الٹا چسپاں کرنے کی اہم وجہ یہ تھی کہ اس ڈاک کے ٹکٹ پر انگریز ملکہ یا بادشاہ کی تصویر ہوا کرتی تھی ۔

ایک دن جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاںؒ تشریف فرما تھے حاضرین کا مجمع تھا۔لوگ مسائل پوچھتے جارہے تھے اور اعلیٰ حضرت جواب دیتے جارہے تھے۔اس وقت خلیفہ اعلیٰ حضرت ، مولانا سید حافظ محمود جان صاحب نے عرض کیا حضور میں دیکھتا ہوں کہ ہر مسئلے کا جواب آپکی نوکِ زبان پر ہے کبھی کسی مسئلے کے متعلق آپؒ کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ کتاب دیکھ کر جواب دیا جائے گا جب اعلیٰ حضرت نے یہ بات سنی تو آپؒ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا، سید صاحب !جب قبر میں مجھ سے سوال ہوگا تو وہاں کتابیں کہاں سے

لاؤں گا۔جب آپؒ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؒ نے مریدین کو بلا کر فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو یاد رکھو میری قبر اتنی گہری کھودنا کہ جس میں میں کھڑا ہو سکوں غلاموں نے عرض کیا حضور حسب معمول تو قبر اتنی گہری کھودی جاتی ہے کہ جس میں آدمی بیٹھ سکے آپؒ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کی قبر میں خود کملی والے ﷺ تشریف لاتے ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میری قبر اتنی گہری ہو کہ جب امام الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ! میری قبر میں جلوہ گر ہوں تو میں کھڑا ہو کر آپ ﷺ کا استقبال کروں اور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کروں تقدیس خداوندی اور ناموس رسالت اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کی جو تحریک آپؒ نے 1878ء سے 1921ء تک جاری رکھی اور محفل میلاد کی جو آپؒ نے مشعلیں روشن رکھیں وہ آج چمکتے ہوئے ستاروں میں تبدیل ہو کر چہار دانگ عالم میں روشنیاں بکھیر رہی ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خان بریلویؒ نے ایک طویل مدت تک تشنگان علم ومعرفت کو اپنے کمالات ظاہری وباطنی سے مستفید کر کے عالم اسلام میں روحانیت تقریب الٰہی علم وحکمت اور عشق رسول ﷺ کا ذوق پیدا کر کے 25 صفر المظفر 1340ء ہجری بروز جمعۃ المبارک ہندوستان کے وقت کے مطابق 2 بج کر 38 منٹ پر آپؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ادھر مؤذن نے "حی علی الفلاح" کی صدا بلند کی ادھر آپؒ نے جان ! جان آفریں کے سپرد کر دی۔انا للہ وانا علیہ راجعون۔آج بھی آپؒ کا مزار پُر انوار بریلی شریف میں خاص وعام کے لئے زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔جہاں پر آپؒ کا سالانہ عرس

پاک 25 ,24 صفر المظفر کو منایا جاتا ہے۔ 25 صفر المظفر کو بیت المقدس میں ایک شامی بُزرگؒ نے خواب میں اپنے آپ کو دربارِ رسالت مآب ﷺ میں پایا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء عظامؒ دربار میں حاضر تھے لیکن مجلس میں سکُوت طاری تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے شامی بزرگؒ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی حضور ﷺ ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس کا انتظار ہے ؟ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے شامی بزرگ نے عرض کی حضور ! احمد رضا کون ہیں ؟ ارشاد ہوا ہندوستان کے مشہور شہر بریلی کے رہنے والے ہیں ۔ بیداری کے بعد وہ شامی بزرگؒ مولانا احمد رضا خانؒ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور جب وہ بریلی شریف آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس عاشقِ رسول ﷺ کا اسی روز یعنی 25 صفر المظفر 1340 ہجری کو وصال ہو چکا ہے ۔ جس روز انہوں نے خواب میں سرور کائنات فخر موجودات احمد مختار محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ ہمیں "احمد" کا انتظار ہے ۔ (سوانح امام احمد رضا

محسن ملت اسلامیہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے بارے میں فرماتے ہیں آج سے سو سال قبل جب انگریز ہندوؤں کے ساتھ ساز باز کر کے ہند کی معیشت پر قابض ہوئے تو مسلمانوں کے تشخص اور تعلیمی نظام کو زبردست دھچکا لگا استعماری طاقتوں کے مذموم عزائم کی بدولت مذہبی قدریں زوال پذیر ہونے لگی تھیں اس پر آشوب دور میں اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا جیسی باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا کہ جن کی تصانیف، تالیفات اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب برپا

کر دیا۔امام صاحب کی شخصیت جذبہ عشق رسول ﷺ سے لبریز تھی۔آپکی ساری زندگی کومد نظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ آپؒ کی ذات نبی کریم ﷺ کے ساتھ وفاشعاری کانشان مجسم تھی آپ کی ہمہ جہت شخصیت کاایک پہلوسائنس سے شناسائی بھی ہے سورج کوحرکت پذیراور محوگردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپؒ کے دلائل بڑی اہمیت کے حامل ہیں آج جبکہ دوسری طرف ہمارادشمن ہمیں تباہ وبرباد نے کی گھات میں بیٹھاہے۔تومیں سمجھتاہوں کہ امام صاحبؒ کی تعلیمات سے بہرور ہوکرہم آج بھی ایک سیسہ پلائی ہوئی دیواربن سکتے ہیں مصورپاکستان ڈاکٹرعلامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؛ہندوستان کے دورآخرمیں ان جیساطبّاع اورذہین فقیہ پیدانہیں ہوا۔میں نے ان کے فتاوٰی کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔ان کے فتاوٰی ان کی ذہانت ،فطانت،جودت طبع،کمال ثقاہت اورعلوم دینیہ میں تبحرعلمی کے شاہدعادل ہیں۔ مولاناایک دفعہ جورائے قائم کرلیتے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے ۔یقیناوہ اپنی رائے کااظہاربہت غوروفکرکے بعدکیاکرتے تھے۔لہٰذاانہیں اپنی شرعی فیصلوں اورفتاوٰی میں کبھی کسی تبدیلی یارجوع کی ضرورت نہیں پڑی۔(حوالہ ہفت روزافق کراچی 22تا28جنوری 1979)

ستمبر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا ایک تاریخی اور یادگار دن 7

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا، زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں مَیں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد، ہمارے ایمان کی روح اور مسلمانوں کی ایک بنیادی پہچان ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا مطلب ہے۔ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کریم کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کو جاننا اور اس پر ایمان ہر مسلمان پر فرض ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تعلق اسلام کے بنیادی عقائد سے ہے یعنی ایک مسلمان اس پر ایمان رکھے کہ حضور اکرم حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کا دین اور آپ ﷺ کی شریعت تمام گزشتہ شریعتوں اور ادیان کی ناسخ ہے۔ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ امام ابن کثیر، امام قرطبی، امام غزالی نے اس پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی یہ ہیں کہ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس بات پر امت

کا اجماع ہو چکا۔ پوری امت محمدیہ ﷺ روز اوّل سے لیکر آج تک اس بات پر متفق ہے کہ حضرت سیدنا محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ تمام صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، آئمہ دین، مفسرین، محدثین، مؤرخین، مشائخ عظام اور علمائے کرام اور دیگر شعبہ زندگی کے تمام افراد کا اجماعی عقیدہ کہ حضور نبی کریم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری رسول اور نبی ہیں۔ جو شخص آپ ﷺ کے زمانے میں یا آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے کافر اور مرتد ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد نبوت و رسالت کے دروازے بند کر دیے گئے۔ جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ختم ہو گیا۔ اب قیامت تک کوئی نبی، رسول، کوئی شریعت اور کوئی کتاب نازل نہ ہو گی۔ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، کذاب، دجال اور کافر ہے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد بہت سے کذابوں نے نبوت کے دعوے کئے جن میں مسلیمہ کذاب اور دیگر شامل تھے۔ امیر المومنین سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کے خلاف جنگ کی اور اسے واصل جہنم کیا۔ اس جنگ میں سینکڑوں حفاظ کرامؓ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ المختصر عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر 100 سے زائد آیت قرآن مجید اور 200 سے زائد احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔

آج کا دن پاکستان کے مسلمانوں کے لئے خصوصی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس دن یعنی

ستمبر 1974 کو پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے مشترکہ طور پر (احمدیوں، مرزائیوں، 7 قادیانیوں) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ قرارداد حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے پیش کی تھی۔ جس کی رُو سے مرزائیوں کو مسلمان کہلانے سے روک دیا گیا اور مسلمانوں کی مساجد میں اپنی مخصوص عبادت کرنے سے بھی روک دیا گیا۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآاَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ (پارہ 22 الاحزاب آیت 40)

ترجمہ: محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو جاننے والا ہے۔

(قُلْ یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (پارہ 9 سورۃ الاعراف آیت 158

ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

احادیث مبارکہ ختم نبوت

(۔ان الرسالۃ والنبوۃ قدانقطعت فلارسول بعدی ولانبی بعدی۔ (جامع ترمذی شریف 1

ترجمہ: بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔

2۔انااٰخرالانبیاء وانتم اخرالامم ترجمہ: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ (سنن ابن ماجہ)

3۔لانبی بعدی ولاامۃ بعدکم ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ (طبرانی شریف)

4۔''بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے جب کوئی نبی فوت ہوجاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (بخاری)

5۔''میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اُس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ تو (سنو) وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو گئی ہے اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے جسے پُر کرنے کے لئے کوئی نبی آئے''۔ (بخاری شریف)

6۔''میں پیدائش میں سب سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں''۔ (کنزالعمال)

7۔''میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں زندگی میں پالوں اور اس شخص کا بھی (جو میرے بعد پیدا ہوگا''۔ (کنزالعمال

8۔''میں آخرالانبیاء ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو''۔ (ابن ماجہ)

9۔''مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ ا۔ مجھے مختصر اور جامع بات کہنے کی خوبی عطا کی گئی ہے۔ ۲۔ رعب کے ذریعے مجھے نصرت بخشی گئی (یعنی بڑے

سے بڑا آدمی بھی مجھ سے مرعوب ہو جاتا ہے) ۳۔ میری امت پر غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ ۴۔ میرے لئے تمام رُوئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا (یعنی میرے امتی ہر جگہ نماز ادا کر سکتے ہیں)۔ ۵۔ مجھے تمام دنیا کے لئے رسول ﷺ بنایا گیا۔ ۶۔ مجھ پر انبیاء (کے آنے) کا سلسلہ ختم کر دیا گیا''۔ (مسلم شریف، ترمذی، ابن ماجہ

۔ ''قریب ہے میری امت میں تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے جن میں سے 10 ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی (نہیں ہو سکتا''۔ (صحیح مسلم شریف، ابوداؤد

۔ ''میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس وقت آخری نبی لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام گندھی 11 (ہوئی مٹی کی حالت میں تھے''۔ (مشکوٰۃ شریف

برزا قادیانی کون تھا؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے سکھ عہد میں ہندوستان کے صوبہ گورداسپور کے علاقہ قادیان میں حکومتِ برطانیہ کے زرخرید غلام خاندان مُغل برلاس سے تعلق رکھنے والے ایک شخص مرزا غلام مرتضٰی کے گھر جنم لیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی 1839 عیسوی میں پیدا ہوا۔ انگریز کی سازش اور اسکے حکم پر ایک نام نہاد مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ پہلے پہل اپنے آپ کو مثلِ مسیح کہا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی مثل ہوں۔ پھر عیسٰی ابن مریم کہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو قرآن پاک میں آیت ہیں یا ان کے متعلق آسمان سے

اترنے کی احادیث ہیں ان کی عجیب اور مضحکہ خیز تشریحات کیں اس سلسلے میں اگر مرزا کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو وہ اپنی زندگی اور ذاتی کردار کے اعتبار سے ایک ایسی شخصیت ہے کہ جس کو نسل انسانی میں شمار کرنا بھی انسانیت کی توہین ہے وہ عملی اعتبار سے بداخلاق ، فحش گو، افیونی، شرابی، زانی، بدکار، انسان نما بہروپیا تھا مرزا ایسی باتوں سے نبی تو کُجا ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتا آہستہ آہستہ جھوٹ بولتے بولتے اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ سب سے پہلے اس کی شیطانی فریب کاریوں کا نوٹس حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ نے لیا اور اس پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اس کے مکر و فریب سے مسلمان قوم کو بروقت خبردار کیا۔ اور پھر جب تمام بڑے بڑے مولوی اس کے دامِ فریب میں پھنس چکے تھے تو مرزا کے مناظرے کا چیلنج قبول کر کے اس کو لوگوں کے سامنے شرمندہ اور پوری دنیا میں ذلیل و خوار کرنیوالے جناب حضرت پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی والئی گولڑہ شریف تھے۔ یاد رہے علامہ شبیر احمد عثمانی قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کی نمازِ جنازہ پڑھا رہے تھے۔ ایک طرف غیر مسلم سفیر بیٹھے ہوئے تھے۔ پاکستان کے وزیرِ خارجہ سر ظفر اللہ خان، جو قادیانی تھے ، وہ بھی اُن کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک غیر ملکی اخبار کے نمائندے نے اُن سے سوال کیا۔ آپ کے ملک کے بانی اور گورنر جنرل وفات پا گئے ہیں۔ آپ نے ان کی نمازِ جنازہ کیوں نہیں پڑھی ہے۔ سر ظفر اللہ نے جواب دیا" مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ"۔ اس طرح سر ظفر اللہ خان نے تاریخ میں پہلی بار گواہی دی کہ

قادیانی مسلمانوں سے الگ ایک فرقہ ہے۔اس طرح قادیانیت کا اصل چہرہ بے نقاب ہو کر پوری قوم کے سامنے آگیا اس قسم کے واقعات نے پورے ملک میں آگ لگادی ۔چنانچہ واقعات کے تسلسل کے نتیجہ میں 1953ء میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء ومشائخ، سیاسی کارکنوں اور عام لوگوں نے مل کر ''تحریک ختم نبوت ''کا آغاز کیا تو شمع ختم نبوت کے پروانوں نے حضور ختمی مرتبت نبی اکرم ﷺ کی ختمِ نبوت اور ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے قربانیوں کی لازوال داستان رقم کی۔ تحریک ''تحفظ ختم نبوت'' سے قادیانیوں اور قادیانیت نوازوں کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا تھا۔ابتدائی طور پر تحریک کا آغاز اگرچہ کراچی سے کیا گیا تھا مگر اس تحریک کو عروج اُس وقت ملا جب لاہور میں مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے جامع مسجد وزیر خان کو مرکز بناتے ہوئے تحریک کی قیادت اپنے ہاتھوں میں لیکر حکومتی ایوانوں میں زلزلہ اور قصرِ قادیانیت میں بھونچال واقع کر دیا۔ 1953 میں تحریک ختم نبوت میں آپؒ کو پھانسی کی سزا بھی ہوئی تھی۔سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھری میں رہے اور 14 مئی 1953ء کو آپ کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔پھر مئی 1955ء میں آپؒ کو باعزت بری کر دیا گیا۔رہائی کے بعد پریس والوں نے ایک دفعہ آپ کی عمر پوچھی تو فرمایا''میری عمر وہ سات دن اور آٹھ راتیں ہیں جو میں نے ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کی خاطر پھانسی کی کوٹھڑی میں گزار دی کیونکہ یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی مجھے اپنی اس زندگی پر ناز ہے''۔یہاں یہ حقیقت بھی ریکارڈ پر رہنی چاہیے کہ

عوامی سطح پر مرزائیت کے خلاف سب سے پہلی اورزوردار آواز حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے اُٹھائی تھی۔ جبکہ اُس وقت کے علماء قادیانیت اوراُس کے عقائد پر فتویٰ کفر لگا چکے تھے مگراُن کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ علماء کے طبقے کی طرف سے ابھی تک نہیں کیا گیا تھا۔ بالآخر علماء اہلسنت خصوصاًعلامہ شاہ احمد نورانیؒ صدیقی صاحب ،علامہ عبدالمصطفیٰ الازہریؒ، مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی ودیگر مشائخ عظام وعلمائے کرام کی دن رات محنتوں سے حکومتِ پاکستان نے 7 ستمبر 1974ء کے مبارک دن قادیانیوں کو غیر مُسلم اقلیت قرار دیا۔

مرزا قادیانی کی چند کفریات

1۔ مرزاغلام احمد قادیانی لکھتاہے کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خودخدا ہوں اوریقین کیاکہ وہی ہوں سومیں نے پہلے توآسمان اورزمین کواجمالی صورت میں پیداکیاپھر میں نے آسمانِ دنیاکوپیداکیا۔ (کتاب البریہ،آئینہ کمالاتِ اسلام) معاذاللہ

2۔ مرزا کہتاہے کہ یہ (قرآن مجید) قادیان کے قریب نازل ہوا۔ یہ خداکی کتاب (اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (حقیقۃ الوحی

3۔ مرزا قادیانی کہتاہے کہ واقعی قادیان کانام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہاکہ تین شہروں کانام اعزازکے ساتھ قرآن مجید میں درج کیاگیاہے۔ بکہ

المکرمہ ،مدینۃ المنورہ اور قادیان۔

4۔ مرزا لکھتا ہے کہ میں نبی بھی ہوں اور رسول بھی ہوں اور خدا سے غیب کی خبر پانے والا بھی ہوں۔ مجھے اللہ نے وحی کی ہم نے تجھ کو (اے مرزا) تمام دنیا پر رحمت کرنے (کے لئے بھیجا ہے۔ (حقیقۃ الوحی

5۔ مرزا لکھتا ہے کہ خدا نے مجھ سے کہا آسمان سے کئی تخت (نبوت کے) اُترے (پَر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ (حقیقۃ الوحی

6۔ مرزا لکھتا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی) (معاذاللہ

میں آخر کار مرزا 26 مئی کو صبح سوا دس بجے ممتاز عالم دین پیر جماعت علی شاہ 1906 صاحبؒ کی پیشن گوئی کے مطابق ہیضے کی بیماری میں مبتلا ہو کر احمدیہ بلڈنگ میں بیت العلماء کے اندر ہی مَرا اور قادیان میں دفن ہوا۔

پیغام ختم نبوت

اہل اسلام کے نزدیک تمام حسنات سے بڑھ کر نیکی ذکر مصطفیٰ اور تحفظ ناموس مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ہر مسلمان اپنے پیارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے آپ ﷺ پر درود و سلام کا تحفہ بھیجتا ہے۔ دیگر افعالِ شرعیہ پر عمل کرکے محبت رسول کریم ﷺ کا مظاہرہ کرتا ہے۔ درج بالا تحریر میں آپ احباب نے قرآن مجید اور احادیث ختم نبوت کا مطالعہ کرکے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ اسکے علاوہ

مرزائیوں کے کفریات اور نظریات کو پڑھ کر اس باطل گروہ سے بھی آگاہ ہو چکے ہیں ۔ حضور ﷺ کی ناموسِ رسالت اور آپ ﷺ کی ناموس عظمتِ ختم نبوت کا تحفظ ہم سب کا اوّلین فرض ہے آپ سب سے گزارش ہے کہ آپ ختم نبوت کا کام کیجیے چاہے آپ زندگی کے کسی شعبے میں بھی ہوں اس میں رہتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو کو تحفظ قادیانیوں کی کمپنی ہے (Shezan) ختمِ نبوت کے لئے صرف کیجئے۔یاد رکھیے ! شیزان جو مشروبات اور بہت سی دیگر مصنوعات بناتی ہے۔شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے۔ورنہ ہم بروز قیامت اللہ کے رسول ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے ؟؟؟۔۔۔۔

فرمُودۂ اقبالؒ

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد

بر رسولانِ ما رسالت ختم کرد

رونق از ما محفلِ ایام را

اُو رُسل را ختم و ما اقوام را

خدمتِ ساقی گری با ما گذاشت

داد ما را آخریں جامے کہ داشت

لا نبی بعدی ”زِ احسانِ خدا است“

بر دۂ نامُوسِ دینِ مُصطفیٰ است

خطبہ حجۃ الوداع

انسانی حقوق کا اولین اور عالمی منشور

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کیا''۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳)

خطبہ حجۃ الوداع کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع بلاشبہ انسانی حقوق کا اوّلین اور مثالی منشور اعظم ہے۔ اسے تاریخی حقائق کی روشنی میں انسانیت کا سب سے پہلا منشور انسانی حقوق ہونے کا اعزاز ہے۔ اس منشور میں کسی گروہ کی حمایت کوئی نسلی، قومی مفاد کسی قسم کی ذاتی غرض وغیرہ کا کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ ذی قعدہ ۱۰ ہجری میں آقا ﷺ نے حج کا ارادہ کیا یہ حضور ﷺ کا پہلا اور آخری حج تھا۔ اسی حوالے سے اسے ''حجۃ الوداع'' کہا جاتا ہے۔ یہ ابلاغ اسلام کی بناء پر ''حج الاسلام'' اور ''حج البلاغ'' کے نام سے بھی موسوم ہے۔ اس حج کے موقع پر آقا ﷺ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اسے خطبہ حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ ۸ ذی الحجہ ترویہ کے دن آپ ﷺ منیٰ تشریف لے گئے وہاں ۹ ذی الحج (یوم عرفہ) کی صبح

تک قیام فرمایا۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر کی نمازیں وہی پڑھیں پھر اتنی دیر وہاں توقف فرمایا کہ سورج طلوع ہوگیا اس کے بعد آپ ﷺ منٰی سے چل پڑے اور عرفات تشریف لائے (عرفات میں قیام حج کا رکن اعظم ہے اگر یہاں قیام نہ ہوگا تو حج ادا نہیں ہوگا) وہاں وادی نمرہ میں آپ ﷺ کے لئے قُبہ لگا ہوا تھا آپ ﷺ اسی میں استراحت فرما ہوئے جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ کے حکم سے قصوا اونٹنی پر کجاوا کسا گیا اور آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر ''وادی عرنہ'' یعنی بطن وادی میں تشریف لے گئے اسوقت آپ ﷺ کے گرد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا آپ ﷺ نے انکے سامنے ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔

آپ ﷺ نے اللہ پاک کی حمد و ثناء کرتے ہوئے خطبہ کی ابتداء یوں فرمائی۔ ''اللہ پاک ایک ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں اسکا کوئی شریک نہیں اللہ پاک نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے (محمد رسول اللہ ﷺ) کی مدد فرمائی اور تنہا اسکی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا"۔

لوگو! میری بات غور سے سن لو مجھے نہیں معلوم کہ تم سے اس سال کے بعد اس مقام'' پر کبھی مل سکوں یا نہیں۔ لوگو اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا ہے کہ تم الگ الگ پہچانے جاسکو تم میں سب سے زیادہ عزت و کرامت والا اللہ پاک

کے ہاں وہ ہے جو اللہ پاک سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو"۔

"نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر نہ کالا گورے سے افضل ہے اور نہ گورا کالے سے ہاں بزرگی اور فضیلت کا معیار ہے تو تقویٰ ہے سب انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے اب فضیلت و برتری کے سب دعوے، خون مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے دفن اور پامال ہو چکے ہیں پس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت باقی رہیں گی"۔

"اے لوگو! ایسا نہ ہو کہ اللہ پاک کے پاس تم ایسے آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہوا ہو اور دوسرے لوگ سامان آخرت لے کر پہنچیں اور اگر ایسا ہوا تو میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا"۔

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے لئے فخر و مباہات کی کوئی گنجائش نہیں اے لوگو! تمہارے خون، مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ہمیشہ اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن کی ماہ مبارک (ذی الحج) کی اور اس شہر (مکہ) کی حرمت قائم ہے تم سب نے اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعمال کے بارے میں تم سے پوچھنا ہے۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ اگر کسی کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اسکا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے

کوامانت واپس دے دے"۔

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی" ہیں اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرو انکا خیال رکھو اور انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ ایسا ہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو جاہلیت کی ہر بات کو میں اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں جاہلیت کے قتل و خونریزی کے تمام جھگڑوں کا ملیامیٹ کرتا ہوں پہلا خون میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور بنو ہذیل نے اسے قتل کر ڈالا میں اسے چھوڑتا ہوں۔ دور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا ہے وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا"۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اُسکا حق دے دیا اب کوئی کسی وارث کے حق کے لئے" وصیت نہ کرے بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے جس کے بستر پر پیدا ہوا جس پر حرامکاری ثابت ہو جائے اسکی سزا پتھر ہے۔ حساب و کتاب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوگا جو شخص اپنے آباء کو چھوڑ کر اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کو مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر اللہ پاک کی لعنت! قرض قابل واپسی ہے ادھار لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہو وہ تاوان ادا کرے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ

لے سوائے اسکے جس پر اسکا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی اسکو دے تم خود ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو"۔

ہاں اے لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ پاک کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر تمہارے لئے حلال ہوئیں عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اسکی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔ تم پر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی شخص کو نہ آنے دیں جو کہ تمہیں گوارا نہیں، اور وہ کوئی خیانت نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ پاک کی طرف سے یہ اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو کہ وہ باز آجائیں اور تم پر عورتوں کا حق ہے کہ تم انہیں معروف طریقے سے کھلاؤ پلاؤ۔ کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں اور وہ خود اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتیں

۔ لہٰذا عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرنا اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اسکے بعد ہر گز گمراہ نہ ہوگے اور وہ ہے اللہ پاک کی کتاب ہاں یاد رکھنا دینی معاملے میں حدود سے تجاوز نہ کرنا کہ تم سے پہلے لوگ انہیں کے سبب ہلاک ہوئے"۔

لوگو! شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی کہ اس کی اس شہر میں عبادت" کی جائے لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات جن کو تم کم اہمیت دیتے

ہواس کی بات مان لی جائے اور وہ اس پر راضی ہواسلئے تم اس سے اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کرنا''۔

لوگو! حرمت والے مہینے کو آگے پیچھے کرنا کفر میں اضافہ کرتا ہے اس سے وہ لوگ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں جو کافر ہیں اور جو ایک سال اُسے حرام رکھتے ہیں اور دوسرے سال حلال کر لیتے ہیں تاکہ یہ کافر لوگ اللہ پاک کے حلال کیے ہوئے مہینوں کی گنتی پوری کر لیں اس طرح یہ اللہ پاک کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں''۔

لوگو! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں لہٰذا اپنے رب'' کی عبادت کرو پانچ وقت کی نماز ادا کرو، سال بھر میں ایک مہینہ (رمضان) کے روزے رکھو اپنے مال کی زکوۃ خوش دلی سے ادا کرتے رہو، اللہ پاک کے گھر کا حج کرو اپنے اہل امر کی اطاعت کرو تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔''لوگو! اور تم سے میرے متعلق اللہ پاک قیامت کے دن پوچھے گا بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا ہم شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے تبلیغ کر دی اللہ پاک کا پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا یہ سن کر آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھاتے اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایا اے اللہ پاک! گواہ رہنا، گواہ رہنا۔اس خطبے میں آپ ﷺ نے کئی امور بیان

فرمائے اورجب فارغ ہوئے توسورۃ المائدۃ کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارادین مکمل کردیااورتم پراپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسندکیا۔ خطبہ دینے کے بعدآپ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایاکہ اے بلالؓ اذان پڑھوحضرت بلالؓ نے اذان پڑھی توحضور ﷺ نے ظہراور عصرکی نمازیں دونوں ملاکرپڑھائیں پھرآپ ﷺ نے نہایت تضرع اورانکساری سے دعافرمائی یہ دعااتنی طویل تھی کہ سورج غروب ہوگیا۔ غروب آفتاب کے

بعدآپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اورواپس مزدلفہ تشریف لائے مزدلفہ میں مغرب اورعشاء کی نمازیں ملاکرپڑھائیں صبح کی نمازاوّل وقت میں ادافرمائی اور مشعرالحرام کے پاس آکردعافرمائی حتیٰ کہ سورج نکلنے کے قریب ہوگیاحضور ﷺ نے حضرت فضل بن عباسؓ سے فرمایاکہ کنکریاں چن لوانہوں نے سات کنکریاں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔

منیٰ کوواپسی

جب آپ ﷺ واپس منیٰ میں پہنچے تونشیب میں جمرۃ العقبٰی کوکنکرمارنے کے لئے قیام فرمایااورایک ایک کرکے کنکریاں پھینکیں۔آپ ﷺ کنکری مارتے وقت تکبیرپڑھتے تھے۔حضرت اسامہ بن زیدؓاورحضرت بلالؓ سے جوقریب حاضرتھے فرمایایکھ لوشایدآئندہ سال میں حج نہ کرسکوں یہاں پر حضور ﷺ نے پھرایک مرتبہ خطبہ دیاجس میں قربانی کے فضائل اور طریقہ بیان فرمایااس خطبہ کے چندارشادات یہ

ہیں ''لوگو! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ جان لو جو شخص گناہ کرتا ہے اسکی جواب دہی اسکے ذمے ہے جو لوگ حاضر ہیں وہ ان لوگوں کو احکام بتائیں جو حاضر نہیں" پھر آپ ﷺ پہاڑ کے دامن میں تشریف لائے اور قربانی فرمائی ۶۳ اونٹ حاضر تھے قربانی کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ قربانی کی کھال مساکین میں تقسیم کر دو پھر آپ ﷺ نے حجامت بنوائی۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ ﷺ واپس کعبۃ اللہ آئے اور طواف کیا اسکے بعد آبِ زم زم پہ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے پانی نوش فرمایا۔ پھر اسی وقت آپ ﷺ منیٰ کو تشریف لے گئے رات کو منیٰ میں قیام فرمایا صبح اٹھ کر زوال سے پہلے جمرہ اولیٰ، جمرہ وسطیٰ، اور پھر جمرہ عقبےٰ کو کنکریاں ماریں یونہی ۳ دن تک عمل فرمایا۔ پھر آپ ﷺ مکہ واپس آئے اور طواف وداع فرمایا اس طواف میں آپ ﷺ نے رمل نہیں فرمایا یعنی پہلے تین چکروں میں جلدی جلدی اور چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھائے۔ صبح کی نماز کعبۃ اللہ میں ادا فرما کر واپس مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔

خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات

☆انسانی جان، مال، عزت و آبرو، اولاد کا تحفظ ☆امانت کی ادائیگی ☆قرض کی واپسی اور جائیداد کے تحفظ کا حق ☆سود کے خاتمے کا تاریخی اعلان ☆پُرامن زندگی اور بقائے باہمی کا حق ☆ملکیت، عزت نفس اور منصب کے تحفظ کا حق ☆انسانی جان کا تحفظ، قصاص وڈیت ☆قانونی مساوات کا حق، نسلی تفاخر اور طبقاتی تقسیم کا خاتمہ ☆غلاموں کے

حقوق کا انقلابی اعلان ☆ عورتوں کے حقوق کا تاریخی اعلان

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس شہر اور جس خطے میں ۲۳ سال پہلے آنحضرت ﷺ کے رشد و ہدایت کے پیغام کو لوگوں نے جھٹلایا تھا اب اسی شہر میں ایک لاکھ چوبیس یا چوالیس ہزار سے زائد افراد آقا ﷺ کا خطبہ سن رہے تھے تاریخ ساز خطبے میں کئے گئے تمام اعلانات، ہدایات اور تعلیمات پر حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی عمل کیا گیا۔ حضور ﷺ کے بعد خلافت راشدہ اور اموی عہد میں جس طرح عمل کیا گیا تاریخ اسلام کے اوراق اسکے ترجمان ہیں۔ عورتوں اور غلاموں کے حقوق پر نظر ڈالی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ آقا ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت بلال حبشیؓ مشاورت میں اکابرین کے ساتھ جمع ہوتے تھے۔ حضرت زید بن حارثہؓ کی ماتحتی میں جلیل القدر اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان شریک تھے ۔ عورت سے متعلق تمام احکامات مثلاً محرمات، نکاح، حق مہر، طلاق، خلع، نفقہ وغیرہ کے متعلق تفصیلات بیان کی گئی ہیں اور سب سے بڑا ثبوت قرآن پاک میں عورتوں کے متعلق سورۃ النساء موجود ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بروز محشر آقا ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے وطن عزیز پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ برپا کرنیوالا حکمران عطا فرمائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد نصیب فرمائے۔ اللہ رب العالمین آقائے دوجہاں سرور کون و مکاں ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب

فرمائے۔ کفار و مشرکین، منافقین، حاسدین کا منہ کالا فرمائے۔ حضور ﷺ کے غلاموں کا دونوں جہانوں میں بول بالا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین

ذبح عظیم قربانی حضرت اسماعیل ذبیح اللہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ اللہ نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے

ذوالحجہ اسلامی سال کا بارھواں مہینہ ہے اسی مہینہ کی دسویں تاریخ کو حضرت اسماعیلؑ کی قربانی اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش کی گئی۔ ذوالحجہ کا مہینہ نہایت ہی عظمت اور مرتبے والا مہینہ ہے اس مہینہ کا چاند نظر آتے ہی ہر دل میں اس عظیم الشان قربانی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جسکی مثال تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ مہینہ اس جلیل القدر پیغمبر کی یادگار ہے جن کی زندگی قربانی کی عدیم المثال تصویر تھی یہ پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل علیہ السّلام ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس مال و منال مویشی کافی زیادہ ہو گئے تو آپؑ کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطا فرما دی ہیں اگر اب اللہ پاک کا فضل کرم ہو کہ اولاد نرینہ سے سرفراز فرمائے تو اس مالک کا ایک اور انعام ہو گا تاکہ وہ میرے بعد منصب نبوت و رسالت پر فائز ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کی جو قبول ہوئی اور ایک فرمانبردار بیٹے کی خوشخبری سنائی۔ قرآن پاک میں ارشاد پاک ہے۔ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ۔ (ترجمہ) تو ہم نے اسے عقل مند لڑکے کی خوشخبری سنائی۔ (پارہ

نور محمدی ﷺ جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر پشت در پشت چلا آ رہا تھا وہ (۲۳
سیدہ ہاجرہؓ کی طرف آیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور وہ
نور محمدی ﷺ آپکی پیشانی میں چمکنے لگا۔ دنیا میں انسان کو دو چیزیں عزیز ہوتی ہیں ایک
انسان کو جان اور دوسری اولاد عزیز ہوتی ہے۔ جب جان کا وقت آیا تو حضرت ابراہیمؑ نے
جان کی پرواہ نہ کی بلکہ اللہ کی رضا پر راضی ہوئے۔ نمرود لعین جس نے خدائی کا دعویٰ
کیا تھا اس نے آگ میں حضرت ابراہیمؑ کو ڈالا لوگ خوش تھے کہ ہمارے بتوں
کو برا بھلا کہنے والا آج کے بعد کوئی نہیں ہوگا (نعوذ باللہ) مخالف ہمیشہ کے لئے ختم
ہو جائے گا آخر جب آپؑ کو آگ میں ڈالا گیا۔ شاعر مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی روح
یہاں تڑپی اور کیا خوب کہا۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق ۔
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی۔

عقل ابھی تماشا دیکھ رہی تھی کہ عشق نے چھلانگ لگا دی اللہ پاک نے آگ کو حکم دے
دیا۔ (ترجمہ) اے ! آگ حضرت ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی ہو جا۔ جان کے
بعد اولاد کی باری آتی ہے جب حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ کی پیدائش ہوئی تو حضرت
ابراہیمؑ کو حکم ملا کہ وہ سیدہ ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو جنگل میں چھوڑ آئیں حضرت
ابراہیمؑ ابھی سوچ رہے تھے کہ جبرائیلؑ جنت سے ایک براق رفتار سواری لے آئے
چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؓ و حضرت اسماعیلؑ

کو اپنے پیچھے براق پر بٹھایا اور سرزمین مکہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ کافی سفر کرنے کے بعد جب سرزمین مکہ میں پہنچ گئے جہاں آجکل آب زمزم کا کنواں ہے اس مقام پر کھڑے ہوگئے جبرائیلؑ نے عرض کی اللہ کے پیارے خلیلؑ منشاء الٰہی یہی ہے کہ انہیں یہاں چھوڑ دیا جائے۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو وہاں ٹھہرایا کھانے کے لئے تھوڑی سی کھجوریں اور پینے کے لئے پانی دیکر انہیں واپس آنے لگے تو حضرت ہاجرہؓ نے عرض کیا اے اللہ پاک کے پیارے خلیلؑ کیا! یہاں ٹھہرنے کا حکم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا ہاں۔ حضرت ہاجرہؓ نے کہا کہ اب ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہم اپنے رب کی رضا پر راضی ہیں اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو سرزمین حرم پر ٹھہرایا تو جاتے وقت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی جسکا ذکر قرآن پاک کے پارہ نمبر ۱۳ میں ہے (ترجمہ) ''اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد ایک وادی میں بسائی ہے جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس (کعبۃ اللہ) اے ہمارے رب! اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں۔ اے پروردگار لوگوں کے دل انکی طرف مائل کردے اور انہیں پھل کھانے کو دے تاکہ وہ تیرا شکر کریں''۔ حضرت ابراہیمؑ نے جاتے وقت حضرت ہاجرہؓ کو کچھ کھجوریں اور پانی دیا حضرت ہاجرہؓ بھوک کے وقت کھجوریں کھاتیں اور شدت پیاس کے وقت پانی پی لیتیں یہاں تک کہ کھجوریں اور پانی ختم ہوگیا حضرت اسماعیلؑ کو پیاس لگی آپؑ کی والدہ ماجدہ سے بچے کی پیاس دیکھی نہ گئی آپؓ قریب ایک پہاڑی

پر گئیں تاکہ کہیں پانی مل جائے مگر پانی کا نام ونشان تک نظر نہیں آیا پھر آپؑ واپس بچے کے پاس آئیں اور بچے کی پیاس کی شدت دیکھ کر دوسری پہاڑی پر چڑھیں مگر وہاں بھی پانی نظر نہ آیا آپؑ جن دو پہاڑیوں پر پانی کی تلاش کے لئے گئیں ان دونوں پہاڑیاں کو صفا مروہ کہا جاتا ہے ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان حضرت ہاجرہؑ سات مرتبہ دوڑیں اللہ رب العزت کو ان کا دوڑنا اتنا پسند آیا کہ قیامت تک ہر آنے والے حاجیوں کو حکم فرمایا کہ وہ بھی صفا و مروہ کے درمیان سات سات چکر لگائیں تاکہ میری برگزیدہ پیاری بندی حضرت ہاجرہؑ کی سنت کو زندہ رکھیں۔ان دونوں پہاڑیوں کو اللہ پاک نے شعائراللہ قرار دیا (یعنی اللہ پاک کی نشانیاں ہیں)ان دونوں پہاڑیوں کا ذکر اللہ پاک نے قرآن مجید فرقان حمید کے دوسرے پارہ میں فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ۔" بے شک صفا اور مروہ اللہ پاک کی نشانیوں میں سے ہیں " جب حضرت ہاجرہؑ کو دوسری پہاڑی سے بھی پانی نہ ملا تو واپس اپنے بچے کے پاس آتی ہیں اور ایک عجیب منظر دیکھتی ہیں جہاں پر حضرت اسماعیلؑ کی ایڑیاں ہیں وہاں پر پانی کا ایک صاف شفاف چشمہ جاری ہے اس پانی کے اچانک ظاہر ہونے سے حضرت ہاجرہؑ کی خوشی کی انتہا نہ رہی فوراً اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں پھر یہ خیال آیا کہ اس بڑھتے ہوئے پانی کو روکنا چاہیے آخر کار آپؑ نے اس پانی کے ارد گرد ایک آڑ بنادی پانی کو روکتے ہوئے حضرت ہاجرہؑ کہہ رہی تھیں زمؔ زمؔ ٹھہرا ے پانی ! ٹھہر یہی وہ آب زمزم ہے جسے کروڑوں لوگ بطور تبرک پیتے ہیں اور ساتھ لے جاتے ہیں۔ نبی اکرم نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہؑ اس

پانی کو زم زم نہ کہتیں تو یہ پانی ساری کائنات کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوتا۔ حضرت ہاجرہؓ پانی سے خود بھی سیراب ہوتیں اور اپنے نور نظر حضرت اسماعیلؑ کو بھی پلاتیں اسی طرح وقت گزر گیا۔ آب زمزم بہنے لگا دور جنگل سے پرندے اپنی پیاس بجھانے کے لئے اس پر منڈلانے لگے یہاں تک کہ قبیلہ بنی جرہم کا وہاں سے گزر ہوا جو یمن سے آئے تھے انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو پانی کی تلاش کے لئے بھیجا جب وہ آبِ زمزم کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت وہاں پر موجود ہے اور اس عورت کی گود میں ایک بچہ ہے اس آدمی نے قبیلہ والوں کو پانی کی خبر دی تو وہاں سارا قافلہ پہنچ گیا انہوں نے حضرت ہاجرہؓ سے اجازت لی اور وہیں پر مقیم ہو گئے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ آبادی کا سلسلہ بڑھتا ہوا شہر کی شکل اختیار کر گیا اور مکہ معظّمہ کے نام سے موسوم ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ذی الحجہ کی پہلی شب کو خواب دیکھا جس سے آپ کو ندا دی جا رہی ہے کہ اے ابراہیمؑ اپنے رب کی بارگاہ میں قربانی کرو جب صبح ہوئی حضرت ابراہیمؑ بیدار ہوئے اور بہت سی بکریاں خدا کی راہ میں قربان کیں پھر دوسری رات کو بھی یہی خواب دیکھا جس میں آپؑ کو حکم مل رہا ہے اے خلیل علیہ السلام قربانی کرو صبح ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ نے بہت سی گائیں اور بکریاں اللہ کی راہ میں قربان کیں جب تیسری رات ہوئی تو آپؑ نے وہی خواب دیکھا صبح بیدار ہو کر آپؑ نے بہت سے اونٹ خدا کی راہ میں قربان کیے آٹھویں ذی الحج تک یہی خواب کا سلسلہ جاری رہا کہ رات کو خواب میں حکم ہوتا کہ قربانی کرو تو آپؑ

صبح بیدار ہو کر راہ خدا میں جانور قربان کر دیتے جب آٹھویں شب میں خواب
دیکھا اور قربانی کا حکم ہوا تو آپ علیہ السّلام نے عرض کی اے میرے پروردگار کیا شے
قربان کروں حکم ملا کہ اپنے لخت جگر پیارے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی
قربانی کرو یہ حکم پا کر خلیل علیہ السّلام متفکر ہو گئے نویں ذی الحج کو خواب دیکھا کہ آپؑ
اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کو ذبح کر رہے ہیں صبح بیدار ہوئے اور یقین کر لیا کہ یہ حکم
خداوندی ہے جس کی تعمیل ضروری ہے دسویں ذی الحج کی رات کو پھر یہی خواب
دیکھا دسویں ذی الحجہ کی صبح کو آپؑ حضرت ہاجرہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت
ہاجرہؓ کو حکم دیا کہ حضرت اسماعیلؑ کو نہلا دھلا کر تیار کرو حضرت ہاجرہؓ نے اپنے بیٹے
کو نہلا دھلا کر خوشبو لگائی اور تیار کر کے اپنے والد حضرت ابراہیمؑ کے حوالے کر دیا حضرت
ابراہیمؑ نے اٹکا ہاتھ پکڑا باپ بیٹا چھری اور رسی لے کر جبل عرفات کی طرف چل پڑے
کعبہ شریف سے کچھ دور پہنچے تو شیطان لعین نے آپؑ کو اس عظیم قربانی سے
روکنا چاہا سب سے پہلے شیطان لعین حضرت اسماعیلؑ کی والدہ حضرت ہاجرہؓ کے پاس
آیا اور کہنے لگا اے ہاجرہؓ آپکو معلوم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ، حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے
کے لئے لے گئے ہیں حضرت ہاجرہؓ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ باپ اپنے بیٹے کو ذبح
کرے؟ شیطان بولا حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا ہے کہ اپنے بیٹے کی
قربانی کر۔ حضرت ہاجرہؓ نے کہا اے شخص اگر خدا کا حکم اسی طرح ہے تو میں
اور میرا بیٹا خدا کے حکم پر راضی ہیں۔ شیطان جب

مایوس ہو کر واپس ہوا تو حضرت اسماعیلؑ کے دل میں وسوسہ ڈالنے لگا قریب جا کر کہا تجھے تیرے والد ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا کیوں؟ شیطان نے کہا وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے حضرت اسماعیلؑ نے جواب دیا اگر اللہ تعالیٰ میری جان کی قربانی قبول فرمالے تو میرے لئے اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی۔ شاعر نے کیا خوب کہا۔

جان دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

شیطان نے ہر ممکن کوشش کی کہ حضرت ابراہیمؑ کسی نہ کسی طرح اس عظیم قربانی سے رک جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے خلیل کے عزم سے بے بس ہوگیا۔ اسکے بعد شیطان نے حضرت ابراہیمؑ کے دل میں وسوسہ ڈالنا شروع کیا حضرت ابراہیمؑ اللہ پاک کے خلیل تھے فوراً پہچان گئے کہ یہ کارنامہ شیطان کا ہے جو اس عظیم قربانی سے روکنے کا مشن پورا کر رہا ہے آپؑ نے اسکو دھتکارنے کے لئے پتھر اٹھا کر اسے مارنا شروع کیا اور فرمایا اے شیطان لعین دور ہو جا میری نظروں کے سامنے اللہ تعالیٰ کو یہ ادائے ابراہیمیؑ اتنی پسند آئی کہ قیامت تک حج کرنے والے حاجیوں کے لئے حکم فرمادیا کہ میرے پیارے خلیلؑ کی سنت کو زندہ رکھنے کے لئے یہاں پر شیطان کو سات کنکر ماریں۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ ایک پہاڑ کے قریب پہنچے تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ سے کہا۔ جو بات آپؑ نے کہی اسکی گواہی

اللہ پاک کی کتاب قرآن مجید کا پارہ ۲۳ دیتا ہے۔ترجمہ: ۔"اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ تم کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہا ہوں اب بتا تیری کیا رائے ہے ۔حضرت اسماعیلؑ نے جواب دیا اے اباجان !آپکو جو حکم ملا ہے وہ پورا کیجیے مجھے آپؑ ان شاءاللہ صبر کرنے والا پائیں گے ۔علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا۔

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

جب باپ بیٹا دونوں رضائے الٰہی پر راضی ہو گئے تو باپ نے بیٹے کو زمین پر جبین کے بل لٹایا قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔فَلَمَّآ اَسۡلَمَا وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ (پارہ ۲۳) جب وہ دونوں تیار ہو گئے تو باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا" چھری چلانے سے پہلے بیٹے نے کہا اباجان میری کچھ وصیتیں ہیں قبول فرمائیں وہ وصیتیں یہ تھیں۔اباجان پہلی وصیت تو یہ ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیں تاکہ اگر میں تڑپوں تو آپکے لباس پر خون کا چھینٹا نہ پڑے ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لینا تاکہ یہ فریضہ ادا کرنے میں تاخیر نہ ہو جائے۔اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لینا کہیں محبت پدری کی وجہ سے آپؑ اس فریضہ سے رہ نہ جائیں۔اور میرا خون آلودہ کُرتا میری والدہ کے پاس پہنچا دیجیے تاکہ وہ اس کُرتے کو دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دے لیا کریں۔حضرت ابراہیمؑ نے حکم

خداوندی کو پورا کرتے ہوئے حضرت اسماعیلؑ کے نازک حلق پر چھری رکھی تو چھری حضرت اسماعیلؑ کے گلے پر کند ہو گئی ہے بار بار چھری چلائی مگر ایسا ہی ہوا حضرت ابراہیمؑ نے چھری کو ایک پتھر پر دے مارا پتھر کو چھری نے دو ٹکڑے کر دیے حضرت ابراہیمؑ نے چھری سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا وجہ ہے کہ اتنے نرم و نازک گلے کو بھی نہیں کاٹتی چھری پکار اٹھی اے اللہ تعالیٰ کے خلیلؑ جسوقت آپؑ کو آگ میں ڈال دیا گیا تھا تو آگ نے آپؑ کو کیوں نہ جلایا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ آگ کو اللہ پاک نے حکم دیا تھا کہ وہ نہ جلائے چھری نے عرض کیا اے حضرت ابراہیمؑ آگ کو تو ایک دفعہ حکم ہوا کہ نہ جلانا مجھے تو ستر مرتبہ حکم مل چکا ہے کہ اسماعیلؑ کے حلقوم کو نہ کاٹنا حضرت ابراہیمؑ نے جب حضرت اسماعیلؑ کے حلقوم پر چھری چلائی گلے پر چھری چلنے سے پہلے حضرت جبرائیل امینؑ جنت سے ایک مینڈھا لے آئے اسکو نیچے رکھ دیا اور حضرت اسماعیلؑ کو اٹھالیا مینڈھا ذبح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی ۔ترجمہ "بے شک ہم نے پکارا اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیکوں کو یونہی جزا دیتے ہیں بے شک یہ صاف آزمائش ہے ہم نے اسکا فدیہ ذبح عظیم کے ساتھ کر دیا اور اسے بعد والوں میں باقی رکھا "حضرت ابراہیمؑ کی قربانی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی اور اسے یادگار کے طور پر قیامت تک باقی رکھا اب ہر سال اسکی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے .علامہ عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اور علامہ عینیؒ نے عینی شرح بخاری میں ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے دریافت کیا کہ تو نے

کبھی اپنی پوری قوت بھی صرف کی ہے جبرائیلؑ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے چار مرتبہ اپنی پوری قوت صرف کی ہے۔پہلی بار جب حضرت ابراہیمؑ کو منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈالا جارہا تھا آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کررہے تھے پھر اللہ تعالیٰ کے خلیل آگ کی طرف جارہے تھے میں مقام سدرہ پر تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے جبرائیلؑ جلدی جا میرا خلیلؑ آگ میں جارہا ہے آگ کو پرمار کر گلزار بنادے یارسول اللہ ﷺ میں نے سدرۃ المنتہیٰ سے پرواز کی اور خلیلؑ کے آگ میں پہنچنے سے پہلے میں آگ میں پہنچ گیا اور آگ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے گلزار بنادیا دوسری بار میں سدرۃ المنتہیٰ پر تھا چھری حضرت اسماعیلؑ کے گلے کی طرف آرہی تھی اس نے صرف دو فٹ کا فاصلہ طے کرنا تھا اسکے دو فٹ کے فاصلے کو طے کرنے سے پہلے میں جنت سے مینڈھا لے کر پہنچ گیا۔ تیسری بار حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈالا جارہا تھا والد کا پہنایا ہوا لباس اتار دیا گیا تھا بازو میں رسی باندھ کر کنویں میں لٹکا دیا گیا آہستہ آہستہ پانی کی سطح قریب آرہی تھی حضرت یوسفؑ کے ایک بھائی نے تلوار مار کر رسی کاٹ دی نصف راستہ طے ہوچکا تھا اور نصف باقی تھا رسی کاٹ دی گئی اور میں سدرہ پر بیٹھا تھا حکم ہوا جبرائیلؑ جلدی جنت جا اور یوسفؑ کے پانی میں پہنچنے سے پہلے پہلے جنتی تخت لے جا اور پانی پر بچھادے میں نے اپنی ساری قوت صرف کردی سدرۃ المنتہیٰ سے جنت گیا اور وہاں سے تخت اٹھا کر زمین کی طرف آیا ابھی حضرت یوسفؑ پانی پر نہیں پہنچے تھے کہ میں پہلے پہنچ گیا۔چوتھی مرتبہ یارسول اللہ ﷺ غزوہ اُحد میں جب آپ ﷺ کا دانت مبارک

شہید ہواخون پاک کاقطرہ زمین کی طرف جارہاتھااللہ رب العزت کی طرف سے حکم ملااے جبرائیلؑ اگر میرے محبوب پاک ﷺ کے خون کاقطرہ زمین پر گرگیاتوزمین جل کرراکھ ہوجائے گی جااورخون کاقطرہ میرے پاس اٹھاکرلے آ جبرائیلؑ نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ آپکے مقدس خون کاقطرہ زمین پر گرنے سے پہلے میں پہنچ گیا۔اس سے ہم کو یہ سبق ملتاہے کہ اللہ پاک نے ایک فرشتہ کواتنی طاقت دی ہے جسکی پروازکایہ عالم ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں زمین پر پہنچتاہے تواس نبی ﷺ کورب نے کیامقام دیاہوگاجس نبی کریم ﷺ کے جبرائیلؑ نے پاؤں مبارک چومے ہیں۔للہ رب العزت حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسماعیلؑ کی اس عظیم قربانی کے صدقے ہم پر کرم فرمائے اورنبی ﷺ کی شفقت اورغلامی نصیب فرمائے ۔عالمِ اسلام کی خیرفرمائے ۔ملک پاکستان کوامن وسلامتی کاگہوارہ بنائے مسلمانوں کوآپس میں اتفاق واتحادکی دولت نصیب فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

چاہت مصطفیٰ ۔۔ سید الشہداء حضرت امام حسینؓ

جس نے حق کربلا میں ادا کردیا
اپنے نانا کا وعدہ وفا کردیا
گھر کا گھر سب سپرد خدا کردیا
کرلیا نوش شہادت کا جام
اس حسین ابن حیدرؓ پہ لاکھوں سلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو انہوں نے وہ پوری کردیں (اس پر) اللہ پاک نے فرمایا" میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بناؤں گا انہوں نے عرض کیا (کیا) میری اولاد میں سے بھی ؟ ارشاد ہوا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ (البقرہ ۱۲۴) اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اپنے اولی العزم اور بزرگ پیغمبر حضرت سیدنا ابراہیمؑ کو مختلف آزمائشوں میں مبتلا کرنے اور ان سے کامیابی سے گزرنے اور پھر اس پر انعام کا تذکرہ فرمایا ہے جو لوگ آزمائش سے بھاگ جاتے ہیں وہ پست رہتے ہیں اور جو لوگ آزمائش کو سینے سے لگاتے ہیں وہ عظیم ہو جاتے ہیں آزمائش ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی آزمائش میں ڈالا بھی اسی کو جاتا ہے جس سے اللہ پاک کو پیار ہوتا ہے اور وہ اپنے محبوب بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے

پیار کیااوراس پیار کے نتیجے میں انہیں آزمائش میں ڈالااوروہ ہرآزمائش میں سُرخرو رہے سلسلہ آزمائش جوحضرت ابراہیمؑ سے شروع ہواتھاحضرت امام حسینؓ پرآکرختم ہوا۔

امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی ولادت باسعادت 5 شعبان ہجرت کے چوتھے سال ہوئی سرکارمدینہ ﷺ کوآپؓ کی پیدائش کی اطلاع دی گئی توآپ ﷺ تشریف لائے۔ آپؓ کے کان میں اذان کہی دعافرمائی اورآپ ﷺ نے حسین نام رکھاآپؓ کے نام رکھنے کی روایت یوں ہے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ جب امام حسنؓ پیداہوئے توان کانام حمزہ رکھااورجب امام حسینؓ پیداہوئے توان کانام ان کے چچاکے نام پر جعفر رکھا (حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں) مجھے نبی کریم ﷺ نے بلاکرفرمایامجھے ان کے یہ نام تبدیل کرنے کاحکم دیاگیاہے (حضرت علیؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "اللہ اوراس کارسول ﷺ بہترجانتے ہیں پس آپ ﷺ نے ان کا نام حسنؓ وحسینؓ رکھے۔ (مسنداحمد بن حنبل) حدیث مبارکہ میں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "کہ مجھے حکم آیاہے کہ میں دونوں نام بدل دوں اس کامطلب یہ ہواکہ ولادت کے ساتھ ہی امام حسنؓ وامام حسینؓ کا معاملہ زمینی نہ رہانام تک بھی زمینی رکھنے کی اجازت نہ ہوئی بلکہ نام بھی آسمان سے بھیجے گئے امام حسینؓ کودنیاکے پیمانوں پرتولنے والوامام حسینؓ کانام بھی دنیاسے نہیں آیابلکہ آسمانوں سے بھیجاگیا۔حضرت عمران بن سلیمانؓ سے

روایت ہے کہ حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے دونام ہیں جو کہ زمانہ جاہلیت میں کسی کے نام نہیں رکھے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کے نام چھپا رکھے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نواسوں کے نام حسن اور حسینؓ رکھے۔پانچ سوسال کے پورے عرصہ میں کسی بچے کانام حسن وحسین نہیں رکھاگیا۔نبی کریم ﷺ کی محبت کی خاطراللہ پاک کو یہ گوارانہیں ہواجو مصطفیٰ ﷺ کے محبوب ہونے والے ہیں ان کانام بھی کسی اورکار کھاگیاہو۔

جنت کی زینت سیدناامام حسنؓ وامام حسین رضی اللہ تعالی عنہما

مصطفیٰ ﷺ خداکی چاہت اور حسینؓ مصطفیٰ ﷺ کی چاہت جو حسینؓ کوتکلیف دے وہ مسلمان کیسے رہ سکتاہے حسن وحسین جنت کے دوستون ہیں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضورنبی کریم ﷺ نے فرمایاحسن اور حسین عرش کے دوستون ہیں لیکن وہ لٹکے ہوئے نہیں اورآپ ﷺ نے ارشادفرمایاجب اہل جنت جنت میں مقیم ہوجائیں گے توجنت عرض کرے گی اے پروردگارتونے مجھے اپنے ستونوں میں سے دوستونوں سے مزین کرنے کاوعدہ فرمایاتھااللہ تعالیٰ فرمائے گاکیامیں نے تجھے حسن اور حسین کی موجودگی کے ذریعے مزین نہیں کردیا(یہی تومیرے دوستون ہیں) (طبرانی المعجم الاوسط) ایک اورحدیث پاک میں آتاہے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی، کریم ﷺ نے فرمایاایک مرتبہ جنت نے دوزخ پر فخرکیااورکہامیں تم سے بہترہوں دوزخ نے کہامیں تم سے بہترہوں جنت نے دوزخ سے پوچھاکس وجہ سے ؟دوزخ نے کہااس لیے

کہ میرے اندر بڑے بڑے جابر حکمران فرعون اور نمرود ہیں اس پر جنت خاموش ہو گئی اللہ پاک نے جنت کی طرف وحی کی اور فرمایا تو عاجز ولاجواب نہ ہو میں تیرے دو ستونوں کو حسن اور حسین کے ذریعے مزین کروں گا پس جنت خوشی اور سرور سے ایسے شرما گئی جیسے دلہن شرماتی ہے۔ (طبرانی المعجم الاوسط) جنت حسن اور حسین کے نام پر فخر کرتی ہے اور دوزخ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اے دوزخ حسن اور حسین میرے پاس ہیں اس لئے میں بہتر ہوں۔

آقا ﷺ کی بارگاہ میں حسنین کریمین کا مقام محبوبیت

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں) نکلے ابھی ہم راستے میں ہی تھے کہ آپ ﷺ نے حسن و حسین علیہ السلام کی) آواز سنی دونوں رو رہے تھے اور دونوں اپنی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تھے آپ ﷺ ان کے پاس تیزی سے پہنچے راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا میرے بیٹوں کو کیا ہوا کیوں رو رہے ہیں؟ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے بتایا انہیں سخت پیاس لگی ہے حضور نبی کریم ﷺ پانی لینے کے لئے مشکیزے کی طرف بڑھے ان دنوں پانی کی سخت قلت تھی اور لوگوں کو پانی کی شدید ضرورت تھی آپ ﷺ نے لوگوں کو آواز دی کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ ہر ایک نے کجاؤں سے لٹکتے ہوئے مشکیزوں میں پانی دیکھا مگر ان کو قطرہ تک نہ ملا آپ ﷺ نے

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا ایک بچہ مجھے دیں انہوں نے ایک پردے کے نیچے سے دے دیا پس آپ ﷺ نے اسکو پکڑ کر اپنے سینہ مبارک سے لگایا مگر وہ سخت پیاس کی وجہ سے مسلسل رو رہا تھا اور خاموش نہیں ہو رہا تھا پس آپ ﷺ نے اس کے منہ میں اپنی زبان مبارک ڈال دی وہ اُسے چوسنے لگا حتیٰ کہ سیرابی کی وجہ سے سکون میں آگیا میں نے دوبارہ اس کے رونے کی آواز نہ سنی جب کہ دوسرا بھی اسی طرح (مسلسل رو رہا تھا) پس حضور ﷺ نے فرمایا دوسرا بھی مجھے دے دیں تو سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے دوسرے کو بھی حضور ﷺ کے حوالے کر دیا حضور ﷺ نے اس سے بھی وہی معاملہ کیا (یعنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈالی) سو وہ دونوں ایسے خاموش ہوئے کہ میں نے دوبارہ ان کے رونے کی آواز نہ سنی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ایک کاندھے پر حضرت سیدنا امام حسنؓ اور ایک کاندھے پر حضرت امام حسینؓ تھے آپ ﷺ کبھی حضرت امام حسنؓ کو چومتے تھے اور کبھی حضرت امام حسینؓ کو ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ "آپ ان دونوں کو بہت محبوب رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

البدایہ والنہایہ) حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس) میں حاضر ہوا اس وقت امام حسنؓ و امام حسینؓ آپکی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے "میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جبکہ یہ دونوں

دنیامیں میرے پھول ہیں۔ (کنزالعمال) حضرت زید بن ابی زیادؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت امام حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا! بیٹی اسکو رونے نہ دیا کرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (نورالابصار

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلے میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس حالت میں باہر آئے کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھی میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ یہ کیا ہے ؟ پس آپ ﷺ نے کپڑا اٹھایا وہ سیدنا حضرت امام حسنؓ وامام حسینؓ تھے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو شخص ان کو محبوب رکھے تو اسکو بھی محبوب رکھ۔ (کنزالعمال)

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سیدنا حضرت امام حسنؓ و سیدنا حضرت امام حسینؓ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اللہ پاک نے اس کو جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ پاک سے بغض رکھا اور جس نے اللہ پاک سے بغض رکھا اللہ پاک نے اسکو دوزخ میں داخل کیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس

میں حاضر ہوا آپ نے حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا (اے شہزادو) تمہاری سواری کتنی اچھی ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سوار بھی بہت اچھے ہیں۔
کنزالعمال، البدایہ والنہایہ) حضرت یعلی بن مرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا" (سیدناامام) حسینؓ مجھ سے ہے اور میں (سیدناامام) حسینؓ سے ہوں جو سیدناامام) حسینؓ کو محبوب رکھتا ہے وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے حسینؓ فرزندوں میں) سے ایک فرزند ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ) حضرت حذیفہ الیمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دن حضور ﷺ کو بہت مسرور دیکھا تو عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! آج ہم آپ کو بہت مسرور و خوش دیکھتے ہیں رحمت دو عالم نورِ مجسم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا" میں کیوں نہ خوش ہوں جبکہ جبریل امینؑ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے بشارت دی ہے کہ بلاشبہ حضرت امام حسنؓ امام حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ (ان سے بھی افضل ہے۔ (کنزالعمال

فرمان رسول ﷺ میرے ماں باپ حسنین پر قربان

حضرت زربن حبیشؓ روایت کرتے ہیں کہ "ہم نے ایک روز دیکھا سجدے میں شہزادے آپ ﷺ کے کندھوں پر چڑھ جاتے ہیں۔۔ پھر آپ کی پشت مبارک سے اتر آتے ہیں ۔۔۔۔ ساری نماز میں یہی کیفیت رہی ۔۔۔۔ کچھ لوگ جنہیں معلوم نہ تھا کہ شہزادے حضور ﷺ کے کندھوں پر روزانہ چڑھتے ہیں انہوں نے اشاروں سے شہزادوں کو روکنا چاہا حضور ﷺ نے

فرمایا میری نماز کے دوران میرے سجدوں میں حسن و حسین کندھوں پر چڑھیں یا میری گود میں بیٹھیں انہیں کوئی منع نہ کرے دعوھما بابی وامیانہیں چھوڑ دو (یعنی سوار ہونے دو) میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں (بیہقی ،السنن الکبریٰ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں، ہماری جان ہے ہم نے اپنے کانوں سے سنا کہ حضور ﷺ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا سے مخاطب تھے وہ نبی جسے ہر کوئی حضور ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کہہ کر پکارتا ہے خدا کی قسم ہم نے سنا حضور ﷺ نے سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا سے بات کی تو فرمایا" میری فاطمہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان "۔اور آج فرمارہے ہیں حسن و حسین میرے ماں باپ تجھ پر قربان ۔آقا ﷺ اللہ پاک کے پیغمبر ہیں نماز میں آئیں تو شہزادوں کو کندھوں پر بٹھالیں خدا جانے اس محبت کا عالم کیا ہے جن کے قدم چومنے کو عرش ترستا ہے، جن کا استقبال اللہ پاک قاب قوسین پر وہ مصطفےٰ ﷺ باہر سے نکلتے ہیں تو حسن و حسینؓ حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوتے ہیں ۔حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن و حسین علیہ السلام کو حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار دیکھا تو حسرت بھرے لہجے میں کہا کہ آپ کے نیچے کتنی اچھی سواری ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ذرا یہ بھی تو دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں ۔اللہ پاک اپنی رحمت کے صدقے ، نبی رحمت ﷺ ورنواسۂ رسول ﷺ کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زر و مال و جواہر امیرِ شام رکھتا ہے تو کیا
علم و حکمت کا خزانہ قبضہ حیدرؓ میں ہے
جگر گوشہ حیدر و بتولؓ۔۔۔۔۔۔نواسہ رسول ﷺ
شباب اہل جنت حضرت امام حسینؓ

نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ کی ولادت باسعادت 5 شعبان سن ۴ ہجری میں ہوئی۔ حضرت ام الفضل بنت الحارثؓ بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے سرکار مدینہ راحت قلب و سینہ ﷺ نے فرمایا اپنا خواب بیان کرو۔ آپؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھا گیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (تو نے اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میری بیٹی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ہاں ایک بیٹا تولد ہوگا جو آپؓ کی آغوش میں آئے گا)۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد جب ۴ ھجری میں حضرت سیدنا امام حسینؓ تولد ہوئے تو اس وقت آپؓ کے بڑے بھائی حضرت سیدنا امام حسنؓ جو کہ والدہ ماجدہ کا دودھ پیتے تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسینؓ کو حضرت ام الفضلؓ کی گود میں ڈال دیا اور یوں حضرت ام الفضلؓ نے آپؓ کو دودھ پلایا۔ حضرت ام الفضلؓ کو حضرت سیدنا امام

حسینؓ سے والہانہ محبت تھی اور آپؓ نے حضرت سیدنا امام حسینؓ کی پرورش حقیقی ماں کی طرح کی اور اپنا آرام وسکون آپؓ پر قربان کر دیا۔ جب سرکار مدینہ ﷺ کو آپؓ کی پیدائش کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے۔ اور آپؓ کو گود میں اٹھا کر پیار کیا پھر آپ ﷺ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی پھر اپنا لعاب دہن منہ میں ڈالا اور دعائے خیر فرمائی اور آپؓ کا نام مبارک ''حسین'' رکھا ۔پھر ساتویں روز آپؓ کا عقیقہ کیا اور بال اتروا کر ان کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی ۔آپؓ کے نام رکھنے کی روایت یوں ہے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ جب امام حسنؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام حمزہ رکھا اور جب امام حسینؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا۔ (حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں) مجھے نبی کریم ﷺ نے بلا کر فرمایا مجھے ان کے یہ نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے (حضرت علیؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں پس آپ ﷺ نے ان کے نام حسنؓ و حسینؓ رکھے۔ (مسند احمد بن حنبل) حدیث مبارکہ میں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "کہ مجھے حکم آیا ہے کہ میں دونوں نام بدل دوں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ولادت کے ساتھ ہی حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کا معاملہ زمینی نہ رہا نام تک بھی زمینی رکھنے کی اجازت نہ ہوئی بلکہ نام بھی آسمان سے بھیجے گئے حضرت امام حسینؓ کو دنیا کے پیمانوں پر تولنے والو امام حسینؓ کا نام بھی دنیا سے نہیں آیا بلکہ آسمانوں سے بھیجا گیا۔ حضرت عمران بن سلیمانؒ سے روایت ہے کہ حسن اور حسین

اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں جو کہ زمانہ جاہلیت میں کسی کے نام نہیں رکھے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کے نام چھپا رکھے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نواسوں کے نام حسنؓ اور حسینؓ رکھے تھے۔ پانچ سو سال کے پورے عرصہ میں کسی بچے کا نام حسن و حسین نہیں رکھا گیا۔ نبی کریم ﷺ کی محبت کی خاطر اللہ پاک کو یہ گوارا نہیں ہوا جو مصطفیٰ ﷺ کے محبوب ہونے والے ہیں ان کا نام بھی کسی اور کا رکھا گیا ہو۔ آپؓ سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ تھے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسنؓ سینہ سے سر تک حضور ﷺ کی کامل شبیہہ ہیں اور امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ سینہ سے نیچے پاؤں تک حضور ﷺ کی کامل شبیہہ ہیں "۔ (جامع ترمذی) آپؓ کا نام مبارک ''حسینؓ'' کنیت ابو عبداللہ اور القابات سبط الرسول، ریحانۃ الرسول ہیں۔ آپؓ کا سلسلہ نسب والد کی جانب سے حسب ذیل ہے۔ حضرت سیدنا امام حسینؓ، بن امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ بن حضرت ابو طالب بن حضرت عبدالمطلب ہے۔ حضرت عبدالمطب پر آپؓ کا سلسلہ نسب حضور نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے دادا تھے۔ حضرت سیدنا امام حسینؓ، شہزادی رسول ﷺ خاتونِ جنت، طیبہ، طاہرہ، عابدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے صاحبزادے تھے اور عادات و اطوار میں حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت کا بہترین نمونہ تھے۔

حلیہ مبارک

سیرت نگاروں نے آپؓ کا حلیہ مبارک یوں تحریر فرمایا ہے " میانہ قد نہ بہت لمبے نہ بہت چھوٹے ، گھنی داڑھی، چوڑی پیشانی ، شانے .بڑے .بڑے ہڈیاں موٹی ، ہاتھ مضبوط قدم وسیع ، بال گھنگریالے ، بدن چست وتوانا رنگ بہت سفید سرخی مائل ،اور آواز بلند و بارعب جب آپؓ گفتگو فرماتے تو آواز مترنم ہو جاتی "۔

ؓ بچپن مبارک و تعلیم وتربیت

سیدنا حضرت امام حسینؓ کو اللہ رب العزت نے بہت زیادہ حسن دیا تھا جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔آپؓ کا بچپن رسالت مآب ﷺ، سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا و حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ کی عظیم اور پاکیزہ گود میں گزرا۔آپؓ سات سال، سات ماہ اور سات دن تک حضور ﷺ کے سایہ شفقت میں رہے اس تربیت نے آپؓ کے علم و فضل شجاعت وسخاوت تقویٰ وطہارت اور زہد وورع کی مکمل تصویر بنا دیا آپؓ نے آنکھیں کھولیں تو رسول خدا ﷺ کی نمازیں علی المرتضٰی شیر خداؓ کے سجدے اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا کی قرآن پاک کی تلاوتیں سامنے تھیں۔آپؓ نے ساری زندگی اسی ذوق میں گذاری اسی وجہ سے آپؓ نے ظالم کے سامنے سر نہ جھکایا بلکہ خالق کائنات کی بارگاہ میں اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا۔آپؓ کی تربیت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ زکوۃ کی کھجوروں کا ٹوکرا آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا گیا تھا حضرت امام حسینؓ کا بچپن تھا ایک کھجور منہ میں رکھ لی آقا ﷺ نے فوراً انگلی ڈال کر کھجور نکال دی اور فرمایا کخ کخ چھی چھی (یعنی

نہ کھا) کیونکہ زکوۃ کامال سادات کرام پر حرام ہے۔ایک دفعہ آپؓ کے ہاں چند معزز مہمانوں کی دعوت تھی ایک غلام نے کھانے کا قیمتی.برتن لاپرواہی میں توڑڈالا آپؓنے اس کی طرف غصہ سے دیکھاوہ غلام قرآن کریم کاعالم تھااس نے آپؓ کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی ،وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ مومن غصہ کوپی جانے والے ہیں یہ سن کرآپؓ نے فرمایاکَظَمْتُ غَیْظِیْ میں نے غصہ کوپی لیاپھراس غلام نے آیت کریمہ کااگلاحصہ تلاوت کیا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ اورلوگوں کومعاف کرنے والے آپؓ نے فرمایاعَفَوْتُ عَنْکَ میں نے تجھے معاف کردیاغلام نے اس سے آگے آیت کریمہ کااگلاحصہ تلاوت کیاوَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اوراللہ پاک احسان کرنے والوں کوپسند کرتاہے آپؓ نے فرمایا میں نے تجھے اللہ پاک کے لئے آزادکیا۔حضرت زید بن ابی زیادؒ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھرکے دروازے کے پاس سے گزرے اورحضرت امام حسینؓ کے رونے کی آواز سنی توآپﷺ نے فرمایا ! بیٹی اسکورونے نہ (دیا کروکیاتمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔(نورالابصار

سخاوت

سخاوت جو صفات انبیاء علیہم السلام میں سے ہے آپؓ کو بارگاہ نبوتﷺ سے خصوصی طورپر عطاہوئی تھی حضرت زینب بن ابی رافع سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ کے مرض وفات میں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ اپنے دونوں بیٹوں کولے کر بارگاہ

نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یہ آپ کے دونوں بیٹے ہیں انہیں کوئی چیز عنایت فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا حضرت امام حسنؓ کے حصہ میں میری ہیبت اور سرداری ہے۔ حضرت امام حسینؓ کے لئے میری جراء ت اور سخاوت ہے یہی وجہ تھی کہ آپؓ نے کائنات میں سخاوت کی وہ عظیم الشان مثال پیش کی جس نے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔جب حضرت اسامہؓ کی رحلت کا وقت آیا تو وہ بڑے پریشان تھے آپؓ تشریف لے گئے اور پریشانی کا سبب پوچھا انہوں نے عرض کی میں ساٹھ ہزار کا مقروض ہوں اور موت کا وقت قریب ہے آپؓ نے فرمایا آپؓ کا قرض میں ادا کروں گا انہوں نے عرض کی میں چاہتا ہوں کہ موت سے پہلے میرا قرض ادا ہو جائے آپؓ نے اسی وقت حضرت اسامہؓ کا قرض ادا کر دیا۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام حسینؓ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اتنے میں ایک کنیز آئی اور اس نے تبسم کے ساتھ ایک پھول حضرت امام حسینؓ کی خدمت اقدس میں پیش کیا آپؓ نے وہ پھول لیا اسے سونگھا اور ارشاد فرمایا جا میں نے تجھے اللہ پاک کے نام پر آزاد کیا ہے۔ حضرت انسؓ نے عرض کیا آپؓ نے ایک معمولی پھول کے عوض اس کنیز کو آزاد کر دیا آپؓ نے فرمایا اے انسؓ اللہ پاک کا قانون یہی ہے کہ اگر کوئی تمہیں تحفہ دے تو تم اسے بہتر تحفہ دو اور اس کنیز کے لئے آزادی سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں تھا میں نے اس لئے اسے آزاد کر دیا۔ایک مرتبہ آپؓ کا گزر ایک ایسے مقام سے ہوا جہاں پر کچھ غریب لوگ کھانا کھا رہے تھے ان لوگوں کی نظر آپؓ پر پڑی تو اٹھ کر سلام کیا اور انہوں نے آپؓ کو کھانا کھانے کی دعوت دی آپؓ ان کے درمیان بیٹھ گئے اور ارشاد

فرمایا اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں ضرور تمہارے ساتھ کھاتا چنانچہ آپؓ نے ان تمام کو اپنے ساتھ اپنے گھر لائے خوب کھلایا پلایا لباس عطا کیا اور انہیں درہم دینے کا حکم دیا۔ حضرت امام زین العابدینؒ سے منقول ہے کہ میرے والد بزرگوار حضرت سیدنا امام حسینؓ بزرگوں، بیواؤں، یتیموں اور مساکین مدینہ کے گھروں میں کھانے پینے کا سامان خود لے جایا کرتے اور ان کے کام کاج کی مشقت برداشت کرتے تھے یہاں تک کہ آپؓ کی پیٹھ پر نشانات پڑ جاتے تھے۔ حقیقت میں اگر زاہد واتقاء و پرہیزگاری، عبادت وریاضت صبر وشکر تسلیم ورضا وخشیت الٰہی جیسی اعلیٰ صفات مجسم کی جائیں تو حضرت امام حسینؓ کی ذات پاک کے سانچے میں ڈھل جاتی ہیں۔

عبادت

آپؓ بہت متقی پرہیزگار اور ذوق عبادت کے مالک تھے کیوں نہ ہو جس کی والدہ سیدۃ النساء سیدہ کائنات اور خاتون جنت ہوں اور والد گرامی علی المرتضیٰ شیر خداؓ ہوں۔ نانا خاتم النبیین رحمت العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں مستند روایات اور کتب میں درج ہے علامہ جزری لکھتے ہیں "کہ سیدنا حضرت امام حسینؓ بکثرت نمازیں پڑھنے والے روزے رکھنے والے حج کرنے والے، صدقہ دینے والے اور نیکی کے کاموں میں بہت زیادہ سبقت لے جانے والے تھے۔ آپؓ نے تقریباً 25 حج پیدل کئے اسکے علاوہ ساری رات قیام اور سال کے اکثر ایام میں روزہ رکھنا آپؓ کی مبارک زندگی کا معمول رہا نبی کریم ﷺ حضرت امام حسینؓ سے

بہت پیار کرتے تھے۔آپؓ ہر روز ایک ہزار رکعت نماز نفل ادا کرتے آپؓ کی زندگی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی۔آپؓ قرآن پاک کی تلاوت دن رات کرتے تھے ایک دفعہ سیدنا حضرت امام حسنؓ اور سیدنا حضرت امام حسینؓ پیدل حج کے لئے جارہے تھے آپؓ کے ساتھ حاجیوں کی ایک اور جماعت شامل ہو گئی لوگوں نے جب آپؓ کو پیدل چلتے ہوئے دیکھا تو احتراماوہ لوگ بھی اپنی سواریوں سے اتر کر آپؓ کے ساتھ پیدل چلنے لگے۔کچھ دور تک تو وہ لوگ پیدل چلے مگر کچھ دور تک چل کر تھکن سے نڈھال ہو گئے اور پیدل چلنے میں مشکلات پیش آنے لگیں ان میں سے چند لوگ اس قافلے میں شامل بزرگ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس گئے اور عرض کرنے لگے اب ہمارے لئے پیدل چلنا دشوار ہو رہا ہے لہٰذا! آپ حسنین کریمینؓ سے درخواست کریں کہ وہ سواری پر سوار ہو جائیں۔یہ سن کر حضرت امام حسینؓ نے ارشاد فرمایا۔یہ تو ممکن نہیں کہ ہم سوار ہو جائیں کیونکہ ہم نے اپنے اوپر یہی فرض قرار دیا ہے لیکن لوگوں کو تکلیف دینا بھی گوارہ نہیں لہٰذا ہم یہ راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور دوسرا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔روایات میں آتا ہے کہ آپؓ کو بہت زیادہ لوگوں نے دیکھا تھا کہ جب آپؓ نماز ادا کرتے تو آپؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے آپؓ کی عبادت میں بڑا خشوع خضوع تھا۔

جنت کی زینت سیدنا امام حسنؓ وامام حسین رضی اللہ تعالی عنہما

مصطفیٰ ﷺ خدا کی چاہت اور حسینؓ مصطفیٰ ﷺ کی چاہت جو حسینؓ کو تکلیف دے وہ مسلمان

کیسے رہ سکتا ہے حسن و حسین جنت کے دوستون ہیں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین عرش کے دوستون ہیں لیکن وہ لٹکے ہوئے نہیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اہل جنت جنت میں مقیم ہوجائیں گے توجنت عرض کرے گی اے پروردگار تونے مجھے اپنے ستونوں میں سے دوستونوں سے مزین کرنے کا وعدہ فرمایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھے حسن اور حسین کی موجودگی کے ذریعے مزین نہیں کردیا (یہی تو میرے دوستون ہیں) (طبرانی، المعجم الاوسط) ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک مرتبہ جنت نے دوزخ پر فخر کیا اور کہا میں تم سے بہتر ہوں دوزخ نے کہا میں تم سے بہتر ہوں جنت نے دوزخ سے پوچھا کس وجہ سے ؟ دوزخ نے کہا اس لیے کہ میرے اندر بڑے بڑے جابر حکمران فرعون اور نمرود ہیں اس پر جنت خاموش ہو گئی اللہ پاک نے جنت کی طرف وحی کی اور فرمایا تو عاجز ولاجواب نہ ہو میں تیرے دو ستونوں کو حسن اور حسین کے ذریعے مزین کروں گا پس جنت خوشی اور سرور سے ایسے شرما گئی جیسے دلہن شرماتی ہے۔ (طبرانی المعجم الاوسط) جنت حسن اور حسین کے نام پر فخر کرتی ہے اور دوزخ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اے دوزخ حسن اور حسین میرے پاس ہیں اس لئے میں بہتر ہوں۔

آقا ﷺ کی بارگاہ میں حسنین کریمین کا مقام محبوبیت

حضرت یعلی بن مرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا " حسینؓ مجھ سے ہے

اور میں حسینؓ سے ہوں جو حسینؓ کو محبوب رکھتا ہے وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے حسینؓ فرزندوں میں سے ایک فرزند ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو جنتیوں کے سردار کو دیکھنا چاہے وہ حسین ابن علیؓ کو دیکھ لے۔ حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت سیدنا حضرت امام حسنؓ سیدنا حضرت وامام حسینؓ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے "میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جبکہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔ (کنزالعمال) حضرت زید بن ابی زیادؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت امام حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا! بیٹی اسکو رونے نہ دیا کرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (نورالابصار)

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سیدنا حضرت امام حسنؓ و سیدنا حضرت امام حسینؓ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اللہ پاک نے اس کو جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ پاک سے بغض رکھا اور جس نے اللہ پاک سے بغض رکھا اللہ پاک نے اسکو دوزخ میں داخل کیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں

آ قاﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا (اے شہزادو) تمہاری سواری کتنی اچھی ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سوار بھی بہت اچھے ہیں۔ (کنزالعمال، البدایہ والنہایہ) حضرت حذیفہ الیمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دن حضور ﷺ کو بہت مسرور دیکھا تو عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! آج ہم آپ کو بہت مسرور و خوش دیکھتے ہیں رحمت دو عالم نورِ مجسم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا "میں کیوں نہ خوش ہوں جبکہ جبریل امینؑ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے بشارت دی ہے کہ بلاشبہ حضرت امام حسنؓ امام حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بھی افضل ہے۔ (کنزالعمال) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا "آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا سیدنا حضرت امام حسنؓ و سیدنا حضرت امام حسینؓ اور آپ ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ تو آپ ﷺ دونوں کو سونگھتے اور اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیتے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میں مغرب کی نماز آ قاﷺ کے ساتھ پڑھوں گا اپنے اور تمہارے لئے بخشش کا سوال کرونگا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ پس میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی پڑھی پھر آپ ﷺ مسجد سے نکلے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا آپ ﷺ نے میرے چلنے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو حذیفہؓ ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے

فرمایا تجھے کیا حاجت ہے ؟اللہ پاک تجھ کو اور تیری والدہ کو بخشے (پھر) فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور مجھے یہ بشارت دینے کے لئے اجازت مانگی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور سیدنا حضرت امام حسنؓ (وسیدنا حضرت امام حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی

فرمان رسول ﷺ میرے ماں باپ حسنین پر قربان

حضرت زر بن حبیشؓ روایت کرتے ہیں کہ "ہم نے ایک روز دیکھا سجدے میں شہزادے آپ ﷺ کے کندھوں پر چڑھ جاتے ہیں۔۔پھر آپ ﷺ کی پشت مبارک سے اترآتے ہیں۔۔۔۔ساری نماز میں یہی کیفیت رہی۔۔۔۔کچھ لوگ جنہیں معلوم نہ تھا کہ شہزادے حضور ﷺ کے کندھوں پر روزانہ چڑھتے ہیں انہوں نے اشاروں سے شہزادوں کو روکنا چاہا حضور ﷺ نے فرمایا میری نماز کے دوران میرے سجدوں میں حسنؓ و حسینؓ کندھوں پر چڑھیں یا میری گود میں بیٹھیں انہیں کوئی منع نہ کرے دعوھما بابی وامیا نہیں چھوڑ دو (یعنی سوار ہونے دو) میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں بیہقی ،السنن الکبریٰ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے ہم نے اپنے کانوں سے سنا کہ حضور ﷺ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے مخاطب تھے وہ نبی جسے ہر کوئی حضور ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کہہ کر پکارتا ہے خدا کی قسم ہم نے سنا حضور ﷺ نے سیدہ

کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا اسلام اللہ علیہا سے بات کی تو فرمایا " میری فاطمہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان "۔اور آج فرمارہے ہیں حسن و حسین میرے ماں باپ تجھ پر قربان ۔آقا ﷺ اللہ پاک کے پیغمبر ہیں نماز میں آئیں تو شہزادوں کو کندھوں پر بٹھالیں خدا جانے اس محبت کا عالم کیا ہے جن کے قدم چومنے کو عرش ترستا ہے ، جن کا استقبال اللہ پاک قاب قوسین پر وہ مصطفےٰ ﷺ باہر سے نکلتے ہیں تو حسن و حسینؓ حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوتے ہیں ۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہ السلام کو حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار دیکھا تو حسرت بھرے لہجے میں کہا کہ آپ کے نیچے کتنی اچھی سواری ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ذرا یہ بھی تو دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں ۔اللہ پاک اپنی رحمت کے صدقے ، نبی رحمت ﷺ ورنواسۂ رسول ﷺ کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین

فرمودات

بے شک اللہ پاک تکبر کرنے والوں کو ہر گز پسند نہیں کرتا۔

تمہارے لئے سب سے زیادہ رفیق و مہربان تمہارا دین ہے ۔

اپنے گریبانوں میں جھانکو اور اپنا محاسبہ خود کرو۔

جب تمہیں کوئی تحفہ پیش کیا جائے تو تم اس سے بہتر تحفہ جواباً دیا کرو۔

بندے کی نجات دین کی پیروی میں ہے اور ہلاکت دین کی مخالفت میں ہے ۔

عام لوگ دنیادار ہوتے ہیں اور وہ دین میں ظاہری طور پر اس وقت تک رہتے ہیں جب تک ان کی مالی حالت بہتر رہتی ہے اور جب ان پر کسی قسم کی آزمائش آتی ہے تو پھر دیندار لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

مال کا سب سے بڑا مصرف یہی ہے کہ اس سے کسی کی عزت آبرو محفوظ ہو جائے۔

صاحب عقل وخرد وہی شخص ہے جو مہربان کے حکم کی پیروی کرے اور اسکی شفقت کو ملحوظ خاطر رکھے۔

اگر تم اللہ پاک سے ڈرو اور حقدار کے حق کو پہچانو تو تمہیں یقیناً اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل ہو گی۔

سیرت وشہادت امام عالی مقام سید الشہداء حضرت امام حسین

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ "بلاشبہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں اور (بشارت دیتے ہیں) کہ نہ تو تمہیں کسی (آنے والے خطرے) کا خوف ہونا چاہیے اور نہ ہی کسی (گذشتہ بات کا) رنج وملال اور اُس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (حٰمٓ السجدہ آیت ۳۳)

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ

محرم الحرام کا مہینہ شروع ہوتے ہی ہمارے دلوں میں اس واقعے کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جسے تاریخ "سانحہ کربلا "کے نام سے یاد کرتی ہے۔دس محرم الحرام 61 ہجری کو میدان کربلا میں تاریخ اسلام کا انتہائی دردناک اور دلوں کو ہلا کر رکھ دینے والا سانحہ رونما ہوا۔یزیدیوں نے نواسہ رسول ﷺ لختِ جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا و حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ، حضرت

امام حسینؓ ،ان کی اولاد،اقرباء اور دیگر ساتھیوں کو انتہائی مظلومیت کے عالم میں شہید کیا۔تاریخ اسلام میں اور بھی بہت سی جانیں اللہ کی بارگاہ میں قربان ہوئی ہیں ہر شہادت کی اہمیت وافادیت مُسلّم ہے مگر شہادت سیدنا امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی دوسری شہادتوں کے مقابلے میں اہمیت وشہرت اس لئے بڑھ کر ہے کہ کربلاکے میدان میں شہید ہونے والوں کی آقائے دوجہاں سرور کون ومکان ﷺ سے خاص نسبتیں ہیں۔یہ داستان شہادت گلشن نبوت ﷺ کے کسی ایک پھول پر مشتمل نہیں۔تاریخ کے کسی دور میں بھی امت مسلمہ کربلاکی داستان کو بھول نہیں سکتی۔

سیدنا حضرت امام حسینؓ نے اپنی جان تواللہ کے نام پر قربان کردی مگر باطل کے آگے سر نہ جھکایا۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت امام حسینؓ نے یزید سے ٹکر کیوں لی؟آپؓ نے یزید کی حکومت کو ماننے سے انکار کیوں کیا؟حقیقت میں اس کی وجہ یہ تھی امام عالی مقام یہ جانتے تھے کہ یزید کی حکومت ایک ظالم حکومت ہے۔یہ اسلام کی تاریخ کو مسخ کرکے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والی ہے۔بہار شریعت میں صدرالشریعہ حضرت مولانا امجد علیؒ فرماتے ہیں۔یزید پلید فاسق وفاجر مرتکب کبائر تھا معاذاللہ اس کو ریحانہ رسول ﷺ سیدنا حضرت امام حسینؓ سے کیا نسبت !آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے مقابلہ میں کیا دخل ہے۔ہمارے وہ بھی شہزادے ،وہ بھی شہزادے ایسا بکنے والا مردود خارجی ناصبی مستحق جہنم ہے ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہل سنت کے تین قول ہیں اور ہمارے امام اعظمؒ کا مسلک سکوت یعنی ہم اسے فاسق وفاجر کہنے کے سوا نہ

کافر کہیں نہ مسلمان۔ (بہار شریعت) وجہ یہی تھی کہ حضرت امام حسینؓ نے مدینہ پاک (وہ مدینہ جس کے بارے میں میرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کہ میرا کوئی امتی مدینہ کی سختیوں اور تکلیف پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اسکا شفیع ہوں گا) کے آرام کو چھوڑ کر ایک مشکل اور کٹھن سفر پر چل پڑے آپؓ نے رخصت کی راہ نہیں اپنائی بلکہ اس موقع پر آپؓ نے ارشاد فرمایا تھا: میں حسین ابن علیؓ ہوں جسے نبی کریم ﷺ نے اپنے کاندھوں کی سواری دی ہے اگر میں بھی رخصت کی راہ پر چل پڑا تو قیامت تک ظالم اور جابروں کے سامنے کلمۂ حق ادا کرنے کی رسم اور سنت ختم ہو جائے گی۔ سنت مصطفیٰ ﷺ ختم ہو جائے گی۔ ظالم کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے کا طریقہ ختم ہو جائے گا۔ جرات و آزادی کا راستہ اسلام کی تاریخ میں بند ہو جائے گا۔ اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن کا علم عطا فرمایا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخلوقات کی ابتداء سے لیکر جنتیوں کے جنت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کے سب حالات اپنے صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرما دیے تھے۔ سیدنا امیر المومنین عمر فاروقؓ فرماتے ہیں "کہ حضور ﷺ نے ابتداء خلق سے لیکر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک ہمیں سب کچھ بتا دیا یاد رکھا اسکو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا اسکو جس نے بھلا دیا۔ (بخاری شریف) ایک بار نبیوں کے سردار ﷺ اپنے نواسے سید الشہداء حضرت امام حسینؓ اور اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کو گود میں لئے بیٹھے تھے کہ حضرت جبرائیل امینؑ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! اللہ تعالیٰ کہتا ہے ان میں سے ایک

کو تو چن لے یہ دونوں آپ ﷺ کے پاس ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام حسینؓ کو چن لیا چنانچہ تیسرے روز آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوگیا۔

حسین ابن علیؓ نے کربلا میں یہ کیا ثابت
رہے جاری جو نیزے پر تلاوت ہو تو ایسی ہو

ولادت باسعادت سیدنا امام عالی مقامؓ

حضرت ام الفضل بنت الحارث بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں ۔یارسول اللہ ﷺ ! میں نے ایک بہت بھیانک خواب دیکھا ہے سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا اپنا خواب بیان کرو۔ آپؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ! میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھا گیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (تو نے اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میری بیٹی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ایک بیٹے کو جنم دے گی جو آپ کی آغوش میں آئے گا) چنانچہ امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی ولادت باسعادت 5 شعبان ہجرت کے چوتھے سال ہوئی سرکار مدینہ ﷺ کو آپؓ کی پیدائش کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپؓ کے کان میں اذان کہی دعا فرمائی اور آپ ﷺ نے حسین نام رکھا۔ آپؓ کے نام رکھنے کی روایت یوں ہے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ جب امام حسنؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام حمزہ رکھا اور جب امام حسینؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام ان کے

چچاکے نام پر جعفر رکھا۔ (حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں) مجھے نبی کریم ﷺ نے بلا کرفرمایا مجھے ان کے یہ نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے (حضرت علیؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "اللہ اوراس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں پس آپ ﷺ نے ان نام حسنؓ و حسینؓ رکھے۔ (مسند احمد بن حنبل) حدیث مبارکہ میں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "کہ مجھے حکم آیا ہے کہ میں دونوں نام بدل دوں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ولادت کے ساتھ ہی امام حسنؓ وامام حسینؓ کا معاملہ زمینی نہ رہا نام تک بھی زمینی رکھنے کی اجازت نہ ہوئی بلکہ نام بھی آسمان سے بھیجے گئے امام حسینؓ کو دنیا کے پیمانوں پر تولنے والوا امام حسینؓ کا نام بھی دنیا سے نہیں آیا بلکہ آسمانوں سے بھیجا گیا۔ حضرت عمران بن سلیمانؒ سے روایت ہے کہ حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں جو کہ زمانہ جاہلیت میں کسی کے نام نہیں رکھے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کے نام چھپا رکھے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نواسوں کے نام حسن اور حسینؓ رکھے تھے آپؐ سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ تھے ۔

حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسنؓ سینہ سے سر تک حضور ﷺ کی کامل شبیہہ ہیں اورامام عالی مقام حضرت امام حسینؓ سینہ سے نیچے پاؤں تک حضور ﷺ کی کامل شبیہہ ہیں "۔ (جامع ترمذی

حلیہ مبارک سیدنا امام عالی مقامؓ کا

سیرت نگاروں نے امام عالی مقامؓ کا حلیہ مبارک یوں تحریر فرمایا ہے " میانہ قد نہ بہت لمبے نہ بہت چھوٹے ، گھنی داڑھی، چوڑی پیشانی ، شانے .بڑے .بڑے ہڈیاں موٹی ،ہاتھ مضبوط قدم وسیع ، بال گھنگریالے ،بدن چست وتوانا رنگ بہت سفید سرخی مائل ،اور آواز بلند وبارعب جب آپؓ گفتگو فرماتے تو آواز مترنم ہوجاتی "۔

سیدنا امام عالی مقامؓ کا بچپن مبارک وپرورش

امام عالی مقام حضرت سید امام حسینؓ کو اللہ رب العزت نے بہت زیادہ حسن دیا تھا جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔آپؓ کا بچپن سرکار مآب ﷺ ، سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا وحضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ کی عظیم اور پاکیزہ گود میں گزرا۔ حضرت یعلی بن مرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا " حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں جو حسینؓ کو محبوب رکھتا ہے وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے حسینؓ فرزندوں میں سے ایک فرزند ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا " جس نے سیدنا امام حسنؓ وسیدنا امام حسینؓ کو محبوب رکھا اس نے درحقیت مجھے محبوب رکھا جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیت مجھ سے بغض رکھا۔ (المستدرک حاکم، البدایہ والنہایہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا " آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا سیدنا امام حسنؓ وسیدنا امام حسینؓ اور آپ ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ تو آپ ﷺ دونوں کو سونگھتے اور اپنے

سینہ مبارک سے چمٹا لیتے حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میں مغرب کی نماز آقا ﷺ کے ساتھ پڑھوں گا اپنے اور تمہارے لئے بخشش کا سوال کرونگا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ پس میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی پڑھی پھر آپ ﷺ مسجد سے نکلے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا آپ ﷺ نے میرے چلنے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو حذیفہؓ ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا حاجت ہے؟ اللہ پاک تجھ کو اور تیری والدہ کو بخشے (پھر) فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور مجھے یہ بشارت دینے کے لئے اجازت مانگی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جنت کی عورتوں کی سردار ہے (اور سیدنا امام حسنؓ و سیدنا امام حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی

تربیت سیدنا امام عالی مقامؑ

امام عالی مقامؑ سات سال، سات ماہ اور سات دن تک حضور ﷺ کے سایہ شفقت میں رہے اس تربیت نے آپ کے علم و فضل شجاعت و سخاوت تقویٰ و طہارت اور زہد و ورع کی مکمل تصویر بنا دیا آپؓ نے آنکھیں کھولیں تو رسول خدا ﷺ کی نمازیں علی المرتضیٰ شیر خداؓ کے سجدے اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی قرآن پاک کی تلاوتیں سامنے تھیں۔ آپؓ نے ساری زندگی اسی ذوق میں گذاری اسی وجہ سے آپؓ

نے ظالم کے سامنے سر نہ جھکایا بلکہ خالق کائنات کی بارگاہ میں اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا۔ آپؓ کی تربیت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ زکوۃ کی کھجوروں کا ٹوکرا آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا گیا تھا امام عالی مقامؓ کا بچپن تھا ایک کھجور منہ میں رکھ لی آقا ﷺ نے فوراً انگلی ڈال کر کھجور نکال دی اور فرمایا کِخْ کِخْ چھی چھی (یعنی نہ کھا) کیونکہ زکوۃ کا مال سادات کرام پر حرام ہے۔ ایک دفعہ آپؓ کے ہاں چند معزز مہمانوں کی دعوت تھی ایک غلام نے کھانے کا قیمتی برتن لاپرواہی میں توڑ ڈالا امام عالی مقامؓ نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا وہ غلام قرآن کریم کا عالم تھا اس نے امام عالی مقامؓ کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی، وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ مومن غصہ کو پی جانے والے ہیں یہ سن کر امام عالی مقامؓ نے فرمایا كَظَمْتُ غَيْظِيْ میں نے غصہ کو پی لیا پھر اس غلام نے آیت کریمہ کا اگلا حصہ تلاوت کیا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ اور لوگوں کو معاف کرنے والے آپؓ نے فرمایا عَفَوْتُ عَنْكَ میں نے تجھے معاف کر دیا غلام نے اس سے آگے آیت کریمہ کا اگلا حصہ تلاوت کیا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور اللہ پاک احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے آپؓ نے فرمایا میں نے تجھے اللہ پاک کے لئے آزاد کیا۔ حضرت زید بن ابی زیادؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت امام حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا! بیٹی اسکو رونے نہ دیا کرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (نورالابصار

سخاوت سیدنا امام عالی مقامؓ

سخاوت جو صفات انبیاء علیہم السلام میں سے ہے آپؓ کو بارگاہ نبوت ﷺ سے خصوصی طور پر عطا ہوئی تھی حضرت زینب بن ابی رافع سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مرض وفات میں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یہ آپ کے دونوں بیٹے ہیں انہیں کوئی چیز عنایت فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا حضرت امام حسنؓ کے حصہ میں میری ہیبت اور سرداری ہے امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کے لئے میری جراء ت اور سخاوت ہے یہی وجہ تھی کہ آپؓ نے کائنات میں سخاوت کی وہ عظیم الشان مثال پیش کی جس نے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔جب حضرت اسامہؓ کی رحلت کا وقت آیا تو وہ بڑے پریشان تھے آپؓ تشریف لے گئے اور پریشانی کا سبب پوچھا انہوں نے عرض کی میں ساٹھ ہزار کا مقروض ہوں اور موت کا وقت قریب ہے امام عالی مقامؓ نے فرمایا آپؓ کا قرض میں ادا کروں گا انہوں نے عرض کی میں چاہتا ہوں کہ موت سے پہلے میرا قرض ادا ہو جائے امام عالی مقامؓ نے اسی وقت حضرت اسامہؓ کا قرض ادا کر دیا۔حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام حسینؓ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اتنے میں ایک کنیز آئی اور اس نے تبسم کے ساتھ ایک پھول امام حسینؓ کی خدمت اقدس میں پیش کیا امام عالی مقامؓ نے وہ پھول لیا اسے سونگھا اور ارشاد فرمایا جا میں نے تجھے اللہ پاک کے نام پر آزاد کیا ہے۔حضرت انسؓ

نے عرض کیا آپؓ نے ایک معمولی پھول کے عوض اس کنیز کو آزاد کر دیا امام عالی مقامؓ نے فرمایا اے انسؓ اللہ پاک کا قانون یہی ہے کہ اگر کوئی تمہیں تحفہ دے تو تم اسے بہتر تحفہ دو اور اس کنیز کے لئے آزادی سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں تھا میں نے اس لئے اسے آزاد کر دیا۔ ایک مرتبہ آپؓ کا گزر ایک ایسے مقام سے ہوا جہاں پر کچھ غریب لوگ کھانا کھا رہے تھے ان لوگوں کی نظر آپؓ پر پڑھی تو اٹھ کر سلام کیا اور انہوں نے امام عالی مقامؓ کو کھانا کھانے کی دعوت دی آپؓ ان کے درمیان بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں ضرور تمہارے ساتھ کھاتا چنانچہ آپؓ نے ان تمام کو اپنے ساتھ اپنے گھر لایا خوب کھلایا پلایا لباس عطا کیا اور انہیں درہم دینے کا حکم دیا۔ شعیب بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ امام عالی مقامؓ کی شہادت کے بعد جب آپؓ کے بدن اقدس سے کپڑے اتارے گئے تو آپؓ کی پشت مبارک پر نشانات پائے گئے جب امام زین العابدینؒ سے ان نشانات کے بارے میں پوچھا گیا تو امام زین العابدین نے فرمایا کہ یہ بیواؤں، یتیموں اور مساکین مدینہ کے گھروں میں کھانے پینے کے سامان کی بار برداری کے نشان ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر زاہد و اتقاء و پرہیزگاری، عبادت و ریاضت صبر و شکر تسلیم و رضا و خشیت الٰہی جیسی اعلیٰ صفات مجسم کی جائیں تو حضرت امام حسینؓ کی ذات پاک کے سانچے میں ڈھل جاتی ہیں

عبادت سیدنا امام عالی مقامؓ

آپؓ بہت متقی پرہیزگاراورذوق عبادت کے مالک تھے کیوں نہ ہوجس کی والدہ سیدۃ النساء سیدہ کائنات اورخاتون جنت ہوں اورالد گرامی علی المرتضٰی شیر خداؓ ہوں ۔ نانا خاتم النبیین رحمت العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں مستند روایات اورکتب میں درج ہے علامہ جزری لکھتے ہیں "کہ امام عالی مقامؓ بکثرت نمازیں پڑھنے والے روزے رکھنے والے حج کرنے والے، صدقہ دینے والے اورنیکی کے کاموں میں بہت زیادہ سبقت لے جانے والے تھے ۔آپؓ نے تقریباً25 حج پیدل کئے اسکے علاوہ ساری رات قیام اورسال کے اکثرایام میں روزہ رکھنا آپ کی مبارک زندگی کا معمول رہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام امام عالی مقام سیدنا امام حسینؓ سے بہت پیار کرتے تھے۔آپؓ ہر روزایک ہزار رکعت نماز نفل ادا کرتے آپؓ کی زندگی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی ۔آپؓ قرآن پاک کی تلاوت دن رات کرتے تھے ایک دفعہ سیدنا حضرت امام حسنؓ اورسیدناامام حسینؓ پیدل حج کے لئے جارہے تھے آپؓ کے ساتھ حاجیوں کی ایک اورجماعت شامل ہوگئی لوگوں نے جب آپؓ کوپیدل چلتے ہوئے دیکھاتواحتراماوہ لوگ بھی اپنی سواریوں سے اترکرآپؓ کے ساتھ پیدل چلنے لگے ۔کچھ دورتک تووہ لوگ پیدل چلے مگرکچھ دورتک چل کر تھکن سے نڈھال ہوگئے اورپیدل چلنے میں مشکلات پیش آنے لگیں ان میں سے چندلوگ اس قافلے میں شامل بزرگ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس گئے اورعرض کرنے لگے اب ہمارے لئے پیدل چلنادشوارہورہاہے لہٰذا!آپ حسنین کریمینؓ سے درخواست کریں کہ وہ سواری پرسوارہوجائیں ۔یہ سن کرحضرت امام حسینؓ نے

ارشادفرمایا۔ یہ تو ممکن نہیں کہ ہم سوار ہو جائیں کیونکہ ہم نے اپنے اوپر یہی فرض قرار دیا ہے لیکن لوگوں کو تکلیف دینا بھی گوارہ نہیں لہٰذا ہم یہ راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور دوسرا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ آپؑ کو بہت زیادہ لوگوں نے دیکھا تھا کہ جب آپؑ نماز ادا کرتے تو آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے آپ کی عبادت میں بڑا خشوع خضوع تھا۔

شہادت سیدنا امام عالی مقامؑ

ارشاد باری تعالیٰ ہے اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے (کبھی) خوف اور (کبھی) بھوک کبھی) جان مال و ثمرات (دنیاوی نعمتوں اور اولاد) کی کمی کے ذریعے اور (ایسے حالات میں) صبر کرنے والوں کو (جنت کی بشارت) دے دیجیے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۵

آپؑ کی پیدائش کے ساتھ ہی آپؑ کی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی حضرت ام سلمہؓ) فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل امینؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا فرزند فرات میں شہید کیا جائے گا میں نے جبریل امین سے کہا کہ ان کے مقتل کی مٹی لا کر دکھاؤ پس یہ مٹی وہاں سے لائے ہیں وہ مٹی آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کو دے دی اور فرمایا جب یہ مٹی خون بن جائے گی تو وہ میرے بیٹے کے قتل کا دن ہوگا۔ ترمذی شریف کی جلد ثانی میں ہے ایک عورت کہتی ہے محرم کی دسویں تاریخ کو مدینہ طیبہ میں حضرت ام سلمہؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی میں نے دیکھا آپؑ رو رہی ہیں میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو ام المومنین نے فرمایا میں

نے ابھی ابھی خواب دیکھا ہے کہ رسول انور ﷺ کے سر انور مبارک اور ریش مبارک میں گرد و غبار ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا بات ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا! میں ابھی کربلا سے آرہا ہوں آج میرا حسین قتل کر دیا گیا ہے. حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے وہی مٹی یاد آ گئی جو نواسۂ رسول ﷺ کی پیدائش کے وقت جبرائیلؑ نے میدان کربلا سے لا کر حضور ﷺ کو دی تھی اور نبی کریم ﷺ نے وہ مٹی مجھے دے کر فرمایا اس مٹی کو اپنے پاس رکھو جس دن میرا حسین قتل ہوگا یہ مٹی خون بن جائے گی ۔حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے وہ مٹی دیکھی تو خون بن چکی تھی اس مٹی کو میں نے شیشی میں سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔میدان کربلا میں عظیم مصائب کے وقت بھی آپؓ نے دن اللہ کے کلام کی تلاوت میں بسر کیے اور راتیں رکوع و سجود میں گزاریں انتہا یہ ہے کہ جب آپؓ کو شہید کیا گیا اس وقت بھی آپؓ اللہ پاک کے حضور سجدہ میں تھے ۔آپؓ اور آپ کے ساتھیوں کو دس ۱۰ محرم ۶۱ ہجری مطابق ۱۱ اکتوبر بروز جمعہ ۵۶ سال ۵ ماہ اور ۵ دن کی عمر میں شہید کر دیا گیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون آپؓ کی شہادت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان پر جتنی مصیبتیں آ جائیں صبر سے کام لیں اور ظالم جابر کے سامنے نہ جھکیں۔ہر وقت اللہ کی عبادت کریں آپؓ کی سیرت سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپؓ نے شہادت کے وقت بھی سر سجدہ میں رکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ سیدنا امام حسینؓ کل کربلا کے میدان میں بھی سجدہ میں تھے اور آج تک سجدہ میں ہیں آپؓ کو سجدہ کرتے وقت تو لوگوں نے دیکھا تھا پر سجدہ سے سر اٹھانا کسی نے دیکھا اس کی اصل وجہ بھی یہی تھی کہ جھکنا ہے تو اللہ پاک کی بارگاہ میں ہے ظالم

جابر کے سامنے نہیں۔ اللہ پاک نواسہ رسول ﷺ کے صدقے ہماری بخش و مغفرت
فرمائے سرکار دو عالم ﷺ کی بروز قیامت شفاعت نصیب فرمائے۔

دنیا کی زندگی ایک دھوکہ ہے

کاش کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا
قبر و حشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ ''وَّزِیْنَۃٌ ''وَّتَفَاخُرٌ ''بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ ''فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔

ترجمہ: جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا ہے اور ظاہری آرائش ہے اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا۔ (سورۃ الحدید ۲۰)

تمام تعریفیں خالق کائنات، مالک عرض و سماوات اللہ رب العالمین کے لئے جس نے آسمان کو ہمارے لئے چھت اور زمین کو بچھونا بنایا اور ہمیں ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا جن کا ہم شمار بھی نہیں کر سکتے۔ تمام جہانوں کی نعمتوں سے بڑھ کر سب سے بڑی نعمت اپنا پیارا محبوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ہمیں عطا فرمایا۔ اللہ رب العالمین نے نسل انسانی کی رشد و ہدایت کے لئے کم بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ جنہوں نے اللہ پاک کے حکم کے

مطابق نسلِ انسانی کو ہدایت و رہنمائی کی راہ دکھلائی قربان جاؤں حضرت عبداللہؓ کے دریتیم ،حضرت آمنہؓ کے لال، فخر موجودات، سرورکائنات ،احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر جنہوں نے اپنی پوری امت کو ایسے وقت میں گمراہی اور ضلالت کے گڑھے سے نکالا جب کہ ہم اپنے معبودِ حقیقی کو چھوڑ کر شیطانی اعمال مثلاً بت پرستی، قتل وغارت، شراب، زنااور جوئے کی طرف راغب تھے اللہ پاک نے ہماری ہدایت کے لئے ہم میں سے اپنے محبوب ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ مسلمان بھائیو! ہر کسی پر یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ دنیا فانی ہے جس نے ایک دن فنا ہو جانا ہے۔ ہم نے اس دنیا سے محبت توکر رکھی ہے پر اسکی حقیقت کو نہیں جانا ہم اس کی لذتوں میں اسقدر مشغول ہوگئے۔ کہ دین اسلام کے احکام سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ یہ دنیا کی لذتیں فانی ہیں جن پر قیامت کے دن ہم پچھتائیں گے کہ کاش دنیا میں ہم نے یہ لذتیں نہ لی ہوتیں اس دن صرف پچھتاوا بھی ہوگا اور کچھ نہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کریں تاکہ اس عارضی زندگی میں بھی راحت نصیب ہو اور قبر و حشر میں بھی راحت نصیب ہو اور جنت الفردوس ہمارے نصیب ہو۔

حیات دنیا سے مراد وہ زندگی ہے جو نفس امارہ کے لئے صرف کی جائے اس صورت میں اس زندگی کے سارے کام لغو اور کھیل ہیں مگر جو زندگی توشہ آخرت جمع کرنے کا ذریعہ بنے وہ حیات دنیا نہیں بلکہ حیات آخرت ہے۔ لہو و لعب وہ ہے جس میں مشغولیت زیادہ ہو مگر نتیجہ کچھ نہ ہو۔ دنیا کی مثال اس ہرے بھرے کھیت کی طرح

ہے جو پہلے خوشنما اور بھلا معلوم ہو۔ پھر تھوڑی نا موافق ہوا یا دھوپ یا بارش سے برباد ہو جائے۔ جیسے کھیتی کے لئے بہت سی آفات ہیں ایسے ہی دنیا کے لئے بھی۔ خیال رہے کہ کسانوں کو کفار اس لئے فرمایا کہ کفر کے معنی ہیں چھپانا۔ یہ بھی دانہ زمین میں چھپاتے ہیں یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ظاہری رونق پر کافر اتراتا ہے مومن رب پر توکل کرتا ہے ۔ایسے ہی دنیادار بہت مشقت سے کسی درجہ پر پہنچتا ہے اور موت کی ایک ہچکی آتے ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چل دیتا ہے۔ مسلمان بھائیو: پھر ایسی بے وفا زندگی نام کی چیز پر اعتبار کیوں کرتے ہو۔ دنیاوی زندگی چار قسم کی ہے۔ طغیانی شیطانی، انسانی، ایمانی. طغیانی زندگی وہ جو اللہ پاک اور اس کے محبوب ﷺ کی مخالفت، میں گزرے جیسے فرعون یا ابو جہل کی زندگی نفسانی و شیطانی زندگی وہ ہے جو نفس امارہ کی پرورش اور رب تعالیٰ سے غفلت میں گزرے جیسے عام غافل زندگی گزارتے ہیں ایمانی زندگی وہ زندگی ہے جو آخرت کی تیاری میں گزرے جیسے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنی زندگیاں مبارک گزاریں قیامت کے دن کافر کے دلوں پر غشی چہروں پر سیاہی چھا جائے گی مسلمانوں کے دلوں پر خوشی اور چہروں پر روشنی چھا جائے گی کیونکہ جو مومن ہوتا ہے وہ اپنی زندگی اللہ پاک اور اس کے محبوب ﷺ کے حکم کے مطابق گزارتا ہے مگر کافر اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارتا ہے۔ اسی لئے دنیا کا سامان کافر کے لئے موت کے بعد کام نہیں آتا لیکن مومن کو اس کی دنیا موت کے بعد بلکہ قیامت کے دن بھی کام آئے گی۔ جیسا کہ اگر کوئی مومن دنیا میں صدقہ جاریہ کر کے جاتا ہے موت کے بعد بھی اس کو یہ ثواب

ملتا رہتا ہے۔کافر کی زندگی دنیا کی زندگی ہے اور مومن کی زندگی دینی زندگی ہے کیونکہ کافر کی زندگی خودی کے لئے ہے اور مومن کی زندگی خدا کے لئے ہے ارشاد پاک ہیقل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین۔

بشکل رنگ وُگل اور حقیقت میں خار ہے دنیا
ایک پل میں اِدھر سے ہے اُدھر چار دن کی بہار ہے دنیا
زندگی نام رکھ دیا کس نے
موت کا انتظار ہے دنیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"دنیا کی زندگی کی مثال تو ایسے ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آ گئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے" (سورۃ یونس پارہ ۱۱ آیت نمبر ۲۴) اس آیت کریمہ میں دنیاوی زندگی کو بارش کے پانی سے تشبیہ چند وجہ سے دی گئی ہے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ کنوئیں ،تالاب کا پانی قبضہ میں ہوتا ہے مگر بارش کا پانی قبضہ میں نہیں ہوتا ایسے ہی دنیا کے حالات ہمارے قبضہ سے باہر ہیں۔دوسری وجہ یہ ہے کہ بارش کبھی ضرورت سے زیادہ آجاتی ہے کبھی ضرورت سے کم کبھی ضرورت ہوتی ہے مگر بارش بالکل نہیں ہوتی

ایسے ہی دنیاکاحال ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ بارش کے آنے کاوقت معلوم نہیں ہوتاایسے ہی دنیاہے چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر بارش نہ ہو،تو مصیبت ،زیادہ ہوتوآفت ہے اسی طرح دنیانہ ہو،توتکلیف زیادہ ،ہوتوآفت ہے اسی طرح کافرجب مشقت سے دنیاجمع کرتا ہے جب جمع ہوجاتی ہے تووہ یہ سمجھتاہے کہ اب یہ میری ہوچکی ہے ہر طرف اس پر تصرف کرونگااچانک یاتومرجاتاہے یادنیااس سے رخصت ہوجاتی ہے پھراس وقت افسوس کرتاہے۔قابل توجہ بات یہ ہے کہ بارش کاپانی باغ میں پڑکر پھول اگاتاہے خارمیں پہنچ کرکانٹے اسی طرح دنیاکافرکے پاس پہنچ کر کفربڑھاتی ہے اور مومن کے پاس جاکرایمان میں برکت دیتی ہے۔ابوجہل نے مال سے دوزخ کوخریدلیا۔امیرالمومنین سیدناحضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ نے اس مال سے جنت بلکہ وہاں کاکوثر۔اللہ والے دنیاکواپنے پاس رکھتے بھی نہیں ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ،حضرت عمرفاروقؓ،حضرت علی المرتضٰی یہ تینوں خلفاء کرام ایسے ہیں جنہوں نے عملی طورپر کبھی زکوۃ نہیں نکالی۔جب ان خلفاء کرام کی حالات زندگی کا مطالعہ کیاگیاتوپتاچلا کہ ان کے پاس جوکچھ بھی آتا تھاوہ اللہ کے نام پردے دیتے تھے زکوۃ دینے کے لئے ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔

مسلمان بھائیو!ہمیں بھی اس بے وفادنیاپر گھمنڈ نہیں کرناچاہیے یہ اس وقت دھوکادیتی ہے جب اسکی بہت ضرورت ہوتی ہے دنیاکی ناپائیداری اور یہاں مصیبتوں کااچانک آجانا بھی عقلمند کودرس عبرت دیتاہے اس سے اسکاایمان بھی قوی ہوجاتاہے بہت سے غافل دنیاکھوکرآنکھیں کھولتے ہیں اوراپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص شام کی سرزمین سے حاضر ہوا حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے انکی زمینوں کی بابت پوچھی تو اس شخص نے شام کی زمین کی کشادگی اور اسکی قسم ہا قسم کی پیداوار کا تذکرہ کیا آ قا ﷺ نے پوچھا تم کیا کرتے ہو؟ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! ہم مختلف قسم کے اناج کاشت کرتے ہیں اور پھر رنگارنگ کی ڈشیں تیار کرکے انہیں کھاتے ہیں آ قا ﷺ نے پوچھا پھر کیا ہوتا ہے ؟اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ !آپ بخوبی جانتے ہیں کہ رفع حاجت اور کیا سرکار مدینہ راحت قلبُ وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہی مثال دنیا کی ہے
حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو دنیا (کی محبت) کو سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہو"۔ ہم آخرت کی ابدی زندگی کو چھوڑ کر دنیا کی فانی زندگی میں لگ گئے ہیں ہمیں نہ حقوق اللہ کا خیال ہے نہ حقوق العباد کا ہم نے اللہ پاک اور اس کے محبوب ﷺ کے بتائے ہوئے راستوں کو چھوڑ دیا ہے۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس دنیا نے ایک دن فنا ہونا ہے باقی رہے گی تو صرف ایک ہی رب ذوالجلال کی ذات پاک باقی رہے گی۔ ہمیں بھی یہی چاہیے کہ اس ذات سے محبت

کریں جس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنا کر اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی اور جہنم ہر دیکھنے والے پر ظاہر کی جائے گی تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بیشک جہنم ہی اسکا ٹھکانا ہے۔(پارہ ۳۰ سورۃ النّٰزعٰت آیت ۳۹،۳۴) یہاں پر تو ہم عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں ہم نے دنیا کو اپنا پکا ٹھکانہ سمجھ رکھا ہے۔مسلمانو بھائیو! ایک دن وہ بھی آئے گا کہ اس دن انسان کے سامنے اسکی پوری زندگی کی فلم گھومنے لگے گی وہ اعمال جن کو ہم بھول گئے ہیں وہ ایک ایک کرکے نسیان کی گہرائیوں سے ابھرنے لگیں گے اگر دنیا کی زندگی ہم نے اچھے کاموں میں گزاری تو قیامت کے دن خوشی کی انتہا نہ ہوگی اگر دنیا کی زندگی بداعمالیوں میں گزاری تو اس روز افسوس ہوگا قیامت کے دن ہمارے اعضاء گواہی دیں گے۔قیامت کے دن اولادآدمؑ دو گروہوں میں ہوگی ایک گروہ ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے سرکشی اختیار کی حدوداللہ کو توڑا ہوگا دنیاوی زندگی کے آرام وآسائش کو ابدی زندگی کے آرام وآسائش پر ترجیح دی ہوگی۔آج ہم کو نہ نماز یاد ہے نہ زکوۃ صدقات نہ روزہ وحج کل بروز قیامت ہم پچھتائیں گے کہ افسوس صد افسوس ہم نے زندگی گناہوں میں نہ گزاری ہوتی کاش کہ ہم نے اپنی زندگی میں حقوق اللہ وحقوق العباد کا خیال رکھا ہوتا۔پر اس دن صرف پچھتاوا ہی ہوگا۔دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جو اپنی پوری زندگی یہ تصور کرکے ڈرتے رہے کہ ہم نے ایک دن اللہ پاک کے روبرو پیش ہونا ہے۔اپنی ساری زندگی شریعت کے حکم

کے مطابق گزاری ہوگی حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھا ہوگا۔اس قسم کے لوگوں کے لئے جنت کی بہاریں ان کی چشم براہ ہونگی حوریں رنگین اور خوشبودار پھولوں کے ہار پروئے ہوئے ان کا انتظار کر رہی ہوں گی۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ملک الموت ہر گھر میں تین مرتبہ روزانہ چکر لگا کر دیکھتے ہیں۔ کس کا رزق پورا ہوگیا، کس کی مدت عُمر پوری ہو گئی ۔ جس کا رزق پورا ہو جاتا ہے اس کی رُوح قبض کر لیتے ہیں اور جب اس کے گھر والے اس کی موت پر روتے ہیں تو ملک الموت دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں ۔ میرا کوئی گناہ نہیں مجھے تو اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ واللہ میں نے نہ تو اس کا رزق کھایا نہ اس کی عُمر گھٹائی ،نہ اسکی عمر سے کچھ حصہ کم کیا۔ میں تمہارے گھروں میں بار بار آتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو بھی باقی نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا اگر میت کے گھر والے ملک الموت کا کھڑا ہونا دیکھ لیں اور ان کا کلام سن لیں تو اپنی میت سے غافل ہو جائیں اور اپنے اُوپر روئیں۔ (ابن ابی الدنیا) امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ جب کسی قبر کے قریب سے گزرتے یا قبرستان میں جاتے تو قبر کو دیکھتے ہی زار و قطار رونا شروع ہو جاتے ۔آپؓ اتنا روتے کہ آپؓ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہچکی بندھ ہو جاتی ۔آپؓ کے ساتھ موجود احباب عرض کرتے تھے کہ جنت اور دوزخ کے ذکر کے وقت آپؓ کبھی اتنا نہیں روئے جتنا قبر کو دیکھ کر روتے ہیں اسکی وجہ کیا ہے؟ آپؓ نے فرمایا ''موت اور قبر قیامت کا پہلا مرحلہ ہے اگر اس میں ناکام ہوئے تو قیامت میں کامیابی کی کوئی سبیل''

نہیں ہے اور اگر موت کے بعد قبر کے اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو قیامت میں کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں ۔ فیصلہ قیامت کا اس قبر میں ہو جانا ہے۔ ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ ''حضرت عائشۃ الصدیقہؓ نے حضور ﷺ سے عذابِ قبر کے بارے میں پوچھا؟ آقا ﷺ نے فرمایا ہاں عذاب قبر حق ہے اس دن کے بعد عذاب قبر کے بارے (لوگوں کے شکوک و شبہات کو پوچھے بغیر رفع کرنے کی خاطر) حضور نبی کریم ﷺ نے ایک نماز بھی ایسی نہیں پڑھی جس نماز کے اختتام پر آپ ﷺ نے عذابِ قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔ (السنن الکبریٰ جلد ا صفحہ ۳۸۹، حدیث ۱۲۳۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ''حضور ﷺ صحابہ کرام کو یہ دعا اس طرح سکھاتے اور پڑھاتے جیسے قرآن کی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے ۔ ''اے اللہ میں عذاب جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی آزمائش و امتحان سے (پناہ مانگتا ہوں ۔ (مسند احمد جلد ا صفحہ ۳۱۱، حدیث ۲۸۳۹

اللہ رب العزت ہم کو اپنی بندگی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کی توفیق عطا فرما کر ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بروز محشر آقا ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے وطن عزیز پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ برپا فرمائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد نصیب فرمائے۔ اللہ رب العالمین آقائے دوجہاں سرور کون و مکاں ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔

کفار و مشرکین، منافقین، حاسدین کا منہ کالا فرمائے۔ حضور ﷺ کے غلاموں کا دونوں جہانوں میں بول بالا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رار ہنما

خالق کائنات اللہ رب العالمین نے اشرف المخلوقات بنی نوع انسان کی رشد وہدایت اور مقصد تخلیق انسان سے آگاہی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں مخلوق کی ہدایت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔ انسان کو ظلمتوں سے نکال کران کے قلوب میں علم ومعرفت کے چراغ روشن کر دیئے۔ اور پھر قصرِ نبوت کی تکمیل کی خاطر خاتم الانبیاء ،امام الانبیاء، فخر الانبیاء ، نبی آخر الزمان، جناب سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ چونکہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اس لئے آقا ﷺ کے بعد امت کی ہدایت اور رہبری کے لیے اولیاء کرام بھیجے گئے جن کا سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہیگا۔ اولیاء کرامؒ نے ہر دور میں پیغام حق عام کیا اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو حق کی راہ دکھائی۔ پاکستان کو پوری دنیا میں اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اس کی وجہ اس سرزمین پر بزرگان ملت اولیاء کرام کی تشریف آوری ہے جنہوں

نے شبانہ روز دین کی تبلیغ کرکے پاکستان کو قلعہ اسلام بنادیا اسی وجہ سے یہاں کے لوگ بزرگانِ دین اولیاء کرام کی تعلیمات اوران کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں مسلمانان پاکستان کے دلوں میں اسلام پر مرمٹنے کا شوق شہادت اور جذبہ جہاد زیادہ پایا جاتا ہے ۔پنجاب کو پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ یہ سرزمین بزرگان دین اولیاء کرام کا مرکز رہی ہے یہاں لوگ مغربی طرزِ تعلیم کے بجائے اولیاء کرام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔تاریخ کے اوراق گواہ ہیں نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی کے بعد اسلام کی تبلیغ وترویج کا بیڑا امت مصطفیٰ ﷺ، علماء اور اولیاء کرام نے اٹھایا۔خلفاء راشدین سے لیکر موجودہ دور تک اسلام کی خدمات میں صلحاء امت کا کردار نمایاں ہے۔ان پاکیزہ نفوس نے دینِ اسلام کے فروغ کی خاطر لازوال قربانیاں پیش کیں دین مصطفیٰ ﷺ کو بلندیوں تک پہنچایا بلکہ ہر دور کے محدثین ، مبلغین اتقیاء،اولیاء ومشائخ عظام نے کفر کے خلاف سینہ سپر ہو کر بقائے اسلام کی جنگ لڑی، تاریخی قربانیاں دیکر دین مصطفیٰ ﷺ کے علم کو بلند فرمایا۔الحمدللہ !آج بھی اسلام کی خوشبو دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے ۔جس کی وجہ سے یہود وہنود دیگر طاغوتی قوتیں اسلام کی مقبولیت دیکھ کر بوکھلاہٹ کا شکار ہیں ۔اسلام کے خلاف طرح طرح کی سازشوں میں مصروف ہیں ۔ان کی ناپاک سازشوں کو خاک میں ملانے کے لئے بزرگان دین یہ جنگ لڑ رہے ہیں ۔آج جس عظیم ہستی کا میں تذکرہ کرنے جارہا ہوں ۔اسے عالمِ اسلام میں ''داتا گنج بخش'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپؒ کا اسم گرامی علی، کنیت ابوالحسن ، والد کا نام عثمان ابن علی یا بو علی وطنی نسبت جلابی ثم ہجویری ہے ۔آپؒ کا معروف لقب ''داتا گنج بخش'' ہے ۔آپؒ حسنی سید ہیں۔آپؒ کا سلسلۂ نسب آٹھ واسطوں سے سیدنا حضرت علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم تک جاملتا ہے ۔آپؒ کی ولادت باسعادت تقریباً 400 ہجری میں افغانستان کے شہر غزنی کے مضافات میں ایک بستی الجلاب میں ہوئی ۔آپؒ کے مرشد حضرت ابوالفضل محمد بن حسنؒ ختلیؒ ہیں ۔ان کا سلسلہ طریقت نو واسطوں سے یوں سیدنا حضرت علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے ۔آپؒ کا سلسلہ طریقت حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلیؒ حضرت شیخ ابوالحسن حصریؒ، حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ، حضرت شیخ جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ، سری سقطیؒ، حضرت شیخ معروف کرخیؒ، حضرت شیخ داؤد طائیؒ، حضرت شیخ حبیب عجمیؒ، حضرت شیخ حسن بصریؒ، امیر المومنین سیدنا علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے ۔آپؒ طریقت میں اپنے آپ کو سلسلہ جنیدیہ کا متبع قرار دیتے ہیں ۔آپؒ نے معروف اساتذہ وشیوخ سے تعلیم وتربیت حاصل کی ۔اساتذہ کرام میں ابوالعباس اشقانیؒ اور ابوالقاسم القشیریؒ مشائخ صحبت شیخ ابوالقاسم گورگانیؒ، حضرت شیخ ابوالحمد المظفر بن احمد بن حمدانؒ، حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن قصابؒ ، شیخ ابو جعفر محمد بن المصباح الصیدلانیؒ کے نامی گرامی سرفہرست ہیں ۔آپؒ نے زندگی کا بیشتر حصہ تلاش حق کی غرض سے سیاحت میں گزارا۔اکابر اولیاء کرام کی

زیارت کی اوران سے فیض حاصل
کیا۔مثلاً عراق، شام، بغداد، فارس، قہستان، آذربائیجان، طبرستان، خوزستان، کرمان
طوس، ماوراالنہر، ترکستان اور حجاز کا سفر کیا صرف خراسان میں آپؒ نے تین سو مشائخ،
سے ملاقات کی۔آپؒ نے سخت مجاہدے اور ریاضتیں بھی کیں۔اسی طرح آپؒ اکابرین
علم وعرفان کی صحبت سے علم اور روحانیت کے اس درجہ کمال کو پہنچے کہ اپنے زمانے کے
امام اورآنے والے ادوار کے لئے مخدوم بن گئے۔علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے آپؒ
کو مخدوم امم کہا ہے۔
سیّد ہجویر مخدوم اُمم
مرقدِ اُو پیرا سنجر راحرم
آپؒ اپنے پیرومرشد حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلیؒ کے حکم پر دعوت وارشاد کی
خاطر 431 ہجری میں غزنی سے لاہور تشریف لائے۔آپؒ جب لاہور آئے تو بظاہر آپؒ
کے پاس ایک مصلیٰ اور وضو کے لئے لوٹا ہوگا لیکن علم وعمل، شریعت وطریقت، حقیقت
ومعرفت کے گراں قدر خزینے کچھ اس کثرت سے بانٹے کہ ''گنج بخش فیض
عالم'' کا لازوال لقب پایا۔آپؒ کی علمی، فکری اور دینی خدمات کی وجہ سے اقبالؒ نے
آپ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔
پاسبان عزت ام الکتاب
از نگاہش خانہ باطل خراب

خاک پنجاب از دم اُو زندہ گشت
صبح ما از مہر اُو تابندہ گشت

یعنی آپ قرآن مجید کی عزت کے محافظ ہیں اور آپ کی نگاہ ولایت سے باطل کا گھر ویران ہوگیا۔آپ کے دم قدم سے سرزمین پنجاب میں اسلام زندہ ہوگیا۔آپ کے آفتاب ولایت سے ہماری صبح روشن ہو گئی ۔آپؒ تصوف کے مدونین فن اور اماموں میں سے ہیں ۔اس لئے آپؒ نے سلسلہ جاری نہیں فرمایا۔حضرت عبداللہ المعروف شیخ ہندیؒ اور آپؒ کے اصحاب حضرت ابوسعید ہجویریؒ اور حضرت حماد سرخسی آپؒ کے خلفاء تھے ۔آپؒ کے مزار اقدس سے اکتساب فیض حاصل کرنیوالی ہستیوں میں سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام شامل ہیں ۔سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش صاحبؒ مزار شریف پر حاضر ہوئے اور چلہ کاٹا۔فراغت کے بعد داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام دیکھا تو دل سے پکار اٹھے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

آپؒ نے متعدد کتابیں لکھیں ۔آپؒ کی آخری تصنیف ''کشف المحجوب'' کے مطالعہ سے

ان کی نودیگر تصانیف، دیوان، کتاب فناوبقا، اسرارالخرق والمونات، الرعایت حقوق اللہ تعالیٰ، کتاب البیان لاہل العیان، نحوالقلوب، منہاج الدین، ایمان اور شرح کلام کے نام شامل ہیں۔آپؒ کی جلالت شان اور عالمانہ تمکنت کی مظہر آپؒ کی تصنیف کردہ دستیاب کتاب ''کشف المحجوب'' ہے۔جسے فارسی زبان میں اسلامی دنیائے تصوف کی پہلی کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔یہ کتاب اپنے اندر جامعیت لئے ہوئے ہے اس میں تصوف کے مسائل بھی ہیں اور متکلمین کے دلائل بھی۔منطقیوں اور فلسفیوں کی موشگافیاں بھی اور باطل نظریات کی تردید بھی مسائل شریعت وطریقت کا خزینہ بھی اور حقیقت ومعرفت کا ایک بیش بہا گنجینہ بھی۔اس گنجینہ رشدوہدایت کے بارے میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا ارشاد ہے کہ ''اگر کسی کا پیر نہ ہو تو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اسے پیر مل جائے گا''۔اس گنجینہ رشدوہدایت کا نام ہی موضوعات کی وضاحت کرتا ہے۔اس ضمن میں آپؒ خود تحریر فرماتے ہیں۔''چونکہ یہ کتاب سیدھی راہ بتانے اور عارفانہ کلمات کی تشریح وتوضیح اور بشریت کے حجاب رفع کرنے کی غرض سے لکھی گئی ہے لہٰذا اسے کسی اور نام سے موسوم کرنا مناسب نہیں'' یہ کتاب آپؒ نے اپنے ارادت مند ابوسعید کی التجاء پر لکھی۔آپؒ تحریر فرماتے ہیں ''اے ابوسعید میں نے تیری گزارش کے مطابق تالیف کرنے کی تیاری شروع کردی اور اس کتاب سے تیری مراد کے پورا کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا''۔یہ کتاب محض واقعات یا حکایات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ آیات قرآنیہ، 172 احادیث کریمہ، 77 عربی اور فارسی اشعار کے ساتھ 248

ساتھ حضرات خلفائے راشدین ،ائمہ اہل بیت، جلیل القدر صحابہ کرام ،تابعین، تبع تابعین، ائمہ متاخرین، متعدد امصار و بلاد کے مشائخ کے حسین تذکروں کے ساتھ ایمان، علم، فقر و غنا، صوفی، رسم و خصلت، خرقہ پوشی، صفوت، ملامت، رضا، حال و مقام، سکر و صحو، ایثار، نفس، ہوا، کرامت، معجزہ، فضیلت، فناء و بقاء، غیبت و حضور، جمع و تفریق، روح، معرفت، توحید، طہارت، توبہ، نماز، محبت، عشق، زکوۃ، جود و سخا، جوع، حج، صحبت، متعدد آداب و اخلاقیات، شادی، حال، وقت، مقام، تمکین، محاضرہ مکاشفہ قبض و بسط، انس و ہیبت، قہر و لطیف، نفی و اثبات، مسامرہ و محادثہ، شریعت و حقیت، سماع، جیسے اہم موضوعات کا احاطہ کرتی ہوئی لازوال تصنیف ہے۔ آپؒ خود تحریر فرماتے ہیں اس کتاب سے میرا مقصد یہ ہے کہ جس کے پاس یہ کتاب ہو اسے دوسری کتابوں کی'' حاجت نہ رہے۔ یہ کتاب طالب حقیقت کے لئے کافی ہے''۔ عبدالماجد دریاآبادی لکھتے ہیں ''اس کتاب کی حیثیت محض ایک مجموعہ روایات وحکایات نہیں بلکہ ایک مستند محققانہ تصنیف ہے''۔ یہ کتاب اس دور کے معاشرتی و سماجی احوال پر بھی ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپؒ نے دوران سیاحت

عراق، شام، بغداد، فارس، قہستان، آذربائیجان، طبرستان، خوزستان، کرمان طوس، ماوراالنہر، ترکستان، حجاز و دیگر علاقوں سے جو معلومات حاصل کیں ان کو بھی اپنی، اس تحقیقی تصنیف کی زینت بنایا ہے۔ آپؒ پاک و ہند کے اکثر شہروں میں بھی تشریف لے گئے اور اس زمانے کی تہذیب و تمدن اور رسم و رواج پر بھی کتاب میں روشنی ڈالی۔ آپؒ ہندوستان کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ ''مشہور ہے

کہ ہندوستان میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو جنگل میں جا کر گاتے ہیں اور سُریلی آواز نکالتے ہیں ہرن جب ان کے غنا اور لحن کو سنتے ہیں تو وہ ان کی طرف آ جاتے ہیں اور (شکاری) ان کے گرد گھوم کر گاتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہرن گانے کی لذت سے مست ہو کر آنکھیں بند کر کے سو جاتے ہیں اور وہ انہیں پکڑ لیتے ہیں'' دوسری جگہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''میں نے ہندوستان میں دیکھا کہ زہر قاتل میں ایک کیڑا پیدا ہوتا ہے اس کی زندگی اس زہر سے ہے''۔ ترکستان کے حوالے سے لکھتے ہیں ''میں نے ترکستان میں ایک شہر دیکھا جو سرحد اسلامی پر ہے۔ وہاں ایک پہاڑ آتش فشاں تھا جو آگ کے شعلے دے رہا تھا اور اس کے پتھروں سے نوشادر جوش مار کر ابل رہا تھا اور اس آگ میں چوہے تھے جب انہیں اس آگ سے باہر لایا جائے تو وہ مر جاتے تھے''۔

بلوچوں کے بارے میں ایک مشاہدہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ ''اور اس قسم کے مشاہدے مجھے بلوچوں میں بھی ہوئے کہ وہ گدھے اور اونٹ لے کر چلتے.....''۔ تذکرہ نگاروں کی غالب اکثریت نے آپؒ کا سن وفات 465 ہجری سے اتفاق کیا ہے۔ حضرت سید علی ہجویریؒ نے زندگی کے آخری ایام لاہور ہی میں گزارے اور چند روز کی علالت کے بعد خانقاہ میں اپنے حجرے میں وفات پائی۔ آپؒ کی نمازہ جنازہ آپؒ کے خلیفہ حضرت شیخ ہندیؒ نے پڑھائی اور آپؒ کو یہیں دفن کیا گیا جہاں آج بھی آپؒ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپؒ کا 969 عظیم الشان سالانہ عرس مبارک

صفرالمظفر1434 ہجری بمطابق 21,22,23 دسمبر2013 18,19,20 بروز ہفتہ، اتوار، سوموار کو آپؒ کے آستانہ مبارک پر منعقد ہو رہا ہے۔ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں 332 قابل ذکر مزارات میں سے لاہور میں 49 کراچی میں 25 اور ملتان میں 20 خانقاہیں ہیں۔ان سے اربوں روپے سالانہ آمدن ہوتی ہے۔اوران مزارات کی کل آمدن کا تقریباً نصف صرف داتا صاحب رحمۃاللہ علیہ کے مزار اقدس سے محکمہ اوقاف کو موصول ہوتا ہے۔مگر بدانتظامی کا یہ عالم ہے کہ آج بھی اگر کوئی زائر اپنے جوتے جمع کروا کر حاضری دے تو اُس سے فقط حفاظت پاپوش کے 10 سے 20 روپے تک وصول کر لیے جاتے ہیں جبکہ رسمی بورڈ بھی آویزاں ہیں کہ ایک روپے سے زیادہ ہرگز ادا نہ کریں۔منہ زور ٹھیکیداروں کو محکمہ آج تک لگام نہیں دے سکا جس سے زائرین شدید کرب میں مبتلا ہیں۔حکومت وقت پر لازم ہے کہ جس طرح پتنگ بازی پر پابندی لگا کر عوام کے جان ومال کا تحفظ کیا گیا ہے۔اس طرح میلے کی آڑ میں تمام مزارات اولیاء پر ایسی خرافات پر پابندی عائد کی جائے تاکہ زائرین ومتوسلین کو حقیقی روحانی آسودگی حاصل ہو۔محکمہ کو چاہیے کہ اولیاء اللہ کے حالات زندگی اوران کی تصانیف کو فی سبیل اللہ عوام الناس تک پہنچایا جائے۔مخیّر حضرات خود بخود محکمہ سے تعاون کریں گے۔

داتا علی ہجویریؒ کے منتخب ارشادات

☆نفس ایک باغی کتا ہے۔کتے کا چمڑا جب تک دباغت اور رنگ نہ کیا جائے، پاک نہیں ہوتا۔

☆نفس کی مخالفت سب عبادتوں کا اصل اور سب مجاہدوں کا کمال ہے۔
☆علم سے بے پروائی اختیار کرنا محض کفر ہے۔ ☆بھید کو کھول اور نماز کو نہ بھول۔
☆فقیر کو چاہیے کہ بادشاہوں کی ملاقات کو سانپ اور اژدھے کی ملاقات کے برابر سمجھے خصوصاً جب ملاقات اپنے نفس کے لئے ہو۔
☆مبتدی کو چاہیے کہ وہ راگ اور سماع سے پرہیز کرے کیونکہ یہ راستہ اس کے لئے بہت مشکل ہے۔
☆دین و شریعت کے پابند لوگوں کو خواہ وہ نادار و غریب کیوں نہ ہوں، بہ چشم حقارت نہ دیکھ کیونکہ اس سے خدا کی حقارت لازم آتی ہے۔
☆پیغمبر کی بزرگی اور رتبہ کی بلندی صرف معجزہ ہی سے نہیں بلکہ عصمت کی صفائی سے ہے۔
☆عارف عالم بھی ہوتا ہے مگر ضروری نہیں کہ عالم بھی عارف ہو۔ ☆بندہ کے لئے سب چیزوں سے زیادہ مشکل خدا کی پہچان ہے۔
☆بوڑھوں کو چاہیے کہ وہ جوانوں کا پاس خاطر کریں کیونکہ ان کے گناہ بہت کم ہیں اور جوانوں کو چاہیے کہ بوڑھوں کا احترام کریں کیونکہ وہ ان سے زیادہ عابد اور زیادہ تجربہ کار ہیں۔
☆محرموں کو چاہیے کہ وہ ناشائستہ اوامر سے اپنے حواس کو بچائیں اور جو چیزیں شرعاً ناجائز ہیں ان سے اجتناب کرے۔
☆فقر کی معرفت (تعلیم اور پہچان) کے لئے سیر دنیا سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔

☆دنیاکے ساتھی (ہاتھ، پاؤں، آنکھیں) جوبظاہر دوست نظرآتے ہیں دراصل تیرے دشمن ہیں۔

☆دس چیزیں دس چیزوں کو کھاجاتی ہیں۔توبہ گناہ کو، جھوٹ رزق کو، غیبت نیک اعمال کو، غم عمر کو، صدقہ بلاؤں کو، غصہ عقل کو، پشیمانی سخاوت کو یعنی دے کر بعد میں پچھتانا، تکبر علم کو، نیکی بدی کو، عدل ظلم کو

☆اولیاء خداکے رحم اور غضب کا اظہار کا ذریعہ اوراحادیث نبوی ﷺ کی تجدید کا باعث ہیں۔ان سے پوری طرح فیض یاب ہو۔

☆مال کی محبت کو عذاب سمجھ کر فاقہ کشوں (اور مستحقوں) پر لٹاتے رہو اور یہ سب کچھ اس دن سے پہلے کر جبکہ قبر میں تجھے کیڑے کھاجائیں۔

الٰہی ! علی ہجویری کو پہلے حمد وشکر کی توفیق عطافرمااور پھر فقر کی دولت عطافرما۔پہلے اسے کدورت سے پاک کر، پھر اسرار روحانی ومعنوی اس پر واضح کردے اللہ رب العزت میری اس کاوش کو بارگاہِ لم یزل میں قبول فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین۔

آقائے دو جہاں ﷺ کے معجزات

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی ﷺ معجزہ بن کے آیا

اللہ رب العزت نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید برھان عظیم میں ارشاد فرمایا ہے۔ترجمہ: اے لوگو بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک واضح دلیل آ گئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن نور اتارا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۱۷۵)

اللہ رب العزت نے نسل انسانیت کی رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے تاکہ اپنے برگزیدہ ہستیوں کے واسطے سے بندوں تک اپنے احکام پہنچائے اس خالق کائنات اللہ رب العالمین کا کروڑوں ہا شکر عظیم ہے کہ اس نے ہمیں انبیاء و رسل کے سردار جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول عربی ﷺ کی امت میں پیدا کیا۔انبیاء اور رسولوں کی نبوت اور رسالت کی دلیلوں کو معجزہ کہا جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی کو اس کی نبوت و رسالت کے ثبوت کے لئے دلیل کے طور پر معجزات عطا کئے جن کو لوگوں کے سامنے پیش کرکے انبیاء اور رسولوں نے اپنی نبوت و رسالت کا ثبوت پیش کیا۔ آقا ﷺ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر یا رسول آئے وہ سب ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور انہوں نے اُسی قوم کو سیدھے راستے پر لانے کے لئے معجزات ظاہر کیے۔اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو ایک معجزہ دیا، کسی کو دو کسی

کو تین معجزے عطافرمائے ۔آدم علیہ السلام معجزہ لیکرآئے ۔نوح علیہ السلام معجزہ لے کرآئے۔ موسی علیہ السلام معجزہ لیکرآئے ۔عیسیٰ علیہ السلام معجزہ لیکرآئے ۔مگر ہمارے نبی کریم ﷺ سراپا معجزہ بن کرآئے۔آپ ﷺ کا دیکھنا معجزہ،آپ ﷺ کا بولنا معجزہ آپ ﷺ کا بیٹھنا معجزہ ،آپ ﷺ کی ذات ،آپ ﷺ کی صفات آپ ﷺ کی، ہر ادا معجزہ ہے ۔اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو جو معجزات عطافرمائے وہ صرف ان کی ظاہری حیات مقدسہ تک دیکھے جا سکتے تھے ۔اگرآج ہم موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں سے پوچھیں کہ کیا تمہارے نبی سیدنا موسی علیہ السلام کے پاس معجزات تھے ؟ وہ کہیں گے ہاں۔ اگران کو یہ کہاجائے کہ اس وقت بھی موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دکھا سکتے ہو تو وہ کہیں گے ان تمام معجزات کو ان کی ظاہری حیات مقدسہ میں ہی دیکھا جاسکتا تھا اب ہم نہیں دکھا سکتے ۔اگر عیسی علیہ السلام کے ماننے والوں سے پوچھا جائے تو بھی یہی جواب ملے گا۔پر قربان جائیں ہم اپنے آقا ﷺ پر کہ آج بھی ہم سے کوئی پوچھے نبی کریم ﷺ کے معجزات تو ہم علی الاعلان کہیں گے کہ اے میرے نبی ﷺ کے معجزات کے بارے میں سوال کرنے والو! قرآن پاک کی زیارت کرلو یہ قرآن پاک میرے نبی کریم ﷺ کا وہ معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔قرآن پاک کا ہر لفظ، ہر شد، مد، زیر، زبر عظمت مصطفیٰ ﷺ کی گواہ ہیں ۔ معجزہ کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ معجزہ اس امر کو کہتے ہیں جو مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور تمام کل عالم اسکے معارضہ اور مقابلہ یعنی اس کی مثل لانے سے عاجز اور درماندہ ہو تاکہ منکرین اور مخالفین پر یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ

شخص کوئی عام نہیں بلکہ خدا کا برگزیدہ ہے۔آقا ﷺ کی نبوت ورسالت چونکہ تمام عالم کے لئے ہے اور قیامت تک کے لئے ہے اس لئے اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو جملہ اقسام عالم سے معجزات اور نشانات عطافرمائے تاکہ عالم کی ہر چیز آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل اور برہان ہو اور عالم کی کوئی نوع ایسی باقی نہ رہے جو آپ ﷺ کی نبوت کی شہادت نہ دے۔چونکہ آقا ﷺ ساری کائنات کے لئے رحمۃ اللعالمین اور خاتم النبیین بن کر آئے۔اس لئے آپ ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں۔حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (ایک غزوہ) کے سفر پر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم ایک کشادہ وادی میں پہنچے حضور نبی کریم ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں پانی وغیرہ لے کر آپ ﷺ کے پیچھے گیا حضور نبی اکرم ﷺ نے (ارد گرد) دیکھا لیکن آپ ﷺ کو پردہ کے لئے کوئی چیز نظر نہ آئی۔وادی کے کنارے دو درخت تھے حضور نبی اکرم ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے آپ ﷺ نے اس کی شاخوں سے ایک شاخ پکڑی اور فرمایا اللہ تعالی کے حکم سے میری اطاعت کر وہ درخت اس اونٹ کے طرح آپ ﷺ کا فرماں بردار ہو گیا جس کی ناک میں نکیل ہو اور وہ اپنے ہانکنے والے کے تابع ہوتا ہے پھر آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی شاخ میں سے ایک شاخ پکڑ کر فرمایا اللہ پاک کے اذن سے میری اطاعت کر وہ درخت بھی پہلے کی طرح آپ ﷺ کے تابع ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ ﷺ دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو آپ ﷺ نے ان دونوں درختوں کو ملا دیا اور فرمایا اللہ پاک کے اذن سے جڑ جاؤ سو وہ دونوں درخت جڑ گئے میں وہاں بیٹھا اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا میں نے اچانک

دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت اپنے اپنے سابقہ اصل مقام پر کھڑے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر رضی اللہ تعالی عنہ تم نے وہ مقام دیکھا تھا! جہاں میں کھڑا تھا میں نے عرض کیا جی یارسول اللہ ﷺ فرمایا ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک شاخ کاٹ کر لاؤ جب اس جگہ پہنچو جہاں میں کھڑا تھا تو ایک شاخ اپنی دائیں جانب اور ایک شاخ اپنی بائیں جانب ڈال دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہو کر ایک پتھر توڑا اور تیز کیا پھر میں ان درختوں کے پاس گیا اور ہر ایک سے ایک ایک شاخ توڑی پھر میں انہیں گھسیٹ کر حضور نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہونے کی جگہ لایا اس جگہ ایک شاخ دائیں جانب اور ایک شاخ بائیں جانب ڈال دی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے حکم پر عمل کر دیا ہے مگر اس عمل کا سبب کیا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس جگہ دو قبروں کے پاس سے گزرا جن میں قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا میں نے چاہا کہ میری شفاعت کے سبب جب تک وہ شاخیں سرسبز و تازہ رہیں ان کے عذاب میں کمی رہے۔ (مسلم شریف) حدیث بالا پر غور کیا جائے تو چند باتیں روز روشن کی طرح واضح ہو جائیں گی۔ سب سے پہلے تو درخت بھی آقا ﷺ سے محبت اور آقا ﷺ کی اطاعت کرتے تھے۔ دوسرا ہم اپنے پیاروں کی قبروں پر کھجور یا کسی اور سرسبز و شاداب درخت کی ٹہنیاں رکھتے ہیں تو بعض ناسمجھ لوگ اس پر اعتراضات کرتے ہیں اگر سرسبز و شاداب ٹہنیوں سے مردوں کو فائدہ نہ ہوتا تو آقا ﷺ ٹہنیاں نہ رکھواتے پتہ چلا کہ سرسبز شاخوں سے قبر والوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

تیسرا یہ کہ جیسے میرے آقا ﷺ آگے دیکھتے تھے ویسے ہی پیچھے دیکھتے تھے جیسے آقا ﷺ زمین پر دیکھتے تھے ویسے ہی زمین کے اندر کی چیزیں نظر آتی تھیں۔ بعض ناسمجھ لوگ آقا ﷺ کی شفاعت پر اعتراضات کرتے ہیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں نے چاہا کہ میری شفاعت کے سبب جب تک وہ شاخیں سرسبز تازہ رہیں گی ان کے عذاب میں کمی رہے گی۔ تو معلوم ہوا کہ آقا ﷺ کی شفاعت سے قبر والوں کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ قیامت کے دن آقا ﷺ اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ جو لوگ آقا ﷺ کو اپنی مثل کہتے ہیں غور کریں ہم آقا ﷺ کے بول و براز کی طرح نہیں ہو سکتے جب ہم آقا ﷺ کے بول و براز کی طرح نہیں ہو سکتے تو پھر آپ ﷺ کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں آقا ﷺ کی بول و براز زمین اپنے اندر سما لیتی تھی۔ روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آقا ﷺ کا بول شریف پی لیا تھا تو اس کے جسم سے ہمیشہ خوشبو پھوٹتی رہی حتیٰ کہ اس کی اولاد میں کئی نسلوں تک خوشبو باقی رہی۔ (مدارج النبوۃ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کے (قافلہ کی شام سے) آنے کی خبر پہنچی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر آپ ﷺ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے ڈال دیں گے اگر آپ ﷺ ہمیں برک الغماد پہاڑ سے گھوڑوں کے سینے ٹکرانے کا حکم دیں تو ہم ایسا بھی کریں گے تب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا لوگ آئے اور وادی بدر میں اترے۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں

کافرکے گرنے کی جگہ ہے آپ ﷺ زمین پراس جگہ اور کبھی اس جگہ اپنادستِ اقدس رکھتے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ پھر (دوسرے دن دورانِ جنگ) کوئی کافر حضور نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرابرابر بھی ادھرادھر نہیں مرا۔ رواہ مسلم ،ابوداؤد) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ ایک طویل روایت میں) بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کتابت کیا کرتا تھا وہ اسلام سے مرتد ہوگیااور مشرکوں سے جاکر مل گیااور کہنے لگامیں تم میں سب سے زیادہ محمد مصطفی ﷺ کو جاننے والاہوں اور میں ان کے لئے جو چاہتا تھالکھتا تھا سووہ شخص جب مرگیاتو نبی کریم ﷺ نے فرمایااسے زمین قبول نہیں کرے گی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بتایاوہ اس جگہ آئے جہاں وہ مرا تھاتودیکھااس کی لاش قبر سے باہرپڑی تھی ۔پوچھااس (لاش)کاکیامعاملہ ہے؟لوگوں نے کہاہم نے اسے کئی بار دفن کیامگرزمین نے اسے قبول نہیں کیا (رواہ مسلم ،احمد بن حنبل) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوااور عرض کیا مجھے کیسے علم ہوگاآپ اللہ تعالی کے نبی ﷺ ہیں ؟آپ ﷺ نے فرمایااگرمیں کھجورکے اس درخت پرلگے ہوئے اس کے گچھے کو بلاؤں توکیاتو گواہی دے گاکہ میں اللہ تعالی کارسول ہوں؟پھرآپ ﷺ نے اسے بلایاتووہ درخت سے اترنے لگایہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں آگرا۔پھرآپ ﷺ نے اسے فرمایاواپس چلے جاؤتووہ واپس چلاگیااس اعرابی نے

نباتات کی محبت واطاعت رسول ﷺ کا یہ منظر) دیکھ کر اسلام قبول کرلیا۔ (ترمذی، طبرانی) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا اور آپ ﷺ زوراء کے مقام پر تھے آپ ﷺ نے برتن کے اندر اپنا دستِ مبارک رکھ دیا تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے اور تمام لوگوں نے وضو کرلیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت کیا آپ کتنے (لوگ) تھے؟ انہوں نے جواب دیا تین سو یا تین سو کے لگ بھگ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کے لئے کافی ہوتا لیکن ہم پندرہ سو تھے (متفق علیہ) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ابو رافع یہودی کی (سرکوبی کے لئے اس) طرف چند انصاری مردوں کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالی عنہ کو ان پر امیر مقرر کیا ابو رافع آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتا تھا اور آپ ﷺ کے (دین کے) خلاف (کفار کی) مدد کرتا تھا اور سرزمین حجاز میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا (حضرت عبداللہ بن عتیک نے ابو رافع یہودی کے قتل کی کاروائی بیان کرتے ہوئے فرمایا مجھے یقین ہوگیا کہ میں نے اسے قتل کردیا ہے پھر میں نے ایک ایک کرکے تمام دروازے کھول دیے یہاں تک کہ زمین پر آرہا۔ چاندنی رات تھی میں گرگیا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی تو میں نے اسے عمامہ سے باندھ دیا پھر میں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کردیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پاؤں آگے کرو

میں نے پاؤں پھیلادیا آپ ﷺ نے اس پر دستِ کرم پھیرا تو (ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی اور) پھر کبھی درد تکنہ ہوا۔ (بخاری شریف، بیہقی) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواہ کے متعلق خبر آنے سے پہلے ہی ان کے شہید ہو جانے کے متعلق لوگوں کو بتادیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا اب جھنڈا زیدؓ نے سنبھالا ہوا ہے لیکن وہ شہید ہو گئے اب جعفر نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اب ابن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا ہے اور وہ بھی جام شہادت نوش کر گئے یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ کی چشمان مبارک اشک بار تھیں۔ پھر فرمایا یہاں تک کہ اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ) نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور اس کے ہاتھوں اللہ تعالی نے کافروں پر فتح عطا فرمائی (بخاری، نسائی) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ ﷺ مدینہ منورہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بارش نہ ہونے کے باعث قحط پڑ گیا ہے لہٰذا! اپنے رب سے بارش مانگیے، تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور ہمیں کوئی بادل نظر نہیں آ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے بارش مانگی تو فوراً بادلوں کے ٹکڑے آ کر آپس میں ملنے لگے پھر بارش ہونے لگی یہاں تک کہ مدینہ منورہ کی گلیاں بہہ نکلیں اور بارش متواتر اگلے جمعہ تک ہوتی رہی پھر وہی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا۔ جبکہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے : (یا رسول اللہ ﷺ) ہم تو غرق ہونے لگے لہٰذا اپنے رب سے دعا کیجیے

کہ اس بارش کو ہم سے روک دے۔آپ ﷺ مسکراپڑے اور دعا کی :اے اللہ ! ہمارے
ارد گرد،برسا اور ہمارے اوپر نہ برسا ایسا دو یا تین دفعہ فرمایا۔سو بادل چھٹنے لگے
اور مدینہ منورہ کی دائیں بائیں جانب جانے لگے چنانچہ ہمارے ارد گرد (کھیتوں
اور فصلوں پر) بارش ہونے لگی ہمارے اوپر بند ہو گئی یونہی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی برکت
اوران کی قبولیتِ دعا دکھاتا ہے۔(متفق علیہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں
عرض کیا یارسول اللہ ﷺ !کیا میں آپ ﷺ کے تشریف فرما ہونے کے لئے کوئی چیز
نہ بنوادوں؟ کیونکہ میرا غلام بڑھئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو (بنوادو) اس
عورت نے آپ ﷺ کے لئے ایک منبر بنوادیا جمعہ کا دن آیا تو نبی کریم ﷺ اسی
منبر پر تشریف فرما ہوئے جو تیار کیا گیا تھا لیکن (حضور نبی اکرم ﷺ کے منبر پر تشریف
رکھنے کی وجہ سے) کھجور کا وہ تنا جس سے ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے
ہجر وفراق رسول ﷺ میں) چلا (کر رو) پڑا یہاں تک کہ پھٹنے کے قریب ہو گیا یہ دیکھ)
کر نبی کریم ﷺ منبر سے اتر آئے اور کھجور کے ستون کو گلے سے لگالیا ستون اس بچہ کی
طرح رونے لگا جسے جھپکی دے کر چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے سکون آگیا۔
بخاری،ترمذی،نسائی،ابن ماجہ) ایک مرتبہ مشرکین مکہ آقا ﷺ کے پاس آئے)
اور کہنے لگے اگر آپ اللہ پاک کے سچے رسول ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھاؤ آپ
ﷺ نے فرمایا پھر کیا تم مجھ پر ایمان لاؤ گے۔انہوں نے کہا اگر آپ چاند کے دو ٹکڑے
فرمادیں تو ہم آپ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں گے چنانچہ اس رات چاند کی

چودہ تاریخ تھی چاند اپنے پورے شباب کے ساتھ چمک رہا تھا جونہی آقا ﷺ نے اپنی انگشت مبارکہ سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا جس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کی دوسری جانب تھا تو آقا ﷺ نے فرمایا تم لوگ گواہ ہو جاؤ۔ (بخاری) عاشق رسول ﷺ مجدد دین ملت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خانؒ کی روح تڑپی اور پکار اٹھے۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے منکر دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر اقدس سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ ! علی تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسے غروب ہوتے بھی دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوا۔ (طبرانی فی المعجم الکبیر) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اُم مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک چمڑے کے برتن میں گھی بھیجا کرتی تھیں ان کے بیٹے آکر ان سے سالن مانگتے ان کے پاس

کوئی چیز نہیں ہوتی تھی تو جس چمڑے کے برتن میں وہ حضور اکرم ﷺ کے لئے گھی بھیجا کرتیں اس کا رخ کرتیں اس میں انہیں گھی مل جاتا ان کے گھر میں سالن کا مسئلہ اسی طرح حل ہوتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے ایک دن اس چمڑے کے برتن کو نچوڑ لیا پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے فرمایا تم نے چمڑے کے برتن کو نچوڑ لیا؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے اسی طرح رہنے دیتیں تو اس سے ہمیشہ (گھی) ملتا رہتا (رواہ مسلم شریف) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ بدر کے دن (تیر لگنے سے) ان کی آنکھ ضائع ہو گئی اور ڈھیلا نکل کر چہرے پر بہہ گیا دیگر صحابہ کرام نے اسے کاٹ دینا چاہا تو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے منع فرمادیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور آنکھ کو دوبارہ اس کے مقام پر رکھ دیا سو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کی آنکھ اس طرح ٹھیک ہو گئی کہ (معلوم بھی نہ ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ خراب ہے" (ابو یعلی فی المسند

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ پھر میرے سر اور داڑھی مبارک پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ الٰہی! اسے زینت بخش اور اسکے حسن وجمال کو دوام عطا فرما راوی کہتے ہیں کہ) انہوں نے سو سال سے زیادہ عمر پائی لیکن ان کے سر اور داڑھی کے) چند بال ہی سفید ہوئے تھے ان کا چہرہ صاف اور روشن رہا اور تادم آخر ایک ذرہ بھر شکن بھی چہرہ پر نمودار نہ ہوئی۔ (رواہ احمد) سیدنا حضرت انس

رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری گھرانے میں ایک اونٹ تھا جس پر وہ کھیتی باڑی کے لئے) پانی بھرا کرتے تھے وہ ان کے قابو میں نہ رہا اور انہیں اپنی پشت) پانی لانے کے لئے) استعمال کرنے سے روک دیا۔ انصار صحابہ حضور نبی اکرم ﷺ کی) بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آقا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارا ایک اونٹ تھا ہم اس سے کھیتی باڑی کے لئے پانی لینے کا کام لیتے تھے اور وہ ہمارے قابو میں نہیں رہا اور اب وہ خود سے کوئی کام نہیں لینے دیتا، ہمارے کھیت کھلیان اور باغ پانی کی قلت کے باعث سوکھ گئے ہیں۔ قربان جاؤں اپنے آقا جناب محمد مصطفیٰ رسول عربی ﷺ پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا اٹھو پس سارے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس انصاری کے گھر تشریف لے گئے آپ ﷺ حاطہ میں داخل ہوئے تو اونٹ جو کہ ایک کونے میں تھا۔ نبی کریم ﷺ اونٹ کی طرف چل پڑے تو انصار کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کتے کی طرح باؤلا ہو چکا ہے اور ہمیں اس کی طرف سے آپ پر حملے کا خطرہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اونٹ نے جیسے ہی آقا دوجہاں سرور کون ومکاں شافع روز محشر ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کی طرف بڑھا یہاں تک قریب آ کر آپ ﷺ کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے پیشانی سے پکڑا اور حسب سابق دوبارہ کام پر لگا دیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! یہ تو بے عقل جانور ہوتے ہوئے بھی آپ ﷺ کو سجدہ کر رہا ہے اور ہم تو عقل مند ہیں۔ اس سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں ایک اور روایت میں ہے

کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم جانوروں سے زیادہ آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کے حقدار ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کسی فرد بشر کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے اور اگر کسی بشر کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو اس کی قدر و منزلت کی وجہ سے سجدہ کرے جو کہ اسے بیوی پر حاصل ہے۔ (احمد بن حنبل، طبرانی) درج بالا حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دل سجدہ کرنے کے لئے مچلتا تھا۔ آج جو لوگ یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ نماز میں نبی ﷺ کا خیال آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ خدا کے بندو آؤ اس حدیث مبارکہ کا مطالعہ کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا اور آپ ﷺ نے نماز کسوف پڑھائی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے؟ آقا دوجہاں ﷺ نے فرمایا! مجھے جنت نظر آئی تھی میں نے اس میں سے ایک خوشہ پکڑ لیا اگر اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا)"۔ (بخاری، مسلم شریف)

اللہ پاک ہمیں آقا ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔ آقا ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وطنِ عزیز پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ !برپا کرنیوالا حکمران

عطافرمائے ۔بروز قیامت آ قاﷺ ! کی شفاعت اوراپنی جنت کاحقدار بنائے ۔ مسلمانوں کوآپس میں اتفاق واتحاد نصیب فرمائے ۔آ قاﷺ کے غلاموں کابول بالافرمائے ۔دشمنانِ اسلام، منافقین ،حاسدین کامنہ کالافرمائے ۔اللہ پاک میرے اس کاوش کو بارگاہِ لم یزل میں قبول فرمائے اوراسے بروز قیامت ہم سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے ۔آمین ثم آمین

ہم اور ہمارا نظامِ تعلیم

جس کی مثال دنیا کی کسی خطے میں نہیں ملتی۔

دینِ اسلام میں علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ کتاب وُرشد وہدایت قرآن حکیم کا آغاز علم کی عظمت سے بیان ہوا ہے۔ میرے آقا ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے۔ ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔ بابِ شہر علم وحکمت حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ کا قول ہے۔ ''علم مال سے بہتر ہے۔ کیونکہ علم انسان کی حفاظت کرتا ہے اور انسان مال کی، علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ، مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ بابِ مدینۃ العلم حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

رضینا قسمۃ الجبارِ فینا
لنا علم'' وللجھالِ مال
فان المال ینفیٰ عنقریب
وان العلم یبقیٰ لاینزال

ترجمہ: ہم اپنے متعلق خدائے جبار کی اس تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمارے لیے علم اور جاہلوں کے لئے مال۔

بیشک مال عنقریب ختم ہو جائے گا اور علم کبھی ختم نہ ہوگا۔
علم کا حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ کیونکہ علم ایک بہت بڑی دولت اور عظیم نعمت ہے۔ علم دل کی زندگی اور آنکھوں کا نور ہے۔ علم ذریعہ معرفتِ الٰہی اور وصف الوہیت ہے۔ درحقیقت میں یہ بات تو روزِ روشن کی طرح ہر کسی پر عیاں ہے کہ قوموں کے عروج و زوال میں تعلیم ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کرتی ہے۔ تاریخِ انسانی اس بات کی شاہد ہے کہ کوئی بھی قوم اقوامِ عالم پر اس وقت تک حکمرانی کرتی ہے جب تک اس کو دوسری قوموں پر تعلیم کے میدان میں برتری رہتی ہے۔ آج کے دور میں امریکہ اور یورپ تعلیم کے لحاظ سے ایشیاء اور افریقہ سے آگے ہیں۔ اور یہ اُس وقت تک ہم پر مسلط اور حکمرانی کرتے رہیں گے جب تک وہ تعلیم کے لحاظ سے ہم سے آگے رہیں گے ۔ دوسری طرف دنیا کے تمام ممالک ترقی کے لئے تعلیم پر زور دے رہے ہیں۔ یہ صرف ایک وطنِ عزیز پاکستان ہے جہاں تعلیم کے شعبے کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا خواب پڑھا لکھا پنجاب یہ صرف خواب ہی بن کر رہ گیا ہے۔ درحقیقت آنیوالے وقت میں کوئی امکان بہتری کے نظر نہیں آ رہے۔ پاکستان کا نظام تعلیم جیسا نظام تعلیم دنیا کے کسی خطے یا کونے میں نظر نہیں آتا۔ وطنِ عزیز پاکستان کا نظامِ تعلیم کی حالت زار دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اُمید تو کافی ہے کہ میری بات سے ہر آدمی اتفاق کریگا کہ وطنِ عزیز پاکستان میں ہر وقت نظام تعلیم کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے طرح طرح کی پالیسیاں بنتی

رہتی ہیں ۔ہر پالیسی کے وقت قوم کو یہ سرسبز سہانا خواب دکھایا جاتا ہے ۔کہ اس پالیسی کے بعد وطنِ عزیز پاکستان میں سو فیصد خواندگی کا ہدف حاصل کر لیا جائے گا۔ لیکن جب وہ پالیسی نافذ العمل ہوتی ہے چار دن تو کامیابی نظر آتی ہے لیکن جوں دن گزرتے جاتے ہیں پت جھڑ کے موسم میں جس طرح درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں اسی طرح یہ پالیسی ناکام ہوتی جاتی ہے ۔اس لئے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لئے حکمرانوں کو ایسی پالیسی وضع کرنی چاہیے جس سے سب کو اتفاق ہو اور اس بات کا بھی عہد کیا جائے کہ اس پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے ہم سب نے اپنا فرض ادا کرنا ہے اور اس پالیسی سے جب تک فائدہ حاصل ہوتا رہے گا اسی کو لاگو رکھنا ہے ۔وطنِ عزیز پاکستان میں جو پالیسی نافذ العمل کی جاتی ہے نئی آنیوالی حکومت اس پالیسی کو ٹھوکر مار کر اپنی طرف سے نئی پالیسی نافذ العمل کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔اس سے نہ صرف قوم کا بلکہ وطنِ عزیز پاکستان کا بھی نقصان ہوتا ہے ۔ پچھلی پالیسی ابھی مکمل نافذ العمل نہیں ہوتی کہ نئی حکومت آ کر اپنی پالیسی نافذ کر دیتی ہے ۔چند دن گزرتے ہیں تو نئی حکومت آ جاتی ہے وہ اپنی پالیسی نافذ کر دیتی ہے اسی طرح ہوتا رہا تو وطنِ عزیز پاکستان کا نام تعلیم کے شعبہ میں صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں تعلیم کو بھی فرد کی معاشی حالت کے لحاظ سے مختلف درجوں میں بانٹ دیا گیا ہے ۔ آج ملکِ پاکستان میں غریبوں اور امیروں کے الگ الگ سکول بن چکے ہیں ۔ قوم کا مقدر لکھنے والوں نے ملک میں تعلیمی اداروں کی اس درجہ بندی کی خلیج کو ختم کرنے کے لئے

کبھی سنجیدہ کوشش نہیں کی بلکہ تعلیم کو بھی طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔ تعلیم کی اس درجہ بندی نے قوم کو بھی مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ نچلے درجے کے لوگوں کے لئے جو سکول بنائے گئے ہیں۔اس سکول میں علم کے چراغ سے درجہ چہارم کے ملازم تیار کیے جا رہے ہیں۔ جو درمیانے درجے کے سکول ہیں ان میں علم کے چراغ سے کلرک اور گریڈ 9 سے لیکر 16 گریڈ کے ملازمین پیدا کیے جاتے ہیں۔ جبکہ وطنِ عزیز پاکستان میں جو انگلش میڈیم کے سکول ہیں ان میں پڑھنے والے بچے سرکاری اور نجی اداروں میں اعلیٰ عہدوں کے اہل سمجھے جاتے ہیں۔ وطنِ عزیز پاکستان میں جتنے بھی نجی ادارے ہیں ان کی فیسیں بھی درجہ بندی کو سامنے رکھ کر مقرر کی گئیں ہیں۔

حکومت تعلیمی تاجروں اور طبقاتی نصاب کے خلاف بے بس نظر آتی ہے۔

اقوامِ پاکستان کے لئے یہ کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ ہمارے ملک کے نجی ادارے جن کی فیسیں کم سے کم 100 روپے سے لیکر 5000 روپے ہیں۔ نجی تعلیمی اداروں کے طلباء کی فیسیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ فیسیوں کی اس درجہ بندی سے ثابت ہوتا ہے کہ جس آدمی کی جتنی استعداد ہو وہ اسی سکول میں اپنے بچوں کو تعلیم کے چراغ سے منور کرے اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ امیر لوگ تو اپنے بچوں کو دوسرے ممالک میں آکسفورڈ اور کیمرج کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے بھیج دیتے ہیں

۔غریب اورمزدور طبقہ کے لوگ اپنے بچوں کواوّل تو تعلیم حاصل کرانہیں سکتے اگر کرائیں بھی تووہ طلباء کسی قابل ہونہیں سکتے کیونکہ انہوں نے تعلیم بھی ایسے سکول میں حاصل کی ہوتی ہے جہاں پر پہلی کلاس سے پانچویں کلاس تک کے بچوں کوزمین پر بٹھا کرایک ہی کلاس روم میں تعلیم دی گئی ہوتی ہے۔اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ وطن عزیز میں ایسے نجی ادارے بھی ہیں جہاں پر کلاسیں دس اور کلاس روم تین چار ہوتے ہیں۔معصوم بچے جو قوم کا مستقبل بنتے ہیں نجی اداروں میں انہیں صبح 8 بجے سے لیکر دوپہر 2.30 بجے تک مرغیوں کی طرح ڈربے میں بند کر رکھا ہوتاہے یہ بات بھی قابل ذکرہے کہ جس ادارے کی جتنی فیس ہوتی ہے وہ اتنی ہی طلباء کو سہولیات فراہم کرتاہے ۔حکومت کے ارباب اختیار دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ بچے قوم کا مستقبل ہیں مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ اس مستقبل کو نجی منافع خوراداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتاہے۔سرکاری ادارے توسرکاری نجی اداروں کے اساتذہ بھی وقت گزار کر چلے جاتے ہیں۔اساتذہ کرام سے میری دردمندانہ اپیل ہے کہ آپ دلجمعی اورخلوص نیت سے اپنافرضِ منصبی ادا کرتے رہیں۔کیونکہ آپ قوم کے مستقبل کے نوجوانوں کے معمار ہیں۔دنیا میں توشاید کوئی آپ سے پوچھے یانہ پوچھے کل بروزِ قیامت توحساب دیناپڑے گا۔اکثر تعلیمی ادارہ جات توغیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔لیکن تعلیم کی طرف یا طلباء کے اخلاق وآداب کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ستم ظریفی یہ ہے کہ کئی سرکاری ادارہ جات ایسے بھی ہیں کہ جہاں طلباء اور سٹاف

کے پینے کے لئے صاف پانی، بجلی، سڑک اور بیت الخلاء جیسی بنیادی سہولیات میسر نہیں ہوتیں۔ وہ بے چارے طلباء اور سٹاف مضر صحت پانی پینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کئی نجی ادارے تو اس سے بھی آگے نکل چکے ہوتے ہیں۔

اب سرکاری اور نجی تعلیمی ادارہ جات میں صرف اور صرف سارا ر ور یونیفارم اور ایک بہت بڑے حجم کے وزنی بستے پر دیا جاتا ہے۔ آج کل تو بچارے کمزور طلباء اپنے بستے اٹھا بھی نہیں سکتے مجبوراً والدین کو اضافی خرچ کرکے ان کو سکول تک پہچانا پڑتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک پہلوان کا کندھا اتر گیا وہ حکیم کے پاس پہنچا تو حکیم صاحب نے کہا ''پہلوان جی آج اپنے زیادہ وزن تو نہیں اٹھالیا؟'' پہلوان نے جواب دیا کہ حکیم صاحب ایسی کوئی بات نہیں آج میں نے غلطی سے اپنے چھوٹے بچے کا بستہ اٹھالیا تھا۔

سرکاری اداروں کے علاوہ تمام نجی اداروں کی اپنی اپنی پالیسی ہوتی ہے۔ جو چاہے سلیبس پڑھائیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اس ستم ظریفی کی وجہ سے ہمارا نظامِ تعلیم طبقات میں بٹ چکا ہے۔ اس لئے حکمرانوں کو چاہیے کہ تمام سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں یکساں نصاب تعلیم رائج کریں تاکہ طلباء طبقاتی تعلیم میں بٹنے کی بجائے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے ملک و قوم کا نام روشن کر سکیں۔ آج کل حکومت پنجاب سرکاری سکولوں کے طلباء کو فری کتب مہیا کرتی ہے

لیکن وہ کتب طلباء اتنی لیٹ ملتی ہیں کہ طلباء کا آدھا سال ضائع ہو جاتا ہے۔ جبکہ پرائیویٹ طلباء کا حال تو اور بھی بدتر ہے۔ تین چار ماہ تک تو مارکیٹ سے کتابیں ایسے غائب ہوتی ہیں جیسے گدھے کے سَر سے سینگ ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ پورا سال گزر جاتا ہے لیکن بعض کتابیں دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوتیں۔ حکومتِ وقت کو چاہیے کہ تعلیمی سال شروع ہونے سے پہلے سرکاری سکولوں اور مارکیٹ میں کتب کی فراہمی کو یقینی بنائے تاکہ طلباء کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی ستم ظریفی یہ بھی ہے کہ جب بچے پورا سال تعلیم حاصل کرتے ہیں بورڈ کے امتحانات میں شمولیت کے لئے داخلہ بھیجنے کا وقت آتا ہے تو داخلہ فیسیں زیادہ ہونے سے طلباء اپنا سال تو سال بلکہ پچھلی محنت بھی ضائع کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ والدین ان کی داخلہ فیس کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے اس لئے حکومت وقت بورڈ کی داخلہ فیسیوں کو نارمل بنائے۔ تاکہ غریب طلباء اور والدین کے لئے یہ داخلہ فیسیں پریشانی کا سبب نہ بنیں۔ حالیہ ہونیوالے میٹرک اور ایف اے کے سالانہ امتحانات 2014 کی فیسیوں کو دیکھا جائے تو انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ حکومت نے عوام کو ریلیف دینے کی بجائے تعلیم کے شعبے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ☆☆☆☆☆

قرب الٰہی کی انتہا معراج مصطفیٰ ﷺ

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

رجب المرجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس کی ۲۷ شب کو آقائے دوجہاں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کو معراج ہوئی اسی وجہ سے یہ رات شب معراج کے نام سے مشہور ہو گئی یہ مہینہ بڑی فضیلت والا ہے اس مقدس مہینہ کے بارے میں حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔ رَجَبُ شَھْرُاللّٰہِ وَشَعْبَانُ شَھْرِیْ وَرَمَضَانُ شَھْرُ اُمَّتِیْ رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ شب معراج انتہائی افضل اور مبارک رات ہے کیونکہ اس رات کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے معراج سے ہے شب معراج سے مراد یہ ہے کہ رات کے کچھ حصے میں حضور ﷺ مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے۔ راستے میں مختلف عجائبات الٰہیہ کا مشاہدہ کیا، وہاں انبیائے کرام علیہم السلام کے اجتماع کو نماز پڑھائی۔ پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک گئے وہاں سے ذات باری تک تشریف لے گئے وہاں پر اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا اور لاتعداد عنایتوں سے سرفراز ہو کر واپس تشریف لائے۔ اس واقعہ کا ثبوت ہمیں قرآن پاک سے ملتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سُبْحٰنَ

الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا طپاکی ہے اسے جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جسکے ارد گرد ہم نے (دینی ودنیوی) برکت دے رکھی ہے کہ اسے ہم ملکوت سماوات وارض کی) اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ (بنی اسرائیل پارہ ۱۵ آیت نمبر ۱)

اللہ رب العزت نے سفر معراج کو لفظ سُبْحٰنَ کیساتھ بیان کیا کہ پاک ہے وہ ذات جو اپنے محبوب ﷺ اور مقرب بندے کو سفرِ معراج پر لے گئی عربی زبان اور محاورہ عرب میں جب کوئی بات سُبْحٰنَ سے شروع کی جائے تو اس سے مراد ایک طرح کی قسم لیتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے بھی حضور ﷺ کے معجزہ معراج کا ذکر اپنی بزرگی، برتری اور شان صمدیت کی قسم کھا کر کیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کو سُبْحٰنَ الذی سے سفر معراج کو بیان کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ؟ اللہ پاک کے کلام میں کسی مسلمان کو شک وشبہ ہو نہیں سکتا اور کفار ومنکرین پر اللہ کی قسم کھانے یا نہ کھانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی پہلی حکمت ووجہ یہ تھی کہ واقعہ معراج ایک عظیم اور نادر الوجود معجزہ ہے اللہ پاک نے اس واقعہ کو اپنی بزرگی کے اظہار کے ساتھ شروع کر کے معترضین کے اس اعتراض کو رد کیا کہ واقعہ معراج حالتِ خواب میں رونما ہوا نہ کہ حالتِ بیداری میں اگر معراج حالت خواب میں ہوتا تو رب کریم

کبھی اس کا ذکر قسم کھا کر نہ کرتا قسم کھا کر واقعہ معراج کو بیان کرنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ معراج نبی کریم ﷺ کو حالتِ خواب میں نہیں بلکہ عالم بیداری میں ہوئی تھی اگر اس واقعہ کا تعلق خواب سے ہوتا تو عالم بالا عرش الٰہی ،جنت ودوزخ،فرشتوں ،جبرائیلؑ اورآسمان کی زیارتیں انبیاء کرامؑ اوراولیاء کرامؒ کو اکثر عالم خواب میں ہوتی رہتی ہیں اس صورت میں معراج اتنا عجیب اور عظیم واقعہ نہ ہوتا کہ جس کو قسم کھا کر بیان کرنے کی ضرورت ہو پس سُبْحٰنَ الَّذِیْ سے اس سفر معراج کے بیان کا شروع ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معراج عالم خواب کا واقعہ نہیں بلکہ عالم بیداری کا واقعہ ہے اس کی دوسری حکمت لفظ سُبْحٰنَ سے شروع کرنے کی یہ ہے کہ جب آقا ﷺ نے اپنے سفر معراج کو بیان کیا تو کفار نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے آسمان اور فوق السموٰت جاسکے یہ سارا ایک رات میں ممکن نہیں اللہ پاک نے فرمایا اے اعتراض کرنے والو! میرے نبی نے تو یہ کہا ہی نہیں کہ میں گیا بلکہ یہ تو میں کہہ رہا ہوں سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی میں لے گیا آقا ﷺ نے تو دعویٰ کیا ہی نہیں دعویٰ تو اللہ پاک کر رہا ہے کہ میں لے گیا پس معراج کا عالم بیداری میں ہونے کا انکار کرنے والے اصل میں دعوی مصطفیٰ ﷺ کو نہیں بلکہ دعوی خدا کو جھٹلا رہے ہیں پس جو مصطفیٰ ﷺ کی بیداری میں معراج کا انکار کر رہا ہے وہ انکار مصطفیٰ ﷺ نہیں بلکہ انکار خدا کر رہا ہے۔ یہ اللہ پاک کی اپنے نبی کریم ﷺ سے محبت ہے کہ اس نے نبی

کریم ﷺ کو دشمنوں کے طعنے سے بچانے کے لیے ایک طرف کر دیا اور خود اپنی ذات کو آگے کر دیا کہ میں لے گیا اگر کسی نے اعتراض کرنا ہے تو میری طاقت اور قدرت کا انکار کرے پس عالم بیداری میں معراج کا انکار کرنا عظمت مصطفیٰ ﷺ کا انکار نہیں بلکہ قدرت الٰہیہ کا انکار ہے اس لئے اللہ نے اسے لفظ سُبْحٰنَ سے شروع کیا۔ معراج کا سفر تین مرحلوں میں ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک عالم ناسوت کا سفر اس کو "وہ" کہہ کر بیان کیا آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک عالم لاہوت اور جبروت کے سفر کو "ہم" کہہ کر بیان کیا اور سدرۃ المنتہیٰ کے بعد کا سفر جب براق بھی رہ گیا رفرف آیا وہ بھی رہ گیا اور پھر بقعہ نور آیا بالآخر وہ بھی رہ گیا اور پھر وہ مقام آیا کہ جب کچھ بھی نہ تھا صرف وہ اللہ پاک تھا اور یہ محمد ﷺ تھا صرف خدا تھا اور مصطفیٰ ﷺ تھا اور کچھ نہ تھا وہاں تجرید و تفریق کی طرف آ گئے وہاں کوئی اور سننے والا نہ تھا وہ بولتا تھا یہ سنتا تھا وہاں کوئی اور دیکھنے والا بھی نہ تھا وہ دیکھتا تھا تو یہ دکھائی دیتا تھا اور یہ دیکھتا تھا تو وہ دکھائی دیتا تھا جلوہ خدا تھا اور نگاہ مصطفیٰ ﷺ تھی اور اسی طرح جلوہ مصطفیٰ ﷺ تھا اور نگاہ خدا تھی اس سفر کو "انہ ھو السمیع البصیر" کے ذریعے بیان کیا کہ اور صرف وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے ایک اشارہ اپنی طرف کر دیا اور ایک اشارہ اپنے محبوب ﷺ کی طرف کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی۔ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ

نَزلَۃَ اُخرٰی پھر وہ جلوہ حق (اپنے حبیب) کے قریب ہوا پھر خوب اتر آیا (زیادہ قریب ہوا) تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اب اللہ نے اپنے بندے کو بلاواسطہ وحی فرمائی جو بھی وحی فرمائی دل نے نہ جھٹلایا جو (آنکھ نے) دیکھا تو (اے مشرکو) کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ حق دو بار دیکھا۔ (پارہ ۲۷ سورۃ النجم 8,13) مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔ (جلوہ حق سے) آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی بے شک آپ نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (پارہ ۲۷ سورۃ النجم 17,20)۔ حضرت انس بن مالک، حضرت مالک بن صعصعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے اس رات کی کیفیت بیان فرمائی جس میں آپ ﷺ کو معراج ہوئی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں لیٹا ہوا تھا کہ یکایک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا (سینہ) یہاں سے لیکر یہاں تک چاک کر ڈالا (راوی کہتا ہے یعنی حلقوم سے لیکر زیر ناف تک) پھر اس نے میرا دل نکالا بعد ازاں میرے پاس ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اور میرا دل دھویا گیا۔ پھر وہ ایمان وحکمت سے لبریز ہو گیا اس قلب کو سینہ اقدس میں اسی جگہ پر رکھ دیا گیا اسکے بعد میرے پاس ایک جانور سوار ہونے کے لئے لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ کا تھا راوی کہتا ہے کہ براق تھا اور وہ اپنا قدم منتہائے نظر تک رکھتا تھا میں اس پر سوار ہوا پھر جبرائیلؑ ﷺ لے چلے یہاں تک آسمان

دنیاپر پہنچے ۔اورانہوں نے اسکادروازہ کھٹکھٹایا۔پوچھاگیاکون ہے؟انہوں نے کہاجبرائیلؑ پوچھاگیاتمہارے ہمراہ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھاگیاوہ بلائے گئے ہیں ؟کہاہاں جواب ملا،انہیں خوش آمدید ہوان کاآنابہت اچھاہے۔پھروہ دروازہ کھول دیاگیا جب میں وہاں پہنچاتوحضرت آدمؑ ملے۔اورجبرائیلؑ نے بتایاکہ یہ آپ کے باپ حضرت آدمؑ ہیں آپ انہیں سلام کیجیے میں نے سلام کیاتوانہوں نے سلام کاجواب دیااور کہاخوش آمدید ہوصالح فرزند اورصالح نبی کوپھرجبرائیلؑ میرے ہمراہ اوپرچڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اورانہوں نے اسکادروازہ کھٹکھٹایا پوچھاگیاکون ہے؟انہوں نے کہاجبرائیلؑ پوچھاگیاتمہارے ہمراہ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد ﷺ ؟ پوچھاگیاکیاوہ بلائے گئے ہیں؟انہوں نے کہاہاں۔اس (دوسرے آسمان)کے دربان نے کہاخوش آمدید ہوانکاآنابہت اچھااورمبارک ہے اوردروازہ کھول دیاجب میں وہاں پہنچاتوحضرت یحییٰ اورحضرت عیسیٰؑ ملے اور وہ دونوں خالہ زادبھائی تھے جبرائیلؑ نے کہایہ حضرت یحییٰ اورعیسی علیہم السلام ہیں انکو سلام کیجیے۔میں نے انہیں سلام کیاان دونوں نے سلام کاجواب دیااورکہاخوش آمدید ہوصالح بھائی اور صالح نبی کوپھر جبرائیلؑ مجھے تیسرے آسمان پرلے گئے اوراسکادروازہ کھلوایاتوپوچھاگیاکون؟انہوں نے کہاجبرائیلؑ !دریافت کیاگیاتمہارے ساتھ کون ہے؟انہوں نے بتایاکہ محمد ﷺ ! پھردریافت کیاگیاوہ بلائے گئے ہیں جبرائیلؑ نے کہاہاں !اسکے جواب میں کہاگیاانہیں خوش

آمدید ہوان کاآنا بہت ہی اچھااور نہایت مبارک ہے اور دروازہ کھول دیاگیا۔پھرجب میں وہاں پہنچاتوحضرت یوسفؑ ملے جبرائیلؑ نے کہایہ حضرت یوسفؑ ہیں انہیں سلام کیجیے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کاجواب دیاپھرانہوں نے کہاخوش آمدید ہوصالح بھائی اور صالح نبی کواسکے بعد جبرائیلؑ چوتھے آسمان پر مجھے لے گئے اوراسکادروازہ کھلوایاپوچھاگیاکون انہوں نے کہاجبرائیلؑ ! پوچھاگیاکون ہے تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہامحمد ﷺ ! پوچھاگیاکیاوہ بلائے گئے ہیں؟ جبرائیلؑ نے کہاہاں ؟اس کے جواب میں کہاگیاانہیں خوش آمدید ہوانکاآنا بہت ہی اچھااور مبارک ہے ! اوردروازہ کھول دیاجب میں وہاں پہنچاتوحضرت ادریسؑ ملے جبرائیلؑ نے کہایہ حضرت ادریسؑ ہیں انکوسلام کیجیے میں نے انکوسلام کیاتوانہوں نے سلام کاجواب دے کرکہاخوش آمدید ہو صالح بھائی اور صالح نبی کو ! پھرجبرائیلؑ مجھے پانچویں آسمان پرلے چڑھے اوردروازہ کھٹکھٹایاپوچھاگیاکون ہے؟انہوں نے کہاجبرائیلؑ پوچھاگیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟انہوں نے کہامحمد ﷺ۔پوچھاگیاوہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہاہاں ! اس نے کہاخوش آمدید ہوانکاآنا بہت ہی اچھااور مبارک ہے (پس دروازہ کھلنے پر)جب میں وہاں پہنچاتوحضرت ہارونؑ ملے جبرائیلؑ نے کہایہ حضرت ہارونؑ ہیں انہیں سلام کیجیے میں نے انکوسلام کیاتوانہوں نے سلام کاجواب دے کرکہاخوش آمدید ہو صالح بھائی اور صالح نبی کو پھرجبرائیلؑ مجھے چھٹے آسمان تک لے پہنچے اوراسکادروازہ کھلوایا ! تو پوچھاگیاکون ہے؟انہوں نے کہاجبرائیل

پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟انہوں نے کہا ہاں اس فرشتے نے کہا خوش آمدید انکا آنا نہایت ہی اچھا اور مبارک ہے جب میں وہاں پہنچا تو حضرت موسیٰ ملے جبرائیلؑ نے کہا یہ حضرت موسیٰ ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے انکو سلام کیا اور انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید صالح بھائی اور صالح نبی کو جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے پوچھا گیا آپؑ کو کیا چیز رلا رہی ہے؟انہوں نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک فرزند نبی بنائے گئے جسکی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہونگے۔پھر جبرائیلؑ مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے اور اسکا دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا کون ہے انہوں نے کہا جبرائیلؑ پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے انہوں نے کہا محمد ﷺ۔وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں اس فرشتے نے کہا خوش آمدید انکا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے پھر میں جب وہاں پہنچا تو حضرت ابراہیمؑ ملے جبرائیلؑ نے کہا یہ آپ کے والد حضرت ابراہیمؑ ہیں انکو سلام کیجیے پس میں نے انکو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید صالح فرزند اور صالح نبی پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا تو اس (درخت) سدرۃ کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کیطرح تھے اور اسکے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے جبرائیلؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں دو پوشیدہ دو ظاہر میں نے پوچھا اے جبرائیلؑ یہ نہر کیسی ہیں؟انہوں نے کہا ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل و فرات ہیں پھر بیت

المعمور میرے سامنے ظاہر کیا گیا اسکے بعد مجھے ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا اور ایک برتن شہد کا دیا گیا میں نے دودھ کو قبول کیا جبرائیلؑ نے کہا یہ فطرت (دین اسلام) ہے جس پر آپ ﷺ اور آپکی امت اس پر قائم رہیں گے اسکے بعد مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں جب میں واپس ہوا تو حضرت موسیٰؑ پر گزر ہوا آپؑ نے کہا آپکی امت پچاس نمازیں روزانہ نہ پڑھ سکے گی۔ خدا کی قسم! میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ میں نے سخت برتاؤ کیا ہے لہٰذا آپ اپنے رب کے پاس لوٹ جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجیے چنانچہ میں پھر اپنے رب کے پاس لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے دس نمازیں معاف فرمادیں پھر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا میں پھر اپنے رب کے پاس واپس گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر دس نمازیں معاف کر دیں۔ پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا میں پھر خدا کے پاس واپس گیا تو مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا پھر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس لوٹ کے آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپکو کیا حکم ملا میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا حکم ملا ہے۔ انہوں نے کہا آپکی امت پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے سخت برتاؤ کر چکا ہوں لہٰذا پھر آپ اپنے رب کی بارگاہ میں جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اتنے سوال کر لئے کہ اب شرم کرتا ہوں لہٰذا اب میں راضی ہوں اور اپنے رب کے حکم کو تسلیم کرتا ہوں حضور ﷺ

نے فرمایا میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ میں نے اپنا حکم جاری (کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف فرمادی۔ (بخاری، مسلم شریف

آج لوگ مقام مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں کوئی انہیں مقام بشریت تک محدود رکھتا ہے کوئی انہیں صرف نور کہتا ہے۔ مصطفیٰ ﷺ کے مقام کو فقط بشریت تک محدود کرنے والو سنو! کہ بشریت تو مسجد اقصیٰ تک رہ گئی۔ آقا ﷺ آگے چلے گئے اس سے معلوم ہوا کہ بشریت، مصطفیٰ ﷺ کی شانوں میں سے ایک شان ہے مقام نہیں ہے اگر آقا ﷺ کا مقام صرف بشریت ہوتا تو مسجد اقصیٰ سے آگے نہ جا سکتے بشریت مصطفیٰ ﷺ کا مقام نہیں بلکہ بشریت کا مقام آقا ﷺ کے قدموں میں ہے۔ مقام مصطفیٰ ﷺ کو فقط نورانیت میں بند رکھنے والو! دیکھو جبرائیل اور براق جو نور ہیں وہ سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئے اور آقا ﷺ آگے چلے گئے اگر آقا ﷺ کا مقام فقط نورانیت ہوتا تو سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ جا سکتے۔ پس بشریت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ایک شان اور نورانیت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ایک شان ہے۔ بشریت مسجد اقصیٰ میں رہ گئی اور نورانیت سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئی مصطفیٰ ﷺ آگے چلے گئے معلوم ہوا یہ شانیں تھیں مقام اس سے اوپر ہے۔ بشریت بھی حق ہے اس کا انکار کرنا کفر ہے اور حق اتنی ہے کہ مسجد اقصیٰ میں رہ گئی نورانیت بھی حق ہے اور بشریت سے بہت آگے ہے اس کا انکار کرنا گمراہی اور بد بختی ہے اور حق اتنی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر کھڑی ہے مقام مصطفیٰ ﷺ بشریت سے بھی بلند ہے اور نورانیت سے بھی بلند ہے بشر بھی آقا ﷺ سے فیض لیتا ہے نور بھی مصطفیٰ

ﷺ سے فیض لیتا ہے آگے رفرف آیا مگر ایک مقام پر جب اللہ تعالیٰ کی تجلیات بے حد ہو گئیں تو رفرف بھی رہ گیا پھر بقعہ نور آیا ایک مقام پر بقعہ نور بھی رہ گیا اور پھر ایک مقام ایسا آیا کہ اور کوئی وہاں نہ جا سکا بس ادھر خدا تھا ادھر مصطفیٰ ﷺ تھے اللہ نے فرمایا ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی مراد جبرائیلؑ کا قریب ہونا نہیں بلکہ صحیح بخاری میں ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ دنی الجبار رب العزت فتدلیٰ "اللہ پاک قریب ہوا" جن لوگوں کے ذہنوں میں یہ غلط خیال ہے نکال دو کہ جبرائیلؑ قریب ہوئے جبرائیلؑ تو وہ ہیں جو آقا ﷺ کے نواسوں کے جھولے جھولاتے ہیں اسکی ایک اور تفسیر امام جعفر صادق نے کی فرمایا ثم دنی ای دنی محمد فتدلیٰ "کہ محمد ﷺ اللہ کے قریب ہوئے دونوں تفاسیر حق ہیں وہ محمد ﷺ کے قریب ہوا اور یہ خدا کے قریب ہوئے۔ پھر ایک مقام آیا کہ آواز آئی اے حبیب آپ رک جائیں حرم کعبہ سے یہاں تک آپ آئے ہیں اب آپ رک جائیں اب آگے بڑھ کر میں آتا ہوں۔ امام عبدالوہاب شعرانی نے الیواقیت الجواہر میں اور دیگر عرفاء واولیاء نے بیان کیا ہے کہ اللہ پاک نے آواز دی قف یا محمد ان ربک یصلی اے محمد ﷺ رک جائیں آپ کا رب آپ پر صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔ معراج کی رات اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کا استقبال درود سلام سے کیا صلی کا ایک معنی قریب ہوتا ہے معنی ہوگا اے حبیب رک جایئے اب آپ کا رب خود آپ کے قریب آتا ہے اس استقبال کے بعد قربتیں شروع ہو گئیں۔ پس اللہ پاک کے اخلاق کے رنگ مصطفیٰ ﷺ کے خلق پر چڑھ گئے اس مقام پر اسماء مصطفیٰ ﷺ افعال مصطفیٰ ﷺ اور صفات مصطفیٰ ﷺ پر اللہ کے اسماء، افعال اور صفات کا رنگ چڑھ چکا تھا جب

سارے رنگ چڑھ گئے توفرمایااب حبیب صرف تیری ذات رہ گئی ۔ ارشادفرمایااوادنی خدانے اس مقام پراپنی ذات کارنگ بھی مصطفیٰ ﷺ کی ذات پرچڑھادیااللہ کے اسماء کے رنگ ،اسماء مصطفیٰ ﷺ پر چڑھنا یہ اسماء مصطفیٰ ﷺ کی معراج تھی اللہ کے افعال کارنگ افعال مصطفیٰ ﷺ پرچڑھنا یہ افعال مصطفیٰ ﷺ کی معراج تھی ۔اللہ پاک کی صفات کارنگ ، صفات مصطفیٰ ﷺ پرچڑھنا یہ صفات مصطفیٰ ﷺ کی معراج تھی اور باآخرذات خداکارنگ ذات مصطفیٰ ﷺ پرچڑھناذات مصطفیٰ ﷺ کا معراج تھا۔دل بھی دیکھتارہا آنکھیں بھی دیکھتی رہیں اورآنکھوں نے ایسادیکھاکہ نہ حدسے گزریں اورنہ جھپکیں اسی اثناء میں کتنارنگ چڑھ گیاہوگااس بارے میں صرف اتناہی کہاجاسکتاہے ۔

تم ذات خداسے نہ جداہونہ خداہو

اللہ ہی کو معلوم ہے کیاجانیے کیاہو

بعض کتب تفاسیر میں روایات کے ذریعے اس امرکی تصریح کی گئی ہے کہ واپسی پر بھی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں براق پیش کیاگیااسکے ذریعے آپ ﷺ واپس مکہ تشریف لائے جیسے جاتے ہوئے ہرآسمان پرایک برگزیدہ نبی اورملائکہ کے ساتھ ملاقات کامفصل ذکرآتاہے ایسے ہی واپسی پر تفصیلی ملاقاتوں کا ذکر موجود نہیں لہٰذاواپسی کی تفصیلات اورجزئیات اللہ اوراس کے رسول ﷺ کوہی معلوم ہیں ۔غرضیکہ آقائے نامدار ﷺ براق پرمکہ معظّمہ واپس تشریف لے آئے اورصحن حرم میں لیٹ گئے

پھر تہجد کے وقت اٹھے حدیث پاک میں آتا ہے۔ (ملاء اعلیٰ اور ملکوتی مشاہدہ سے وارد شدہ استغراق کی کیفیت سے) واپس پلٹا تو مسجد حرام میں تھا۔

اللہ پاک ہم سب کو آقا ﷺ کی سچی محبت اور پکی غلامی نصیب فرمائے تاکہ بروز قیامت ہم محبوب ﷺ کی شفاعت اور اللہ پاک کی جنت کے حقدار بن جائیں۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیک یا محمد

شب برات بخشش و مغفرت کی رات

شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو "شب برات کہاجاتاہے۔شب کے معنی رات اور برات کے معنی چھٹکارے کے ہیں اس رات میں اللہ رب العزت قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گناہ گاروں کی بخشش فرماتاہے۔ عرب قبائل میں سے سب سے زیادہ بکریاں پالنے والاقبیلہ قبیلہ بنی قلب تھااس رات اللہ رب العزت کی اپنی مخلوق پر خصوصی رحمتیں ہوتی ہیں اللہ رب العزت کی رحمت دوطرح کی ہے ایک عام اوردوسری خاص اللہ تعالی کی رحمت عام !جو ہرخاص وعام کے لئے ہے،خواہ وہ مسلمان ہویاکہ کافر،یہودی ہویاکہ نصرانی،حیوان ہویاکہ پتھرآپ خوداندازہ کریں کہ جب بارش ہوتی ہے توہرایک کے کھیت چاہے امیرکاہویاکہ غریب کا،نیک کاہویاکہ بُرے کاسب میں پڑتی ہے یعنی وہ ہرایک کے لئے یکساں ہوتی ہے۔اللہ تعالی کی رحمت خاص یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے حالات کے مطابق مانگتاہے۔اللہ پاک اسے بھی عنایت فرماتاہے۔شب براء ت ایک ایسی رات ہے جس میں اللہ پاک دونوں طرح کی رحمتوں کانزول فرماتاہے جسکا ہرذی روح کوفائدہ پہنچتاہے۔پندرہ شعبان کی رات کتنی نازک رات ہے۔انسان بعض اوقات غفلت میں پڑارہتاہے اوراسکے بارے میں کچھ کاکچھ ہوچکاہوتاہے اس رات سال بھرمیں ہونے والے تمام امورکائنات،عروج وزوال،اوباراقبال،،کامیابی،ناکامی رزق میں وسعت وتنگی موت وحیات اورکارخانہ

قدرت کے دوسرے شعبہ جات کی فہرست مرتب کی جاتی ہے۔اورفرشتوں کواپنے اپنے کاموں کی تقسیم کردی جاتی ہے۔یوں توشعبان المعظم کا سارامہینہ برکت والاہے مگراسکی پندرہویں رات بڑی برکت والی ہے اس رات اللہ رب العزت گناہ گاروں کودوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے۔قرآن مجید فرقان حمید میں اس رات کو "لیلۃ مبارکہ" یعنی برکتوں والی رات ، کہاگیاہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (سورۃ الدخان آیت نمبر ۱تا۶) حٰمٓ قسم اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں اس میں بانٹ دیاجاتاہے ہر حکمت والاکام ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت بے شک وہی سنتاہے اورجانتاہے ۔آقاعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے شب براءت ایک نعمت عظمیٰ ہے۔حدیث پاک میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے شعبان المعظم کی تیرہویں رات کو بارگاہ خداوندی میں اپنی امت کے لئے شفاعت کی درخواست کی توایک تہائی امت کی بخشش قبول ہوئی۔پھرچودھویں رات میں دعاکی تودوتہائی امت کی شفاعت عطاکی گئی۔ پھرپندرہویں رات "شب براءت" میں دعاکی تو ساری امت کے حق میں شفاعت قبول ہوگئی ہے۔سوائے ان نافرمان بندوں

کے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اونٹ کی طرح بدک کر بھاگتے ہیں۔یعنی نافرمانی کرکے اللہ سے دور بھاگے۔ (مکاشفۃ القلوب) ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ پورے ماہ شعبان میں روزے رکھتے یہاں تک کہ اسے رمضان المبارک سے ملادیتے۔میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ماہ شعبان کے روزے آپ ﷺ کو دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب وپسندیدہ ہیں؟ توآپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں اے عائشہؓ ! جو بھی سال بھر میں فوت ہوتا ہے اسکا وقت وفات) شعبان ہی کے مہینے میں لکھ دیا جاتا ہے تو یہ بات مجھے محبوب ہے کہ میرے) وصال کا وقت اس حال میں لکھا جائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور نیک کام میں مشغول ہوں ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ اسی مہینے میں ملک الموت فوت ہونے والوں کے نام لکھ لیتے ہیں تو مجھے یہ پسند ہے کہ میرا نام روزہ (کی حالت میں لکھا جائے۔ (درمنثور

حضرت علاء بن حارثؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے اور اتنے لمبے سجدے کیے کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی ہے۔میں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو میں اٹھی آپ ﷺ کے پاؤں کے انگوٹھے کو حرکت دی اس میں حرکت ہوئی میں واپس لوٹ آئی جب آپ ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے عائشہ ! یا فرمایا اے حمیراء ! کیا تمہارے دل میں یہ سوچ پیدا ہو گئی کہ اللہ

تمہارا خیال نہ کریں گے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بخدا ایسی بات نہیں درحقیقت مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپکی وفات ہو گئی ہے کیونکہ آپ نے سجدے بہت لمبے کیے آپ ﷺ نے فرمایا جانتی بھی ہو یہ کیسی رات ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اسکے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے۔ اللہ پاک اس رات اپنے بندوں پر نظرِ رحمت فرماتا ہے اور بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرمادیتا ہے رحم مانگنے والوں پر رحم کر دیتا ہے مگر دل میں عناد رکھنے والوں کو ان کے (حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (اے عائشہؓ) تم جانتی ہو کہ یہ کونسی رات ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ نصف شعبان کی رات اسمیں خاص بات کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس رات) سال بھر میں پیدا ہونے والے اور مرنے والے لوگوں کی فہرست مرتب کی) جاتی ہے اس رات بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اس رات لوگوں کا رزق اتارا جاتا ہے۔ ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہر کوئی اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا؟ تو سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہاں؟ کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو اور یہ کلمات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے میں نے عرض کیا اور آپ بھی یارسول اللہ ﷺ ؟ تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک سر پر رکھ کر فرمایا اور میں بھی جب تک اللہ

تعالیٰ کی رحمت میرے شامل حال نہ ہو یہ کلمہ بھی آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔
بحوالہ بیہقی) حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سال میں جو کام ہونا ہے)
اسے متعلقہ فرشتے کے جو انجام دینے والا ہوتا ہے اس کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عثما
ن بن محمد بن مغیرہ بن اخنسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین
والوں کی عمریں ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک لکھ دی جاتی ہیں یہاں تک کہ
انسان شادی بیاہ کرتا ہے اسکے بچے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اسکا نام مُردوں میں داخل
ہو چکا ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) یہی حدیث ایک اور مضمون کی ساتھ آئی ہے جسکے
راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شعبان
سے دوسرے شعبان تک مدت حیات کا ختم ہونا لکھ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی شادی
کرتا ہے۔ اسکے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے حالانکہ اسکا نام مرنے والوں میں
لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی
کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چار راتوں میں اللہ تعالیٰ رحمت کے دروازے
کھول دیتا ہے انہی میں سے ایک شعبان کی پندرہویں رات ہے اس رات میں وفات کے
(اوقات روزیاں اور حج کرنیوالوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ (درِ منثور
حضرت راشد بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا پندرہ شعبان
کو اللہ تعالیٰ سال بھر میں قبض کی جانیوالی روحوں کی فہرست ملک الموت کے حوالے

کر دیتا ہے۔ (روح المعانی) حضرت عطار بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو خدا کی طرف سے ایک فہرست ملک الموت کو دی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ ان لوگوں کی روحوں کو اس سال قبض کر لینا ہے جن کے نام اس فہرست میں شامل ہیں خواہ ان میں سے کوئی باغ کے درخت لگا رہا ہو یا کوئی شادی کر رہا ہو یا مکان کی تعمیر کر رہا ہو۔ غرض یہ کہ انکا نام مردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نظام کے اصول بڑے احسن طریقے سے مقرر شدہ ہیں اور انکی حکمت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ دنیا میں انسان ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگا رہتا ہے۔ مگر اللہ پاک کی بارگاہ میں اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں لکھا ہوتا ہے اللہ پاک یہ نہیں دیکھتا کہ انسان) کسی بڑے سے بڑے کام میں مصروف ہے۔ یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس) کا دنیا سے فوت ہو جانے کا سب سے بہتر وقت کونسا ہے۔ اس رات کی فضیلت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں اللہ رب العزت بے شمار لوگوں کے گناہ بخش دیتا ہے جو آدمی اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے معافی مانگ لیتا ہے اللہ پاک اس کی سب خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ اللہ رب العزت کا یہ فرمان عبرت نشان ہے کہ "فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء" تو جسے چاہے گا بخشے گا جسے چاہے عذاب دیگا۔ لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ اس رات صدق دل سے اپنے رب کی بارگاہ سے توبہ کر لیں اللہ پاک کی طرف سے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے۔

حضرت عثمان بن العاصؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے ارشاد

فرمایاجب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتاہے کہ کیا کوئی مغفرت کاطالب ہے کہ میں اسکی مغفرت کروں۔کیا کوئی مانگنے والاہے کہ میں اسے عطا کروں اس وقت جو شخص اپنے رب سے جوکچھ مانگتاہے اسے مل جاتاہے لیکن زانیہ اور مشرک کوکچھ بھی نہیں ملتا۔(بیہقی، فی شعب الایمان) اس مقدس رات میں بھی اللہ کی رحمت سے خالی رہنے والا شخص مشرک اورزناخور بھی ہے۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایاجب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تواللہ تعالیٰ سب کی بخشش فرمادیتاہے سوائے مشرک اورکینہ پرورکے (مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ ۶۵)

ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کواپنے پاس نہ پایاتومیں آپ ﷺ کی جستجومیں نکلی کیادیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں تشریف فرماہیں آقاعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اوراسکارسول ﷺ تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے آپؓ نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ مجھے گمان ہواکہ آپ ﷺ کسی دوسری بیوی کے پاس چلے گئے ہیں۔پھرنبی کریم ﷺ نے فرمایابیشک اللہ تبارک وتعالیٰ پندرہ شعبان کی رات آسمان دنیاپر(اپنی شان کے مطابق) جلوہ گرہوتاہے۔اورقبیلہ بنوقلب کی بکریوں کے بالوں کی تعدادسے زیادہ گناہ گاروں کی مغفرت فرماتاہے۔(ترمذی جلد نمبر۱صفحہ ۱۵۶،ابن ماجہ صفحہ ۱۰۰،مسند احمد جلد۶ صفحہ ۲۳۸،مشکوۃ ص ۲۷۷) حضرت

عبداللہ بن عمر، عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پندرہ شعبان کی رات اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہوئے سب کی بخشش فرماتا ہے سوائے دو آمیوں کے۔1۔کینہ پرور2۔کسی کو ناحق قتل کرنیوالا. قاتل کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ۔جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے اور مدتوں اس میں رہے اللہ پاک نے اس پر غضب کیا اور لعنت کی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر کھا ہے۔(النساء آیت نمبر ۹۳) قاتل کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کی دن مقتول (جو قتل ہوگیا تھا) اللہ کی بارگاہ میں اس طرح آئے گا کہ قاتل کے سر کا اگلا حصہ مقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور یہ کہتا ہوا آئے گا کہ یا اللہ اس نے مجھے قتل کیا تھا۔وہ اپنا مقدمہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کریگا۔(مشکوۃ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل امینؑ شعبان کی پندرہویں رات کو تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اے صاحب مدح کثیر! اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایئے میں نے پوچھا یہ کونسی رات ہے؟ جبرائیل امینؑ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ یہ وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے کافر اور مشرک کے سوا سب کو بخش دیتا ہے مگر یہ کہ وہ جادوگر ہو یا کاہن، شراب کا عادی ہو یا سود کا عادی ہو یا زنا کا عادی ہو ان مجرموں کو اپنے اپنے گناہ سے توبہ کرنے سے پہلے نہیں بخشتا (یعنی توبہ کرلیں تو توبہ قبول کرتا ہے) پھر رات کا جب چوتھائی حصہ ہوا تو جبرائیلؑ میرے

پاس آئے اور عرض کیا اے صاحب مدح عظیم ! اپنا سر اٹھایئے سرکار ﷺ نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ جنت کے سب دروازے کھلے ہیں پہلے دروازے پر ایک فرشتہ ندا دے رہا ہے کہ اس رات میں رکوع کرنے والوں کو بشارت ہو، دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے۔ اس رات میں سجدہ کرنیوالوں کو بشارت ہو، تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں دعا کرنیوالوں کے لئے بھلائی ہو، چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں ذکر کرنیوالوں کو مبارک ہو۔ پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں خدا کے ڈر سے رونے والوں کو مبارک ہو، جنت کے چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات تمام مسلمانوں پر خدا کی رحمت ہو۔ ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دیا جائے۔ آٹھویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی کچھ مانگنے والا کہ اسے منہ مانگی مراد دی جائے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیلؑ یہ دروازے کب تک کھلے رہتے ہیں ! تو انہوں نے فرمایا رات کے شروع ہونے سے لیکر صبح کے نمودار ہونے تک کھلے رہتے ہیں پھر فرمایا اے حمد والے ! اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بال کی تعداد میں لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ غنیہ الطالبین) اس حدیث مبارک میں جن لوگوں کا ذکر آیا ہے کہ یہ لوگ اللہ کی) رحمت اور بخشش سے محروم رہتے ہیں ۔1۔ مشرک ! جو خدائے وحدہ لاشریک کے ساتھ دوسرے کو اس کا شریک سمجھے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ اسکو مستحق عبادت سمجھے۔ 2۔ ماں باپ کا نافرمان کو بھی اللہ پاک

نہیں بخشتا. 3۔کاہن جو آئندہ کی باتیں اٹکل پچو سے بتائے یا بتانے کا مدعی ہو۔4۔نجومی جو غیب کی خبر دے عالم غیب ہونے کا دعوی کرے 5۔جادوگر یہ لوگوں کو ایذا دیتا ہے اور زمین میں فساد مچاتا ہے۔اسکی بخشش تب تک نہ ہوگی جب تک توبہ نہ کرے۔6۔فال نکالنے والے 7۔سنت کے خلاف عمل کرنیوالے. 8۔قاتل جو کسی محترم یا معصوم جان کو مار ڈالے۔9۔جلاد10 ۔قرابت داروں سے رشتہ کاٹنے والے 11۔کینہ پرور جسکا سینہ کسی مسلمان سے کینہ کی آلودگی میں ملوث ہو۔12۔سود کا عادی جس نے تین بار سود لیا ہو 13۔سود دینے کا عادی 14۔ناچ گانیوالے 15۔زنا کے عادی مرد ہوں یا عورت 16۔ شراب کا عادی،ان بد نصیبوں کو چاہیے کہ بارگاہ لم یزل سے صدق دل سے توبہ کرلیں اور آئندہ کوئی گناہ نہ کریں۔ضرور اللہ پاک کو بخشنے والا مہربان پائیں گے۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ پاک اپنی مخلوق پر نظر رحمت ڈال کر مسلمانوں کی بخشش فرمادیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتے ہیں اور کینہ پروروں کو انکے کینہ کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں تاوقتیکہ کہ وہ کینہ پروری چھوڑ دیں۔(بیہقی، فی شعب الایمان) اللہ رب العزت کی صفت رحمان اور رحیم ہے اس لئے پندرہ شعبان کی رات اپنے بندوں خصوصا اہل ایمان پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہے یاد رہے گناہوں سے مغفرت و بخشش اسکی

ہوتی ہے جو اپنے گناہ پر نادم ہو کر اللہ کی بارگاہ سے توبہ کرلیتا ہے اور اپنی اصلاح کرلیتا ہے یعنی اپنے اعمال کو ٹھیک کرلیتا ہے۔ توبہ کا دروازہ موت سے قبل ہر وقت کھلا ہے جو آدمی دروازہ کھٹکالیتا ہے وہ کچھ نہ کچھ پالیتا ہے۔ جو نہ کھٹکائے گا وہ ناکام ہو جائے گا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات اپنی مخلوق کی طرف اپنی نظر رحمت فرما کر تمام مخلوق کی سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے بخشش فرمادیتا ہے۔ بیہقی، طبرانی) اس رات کی فضیلت کی سب سے بڑی ایک اور وجہ قبول شفاعت ہے یعنی) جو آدمی اس رات میں اللہ پاک کی عبادت کریگا اور اللہ کو راضی کرلیگا تو اس آدمی کو بروز قیامت آقا ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی شفاعت کے متعلق آقا ﷺ کے ارشادات مبارک ہیں۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا" اور مجھے کچھ ایسے فضائل ملے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے اور مجھے شفاعت دی گئی. (بخاری، مسلم) حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو آپ شفاعت لے لو۔ یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے۔ میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کام آنے والی ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے نہیں بلکہ وہ ان گناہ گاروں کے واسطے ہے جو گناہوں سے آلودہ (اور خطاکار ہیں۔ (مسند احمد، ابن ماجہ

شب.برات میں عبادت کا ثواب

حضرت علی المرتضٰی شیر خدؓا روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا !."جب شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمانِ دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اُسے بخش دوں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسکو عطا کروں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے چھوڑوں، کیا کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے کہ میں اسکی حاجت پوری کروں، حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

شب.برات کی رات دو رکعت نماز نفل اسطرح پڑھیں۔کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار سورۃ اخلاص پندرہ پندرہ مرتبہ بعد سلام کے درود شریف ایک سو بار پڑھ کر ترقی رزق کی دعا کریں انشاء اللہ اس نماز کی.برکت سے رزق میں.برکت ہو گی۔

شب.برات بعد از نماز مغرب چھ رکعت نماز دو دو رکعتیں کر کے پڑھے۔پہلی دو رکعت درازی عمر کے لئے ،دوسری دو رکعت دفع بلا کے لئے، تیسری دو رکعت حصول رزق کی نیت سے پڑھیں، ہر دو رکعت کے بعد سورۃ یٰسین ایک بار یا سورۃ اخلاص 21 بار پڑھیں اسکے بعد دعائے نصف شعبان المعظم ایک بار پڑھیں۔

اس رات سو رکعت نماز اسطرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص دس دس بار پڑھیں اس نماز کو صلوٰۃ الخیر کہتے ہیں ۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مجھ سے سرورکائنات ﷺ کے 30 صحابہ کرامؓ نے بیان کیا کہ جو شخص یہ نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی طرف 70 مرتبہ نگاہِ کرم فرمائے گا اور ہر نگاہ میں اسکی 70 حاجتیں پوری فرمائے گا، اور ادنی حاجت اسکی بخشش ہوگی ۔ پندرہ شعبان کی رات سورۃ الدخان پڑھنا بہت افضل ہے، انشاء اللہ اس کو پڑھنے والے کی اللہ تعالیٰ ستر حاجات دنیا کی اور ستر حاجات عقبیٰ کی پوری فرمائیگا۔

میرے مسلمان بھائیو ! ہم نے اس رات کو کیا سمجھا ہم نے اپنے آپ کو اس رات کی فضیلت سے محروم رکھا ہوا ہے۔ اس رات عبادت کی بجائے سب برے شیطانی کام کرتے ہیں۔ ہم نے اس رات میں کفار و مشرکین والی رسم کو اپنالیا ہے، ہم اس رات آگ سے بچنے کی دعا نہیں کرتے بلکہ اپنے گھر محلّہ شہر میں سڑکوں پر آگ جلا کر اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہو کر کفار و مشرکین والی رسموں کو اپنائے ہوئے ہیں جسکی شریعت اجازت ہی نہیں دیتی اس رات کے علاوہ بھی یہ کام آگ جلانا، پٹاخے چھوڑنا، بم وغیرہ پھٹانا حرام ہے۔ اس سے ہمارا ذاتی کتنا نقصان ہوتا ہے کتنی جانیں چلی جاتی ہیں اس نقصان کا اندازہ ہم اخبارات اور ٹیلی ویژن وغیرہ سے لگا سکتے ہیں اللہ رب العزت ہم کو اس بری رسم سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے

اورآقائے دوجہاں سرورکائنات فخر موجودات ﷺ کی سچی اور پکی محبت عطافرمائے۔
اللہ رب العزت ملکِ پاکستان کوامن وسلامتی کاگہوارہ بنائے۔دشمنان اسلام ودشمنان
ملک پاکستان کونیست ونابودفرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیک یامُحَمَّدُ

استقبال و فضیلت ماہ رمضان

ماہ رمضان اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے جسطرح ہم پر نماز فرض ہے اسی طرح ماہ رمضان کے روزے رکھنا بھی فرض ہیں ۔امت مصطفیٰ ﷺ پر روزے کی فرضیت ۲ ہجری ۱۰ شعبان المعظم میں ہوئی اوراس کے مطابق سید عالم نور مجسم شفیع معظم ﷺ نے ۹ رمضان المبارک کے مہینوں کے روزے فرضیت کے بعد رکھے اس کے بعد آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اللہ تعالیٰ کی تجلی ذاتی کا مظہر ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آخر شعبان میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اے لوگو تم پر عظمت والا مہینہ سایہ کر رہا ہے یہ مہینہ برکت والا ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے یہ وہ مہینہ ہے جس کے روزے اللہ پاک نے فرض کیے اور جس کی راتوں کا قیام نفل بنایا جو اس مہینہ میں کسی نفلی ، نیکی سے اللہ رب اللعالمین کا قرب حاصل کرنا چاہے تو اسے فرض ادا کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور جس نے اس مہینہ میں ایک فرض ادا کیا تو اسے دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے یہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا مہینہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں مسلمانوں کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کے گناہوں کی بخشش ہو گی اور آگ سے اسکی گردن

آزاد ہو جائے گی اور افطار کرانیوالے کو روزے دار کا ثواب ملے گا روزہ دار کے ثواب میں کمی کے بغیر صحابہ کرام علیہم الرضوانؓ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! ہم میں سے ہر شخص کے پاس روزہ افطار کرانے کا انتظام نہیں تو آقا ﷺ نے فرمایا اللہ پاک یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کا ایک گھونٹ یا کھجور یا گھونٹ بھر پانی سے کسی کو افطار کرائے اور جس نے روزے دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اللہ اسے قیامت کے دن وہ پانی پلائے گا جس کے بعد وہ جنت میں جانے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا یہ وہ مہینہ ہے جس کے اوّل میں رحمت درمیان میں بخشش اور آخر میں آگ سے آزادی ہے اور جو اس مہینہ میں اپنے غلام (ملازم) سے نرمی کرے گا تو اللہ پاک اسے بخش دے (گا اور آگ سے آزاد کردے گا۔ (مشکوٰۃ شریف

یہ مہینہ کتنا مقدس مہینہ ہے آقا ﷺ کے اس خطبہ میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ خبردار رمضان المبارک کا ایک ایک سیکنڈ اللہ پاک کی اطاعت و عبادت میں گزارنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ماہ رمضان المبارک کا چاند نظر آجائے اور تم غفلت میں پڑے رہو۔ بلکہ غفلت کو چھوڑ کر اپنا تن عبادت خدا میں مصروف کردو۔ آپ ﷺ نے اس مہینہ کے آنے کی خبر دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ یعنی ماہ رمضان ایک ایسا سایہ دار درخت ہے کہ جو مسلمان بھی اسکے نیچے تھکا ہارا آتا ہے اس کو یہ سکون بخشتا ہے دنیا و آخرت کے عذاب سے بچالیتا ہے۔ اس مہینہ میں ایک ایسی رات جو ہزار مہینوں سے افضل ہے یعنی کوئی شخص اگر اس ایک

رات جسے لیلۃ القدر کی رات کہتے ہیں میں اللہ پاک کی صدق دل سے عبادت کرے تواللہ پاک اسکو ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب عطا کر دیتا ہے۔ شعبان المعظم کا مہینہ ختم ہونیوالا ہے ہمیں بھی چاہیے کہ آج ہی سے ماہ رمضان المبارک کی آمد کی تیاری کرلیں تاکہ ماہ رمضان المبارک سے پہلے ہی ہم اپنے گناہوں کی اللہ پاک کی بارگاہ سے معافی مانگ لیں تاکہ یہ ماہ مقدس شروع ہوتے ہی اللہ پاک کی رحمت ہم پر سایہ فگن ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ" رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں سے جو اس مہینہ کو پائے تو اسکے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تعالیٰ تم پر آسانی (چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا اسلئے کہ تم گنتی پوری کرو"۔ (سورۃ البقرۃ پارہ نمبر ۲

حضرت سیدُنا ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آخر رات تک بند نہیں ہوتے جو کوئی بندہ اس ماہِ مبارک کی کسی بھی رات میں نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر سجدہ کے عِوض (یعنی بدلہ میں) اس کے لئے پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے جنت میں سُرخ یاقوت کا گھر بناتا ہے جس میں ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے پَٹ سونے کے بنے ہوں گے جن میں یاقوت سرخ جڑے ہوں گے۔ پس جو کوئی ماہِ رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اللہ مہینے کے آخر دن

تک اُس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اُس کے لئے صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ رات اور دن میں جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے اس کے ہر سجدہ کے عِوض (یعنی بدلے) اُسے (جنت میں) ایک ایک ایسا درخت عطا کیا جاتا ہے کہ (اُس کے سائے میں گھڑسوار پانچ سو برس تک چلتا رہے۔ (شُعب الایمان

عربی زبان میں رمضان کا مادہ رمض ہے جسکا معنی سخت گرمی اور تپش ہے رمضان میں چونکہ روزہ دار بھوک وپیاس کی حدت اور شدت محسوس کرتا ہے اس لئے اسے رمضان کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (سورۃ البقرۃ) اس آیت کریمہ میں عربی زبان کا لفظ صیام یا صوم اس کے لغوی معنی اور اصلاحی معنی لغت میں صوم کا مطلب ہوتا ہے۔ اَلْاِمْسَاکُ وَالْکَفُّ عَنِ الشَّیءِ" کسی شے سے رک جانا کسی شے سے باز رہنا" قرآن مجید فرقان حمید میں حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ موجود ہے کہ جب وہ قوم کی طرف آئیں تو ان کے پاس ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود تھے اور انہیں خدشہ تھا کہ لوگ مجھ پر تنقید کریں تو خالق کائنات اللہ رب العالمین نے ان سے کہا۔ قُوْلِی جب لوگ تم سے پوچھیں تو تم کہہ دینا اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا میں نے اللہ پاک کے روزے کی منت مانی ہے۔ فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا تو میں کسی آدمی سے گفتگو نہیں کروں گی۔ جو بھی تجھ سے پوچھے کہ شادی کے بغیر یہ بچہ کیسے

پیدا ہوا تو تم اس سے کہہ دینا کہ میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے لہٰذا میں کسی سے گفتگو نہیں کروں گی۔ قرآن مجید کے اس مقام پر بات کرنے سے رکنا اور جواب نہ دینا اس کو صوم کہا گیا ہے تو یہ لغت میں صوم کا معنی ہے کہ کسی چیز سے

باز رہنا اور رک جانا خواہ کوئی چیز ہو کوئی امر ہو اس لحاظ سے لفظ صوم کو استعمال کیا گیا ہے ۔ اس لحاظ سے شرعی اصطلاح کے اندر جب ہم یہ لفظ بولتے ہیں اسکا خاص مفہوم ہوتا ہے ۔ شریعت میں روزہ سے مراد یہ ہے کہ دن کے وقت ایسی تمام چیزوں سے باز رہنا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ باز رہنا نیت کی وجہ سے ہو اور اس کا وقت طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ہے اور نیت اس کی طرف سے ہو کہ جو نیت کا اہل ہے ایسی حیثیت کو روزہ کہا جائے گا۔

رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں قرآن پاک لوح محفوظ سے سمائے دنیا پر نازل ہوا جو لوگوں کے لئے سراپا ہدایت ہے اور حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا 23 برس میں نازل ہوتا رہا۔ رمضان المبارک کی پہلی رات میں صحف ابراہیم چھٹی رات میں تورات اور تیرہویں رات میں انجیل اور آٹھ یا بارہ تاریخ کو زبور نازل ہوئی۔ سی ماہ مبارک میں اللہ رب العزت کی طرف سے قرآن مجید ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر نازل ہوا۔ ماہ رمضان کو کلام الٰہی کے ساتھ خاص نسبت اور تعلق ہے۔ اسی لئے اسلاف صالحین سے قرآن پاک کی کثرت تلاوت رمضان پاک میں منقول ہے۔ امام اعظمؒ اس ماہ مبارک میں اکسٹھ بار قرآن پاک ختم کرتے تھے تیس دن میں تیس رات میں

اورایک تراویح میں امام شافعیؒ اس ماہ میں ساٹھ بار قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔قرآن مجید فرقان حمید اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جو سب کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے یہ ہمارے نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جو نبی کریم ﷺ تمام نبیوں کا سردار قرآن مجید ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کتنا بڑا معجزہ ہے جو قیامت تک ہمارے پاس موجود ہے اسکی حفاظت کا ذمہ خود خالق کائنات نے لیا ہے پہلی کتابوں میں ردل بدل ہوتا رہا لیکن قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جس میں قیامت تک ردل بدل کوئی نہیں کرسکتا اللہ رب العزت اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ اگر میں قرآن پاک کو پہاڑوں پر نازل کرتا تو پہاڑ بھی میرے خوف کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہوجاتے قرآن کی شان بھی بہت ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جس طرح ہم قرآن کی شان کو مانتے ہیں اس سے محبت کرتے ہیں اسکی تلاوت کرتے ہیں تو اسی طرح صاحب قرآن (نبی کریم ﷺ) کی شان بھی مانیں آقا ﷺ سے محبت کریں کیونکہ قرآن بھی ہمیں نبی کریم ﷺ کے صدقے ملا ہے قرآن بھی شان والا میرا نبی ﷺ بھی شان والے ! میرے آقا ﷺ مکہ میں تھے تو قرآن مکہ میں نازل ہوا میرے آقا ﷺ مدینہ میں تھے تو جبرائیلؑ قرآن لیکر مدینہ میں آئے میرے آقا ﷺ میدان جہاد میں تھے تو قرآن میدان جہاد میں نازل ہوا۔ میرے آقا ﷺ غار حرا یا غار ثور میں تھے تو قرآن وہاں پر نازل ہوا۔اگر میرے محبوب اپنے گھر میں تھے تو قرآن پاک گھر میں نازل ہوا یہ مقام و مرتبہ اللہ رب العزت نے ہمارے نبی ﷺ کو عطا کیا ہے۔ پورا قرآن میرے نبی ﷺ کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔قرآن کی محبت

تب

ہی ہم کوکام آئے گی جب صاحب قرآن کی محبت ہمارے دلوں میں ہوگی۔ اس میں شک شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ کلام الٰہی ایک عظیم نعمت ہے جسکے نزول کے لئے اس مہینہ کا انتخاب درحقیقت اس بات کااعلان ہے کہ یہ مہینہ خداکی بے انتہارحمتوں کے نزول کامہینہ ہے لیکن ان نعمتوں سے فائدہ اہل ایمان ہی کو نصیب ہوتاہے جیساکہ بنجرزمین میں جتنی بارشیں بھی ہوتی رہیں اس میں اگانے کی قوت پیدانہ ہوگی۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آقاعلیہ الصّلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا" جو شخص بحالت ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتاہے اسکے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ قیام رمضان کی فضیلت سے متعلق حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضورﷺ نے ارشادفرمایا" جس نے رمضان میں بحالت ایمان وثواب کی نیت سے قیام کیاتواسکے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ درج بالا حدیث مبارکہ میں ایمان کاذکرہے ایمان ہے کس چیزکانام اس کاجواب ہم آقاعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بارگاہ سے لیتے ہیں جو خودبنائے ایمان ہیں ایمان عطاکرنے والے ہیں جواب ملتاہے "ایمان والاوہ ہے جواپنی جان ماں باپ اولادبلکہ کائنات کی ہرچیز سے بڑھ کرمجھ (آقاعلیہ الصلوٰۃ) سے محبت کرتاہے وہ صاحب ایمان ہے۔ پتاچلاجوآقاﷺ سے محبت نہیں کرتااسکا ایمان مکمل نہیں۔ اسی طرح اس حدیث میں یہ بات روزروشن کی طرح واضح ہے کہ گناہ اسکے بخشیں جائیں گے جس نے ایمان واحتساب یعنی ایمان اورخلوص سے عبادت کی روزہ رکھااسکے گناہ معاف ہوں گے۔ جب ماہ رمضان کامہینہ شروع ہوتاتوحضورﷺ

قیدیوں

کو چھوڑ دیا کرتے تھے اور ہر مانگنے والے کو دیا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا ضمرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ماہِ رمضان میں گھر والوں کے خرچ میں کُشادگی کرو کیونکہ ماہِ رمضان میں خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔ (الجامع الصغیر) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے "جب ماہ رمضان شروع ہوتا تو رسول ﷺ کا رنگ متغیر ہو جاتا آپ ﷺ کی نمازوں میں اضافہ ہو جاتا اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرتے اور اسکا خوف طاری رکھتے ۔رمضان المبارک میں جتنی زیادہ عبادت کی جائے اتنی کم ہے کیونکہ اس مہینہ میں " نفل کا ثواب عام مہینوں کے فرضوں کے برابر ملتا ہے اور فرض کا ثواب عام مہینوں کے ستر گنا زیادہ بلکہ سات سو گنا تک ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ تشریف لاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں"۔ (بخاری، نسائی) کتنی عظمت والا مہینہ ہے جس میں امت مصطفےٰ ﷺ کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا " بیشک جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان پاک کے لئے آراستہ کیجاتی ہے فرمایا جب ماہ رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ہوا سفید اور بڑی آنکھوں والی حوروں پر چلتی ہے تو وہ کہتی

ہیں اے پروردگار اپنے بندوں سے ہمارے لئے انکو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور انکی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف) حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''رمضان شریف کی ہر رات آسمانوں میں صبح صادق تک ایک منادی یہ ندا کرتا ہے اے اچھائی مانگنے والے ! مکمل کر یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف آگے بڑھ) اور خوش ہو جا اور اے شریر ! شَر سے) باز آجا اور عبرت حاصل کر۔ ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کی طلب پوری کی جائے ۔ ہے کوئی توبہ کرنیوالا ! کہ اس کی توبہ قبول کی جائے ۔ ہے کوئی دعا مانگنے والا ! کہ اس کی دعا قبول کی جائے ۔ ہے کوئی سائل ! کہ اس کا سوال پورا کیا جائے ۔ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر شب میں اِفطار کے وقت ساٹھ ہزار گناہ گاروں کو دوزخ سے آزاد فرما دیتا ہے ۔ اور عید کے دن سارے مہینے کے برابر گناہ گاروں کی بخشش کی جاتی ہے۔ (درِ منثور) حضرت سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور ماہِ رمضان اگلے ماہِ رمضان تک گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے''۔ (مسلم شریف) حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ تحفے ملے ہیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔ 1۔ "پہلا یہ کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر التفات فرماتا ہے اور جس پر اللہ پاک کی نظر پڑ جائے اسے کبھی عذاب نہیں دے گا۔

2۔"دوسرا یہ کہ شام کے وقت انکے منہ کی بواللہ تعالیٰ کو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہے"

3۔"تیسرا یہ کہ فرشتے ہر دن اور ہر رات ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں"۔

4۔"چوتھا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتے ہوئے کہتا ہے میرے بندوں کے لئے تیاری کرلے اور مزین ہو جا قریب ہے وہ دنیا کی تھکاوٹ سے میرے گھر اور میرے دارِ رحمت میں پہنچ کر آرام حاصل کریں"۔

5۔"پانچواں یہ کہ جب (رمضان) کی آخری رات ہوتی ہے ان سب کو بخش دیا جاتا ہے"۔ایک صحابی نے عرض کیا! کیا یہ شب قدر کو ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں کیا تم جانتے نہیں ہو کہ جب مزدور کام سے فارغ ہو جاتے ہیں تب انہیں مزدوری دی جاتی ہے"۔(الترغیب والترہیب)

آقا ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس 10 گنا سے سات 700 گنا تک بڑھایا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے۔وہ بندہ کی طرف سے میرے لئے ایک تحفہ ہے اور میں اسکا (جسطرح چاہوں گا) اجر دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں ہی اسکا صلہ دونگا) روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب کی بارگاہ میں حضوری کی اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے

اور روزہ (دنیا میں شیطان کے حملوں سے بچاؤ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے حفاظت کے لئے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اسکو چاہیے بے ہودہ اور فحش باتیں نہ کرے اور شور وغل نہ مچائے اور اگر کوئی دوسرا اس سے جھگڑا کرے تو کہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف) نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹا (اس لئے) وہ قاعدہ کے مطابق اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔ جس خوش نصیب انسان نے ماہ رمضان کا پورا پورا احترام کیا ہوگا کل بروز قیامت ماہ رمضان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس بندہ کے لئے عزت و وقار کے تاج پہنانے کی درخواست کرے گا۔ روایت میں آتا ہے "کہ روز قیامت رمضان المبارک اچھی صورت میں تشریف لائیگا پس خدا کے حضور سجدہ کرے گا اور اسے کہا جائیگا جس نے تیرا حق پہچانا ہے اسکا ہاتھ پکڑ لو پس وہ اس شخص کا ہاتھ پکڑیگا جس نے اسکا قدر پہچانا ہوگا اور خدا کے سامنے کھڑا ہو جائے گا پس کہا جائیگا تو کیا چاہتا ہے پس عرض کرے گا پروردگار اس شخص کو عزت و وقار کا تاج پہنا پس اسے تاج پہنایا جائیگا"۔ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان میں روزانہ اِفطار کے وقت دس لاکھ ایسے گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب ہو چکا تھا۔ نیز شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ یعنی جمعرات کو غروب آفتاب سے لے کر جمعہ کے غروب آفتاب تک) کی ہر ہر گھڑی) میں ایسے دس دس لاکھ گناہ گاروں کو جہنم سے

آزاد کیا جاتا ہے جو عذاب کے حقدار قرار دیئے جا چکے ہوتے ہیں۔ (کنزالعمال) حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے فرمایا "کہ روزے اور قرآن پاک بندے کی شفاعت کرینگے روزے عرض کرینگے اے پروردگار میں نے اس بندہ کو کھانے پینے اور نفسانی خواہش سے دن میں روکا ہے پس اسکے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن عرض کریگا میں نے اسے رات میں سونے سے روکا ہے پس اسکے حق میں میری شفاعت قبول فرما پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (بیہقی) ثابت ہوا کہ قیامت کے دن جب دنیا کے دوست بیزاری کا اعلان کر دینگے روزے اور قرآن اس نازک وقت میں انسان کا ساتھ دینگے اور بارگاہ خدا میں شفاعت کرا کر جنت میں پہنچا دینگے۔ جب قیامت کے دن روزے اور قرآن کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ بندوں کی شفاعت کرائیں جو خود صاحب قرآن ہے جس پر قرآن اترا کیا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہماری شفاعت نہیں کرینگے؟ جس نبی کریمﷺ کے صدقے ہم کو رمضان ملا اس نبیﷺ کو کیا یہ اختیار حاصل نہ ہوگا۔ خدا کی قسم روزے اور قرآن تب ہی ہماری شفاعت کرینگے جب کہ کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر ہماری محبت نبی کریمﷺ سے ہوگی جسکو نبیﷺ سے دنیا میں محبت نہ ہوگی اسکو قیامت کے دن اعمال فائدہ نہیں دینگے۔ غیبت اور دیگر گناہ سے روزہ بھاری ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ نیکوکاروں کو روزہ کی سختی محسوس نہیں ہوتی حالانکہ گناہ گار روزہ میں بہت شدت اور سختی محسوس کرتا ہے۔

درج ذیل باتیں جو روزہ کی حالت میں مکروہ ہیں۔

☆گوند چبانا یا کوئی اور چیز منہ میں ڈالے رکھنا۔

☆بلاضرورت کسی چیز کا چکھنا، البتہ جس عورت کا خاوند سخت اور بدمزاج ہو اسے زبان کی نوک سے سالن کا مزہ چکھ لینا جائز ہے۔

☆کلی یا ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔

☆منہ سے بہت سا تھوک جمع کر کے نگلنا۔

☆غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، گالی گلوچ کرنا۔ بھوک یا پیاس کی بے قراری اور گھبراہٹ کو ظاہر کرنا۔

☆نہانے کی حاجت ہو تو غسل کو قصداً صبح صادق کے بعد تک مؤخر کرنا۔

☆صوم وصال کے روزے رکھنا اگرچہ دو ہی دن کا ہو۔

روزوں کی قضا کے احکام کی درج ذیل تین صورتیں ہیں۔

1۔ اگر کوئی آدمی روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لے اس پر نہ قضا ہے اور نہ کوئی کفارہ خواہ وہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا

2۔ اگر کوئی آدمی رمضان میں روزہ کی حالت میں بلاعذر قصداً کھالے یا پی لے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں

3۔ اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی عذر کی وجہ سے یعنی سفر یا مرض میں روزہ توڑ دے تو اس پر قضا واجب ہو گی کفارہ ضروی نہیں۔

اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک ہمیں ماہ رمضان المبارک کے مہینے کا ادب

واحترام اوراس میں خوب ذوق وشوق کے ساتھ عبادت کرنے کی توفیق عطافرمائے
۔تاکہ بروز قیامت ہم آقا ﷺ کی شفاعت اورجنت کے حقدار بن جائیں ۔آمین بجاہ النبی
الامین

خلیفہ چہارم امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کی سیرت و شہادت

اللہ پاک نے حضرت علی المرتضیٰؓ کی صفت و ثناء قرآن پاک میں یوں بیان فرمائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا" اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو"۔ (پارہ ۲۹ سورۃ الدھر) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر دن میں ستر مرتبہ فرشتوں کے سامنے علی المرتضیٰؓ کی ذات پر فخر فرماتا ہے اور کہتا ہے اے علیؓ ! تمہارے لئے مبارکباد ہے۔

دامادِ رسول، فاتحِ خیبر، حاملِ ذوالفقار خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کے فضائل و مناقب محاسن و محامد بے شمار ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ فضائل و کمالات، برکات وحسنات کا مخزن و معدن آپؓ ہی کا گھرانہ ہے جس کسی کو بھی کوئی نعمت ملی ان ہی کا صدقہ اور ان ہی کی بدولت ہے لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کو ملا جو ملا ان سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

آپؓ کا نام علیؓ کنیت ابوالحسن، ابوتراب القابات مرتضیٰ، اسداللہ، حیدر کرار، شیر خدا اور مولا مشکل کشا ہیں۔ آپؓ کے والد کا نام ابوطالب جو حضرت عبدالمطلب کے بیٹے اور آقا ﷺ کے

چچا ہیں۔آپؓ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد جو حضرت عبدالمطلب کی بھتیجی تھیں آپؓ کی والدہ کا نکاح ابوطالب سے ہوا تھا۔آپؓ حضور نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد بھی ہیں۔آپؓ آقا ﷺ کی پیدائش کے تیسویں سال مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور حضور ﷺ سے عمر میں تیس برس چھوٹے تھے۔آپؓ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی۔آپؓ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے پیدا ہونے کے بعد تین دن تک دودھ نہیں نوش فرمایا جس کی وجہ سے آپؓ کے گھر والے سب پریشان ہوگئے اس بات کی خبر آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کو دی گئی۔آپ ﷺ تشریف لائے اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنی آغوش رحمت میں لیکر پیار فرمایا اور اپنی زبان اطہر آپؓ کے دہن میں ڈال دی۔حضرت علیؓ زبان اقدس کو چوسنے لگے اس کے بعد سے آپؓ دودھ نوش فرمانے لگ گئے۔آپؓ نے صرف 5 سال اپنے والدین کے زیر سایہ پرورش پائی۔اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنے سایہ رحمت میں لے لیا اور آپؓ کی تربیت فرمانے لگے۔آپؓ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔
(مشکوۃ المصابیح)

آپؓ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔آپؓ حضور اکرم ﷺ کی سیرت کا آئینہ تھے یہی وجہ ہے کہ میرے محبوب ﷺ نے فرمایا "علیؓ کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے" آپؓ قرآن مجید کے حافظ تھے قرآن مجید کے معانی ومطالب پر آپؓ کو عبور حاصل تھا۔آپؓ علم فقہ کے ماہر تھے مشکل سے مشکل فیصلے بھی قرآن وسنت کی روشنی میں حل کر لیتے۔آقا ﷺ کا فرمان

عالی شان ہے "میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے" آپؓ سے پانچ سو چھیاسی احادیث مبارکہ روایت ہیں جن میں بیس متفق علیہ نو بخاری کی اور پندرہ مسلم میں ہیں ۔آپؓ نے ساری زندگی رزق حلال کما کر کھایا آپؓ محنت مزدوری میں کچھ عار محسوس نہیں کرتے تھے جس وقت آپؓ ایمان لائے اسوقت آپؓ کی عمر دس بارہ سال تھی سوا غزوہ تبوک کے سارے غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے ۔غزوہ تبوک میں آپ ﷺ نے مدینہ منورہ اور اپنے گھر بار کا انتظام فرمانے کے لئے مدینہ میں چھوڑا تھا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت سیدنا علی المرتضٰی کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ آقا ﷺ سے عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ !آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر جارہے ہیں ۔آقا ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علی !کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تمہیں اسطرح چھوڑے جارہا ہوں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑا فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔آقا ﷺ کی حضرت علیؓ سے بے پناہ محبت تھی ۔حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ منافق علیؓ سے محبت نہیں رکھتا اور مومن علیؓ سے بغض نہیں رکھتا۔حضرت ابن وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ تشریف لارہے تھے آپ ﷺ نے مقام غدیر خم پر اپنے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کیا اور فرمایا تمہارا ولی کون ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تین مرتبہ جواب

میں کہا ہمارا ولی اللہ اور اسکے رسول ﷺ ہیں ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا ولی اللہ اور اسکا رسول ﷺ ہے اس کا ولی علیؓ بھی ہے ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی ﷺ نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان مساوات اخوت کا رشتہ قائم کیا لیکن میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟ آقا ﷺ نے فرمایا اے علیؓ تم میرے دنیا و آخرت کے بھائی ہو۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت ابو بکر صدیقؓ دین کا ستون ، حضرت عمر فاروقؓ فتنوں کو بند کرنے والے ، حضرت عثمان غنیؓ منافقوں کے لئے قید خانہ اور حضرت علی المرتضیٰؓ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں جہاں میں ہوگا وہاں علی المرتضیٰؓ ہوں گے اور جہاں وہ وہاں میں ۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریات اسکی پُشت میں رکھی ہے لیکن میری ذریات علیؓ کی پشت میں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے کیا تو حضرت سیدہ فاطمہؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے میرا نکاح

اس شخص کے ساتھ کر دیا جس کے پاس نہ مال ہے نہ گھر؟اس پر آپ ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا کہ اے فاطمہؓ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو مسلمانوں میں علم و فضل کے لحاظ سے سب سے دانا اور بہترین ہے۔

جس وقت مکہ مکرمہ میں مشرکین مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے تھے تو آقا ﷺ نے اللہ پاک کے حکم سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دعوت دی کہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر جائیں کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان یکے بعد دیگرے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے مشرکین مکہ کو جب معلوم ہوا کہ آقا ﷺ نے مسلمانوں کے لیے ایک محفوظ آماجگاہ مدینہ منورہ کی صورت میں ڈھونڈ لی ہے تو کفار کے سرداروں نے یہ فیصلہ کیا کہ (نعوذ باللہ) آقا ﷺ کو قتل کر دیا جائے۔آقا ﷺ کو بذریعہ وحی مشرکین مکہ کے ناپاک ارادوں کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنے بستر پر لٹایا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ صبح ہوتے ہی لوگوں کی وہ امانتیں جو آقا ﷺ کے پاس موجود تھیں وہ متعلقہ لوگوں کو واپس کر کے مدینہ منورہ پہنچیں۔روایات میں آتا ہے کہ آقا ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے فرمایا اے علیؓ! مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ہے میں سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کرنیوالا ہوں۔میرے پاس جو لوگوں کی امانتیں ہیں وہ میں تمہارے حوالے کرتا ہوں تم ان امانتوں کو ان کے حقیقی مالکوں تک پہنچا دینا مشرکین مکہ نے میرے قتل کی منصوبہ بندی کی ہے اور وہ آج رات مجھے قتل کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں تم

بستر پر میری چادر اوڑھ کر لیٹ جاؤ۔ حضرت علی المرتضیٰؓ آقا ﷺ کے حکم کے مطابق لیٹ گئے۔ آقا ﷺ سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے تھے ۔آقا ﷺ نے مٹھی بھر کر خاک کی کفار کے منہ پر ماری جس سے وہ اندھے ہو گئے تھے ساری رات انتظار کرتے رہے آخر کار ایک شخص نے ان کو بتایا کہ حضور ﷺ تو مکہ مکرمہ سے جا چکے ہیں مشرکین مکہ میں سے ایک شخص نے اندر داخل ہو کر سوئے ہوئے آدمی کے اوپر سے چادر اتاری تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کو دیکھ کر پریشان ہو گئے انہوں نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے آقا ﷺ کے بارے میں پوچھا تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے جواب دیا کہ آقا ﷺ کی نگرانی تم کر رہے تھے اس لئے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کہاں ہیں ؟مشرکین مکہ یہ جواب سن کر شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے آقا ﷺ کے فرمان کے مطابق صبح ہوتے ہی لوگوں کو امانتیں واپس کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب سفر ہجرت شروع کر دیا۔ آپؓ قبا کے مقام پر آقا ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا ملے تھے آقا ﷺ نے قبا کے مقام پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی تھی جس کی تعمیر میں آپؓ نے بھی آقا ﷺ کے شانہ بشانہ حصہ لیا تھا وہ مسجد جمعہ کے روز مکمل ہوئی آقا ﷺ نے جمعہ کی نماز بھی اسی مسجد میں ادا کی تھی اس لئے تاریخ میں یہ مسجد "مسجد جمعہ "کے نام پر مشہور ہو گئی۔ غزوات نبوی میں خواہ وہ بدر واحد ہوں یا احزاب و حنین بنو قریظہ کے خلاف معرکہ ہو ہر موقع پر حضرت علی المرتضیٰؓ کے کارنامے اتنے نمایاں رہے کہ غزوات نبوی کا کوئی معرکہ آپ کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے اس کے علاوہ آپؓ کی سرگرمی میں کئی مہمیں بھیجی

گئیں تھیں ۔جب حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت ہوئی تواس کے بعد تین دن مسندخلافت خالی رہی تھی ۔باغی پورے مدینہ منورہ میں دندناتے پھررہے تھے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے چوتھے دن مدینہ منورہ کے اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان مہاجرین اورانصارنے حضرت علیؓ کو خلفیہ بننے کا مشورہ دیا تھاکہ آپؓ مسندخلافت کی تمام ترذمہ داریاں سنبھالیں آپؓ نے خلیفہ بننے سے یکسرانکار کردیا تھا۔اس دوران حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ حضرت زبیر بن العوامؓ حضرت سعدابن وقاصؓ،حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی خلیفہ بننے کی پیش کش کی گئی تھی۔لیکن ان تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خلیفہ بننے سے انکار کردیا تھا۔باغیوں نے اہل مدینہ کو مخاطب کرکے یہ اعلان کیاکہ تم دودن کے اندراپناخلفیہ نامزد کرلو کیونکہ تمہاراحکم امت محمدیہ ﷺ پرنافذالعمل ہے ہم اس خلیفہ کی بیت کرکے واپس چلے جائیں گے ورنہ ہم تمام اکابر کو قتل کردیں گے اہل مدینہ نے باغیوں کا یہ اعلان سناتوحضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے تھے اورآپؓکوخلافت کرنے کے لئے قائل کرناشروع کردیایہاں تک کہ آپؓ نے منصب خلافت قبول کرلیا۔منصب خلافت سنبھالنے کے بعدآپؓ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لے گئے تھے اورمنبر رسول ﷺ پر کھڑے ہوکر خطبہ دیا تھا۔خطبہ خلافت سے فارغ ہونے کے بعدآپؓکے سامنے سب سے اہم مسئلہ حضرت عثمان غنیؓکے قاتلوں کوتلاش کرکے ان کوسزادیناتھاآپؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلوں کی پہچان کے لئے حضرت عثمان غنیؓ کی زوجہ حضرت نائلہؓ سے ملاقات کی اوران سے قاتلوں کے

بارے میں دریافت کیا۔ جس گروہ سے قاتلوں کا تعلق تھا ان پر کسی کا قابو نہ تھا۔ وہ جماعت جس میں حضرت عثمان غنیؓ کے قاتل شامل تھے انہوں نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اپنے آپ کو حضرت علیؓ کا زبردست حامی ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا ان حالات میں قصاص لینا آسان نہیں تھا۔ آپؓ کا سارا زمانہ خلافت جنگوں اور فتنوں فساد کی نذر ہو گیا تھا جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ آپؓ لوگوں کو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور کے مطابق چلانا چاہتے تھے جب کی دولت کی فراوانی اور خوشحالی نیز اعمال کی بداعتدالیوں نے لوگوں کو ایک مختلف طرز زندگی کا عادی بنا دیا تھا۔ آپؓ کی دانش مشورے اور رائے پر حضرت عمر فاروقؓ جیسا شخص اعتماد کرتا تھا۔ آپؓ کی خلافت چار سال نو ماہ اور چند دن رہی۔

سترہ رمضان المبارک 40 ہجری بروز جمعہ فجر کے وقت خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی اپنے دو ساتھی شبیب اور وردان کے ہمراہ جامع مسجد کوفہ میں پہنچے اور تینوں مسجد کے ایک کونے میں چھپ گئے۔ جس وقت آپؓ نماز فجر کے لئے تشریف آئے تھے اس وقت شبیب نے آپؓ پر پہلا وار کیا اور اس کے بعد عبدالرحمٰن ابن ملجم نے دوسرا وار کیا وار دن یہ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا تھا شبیب بھی وار کرنے کے بعد بھاگ نکلا تھا اور خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی پکڑا گیا تھا۔ حضرت علیؓ نے اپنے بھانجے حضرت ام ہانیؓ کے بیٹے حضرت جعدہؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اس دوران سورج طلوع ہو چکا تھا لوگ آپؓ کو زخمی حالت میں گھر لے گئے تھے اور خارجی

عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی کوآپؓ کی خدمت میں پیش کیاتوآپؓ نے اس بدبخت سے پوچھاکہ تجھے کس چیز نے مجھے مارنے پرآمادہ کیا؟خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی نے آپؓ کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے کہاکہ میں نے اس تلوار کو چالیس روزتک تیزکیااوراللہ تعالیٰ سے دعاکی کہ اس سے وہ شخص ماراجائے جو خلق کے لئے شرکاباعث ہوآپؓ نے فرمایامیں دیکھ رہاہوں تواس تلوار سے ماراجائے گا۔اس کے بعدآپؓ نے حاضرین محفل بالخصوص حضرت امام حسنؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایااگرمیں جانبرنہ ہوسکاتوتم اسے قصاص کے طورپراسی تلوارکے ایک ہی وار سے قتل کرڈالنا۔آپؓ نے حالت زخمی میں اپنے بچوں کوچند نصیحتیں اوروصیت کی۔آپؓ نے بچوں کو نصیحتیں اوروصیت کرنے بعدکلمہ توحیدپڑھااوراپنی جان اللہ کے سپردکردی۔آپؓ نے 21 رمضان المبارک ۶۳ ہجری کواس جہان فانی سے کوچ فرمایاآپؓ کوحضرت سیدناامام حسنؓ حضرت سیدناامام حسینؓ اورحضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے غسل دیا۔حضرت سیدناامام حسنؓ نے نمازہ جنازہ پڑھائی اورآپؓ نجف شریف میں مدفون ہیں۔اناللہ وانااالیہ راجعون۔اللہ رب العزت آپؓ کی قبرانورپراپنی رحمتوں کانزول فرمائے،انہی کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔آمین

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ " یہ نبی ﷺ مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں ۔اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں یہ نسبت مسلمانوں اور مہاجروں کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے۔ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ٦) اولیٰ کے معنی زیادہ مالک، زیادہ قریب اور زیادہ حقدار کے ہیں یہاں تینوں معنی درست ہیں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر مومن کے دل میں حاضر و ناظر ہیں اور حضور ﷺ کا حکم ہر مومن پر بادشاہ ماں باپ سے زیادہ نافذ ہے کہ حضور ﷺ ہمارے سب سے زیادہ مالک ہیں۔ آقا ﷺ تم کو تمہاری جانوں سے زیادہ راحت پہچانے والے ہیں دنیا و آخرت میں ۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ہمارے بھائی نہیں کیونکہ بھائی کی بیوی بھاوج ہوتی ہے ماں نہیں ہوتی ۔اللہ رب العزت نے یہ اعلان فرمادیا کہ اے مسلمانو ! نبی ﷺ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں ۔

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ سب سے پہلے آقا ﷺ پر ایمان لائیں اور آپؓ کو آقا ﷺ کی پہلی بیوی ہونے کی بھی سعادت حاصل ہے ۔

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی ولادت باسعادت عام الفیل سے پندرہ سال

قبل ہوئی۔آپؓ قریش خاندان کی بہت باوقاراور ممتاز خاتون تھیں۔آپؓ کی کنیت "ام ہند" ہے۔آپؓ حسن سیرت ،اعلیٰ اخلاق، بلند کردار، عزت وعصمت کی مالک اور شرافت ومرتبہ کی وجہ سے مکۃ المکرمہ اوراردگردکے علاقوں میں ''طاہرہ'' کے خوبصورت اورپاکیزہ لقب سے مشہورہوئیں۔آپؓ پاکیزگی تمام برائیوں سے پاک تھیں جوعرب میں پھیلی ہوئی تھیں۔سیرت تیمی میں ہے کہ حضرت سیدتناخدیجۃالکبریٰ کالقب "سیدہ نساء قریش" تھا۔(شرح سیرت ابن ہشام)آپؓ کانسب

حضورپرنورﷺکے نسب شریف سے قصی سے مل جاتاہے۔آپؓ کانسب یہ ہے ۔حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہرآپؓ کی والدہ کانام فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر(بحوالہ شرح سیرت ابن ہشام)

آپؓقریش مکہ کی عورتوں میں سب سے زیادہ مالداراور باثروت خاتون تھیں۔آپؓ کے والداور شوہرکے انتقال کے بعدوہ مال جووالداور شوہر چھوڑگئے تھے اس کی مالک ہونے کے باعث آپؓنے اس مال کونہایت سلیقے سے کام میں لگایا۔مکہ معظّمہ میں آقاﷺکی سچائی کاچرچا عام تھا۔ہر شخص آپﷺکوصادق اورامین کے لقب سے یاد کرتا تھا۔حضرت خدیجہؓ کوجب آپﷺکے صادق اورامین کاپتاچلاتوآپؓ نے آقاﷺکی خدمت اقدس میں پیغام بھیجاکہ آپﷺمیرامال ملک شام لے جائیں اوروہاں جاکرتجارت کریں آپﷺنے یہ بات منظور کرلی آپﷺحضرت خدیجہؓ کامال جب تجارت کی غرض سے ملک شام لے گئے اس دفعہ تجارت میں بہت زیادہ منافع ہوا۔آپؓ کاغلام میسرہ بھی آپﷺکے ہمراہ تھاوہ آپﷺکے تجارتی

معاملات اور صداقت و دیانت سے بہت متاثر ہوا۔ میسرہ نے واپسی پر حضرت خدیجہؓ سے آپ ﷺ کی بہت تعریف کی۔

غریب پروری اور سخاوت آپؐ کی امتیازی خصوصیات تھیں۔آقائے دوجہاں سرورکون مکاں ﷺ کی صداقت ،شرافت وایمانتداری سے مرعوب ہوکراپنی سہیلی نفیسہ کو بھیج کر نکاح کی خواہش کی جوکہ قبول کرلی گئی۔آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے نکاح پڑھایا۔اور پانچ سودرہم مہر مقرر ہوا شادی کے وقت آپ ﷺ کی عمر 25 سال اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی عمر 40 سال تھی۔حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے آپ ﷺ کے دوبیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔آپ ﷺ کے بیٹے بچپن ہی میں وفات پاگئے بیٹیوں ؓ کے نام یہ ہیں۔حضرت زینبؓ ،حضرت رقیہؓ ،حضرت ام کلثومؓ ،حضرت فاطمہ

آپؐ مہرووفاکاپیکر عظیم تھیں۔اپنی رفاقت میں ایک گھڑی بھی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کوناراض نہ ہونے دیا۔سب سے پہلے آپؓ آقا ﷺ کی نبوت پرایمان لائیں۔ابتدائے اسلام میں جبکہ ہر طرف مخالفین نے مشکلات کے پہاڑے کھڑے کیے ہوئے تھے نہ صرف خودایمان و عمل صالح پرثابت قدم رہیں بلکہ نہایت جانثاری سے حضور ﷺ کی دلجوئی اور تسکین قلب کاسامان کرتی رہیں۔(زرقانی ،استعیاب)آپؓ اسلام کی دعوت و تبلیغ میں بے حدمددگارثابت ہوئیں اپنی تمام دولت سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام پرقربان کردی۔سیدنا جبرائیل امینؑ آپؐ کے نام رب

العالمین کا سلام و بشارتیں لے کر آیا کرتے تھے۔ (مسلم شریف، سیرت ابن ہشام، مسند احمد) آقا ﷺ کی شادی کے پندرہ سال بعد جب حضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ بہت گھبرائے اور گھر تشریف لے آئے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو بہت تسلی دی اور آپ ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں انہوں نے آپ ﷺ کو تسلی دی۔ آپؓ کو حضور ﷺ سے بے حد محبت تھی۔ گھر میں باندیاں اور غلام ہونے کے باوجود وہ خود اپنے ہاتھوں سے آپ ﷺ کا کام کرنا باعث فخر سمجھتی تھیں اور ہر بات میں آپ ﷺ کی مرضی کو مقدم سمجھتی تھیں۔

کفار مکہ نے جب اسلام کا زور دن بدن بڑھتا دیکھا اور اپنا ہر حربہ اور تدبیر ناکام دیکھی تو سن نبوی میں قریش نے آقا ﷺ اور ان کے خاندان کے خلاف ایک دستاویز تیار کرکے 7 خانہ کعبہ میں لٹکا دی قریش کا کہنا تھا کہ جب تک بنی ہاشم اور بنی مطلب کے لوگ حضور اکرم ﷺ کو (معاذاللہ) قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہیں کر دیتے ان سے ہر طرح کا معاشرتی تعلق اور بول چال بند رکھی جائے۔ اس بائیکاٹ کی وجہ سے بنو ہاشم خود ایک گھاٹی میں منتقل ہو گئے۔ حضرت ابوطالب نے حضور ﷺ اور اپنے خاندان کے ہمراہ گھاٹی میں پناہ لی۔ وہ گھاٹی شُعب ابی طالب کہلاتی ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ میری اور خوشحالی کے باوجود آپ ﷺ کے ساتھ گھاٹی میں رہیں تین سال اس تکلیف بھوک اور پیاس کا سامنا کرتے ہوئے گزر گئے کبھی کبھی حضرت خدیجہؓ کے اثر و رسوخ کے سبب کھانا پہنچ جاتا آخر تین سال بعد گھاٹی شُعب ابی طالب سے رہائی

ہوئی تو آپ ﷺ مع خاندان کے اپنے گھر آئے۔ حضرت خدیجہؓ آقا ﷺ کی سچی مشیر کار تھیں۔ نبوت ملنے سے پہلے اور نبوت کے ابتدائی دنوں میں رسول اللہ ﷺ غارِ حرا میں جا کر کئی کئی روز اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ یہ راستہ بڑا ناہموار تھا اس پر چلنا بھی مشکل ہوتا تھا۔ اس کے باوجود بھی حضرت خدیجہؓ رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا، ستو، کھجوریں اور پانی وغیرہ لے کر جاتیں اور غار میں پہنچاتیں۔ ایک دفعہ آپؓ کھانا لے کر جا رہی تھیں کہ حضرت جبرائیلؑ آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے پاس حضرت خدیجہؓ دستر خوان لا رہی ہیں جس میں کھانا پانی ہے جب وہ آئیں تو ان سے ان کے رب کا سلام کہیے اور میری طرف سے بھی انہیں بشارت دیجئے کہ ان کے لئے جنت میں موتیوں کا ایک ایسا گھر ہے جس میں نہ شور و غل ہوگا اور نہ رنج و مشقت (بخاری)

امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (اپنے زمانہ کی) عورتوں میں سب سے افضل مریم بنت عمران ہیں اور تمام عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہؓ بنت خویلد ہیں اور وکیع (نے آسمان و زمین کی طرح اشارہ کرکے بتایا۔ (صحیح بخاری

ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی جناب خدیجہؓ پر غیرت کی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہ تھا لیکن آقا ﷺ ان کا بہت ذکر کرتے تھے اکثر بکری ذبح فرماتے

پھر اسکے اعضاء کے ٹکڑے کرتے پھر وہ جناب خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے کبھی میں حضور ﷺ سے کہہ دیتی کہ گویا خدیجہؓ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی (تو آپ ﷺ فرماتے ہاں وہ فاضلہ عاقلہ تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی۔ (بخاری

آپؓ کے کتب احادیث کتب سیرت میں بہت سارے فضائل کا ذکر ہے۔آپؓ کی صحت شعب ابی طالب میں بہت متاثر ہوئی جب واپس گھر آئیں تو شدید بیمار ہو گئیں

آقا ﷺ نے ان کے علاج خبر گیری اور دلجوئی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔آپؓ پچیس سال آقا ﷺ کی شریک حیات رہیں۔25 سال آقا ﷺ کی رفاقت میں گزار کر بعثت کے دسویں سال 10 رمضان المبارک کو ۶۴ سال ۶ ماہ کی عمر میں مکۃ المکرمہ میں وصال ہوا اور مقبرہ حجون میں مدفون ہیں حجون مکہ معظّمہ کے بلند مقام پر ہے یہاں پر اہل مکہ کا قبرستان ہے اسے جنت المعلیٰ بھی کہتے ہیں۔ حضور ﷺ خود آپؓ کی قبر میں داخل ہوئے اور دعائے خیر فرما کر سپرد خاک کیا۔چونکہ نماز جنازہ اس وقت مشروع نہ ہوئی تھی۔ اس سانحہ پر آقا ﷺ بہت زیادہ ملول و محزون ہوئے۔ (مدارج النبوۃ)

آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کی وفات کے بعد رفیقہ حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات کی وجہ سے غمگین رہنے لگے اور آقا ﷺ نے اس سال کو عام الحزن "غم کا سال" قرار دیا۔اللہ پاک ہم کو صراطِ مستقیم کے راستے پر چلنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین

صدقہ فطر

رحمتوں اور برکتوں سے بھرا ہوا رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہم سے کوچ کاارادہ کیے ہوئے ہے۔چند دن رہ گئے ہیں ماہِ رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو جائے گا۔پتہ نہیں کہ اگلے سال یہ مقدس مہینہ ہمارے مقدر میں ہے یا کہ نہیں۔کیونکہ زندگی کا کوئی پتا نہیں کب تک وفا کرتی ہے۔جس خوش نصیب کے ساتھ جب تک زندگی نے وفا کی وہ تواس عظمتوں والے مہینے کو پاتا رہے گا اس ماہ مقدس میں اللہ پاک کی رحمتیں اپنے دامن میں سمیٹتا رہے گا۔جس کے ساتھ زندگی نے وفا نہیں کی تو وہ قیامت تک اس ماہِ مقدس کی رحمتوں سے محروم رہ جائے گا۔یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں نفل عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔جو شخص رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت سے صوم (روزہ رکھنا) اور قیام کرتا ہے اسکے تمام سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاں جہاں یہ لکھا ہے کہ نیک کام سے گناہ مٹ جاتے ہیں وہاں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ اس وقت معاف ہوتا ہے جب بندہ بارگاہ الٰہی میں اخلاص کے ساتھ توبہ کرلے۔اب کوئی شخص بھی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہ الٰہی میں ایمان وثواب کی نیت سے ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے اور اس کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو اپنے سابقہ تمام

گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ کیونکہ روزہ داراللہ کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے دن بھر میں کچھ نہیں کھاتا پیتا، رات کو قیام کرتا ہے۔ ساراد ن اور ساری رات اپنی تمام نفسانی خواہشات سے پرہیز کرتا ہے تواللہ پاک بھی راضی ہوتا ہے اور سارا ماہ اس پر بابِ کرم کھول دیتا ہے۔ روزوں کے اختتام پر جو صدقہ دیا جاتا ہے اسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔ صدقہ فطر نبی کریم ﷺ نے اپنے غلاموں پر لازم قرار دیا ہے اسکے لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم نے روزہ کی حالت میں کسی کی غیبت کی، جھوٹ بولا، نظر کو غلط استعمال کیا، کسی کے بارے میں بدگمانی اور بُرا اخیال کیا اس قسم کی کوئی بھی حرکت جو روزہ کے تقدس کے خلاف تھی تواب روزہ ختم ہونے پر ہم کچھ صدقہ کردیں کیونکہ صدقہ برائیوں کو مٹاتا ہے ہمارا روزہ بھی اس سے صاف وستھرا ہوجائے گا۔

دوسری وجہ اسکی یہ بھی ہے کہ عید کے دن ہم اور ہمارے اہل وعیال خوشیاں مناتے ہیں نئے کپڑے پہنتے ہیں ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں۔ جو غریب لوگ ہوتے ہیں وہ خوشی منانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جب ہم صدقہ فطر سے غریبوں کی مدد کریں گے تو وہ بھی عید کی خوشی منائیں گے اس سے اللہ پاک اور اسکے محبوب ﷺ کی ذات خوش ہوگی۔

صدقہ فطر ایک مالی انفاق ہے جسکا حکم حضور نبی اکرم ﷺ نے زکوۃ سے پہلے اس سال

دیا جس سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے ۔ صدقہ فطر غریبوں اور مسکینوں کو دیا جاتا ہے اس کو فطرانہ بھی کہتے ہیں اس کا ادا کرنا ہر مالدار شخص کے لئے ضروری ہے تاکہ غریب اور مسکین لوگ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں اسکے علاوہ صدقہ فطر روزے دار کو فضول اور فحش حرکات سے پاک رکھنے کا ذریعہ ہے ۔

حضرت سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ نے صدقہ فطر مقرر فرمایا تاکہ یہ روزہ دار کے بیہودہ کاموں اور فحش باتوں کی پاکی (اور مساکین کے لئے کھانے کا باعث بنتا ہے ۔ (ابوداؤد، مشکوۃ شریف

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے کھجوروں اور جَو کا ایک صاع صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر غلام ،آزاد مرد، عورت ، چھوٹے اور بڑوں (پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ نماز عید پڑھنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے ۔ (مسلم شریف

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٗ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کی گلی کوچوں میں اعلان کردے کہ صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان (مرد و عورت ،آزاد، غلام، چھوٹے اور بڑے پر دو مُدّ گندم یا ایک صاع کھانا۔ (ترمذی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ماہ رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے ایک صاع کھجور یا جَو یا آدھا صاع گندم ہر آزاد، غلام، مرد و عورت اور چھوٹے بڑے پر

(ابوداؤد، نسائی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بندے کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یعنی قبول نہیں ہوتا جب تک اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہے (اور عمر بھر اس کے ادا کرنے کا وقت ہے۔ (ابن عساکر، ویلمی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ نے غلام

اور آزاد، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے سب مسلمانوں پر صدقہ فطر کھجور یا جو کا ایک صاع فرض کیا ہے" حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ نماز کی طرف جانے سے پہلے زکوۃ فطر ادا کر لی جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص صدقہ فطر کسی مجبوری کی وجہ سے عید کے روز ادا نہ کر سکا اور بعد میں ادا کیا تو اسکا شمار قضا میں نہیں ہوگا۔ صدقہ فطر کسی بھی وقت ادا کیا جائے تو وہ ادا ہی ہوگا۔ ہم کو بھی چاہیے کہ صدقہ فطر ادا کرنے میں سستی نہ کریں بلکہ عید کا وقت آنے سے پہلے ادا کر دیں۔ تاکہ غریب لوگ بھی عید کی خوشی میں شامل ہو سکیں۔ حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت ہے "کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان صدقہ فطر عید سے ایک دو دن پہلے ادا کر دیا کرتے تھے" صدقہ فطر ہر شخص پر واجب ہے اس کے

لئے روزہ رکھنا شرط نہیں مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذاللہ بلاعذر بھی روزہ نہ رکھا تب بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے لہٰذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح صادق طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔ مالک نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اتنی مالیت کی رقم یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت یا اتنی مالیت کا حاجت اصلیہ یعنی ضروریات زندگی سے زائد سامان ہو۔ (بہار شریعت) حاجت اصلیہ یعنی ضروریات زندگی سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بغیر گزر اوقات میں شدید تنگی و دشواری محسوس ہوتی ہے۔ جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علم دین سے متعلق کتابیں اور پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ۔ (الھدایہ)

صدقہ فطر ادا کرنے کے لئے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا بخلاف زکوۃ عشر کے یہ دونوں مال کے ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (درمختار) ایک شخص کا فطرہ ایک

مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا تب بھی جائز ہے یونہی ایک مسکین کو چند اشخاص کا فطرہ دینا بھی بلاخلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔

درمختار، ردالمحتار) بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو صدقہ فطر دینا جائز ہے لیکن)

اپنی اولاد کو یا ماں باپ، نانا، نانی، دادا، دادی کو زکوۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے

۔صدقہ فطر/فطرانہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں یعنی جنکو زکوۃ دے سکتے ہیں انہیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔زکوۃ کے مصارف سات ہیں۔ فقیر، مسکین

عامل، رقاب، غارم، فی سبیل اللہ، ابن السبیل۔اسکے علاوہ شوہر بیوی کو یا بیوی، شوہر کو بھی صدقہ فطر نہیں دے سکتی۔شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا اس، نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوں میں ملا کر فقیر کو دے دیے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا اس نے عورت کے گیہوں اپنے گیہوں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے

صدقہ فطر کی مقدار

صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع کھجور یا منقیٰ یا جَو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ (درمختار، عالمگیری) گیہوں جَو، کھجوریں، منقیٰ دیئے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں مثلاً نصف صاع عمدہ جَو جن کی قیمت ایک

صاع جَو کے برابر ہے یا چہارم کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جَو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کے ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اتنا ہی ادا ہوا باقی اس کے ذمہ واجب ہے ادا کرے۔ عالمگیری وغیرہ) نصف صاع جَو اور چہارم صاع گیہوں دیئے یا نصف صاع جَو اور نصف صاع کھجور تو بھی جائز ہے۔ گیہوں اور جَو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع گیہوں اور جَو کے دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جَو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔ ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے۔ مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا کوئی اور غلہ یا کوئی اور چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔ (درمختار)

صدقہ فطر گیہوں یا گیہوں کا آٹا آدھا صاع اور جَو یا جَو کا آٹا یا کھجور ایک صاع دیں۔ موجودہ وزن میں ایک صاع کا وزن چار کلو اور تقریباً چورانوے گرام ہے اور آدھا صاع دو کلو اور تقریباً 50 گرام کا بنتا ہے۔ اللہ پاک ہماری تمام عبادات کو اپنی بارگاہ لم یزل میں قبول فرمائے۔ ملک پاکستان کو خوشحالی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

دینِ اسلام میں حج کی اہمیت و فضیلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ پاک سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے''۔ (آل عمران ۹۶،۹۷)

حج دینِ اسلام کے بنیادی فرائض وارکین میں سے ایک اہم رکن ہے۔ جن پر دینِ اسلام کی عمارت قائم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے فرمایا ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ''یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ) یہ اسلام کے پانچ بڑے اصول اور اہم ارکان ہیں۔ آقا ﷺ نے اسلام کے اصول سمجھانے کے لئے ایک حسین و جمیل مثال بیان فرمائی کہ اسلام بمنزلہ ایک خیمہ کے ہے جو پانچ ستونوں سے قائم ہے۔ کلمہ شہادت خیمہ کا درمیانی ستون ہے۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج بیت اللہ چار ستون ہیں۔ جو خیمہ کے گوشوں پر ہوتے ہیں۔ اگر درمیانی ستون نہ ہو تو خیمہ

کا قیام متصور نہیں ہو سکتا۔اس طرح اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ ہو تو اسلام سرے سے ہی نہ ہوگا اور نماز روزہ باقی اعمال کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔اگر درمیانی ستون قائم ہو اور چاروں طرف میں سے کوئی ایک ستون نہ ہو تو خیمہ قائم ہو جائیگا۔مگر جس طرف کا ستون نہ ہوگا وہ جانب گری ہوئی اور ناقص ہوگی اس طرح اگر ایمان موجود ہے تو مسلمان کہلایا جائیگا مگر جب نماز، روزہ، حج، زکوۃ سے کوئی چیز نہ ہوگی۔تو اسلام ضعیف اور ناقص ہو جائیگا۔ہم لوگوں کو اپنی حالت پر غور کرنا چاہیے کہ کیا اسلام کا خیمہ قائم ہے؟ اگر قائم ہو تو کسی جانب سے گرا ہوا تو نہیں ؟ حج کا منکر کافر اور مرتد ہے حج کی فرضیت پر اور اس کے انکار سے کفر کے لازم آنے پر اجماع امت ہے۔ عربی زبان میں حج کے معنی کسی بڑے مقصد کا ارادہ کرنے کے ہیں۔اصطلاحی طور پر بیت المکرمہ کی طرف طواف، سعی، عرفات میں وقوف، مزدلفہ میں قیام اور منیٰ میں قربانی وغیرہ ہم جیسے اعمال کی ادائیگی کی غرض سے سفر کرنا یا سفر کا ارادہ کرنا حج کہلاتا ہے۔ کعبہ معظّمہ اتنی برکت والا ہے کہ رب ذوالجلال ہر روز وہاں پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے چالیس رحمتیں ان نمازیوں کے لئے جو کعبہ میں نماز پڑھتے ہیں اور ساٹھ رحمتیں کعبۃ اللہ کا طواف کرنیوالوں کے لئے اور بیس رحمتیں کعبۃ اللہ کی طرف نظر کرنیوالوں کے لئے جہاں پر رب کی رحمت کی برسات ہو وہ جگہ رحمت والی کیوں نہ ہو۔ تفسیر حسینی میں مرقوم ہے کہ کعبۃ اللہ کی طرف ایک نظر سے دیکھنا اس قدر اجر و ثواب کا حامل ہے جتنا کہ بیت المکرمہ کے باہر سال بھر کی عبادت کا ثواب

ہوتا ہے یعنی مکہ مکرمہ کے باہر سال بھر کی عبادت کا ثواب اور کعبۃ اللہ کی جانب ایک نظر دیکھنے کا ثواب برابر ہے جس نے ایک مرتبہ کعبۃ اللہ پر نگاہ ڈالی گویا اس نے ایک سال کی عبادت کا ثواب حاصل کر لیا۔ حضرت مسیبؓ نے فرمایا "جو کوئی ایمان اور قلبی تصدیق سے کعبۃ اللہ کا دیدار کرے گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو"۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا تو فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو! ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ حضور ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ اس شخص نے تین بار کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے پھر فرمایا مجھے چھوڑے رہو جس میں میں تم کو آزادی دوں کیونکہ تم سے اگلے لوگ نبیوں سے زیادہ پوچھ گچھ اور زیادہ جھگڑے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں لہٰذا جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے کر گزرو اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ (مسلم شریف) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! بے شک اللہ پاک کی جانب سے تم پر حج فرض ہے۔ پس حضرت اَقْرَعَ بن حابسؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہر سال
آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک اس صحابیؓ نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا))
آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کر دیتا تو واجب ہو جاتا اگر واجب ہو جاتا تو تم اس پر عمل نہ کرتے اور نہ ہی اسکی طاقت رکھتے۔ حافظ ابن حجر مکی اور نووی راقم طراز ہیں۔ کہ اقرع بن حابسؓ کے بار بار سوال کی وجہ رسول اللہ ﷺ کا حج کے بارے میں سخت ترین حکم

تھا کہ ''لوگو! اللہ پاک نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو'' انہوں نے اس سختی کی بناء پر بار بار سوال کیا کہ کہیں ہر سال کے لئے تو ایسا نہیں۔ لیکن اللہ اور اسکے پیارے رسول ﷺ نے چند شرائط عائد فرمادیں تاکہ امت پر آسان ہو مشقت نہ ہو۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں۔ ا۔ مسلمان ہو، مشرک یا کافر نہ ہو کیونکہ کافر اور مشرک پر اسلام کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔ مشرک اور کافر کا داخلہ بھی مسجد الحرام میں حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اے ایمان والو! مشرک نرے پلید ہیں تو اس برس کے بعد (فتح مکہ کے بعد) وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔ اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کردے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ علم وحکمت والا ہے۔ (سورۃ التوبہ ۲۸) ۲۔ بالغ ہو، بچہ پر حج فرض نہیں بلکہ عمر کی ایک خاص حد تک کوئی عبادت بھی فرض نہیں۔ ترغیب اور ترتیب ضرور ہونی چاہیے۔ آقا ﷺ نے فرمایا ''تین انسانوں سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ ا۔ سویا ہوا آدمی جب تک وہ جاگ نہ جائے ۲۔ بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے ۳۔ اور پاگل جب تک کہ اس کی عقل کام نہ شروع کردے ۳۔ عاقل ہو یعنی اسکے ہوش وحواس قائم ہوں ۴۔ آزادی، غلام پر حج فرض نہیں ۵۔ صاحبِ استطاعت ۶۔ زندگی میں صرف ایک مرتبہ حج فرض ہے اس سے زیادہ نفلی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ''حج صرف زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے جس نے ایک دفعہ سے زیادہ کیا تو وہ نفلی ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک دیہاتی

حاضر ہوااور عرض کیاکہ اللہ کے رسول ﷺ کیاآپؐ ہمیں اللہ پاک کی وحدانیت الوہیت اور اپنی رسالت کاحکم دیتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایاہاں ! پھراس نے سوال، کیاکہ آپ ﷺ ہمیں نمازکاحکم دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایاہاں اس نے جواباً عرض کیاکتنی نمازیں آپ ﷺ نے فرمایاکہ دن اوررات میں کل پانچ ،اس نے پوچھااس کے علاوہ کوئی نمازجوفرض ہو،آپ ﷺ نے فرمایانہیں ہاں نوافل ہیں جس قدرتم اپنی طاقت سے ادا کرلو۔اس نے سوال کیاکہ "آپ ﷺ ہمیں زکوۃ کاحکم دیتے ہیں ؟فرمایاہاں جب کہ تمہارے اموال کوسال گزرجائے تم پرزکوۃ فرض ہے اس نے " پوچھا،اس کے علاوہ کوئی صدقہ ؟ (یعنی کوئی فرض صدقہ) ؟آپ ﷺ نے فرمایانہیں البتہ نفلی صدقہ ہے جوتم اپنی مرضی اورخوشی سے دے دو۔اس نے سوال کیاکہ آپ ﷺ ہمیں سال میں 1 ماہ روزے رکھنے کاحکم دیتے ہیں۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایاہاں سال میں 1 ماہ یعنی ماہ رمضان کے روزے تم پرفرض ہیں۔اس نے سوال کیاکہ اس کے علاوہ کوئی روزہ (فرضی روزہ) ؟آپ ﷺ نے جواب دیانہیں مگر نفلی روزے ہیں جس قدرطاقت ہواان کاالتزام کرسکتے ہیں۔اس نے دریافت کیاکہ آپ ﷺ ہمیں استطاعت ہونے پرزندگی میں ایک دفعہ حج کاحکم دیتے ہیں ؟آپ ﷺ نے ارشادفرمایاہاں ۔وہ شخص اٹھااوربآواز قسم اٹھاکرکہنے لگا"کہ اللہ کی قسم میں نہ تواس سے زیادہ کچھ کروں گااورنہ ان میں کچھ کمی کروں گا" یہ کہہ کروہ شخص چل دیا۔آپ ﷺ نے فرمایاکہ جوشخص زمین پراہل جنت میں سے کسی کودیکھناچاہتاہووہ اس شخص کودیکھ لے "۔ (متفق علیہ) اللہ پاک کے احکامات کی پابندی اور بجاآوری انسان کے لئے جنت میں داخلہ کاسبب ہے

۔لیکن جو شخص بنی اسرائیل کی طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے چندپر عمل کریگااور چند کو ضائع کردے توایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلااعلان ہے ۔کہ ''ایسے شخص کی سزا (جوکتاب کے بعض حصہ پرایمان لائے اور بعض کاانکار کردے یاضائع کردے) دنیامیں ذلت ہے اور قیامت کے دن وہ ایک انتہائی سخت عذاب کی طرف لوٹادیئے جائیں اورجان لوکہ تمہارارب تمہارے اعمال سے غافل نہیں''۔نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا''جس شخص نے اللہ پاک کے احکامات کوپوراکیااور اسلام کی عمارت کی حفاظت کی اللہ اسے عزتیں دے گااس کی حفاظت کریگا۔لیکن جس شخص نے اللہ کے احکامات کوپورانہ کیااسلام کی عمارت کو نقصان پہنچایا۔اللہ پاک ایسے شخص کوضائع کردے گا۔اوردونوں جہانوں میں ذلت اوررسوائی اسکامقدر ٹھہرے گی۔حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا''حج اورعمرہ بار بارکیاکروکیونکہ ان کابار بار کرنا غربت اورگناہوں کواس طرح مٹادیتاہے جیسے بھٹی (لوہے کی میل دور کرتی ہے۔(ابن ماجہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کویہ فرماتے ہوئے سنا"جس شخص نے اللہ کی رضاکے لئے حج کیااور فحش کلامی نہ کی اورنہ فسق کی باتیں کیں جب (حج) کرکے لوٹے گاتوایساہوگاجیسے اسکی ماں نے اسے ابھی جناہو" (متفق علیہ) درج بالااحادیث میں واردہے کہ جو شخص ادائیگی حج اور حج کے دنوں میں گناہوں سے بازآجائے تواسکے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا اے عمرؓ! کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام لانا اسلام قبول کرنے سے پہلے والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور بے شک حج سابقہ گناہوں کو گرا دیتا ہے اس حدیث مبارکہ میں تین باتوں کی وضاحت کی گئی ہے ،اول یہ کہ اگر کوئی غیر مذہب اسلام قبول کرلے تو اسکے زمانہ کفر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، دوسرا یہ کہ راہ خدا میں ہجرت کرنے سے پہلے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج کرنے سے سابقہ گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "حج گناہوں کو یوں دھوڈالتا ہے جیسے پانی میل کو" حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیانی گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور حج مقبول کی جزا صرف جنت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری بہن نے حج کی منت مانی تھی اور وہ مر گئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتا عرض کیا جی ہاں !آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ پاک کا قرض بھی ادا کرو وہ تو زیادہ ادا کرنے کے لائق ہے۔ (مسلم ، بخاری)

ایک روایت میں ہے ”یہ گھر (کعبہ) مسلمانوں کا مرکز ہے جو کوئی اس کی طرف حج وعمرہ کی غرض سے نکلے یا نکلنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ بندہ اللہ پاک کی ضمانت میں ہے اللہ پاک کی نگرانی میں ہے اگر وہ اس کو قبض کرلے (یعنی دوران حج مر جائے) تو اس کی ضمانت ہے کہ وہ جنت میں داخل کردیگا اور اگر اس کو واپس کردے (یعنی بخیر وعافیت واپس اہل عیال میں

آگیا) تو وہ اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا کرے گا۔ (طبرانی فی الاوسط) حضرت عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی محبت میرے دل میں ڈال دی تو میں قبولیت اسلام کی غرض سے آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اپنا ہاتھ پھیلایئے میں آپؐ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں ۔آقا ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک شرط پر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں فرمایا بولو کیا شرط ہے؟ عرض کی بس اللہ تعالیٰ سے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی کا طالب ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمرو جان لو! جب بندہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔اس طرح ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور حج بھی پچھلی زندگی کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (مسلم ،ابن خزیمہ) ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ! عورتوں پر جہاد ہے فرمایا ہاں ان کے ذمہ وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں حج وعمرہ (ابن ماجہ) اور صحیحین میں انہیں سے مروی ہے کہ فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ’’بے شک اللہ کی رحمت کے فرشتے حجاج سے معانقے کرتے ہیں ان سے مصافحے کرتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ حاجی کے ایک ایک قدم کے بدلے اللہ پاک اس کو اجر وثواب سے نوازتا ہے ۔’’ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ’’وہ حاجی جو سواری پر سوار ہو کر آتا ہے اس کی سواری کے ایک قدم کے بدلہ میں اللہ

تعالیٰ 70 گنا اور جو پیدل چل کر آتا ہے، اللہ پاک اس کو ایک قدم کے بدلہ میں 700 گنا تک اجر و ثواب عطا فرماتا ہے''۔ (الطبرانی والبزار) اللہ رب العزت حاجی سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ وہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ ﷺ مزدلفہ میں صبح کے وقت ذکر و اذکار میں مصروف تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے مسکرانا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان (خاص طور پر راوی حدیث حضرت عمرؓ) نے کہا کہ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ پاک آپ کو یونہی مسکراتا رکھے ۔آپ ﷺ یونہی ہم میں اپنی مسکراہٹوں کے پھول اور موتی بانٹتے رہیں لیکن آپ ﷺ کے مسکرانے کا سبب ہمیں نظر نہیں آیا آپ ﷺ کے مسکرانے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی کہ کس چیز نے آپ ﷺ کو مسکرایا، آپ ﷺ نے فرمایا ''بے شک تم لوگوں نے صحیح کہا ہے، جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری دعا کی وجہ سے میری امت کو معافی دینے کا اعلان فرمایا، تو میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کا دشمن شیطان ابلیس واویلا کر رہا ہے، بین کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے ہائے افسوس! ہائے افسوس! میری ساری محنت ضائع ہو گئی میں برباد ہو گیا مجھے اس کی یہ ذلت آمیز حالت دیکھ کے ہنسی آ گئی۔ (ابن ماجہ، احمد

حاجی کی دعا کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عمرہ اور حج کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ سے دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول

فرمائے گااوراگروہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں توان کی بخشش فرمادے گا۔ (ابن ماجہ)
حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی توآپ ﷺ نے انہیں اجازت دیتے ہوئے فرمایا''بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی شامل رکھنااوراپنی کسی دعامیں ہمیں نہ بھولنا''۔ (ابن ماجہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشادفرمایا''حاجی کی مغفرت ہوجاتی ہے اورحاجی جس (کے لئے استغفار کرے اس کے لئے بھی۔ (طبرانی

سفرپرروانگی اورسفرسے واپسی کی نماز

سفرکوجاتے وقت روانگی سے پہلے اپنے گھرمیں دورکعتیں نمازسفر (سفرکی نیت) پڑھناسنت نبوی ﷺ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایاکسی نے اپنے گھروالوں میں دورکعتوں سے بہتر (نائب ومحافظ) نہ چھوڑاجن کووہ سفرکے ارادہ کے وقت اپنے گھروالوں پرپڑھتاہے۔ (طبرانی) سفرسے واپس ہوکربھی مسجد میں دورکعت نفل پڑھناسنت مصطفیٰ ﷺ ہے حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سفرسے واپس دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے (رات میں تشریف نہ لاتے) اورواپسی پرپہلے مسجد میں تشریف لاتے اوردورکعت نفل پڑھتے پھروہیں مسجد میں (کچھ (دیر) تشریف رکھتے۔ (مسلم شریف

حج کرنے والے کوگھرمیں آنے سے پہلے ملنا

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاجب توحاجی سے ملے تواسکو سلام دے اس سے مصافحہ کراوراس سے کہہ کہ اپنے گھرمیں داخل ہونے سے (پہلے تیرے لئے استغفار کرے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے (رواہ احمد

صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرنا

حج نہ کرنا سخت گناہ ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے ارشادفرمایاہے "اورجوانکار کرے تواللہ پاک سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے"۔حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایاجوزاداورسواری کامالک ہوجواسے بیت اللہ تک پہنچاسکے اورحج نہ کرے تواسکے لئے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتاکہ وہ یہودی ہوکرمرے یانصرانی۔(ترمذی) حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسکو ظاہر حاجت یاظالم بادشاہ،یاخطرناک مرض حج سے نہ روکے وہ مرجائےاورحج نہ کیاہوپس چاہے وہ یہودی ہوکرمرے چاہے نصرانی ہوکرمرے،۔یہودی اور نصرانی دوایسی امتیں ہیں جو شخص ان میں سے ہوکرمرے گااسکی نجات مشکل ہے اوراسکاٹھکانہ جہنم ہوگاامیرالمومنین حضرت عمرفاروقِ اعظمؓ نے فرمایاکہ میں نے ارادہ کیاہے کہ اپنی سلطنت کے ہرشہر میں ایک ایک آفیسرکی تقرری کروں جوصرف اس بات کوچیک کرے کہ کون شخص صاحب استطاعت ہونے کے باوجودحج نہیں کرتاپھرایسے لوگوں پرجزیہ مقررکردوں کیونکہ ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔آخرمیں میری تمام حجاج کرام سے اپیل ہے کہ جب پہلی نظراللہ پاک کے

گھر پڑے تو میرے لئے بھی دعا کرنا۔ گنبد خضرا پر جا کر میری طرف سے درود وسلام کے نذرانے پیش کرنا اور دعا کرنا کہ اللہ پاک نبی کریم ﷺ کی محبت اور شفقت دونوں جہاں میں نصیب فرمائے۔ وطن عزیز پاکستان کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ برپا کرنیوالا حکمران عطا فرمائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق واتحاد نصیب فرمائے۔ اللہ رب العالمین آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔ کفار ومشرکین، منافقین، حاسدین کا منہ کالا فرمائے۔
حضور ﷺ کے غلاموں کا دونوں جہانوں میں بول بالا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین

فضائل مکہ مکرمہ وفضائل مدینہ منورہ

کعبے کی رونق کعبہ کا منظر اللہ اکبر اللہ اکبر
دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر اللہ اکبر اللہ اکبر
تیرے حرم کی کیا بات مولا تیرے کرم کی کیا بات مولا
تا عمر کردے آنا مقدر اللہ اکبر اللہ اکبر

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ ''اور عرض کی ابراہیمؑ نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کردے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح سے روزی دے جوان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا پھر اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کروں گا اور وہ بہت بُری جگہ ہے پلٹنے کی اور جب اُٹھاتا تھا ابراہیمؑ اس کے گھر کی نیویں اور اسماعیلؑ یہ کہتے ہوئے اے ربّ ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے اے ربّ ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک اُمت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان''۔(پارہ ۲ آیت ۱۲۶ تا ۱۲۸)

اللہ رب العزت نے بعض رسولوں کو بعض رسولوں پر فضیلت عطا کی ہے۔اسی طرح دنوں میں سے جمعۃ المبارک کو، مہینوں میں سے ،ماہِ رمضان المبارک کو، راتوں میں سے لیلۃ القدر کی رات کو اسی طرح شہروں میں سے مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کو فضیلت عطا کی ہے۔شہر مکہ کی اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں قسم اٹھائی ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس شہر میں اللہ رب العزت کا گھر ہے، حجر اسود جنتی پتھر ہے میدان عرفات، مسجد نمرہ،جنت المعلیٰ قبرستان ہے۔اس لئے اللہ رب العزت نے اس شہر کی قسم اٹھائی ہے۔نہیں ! بلکہ اللہ رب العزت نے اس شہر کی قسم اس لئے اٹھائی ہے کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس (شہر مکہ) میں تم تشریف فرما ہو۔لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ، وَاَنْتَ حِلٌّ ۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ (پارہ 30) مجھے اس شہر مکہ کی قسم ،اس شہر میں تم تشریف فرما ہو۔قرآن پاک سے اس بات کا پتا چلا کہ جس جگہ محبوبان خدا کے پاؤں لگ جائیں وہ جگہ عام جگہ نہیں رہتی بلکہ اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول جگہ ہوتی ہے۔جس پہاڑی پر حضرت اسماعیلؑ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؓ دوڑیں اللہ رب العزت نے ان پہاڑیوں کو "شعائر اللہ" قرار دیا یعنی یہ کوئی دنیا والی عام پہاڑیاں نہیں بلکہ میری نشانیاں ہیں۔پس قیامت تک جو آدمی حج یا عمرہ کرے وہ ان پہاڑیوں پر دوڑے تاکہ میری محبوب بندی حضرت ہاجرہؓ کی سنت زندہ رہے۔اسی طرح جو انسان نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کرتا ہے وہ عام انسان نہیں رہتا۔بلکہ وقت کا غوث قُطب ،ابدال بن جاتا ہے۔شہر مکہ کی فضیلت کے بارے میں حدیث مبارکہ میں آتا ہے،

۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا" کوئی شہر ایسا نہیں جسے دجال نہ روندے سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے ان کے راستوں میں سے ہر راستہ پر صف بستہ فرشتے حفاظت کر رہے ہیں۔ (بخاری) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب مکہ فتح فرمایا تو اس روز فرمایا کہ اس شہر کو اللہ پاک نے اس دن سے حرمت عطا فرمائی جس روز زمین اور آسمان کو پیدا کیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے باعث تا قیامت حرام ہے اور اس میں جنگ کرنا کسی کے لئے نہ مجھ سے پہلے حلال ہوا اور نہ میرے لئے مگر دن کی ایک ساعت کے لئے ، پس وہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے ساتھ قیامت تک حرام ہے نہ اس کا کانٹا توڑا جائے اور نہ اسکا شکار بھڑکایا جائے اور اسکی گری پڑی چیز صرف وہ اٹھائے جس نے اعلان کرنا ہو اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔ (بخاری) حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراءؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام حزورہ پر کھڑے ہو کر فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم ! اے مکہ تو اللہ تعالیٰ کی ساری زمین سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کو ساری زمین سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے تجھ سے نکل جانے پر مجبور نہ کیا جاتا تو میں ہرگز نہ جاتا (ترمذی ،ابن ماجہ) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کسی کو یہ جائز نہیں کہ مکہ معظّمہ میں ہتھیار اٹھائے پھرے۔ (مسلم) ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ معظّمہ پر حملہ کرے گا تو جب میدانی زمین میں ہوں گے تو انکے اگلے

پچھلے سب کو دھنسادیا جائے گا میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ انکے اگلے پچھلوں کو کیسے دھنسادیا جائے گا ان میں سوداگر بھی ہوں گے اور وہ بھی جو اس لشکر سے نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دھنسایا تو سارے اگلے پچھلوں کو جائے گا پھر اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے (مسلم، بخاری) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظّمہ سے فرمایا تو کیسا پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے کیسا پیارا ہے اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کہیں نہ ٹھہرتا۔ (ترمذی) حضرت ابو شریح عدویؓ سے انہوں نے عمرو ابن سعیدؓ سے فرمایا جبکہ وہ مکہ معظّمہ پر لشکر بھیج رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت دے کہ میں تجھے وہ فرمان پاک سناؤں جسے کل فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا جسے میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ کیا اور حضور ﷺ کو میری آنکھوں نے کلام کرتے وقت دیکھا آپ ﷺ نے اللہ پاک کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ پاک نے حرم بنایا ہے کسی انسان نے نہیں بنایا ہے تو کسی بھی اس شخص کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ وہاں خون بہائے اور نہ وہاں کا درخت کاٹے اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے جہاد سے اجازت سمجھے تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اسکی اجازت دے دی تھی اور تم کو نہ دی رب نے مجھے دن کی ایک گھڑی اجازت دے دی تھی اب آج اسکی حرمت کل کی طرح ہی لوٹ آئی حاضرین غائبین کو پہنچادیں ابو شریح سے کہا گیا کہ پھر تم سے عمرو نے کیا کہا فرمایا وہ بولا اے ابو شریح میں تم سے زیادہ جانتا ہوں کہ حرم شریف نہ تو مجرم کو پناہ دے سکتا ہے نہ خون کرکے بھاگے

ہوئے کونہ فساد کرکے بھاگے ہوئے کو۔ (مسلم، بخاری) حضرت انس بن مالکؓ سے
روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گھر میں آدمی کی نماز ایک نماز کا ثواب رکھتی ہے،
محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب پچیس نمازوں کے برابر ہے، جو جامع مسجد میں
نماز پڑھے اسے پانچ سو نمازوں کا ثواب ملے گا۔ جو مسجد اقصیٰ اور میری مسجد یعنی
مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھے اسے پچاس ہزار کا ثواب ملے گا اور مسجد حرام میں
نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ
میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ زمین پر سب سے
پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آقا ﷺ نے فرمایا بیت الحرام راوی فرماتے ہیں کہ میں
نے پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد اقصیٰ! پھر
میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان دونوں (مسجدوں) کی تعمیر کے درمیان کتنا وقفہ
ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس سال۔ لیکن تم جہاں وقت ہو جائے اسی جگہ نماز پڑھ
لیا کرو اسی میں تمہارے لئے فضیلت ہے۔ حضرت عیاش ابن ابو ربیعہ مخزومی سے
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک
اس حرمت کی پوری تعظیم کرتی رہے گی اور جب لوگ اسے ضائع کر دیں گے ہلاک
(ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ

فضائل مدینہ منورہ

! کعبہ کی عظمتوں کا منکر نہیں ہوں لیکن
کعبے کا ہے کعبہ میرے نبی ﷺ کا روضہ
حاجیو آؤ شہنشاہ کا روزہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

ارشاد باری تعالیٰ ہے "اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہو جائیں اور پھر اللہ پاک سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ انکی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ پاک کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔ (پارہ ۵) اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ دربار مصطفےٰ ﷺ پر حاضر ہونے کے بغیر بخشش ناممکن ہے ۔امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ بیان فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ کو اس دنیا سے ظاہراً پردہ فرماتے ہوئے تین دن ہی گزرے تھے کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوا اور قبر انور سے چمٹ گیا اور قبر مبارک کی خاک سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ ! آپ نے جو خدا سے سنا ہم نے آپؐ سے سنا اور جو کچھ آپؐ نے خدا سے لیا ہم نے آپؐ سے لیا اس میں یہ آیت کریمہ بھی ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ آخر الایہ میں نے بھی اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ تیرے دربار میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپؐ میری سفارش فرمائیں اعرابی جذبہ شوق سے یہ کلمات عرض کرتا ہے اور ادھر قبر انور سے آواز آتی ہے جاؤ تمہاری بخشش ہو گئی ہے۔ (جذب القلوب)

جہاں پر ذکر خدا ہوگا وہیں پر ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوگا۔ اگر کوئی لاکھ مرتبہ لاالہ الااللہ کہے مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک محمد رسول اللہ (ﷺ) نہ کہے گا۔ کیونکہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکان ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے۔

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا مگر آپ ﷺ کی آمد کے بعد یہ نام (یثرب) ممنوع قرار دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے۔ اِذْ قَالَتْ طَّائِفَةٌ'' مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ''۔ یثرب سے ممانعت کیوجہ یہ ہے کہ یہ نام جاہلیت کا تھا اس لئے منع فرمایا گیا۔ یا یثرب ایک بت یا ایک ظالم کا نام تھا۔ اس لئے اس نام سے روک دیا گیا یا اس لئے یثرب مشتق ہے ثَرْب'' ثرب کے معنی فساد کے ہیں یا مشتق ہے تثریب سے اور تثریب کے معنی مواخذہ اور سرزنش ہوتا ہے کیونکہ اس شہر کریم کے مناسب یہ معنی نہیں تھے اس لئے یثرب بولنے سے نہی وارد ہو گئی اور قرآن میں جو لفظ یثرب ہے وہ منافقوں کی زبان سے بیان کیا گیا ہے۔ عیسیٰ ابن دینار مالکیؒ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص اس شہر کریم کو یثرب کہے گا وہ گناہ گار ہوگا۔ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں ایک روایت بیان فرمائی کہ اگر کوئی ایک دفعہ اس شہر کریم کو یثرب کہدے تو اسے چاہیے کہ اسکی تلافی کے لئے دس بار مدینہ کہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو ''مدینہ پاک کو یثرب کہے اسے چاہیے کہ اللہ سے استغفار کرے''۔ کتنا خوش نصیب ہے وہ مسلمان جو مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر اپنے آقا و مولا اور اللہ پاک کے محبوب ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو۔ مدینہ منورہ اللہ پاک کو اتنا پیارا ہے کہ جتنے شہر بھی فتح

ہوئے یہاں تک کہ مکہ معظّمہ وہ تلوار سے فتح ہوئے۔ وہاں تلوار چلی لڑائی ہوئی خون ریزی ہوئی مگر جب مدینہ منورہ فتح ہوتا ہے تو نہ تلوار چلتی ہے نہ خونریزی ہوتی ہے نہ ہی لڑائی کی نوبت آتی ہے۔ بلکہ خود بخود فتح ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک کو اتنا بھی پسند نہیں کہ مدینہ کی گلیوں میں خون رواں ہو۔ روایت ہے کہ تمام شہر تلوار سے فتح ہوئے (مگر مدینہ منورہ قرآن پاک سے فتح ہوا۔ (جذب القلوب

مدینہ منورہ وہ مبارک شہر ہے جس میں زمین کا ایک ٹکڑا جنت کا ٹکڑا ہے۔ مدینہ کی مٹی میں شفا ہے جو شخص مدینہ پاک کی تنگی اور سختی پر صبر کرے گا قیامت کے دن حضور اکرم نور مجسم ﷺ اسکی شفاعت فرمائیں گے۔ اسی شہر مدینہ میں میرے آقا ﷺ کا گنبد خضریٰ ہے۔ یہ وہ گنبد خضریٰ ہے جس پر ہر وقت اللہ پاک کی نوری مخلوق ملائکہ کا ہجوم رہتا ہے۔ ستر ہزار فرشتہ صبح کو اور ستر ہزار فرشتہ شام کو درود پاک کے لئے حاضر ہوتا ہے جو فرشتہ آقا ﷺ کی ذات اقدس پر دورد پاک پڑھنے کے لئے ایک مرتبہ حاضر ہو جائے پھر قیامت تک اسے دوبارہ حاضری کا موقع نہیں ملتا۔ جس نے میرے آقا ﷺ کی قبر انور مبارک کی زیارت کی حقیت میں اس نے آقا ﷺ کی زیارت کی۔ اور جس نے میرے نبی ﷺ کی زیارت کی آقا ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا " میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں

(سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے" ۔ (بخاری

ہم درِ آقا ﷺ پہ سر اپنا جھکا لیتے ہیں
سچ بتانا ارے دنیا ہم تیرا کیا لیتے ہیں

حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو میری وفات کے بعد حج کرے اور میری قبر کی زیارت کرے اسکا زیارت کرنا ایسے ہوگا جیسے میری زندگی میں میری زیارت کرے۔ (بیہقی شعب الایمان) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میری زیارت کو آئے سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔ (طبرانی المعجم الکبیر)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے سنا جو شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میں اسکا شفیع یا شہید ہوں گا اور جو حرمین میں مرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن امن والوں میں اٹھائے گا۔ ابن عدی کامل میں انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کیا۔ زیارت اقدس قریب بواجب ہے بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں راہ میں خطرہ ہے وہاں بیماری ہے یہ ہے وہ ہے۔ خبردار! کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن ضرور جانی ہے اس سے کیا بہتر کہ اُن کی راہ میں جائے اور تجربہ یہ ہے کہ جو ان کا دامن تھام لیتا ہے

اسے اپنے سایہ بآرام لے جاتے ہیں کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا۔
ہم کو تو اپنے سایہ میں آرام ہی سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کی تکلیف وشدت پر میری امت میں سے جو کوئی صبر کرے قیامت کے دن میں اسکا شفیع ہوں گا ترمذی) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لاتے تھے جب حضور ﷺ اسے لیتے تو فرماتے الٰہی ہمارے پھلوں میں ہمارے لئے برکت دے ہمارے مدینہ میں برکت دے ہمارے صاع میں ہمارے مد میں ہمارے واسطے برکت دے الٰہی ابراہیمؑ تیرے بندے تیرے خلیلؑ تیرے نبی ہیں اور میں تیرا بندہ تیرا نبیؐ ہوں انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی اور میں مدینہ کے لئے ویسے ہی دعا کرتا ہوں جیسی انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی اور اتنی ہی اسکے ساتھ
(اور فرمایا پھر کسی چھوٹے بچے کو بلاتے اسے یہ پھل عطا فرمادیتے۔ (مسلم
نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا
ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ و بلالؓ کو بخار ہو گیا میں آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی

میں نے حضور ﷺ کو یہ خبر دی تو آقا ﷺ نے فرمایا الٰہی مدینہ ہمیں ایسا پیارا کر دے جیسے مکہ پیارا تھا یا اس سے بھی زیادہ اور اسے صحت بخش بنا دے اور اس کے صاع ومد میں ہمیں برکت دے اور یہاں کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ میں بھیج دے۔ مسلم، بخاری) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسی) بستی کا حکم دیا گیا جو تمام بستیوں کو کھا جائے لوگ اسے یثرب کہیں گے حالانکہ وہ مدینہ ہے لوگوں کو ایسے صاف کر دے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔ (مسلم، بخاری) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ مدینہ منورہ برے لوگوں کو یوں نکال دے گا جیسے بھٹی لوہے کا میل نکال دیتی ہے۔ (مسلم شریف) حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے تو اسے خوف میں مبتلا کر اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے نہ نفل۔ (طبرانی) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے ہیں یہاں نہ طاعون آ سکتی ہے نہ دجال۔ (مسلم، بخاری) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ والوں کو تکلیف دینا چاہے تو اللہ تعالیٰ دوزخ میں اسے اس طرح پگھلائے گا جس طرح آگ میں سیسہ پگھلتا ہے یا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے احد پہاڑ چمکا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں

یقیناً ابراہیمؑ نے مکہ معظّمہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ کے گوشوں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں۔ (بخاری، مسلم) حضرت سیلمان بن ابی عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاصؓ کو دیکھا کہ آپؓ نے اس شخص کو پکڑ لیا جو حرم مدینہ میں شکار کر رہا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم بنایا ہے تو آپؓ نے اسکے کپڑے اتار لئے پھر اسکے مالک آپؓ کے پاس آئے اور اس بارے میں آپؓ سے کلام کیا آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حرم کو حرمت دی ہے اور فرمایا کہ جو یہاں کسی کو شکار کرتے ہوئے پکڑے تو اس کے کپڑے چھین لے لہٰذا وہ مال میں تم کو واپس نہ دوں گا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے عطا کیا لیکن اگر تم چاہو تو تمہیں اسکی قیمت دے دوں (ابوداؤد) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے ہوسکے مدینے میں مرے تو مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا۔ ترمذی) حضرت عمر فاروقؓ یہ دعا مانگا کرتے تھے مولا! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت اپنے رسول ﷺ کے شہر کریم میں مقرر فرما۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروقؓ کی دعا قبول فرمائی کہ آپؓ اللہ پاک کے راستہ میں شہید ہوئے اور مدینہ طیبہ میں ہی مدفون ہوئے اور خاص کر اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ اس روضہ اقدس میں جگہ پائی جس کو رسول اللہ ﷺ نے "رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ" فرمایا ہے۔ حضرت امام مالکِ عالم مدینہؒ کے دل میں اتنی محبت تھی کہ شہر کریم سے باہر نکلنا پسند نہ کرتے تھے محض اس اندیشہ سے کہ ایسا نہ ہو کہ میں اس شہر کریم سے باہر جاؤں اور وہاں میری موت آجائے تو مدینہ پاک کے

غبار، مٹی پاک اور قبر کی سعادت سے محروم رہ جاؤں چنانچہ آپؓ نے ساری عمر میں اک فرضی حج ادا فرمایا اور اپنی تمام عمر مدینہ طیبہ میں بسر کر دی آخر وہاں ہی مدفون ہو کر سعادت ابدی حاصل کی۔ (جذب القلوب) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اہل مدینہ کو ایذا دے گا اللہ تعالیٰ اسے ایذا دے گا اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے نہ نفل۔ حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ میں مسیح دجال کا عرب نہ آسکے اس دن مدینہ میں سات دروازے ہوں گے ہر دروازہ پر دو فرشتے ہونگے۔ (بخاری) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الٰہی جو برکتیں تو نے مکہ مکرمہ کو دی ہیں اس سے دوگنی برکتیں مدینہ منورہ میں دے۔ مسلم، بخاری) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایمان مدینہ) کی طرف اس طرح سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف سمٹ کر (آجاتا ہے۔ (بخاری

اللہ رب العزت ہم سب کو حج بیت اللہ بار بار روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب فرمائے، بروز محشر آقا ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے وطن عزیز پاکستان کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ برپا کرنیوالا حکمران عطا فرمائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق واتحاد نصیب فرمائے۔ اللہ رب العالمین آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔ کفار ومشرکین، منافقین، حاسدین کا منہ

کالافرمائے حضور ﷺ کے غلاموں کا دونوں جہانوں میں بول بالافرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین

حج کا رکن اعظم: یوم عرفہ

- ×
- ×
- ×
- ×
- ×
- ×
- ×

انسانی حقوق کا اولین اور عالمی منشور

خطبہ حجۃ الوداع

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کیا''۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳)

خطبہ حجۃ الوداع کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع بلاشبہ انسانی حقوق کا اوّلین اور مثالی منشور اعظم ہے۔ اسے تاریخی حقائق کی روشنی میں انسانیت کا سب سے پہلا منشور انسانی حقوق ہونے کا اعزاز ہے۔ اس منشور میں کسی گروہ کی حمایت کوئی نسلی، قومی مفاد کسی قسم کی ذاتی غرض وغیرہ کا کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ ذی قعدہ ۱۰ ہجری میں آقا ﷺ نے حج کا ارادہ کیا یہ حضور ﷺ کا پہلا اور آخری حج تھا۔ اسی حوالے سے اسے ''حجۃ الوداع'' کہا جاتا ہے۔ یہ ابلاغ اسلام کی بناء پر ''حج الاسلام'' اور ''حج البلاغ'' کے نام سے بھی موسوم ہے۔ اس حج کے موقع پر آقا ﷺ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اسے خطبہ حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ ۸ ذی الحجہ ترویہ کے دن آپ ﷺ منیٰ تشریف لے گئے وہاں ۹ ذی الحج (یوم عرفہ) کی صبح تک قیام فرمایا۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر کی نمازیں وہی پڑھیں پھر اتنی

دیر وہاں توقف فرمایا کہ سورج طلوع ہوگیا اس کے بعد آپ ﷺ منٰی سے چل پڑے اور عرفات تشریف لائے (عرفات میں قیام حج کا رکن اعظم ہے اگر یہاں قیام نہ ہوگا تو حج ادا نہیں ہوگا) وہاں وادی نمرہ میں آپ ﷺ کے لئے قُبہ لگا ہوا تھا آپ ﷺ اسی میں استراحت فرما ہوئے جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ کے حکم سے قصوا اونٹنی پر کجاوا کسا گیا اور آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر ''وادی عرنہ'' یعنی بطن وادی میں تشریف لے گئے اسوقت آپ ﷺ کے گرد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا آپ ﷺ نے انکے سامنے ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔

آپ ﷺ نے اللہ پاک کی حمد وثناء کرتے ہوئے خطبہ کی ابتداء یوں فرمائی۔ ''اللہ پاک ایک ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں اسکا کوئی شریک نہیں اللہ پاک نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے (محمد رسول اللہ ﷺ) کی مدد فرمائی اور تنہا اسکی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا"۔

لوگو! میری بات غور سے سن لو مجھے نہیں معلوم کہ تم سے اس سال کے بعد اس مقام'' پر کبھی مل سکوں یا نہیں۔ لوگو اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا ہے کہ تم الگ الگ پہچانے جاسکو تم میں سب سے زیادہ عزت و کرامت والا اللہ پاک کے ہاں وہ ہے جو اللہ پاک سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو''۔

نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر نہ کالا گورے سے" افضل ہے اور نہ گورا کالے سے ہاں بزرگی اور فضیلت کا معیار ہے تو تقویٰ ہے سب انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے اب فضیلت و برتری کے سب دعوے، خون مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے دفن اور پامال ہو چکے ہیں پس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت باقی رہیں گی"۔

اے لوگو! ایسا نہ ہو کہ اللہ پاک کے پاس تم ایسے آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ" لدا ہوا ہو اور دوسرے لوگ سامان آخرت لے کر پہنچیں اور اگر ایسا ہوا تو میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا"۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں" پر تمہارے لئے فخر و مباہات کی کوئی گنجائش نہیں اے لوگو! تمہارے خون، مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ہمیشہ اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن کی ماہ مبارک (ذی الحج) کی اور اس شہر (مکہ) کی حرمت قائم ہے تم سب نے اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعمال کے بارے میں تم سے پوچھنا ہے۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ اگر کسی کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اسکا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت واپس دے دے"۔

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی" ہیں اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرو انکا خیال رکھو اور انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ ایسا ہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو جاہلیت کی ہر بات کو میں اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں جاہلیت کے قتل و خونریزی کے تمام جھگڑوں کا ملیامیٹ کرتا ہوں پہلا خون میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور بنو ہذیل نے اسے قتل کر ڈالا میں اسے چھوڑتا ہوں۔ دور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا ہے وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا"۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اُسکا حق دے دیا اب کوئی کسی وارث کے حق کے لئے" وصیت نہ کرے بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے جس کے بستر پر پیدا ہوا جس پر حرامکاری ثابت ہو جائے اسکی سزا پتھر ہے۔ حساب و کتاب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوگا جو شخص اپنے آباء کو چھوڑ کر اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کو مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر اللہ پاک کی لعنت! قرض قابل واپسی ہے ادھار لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہو وہ تاوان ادا کرے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اسکے جس پر اسکا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی اسکو دے دے تم خود ایک

دوسرے پر زیادتی نہ کرو"۔

ہاں اے لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ پاک کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر تمہارے لئے حلال ہوئیں عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اسکی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔ تم پر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی شخص کو نہ آنے دیں جو کہ تمہیں گوارا نہیں، اور وہ کوئی خیانت نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ پاک کی طرف سے یہ اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو کہ وہ باز آجائیں اور تم پر عورتوں کا حق ہے کہ تم انہیں معروف طریقے سے کھلاؤ پلاؤ۔ کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں اور وہ خود اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتیں

۔ لہٰذا عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرنا اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اسکے بعد ہر گز گمراہ نہ ہوگے اور وہ ہے اللہ پاک کی کتاب ہاں یاد رکھنا دینی معاملے میں حدود سے تجاوز نہ کرنا کہ تم سے پہلے لوگ انہیں کے سبب ہلاک ہوئے"۔

لوگو! شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی کہ اس کی اس شہر میں عبادت" کی جائے لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات جن کو تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اس پر راضی ہو اسلئے تم اس سے اپنے دین

اورایمان کی حفاظت کرنا''۔

لوگو! حرمت والے مہینے کوآگے پیچھے کرنا کفر میں اضافہ کرتا ہے اس سے وہ لوگ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں جوکافر ہیں اور جوایک سال اُسے حرام رکھتے ہیں اوردوسرے سال حلال کرلیتے ہیں تاکہ یہ کافرلوگ اللہ پاک کے حلال کیے ہوئے مہینوں کی گنتی پوری کرلیں اس طرح یہ اللہ پاک کی حرام کی ہوئی چیزوں کوحلال اورحلال کی ہوئی چیزوں کوحرام قراردیتے ہیں''۔

لوگو! یادرکھومیرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں لہٰذااپنے رب'' کی عبادت کروپانچ وقت کی نمازادا کرو،سال بھرمیں ایک مہینہ (رمضان)کے روزے رکھواپنے مال کی زکوۃ خوش دلی سے ادا کرتے رہو،اللہ پاک کے گھرکاحج کرواپنے اہل امر کی اطاعت کروتوتم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤگے''۔''لوگو!اورتم سے میرے متعلق اللہ پاک قیامت کے دن پوچھے گابتاؤتم کیاجواب دوگے؟صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیاہم شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے تبلیغ کردی اللہ پاک کاپیغام پہنچادیااورخیرخواہی کاحق ادا کردیا یہ سن کرآپ ﷺ نے شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھاتے اورلوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایااے اللہ پاک! گواہ رہنا،گواہ رہنا۔اس خطبے میں آپ ﷺ نے کئی اموربیان فرمائے اورجب فارغ ہوئے توسورۃ المائدۃ کی یہ آیت کریمہ نازل

ہوئی۔ (ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کیا۔ خطبہ دینے کے بعد آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ اے بلالؓ اذان پڑھو حضرت بلالؓ نے اذان پڑھی تو حضور ﷺ نے ظہر اور عصر کی نمازیں دونوں ملا کر پڑھائیں پھر آپ ﷺ نے نہایت تضرع اور انکساری سے دعا فرمائی یہ دعا اتنی طویل تھی کہ سورج غروب ہو گیا۔ غروب آفتاب کے بعد آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور واپس مزدلفہ تشریف لائے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھائیں صبح کی نماز اوّل وقت میں ادا فرمائی اور مشعر الحرام کے پاس آ کر دعا فرمائی حتیٰ کہ سورج نکلنے کے قریب ہو گیا حضور ﷺ نے حضرت فضل بن عباسؓ سے فرمایا کہ کنکریاں چن لو انہوں نے سات کنکریاں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔

منیٰ کو واپسی

جب آپ ﷺ واپس منیٰ میں پہنچے تو نشیب میں جمرۃ العقبیٰ کو کنکر مارنے کے لئے قیام فرمایا اور ایک ایک کر کے کنکریاں پھینکیں۔ آپ ﷺ کنکری مارتے وقت تکبیر پڑھتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت بلالؓ سے جو قریب حاضر تھے فرمایا سیکھ لو شاید آئندہ سال میں حج نہ کر سکوں یہاں پر حضور ﷺ نے پھر ایک مرتبہ خطبہ دیا جس میں قربانی کے فضائل اور طریقہ بیان فرمایا اس خطبہ کے چند ارشادات یہ ہیں ”لوگو! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ جان

لوجو شخص گناہ کرتا ہے اسکی جواب دہی اسکے ذمے ہے جو لوگ حاضر ہیں وہ ان لوگوں کو احکام بتائیں جو حاضر نہیں" پھر آپ ﷺ پہاڑ کے دامن میں تشریف لائے اور قربانی فرمائی ۶۳ اونٹ حاضر تھے قربانی کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ قربانی کی کھال مساکین میں تقسیم کردو پھر آپ ﷺ نے حجامت بنوائی۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ ﷺ واپس کعبۃ اللہ آئے اور طواف کیا اسکے بعد آبِ زم زم پہ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کرکے پانی نوش فرمایا۔ پھر اسی وقت آپ ﷺ منیٰ کو تشریف لے گئے رات کو منیٰ میں قیام فرمایا صبح اٹھ کر زوال سے پہلے جمرہ اولیٰ، جمرہ وسطیٰ، اور پھر جمرہ عقبےٰ کو کنکریاں ماریں یونہی ۳ دن تک عمل فرمایا۔ پھر آپ ﷺ مکہ واپس آئے اور طواف وداع فرمایا اس طواف میں آپ ﷺ نے رمل نہیں فرمایا یعنی پہلے تین چکروں میں جلدی جلدی اور چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھائے۔ صبح کی نماز کعبۃ اللہ میں ادا فرما کر واپس مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔

خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات

☆انسانی جان، مال، عزت و آبرو، اولاد کا تحفظ ☆امانت کی ادائیگی ☆قرض کی واپسی اور جائیداد کے تحفظ کا حق ☆سود کے خاتمے کا تاریخی اعلان ☆پُرامن زندگی اور بقائے باہمی کا حق ☆ملکیت، عزت نفس اور منصب کے تحفظ کا حق ☆انسانی جان کا تحفظ، قصاص ودیت ☆ قانونی مساوات کا حق، نسلی تفاخر اور طبقاتی تقسیم کا خاتمہ ☆غلاموں کے حقوق کا انقلابی اعلان ☆ عورتوں کے حقوق کا تاریخی اعلان

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس شہر اور جس خطے میں ۲۳ سال پہلے آنحضرت ﷺ کے رشد وہدایت کے پیغام کو لوگوں نے جھٹلایا تھا اب اسی شہر میں ایک لاکھ چوبیس یا چوالیس ہزار سے زائد افراد آقا ﷺ کا خطبہ سن رہے تھے تاریخ ساز خطبے میں کئے گئے تمام اعلانات، ہدایات اور تعلیمات پر حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی عمل کیا گیا۔ حضور ﷺ کے بعد خلافت راشدہ اور اموی عہد میں جس طرح عمل کیا گیا تاریخ اسلام کے اوراق اسکے ترجمان ہیں۔ عورتوں اور غلاموں کے حقوق پر نظر ڈالی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ آقا ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت بلال حبشیؓ مشاورت میں اکابرین کے ساتھ جمع ہوتے تھے۔ حضرت زید بن حارثہؓ کی ماتحتی میں جلیل القدر اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان شریک تھے ۔ عورت سے متعلق تمام احکامات مثلاً محرمات ، نکاح ، حق مہر، طلاق، خلع ، نفقہ وغیرہ کے متعلق تفصیلات بیان کی گئی ہیں اور سب سے بڑا ثبوت قرآن پاک میں عورتوں کے متعلق سورۃ النساء موجود ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ بروز محشر آقا ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے وطن عزیز پاکستان کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ برپا کرنیوالا حکمران عطا فرمائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق واتحاد نصیب فرمائے۔ اللہ رب العالمین آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب
فرمائے۔ کفار ومشرکین، منافقین، حاسدین کا منہ کالا فرمائے ۔ حضور ﷺ کے غلاموں

کادونوں جہانوں میں بول بالافرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین

چاہت مصطفیٰ ۔۔ سید الشہداء حضرت امام حسینؓ

جس نے حق کربلا میں ادا کردیا
اپنے نانا کا وعدہ وفا کردیا
گھر کا گھر سب سپرد خدا کردیا
کرلیا نوش شہادت کا جام
اس حسین ابن حیدرؓ پہ لاکھوں سلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو انہوں نے وہ پوری کردیں (اس پر) اللہ پاک نے فرمایا" میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بناؤں گا انہوں نے عرض کیا (کیا) میری اولاد میں سے بھی ؟ ارشاد ہوا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ (البقرہ ۱۲۴) اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اپنے اولی العزم اور بزرگ پیغمبر حضرت سیدنا ابراہیمؑ کو مختلف آزمائشوں میں مبتلا کرنے اور ان سے کامیابی سے گزرنے اور پھر اس پر انعام کا تذکرہ فرمایا ہے جو لوگ آزمائش سے بھاگ جاتے ہیں وہ پست رہتے ہیں اور جو لوگ آزمائش کو سینے سے لگاتے ہیں وہ عظیم ہو جاتے ہیں آزمائش ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی آزمائش میں ڈالا بھی اسی کو جاتا ہے جس سے اللہ پاک کو پیار ہوتا ہے اور وہ اپنے محبوب بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے پیار کیا اور اس پیار کے نتیجے میں انہیں آزمائش میں ڈالا اور وہ ہر آزمائش میں

سُرخرو رہے سلسلہ آزمائش جو حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہوا تھا حضرت امام حسینؓ پر آ کر ختم ہوا۔

امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی ولادت باسعادت 5 شعبان ہجرت کے چوتھے سال ہوئی سرکار مدینہ ﷺ کو آپؓ کی پیدائش کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپؓ کے کان میں اذان کہی دعا فرمائی اور آپ ﷺ نے حسین نام رکھا آپؓ کے نام رکھنے کی روایت یوں ہے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ جب امام حسنؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام حمزہ رکھا اور جب امام حسینؓ پیدا ہوئے تو ان کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا (حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں) مجھے نبی کریم ﷺ نے بلا کر فرمایا مجھے ان کے یہ نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے (حضرت علیؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں پس آپ ﷺ نے ان کا نام حسنؓ و حسینؓ رکھے۔ (مسند احمد بن حنبل) حدیث مبارکہ میں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "کہ مجھے حکم آیا ہے کہ میں دونوں نام بدل دوں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ولادت کے ساتھ ہی امام حسنؓ و امام حسینؓ کا معاملہ زمینی نہ رہا نام تک بھی زمینی رکھنے کی اجازت نہ ہوئی بلکہ نام بھی آسمان سے بھیجے گئے امام حسینؓ کو دنیا کے پیمانوں پر تولنے والو امام حسینؓ کا نام بھی دنیا سے نہیں آیا بلکہ آسمانوں سے بھیجا گیا۔ حضرت عمران بن سلیمانؓ سے روایت ہے کہ حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں جو کہ زمانہ

جاہلیت میں کسی کے نام نہیں رکھے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کے نام چھپا رکھے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نواسوں کے نام حسن اور حسینؓ رکھے۔ پانچ سو سال کے پورے عرصہ میں کسی بچے کا نام حسن و حسین نہیں رکھا گیا۔ نبی کریم ﷺ کی محبت کی خاطر اللہ پاک کو یہ گوارا نہیں ہوا جو مصطفیٰ ﷺ کے محبوب ہونے والے ہیں ان کا نام بھی کسی اور کا رکھا گیا ہو۔

جنت کی زینت سیدنا امام حسنؓ و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مصطفیٰ ﷺ خدا کی چاہت اور حسینؓ مصطفیٰ ﷺ کی چاہت جو حسینؓ کو تکلیف دے وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے حسن و حسین جنت کے دوستون ہیں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین عرش کے دوستون ہیں لیکن وہ لٹکے ہوئے نہیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اہل جنت جنت میں مقیم ہو جائیں گے تو جنت عرض کرے گی اے پروردگار تو نے مجھے اپنے ستونوں میں سے دوستونوں سے مزین کرنے کا وعدہ فرمایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھے حسن اور حسین کی موجودگی کے ذریعے مزین نہیں کر دیا (یہی تو میرے دوستون ہیں) (طبرانی المعجم الاوسط) ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی، کریم ﷺ نے فرمایا ایک مرتبہ جنت نے دوزخ پر فخر کیا اور کہا میں تم سے بہتر ہوں دوزخ نے کہا میں تم سے بہتر ہوں جنت نے دوزخ سے پوچھا کس وجہ سے ؟ دوزخ نے کہا اس لیے کہ میرے اندر بڑے بڑے جابر حکمران فرعون اور نمرود ہیں اس پر جنت خاموش ہو گئی

اللہ پاک نے جنت کی طرف وحی کی اور فرمایا تو عاجز ولاجواب نہ ہو میں تیرے دو ستونوں کو حسن اور حسین کے ذریعے مزین کروں گا پس جنت خوشی اور سرور سے ایسے شرما گئی جیسے دلہن شرماتی ہے۔ (طبرانی المعجم الاوسط) جنت حسن اور حسین کے نام پر فخر کرتی ہے اور دوزخ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اے دوزخ حسن اور حسین میرے پاس ہیں اس لئے میں بہتر ہوں۔

آقا ﷺ کی بارگاہ میں حسنین کریمین کا مقام محبوبیت

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں) نکلے ابھی ہم راستے میں ہی تھے کہ آپ ﷺ نے حسن و حسین علیہ السلام کی) آواز سنی دونوں رو رہے تھے اور دونوں اپنی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تھے آپ ﷺ ان کے پاس تیزی سے پہنچے راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا میرے بیٹوں کو کیا ہوا کیوں رو رہے ہیں؟ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے بتایا انہیں سخت پیاس لگی ہے حضور نبی کریم ﷺ پانی لینے کے لئے مشکیزے کی طرف بڑھے ان دنوں پانی کی سخت قلت تھی اور لوگوں کو پانی کی شدید ضرورت تھی آپ ﷺ نے لوگوں کو آواز دی کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ ہر ایک نے کجاؤں سے لٹکتے ہوئے مشکیزوں میں پانی دیکھا مگر ان کو قطرہ تک نہ ملا آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا ایک بچہ مجھے دیں انہوں نے ایک

پردے کے نیچے سے دے دیا پس آپ ﷺ نے اسکو پکڑ کر اپنے سینہ مبارک سے لگایا مگر وہ سخت پیاس کی وجہ سے مسلسل رو رہا تھا اور خاموش نہیں ہو رہا تھا پس آپ ﷺ نے اس کے منہ میں اپنی زبان مبارک ڈال دی وہ اُسے چوسنے لگا حتیٰ کہ سیرابی کی وجہ سے سکون میں آگیا میں نے دوبارہ اس کے رونے کی آواز نہ سنی جب کہ دوسرا بھی اسی طرح (مسلسل رو رہا تھا) پس حضور ﷺ نے فرمایا دوسرا بھی مجھے دے دیں تو سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے دوسرے کو بھی حضور ﷺ کے حوالے کر دیا حضور ﷺ نے اس سے بھی وہی معاملہ کیا (یعنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈالی) سو وہ دونوں ایسے خاموش ہوئے کہ میں نے دوبارہ ان کے رونے کی آواز نہ سنی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ایک کاندھے پر حضرت سیدنا امام حسنؓ اور ایک کاندھے پر حضرت امام حسینؓ تھے آپ ﷺ کبھی حضرت امام حسنؓ کو چومتے تھے اور کبھی حضرت امام حسینؓ کو ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ "آپ ان دونوں کو بہت محبوب رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔ (البدایہ والنہایہ) حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت امام حسنؓ و امام حسینؓ آپکی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں" فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جبکہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔ (کنزالعمال)

حضرت زید بن ابی زیادؓ فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہرؓ کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت امام حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا ! بیٹی اسکو رونے نہ (دیا کرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (نورالابصار

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلے میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس حالت میں باہر آئے کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھی میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ یہ کیا ہے ؟ پس آپ ﷺ نے کپڑا اٹھایا وہ سیدنا حضرت امام حسنؓ وامام حسینؓ تھے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو شخص ان کو محبوب رکھے تو اسکو بھی محبوب رکھ۔ (کنزالعمال)

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سیدنا حضرت امام حسنؓ و سیدنا حضرت امام حسینؓ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اللہ پاک نے اس کو جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ پاک سے بغض رکھا اور جس نے اللہ پاک سے بغض رکھا اللہ پاک نے اسکو دوزخ میں داخل کیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے حضرت امام حسنؓ وحضرت امام حسینؓ کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا

تھااورآپ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تومیں نے کہا(اے شہزادو) تمہاری سواری کتنی اچھی ہے ؟توآپ ﷺ نے فرمایاسوار بھی بہت اچھے ہیں۔
کنزالعمال،البدایہ والنہایہ) حضرت یعلی بن مرۃؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے) فرمایا" (سیدناامام) حسینؓ مجھ سے ہے اورمیں (سیدناامام) حسینؓ سے ہوں جو سیدناامام) حسینؓ کومحبوب رکھتاہے وہ اللہ کومحبوب رکھتاہے حسینؓ فرزندوں میں) سے ایک فرزندہے۔(ترمذی،مشکوۃ) حضرت حذیفہ الیمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دن حضور ﷺ کوبہت مسرور دیکھاتوعرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ !آج ہم آپ کوبہت مسرور وخوش دیکھتے ہیں رحمت دوعالم نورِمجسم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا" میں کیوں نہ خوش ہوں جبکہ جبریل امینؑ میرے پاس آئے ہیں اورانہوں نے مجھے بشارت دی ہے کہ بلاشبہ حضرت امام حسنؓاورامام حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اوران کاباپ (ان سے بھی افضل ہے۔(کنزالعمال

فرمان رسول ﷺ میرے ماں باپ حسنین پرقربان

حضرت زربن حبیشؓ روایت کرتے ہیں کہ "ہم نے ایک روزدیکھاسجدے میں شہزادے آپ ﷺ کے کندھوں پرچڑھ جاتے ہیں۔۔پھرآپط کی پشت مبارک سے اترآتے ہیں ۔۔۔۔ساری نمازمیں یہی کیفیت رہی ۔۔۔۔کچھ لوگ جنہیں معلوم نہ تھاکہ شہزادے حضور ﷺ کے کندھوں پر روزانہ چڑھتے ہیں انہوں نے اشاروں سے شہزادوں کوروکناچاہاحضور ﷺ نے فرمایامیری نمازکے دوران میرے سجدوں میں حسن وحسین کندھوں پرچڑھیں یامیری

گود میں بیٹھیں انہیں کوئی منع نہ کرے دعوھما بابی وامیانہیں چھوڑ دو (یعنی سوار ہونے دو) میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں (بیہقی ،السنن الکبریٰ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں، ہماری جان ہے ہم نے اپنے کانوں سے سنا کہ حضور ﷺ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا سے مخاطب تھے وہ نبی جسے ہر کوئی حضور ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کہہ کر پکارتا ہے خدا کی قسم ہم نے سنا حضور ﷺ نے سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا سے بات کی تو فرمایا" میری فاطمہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان "۔اور آج فرمارہے ہیں حسن و حسین میرے ماں باپ تجھ پر قربان ۔آقا ﷺ اللہ پاک کے پیغمبر ہیں نماز میں آئیں تو شہزادوں کو کندھوں پر بٹھالیں خدا جانے اس محبت کا عالم کیا ہے جن کے قدم چومنے کو عرش ترستا ہے، جن کا استقبال اللہ پاک قاب قوسین پر وہ مصطفےٰ ﷺ باہر سے نکلتے ہیں تو حسن و حسینؓ حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوتے ہیں ۔حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن و حسین علیہ السلام کو حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار دیکھا تو حسرت بھرے لہجے میں کہا کہ آپ کے نیچے کتنی اچھی سواری ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ذرا یہ بھی تو دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں ۔اللہ پاک اپنی رحمت کے صدقے ، نبی رحمت ﷺ ورنواسۂ رسول ﷺ کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین

فرض نماز کے بعد دو وظائف

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ھے کہ آ قا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو وظیفے ایسے ھیں کہ جو بندہ مسلمان ان کی حفاظت کریگا وہ جنت میں داخل ھوگا. وہ پڑھنے میں نھایت آسان ھیں لیکن انھیں پڑھنے والے تھوڑے ھیں یعنی ھر فرض نماز کے بعد دس دفعہ (سبحان اللہ) دس دفعہ (الحمدللہ) اور دس دفعہ (اللہ اکبر) پڑھے. یہ زبان پر تو ۱۵۰ سو اور میزان میں ۱۵۰۰ سو ڈیڑھ ھزار ھیں

دوسرا وظیفہ یہ ھے کہ ۳۴ دفعہ (اللہ اکبر) پڑھے جبکہ سونے لگے اور ۳۳ دفعہ (الحمدللہ) اور ۳۳ دفعہ (سبحان اللہ) پڑھے. یہ زبان پر تو سو اور میزان میں ایک ھزار ھیں. میں نے آ قا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انھیں انگلیوں پر شمار فرمایا کرتے تھے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا پڑھنا تو اتنا آسان ھے پھر ان پر عمل کرنیوالے کیوں تھوڑے ھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم میں سے کوئی سونے لگتا ھے تو ان کلمات کے کھنے سے پھلے شیطان اسے سلا دیتا ھے اور اس کی نماز کے اندر آتا ھے اور انھیں پڑھنے سے پھلے (اسے یہ اذکار بھلا کر) کوئی دوسرا کام یاد کروا دیتا ھے "

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی

سیرت و شہادت سیدنا حضرت عمر فاروقؓ

عمرؓ کے ایمان سے اسلام کو شوکت ملی
اہل ایمان کو سکونِ قلب کی دولت ملی

جانشین رسول ،امام العادلین ،امیر المؤمنین، ناصر دینِ مبین، فاتح اعظم سیدُنا عمر فاروقؓ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے تیرہ ۱۳ برس بعد مکۃ المکرمہ میں ہوئی آپؓ کا نام ''عمر'' لقب ''فاروق'' کنیت ''ابو حفص'' ہے۔آپؓ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہے۔آپؓ کا شمار عشرہ مبشرہ صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔عشرہ مبشرہ وہ صحابہ کرام جنہیں آقا ﷺ نے ان کی حیات میں ہی جنت الفردوس کی بشارت دی تھی آپؓ کا خاندان اپنی ذاتی و خاندانی وجاہت کے اعتبار سے نہایت ممتاز اور بلند مرتبہ کا حامل تھا۔آپؓ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضور نبی کریم ﷺ سے جاملتا ہے۔آپؓ کا سلسلہ نسب '' عمر بن خطابؓ بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی ہے''۔آپؓ کا حلیہ مبارک، عادات ، رہن سہن بلکہ زندگی کا ہر ایک پہلو حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا نمونہ تھا۔روایات میں آپؓ کا حلیہ مبارک کچھ یوں ہے ۔''گندمی رنگت، سفیدی اور سیاہی کا امتزاج، جس میں ہلکی سرخی نمایاں تھی، رخسار زیادہ بھرے ہوئے نہ تھے ، داڑھی مبارک گھنی، دراز قد جو ہزاروں آدمیوں

میں بھی نمایاں نظر آئے، جسم دبلا پتلا چال میں متانت، سر مبارک کے بال ہلکے شخصیت میں ایسا رعب کہ جو دیکھے وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے"۔

فضائل و مناقب

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ اسلام لائے تو مشرکین نے کہا آج ہماری طاقت آدھی ہو گئی اس وقت حضرت عمرؓ کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (تفسیر مظہری، در منثور) ترجمہ "اے غیب کی خبریں بتانے والے اللہ تمہیں کافی ہے (اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ (الانفال

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "میرے صحابہ کو بُرا مت کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو پھر بھی وہ ان کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا (بخاری) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے میرے صحابہ کو گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی، تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے"۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ہر نبی کے لئے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔ سو آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر، جبرائیلؑ و میکائیلؑ ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابو بکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ (ترمذی) حضرت عبداللہ بن حنطبؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کو دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں (میرے

لئے)کان اور آنکھ کی حیثیت رکھتے ہیں''۔ (ترمذی) آ قاﷺ کا ارشاد گرامی ہے ۔''اگر بالفرض (میں خاتم النبیین نہ ہوتااور) میرے بعد کوئی نبی ہوتاتووہ (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی ہوتے ۔ (جامع ترمذی، مسند امام احمد) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں ''میں نے امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے بڑھ کر کسی کو رعایا کے حق میں بہتر اور مہربان نہیں دیکھا اور امیر المومنین حضرت سیدعمر فاروقؓ سے بڑھ کر کسی کو کتاب اللہ (قرآن پاک) کا عالم ،دین کا فقیہہ ، حدود اللہ (کا نافذ کرنے والا اور رعب ودبدبہ والا نہیں دیکھا ہے۔ (اسد الغابہ

قبول اسلام

آ قاﷺ نے جس وقت نبوت کا اعلان کیا اس وقت آپؓ کی عمر قریباً ستائیس برس تھی ۔آ قاﷺ نے جب توحید کی دعوت دی تو آپؓ نے ابتداء میں اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔آ قاﷺ نے اللہ عزوجل سے دعا فرمائی ''یا اللہ ! عمر بن خطابؓ یا عمر بن ہشام دونوں یا دونوں میں سے ایک کے ذریعے اسلام کی خدمت فرما''۔آ قاﷺ کی دعا شرف قبولیت کو پہنچی اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے ۔آپؓ کے قبولِ اسلام سے پہلے آپؓ کے بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ اور آپؓ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بنت خطابؓ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے ۔انہوں نے قبولِ

اسلام کو خاندان کے دیگر لوگوں اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے چھپا رکھا تھا اسی طرح حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے خاندان کے ایک اور شخص حضرت نعیم بن عبداللہؓ بھی اسلام قبول کر چکے تھے۔ آپؓ اسلام قبول کرنیوالوں کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتے۔ ایک دن آپؓ اسی کیفیت میں نیام سے تلوار نکالے جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت نعیم بن عبداللہؓ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نعیم بن عبداللہؓ نے جب آپؓ کو اس حالت میں دیکھا تو پوچھا کیوں عمرؓ کہاں کا ارادہ ہے؟ آپؓ نے کہا میں محمد ﷺ کو قتل کرنے کی غرض سے چلا ہوں۔ حضرت نعیم بن عبداللہ نے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی بات سن کر کہا کہ عمرؓ! تمہیں تمہارا نفس دھوکہ دے رہا ہے تم کیا سمجھتے ہو کہ اگر تم نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تمہیں چھوڑیں گے، تم زمین پر چلنے کے قابل بھی نہ رہو گے اور محمد ﷺ کو قتل کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی نے اسلام قبول کر لیا اور انہوں نے حضور ﷺ کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے جب یہ بات سنی تو راستہ بدل کر اپنی بہن حضرت فاطمہ بنت خطابؓ کے گھر روانہ ہو گئے۔ آپؓ کی بہن اور بہنوئی کے گھر اسوقت حضرت خباب بن الارتؓ موجود تھے جو انہیں سورۃ طٰہٰ کی تعلیم دے رہے تھے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے قدموں کی آہٹ سن کر حضرت سعید بن زیدؓ نے حضرت خباب بن الارتؓ کو گھر کے ایک کونے میں چھپا دیا۔ آپؓ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا تم لوگ ابھی کیا پڑھ رہے تھے؟ آپؓ کی بہن نے کہا کچھ بھی نہیں۔ آپؓ نے کہا کہ میں نے خود اپنے کانوں سے تم دونوں کو کچھ پڑھتے سنا ہے اور مجھے یہ بھی

معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں نے محمد (ﷺ) کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے آپؓ نے یہ کہتے ہی اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ حضرت فاطمہؓ بن خطاب شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھی تو آپؓ نے ان کو دھکا دے مارا جس سے ان کا سر پھٹ گیا اور خون بہنا شروع ہو گیا۔ آپؓ کے بہنوئی نے آپؓ کے جلال کی پرواہ کئے بغیر کہا کہ ہاں ! ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور آقا ﷺ پر دل وجان سے ایمان لے آئے ہیں۔ آپؓ نے جس وقت حضرت سعید بن زید کا سخت لہجہ اور بہن کا بہتا ہوا خون دیکھا تو قدرے شرمندہ ہو گئے اور کہنے لگے اچھا مجھے بھی وہ صفحات دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے میں تمہیں پڑھ کر واپس کر دوں گا۔ حضرت فاطمہ بنت خطابؓ نے کہا کہ ان صفحات کو کوئی ناپاک شخص نہیں چھو سکتا اس کے لئے پہلے تمہیں غسل کرنا ہو گا حضرت

سیدنا عمر فاروقؓ نے غسل کیا اور اپنی بہن اور بہنوئی سے اوراق کا مطالبہ کیا۔ آپؓ کی بہن نے خود سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی جب وہ اس آیت کریمہ پر پہنچیں۔ (ترجمہ) ''بے شک میں ہی اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اسلئے تم میری عبادت کرو اور میری ہی یاد میں نماز پڑھا کرو''۔ تو حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے اور کہنے لگے کس قدر اچھا اور عظمت والا کلام ہے۔ آپؓ بے

اختیار پکار اُٹھے۔ اشھدان لاالٰہ الااللہ واشھدان محمد رسول اللہ حضرت خباب بن الارتؓ جو کہ گھر میں چھپے ہوئے تھے انہوں نے جب آپؓ کی زبان سے یہ کلمات سنے تو باہر نکل آئے اور کہنے لگے عمرؓ ! واللہ میں نے کل ہی حضور ﷺ کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا تھا کہ یا الٰہی ! عمر بن خطاب

اور عمر بن ہشام دونوں میں سے ایک کے ذریعے دین اسلام کو تقویت پہنچا اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کی دعا قبول فرمالی اور دین اسلام کو تمہارے ذریعے تقویت پہنچائی ۔آپؓ کے قلب پر رقت طاری ہوئی اور حضرت خباب بن الارت سے کہنے لگے کہ مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔آقا ﷺ اس وقت کوہِ صفا کے نواح میں دارِارقم میں موجود تھے ۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ دارِارقم روانہ ہوگئے ۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب عمرِ فاروقؓ کو آتے دیکھا تو آقا ﷺ کو اس بات کی اطلاع پہنچائی ۔حضور ﷺ کے چچا سیدنا حضرت حمزہؓ جو کہ اسوقت آقا ﷺ کے پاس موجود تھے انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق سنا تو فرمایا کہ عمر کو آنے دو اگر تو وہ بھلائی کے ارادے سے آیا ہے تو اسکے ساتھ بھلائی ہی ہو گئی اور اگر کسی برائی کے ارادے سے یہاں آیا ہے تو میں اس کا سر قلم کردوں گا۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ جس وقت دارِارقم میں داخل ہوئے تو آقا ﷺ نے آپؓ کا دامن پکڑ کر فرمایا عمرؓ !کیا ارادہ لے کر آئے ہو؟آپؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ !اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر خدمت اقدس ہوا ہوں ۔آقا ﷺ نے آپؓ کی بات سن کر نعرہ تکبیر بلند کیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جواب میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا جس سے کوہِ صفا کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو ابو جہل کے گھر جا کر فرمایا میں تمہیں بتانے آیا ہوں کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اگر اب تم نے آقا ﷺ کے بارے میں کچھ غلط کیا یا کہا تو مجھ سے برا کچھ نہ ہوگا۔آپؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد آقا ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ !جب ہمارا دین برحق ہے اور مشرکین باطل ہیں تو پھر ہم اس دین

کو پوشیدہ رکھ کر کیوں عبادت کرتے ہیں آپ ﷺ مجھے اجازت دیجیے رب کعبہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اسلام قبول کرنے سے پہلے میں کفریہ مجالس میں بھی اعلانیہ شرکت کرتا تھا اب میں دین اسلام کی محافل کا خوب چرچا کروں گا اور دیکھوں گا کہ کس میں اتنی جرات ہے کہ وہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف گندی نظروں سے دیکھ سکے۔آ قا ﷺ کی اجازت کے بعد آپؓ خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور مشرکین مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! جو شخص مجھے جانتا ہے اسے خوب معلوم ہے اور جو مجھے نہیں جانتا اسے معلوم ہونا چاہیے میں عمر بن خطاب ہوں اے مشرکین مکہ! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور آ قا ﷺ کی اطاعت اختیار کر لی ہے میں تمہیں آ قا ﷺ کی اطاعت کی دعوت دیتا ہوں اگر تم نے اس دعوت کو قبول کرنے میں سستی دکھائی تو عنقریب میری تلوار تمہاری گردنوں پر ہوگی۔اس اعلان کے بعد آپؓ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد جاری رکھا۔ابن سعد کی روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے اسلام قبول کیا اسکے بعد سے اسلام کو کبھی زوال نہ آیا اور مسلمانوں کو کبھی رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کو بطورِ خلیفہ نامزد کیا حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ اور حضرت طلحہؓ اس وقت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے

پاس تشریف لائے اور دریافت کیا کہ آپؓ نے کس کو خلفیہ نامزد کیا ہے ؟آپؓ نے جواب دیا کہ میں نے عمرؓ کو خلفیہ نامزد کیا ہے دونوں صحابہ کرامؓ نے بیک وقت پوچھا آپؓ ! اپنے رب کو کیا جواب دیں گے ؟فرمایا کیا تم مجھے اللہ پاک سے ڈراتے ہوبے شک میں اللہ اور عمرؓ کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں ، میں کہوں گا کہ میں لوگوں میں سے بہترین کو خلیفہ مقرر کرکے آیا ہوں ۔ منصب خلافت سنبھالتے وقت آپؓ کی عمر مبارک قریباً باون سال تھی ۔آپؓ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے فوجی معاملات اور عراق کی مہم کی جانب اپنی توجہ مبذول فرمائی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو کمانڈر انچیف کے عہدے سے ہٹا کر حضرت عبیدہ بن الجراحؓ کو کمانڈر انچیف مقرر کیا۔تاریخ اسلام میں کوئی بھی شخص حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے پایہ کا فاتح نہیں ہوآپؓ کی فتوحات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؓ کے دور خلافت میں چھتیس سو علاقے فتح ، نو سو ۹۰۰ جامع مساجد اور چار ہزار ۴۰۰۰ عام مساجد تعمیر ہوئیں ۔آپؓ کے دورِ خلافت میں مفتوح علاقوں کا کل رقبہ بائیس لاکھ مربع میل ہے ۔آپؓ کے ساڑھے دس سالہ دورِ حکومت میں کئی بڑے علاقے اور ملک فتح ہوئے ۔آپؓ کی بہترین جنگی حکمت عملی کے باعث مسلمان ملک عرب سے باہر نکل کر ایک بڑے حصے پر قابض ہوئے اور اسلام کا جھنڈا لہرایا۔خلافت کا آغاز حضور نبی کریم کے دنیا سے ظاہراً پردہ فرمانے کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے خلفیہ بنتے ہی شروع ہوگیا تھا مگر انتظامی امور جن کے لئے محکموں کا قیام ضروری تھا وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں معرضِ وجود میں نہ آسکے کیونکہ اسکی

بڑی وجہ یہ تھی کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ جب خلفیہ مقرر ہوئے تو اس وقت مختلف فتنے برپا ہو گئے جن میں نبوت کے جھوٹے دعویدار، منکرین زکوٰۃ وغیرہ جس کی وجہ سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے اُمت کی یکجہتی کے لئے ان کے خلاف جہاد شروع کیا اور آپؓ کے مختصر دورِ خلافت میں ان تمام فتنوں کا سدِ باب کیا گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں مجلس شوریٰ قائم کی گئی۔ آپؓ نے ملک کو آٹھ صوبوں میں تقسیم فرمایا جن کے نام یہ مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر اور فلسطین ہیں۔ صوبوں کے انتظامی امور کو چلانے کے لئے گورنر مقرر کیے اور گورنر کی مدد کے لئے دیگر عہدیدار مقرر کئے گئے جن کی تفصیل یہ ہے۔ صاحب بیتُ المال (وزیر خزانہ) قاضی جس کا کام ہر قسم کے مقدمات کا فیصلہ کرنا تھا) صاحب احداث (پولیس کا اعلیٰ افسر) صاحب الخراج (محکمہ زکوٰۃ کا انچارج) کاتب دیوان (فوجی دفتر کا منشی) کاتب (جو گورنر کی خط وکتابت کرتا) آپؓ کی جانب سے حکومت کے تمام عہدیداروں کو تنخواہ دی جاتی تھی تاکہ وہ حکومتی کام کے علاوہ کوئی اور کام نہ کریں۔ آپؓ کے دورِ خلافت میں بیت المال کا قیام ۱۵ ہجری معرض وجود میں آیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ آٹھ لاکھ درہم لے کر حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اتنی کثیر رقم چونکہ فوری طور پر خرچ نہیں کی جا سکتی تھی اس لئے حضرت عمر فاروقؓ نے اس رقم کو اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت عمر فاروقؓ اس رات کو سو نہ سکے بلکہ سوچتے رہے اتنی بڑی رقم کا کیا مصرف ہونا چاہیے۔ نمازِ فجر کے وقت آپؓ کی

بیوی نے آپؓ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ تھی کہ آپؓ رات بھر سو نہ سکے ؟آپؓ نے فرمایا کہ میرے پاس لوگوں کی امانت موجود تھی اور اتنا مال دین اسلام کے بعد کبھی بھی ہمارے پاس نہیں آیا مجھے خطرہ تھا کہ کہیں میں مر جاؤں اور یہ مال میرے پاس رہ جائے ۔اس کے بعد آپؓ نے صحابہ تمام اکابر صحابہؓ کو اکٹھا کیا اور ان سے رائے طلب فرمائی کہ اس رقم کا کیا کرنا چاہیے ؟کیا میں لوگوں کو ناپ تول کر کے ساری تقسیم کر دوں ۔تمام اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ایسے مت کیجیے لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے اور مال کثیر ہوتا رہے گا آپؓ لوگوں کو لکھ کر دیجیے پس جب کبھی لوگ زیادہ ہوں اور مال زیادہ ہو تو آپؓ اسی تحریر کے مطابق ان کو دیتے رہیئے گا آپؓ نے فرمایا کہ پھر میں اس کی تقسیم حضور ﷺ کے خاندان سے شروع کروں گا اور اس کے بعد حضرت سیدا بو بکر صدیقؓ کا خاندان اور پھر ترتیب سے چنانچہ رجسٹر تیار کیا گیا جس میں بنی ہاشم ،پہلے ،بنی مطلب دوسرے ،بنی عبد شمس تیسرے ،بنی نوفل چوتھے بنی عبد مناف پانچویں ،بن عبد شمس چھٹے اور اسی طرح باقی ترتیب بنائی گئی ۔آپؓ نے بیت المال کے قیام کے بعد تمام صوبوں کے گورنروں کو ہدایت کہ وہ اپنے مصارف کے لئے رقم نکال کر بقایا رقم اور مال مرکزی بیت المال کو روانہ کر دیا کریں ۔ایک مرتبہ صدقے کے کچھ اونٹ بیت المال میں آئے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کو بلا بھیجا تا کہ ان کے کوائف تیار کیے جائیں اس دوران آپؓ خود دھوپ میں کھڑے ہو کر ان اونٹوں کے رنگ عمر اور حلیہ ،

لکھواتے رہے۔آپؓ نے بیت المال کے لئے عمارت تعمیر کروائیں جن کو مسجدوں سے ملحقہ رکھاگیاتاکہ مسجدوں میں ہروقت لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے چوری کاامکان نہ رہے بیت المال میں آمدنی کے ذرائع جووضع کئے گئے تھے۔خراج بیت المال میں آمدنی کاسب سے بڑاذریعہ خراج تھااللہ پاک نے جس وقت اسلام کوملک عرب سے باہر فتح دینی شروع کی تولشکراسلام کے سپاہیوں نے تقاضاکیاکہ مفتوحہ علاقوں کی زمینیں ان میں تقسیم کردی جائیں آپؓ نے ان کی اس تجویز کورد کیااورحکم جاری کیاکہ زمینیں ان کے سابقہ مالکوں کے پاس ہی رہیں گی اوران پر ٹیکس کانظام نافذکیاجائے گاجس پرزمینوں کے مالک سالانہ رقم کی ادائیگی کریں گے۔بیت المال کی آمدنی کاایک اورذریعہ جزیہ تھا جولشکراسلام لوگوں کوامان دینے کے سلسلے میں وصول کرتاتھا۔مسلمانوں کی ملکیت میں جوزمینیں تھیں آپؓنے ان پرخراج کی بجائے عشرکانظام رائج کیاجس کے مطابق وہ اپنی پیداوارکادسواں حصہ بیت المال میں جمع کروانے کاپابند تھا۔عشورکانظام جوآپؓ کی ایجاد تھی۔کوئی مسلمان تاجراپناسامانِ تجارت دوسرے ملک لے کرجائے گاتووہ پہلے اپنے مال کادس فیصد ٹیکس اورجو دوسرے ممالک سے اپنے سامانِ تجارت فروخت کرنے والے تاجر بھی اپنے مال کادس فیصد ٹیکس بیت المال میں جمع کروائے گا۔زکوۃ، صدقات،مال غنیمت وغیرہ۔آپؓ نے بیت المال کے اخراجات کے لئے مدارج مقررفرمائے جن کے تحت بیت المال کی رقوم کوخرچ کیاجاتارہا۔بنوہاشم کے ہرفردکے لئے سالانہ ۵۰۰ہزاردرہم،حضرت سیدناعباسؓ کے

لئے سالانہ ۴۰۰۱ہزار درہم ،اصحاب بدر کے لئے سالانہ ۵۰۰۰ہزار درہم ،ہر انصاری کے لئے سالانہ ۴۰۰۰ہزار درہم، مہاجرین حبشہ کے لئے سالانہ ۴۰۰۰ہزار درہم ،اسامہ بن زیدؓ کے سالانہ ۴۰۰۰ہزار درہم، حضرت عبداللہؓ کے سالانہ ۳۰۰۰ہزار درہم،ازواج مہاجرین وانصار کے لئے سالانہ ۲۶۰۰ سو درہم ،اہل مکہ کے لئے سالانہ ۸۰۰ سو درہم، حضرت صفیہ بن عبدالمطلب کے لئے سالانہ ۶۰۰۰ہزار درہم ،ہر معصوم بچے کا سالانہ وظیفہ ۱۰۰سو درہم بچے کا بالغ ہونے پر سالانہ وظیفہ ۵۰۰ سو درہم اس کے علاوہ تمام وہ لوگ جو کسی نہ کسی طرح حکومتی کام میں مددگار تھے اور حکومت کے ملازم تھے ان کی تنخواہیں بھی ان کے کام کے حساب سے مقرر کی گئیں۔لوگوں کی تجویز پر آپؓ کے لئے بیت المال سے وظیفہ لینے کی تجویز پیش کی گئی تھی جو وظیفہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے لئے مقرر تھا آپؓ نے وہی وظیفہ اپنے لئے مقرر کیا۔بعد میں تمام اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے متفقہ طور پر اضافہ کی منظوری دے دی۔غیر مسلموں کے لئے وظائف مقرر کئے گئے۔آپؓ نے بیت المال کی اضافی رقم سے بہت سے تعمیرات بھی کروائیں جن میں سب سے اہم سڑکوں کی تعمیر ہے تاکہ لوگوں کو آمدورفت میں آسانی ہو اس مقصد کے لئے سڑکوں کا جال بچھایا گیا۔پُل تعمیر کئے گئے اور چوکیاں قائم کی گئیں ۱۷ہجری میں حرمین شریفین کے درمیان سڑک کا کام مکمل ہوا جہاں ہر منزل پر ایک فوجی چوکی قائم کی گئی سرائے بنائی گئیں ،ہر منزل پر پانی کا انتظام کیا گیا، جس کے لئے کنویں اور چشمے تعمیر کئے گئے۔آپؓ کے دورِ خلافت میں فتوحات کا دائرہ وسیع

ہوااور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تو ہر سال حج کرنیوالے زائرین کی تعداد میں بھی اضافہ ہونے لگا جس کے باعث بیت اللہ شریف کی توسیع ناگزیر ہو گئی آپؓ نے ۱۷ ہجری میں بیت اللہ شریف کے گردو پیش کے مکانات خرید کر گرادیئے اور اس جگہ کو بیت اللہ شریف کے صحن میں شامل کرکے چاردیواری تعمیر کروادی۔ اسی طرح ۱۷ ہجری میں مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کا حکم دیا۔ قحط سالی میں پریشانی سے بچنے کے لئے غلہ کے گودام تعمیر کروائے جس میں سرکاری غلہ کو محفوظ رکھا جاتا۔ آپؓ نے سیلابی پانی کو شہروں میں داخل نہ ہونے کے لئے دریاؤں پر بند تعمیر کروائے تھے۔ آپؓ نے مہمان خانوں کی تعمیر کروائی۔ تاکہ دوسرے شہروں سے آئے ہوئے مسافروں کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔ آپؓ نے باقاعدہ فوج کا محکمہ قائم کیا جس میں باقاعدہ لوگوں کو بھرتی کیا گیا ان کی تنخواہیں مقرر کی گئیں تاکہ بوقت ضرورت اس بات کا انتظار نہ کرنا پڑے کہ لوگ جمع ہوں اور جہاد شروع کیا جاسکے۔ اس کے بعد دیگر علاقوں میں فوجی مراکز قائم کئے گیے اسلامی مملکت کے مختلف حصوں میں چھاؤنیوں کی تعمیر کی گئی۔ آپؓ نے فوج کی آسانی کے لئے بہت سے انتظامات کیے۔ آپؓ نے اپنے دورِ خلافت میں تعلیم کے لئے بھی باقاعدہ ایک محکمہ قائم کیا۔ آپؓ نے نصابِ تعلیم میں قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم اور حفظ قرآن، عربی لغت اور عربی ادب کی تعلیم کو بصابِ تعلیم کا جزو بنایا۔ رفتہ رفتہ جب نظام تعلیم چل پڑا تو آپؓ نے نظام تعلیم میں حدیث وفقہ کی تعلیم اور فن وکتابت کو بھی اس نصاب کا حصہ بنادیا اس کے علاوہ ہر طالب

علم کو نیزہ باری، شمشیر زنی، تیر اندازی، نشانہ بازی اور شہسواری کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔آپؓ نے نظام تعلیم کو روانی سے چلانے کے لئے ان اساتذہ کا بندوبست کیا جو کہ حفاظ تھے، مفسر تھے، محدث تھے ،فقیہہ تھے،ادیب تھے ، مجاہد تھے اور خاص کر بارگاہ نبوی ﷺ سے فارغ التحصیل تھے۔آپؓ نے ان اساتذہ کی معقول تنخواہیں مقرر کیں تاکہ وہ دلجمعی سے طلباء کو تعلیم دے سکیں۔آزاد عدلیہ کا قیام بھی آپؓ کے دور خلافت کا بڑا کارنامہ تھا۔آپؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ہجری سال کا آغاز کیا۔آپؓ نے اپنے دور خلافت میں دین کی اشاعت کے لئے بڑھ چڑھ کر کام کیا۔

شہادت

مدینہ منورہ میں مغیرہ بن شعبہ کا ایک نصرانی غلام فیروز ابولولو رہتا تھا جو کہ نہاوند کے معرکہ میں قید ہو کر مدینہ منورہ میں لایا گیا تھا۔ایک دن فیروز ابولولو امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا ہے کہ میرا آقا مجھ سے زیادہ محصول وصول کرتا ہے۔امیر المومنین نے اس سے محصول کی رقم دریافت کی تو اس نے کہا کہ دو درہم روزانہ ،امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کام کیا کرتے ہو؟اس نے کہا کہ امیر المومنین میں نقاشی اور نجاری کا کام کرتا ہوں ۔آپؓ نے فرمایا کہ ان ہنروں کے آگے یہ رقم زیادہ نہیں۔فیروز ابولولو نے جب یہ سنا تو وہ

امیر المومنینؓ سے دل میں بغض رکھنے لگا۔ذی الحجہ ۲۳ ہجری نماز فجر کے وقت جب تمام مسلمان مسجد نبوی ﷺ میں نماز کے لئے جمع ہوئے تو فیروز ابولولو ایک تیز دھار خنجر لے کر مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوا۔امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نماز فجر کے وقت تشریف لائے اور نماز کے لئے صفیں درست کروانے لگے ۔جب آپؓ صفیں درست کروانے کے بعد امامت کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہہ کر نماز شروع کی
تو فیروز ابولولو اس دوران نمازیوں کی صفیں چیرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور آپؓ پر یکے بعد دیگرے چھ وار کئے جن سے ایک وار زیر ناف لگا جس سے آپؓ نڈھال ہو گئے ۔آپؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو پکڑ کر امامت کے لئے آگے کیا اور آپؓ بے ہوش گئے ۔فیروز ابولولو نے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ پر حملہ کرنے کے بعد بھاگنے کی کوشش کی اور جب لوگوں نے اسے پکڑ لیا تو فیروز ابولولو نے اپنے ہی خنجر سے خود کشی کر لی
۔نماز فجر ادا کرنے کے بعد امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کو گھر لایا گیا۔آپؓ نے ہوش میں آتے ہی پوچھا میرا قاتل کون ہے ؟آپؓ کو بتایا گیا کہ فیروز ابولولو اور اس نے اپنے خنجر سے خود ہی خود کشی کر لی ہے ۔آپؓ نے اللہ رب العالمین کا شکر ادا کیا کہ میرا قاتل کوئی مسلمان نہیں ہے اس دوران طبیب کو بلایا گیا جس نے آپؓ کو دودھ اور نبیذ پلایا جو کہ زخم کے راستے سے باہر نکل آیا۔آپؓ کی حالت آہستہ آہستہ مزید خراب ہونے لگی ۔آپؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اُم المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے پہلو میں سپرد خاک ہونے کی اجازت مراحمت فرمادیں ۔حضرت

عبداللہ بن عمرؓ جب اُم المومنین سیدتناحضرت عائشۃ الصدیقہؓ کے پاس پہنچے اوران سے امیرالمومنین حضرت سیدناعمر فاروقؓ کی خواہش کااظہارکیاتواُم المومنین سیدتناحضرت عائشۃ الصدیقہؓ نے فرمایایہ جگہ تومیں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن میں حضرت سیدناعمرفاروقؓ کی ذات کوخودپرترجیح دیتی ہوں اوریہ جگہ ان کوعطاکرتی ہوں ۔امیرالمومنین حضرت سیدناعمرفاروقؓ کوجب بتایاگیاکہ اُم المومنین سیدتناحضرت عائشۃ الصدیقہؓ نے جگہ مرحمت فرمادی ہے توآپؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ عمرؓ سے فرمایاکہ میرے سرکے نیچے سے تکیہ ہٹادوتاکہ میں اپناسرزمین سے لگاسکوں اوراللہ پاک کاشکراداکروں۔

آپؓ نے بوقت وصال اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہاکہ دیکھومیراوپربیت المال کاکتناقرض ہے ؟حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایاکہ چھیاسی ہزارآپؓ نے فرمایاکہ تم میراتمام مال فروخت کرکے بیت المال میں جمع کرادینااوراگریہ رقم ناکافی ہوتوپھراپنے مال سے اسکوادا کرنااوراگرپھربھی ناکافی ہوتوبنی عدی بن کعب سے لے لینااوراگرپھربھی یہ قرضہ پورانہ ہوتوقریش سے قرضہ کی ادائیگی کاسوال کرنااوران کے علاوہ کسی سے نہ کہنا۔

جب آپؓ کے وصال کاوقت قریب آیاتوصحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے آپؓ سے خلفیہ کی نامزدگی کامطالبہ کیاآپؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایاکہ تم جاکر حضرت

عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو بلالاؤ۔جب یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حاضرِ خدمت ہوئے تو آپؓ نے فرمایا کہ میں خلافت کا امر تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے وصال کے وقت تم سب سے راضی تھی ۔اس لئے میں یہ امر تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تم خود میں سے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کرلو۔آپؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا !جب میں مرجاؤں تو میری آنکھیں بند کردینا اور میرے کفن میں میانہ روی اختیار کرنا اور اسراف نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول ہوا مجھے دنیا سے بہتر کفن مل جائے گا اور اگر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوا تو یہ کفن میرے پاس نہیں رہے گا اور مجھ سے چھین لیا جائے گا۔ میری قبر کو زیادہ لمبی اور چوڑی نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ پاک کے نزدیک معتبر ہوا تو وہ میری قبر کو حد نگاہ وسیع کردے گا ورنہ میری قبر جتنی مرضی چوڑی ہو وہ اتنی تنگ کردی جائیگی کہ میری پسلیاں ٹوٹ جائیں ۔آپ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو زخمی ہوئے تھے ۔آپؓ کا وصال یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری بروز ہفتہ کو ہوا۔ (اِنَّاللّٰہِ وَاِنَّااِلَیہِ رَاجِعُون) وصال کے وقت آپؓ کی عمر مبارکہ قریباً برس تھی ۔آپؓ کو امیرالمومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں دفن 63 کیا گیا۔آپؓ کو بیری کے پتوں میں ابلے ہوئے پانی سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔آپؓ کی نمازہ جنازہ حضرت صہیب رومیؓ نے پڑھائی جو کہ نبی کریم

رؤف رحیم ﷺ کے منبر اور مزار کے درمیان ریاض الجنتہ میں ادا کی گئی جبکہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ، حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خداؓ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپؐ کے جسم مبارکہ کو قبر مبارک میں اتارا۔ اللہ رب العزت ہم سب کے صغیرہ کبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے بروز قیامت آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

معاشرے کی تباہ و بربادی کا باعث نااہل لوگوں کی اہم عہدوں پر تعیناتی

اسلام امن وسلامتی اور محبت ومروت کادین ہے۔اسلام نے جہاں زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ضابطہ حیات دیاہے۔وہاں معاشرے کی اجتماعیت کے تحفظ کا بھی اہتمام کیاہے۔آج مسلمان دین اسلام کی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے دن بدن پستی کی طرف چلے جارہے ہیں۔انسانی معاشرے میں کہیں بھی سکون نظرنہیں آرہا۔کیونکہ اس پُرفتن دور میں کوئی شخص اپنی اولاد کی وجہ سے پریشان نظرآتاہے توکوئی شخص ملک میں روزبروزبڑھتی ہوئی ،مہنگائی،خونریزی، دنگہ فساد، قتل وغارت سے پریشان ہے۔ جبکہ ہرمحب وطن دہشت گردی جیسے کافرانہ فعل کی وجہ سے پریشان ہے۔کیونکہ ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی (خودکش حملوں اوربم دھماکوں) نے پاکستان میں بسنے والے توکیااوورسیزپاکستانیوں کاسکون بھی تباہ وبرباد کررکھاہے۔اوورسیزپاکستانی بے چارے اپنے ملک میں سہولیات نہ ملنے کی وجہ سے دوسرے ملکوں کارُخ کرتے ہیں وہاں جاکرمحنت مزدوری کرکے اپنے بال بچوں،ماں باپ اوربہن بھائیوں کاپیٹ پالتے ہیں۔لیکن جب ملک پاکستان کے حالات میڈیاپردیکھتے ہیں یاسنتے ہیں توان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اس وقت دہشت گردی کی وجہ سے پاکستان میں نہ کوئی اہم شاہراہ،گلی، محلّہ ،بازار، عوامی وحکومتی دفاتر بلکہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ اب تواللہ کے گھریعنی مساجد بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں۔مسلمان اللہ کے گھرمیں عبادت کے لئے

جاتے ہیں۔دورانِ عبادت کچھ لعین وہاں پر بم بلاسٹ کردیتے ہیں۔جس سے کئی انسانی جانیں موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں۔جبکہ کچھ لوگوں کے اعضاء ضائع ہوجاتے ہیں ۔جو عمر بھر کے لئے معذور ہوجاتے ہیں۔بچے،بوڑھے،مرد وزن پر ایسا ظلم کیا جارہا ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی خطے میں نہیں ملتی۔افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مرنے والے تو مسلمان ہوتے ہیں اور بم بلاسٹ کرنیوالوں نے بھی اپنے اوپر اسلام کا لبادہ اوڑھا ہوتا ہے۔جس سے وہ خود کو سچا اور پکا مومن کہلواتے ہیں۔حالانکہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ایسے کافرانہ فعل کے مرتکب ظالم لوگ مسلمان نہیں بلکہ شیطان لعین کے پیروکار ہیں۔جو غیر ملکی ایجنڈوں پر عمل پیرا ہو کر انسانیت کا خاتمہ کررہے ہیں۔ان لعین ظالموں نے وطن عزیز کے باسیوں کا سکون تباہ وبرباد کر رکھا ہے۔دوسرے ملکوں میں رہائش پذیر پاکستانیوں کو جب ایسے واقعات کا پتہ چلتا ہے تو ان پر کیا گزرتی ہوگی؟۔

محترم قارئین کرام! حالانکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمان وہی شخص ہے جس کے ہاتھوں مسلم وغیر مسلم سب بے گناہ انسانوں کے جان ومال محفوظ رہیں۔کیونکہ انسانی جان کا تقدس وتحفظ شریعت اسلامی میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔اسلام صرف مسلم ریاست کے مسلمان شہریوں کے جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کی ہی ضمانت نہیں دیتا بلکہ غیر مسلم شہریوں اور معاہدین کی عزت وآبرو اور جان ومال کو بھی برابر تحفظ دیتا ہے۔اسی لئے مسلم ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھانا،اس کے

نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کرنے اور اس کے خلاف اعلان جنگ کرنے کی بھی دینِ اسلام میں سخت ممانعت ہے۔آج کل دہشت گرد جس بے دردی سے خودکش حملوں اور بم دھماکوں سے گھروں، بازاروں عوامی وحکومتی دفاتر اور مساجد میں بے گناہ، مسلمانوں کی جانیں لے رہے ہیں وہی صریحاً کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں۔دنیا وآخرت میں ان کے لئے ذلت ناک عذاب کی وعید ہے۔

آج کے مسلمان عیش وعشرت کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔حالانکہ مسلمانوں کا کام تھا کہ شیطانی چکر سے نکل کر یہ فانی زندگی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت وفرماں برداری میں گزارتے۔تاکہ ہم دین دونیا میں کامیاب وکامران ہوجاتے۔دین اسلام نے جن چیزوں سے ہمیں منع کیا ان سے ہم باز نہیں آئے۔اس پُرفتن دور میں قتل غارت، شراب نوشی، زناکاری، جھوٹ، چغلی، غیبت، ناپ تول میں کمی، لین دین میں دھوکہ بازی، فراڈ وغیرھما ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکے ہیں۔جس وجہ سے مسلمان دن بدن پستی کی طرف جارہے ہیں۔ذلت ورسوائی ہمارا مقدر بن گئی ہے۔جگہ جگہ یہودی لابی طاغوتی قوتیں آپس میں متحد ہوکر مسلمانوں پر ظلم وستم کررہی ہیں۔حکمران وقت خاموش تماشائی کا کردار ادا کررہے ہیں۔جن ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر ہونے چاہیے تھے ان کے ساتھ ہمارے تعلق استوار نہیں اور جو انسانیت اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں ان کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر ہیں۔ہمارے حکمران بھی ایسے ظالم حکمرانوں کے ساتھ عوام کے پیسہ سے سرکاری دورے کرکے ملاقاتیں کرتے ہیں

۔ حالانکہ جو مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں وہ مسلمانوں کے لئے کونسا اچھا کارنامہ سرانجام دیں گے ۔ ہمارے حکمران بھی سادہ دل عوام کو سہانے خواب دکھاکے دھوکے میں لے کر اپنا وقت پورا کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشمن دشمن ہوتا ہے ۔اس سے ہمیں دور رہنا چاہیے تھا۔ سربراہان قوم کا یہ اوّلین فریضہ تھا کہ ملک میں امن وقیام قائم کرتے ۔ وطن عزیز کے باسیوں کو ہر طرح کی سہولیات فراہم کرتے ۔ لیکن یہاں پر معاملہ بھی عجیب ہے۔ غریب اور امیر کے لئے الگ الگ قانون ہے ۔ایک آدمی
اگر چوری، ڈاکہ، زناکاری، قتل وغارت کرتا ہے تو قانون کے رکھوالے اسے بَری (رہا) کر دیتے ہیں۔ وقت کے کچھ علماء ایسے شخص کو شہید قرار دیتے ہیں۔ غریب جس کے ساتھ ظلم عظیم ہوتا ہے وہ فریادیں کرکے زندگی سے تنگ آ کر زندگی کی بازی بھی ہار جاتا ہے ۔ایسے دگرگوں حالات کی وجہ سے خودکشی کے ہزاروں واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ جس کو اپنا حق نہیں ملتا وہ خودسوزی پر آجاتا ہے جب وہ خودسوزی کر لیتا ہے تو حاکم وقت ان کے لواحقین کو انصاف فراہم کرنے کے لئے میدان میں آجاتا ہے ۔اب حق دلوانے کا کیا فائدہ کہ جب وقت تھا تو قانون کے رکھوالے اس کی فریاد سننے کو تیار نہیں تھے ان کو اتنی غیرت نہیں آئی کہ ہماری ماں، بہن، بیٹیوں نے عدالت میں انصاف کے لئے جھولی پھیلائی ہوئی ہیں تو ہم اس کو انصاف فراہم کریں لیکن جب وہ زندگی کی بازی ہار گیا تو اب اس کے لواحقین کو پورا پورا انصاف فراہم کیا جائے گا۔ جس ملک میں قانون کی ایسی حالت ہو وہاں پر لوگ زندگی کیسے بسر کریں۔ مہنگائی کی وجہ سے لوگوں کو دو وقت کی روٹی نصیب

نہیں ۔بے چارے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں ۔حکمران عیش و عشرت سے اپنے ایوانوں میں بیٹھے ہیں ۔عوام کے پیسہ سے ہر قسم کی سہولت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

معزز قارئین کرام ! ایک دن حضرت ابوذرؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں کوئی اہم ذمہ داری کا عہدہ عطاء کیا جائے ۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوذرؓ تم ضعیف آدمی ہو اور اہم منصب اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو لوگ اس ذمہ داری کو پورا نہیں کر سکتے وہ قیامت کے دن ذلیل و خوار ہوں گے ۔ سوائے اس شخص کے جس نے امانت کا پورا حق ادا کر دیا۔ (مسلم شریف) اس حدیث شریف کے تناظر میں ذرا وطن عزیز پاکستان کی موجودہ صورت حالِ کا جائزہ لیں تو آپ پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔ کہ ان دگرگوں حالات کی بنیادی وجہ نااہل لوگوں کی اہم عہدوں پر تعیناتی ہے جو اس ''بارِ امانت'' کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے ۔جب پاکستان کی پہلی کابینہ کا اجلاس تھا۔اس اجلاس میں قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ بھی موجود تھے ۔اے ڈی سی گل حسن نے قائدِ اعظمؒ سے پوچھا۔ سر اجلاس میں چائے تقسیم کی جائے یا کافی ؟ قائدؒ نے چونک کر سر اٹھایا۔ یہ لوگ گھروں سے چائے ،کافی پی کر نہیں آئے ۔اے ڈی سی گھبرا گئے ۔ قائدؒ نے کہا جس وزیر نے چائے ،کافی پینی ہے وہ گھر سے پی کے آئے یا پھر واپس گھر جا کر پیئے۔ قوم کا پیسہ قوم کی امانت ہے یہ وزیروں کے لئے نہیں ۔۔۔آج کل وزیروں کی چائے کے ساتھ ساتھ اور کتنی فرمائشیں ہوتی ہیں جنہیں پورا کیا جا رہا ہے ۔وزیر، مشیر اسمبلیوں میں بیٹھ کر عیاشیاں

کر رہے ہیں ۔ غریب عوام بھوک ، پیاس، کپڑا، مکان ، روٹی کو ترس رہی ہے
۔امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں قحط پڑا تو آپؓ نے زیتون کا تیل
اور پھل اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لئے بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے آپؓ لاغر ہو گئے ۔ کئی
صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اصرار کیا مگر قربان جاؤں امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ
نے قحط کے خاتمے تک زیتون اور پھل کھانے سے انکار کر دیا۔ اللہ پاک وطن
عزیز پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے۔ ملک پاکستان میں نظام
مصطفیٰ ﷺ برپا کرنیوالا حکمران عطا فرمائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد نصیب
فرمائے۔ کفار و مشرکین، منافقین، حاسدین کا منہ کالا فرمائے ۔ حضور ﷺ کے غلاموں
کا دونوں جہانوں میں بول بالا فرمائے

ہم اور ہمارا نظامِ تعلیم

جس کی مثال دنیا کی کسی خطے میں نہیں ملتی۔

دینِ اسلام میں علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ کتاب وُرشد وہدایت قرآن حکیم کا آغاز علم کی عظمت سے بیان ہوا ہے۔ میرے آقا ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے۔ ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔ بابِ شہر علم وحکمت حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ کا قول ہے۔ ''علم مال سے بہتر ہے۔ کیونکہ علم انسان کی حفاظت کرتا ہے اور انسان مال کی، علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ، مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ بابِ مدینۃ العلم حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

رضینا قسمۃ الجبارِ فینا
لنا علم'' وللجھالِ مال
فان المال ینفیٰ عنقریب
وان العلم یبقیٰ لاینزال

ترجمہ: ہم اپنے متعلق خدائے جبار کی اس تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمارے لیے علم اور جاہلوں کے لئے مال۔

بیشک مال عنقریب ختم ہو جائے گا اور علم کبھی ختم نہ ہوگا۔
علم کا حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ کیونکہ علم ایک بہت بڑی دولت اور عظیم نعمت ہے۔ علم دل کی زندگی اور آنکھوں کا نور ہے۔ علم ذریعہ معرفتِ الٰہی اور وصف الوہیت ہے۔ درحقیقت میں یہ بات تو روزِ روشن کی طرح ہر کسی پر عیاں ہے کہ قوموں کے عروج و زوال میں تعلیم ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کرتی ہے۔ تاریخِ انسانی اس بات کی شاہد ہے کہ کوئی بھی قوم اقوامِ عالم پر اس وقت تک حکمرانی کرتی ہے جب تک اس کو دوسری قوموں پر تعلیم کے میدان میں برتری رہتی ہے۔ آج کے دور میں امریکہ اور یورپ تعلیم کے لحاظ سے ایشیاء اور افریقہ سے آگے ہیں۔ اور یہ اُس وقت تک ہم پر مسلط اور حکمرانی کرتے رہیں گے جب تک وہ تعلیم کے لحاظ سے ہم سے آگے رہیں گے ۔ دوسری طرف دنیا کے تمام ممالک ترقی کے لئے تعلیم پر زور دے رہے ہیں۔ یہ صرف ایک وطنِ عزیز پاکستان ہے جہاں تعلیم کے شعبے کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا خواب پڑھا لکھا پنجاب یہ صرف خواب ہی بن کر رہ گیا ہے۔ درحقیقت آنیوالے وقت میں کوئی امکان بہتری کے نظر نہیں آ رہے۔ پاکستان کا نظام تعلیم جیسا نظام تعلیم دنیا کے کسی خطے یا کونے میں نظر نہیں آتا۔ وطنِ عزیز پاکستان کا نظامِ تعلیم کی حالت زار دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اُمید تو کافی ہے کہ میری بات سے ہر آدمی اتفاق کریگا کہ وطنِ عزیز پاکستان میں ہر وقت نظام تعلیم کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے طرح طرح کی پالیسیاں بنتی

رہتی ہیں ۔ہر پالیسی کے وقت قوم کو یہ سرسبز سہانا خواب دکھایا جاتا ہے ۔کہ اس پالیسی کے بعد وطنِ عزیز پاکستان میں سو فیصد خواندگی کا ہدف حاصل کر لیا جائے گا۔ لیکن جب وہ پالیسی نافذ العمل ہوتی ہے چار دن تو کامیابی نظر آتی ہے لیکن جوں دن گزرتے جاتے ہیں پت جھڑ کے موسم میں جس طرح درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں اسی طرح یہ پالیسی ناکام ہوتی جاتی ہے ۔اس لئے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لئے حکمرانوں کو ایسی پالیسی وضع کرنی چاہیے جس سے سب کو اتفاق ہو اور اس بات کا بھی عہد کیا جائے کہ اس پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے ہم سب نے اپنا فرض ادا کرنا ہے اور اس پالیسی سے جب تک فائدہ حاصل ہوتا رہے گا اسی کو لاگو رکھنا ہے ۔وطنِ عزیز پاکستان میں جو پالیسی نافذ العمل کی جاتی ہے نئی آنیوالی حکومت اس پالیسی کو ٹھوکر مار کر اپنی طرف سے نئی پالیسی نافذ العمل کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔اس سے نہ صرف قوم کا بلکہ وطنِ عزیز پاکستان کا بھی نقصان ہوتا ہے ۔ پچھلی پالیسی ابھی مکمل نافذ العمل نہیں ہوتی کہ نئی حکومت آ کر اپنی پالیسی نافذ کر دیتی ہے ۔چند دن گزرتے ہیں تو نئی حکومت آ جاتی ہے وہ اپنی پالیسی نافذ کر دیتی ہے اسی طرح ہوتا رہا تو وطنِ عزیز پاکستان کا نام تعلیم کے شعبہ میں صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں تعلیم کو بھی فرد کی معاشی حالت کے لحاظ سے مختلف درجوں میں بانٹ دیا گیا ہے ۔ آج ملکِ پاکستان میں غریبوں اور امیروں کے الگ الگ سکول بن چکے ہیں ۔ قوم کا مقدر لکھنے والوں نے ملک میں تعلیمی اداروں کی اس درجہ بندی کی خلیج کو ختم کرنے کے لئے

کبھی سنجیدہ کوشش نہیں کی بلکہ تعلیم کو بھی طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔ تعلیم کی اس درجہ بندی نے قوم کو بھی مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ نچلے درجے کے لوگوں کے لئے جو سکول بنائے گئے ہیں۔اس سکول میں علم کے چراغ سے درجہ چہارم کے ملازم تیار کیے جا رہے ہیں۔ جو درمیانے درجے کے سکول ہیں ان میں علم کے چراغ سے کلرک اور گریڈ 9 سے لیکر 16 گریڈ کے ملازمین پیدا کیے جاتے ہیں۔ جبکہ وطنِ عزیز پاکستان میں جو انگلش میڈیم کے سکول ہیں ان میں پڑھنے والے بچے سرکاری اور نجی اداروں میں اعلیٰ عہدوں کے اہل سمجھے جاتے ہیں۔ وطنِ عزیز پاکستان میں جتنے بھی نجی ادارے ہیں ان کی فیسیں بھی درجہ بندی کو سامنے رکھ کر مقرر کی گئیں ہیں۔

حکومت تعلیمی تاجروں اور طبقاتی نصاب کے خلاف بے بس نظر آتی ہے۔

اقوامِ پاکستان کے لئے یہ کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ ہمارے ملک کے نجی ادارے جن کی فیسیں کم سے کم 100 روپے سے لیکر 5000 روپے ہیں۔ نجی تعلیمی اداروں کے طلباء کی فیسیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ فیسیوں کی اس درجہ بندی سے ثابت ہوتا ہے کہ جس آدمی کی جتنی استعداد ہو وہ اسی سکول میں اپنے بچوں کو تعلیم کے چراغ سے منور کرے اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ امیر لوگ تو اپنے بچوں کو دوسرے ممالک میں آکسفورڈ اور کیمرج کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے بھیج دیتے ہیں

۔غریب اورمزدور طبقہ کے لوگ اپنے بچوں کواوّل تو تعلیم حاصل کرانہیں سکتے اگر کرائیں بھی تووہ طلباء کسی قابل ہونہیں سکتے کیونکہ انہوں نے تعلیم بھی ایسے سکول میں حاصل کی ہوتی ہے جہاں پر پہلی کلاس سے پانچویں کلاس تک کے بچوں کوزمین پر بٹھا کرایک ہی کلاس روم میں تعلیم دی گئی ہوتی ہے۔اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ وطن عزیز میں ایسے نجی ادارے بھی ہیں جہاں پر کلاسیں دس اور کلاس روم تین چار ہوتے ہیں۔معصوم بچے جو قوم کا مستقبل بنتے ہیں نجی اداروں میں انہیں صبح 8 بجے سے لیکر دوپہر 2.30 بجے تک مرغیوں کی طرح ڈربے میں بند کر رکھا ہوتاہے یہ بات بھی قابل ذکرہے کہ جس ادارے کی جتنی فیس ہوتی ہے وہ اتنی ہی طلباء کو سہولیات فراہم کرتاہے ۔حکومت کے ارباب اختیار دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ بچے قوم کا مستقبل ہیں مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ اس مستقبل کو نجی منافع خوراداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتاہے۔سرکاری ادارے توسرکاری نجی اداروں کے اساتذہ بھی وقت گزار کر چلے جاتے ہیں۔اساتذہ کرام سے میری دردمندانہ اپیل ہے کہ آپ دلجمعی اورخلوص نیت سے اپنافرضِ منصبی ادا کرتے رہیں۔کیونکہ آپ قوم کے مستقبل کے نوجوانوں کے معمار ہیں۔دنیا میں توشاید کوئی آپ سے پوچھے یانہ پوچھے کل بروزِ قیامت توحساب دیناپڑے گا۔اکثر تعلیمی ادارہ جات توغیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔لیکن تعلیم کی طرف یا طلباء کے اخلاق وآداب کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ستم ظریفی یہ ہے کہ کئی سرکاری ادارہ جات ایسے بھی ہیں کہ جہاں طلباء اور سٹاف

کے پینے کے لئے صاف پانی، بجلی، سڑک اور بیت الخلاء جیسی بنیادی سہولیات میسر نہیں ہوتیں۔ وہ بے چارے طلباء اور سٹاف مضر صحت پانی پینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کئی نجی ادارے تو اس سے بھی آگے نکل چکے ہوتے ہیں۔

اب سرکاری اور نجی تعلیمی ادارہ جات میں صرف اور صرف سارا ر ور یونیفارم اور ایک بہت بڑے حجم کے وزنی بستے پر دیا جاتا ہے۔ آج کل تو بچارے کمزور طلباء اپنے بستے اٹھا بھی نہیں سکتے مجبوراً والدین کو اضافی خرچ کرکے ان کو سکول تک پہچانا پڑتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک پہلوان کا کندھا اتر گیا وہ حکیم کے پاس پہنچا تو حکیم صاحب نے کہا ''پہلوان جی آج اپنے زیادہ وزن تو نہیں اٹھالیا؟'' پہلوان نے جواب دیا کہ حکیم صاحب ایسی کوئی بات نہیں آج میں نے غلطی سے اپنے چھوٹے بچے کا بستہ اٹھالیا تھا۔

سرکاری اداروں کے علاوہ تمام نجی اداروں کی اپنی اپنی پالیسی ہوتی ہے۔ جو چاہے سلیبس پڑھائیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اس ستم ظریفی کی وجہ سے ہمارا نظامِ تعلیم طبقات میں بٹ چکا ہے۔ اس لئے حکمرانوں کو چاہیے کہ تمام سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں یکساں نصاب تعلیم رائج کریں تاکہ طلباء طبقاتی تعلیم میں بٹنے کی بجائے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے ملک و قوم کا نام روشن کر سکیں۔ آج کل حکومت پنجاب سرکاری سکولوں کے طلباء کو فری کتب مہیا کرتی ہے

لیکن وہ کتب طلباء اتنی لیٹ ملتی ہیں کہ طلباء کا آدھا سال ضائع ہو جاتا ہے۔ جبکہ پرائیویٹ طلباء کا حال تو اور بھی بدتر ہے۔ تین چار ماہ تک تو مارکیٹ سے کتابیں ایسے غائب ہوتی ہیں جیسے گدھے کے سَر سے سینگ ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ پورا سال گزر جاتا ہے لیکن بعض کتابیں دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوتیں۔ حکومتِ وقت کو چاہیے کہ تعلیمی سال شروع ہونے سے پہلے سرکاری سکولوں اور مارکیٹ میں کتب کی فراہمی کو یقینی بنائے تاکہ طلباء کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی ستم ظریفی یہ بھی ہے کہ جب بچے پورا سال تعلیم حاصل کرتے ہیں بورڈ کے امتحانات میں شمولیت کے لئے داخلہ بھیجنے کا وقت آتا ہے تو داخلہ فیسیں زیادہ ہونے سے طلباء اپنا سال تو سال بلکہ پچھلی محنت بھی ضائع کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ والدین ان کی داخلہ فیس کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے اس لئے حکومت وقت بورڈ کی داخلہ فیسیوں کو نارمل بنائے۔ تاکہ غریب طلباء اور والدین کے لئے یہ داخلہ فیسیں پریشانی کا سبب نہ بنیں۔ حالیہ ہونیوالے میٹرک اور ایف اے کے سالانہ امتحانات 2015 کی فیسیوں کو دیکھا جائے تو انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ حکومت نے عوام کو ریلیف دینے کی بجائے تعلیم کے شعبے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ☆☆☆☆☆

مسلم معاشرہ میں عورت کا کردار

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

آج مملکت خداداد پاکستان کے مختلف علاقوں میں حوا کی معصوم بیٹیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتیوں کے بڑھتے ہوئے واقعات پر اتنی خاموشی کیوں نظر آ رہی ہے ؟حکومت ،سیاسی اور مذہبی جماعتیں اتنی خاموش کیوں ہیں ؟کیا ان عزت کے لٹیروں سے بھی مذاکرات ہوں گے جس طرح انسانیت کے قاتلوں کے ساتھ مذاکرات کی باتیں ہو رہی ہیں ؟آج مسلم معاشرہ میں بھی پائی جانیوالی زمانہ جاہلیت کی ایسی فرسودہ رسومات کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ کیونکہ آقا کی بعثت مبارکہ سے قبل عرب کے لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تھی گویا وہ معاشرے میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا تھا۔اس شرم سے بچنے کے لئے لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے ۔ عرب کے معاشرہ میں عورت کو کوئی عزت و وقار حاصل نہ تھا۔ بلکہ یہاں تک کہ جس گھر میں لڑکا پیدا ہوتا تو خوشی منائی جاتی اگر اسی گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ گھر ماتم کدہ بن جاتا۔آقا کی بعثت مبارکہ کے ساتھ ایک انقلاب آنا شروع ہو گیا۔آقا نے عورت کو معاشرہ میں وہ مقام دلایا جس کی

نظیر کہیں بھی نہیں ملتی۔

آج عالمی سطح پر طاغوتی قوتیں اسلام اور عالمِ اسلام کے خلاف صف آراء ہیں مغرب اپنی گندی ثقافت کوفروغ دے کر مسلمانوں کوانکی اعلیٰ اخلاق اقدار سے دور کرنا چاہتاہے ایسے میں نسل نوکی تعلیم وتربیت قرآن وسنت کی روشنی میں کرکے انہیں مغربی سازشوں سے بچایاجاسکتاہے اور اس ضمن میں خواتین کواپنابنیادی کرداراداکرناہوگا۔ کیونکہ ہر دور میں معاشرے کی اصلاح میں خواتین نے اپنانمایاں کرداراداکیاہے۔اگرہم قرآن وحدیث کابغور مطالعہ کریں تویہ بات روزِ روشن کی طرح ہم پرعیاں ہوجاتی ہے کہ خالق کائنات ،مالکِ عرض وسماوات اللہ رب العالمین نے خواتین کے لئے بھی خصوصی احکامات دیے ہیں۔سوائے دین اسلام کے دنیاکے کسی مذہب میں عورتوں کے لئے الگ سے کوئی قانون یااس کاخاکہ موجود نہیں ہے۔قرآن مجیدفرقان حمید کی سورۃ النساء، سورۃ النور، سورۃ الاحزاب اوردیگر کئی آیات مقدسہ کے علاوہ احادیث مبارکہ میں خواتین کے لئے جوخاص تعلیمات دی گئی ہیں وہ انہیں اسلامی معاشرے کی تعمیراور گھریلوزندگی کے معاملات میں اہم کرداراداکرنے پراُکساتی ہیں۔

آج مسلم معاشرہ ایک ایسے دوراہے پر کھڑاہے جہاں سے نکلنے کے لئے ہمیں کافی محنت کی ضرورت ہے۔کیونکہ معاشرہ کی اصلاح آج کے دور میں سب سے اہم ترین

ضرورت ہے۔اوراس کی اصلاح میں سب سے اہم اور مرکزی کردار عورت کاہوتاہے ۔کیونکہ اگرایک عورت دین اسلام اور عصری تعلیم سے مزین ہوتووہ پورے گھرکواسلام کے سانچے میں ڈھال سکتی ہے۔جس کی مثالیں ہمیں امہات المومنین ،صحابیات اوردیگر مسلم خواتین کی زندگی سے ملتی ہیں۔جن کی سیرت طیبہ مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں ۔امہات المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ سب سے پہلے آقاپرایمان لائیں اورآپؓ کوآقاکی پہلی بیوی ہونے کی بھی سعادت حاصل ہے۔آپؓ قریش خاندان کی بہت باوقاراور ممتازخاتون تھیں۔آپؓ کی سیرت مبارکہ کااگرہم مطالعہ کریں توپتاچلتاہے کہ آپؓ نے ہرطریقے سے اللہ کے پیارے محبوبؐ کاساتھ دیا۔چونکہ آپؓ کاتعلق بھی ایک مالدارگھرانے سے تھا۔آپؓ حسنِ سیرت ،اعلیٰ اخلاق،بلندکردار،عزت وعصمت کی مالک اورشرافت ومرتبہ کی وجہ سے مکۃ المکرمہ اوراردگردکے علاقوں میں طاہرہ''کے خوبصورت اورپاکیزہ لقب سے مشہورہوئیں۔آپؓ پاکیسی تمام برائیوں سے'' پاک تھیں جوعرب میں پھیلی ہوئی تھیں۔آپؓ کالقب "سیدہ نساء قریش" تھا۔آپؓ نے آقاکی راہنمائی میں اپنی بیٹیوں کی تعلیم وتربیت اس طرح فرمائی کہ آپؓ کی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ ،طیبہ ،طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کوخاتونِ جنت ،بتول اورسیدۃ النساء العالمین جیسے عظیم القاب ملے۔ام المومنین سیدتناحضرت عائشۃ الصدیقہؓ کی سیرت مبارکہ کاہم مطالعہ کریں توآپؓ کی سیرت مبارکہ سے پتاچلتاہے کہ آپؓ بچپن سے انتہائی ذہین اورسادگی پسند تھیں۔آپؓ نے اپنی عمرمیں حضورؐ کوکبھی شکایت کاموقع نہ

دیااورایک وفاشعار بیوی کی حیثیت سے رہیں گھر کاسارا کام خود کرتیں اگر کبھی مال کی فراوانی ہوتی بھی توراہِ خدامیں تقسیم فرمادیتیں۔آپؓ میں جذبہ سخاوت اسقدر وسیع تھاکہ کوئی سائل خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔آپؓ کاحافظہ بہت تیز تھااورآپؓ کو حصول علم کابہت شوق تھا۔آقاسے ہر طرح کے مسائل بے جھجک معلوم کرتیں اورخواتین کی رہنمائی کرتی تھیں۔آپؓ نے معلم کائنات سے تعلیم حاصل کی اسی وجہ سے اتنی بلند پایہ عالمہ ہوگئیں کہ آقاکے ظاہری وصال کے بعدبڑے بڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپؓ سے مسائل دریافت فرماتے تھے۔آقاپرجب وحی اترتی آپؓ اسے یادفرمالیتیں۔آپؓ بے حدزاہدہ اورعابدہ تھیں ہرسال حج اداکرتیں غزوات میں زخمیوں کی مرہم پٹی اورزخمیوں کوپانی پلانے کی ذمہ داری اٹھاکرجہادمیں حصہ لیتی تھیں۔غزوہ بدرمیں آقانے آپؓ کادوپٹہ میدان جنگ میں بطورعَلم لہرایااسی بناء پراللہ پاک نے فتح عطافرمائی جوکہ آپؓ کی عظمت کی دلیل ہے۔آپؓ نے علمی بصیرت سے اپنے گھرکودعوت دین کامرکزبنایا۔الغرض تاریخ اسلام کااگرہم جس پہلوسے بھی مطالعہ کریں توامہات المومنین ،صحابیات کے علاوہ کئی مسلم خواتین کے نام بھی ملتے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرکے اپنی زندگی کواسلام کے سانچے میں ڈھال کراپناسب کچھ اسلام کے لئے قربان کردیا۔

اس پُرفتن دورمیں ہماری ماؤں ،بہنوں،بیٹیوں نے غیرملکی میڈیاکی عریانی ،فحاشی اورگندی ثقافت کواپنالیاہے۔ہمارے گھروں کاماحول بدل چکاہے۔ناچ

گانا، ڈائجسٹ، ناول وغیرہ کا مطالعہ کرنا، نماز اور قرآن پاک کی تلاوت سے دور رہنا، اپنے سروں پر دوپٹہ نہ کرنا جیسے فعل ہمارا شعار بن چکے ہیں۔ جو حقیقت میں عذاب الٰہی کا باعث ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری مائیں، بہنیں اپنے گھروں کا ماحول سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں واضح کریں جدید علوم کے ساتھ دینی علوم پر بھی خصوصی توجہ دیں۔ دین اسلام کے احکامات کی خود بھی پابندی کریں اور اپنی اولادوں کو بھی دین اسلام کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالیں۔ مسلم معاشرہ میں اصلاح وترقی کے لئے جو کردار عورت ادا کر سکتی ہے وہ کوئی اور انجام نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کسی بھی فرد کے لئے معاشرے کی اکائی اس کا گھر ہوتا ہے۔ اگر اس کو گھر میں اسلامی ماحول مل جائے تو وہ خود بھی سنور کر دوسروں کو سنوارنے کی کوشش کرتا ہے۔ گھر کی خاتون میں وہ صلاحیتیں اور خوبیاں شامل ہوتی ہیں جو اپنے گھر کی فضاء کو مثبت طریقے سے موڑ سکتی ہیں۔ کیونکہ جب ماں خود نماز پڑھے گی تلاوت قرآن کرے گی تو وہ اپنے بچوں کو بھی نماز کی تلاوت قرآن کی ضرور تلقین کرے گی۔ ماں خود سنت کے مطابق کھانا پینا، رہنا سہنا اور لباس وغیرہ پہنے گی تو وہ اپنی اولاد کو بھی ضرور ایسا کرنے کا کہے گی۔ اس سے مسلم معاشرہ میں تبدیلی آئیگی۔ اگر ہمارے گھروں کے یہی حالات رہے اور ہم نے مغربی تہذیب کو عملی جامہ پہنائی رکھا تو مسلمان دن بدن اور ذلیل ورسوا ہوتے جائیں گے۔ قرآن کریم جیسی مقدس کتاب پڑھنے کے لئے تھی ہم نے اس کو الماریوں میں رکھ دیا۔ نماز اور صبر سے مدد مانگنے کی بجائے دربدر چل پڑے۔ رزق حلال کے حصول کی بجائے ہم نے حلال

وحرام میں تمیز چھوڑ دی۔اس سے ہم دن بدن پستی کی طرف جارہے ہیں۔

معزز قارئین کرام !آج کے پُر فتن دور میں ہمارے معاشرے میں عورتوں سے متعلق عام برائیوں کو بھی دور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ جب تک یہ بیماریاں ہمارے معاشرے میں ختم نہ ہوں گی سکون کہیں بھی نظر نہیں آئے گا۔اس لئے غیبت، چغلی، لعن طعن، بے صبری، جھوٹ وغیرہ اور دنیا کی عیش وعشرت کی خاطر دنیاوی آرائش میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا، توہمات وغیرہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہوگا۔ دین اسلام نے خواتین کو عزت ووقار دیا اور جنت کو بھی ماں کے قدموں تلے رکھا اس لئے ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں، امہات المومنین، صحابیات اور خاتون جنتؑ کا کردار اپنے سامنے رکھیں اور انؑ کو اپنا آئیڈیل بنائیں۔دین اسلام کی تعلیمات پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور دوسروں کو بھی تلقین کریں۔ مسلم معاشرہ میں عورت کے پاس عزت، عفت وعصمت، پاکدامنی اور شرم وحیاء جیسے زیورات کا ہونا اشد ضروری ہے۔تاکہ معاشرہ میں مسلم اور غیر مسلم میں تمیز ہوسکے۔جس طرح ازواج مطہرات، صحابیات ودیگر مسلم خواتین نے اپنا کردار ادا کیا اسی کردار کو سامنے رکھ کر ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں اپنی حقیقی فرض ادا کریں۔ کیونکہ جو عورت مومنہ کردار ادا کرتی ہے میرے آقا نے اسے خوشخبریں سنادی ہے کہ ''عورت جو پانچ وقت کی نماز پڑھے، اپنی عصمت کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوسکتی ہے''۔

دینِ اسلام کی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے مسلم معاشرہ میں عورت کے ساتھ ایسا ظلم ہو رہا ہے جسے دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو جو مقام دیا ہے وہ خود گنوا بیٹھی ہے اور ہم بھی اس کو بھول گئے ہیں۔ ہم مسلمان زمانہ جاہلیت کی فرسودہ رسم کو زندہ کر کے حوا کی معصوم بیٹیاں کی ساتھ اجتماعی زیادتیوں کے علاوہ عورت کو ''ونی کی بھینٹ'' چڑھا دیتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم عظیم جس کی اسلام ہمیں اجازت بھی نہیں دیتا۔ شیطان کی مکر و فریب میں آ کر عیاشیاں باپ، بیٹا، چچا وغیرہ کرتے ہیں اور اسکی سزا عورت کو دی جاتی ہے۔ ایسے کئی واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ ظلم عظیم کا ایسا واقعہ کچھ دن قبل سننے اور پڑھنے کو ملا کہ سترہ سالہ لڑکی نے ''ونی کی بھینٹ'' چڑھنے سے انکار کر دیا۔ مخالفین نے ان کے گھر پر دھاوا بول دیا۔ آخر کار وہ لڑکی اور اس کے والدین مخالفین سے تنگ آ کر گھر بار چھوڑ کر کہیں رخصت ہو گئے۔ یہ ہماری بزرگ شخصیات ہیں جن کا ہم احترام کرتے ہیں پنچایت میں بیٹھ کر ایسے فیصلے کرتے ہیں جو معاشرہ میں عذاب الٰہی کا باعث بنتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے زندگی کے ہر شعبے میں ہماری مکمل راہنمائی فرمائی ہے۔ شریعت نے تو واضح فیصلہ کر دیا ہے کہ ناحق خون کے بدلے خون ہاں اگر اس کے رفقاء قصاص لیں تو یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ اسلام نے تو ہمیں عورت کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ عورت کے ساتھ ایسا ظلم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر ہماری حالت یہی رہی تو قرآن مجید فرقان

حمید کے اوراق گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی حالت نہیں بدلی جو اپنی حالت خود نہ بدل ڈالے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا

وطن عزیز پاکستان کے قوانین بھی ایسے ظالمانہ فعل کے لئے متحرک نہیں۔اور متحرک ہو کیسے جب تک اس ملک میں نظام مصطفیٰؐ لاگو نہیں ہوتا ہماری حالت یہی رہے گی۔اس لئے ہر شخص کو ملک میں نظام مصطفیٰؐ لاگو کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا ضروری ہے۔سربراہان مملکت دیگر ایسے ظالمانہ فعل کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے قانون کو حرکت میں لائیں۔"ونی کی بھینٹ چڑھنا،شراب ،جوا،زنا،اور پھانسی کی سزا کو برقرار رکھ کر مسلم معاشرہ میں ایسی برائیوں اور خرافات کا قلع قمع کریں۔ملک پاکستان میں روز بروز بڑھتے ہوئے ہزاروں ایسے ہونیوالے واقعات پر مسلم حکمران دل کی آنکھیں کھولیں۔ہم بھی اپنے آپ کو سنواریں کیونکہ آج مغرب میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور اسلام کی تیزی سے بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خائف ہو کر مغرب اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی پر اتر آیا ہے موجودہ صدی عالمگیر غلبہ اسلام کی ہے اسلام دنیا میں غالب ہونے کے لئے آیا ہے جو غالب ہو کر رہے گا۔ان شاء اللہ

اسلامی ثقافت سے دوری، نوجوان نسل کی تباہی کا باعث

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
میں نے تو دل جلاکے سرِعام رکھ دیا

انسان کو دنیامیں جتنی بھی نعمتیں ملی ہیں ان میں سب سے مقدم اور قیمتی نعمت ایمان ہے کیونکہ جسے ایمان کی نعمت مل جائے گویااُسے ساری کائنات کی نعمتیں مل گئیں ۔خالق کائنات مالکِ ارض وسماوات نے انسان کواشرف المخلوقات کے شرف سے نوازاہے ۔یعنی ساری مخلوق پر برتری وفضیلت عطاکی ہے ۔اس لئے انسان کو بھی اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے اللہ رب العالمین کی صفات کامظہر ہوناچاہیے ۔ ہروقت اللہ پاک کاشکراداکرناچاہیے کہ اُس نے ہم پربڑااحسان کیاکہ اپنا پیارالجپال محبوبؐ ہم کو عطاکیا۔ (حالانکہ محبوب عطاکرناتوبعد کی بات محبوب دکھائے بھی نہیں جاتے) خالق کائنات نے ہم پراحسان عظیم فرمایااپنامحبوب عطاکرکے ہم کواس کاامتی ہونے کاشرف بھی عطاکیا۔جس نبی کریمؐ کی شان ،عظمت ورفعت سن کرانبیاء کرام علیہم السّلام نے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی تھی کہ مولا ! اتنی شان والاتیرا محبوب ہے اس لئے ہم کو نبوت کے منصب کی جگہ اس نبیؐ کاامتی بنادے ۔ہمارانبی سارے انبیاء ومرسلین کاسردار،امت محمدیہؐ تمام امتوں کی سردار،ہمارے نبی کریمؐ پرنازل ہونے والی کتاب قرآن مجیدفرقان

حمید ساری آسمانی کتابوں کی سردار اور تصدیق کرنیوالی الغرض اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوبؐ کی امت پر اتنے احسان عظیم فرمائے جو پہلے کسی نبی کی امت کو عطا نہ کیے۔ صاحبِ ایمان کو چاہیے تو یہی تھا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرتا۔ پر مسلمان دینِ اسلام کی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے جگہ جگہ آزمائش اور رنج و غم میں مبتلا ہیں۔

اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے۔ جس نے زندگی کے ہر شعبے میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ آج مسلم معاشرہ میں ایسی خرابیاں دیکھنے کو ملتی ہیں جنہیں دیکھ کر مجبوراً کہنا پڑ جاتا ہے کہ یہ انسانی زندگی تو نہیں بلکہ شیطانی زندگی ہے۔ کیونکہ آج نوجوان نسل دن بدن تباہی کے دہانے پر چلی جا رہی ہے۔ مسلم معاشرہ میں ہم نے مغرب کی گندی ثقافت کو فروغ دے رکھا ہے۔ دورِ جدید میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے جہاں پر اخلاقی اقدار کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی وہ تو قابل دید ہے لیکن کچھ ایسی خامیاں اور کوتاہیاں دیکھنے کو ملتی ہیں جنہیں مسلم معاشرہ میں نظر نہیں آنا چاہیے تھا۔ کیونکہ مغربی ثقافت کو دیکھ کر ہماری ماؤں بہنوں، بیٹیوں اور بھائیوں نے یہ سوچا نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں کیا ہمارا دین ہمیں اسکی اجازت دیتا ہے؟ بغیر سوچے سمجھے ہم نے مغربی ثقافت کو اپنے اوپر مسلط کر دیا۔ جس سے ہمارا معاشرہ تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ آج الیکٹرانک میڈیا پر ایسے پروگرام دیکھنے کو ملتے ہیں جن میں عورتوں کا لباس

غیر اسلامی اور سر پر دوپٹہ تک نہیں ہوتا۔ پرنٹ میڈیا ایسی تصاویر کو مزید میک اَپ کر کے چار چاند لگا کر پرنٹ کر رہا ہے۔ جنہیں دیکھ کر ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں ایسا غیر اسلامی لباس پہننا شروع کر دیتی ہیں۔ جب ایک ماں غیر اسلامی لباس خود پہننا شروع کر دیتی ہے۔ وہ اپنی اولاد کے لئے بھی ایسا غیر اسلامی لباس پسند کرتی ہے۔ دورِ جدید میں ترقی کے ساتھ ساتھ معاشرے میں خرابیاں بھی زیادہ پھیلتی جا رہی ہیں۔ کیونکہ سارا سارا دن ناول، ڈائجسٹ، میگزین، اخبارات، رسائل وغیرہ کا مطالعہ تو ہم بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ تلاوت قرآن مجید، احادیث مبارکہ، سیرت امہات المومنین اور سیرت اصحاب کا مطالعہ ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ ڈرامہ، کرکٹ، فلمیں، دوستوں کے ساتھ چیٹنگ وغیرہ کرنے کے لئے ہمارے پاس وقت اور پیسہ دونوں ہیں۔ لیکن جب نماز کے لئے مسجد سے پانچ مرتبہ حی علی الصلوۃ کی صدا بلند ہوتی ہے کہ آؤ نماز کی طرف، آؤ فلاح کی طرف تو اس کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں۔ حالانکہ فلاح بھی ہماری اسی میں ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کی طرف دوڑے جاتے۔

مسلمانوں نے مسلم معاشرہ میں اسلامی ثقافت کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ ہماری ثقافت دین اسلام کے زیرِ اثر اور دنیائے اسلام میں اسلامی ثقافت کے نام سے جان اور پہچانی جاتی ہے۔ اسلامی ثقافت کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنا کر جو بچہ پرورش پاتا ہے۔ الگ سے اس کے پاس اپنی ایک خاص پہچان ہوتی ہے۔ جس سے مغربی تہذیب میں پرورش پانے والے بچے ناواقف ہوتے ہیں۔ کیونکہ مغربی تہذیب میں پرورش

پانے والے بچوں کو زیادہ تر اپنے ماں باپ اور خاندان کا بھی پتہ نہیں ہوتا یہ مادر پدر آزادی دین اسلام اور ہماری ثقافت دونوں میں ممنوع ہے۔ دین اسلام کے غالب ہونے سے قبل انسان، انسان کا غلام تھا۔ کیونکہ اسوقت معاشرہ میں انسانی غلامی کا رواج عام تھا۔ قربان جاؤں دین اسلام اور اسلامی ثقافت پر جس نے انسان کو انسانی غلامی سے نجات دلا کر یکساں حقوق عطا کر کے معاشرہ میں انسان کو برابری کا مقام دیا۔ اسی لئے خطبہ حجۃ الوداع کے مقام پر آقا نے ایک لاکھ چوبیس یا چوالیس ہزار افراد کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے تاریخ ساز خطبہ (جسے تاریخ اسلام میں خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے جانا جاتا ہے)۔ میں اعلان فرمایا کہ ''نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر نہ کالا گورے سے افضل ہے اور نہ گورا کالے سے ہاں بزرگی اور فضیلت کا معیار ہے تو تقویٰ ہے''۔ قرآن مجید فرقان حمید کی سورۃ الاعراف پارہ 9 آیت 189 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا''۔ سورۃ الحجرات آیت 13 میں ارشاد فرمایا کہ ''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ متقی عزت والا ہے۔ یعنی کہ سب انسانوں کی اصل حضرت آدم و حوا ہیں اور ان کی اصل مٹی ہے تو ہم'' سب کی اصل مٹی ہوئی پھر نسب پر ہم اکڑتے اور اتراتے کیوں ہیں۔ ہاں اللہ کے بارگاہ میں متقی پرہیزگار لوگ عزت والے ہیں۔

مسلمانوں کی ثقافت دین اسلام کی مرہون منت ہے۔اسلامی ثقافت میں اخلاقی، سیاسی، اقتصادی، سماجی، معاشرتی نظام دنیاکے کسی بھی تہذیب سے بے حد درجہ بہتر ہے ۔کیونکہ اسلامی طرزِ زندگی میں ایسی تمام خصوصیات شامل ہیں جو اسلامی ثقافت کو مغربی ثقافت سے بلند و بالا مقام دیتی ہیں۔اگر ہم اسلامی ثقافت میں عورت کا مقام و مرتبہ دیکھیں تو اسلام نے جنت کو ماں کے قدموں تلے رکھ کر عورت کو عزت و تکریم بخشی ہے ۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واحد اسلامی ثقافت ہے جس نے ہر کسی کو اپنا مقام و مرتبہ دیا ہے۔یاد رہے جہاں پر اسلام نے ہم سب کو یکساں حقوق عطا کیے ہیں وہاں پر کچھ پابندیاں بھی لگائی گئی ہیں اس کی جانچ پڑتال کرنے لئے ہم اسلامی ثقافت اور مغربی ثقافت کو دیکھیں تو ہر چیز ہمارے سامنے کھل کر آ جاتی ہے۔مغربی تہذیب میں والدین اور معاشرے کے بزرگوں کے لئے علیحدہ سے ہوم بنائے گئے ہیں لیکن اسلامی تہذیب میں جہاں پر والدین کے سامنے اُف تک نہ کہنے کا کہا گیا ہے وہاں پر میرے آقا نے ارشاد فرمایا ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں'' اسی لئے مسلم معاشرے میں بچوں کے ساتھ پیار و محبت اور شفقت سے پیش آیا جاتا ہے اور بزرگوں کا ادب احترام کیا جاتا ہے۔ان کے جائز فیصلوں کو ہر طرح سے مقدم سمجھا جاتا ہے اور ان کی دل آزاری سے حتی الامکان گریز کیا جاتا ہے۔

اسلامی ثقافت انسانی زندگی کے ہر گوشہ عمل کے بارے میں راہنمائی اور ہدایت

فراہم کرتی ہے۔اسی لئے ہم کسی بھی طریقے سے مذہب کو ثقافت سے الگ نہیں کر سکتے کیونکہ اسلامی ثقافت انسانی زندگی کی تمام تر ضروریات اور مطالبات کو پورا کرتی ہے ۔دورِ جدید میں ہماری نوجوان نسل موبائل، کیبل ،ڈش انٹینا،انٹرنیٹ وغیرہ کے غلط استعمال سے تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے۔معاشرہ میں تقریباًہر شخص اپنی اولاد کی وجہ سے پریشان نظر آتا ہے۔جس کی اصل اور بنیادی وجہ مغربی ثقافت ہے جس نے ہمیں کہیں کا بھی نہیں چھوڑا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اللہ اور اس کے محبوبؐ کے احکامات سے دوری کی وجہ سے دنیا میں ذلالت اور آخرت میں عذاب الیم کے مزے چکھیں گے ۔جبکہ مغربی ثقافت پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہم نے معاشرے کا بھی سکون تباہ کر دیا ہے۔حالانکہ والدین کی یہ اوّلین ذمہ داری تھی کہ اپنے بچوں کی اسلامی طرزِ زندگی کے مطابق پرورش کرتے۔پَر والدین جب خود اسلامی ثقافت سے دور رہے وہ اولاد کی اسلامی ثقافت کے مطابق کیسے پرورش کرتے ؟اولاد کی اسلامی طرزِ زندگی پر پرورش نہ کرنے کی وجہ سے آج اولادیں والدین کی نافرمان ہوتی چلی جارہی ہیں ۔کیونکہ مغربی ثقافت میں یہ سب کچھ جائز ہے جس سے اسلام ہم کو منع کرتا ہے۔آج نوجوان نسل موبائل، کیبل ،ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال کی وجہ سے اپنے آپ کو دین اسلام کی تعلیمات

سے دور رکھے ہوئے ہے۔ سارا سارا دن فضول خرچیوں اور سوشل میڈیا پر چیٹنگ کرتے کرتے گزر جاتی ہے۔ دن، رات کی پرواہ تک نہیں ہوتی۔ بس ہر وقت یہی فکر لاحق ہوتی ہے کہ ہم نے فلاں دوست کو فون کرنا ہے۔ فلاں کے ساتھ چیٹنگ اور ڈش انٹینا پر فلم دیکھنی ہے۔ جب ہماری نوجوان نسل کے یہی حالات رہے تو معاشرہ میں اور زیادہ بگاڑ پیدا ہوتا چلا جائے گا۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
میں نے تو دل جلا کے سرِ عام رکھ دیا

معاشرے کی اصلاح و ترقی اور نسل نو کی تعلیم و تربیت میں عورت اپنا مرکزی کردار ادا کر سکتی ہے۔ اسی لئے ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اسلامی طرز زندگی کے سانچے میں ڈھال کر نسلِ نو کی پرورش اور تعلیم و تربیت کریں۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کی طرف ضرور توجہ دیں۔ کیونکہ یہ واحد دینی تعلیم ہے جہاں پر ماں، باپ، اساتذہ کرام، رشتہ داروں اور دوستوں وغیرہ کے ادب و حقوق کا درس دیا جاتا ہے۔ دنیاوی تعلیم میں اب تو ایسا نصاب دیکھنے کو مل رہا ہے جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ اسی لئے دیناوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بہت ضروری ہے۔ کیونکہ دینی تعلیمات پر انسان عمل پیرا ہو کر خود کو بھی اور معاشرے کے بگڑے ہوئے حالات کو سنوار سکتا ہے۔ اللہ پاک ہماری نوجوان نسل کو ہدایت عطا فرمائے۔ ملکِ پاکستان میں نظام مصطفیٰ لاگو فرمائے۔ وطن

عزیز کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے ۔آمین بجاہ النبی الامین

دین اسلام اور منصب رسالت کی مرکزی حیثیت

بتلاد و گستاخِ نبی (ﷺ) کو غیرت مسلم زندہ ہے
آقا پہ مرمٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

آقا ﷺ کی ذات گرامی وجہ تخلیق کائنات اور دین کی اساس ہے۔آپؐ سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السّلام کی تعظیم و توقیر بجالانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ دین اسلام میں منصب رسالت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔منصب رسالت کی یہی مرکزیت اس امر کی متقاضی ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی ہر مسلمان کے لئے تمام محبتوں اور الفتوں کا مرکز و محور قرار پائے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں بہت سے مقامات پر صراحتہً اور اشارتہً رسول اللہ ﷺ کی حرمت اور منقبت کو بیان کیا ہے اور امت محمدیہؐ کے ہر فرد پر لازم کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی پورے طریقے سے تعظیم و توقیر بجالائیں کیونکہ یہ ایمان کی بنیادی شرط ہے۔علامہ نبہانیؒ فرماتے ہیں "جو شخص قرآن کریم میں گہری نظر سے غور و فکر کرے گا اسے قرآن مجید عظمت نبی ﷺ سے معمور نظر آئے گا۔آپؒ مزید لکھتے ہیں کہ قرآنی آیات کی رو سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ توقیر نبی ﷺ محض عام سی بات نہیں بلکہ یہ تو ایمانیات اور دین کی اساسیات میں داخل ہے۔" ہم پر لازم ہے کہ آپ ﷺ کی

تعظیم وتوقیر مدد ونصرت اور آپ ﷺ سے محبت کریں"۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ ترجمہ کنزالایمان: اور رسول ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو۔ اور صبح شام اللہ پاک کی پاکی بولو۔ پارہ ۲۶ سورۃ الفتح) درج بالا آیت کریمہ کے پہلے حصے میں اللہ رب العزت نے یہ حکم دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو ان کا ادب واحترام کرو۔ اس لئے کہ اگر ادب ہے تو سب کچھ درست ہے اگر ایک مسلمان کے دل میں آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کا ادب نہیں ہے۔ تو چاہے وہ لاکھوں نمازیں پڑھے کروڑوں روپے کی سخاوت کرے، کعبۃ اللہ کا حج کرے، قربانی کرے الغرض جتنی بھی عبادت وریاضت کرے تو سب کچھ بے کار ہے۔ کیونکہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکان ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبیؐ) کی آواز سے ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے)

سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (سورۃ الحجرات)

علامہ اقبالؒ ربط رسالت اور محبت امام الانبیاء خاتم الانبیاء کو تمام عبادات کی روح قرار دیتے ہوئے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

معزز قارئین کرام! یہود و نصاریٰ جو ازل سے دینِ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن آ رہے ہیں۔ دشمن ہمیشہ دشمن ہوتا ہے۔ پہلے یہود و نصاریٰ نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی آقا ﷺ کی شان میں گستاخی کے لئے خاکے اور کارٹون بنانے کے مقابلے کرائے اور کرا رہے ہیں۔ کفر متحد ہو کر آقا ﷺ کی شان میں کسی نہ کسی طریقے سے گستاخی کر رہا ہے اور کرتا آیا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر امریکہ کے ایک لعین سام باسال نامی یہودی نے آقا ﷺ کی شان میں گستاخانہ فلم بنا ڈالی ہے اور اس کے چند کلپس یوٹیوب پر جاری بھی کیے ہیں۔ یہود و نصاریٰ بار بار مسلمانوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں یہ مسئلہ مسلم حکمران اقوامِ متحدہ کی قومی اسمبلی میں پیش کریں اور تمام ممالک کے سربراہان، علمائے کرام، مشائخ عظام اس میں اپنا کردار ادا کریں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمان متحد ہو کر گستاخی کرنیوالے حکمرانوں، ملکوں کا مکمل طور پر معاشی بائیکاٹ کریں تاکہ ان کی معیشت برباد ہو ان

ملکوں میں جانے کا ان کی مصنوعات کا مکمل طور پر بائیکاٹ کریں۔ اگر اب مسلمان متحد نہیں ہوتے ہیں تو قیامت کے دن اللہ اور اسکے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں کیا منہ دکھائیں گے ۔ مومن کسی صاحبِ ایمان کی گستاخی نہیں برداشت کر سکتا ہم آقا ﷺ کی شان میں کیسے گستاخی برداشت کریں گے کیونکہ آقا ﷺ کی محبت ہی ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ علامہ اقبالؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ تھے تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے عمر اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی ہر چیز سے مجھے محبوب نہیں سمجھتا۔ بڑی مشہور حدیث پاک ہے۔

تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جس وقت تک وہ اپنے والدین، عزیز واقارب اور ہر چیز سے مجھے محبوب نہیں سمجھتا"۔

حضرت عمرؓ کیونکہ بڑے صاف گو آدمی تھے کہنے لگے ۔ یا رسول اللہ ﷺ ! آپ مجھے ہر شئے سے پیارے ہیں سارے رشتہ داروں سے پیارے ہیں سارے بیٹوں سے پیارے ہیں کائنات کی ہر چیز سے پیارے ہیں مگر میری جان سے آپؐ مجھے پیارے نہیں جب انہوں نے یہ

کہاتوسرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایاتم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان کی حلاوت کونہیں پاسکتاجب تک کہ اپنی جان سے بھی زیادہ مجھے محبوب نہیں سمجھتااسی لمحہ میں حضرت عمرؓ نے نعرہ لگایااس خداکی قسم !جس کے قبضے میں میری جان ہے آپؐ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیزہیں ۔سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایااب تمہارا ایمان کامل ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "اے ایمان والو ! راعنانہ کہواوریوں عرض کروکہ حضورہم پر نظر رکھیں اورپہلی ہی سے بغورسنواورکافروں کے لئے دردناک عذاب ہے ۔(سورۃ البقرۃ آیت ۱۰۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔تواے محبوبؐ تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھرجوکچھ تم حکم فرمادواپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اورجی سے مان لیں"۔(سورۃ النساء آیت ۶۵)

اس آیت کریمہ کاشان نزول یہ ہے کہ دوآدمی آقاﷺ کے پاس اپنا کیس لے گئے ۔آپ ﷺ نے ان کافیصلہ کردیاجس کے خلاف فیصلہ ہواتھااس نے کہاہمیں حضرت عمرؓ کے پاس بھیجورسول اللہ نے فرمایاہاں پس چلے حضرت عمرؓ کی طرف جب حضرت عمرؓ کے پاس آئے جس کے حق میں یہ فیصلہ ہواتھااس نے کہااے ابن خطاب آقاﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کیاہے اس نے کہاہمیں حضرت عمرؓ کی طرف بھیجودوآپؐ نے آپؓ کی طرف بھیج

دیا حضرت عمرؓ نے جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا سے کہا کیا ایسی ہی بات ہے اس نے کہا ہاں پس حضرت عمرؓ نے کہا بس اپنی اپنی جگہ بیٹھو میں آ کے تمہارا فیصلہ کرتا ہوں آپؓ تلوار لیکر ان کی طرف نکلے جس نے رسول اللہ سے کہا تھا ہمیں حضرت عمرؓ کی طرف بھیج دو اس کا سر قلم کر دیا دوسرا بھاگ کر رسول اللہ کے پاس پہنچا اس نے کہا (یا) رسول اللہ خدا کی قسم حضرت عمرؓ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اگر میں بھی جلدی سے نہ نکلتا تو مجھے بھی قتل کر دیتے رسول اللہ نے فرمایا میں تو یہ گمان نہیں کرتا کہ حضرت عمرؓ مومنین کے قتل کی جرات کریں ؟اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت "فلا وربک لایومنون "الایہ نازل کر دی پس رسول اللہ نے اس بندے کا خون باطل قرار دے دیا اور حضرت عمرؓ کو اس جرم سے بری قرار دیا۔ (بحوالہ تفسیر در منثور ج ۲، تفسیر ابن کثیر ج ا)

میرے مسلمان بھائیو! جس شخص کو حضرت عمرؓ نے قتل کیا تھا اس نے زبان سے کوئی گالی نہیں دی تھی بلکہ رسول اللہ کے فیصلے کے بعد اسے مسترد کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کی عدالت میں اپیل کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کی تصدیق کی کہ اس نے رسول اللہ کے فیصلہ کو مسترد کیا ہے اس کے بعد آپؓ نے اسکو قتل کر دیا۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ان پر اللہ پاک کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب ۵۷)

اللہ رب العزت کو ایذا دینا یہ ہے کہ اس کی ایسی صفات بیان کرنا جس سے وہ منزہ ہے یا اس کے محبوب بندوں کو ستانا آقا ﷺ کو ایذا دینا یہ ہے کہ آقا ﷺ کے کسی فعل شریف کو ہلکی نگاہ سے دیکھنا یا کسی قسم کا طعن کرنا یا آپ ﷺ کے ذکر خیر کو روکنا یا آپ ﷺ کو عیب لگائے یا آقا ﷺ کی شان میں گستاخی کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: "اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبیؐ) کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔ تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کرلیں اور اللہ و رسولؐ کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کریں اللہ اور اس کے رسولؐ کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ ۶۱ تا ۶۳) غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافقوں میں سے دو آپس میں بولے کہ آقا ﷺ کا خیال ہے کہ ہم روم پر غالب آجائیں گے یہ بالکل غلط ہے تیسرا شخص خاموش تھا مگر ان کی باتوں پر ہنستا تھا آقا ﷺ نے ان تینوں کو بلا کر پوچھا تو وہ بولے کہ ہم تو راستہ کاٹنے کے لئے دل لگی کرتے جارہے تھے اس مقام پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ترجمہ: "اور اے محبوب ﷺ اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم

کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں (گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے "۔ (سورۃ التوبہ ۵۶ آیت ۶۶

آ قا ﷺ کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے کیونکہ ان منافقوں نے تو بظاہر آ قا ﷺ کی توہین کی تھی مگر اللہ پاک نے فرمایا کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ ہر وہ شخص جو نبی کریمؐ کی توہین کرے یا آپؐ پر کوئی عیب لگائے یا آپؐ کی ذات، آپؐ کے نسب آپؐ کے دین یا آپؐ کی عادات مبارکہ میں سے کسی عادت کی طرف کوئی نقص منسوب کرے یا ان میں سے کسی عیب کا آپؐ کی طرف اشارہ کرے یا توہین کرتے ہوئے کسی ایسی چیز سے آپؐ کو تشبیہ دے یا آپؐ کی تحقیر کرے یا آپؐ کی شان کو کم کرے آپؐ کا استخفاف کرے یا آپؐ کی طرف کسی عیب کی نسبت کرے تو وہ آپؐ کی توہین کرنے والا شمار ہوتا ہے اس کا حکم بھی وہی ہے جو توہین کرنے والے کا ہوتا ہے، اسے قتل کر دیا جائے دور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لیکر آج تک اسی پر تمام علماء اور اصحاب فتویٰ کا اجماع ہے۔ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ خطابی کہتے ہیں " میں مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے نبی کریمؐ کے گستاخ کے واجب القتل ہونے میں اختلاف کیا ہو۔ محمد بن سحنون کہتے ہیں کہ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی توہین و تنقیص کرنے والا کافر ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید ہے اور پوری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔ (الصارم المسلول

(علی شاتم الرسول ص ۴

ابو بکر ابن منذر فرماتے ہیں اس پر تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کی توہین کرے اسے قتل کر دیا جائے گا یہی بات امام مالک بن انس، اللیث، احمد اور اسحاق نے کہی ہے اور یہی امام شافعیؒ ۔ کہ حضرت ابو برزہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؐ کی شان میں نازیبا کلمات کہے تو میں نے کہا آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کا سر اڑا دوں تو آپ نے فرمایا "فلیس ذلک لاحد الا الرسول ﷺ "کہ کسی کی توہین کرنے والے کو قتل کرنا صرف توہین رسالت کے ساتھ خاص ہے۔ان آئمہ کے نزدیک ایسے شخص (کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ (الشفاء

امام بخاری، امام مسلم کے علاوہ ابن اسحاق، ابن سعد اور ابن الاثیرؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ بنو نضیر قبیلہ کا ایک یہودی کعب بن اشرف تھا وہ شاعر تھا اور رسول

اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے خلاف ہجویہ اشعار کہتا اور یہ اشعار لوگوں کو سنا کر انہیں رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا غزوہ بدر میں کفار کی شکست پر اُسے بہت دکھ ہوا وہ مدینہ سے مکہ گیا اور وہاں جا کر اس نے مقتولین قریش کے مرثیے کہے جن کی لاشوں کو کنویں میں ڈال دیا گیا تھا پھر واپس آ کر کعب نے ایک مسلمان خاتون ام الفضلؓ بنت حارث اور دیگر مسلم خواتین کے متعلق عشقیہ اشعار کہے۔ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یا اللہ ! ابن الاشرف کے اعلانِ شر اور شعر کہنے کو تُو جس طرح

چاہے مجھ سے روک دے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ابن الاشرف کے خلاف کون میری مدد کرے گا اس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف سے کون نمٹے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائی ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا: اس کے لئے میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ ! میں اسے قتل کروں گا آپؐ نے محمد بن مسلمہ کو کعب بن الاشرف کے قتل کی اجازت دے دی۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اس کام کی فکر میں کھانا پینا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا کر پوچھا اے محمد ! کیا تم نے کھانا پینا ترک کر دیا ہے ؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! میں نے آپ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اس کے قابل ہوں یا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم پر صرف کوشش کرنا فرض ہے۔ آپؐ نے محمد بن مسلمہ کو اس سلسلہ میں حضرت سعد بن معاذؓ سے مشورہ کرنے کی نصیحت کی ان کے ساتھ حضرت عباد بن بشیرؓ، حضرت ابو نائلہ سلکانؓ بن سلامہ، حضرت حارثؓ بن اوس اور حضرت ابو عبسؓ بن جبر بھی رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے اس مہم میں شریک کار ہو گئے۔ جس رات کعب بن اشرف کو قتل کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس رات حالت قیام میں رہے اور نماز ادا فرماتے رہے صبح جب آپ نے ان کے نعرہ ہائے تکبیر کی آوازیں سنیں تو آپؐ جان گئے کہ کعب کو قتل کر دیا گیا ہے وہ لوگ واپس پہنچے تو انہوں نے آپؐ کو مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑا پایا اور انہوں نے آپؐ کو کعب کے قتل میں کامیابی کی خوشخبری سنائی۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کی یہ وجہ بیان فرمائی "فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ" اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے۔ یہ حدیث اس بات پر

دلیل ہے کہ کعب کا قتل شرک نہیں بلکہ اللہ کے نبی ﷺ کو ایذا پہچانے کی وجہ سے تھا۔
صحیح بخاری میں ہے حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے ایک موقع پر شاتمین رسول کو قتل کرنے کے بعد جلادینے کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت امام حسنؓ نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کردو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو۔
ابن ہشامؒ (213ھ یا 218ھ) کے مطابق قبیلہ اوس نے جب کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو رسول اللہ ﷺ سے سخت عداوت رکھتا تھا تو خزرج والوں نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور وہ ہم سے سبقت لے جائیں۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کون ہے جو رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھتا ہو جیسے کعب بن اشرف تھا انہوں نے طے کیا کہ آپؐ سے ایسی عداوت رکھنے والا ابو رافع سلام بن ابی الحُقَیق ہے جو خیبر میں رہتا ہے۔ قبیلہ خزرج والوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسے قتل کرنے کی اجازت چاہی آپؐ نے اجازت دے دی۔
مصنف عبدالرزاق کی جلد پنجم میں ایک حدیث مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے کچھ مرتدوں کو آگ میں جلادیا حضرت عمرؓ نے عرض کیا، اے ابوبکرؓ آپؓ نے

خالد کو کھلا چھوڑ دیا۔ آپؐ نے جواباً ارشاد فرمایا میں اللہ رب العزت کی تلوار کو نیام میں نہیں ڈال سکتا۔

حضرت براء بن عاذبؓ سے مروی ایک روایت کے مطابق ابو رافع اپنے قلعے واقع حجاز میں رہتا تھا یہ دشمن رسول تھا اور آپؐ کے مخالفین کی مدد کیا کرتا تھا رسول اللہؐ کو ایذا پہنچاتا اور آپؐ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع کو قتل کرنے کے لئے خزرج کے قبیلہ بنی سلمہ کے پانچ افراد کو مامور کیا ان میں حضرت عبداللہؓ بن عتیک، حضرت مسعودؓ بن سنان، حضرت عبداللہؓ بن انیس، حضرت ابو قتادہ الحارث بن ربعیؓ اور خزاعی بن مسعودؓ شامل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ نے ابو رافع کو اس کے قلعہ میں داخل ہو کر قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی خوشخبری سنائی ابو رافع کو 3ھ میں قتل کیا گیا تھا۔ معزز قارئین کرام! درج بالا واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ابو رافع کو قتل کیا گیا تھا آپؐ نے کچھ لوگوں کو ابو رافع کو قتل کرنے کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ مقتول کا جرم یہی تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتا اور آپؐ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں منقول ہے۔

سرور دو عالم نور مجسم ﷺ کعبۃ اللہ کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے بدبخت عقبہ بن ابی معیط نے آپؐ کے پیکر و پُر نور پر اونٹنی کی گندگی ڈال دی کتنی بڑی توہین تھی آپؐ

کا عرش سے مقدم جسم اور اس وقت آپؐ مسجد حرام میں اور کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہیں پھر حالت نماز میں ہیں اور نماز میں سب سے اہم مقام حالت سجدہ میں ہیں ایسے میں جب اتنی بڑی توہین ہوئی تو رب ذوالجلال کا عذاب کیوں نہ نازل ہوا؟ حالانکہ اللہ رب العزت کامل قدرتوں والا ہے بخاری شریف میں ہے ابو جہل ، عتبہ شیبہ ،امیہ بن خلف وغیرہ یہ توہین دیکھ کر ہنس ہنس کے لیٹ رہے تھے تو وہ عذاب الٰہی سے بندر کیوں نہ بنے ؟جہاں بیٹھے تھے اتنی زمین کیوں نہ دھنسی ؟ان پر آگ کیوں نہ برسی ؟نہ یہ ہے کہ آپؐ کا درجہ دوسرے انبیاء کرامؑ سے کم ہے بلکہ آپؐ تو اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے محبوب ہیں نہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب نازل نہیں کر سکتا تھا اس کے باوجود بھی عذاب نازل نہ کرنا اس امر کی طرف متوجہ کر رہا تھا جب پہلی امتوں میں اپنے انبیاء کرامؑ کی توہین لینے کی پوری صلاحیت نہیں تھی تو آگ وغیرہ کے عذاب نے وہ بدلہ لیا مگر اب وہ امت آچکی تھی جب عشق رسول ﷺ وہ جذبہ وجرات پا چکا تھا جو اللہ پاک کی توفیق سے اپنے محبوبؐ کی توہین کا خود بدلہ لے لے اس لئے ان گستاخوں کو آگ بھیج کے یا زمین دھنسا کے نہیں مارا بلکہ آپؐ کے غلاموں کے ہاتھوں عذاب دلوایا تاکہ گستاخوں کو بھی عذاب ہو اور عاشقوں کا سینہ بھی ٹھنڈا ہو ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ خود عذاب بھیج دے دوسرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غلامانِ رسولؐ کے ہاتھوں سے گستاخوں کو عذاب دلوائے ۔چنانچہ اس امت میں دوسرے دستور کو رائج کر دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسولؐ کے نکالنے

کاارادہ کیاحالانکہ انہیں کہ طرف سے پہل ہوئی ہے کیاان سے ڈرتے ہو کہ اللہ اس کازیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرواگرایمان رکھتے ہوتوان سے لڑواللہ تعالیٰ انہیں عذاب دے گاتمہارے ہاتھوں اورانہیں رسوا کرے گااور تمہیں ان پرمدد دے گااورایمان والوں (کاجی ٹھنڈا کرے گا۔ (سورۃ التوبہ آیت ۱۴، ۱۳

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے روایت کیاہے عبداللہ بن ابی سرح ان چارافراد میں سے تھے جن کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا تھاوہ جہاں ملیں ان کو قتل کردوجب وہ توبہ کرنے کے لئے آئے انہیں رسول اللہؐ کے سامنے پیش کیاگیاآپؐ نے تین باران کی طرف سر اٹھاکے دیکھااورہر بارہی انہیں ناپسند کیاچوتھی بارآپؐ نے ان کو قبول کرلیاپھرآپؐ اپنے اصحابؓ کی طرف متوجہ ہوئے فرمایاکیاتم میں کوئی رجل رشید نہیں جویہ دیکھ کرکہ میں نے اس کی بیعت لینے سے ہاتھ پیچھے کرلیاتھااس کی طرف (اٹھتااوراسے قتل کردیتا (سنن ابی داؤد

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں "جو شخص آ قاﷺ کی بارگاہ اقدس میں گستاخی کرے اس کاخون حلال اور مباح ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے۔ "کافراگرتوبہ کرے تواس کی توبہ قبول کرلی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جوآ قاﷺ کے حضور گستاخیاں کرتاہے۔

سورۃ عبس وتولیٰکاشان نزول مفسرین کرام نے بیان کیاہے کہ آقا رؤساء قریش کو دعوت پہچانے میں مشغول تھے کاملاًان کی طرف متوجہ تھے کہ اچانک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوب بارگاہ رسالت مآبؐ میں حاضر ہوئے ۔یہ اوّلین مہاجرین میں سے تھے ۔آقا کی خدمت اقدس میں عموماًحاضرخدمت ہوتے رہتے ۔آقا سے دین کی تعلیمات حاصل کرتے مسائل دریافت کرتے اورحسب معمول آج بھی آتے ہی سوالات کیے آداب مجلس کاخیال نہ رکھ سکے آگے بڑھ کرآقا کواپنی طرف متوجہ وراغب کرناچاہاآپؐ چونکہ اس وقت ایک اہم امردینی میں مشغول ومصروف تھے سومتوجہ نہ ہوئے سلسلہ کلام جاری رکھا،دوران گفتگو خلل اندازی پرچہرہ اقدس پرکچھ رنج وملال کی کیفیت ظاہر ہوئی ۔اس پرباری تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کیں جن میں آنحضرتؐ کواس امرکی تلقین کی گئی وہ ناسمجھ تھااس کی دلجوئی بھی تومقصود تھی ایسے آثارچہرہ اقدس پرظاہر نہیں ہونے چاہیں تاکہ ایسا مخلص وصحابی آپؐ کی شفقت ودلجوئی سے محروم نہ ہواب ظاہراًاس آیت کریمہ میں تنبیہہ کی کیفیت پائی جاتی ہے ۔اس خصوصیت کی وجہ سے ایک منافق کا معمول یہ تھاوہ ہرنمازمیں یہی سورت پڑھتاتھااوردل میں یہ کیفیت مرادلیتاکہ یہ وہ سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آقاﷺ کوتنبیہہ فرمائی ہے یہاں تک کہ "یہ بات سیدناعمرفاروقؓ تک پہنچی کہ منافقین میں سے ایک شخص اپنی قوم کی امامت کراتاہے وہ ہرباجماعت نمازمیں سورۃ عبس وتولیٰ ہی پڑھتاہے آپؓ نے اسے بلابھیجا(بغیرمزید تحقیق کے)اس کاسرقلم کروادیا۔

ناموس رسالت کا تحفظ اللہ تعالیٰ ، رسول اللہؐ اوران کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کیا نیز اس امر پر امت مسلمہ کا بھی اجماع ہے ۔ گستاخِ رسول واجب القتل ہے اور جرم میں مرد وزن ، کافر ومشرک ، مسلم ومعاہد نیز منافق وبد دین برابر ہیں ان سے کوئی بھی گستاخی رسول کا مرتکب ہو بالاتفاق اسے قتل کیا جائے اور ایسے افراد کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی ۔ آقا کی تنقیص شان کرنا ، ختم نبوت کا انکار ، بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ کی توقیر نہ کرنا ، اسلامی احکام کا انکار کرنا ، قرآن کریم کی بے حرمتی کرنا یہ سب امور گستاخی رسولؐ میں شامل ہیں ۔ جس طرح یہ امور حیات رسولؐ میں گستاخی رسولؐ میں داخل تھے اسی طرح یہ امور آپؐ کے وصال کے بعد بھی گستاخی رسول کا موجب ہیں ۔ قارئین کرام ! معاذاللہ امریکہ کبھی قرآن کے اوراق جلا کر ، کبھی کارٹون بنا کر اور اب توہین آمیز فلم بنا کر آقا کی شان میں گستاخی کی ہے ۔ فلم بنانے والے ایسے لعین شخص کو قتل کر دیا جائے ۔ عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ میں گستاخان رسول کو اس کثرت سے سزائے موت دی گئی کہ اب سزا تواتر کا درجہ اختیار کر چکی ہے ۔ گستاخ رسول کی اسلام میں سزائے موت سے کم تر کوئی اور سزا نہیں ۔ جب گستاخ رسول کا جرم مضبوط دلائل سے ثابت ہو جائے تو سزائے موت ہر حال میں نافذ کی جائے کسی حکومت ریاست ، پارلیمنٹ ، صدر ، وزیر اعظم حتیٰ کہ پوری امت کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ، یہ سزا معاف کر دے کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے جو ناقابل

معافی جرم ہے۔ایسے لعین شخص کوسزادینے میں دیرنہ کی جائے بلکہ
سزادیکر کیفر کردارتک پہنچادیاجائے۔ مسلم ریاستوں، ریاستوں کے سربراہوں، علمائے
کرام، پیران عظام محققین دانشوروں کی یہ اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے وسائل
بروئے کارلائیں جن کی موجودگی میں اہانت رسولؐ، قرآن حکیم کی بے حرمتی
اوراسلامی مقدسات وشعائرپربڑھتے ہوئے منفی رجحانات کااستیصال کیاجاسکے۔عام
مسلمانوں میں اسلامی امورکے احترام کاشعورپیداکرنے کی بھی اشدضرورت ہے جس کے
لئے محراب ومنبر،خانقاہیں میڈیاوغیرہ اہم کرداراداکریں۔
معزز قارئین کرام !آقائے دوجہاں سرورکون ومکان ﷺ کی طرف سے دشمنوں
کومعاف کرنے سے ہمارے لئے سنت یہ ثابت ہوئی کہ ہم اپنے ذاتی دشمنوں کومعاف
کرناسیکھیں۔بزعم خویش دانشوروں نے قوم کوالٹامطلب سکھاناشروع کردیا۔جولوگ
نرمی اورمعافی کی باتیں کررہے ہیں۔ سنت یہ ہے کہ یہ اپنے دشمنوں کومعاف کریں یہ
اپنے دشمنوں سے توانتقام لیتے ہیں اورانہیں معاف نہیں کرتے مگررسول اللہ ﷺ کے
دشمنوں کے بارے میں معافی کے علمبردارہنے ہوئے ہیں۔ہرانسان اپناحق تومعاف
کرنے کااختیاررکھتاہے پردوسرے انسان کاحق معاف کرنے کااختیار نہیں رکھتا۔آقانے
جہاں کچھ گستاخوں کومعاف کیاوہاں کچھ گستاخوں کو قتل کرنے کابھی حکم دیاہے جوصحاح
ستہ میں موجودہے۔ایک بڑے گستاخ عقبہ بن ابی معیط کوتواپنے ہاتھوں سے قتل
کیااورابن خطل کوکعبہ کے پردوں سے نکلواکرمقام

ابراہیم اورزمزم کے درمیان حرم میں باندھ کر قتل کروایا۔ یادرہے آپ ﷺ کا معاف کرنااور گستاخوں کو قتل کروانادونوں ادائیں ہی جہان کے لئے رحمت ہیں۔

خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالکؒ سے مسئلہ پوچھا گستاخِ رسول کی سزاکیا کوڑے سے مارناکافی نہیں اس پر حضرت امام مالکؒ نے فرمایااے امیرالمومنین! گستاخ رسول گستاخی کے بعد بھی زندہ رہے توپھرامت کوزندہ رہنے کاحق نہیں رسول اللہ کے گستاخ کوفی الفور گرفتار کرکے قتل کردیا جائے۔

امام قسطلانیؒ لکھتے ہیں "آپ ﷺ کے وصال کے بعدآپ ﷺ کی امت کو یہ حق نہیں ہے کہ آپ ﷺ کے حق کوساقط کرے یعنی معاف کرے کیونکہ آپ ﷺ کی طرف سے اس بارے میں کوئی اجازت موجودنہیں ہے۔ (مواہب اللدنیہ ج ۲)

امام زرقانیؒ لکھتے ہیں "اب گستاخ رسول کے لئے صرف قتل ہے معافی نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعدآپ ﷺ کی طرف سے معاف کرنے پرہم مطلع نہیں (کرسکتے۔ (زرقانی علی المواہب اللدنیہ

اللہ رب العزت ہم سب کوآقائے دوجہاں سرورکون ومکاں ﷺ کی سچی اورپکی غلامی نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین

فضیلت امت مصطفیٰ ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں

نبی کریم ﷺ کو اپنے بعد اُمت کے شرک میں مبتلا نہ ہونے کا اندیشہ تھا
اللہ رب العزت نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ،انبیاء کرام علیہم الرضوان میں سے نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ فضیلت دی ہے۔ جس طرح خالق کائنات مالک ارض وسماوات نے انبیاء کرام علیہم الرضوان میں سے نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ فضیلت دی ہے اسی طرح تمام امتوں میں سے امت مصطفیٰ ﷺ کو فضیلت دی ہے ۔جس طرح ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ تمام انبیاء ورسل کے سرادر ہیں۔ اسی طرح امت مصطفیٰ ﷺ تمام امتوں کی سردار ہے آقا ﷺ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے بنی اسرائیل کا عالمین سے افضل ہونا اس وقت ہی تھا نبی کریم ﷺ کی امت کا افضل ہونا دائمی ہے ۔آقا ﷺ کی امت تمام عالم کی استاذ ہے۔ہر مسلمان کو مبلغ ہونا چاہیے جو مسئلہ معلوم ہو دوسروں کو بھی بتائیں اور خود بھی اسکی اپنے عمل سے تبلیغ کرے خالق کائنات مالک ارض و سماوات کا ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کیونکہ اس نے ہمیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں پیدا کیا۔آج کائنات میں ہمیں جو کچھ بھی مل رہا ہے وہ سب کا سب وسیلہ مصطفیٰ ﷺ ہے اگر اللہ رب العزت اپنے محبوب کو پیدا نہ کرتا تو خالق کائنات اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا کتنے خوش نصیب ہیں ہم کہ اللہ رب العزت کے

محبوب ﷺ کی امت میں سے ہیں ۔جس امت کے بارے میں اللہ پاک نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید،فرقان حمید، برھان عظیم میں ارشادفرمایاہے. كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (آل عمران آیت نمبر ۱۱۰

ترجمہ: ''تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے بھیجاگیاہے تم نیکی کا حکم دیتے ہواور برائی سے منع کرتے ہو''۔اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے امت مصطفیٰ ﷺ کی یہ فضیلت بیان کی ہے کہ یہ وہ امت ہے جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع کرتی ہے۔ امت مصطفیٰ ﷺ کاکام لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیناہے بلکہ یہ نہیں کہ اچھی باتوں سے لوگوں کو روکناہے۔اچھی باتوں سے روکناولید بن مغیرہ کاشیوہ تھاآج لوگ جوئے سینماوغیرہ سے لوگوں کو نہیں روکتے بلکہ اچھے کاموں سے روکتے ہیں اچھی باتوں سے روکنا کافروں کا طریقہ ہے۔ جو لوگ ہمیشہ کارِ خیر سے روکتے ہیں انہیں عبرت حاصل کرنی چاہیے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف دعوت دے وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور وہی لوگ کامیاب ہیں ۔ (آل عمران ۱۰۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشادفرماتے ہوئے سناہے۔تم میں سے جو شخص کسی گناہ کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کردے اور اگر وہ اس چیز کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان کے ذریعے مخالفت کرے اگر وہ اسکی طاقت نہ رکھتا ہو اپنے دل میں اُسے برا سمجھے یہ

(ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (رواہ مسلم

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ! بنی اسرائیل میں پہلی خرابی کا آغاز ایسے ہوا کہ ایک شخص ملتا اور دوسرے سے کہتا اے بندے ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم جو کر رہے ہو اسے چھوڑ دو یہ تمہارے لئے جائز نہیں پھر جب وہ اگلے دن اسے ملا تو دوسرا شخص اسی حال میں تھا تو پہلے نے اسے منع نہیں کیا کیونکہ وہ اسکے ساتھ کھاتا پیتا تھا بیٹھتا تھا جب ان لوگوں نے ایسا کرنا شروع کیا تو اللہ پاک نے ان کے دل ایک جیسے کر دیے پھر آ قا ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی " بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کی زبانی لعنت کی گئی ہے ایسا اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کر گئے وہ برائیوں سے روکتے نہیں تھے انہوں نے جو کیا بہت برا کیا تم ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھو گے جو دوستی رکھتے ہیں ان لوگوں کے ساتھ جو کافر ہیں وہ اپنے لئے جو چیز آگے بھیج رہے ہیں وہ بہت بُری ہے (المائدہ) فاسق ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر گز نہیں اللہ کی قسم یا تو نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائی سے منع کرتے رہو گے اور ظالم کے ہاتھ کو روکتے رہو گے اور اسے حق کے سامنے جھکاتے رہو گے اور تم حق پر اکتفا کرو گے یا پھر اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب ایک جیسے کر دے گا اور وہ تم پر اسی طرح لعنت کرے گا جیسے اس نے ان پر کی تھی۔ (داؤد، ترمذی) اس حدیث مبارکہ کو امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے

روایت کیاہے۔امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے مذکورہ بالاالفاظ ابوداؤدکے ہیں۔ترمذی رحمۃاللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں۔" نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایاجب بنی اسرائیل میں گناہوں کاآغاز ہواتوانکے علماء نے انہیں روکناشروع کیالیکن وہ بازنہیں آئے وہ علماء ان کے ساتھ ان کی محفلوں میں بیٹھے رہے کھاتے اورپیتے رہے تواللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب ایک جیسے کردیے اور (اللہ تعالیٰ نے) حضرت داؤدعلیہ السلام اورحضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبانی ان پرلعنت کی ایسااسی وجہ سے ہواکیونکہ ان لوگوں نے نافرمانی کی اوروہ حدسے تجاوزکرگئے۔راوی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سیدھے ہوکربیٹھ گئے پہلے آپ ﷺ ٹیک لگاکر بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایاتمہیں اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہاں تک کہ تم انہیں حق پرآمادہ کروگے۔خلیفہ اوّل سیدناحضرت ابوبکرصدیقؓ فرماتے ہیں اے لوگو!تم نے یہ آیت کریمہ پڑھی ہے "اے ایمان والو!تم اپنی فکرکروجو شخص گمراہ ہوگاوہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گاجبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔(المائدہ ۱۰۵) میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشادفرماتے ہوئے سناہے جب ظالم کودیکھیں اوراس کے ہاتھ نہ روکیں توپھرعنقریب اللہ تعالیٰ ان سب پرعذاب نازل کرے گا۔آج مسلمانوں کے ایمان کوخطرہ کیاہے حملہ ہمارے ایمان پر کس چیزکاہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکربعثت محمدی ﷺ تک،آقا ﷺ کی تشریف آوری تک جوانبیاء کرام علیہم الرضوان کے مبعوث ہونے کازمانہ تھاان کی امت ،قومیں جوپہلے زمانے کی تھیں۔اس زمانے کے

لوگوں کے عقیدے پر شرک کا حملہ ہوتا تھاانسان بت پرست تھے کوئی چاند کی پرستش کوئی سورج کی ، کوئی ستاروں کی ، کوئی ہاتھوں کے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے جبین ، نیاز جھوکانے والا تھاالغرض انسانی طبقات شرک کی مختلف صورتوں میں ملوث تھے اور ہر دور کے انسانی طبقات کے عقیدے پر شرک کا حملہ تھاوہ لوگوں کو خدا کا شریک بنارہے تھے ۔پوری تاریخ میں چونکہ شرک کا حملہ تھالہٰذا جو پیغمبر مبعوث ہوا اسکی دعوت کی بنیاد دعوت توحید اور ردِ شرک تھاآج جن لوگوں نے پوری دنیامیں شرک کے نام کا ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے اور یوں لگ رہا ہے جیسے پوری امت مشرک ہو گئی ہے اسلحہ اور ہتھیار لیکر پوری امت کو مشرک بنا کر توحید کے نام پر ایک نام نہاد تصور توحید کے اوپر اور نام نہاد شرک پر امت مصطفیٰ ﷺ کو مرکز نبوت سے دور لے جایا جارہا ہے وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہر پیغمبر کی دعوت کی بنیاد دعوت توحید اور ردشرک حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کی دعوت کی بنیاد بھی دعوت توحید اور ردِ شرک لہٰذا وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی مسئلہ ہے کہ آج اسلام میں امت مسلمہ کو درست کرنے کا جب مسلمانوں کے عقیدے پر شرک کا حملہ تھاتو ضروری تھا کہ ہر پیغمبر شرک کا رد کرتا اور توحید کا نکھرا ہوا خالص تصور انسانیت کے سامنے پیش کرتا یہی وجہ تھی کہ ہر پیغمبر دعوت توحید اور ردِ شرک کے ساتھ مبعوث ہوا تاآنکہ نبی ﷺ تشریف لے آئے آقا ﷺ کی تیئیس برس کی جدوجہد میں شرک ہار گیا اور توحید جیت گئی شرک مار کھا گیا شرک دفن ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ کی امت میں شرک کمزور ہو گیا اور اس شرک کے پلٹ کر زندہ ہو جانے کا کوئی امکان باقی نہ رہا پہلے

تھا ہر پیغمبر کے بعد نئی نسلیں اس پیغمبر سے بھی شرک کرنا شروع کر دیتیں اُسے بھی اللہ پاک کا شریک ٹھہراتیں ۔ پلٹ پلٹ کر شرک حملہ آور ہوتا رہا شرک طاقتور تھا۔ اس لئے شرک کے خلاف ایک جنگ تھی آقا ﷺ کی بعثت مبارکہ نے اس جنگ کو جیت لیا۔ شرک پر مبنی تصورات کبھی دلائل ابراہیم بلکہ برھان مطلق کی آمد کے ساتھ رد ہو گئے شرک کی کمر ٹوٹ گئی اور شرک کی کمر ٹوٹنے کی علامت یہ تھی کہ اللہ پاک نے فرمایا "آج کافر لوگ تمہارے دین (کے غالب آ جانے کے باعث اپنے ناپاک ارادوں) سے مایوس ہو گئے سو (اے مسلمانو!) تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرا کرو، (سورۃ المائدہ آیت ۳) شرک ہار گیا توحید کی بنیادیں مضبوط ہو گئیں ۔ آقا ﷺ اس دنیا سے ظاہراً پردہ فرمانے سے قبل امت کو یہ خوشخبری سنا کر گئے آقا ﷺ سے پہلے کسی پیغمبر نے امت کو یہ خوشخبری نہیں سنائی تھی جیسے قرآن پاک کے بارے میں خوشخبری سنائی "بے شک یہ ذکر عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقینا ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے یہ حفاظت کسی پیغمبر نے اپنی کتاب کے بارے میں اللہ پاک کی طرف سے نہیں دی" تھی ۔ چونکہ ضمانت نہ دی تھی ساری کتابوں میں ردبدل ہوتا رہا قرآن پاک کے بارے میں اللہ پاک کی طرف سے ضمانت آ گئی چودہ سو سال گزر گئے شرق سے غرب تک ساری دشمنان اسلام کی دنیا قرآن پاک میں ایک حرف کی ترمیم نہ کر سکیں اور قیامت تک کوئی بھی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی حفاظت کی ضمانت آ گئی ہے جس طرح قرآن کی ضمانت اللہ پاک نے کر لی لہٰذا قرآن پاک میں کوئی ردبدل نہیں کر سکتا اسی طرح کسی پیغمبر نے اپنی امت کو اس چیز کی ضمانت نہیں

دی تھی کہ اب میرے بعد شرک نہیں ہوگا کسی پیغمبر کی زبان مبارکہ سے اس گارنٹی کا اعلان نہیں ہوا کہ میرے بعد اب شرک پلٹ کر نہیں آئے گا۔ اب میرے بعد تم شرک میں مبتلا نہ ہوگے یہ گارنٹی نہیں تھی نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح ان کی کتابیں بدل دی گئیں اسی طرح شرک بھی پلٹ پلٹ کر حملہ آور ہوتا رہا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم ،ابوداؤد فی السنن ،احمد بن حنبل میں متفق علیہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ (یہ گیارہواں سن ہجری تھا) آقاﷺ شہدائے احد کے مزارت پر تشریف لے گئے (یہ ان کی وفات کا آٹھواں سال تھا) واقعہ احد سن ۳ ہجری میں پیش آیا آقاﷺ واقعہ شہدائے احد کے آٹھ سال بعد تشریف لے گئے یاد رہے آقاﷺ کا وصال مبارک بھی گیارہواں سن ہجری ہے آقاﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام مبارکہ میں اپنی امت کو یہ خوشخبری سنائی۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ آقاﷺ نے شہدائے اُحد پر (دوبارہ) آٹھ سال بعد اس طرح نماز پڑھی گویا زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہیں پھر آپﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں تمہارا پیش رو ہوں میں تمہارے اوپر گواہ ہوں ہماری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اس جگہ سے حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے تمہارے متعلق اس بات کا ڈر نہیں کہ تم (میرے بعد) شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے بلکہ تمہارے متعلق مجھے دنیاداری کی محبت میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ یہ میرا حضور نبی اکرمﷺ کا آخری دیدار تھا (یعنی اس کے بعد آپﷺ کا جلد ہی وصال ہوگیا) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا ! بے شک میں

تمہارا پیش رو ہوں اور تم پر گواہ ہوں بیشک خدا کی قسم ! میں اپنے حوض (کوثر) کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں (یا فرمایا زمین کی کنجیاں) عطا کر دی گئی ہیں اور خدا کی قسم ! مجھے یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ (متفق علیہ)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے متعلق اس بات کا تو ڈر ہی نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے ڈر ہے کہ تم دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑائی کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہوئے۔ حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ یہ آخری بار تھی جب میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر جلوہ افروز دیکھا (یعنی اس کے بعد جلد ہی آپ ﷺ کا وصال ہو گیا) مسلم) درج بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ آقا ﷺ اپنے زندگی کے آخری ایام میں) امت کو یہ خوشخبری سنا گئے ہیں کہ میرے بعد تم شرک میں مبتلا نہ ہو گے۔ جو لوگ اذان سے قبل درود و سلام، دعا بعد از نماز جنازہ، آقا ﷺ کے وسیلہ، ندائے

یا رسول ﷺ آقا ﷺ کی ذات پر سلام کو شرک کہنے والے ان احادیث کا مطالعہ کریں جو لوگ اعتراضات کرتے ہیں وہ گمراہ بھی ہیں اور آقا ﷺ کی فیض سے محروم بھی ہیں حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں میری امت کی ہونگی اور باقی تمام امتوں کی صرف چالیس صفیں ہونگی

ترمذی، ابن ماجہ) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی)

کریم ﷺ نے فرمایا مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا ہے جو (سابقہ) انبیاء کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کو نہیں عطا کیا گیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے ؟آقا ﷺ نے فرمایا میری رعب و دبدبہ سے مدد کی گئی اور مجھے زمین (کے تمام خزانوں) کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا اور مٹی کو بھی میرے لئے پاکیزہ قرار دیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنایا گیا۔ (ابن شیبہ) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک قبہ (مکان) میں تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تہائی حصہ تم (میں سے) ہو؟ ہم نے عرض کیا ہاں آقا ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی جان ہے ! مجھے امید ہے کہ تم (تعداد میں) اہل جنت میں سے نصف ہوں گے اور وہ یوں کہ جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا اور مشرکوں کے مقابلے میں تم یوں ہو جیسے کالے بیل کی جلد پر ایک سفید بال یا سرخ بیل کی جلد پر ایک (کالا بال"۔ (متفق علیہ

حضرت عمرو بن قیسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو مرحوم قرار دیا اور اس کی عمر مختصر رکھی سو ہم ہی آخری ہیں اور ہم ہی قیامت کے دن اول ہوں گے اور میں بغیر کسی فخر کے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں ہی حبیب اللہ ہوں اور روز قیامت میرے پاس ہی حمد کا جھنڈا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے میری

امت کے بارے میں مجھ سے تین وعدے فرمائے اور تین چیزوں سے نجات عطا کی ان پر عام قحط سالی مسلط نہیں کرے گا اور کوئی دشمن انہیں ختم نہیں کرسکے گا اور انہیں گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا۔ (درامی) حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (امت مسلمہ) وہ (خوش نصیب) امت ہے جس پر (اللہ تعالیٰ کی خصوصی) رحمت نازل کی گئی ہے اس کا عذاب اسکے ہاتھ میں ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک مسلمان کو ایک کافر دے کر کہا جائے گا یہ تمہارا دوزخ کا فدیہ ہے (ابن ماجہ) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ پاک نے زمین کو میرے لئے لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھا عنقریب میری حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین لپیٹی گئی مجھے قیصر وکسریٰ کے) دو خزانے سرخ اور سفید دیے گئے میں نے اپنے رب سے اپنی امت) کے بارے میں سوال کیا کہ انہیں قحط سالی سے ہلاک نہ کیا جائے اور نہ ان پر ان کے غیر سے دشمن مسلط کرے جو انہیں مکمل طور پر نیست ونابود کردے اور بے شک میرے رب نے مجھے فرمایا اے محمد مصطفیٰ ﷺ! میں جب ایک فیصلہ کرلیتا ہوں تو اس کو واپس نہیں لوٹایا جاسکتا اور بے شک میں نے آپ کو آپ کی امت کے لئے یہ چیز عطا فرمادی ہے کہ میں انہیں قحط سالی سے نہیں ماروں گا اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور کو ان پر دشمن مسلط کرونگا جو انہیں مکمل طور پر نیست ونابود کردے اگرچہ (وہ دشمن ان کے خلاف ہر طرف سے اکٹھے) ہوجائیں یہاں تک کہ ان میں سے خود بعض کو بعض ہلاک نہ کریں اور بعض بعض کو قیدی نہ بنائیں۔ (مسلم شریف) حضرت

بہز حکیم بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا ہم قیامت کے دن ستر ۷۰ امتوں کی تکمیل کریں گے اور ہم سب سے آخری اور سب سے بہتر ہوں گے (ابن ماجہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں پس ایک نبی گزرنے لگا اور اسکے ساتھ اسکی امت تھی ایک نبی ایسا بھی گزرا کہ اس کے ساتھ چند افراد تھے ایک نبی کے ساتھ دس آدمی ایک نبی کے ساتھ پانچ آدمی ایک نبی صرف تنہا میں نے نظر دوڑائی تو ایک بڑی جماعت نظر آئی میں نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام! کیا یہ میری امت ہے؟ عرض کیا نہیں بلکہ یارسول اللہ ﷺ آپ افق کی جانب توجہ فرمائیں میں نے دیکھا تو بہت ہی بڑی جماعت تھی عرض کیا یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور یہ جو ستر ہزار ان کے آگے ہیں ان کے لئے نہ حساب ہے نہ عذاب، میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ انہوں نے کہا یہ لوگ داغ نہیں لگواتے تھے غیر شرعی جھاڑ پھونک نہیں کرتے تھے شگون نہیں لیتے تھے اور اپنے رب پر (کامل) بھروسہ رکھتے تھے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں داخل فرمالے آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ اسے ان لوگوں میں شامل فرما پھر دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمالے آپ ﷺ نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔ (متفق علیہ) حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت تمام انبیاء

کرام علیہم السلام پر اس وقت تک حرام کر دی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام امتوں پر اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔

حضرت محجن بن ادرع سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امت (محمدیہ) کے لیے آسانی کو پسند فرمایا ہے اور (اس کے لئے) تنگی کو ناپسند فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔ (طبرانی فی المعجم الکبیر

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز آقا ﷺ نے اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ ہم نے گمان کیا شاید آپ ﷺ کا وصال اقدس ہو گیا ہے پھر جب آپ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا میرے رب نے مجھ سے میری امت کے بارے میں مشورہ طلب کیا اس میں بیان فرمایا اور ہمارے لئے وہ بہت سی چیزیں حلال کر دیں جو ہم سے پہلی (امتوں پر) ممنوع تھیں اور ہم پر اس دنیا میں کوئی تنگی (روا) نہیں رکھی۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں ہی سب سے پہلا شخص ہونگا جسے قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی ہونگا جسے سب سے پہلے سر اٹھانے کی اجازت

ہوگی۔ سو میں اپنے سامنے دیکھوں گا اور اپنی امت کو دوسری امتوں کے درمیان بھی پہچان لوں گا اسی طرح اپنے پیچھے اور اپنی داہنی طرف بھی انہیں دیکھ کر پہچان لوں گا ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ اپنی امت کو دوسری امتوں کے درمیان کیسے پہچانیں گے جبکہ ان میں حضرت نوح علیہ السلام کی امت سے لیکر آپ ﷺ کی امت تک کے لوگ ہوں گے ؟آپ ﷺ نے فرمایا ان کے اعضاء وضو کے اثر سے چمک رہے ہوں گے اور ان کے سوا کسی اور (امت) کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا اور میں انہیں پہچان لوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور انہیں پہچان لوں گا کہ ان کے آگے ان کی اولاد دوڑتی ہوگی۔ (رواہ احمد) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے روز ضرور اپنی امت کو دوسری امتوں کے درمیان پہچان لوں گا صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے ؟فرمایا میں انہیں پہچان لوں گا کہ ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور ان کی پیشانیوں پر سجدوں کا اثر ہوگا اور میں انہیں ان کے نور سے پہچان لوں گا جو ان کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا۔ (احمد بن حنبل)

حضرت ابوامامہ باہلی روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز روشن پیشانیوں اور چمکتے ہاتھ پاؤں والے لوگوں کی ایک جماعت نمودار ہوگی جو افق پر چھا جائے گی ان کا نور سورج کی طرح ہوگا سو ایک منادی دینے والا ندا دیگا نبی اُمّی پس اس نداء

پر ہر امی نبی متوجہ ہوگا لیکن کہا جائے گا کہ اس سے مراد محمد ﷺ اور ان کی امت ہے سو وہ جنت میں داخل ہونگے ان پر کوئی حساب اور عذاب نہیں ہوگا پھر اس طرح کی ایک اور جماعت نمودار ہوگی جنکی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے ان کا نور چودھویں کے چاند کی طرح کا ہوگا اور ان کا نور افق پر چھا جائے گا سو پھر ندا دینے والا ندا دے گا اور کہے گا نبی اُمّی پس اس ندا پر ہر امی نبی متوجہ ہو جائے گا لیکن کہا جائے گا اس ندا سے حضور نبی کریم ﷺ اور ان کی امت ہے پس وہ بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے پھر اسی طرح ایک اور جماعت نمودار ہوگی ان کی (بھی) پیشانیوں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے ان کا نور آسمان میں بڑے ستارے کی طرح ہوگا ان کا نور افق پر چھا جائے گا پس ندا دینے والا آواز دے گا نبی اُمّی پس اس پر ہر امی نبی متوجہ ہوگا کہا جائے گا اس سے مراد بھی محمد ﷺ اور ان کی امت ہے پس وہ بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے پھر آپ ﷺ کا رب (اپنی شان کے لائق) تشریف لائے گا پھر میزان وحساب قائم کیا جائے گا۔ (طبرانی) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین آفتوں سے بچالیا ایک یہ کہ تمہارا نبی تمہارے لئے ایسی بددعا نہیں کرے گا کہ تم سارے ہلاک ہو جاؤ دوسرا یہ کہ (مجموعی طور پر) اہل باطل اہل حق پر غالب نہ ہوں تیسرا یہ کہ تم (مجموعی طور پر) گمراہی پر جمع نہیں ہونگے۔ (ابوداؤد)

اللہ پاک ہمیں صراط مستقیم کے راستے پر چلنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق
عطا فرمائے۔تاکہ ہم بروز قیامت نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور تیری جنت کے حقدار بن
جائیں۔آمین

قدوۃ السالکین حضرت علامہ خواجہ محمد اکبر علیؒ چشتی میروی

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملادیتے ہیں

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا جن کا انسان شمار بھی نہیں کر سکتا ہے جن وانس کی وجہ تخلیق بھی اللہ پاک کی عبادت کرنا ہے۔تاریخ اسلام کا اگر ہم مطالعہ کریں تو یہ حقیقت کھل کر روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ خالق کائنات اللہ رب العالمین نے اشرف المخلوقات بنی نوع انسان کی رشد وہدایت اور مقصد تخلیق انسان سے آگاہی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں مخلوق کی ہدایت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔انسان کو ظلمتوں سے نکال کران کے قلوب میں علم ومعرفت کے چراغ روشن کر دیئے۔اور پھر قصرِ نبوت کی تکمیل کی خاطر خاتم الانبیاء ،امام الانبیاء، فخر الانبیاء ، نبی آخر الزمان، جناب سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔چونکہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اس لئے آقا ﷺ کے بعد امت کی ہدایت اور رہبری کے لیے اولیاء کرام بھیجے گئے جن کا سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہیگا۔اولیاء کرامؒ نے ہر دور میں پیغام حق عام کیا اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو حق کی راہ دکھائی۔سب سے پہلے اس بات کی

وضاحت کرتا جاؤں کہ اللہ پاک کے وہ مقبول بندے جو اس کی ذات و صفات کے عارف ہوں اس کی اطاعت و عبادت کے پابند رہیں گناہوں سے بچیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں اپنا قرب خاص عطا فرمائے ان کو اولیاء اللہ کہتے ہیں ایسے خوش نصیب انسانوں کو نہ کسی قسم کا خوف اور نہ کسی قسم کا غم ہوتا ہے۔ یہاں پر آقا ﷺ کا ایک فرمان مبارک یاد آ رہا ہے جس کے روای حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے اولیاء اللہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ (اولیاء اللہ ہیں) جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آ جائے۔ (نسائی) اللہ رب العزت نے ضلع میانوالی کو کئی ایسی عظیم ہستیوں سے نوازا جنہوں نے مخلوق خدا میں اللہ اور اسکے حبیب ﷺ کے عشق کی دولت تقسیم کی علم و عمل کے ذریعے لوگوں کو حقیقی منزل کا پتہ بتایا نہ صرف پتہ بتایا بلکہ راہ حق پر چلا کر انہیں منزل تک پہنچایا۔ انہی عظیم ہستیوں میں یادگار اہل عرفاں قدوۃ السالکین حضرت علامہ مولانا خواجہ محمد اکبر علیؒ کا شمار ہوتا ہے۔ آپؒ عرفان و سلوک کے ایسے شہسوار تھے جنہوں نے شریعت و طریقت کو اس کے روح اور جسم سمیت ایک تازہ زندگی عطا کی آپؒ کی ولادت باسعادت 1351 ھجری بمطابق 1884ء کو سرزمین میانوالی میں ہوئی۔ آپؒ نے قرآن پاک کی ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ اور قرآن پاک کے حفظ کی سعادت حاصل کی۔ درس نظامی کی ابتداء مشہور و معروف عالم دین مولانا میاں محمد صاحب چکی ضلع اٹک سے کی۔ پھر استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا احمد دین گانگویؒ سے متداولہ کتب کی تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث کے لئے 1904ء میں

دار لعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ وہاں سے سند فراغت حاصل کرکے واپس سرزمین میانوالی تشریف لے آئے۔ اور ضلع میانوالی کے تشنگان علم پر خصوصی کرم کرتے ہوئے اسی ضلع کو مسند تدریس کی رونق بخشی۔ 1906ء میں اس وقت کے ولی کامل قطب دوراں حضرت خواجہ احمد میرویؒ کے دست حق پر بیعت کی۔ اور مرشد کامل کی زیر نگرانی سلوک و تصوف کی منازل طے کرتے رہے۔ 1907ء میں حضرت خواجہ احمد میرویؒ نے آپؒ کو خرقہ خلافت دربار چشتیہ میرویہ عطا فرمایا۔ آپؒ نے 1907ء میں واپس آکر میانوالی میں مدرسہ اسلامیہ لخدام غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ جو آج عالم اسلام میں جامعہ اکبریہ کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ جہاں پر لاتعداد تشنگان علم و معرفت اپنی روحانی پیاس بجھا چکے اور بجھا رہے ہیں۔ جامعہ اکبریہ میں دارالافتاء کا قیام باقاعدہ 1907ء میں ہوا۔ تحریک پاکستان میں مشائخ و علماء حق کی طرح آپؒ کا کردار نمایاں ہے۔ آپؒ کی نظر میں دنیا کی حقیقت یہ تھی کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد اکبر علی چشتی میرویؒ نے الدنیا جیفتہ وطالبھا کلابپر بحث کرتے ہوئے فرمایا کبھی جانور بھی اپنی بھوک مٹاتے ہیں اور پیٹ بھر کر چلے جاتے ہیں لیکن کتا ایک ایسا بدفطرت اور کمینہ جانور ہے کہ پیٹ بھر لیتا ہے مگر دوسرے کو کھاتا نہیں دیکھ سکتا وہیں بیٹھ جاتا ہے اور جو چیز اس مردار سے پیٹ بھرنے آتی ہے اس پر حملہ آور ہو کر اسے بھگا دیتا ہے اپنے پیٹ میں کچھ نہیں آتا مگر دوسروں کو کھانے نہیں دیتا۔ (ارجمال فقر باب دہم ملفوظات) آپؒ نے نصف صدی تک میانوالی میں علم و عرفان اور رشد و ہدایت کو فروزاں کیے

رکھا۔ بالآخر 29 دسمبر 1956ء بمطابق 27 جمادی الاوّل اس دارفانی سے کوچ کرکے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپؒ کی نمازجنازہ مولانا احمد دین گانگویؒ نے پڑھائی۔ جب یہ آفتاب علم وحکمت غروب ہوگیا تو آپؒ کے پردہ فرمانے کے بعد آپؒ کے شہزادے، خورشید ولایت منبع رشد وہدایت، علامہ ابن علامہ خواجہ الحاج الحافظ غلام جیلانیؒ سے لیکر 1984ء تک تقریباً 28 سال دینی وعلمی خدمات کو بخوبی سرانجام 1956ء دیا۔ حضرت مولانا خواجہ الحافظ غلام جیلانیؒ کی ولادت باسعادت 1909ء میں میں ہوئی۔ خواجہ غلام جیلانیؒ نے 1942ء میں فراغت علمی حاصل کی۔ حضرت خواجہ ثانی 1956ء میں مسندخلافت پر فائز ہوئے۔ حضرت خواجہ ثانیؒ نے دومرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ حضرت خواجہ ثانی 1984ء کو اس دارفانی سے کوچ کرکے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپؒ کا سالانہ ختم پاک 4 ربیع الثانی کو جامعہ اکبریہ میں ہوتا ہے۔ حضرت مولانا غلام جیلانیؒ کے وصال کے بعد ان کے فرزند ارجمند پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد عبدالمالک صاحب طال اللہ عمرہ خلافت کے امین بنے۔ صاحبزادہ محمد عبدالمالک صاحبؒ نے مسندخلافت سنبھالنے کے بعد دارالعلوم میں حیرت انگیز نصابی وانقلابی تبدیلیاں فرمائیں۔ مدرسے کا ابتدائی نام مدرسہ السلامیہ لخدام غوثیہ تھا لیکن نشاۃ ثانیہ کے بعد بانی اوّل خواجہ محمد اکبر علیؒ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اس کا نام تبدیل کرکے جامعہ اکبریہ تجویز کیا گیا۔ حضرت خواجہ محمد اکبر علیؒ کا قائم کردہ ادارہ جو عالم اسلام میں جامعہ اکبریہ کے

نام سے جانااور پہچانا جاتاہے۔وہ آج تک قبلہ استاذالعلماء پیر طریقت ، رہبر شریعت صاحبزادہ محمد عبدالمالک صاحب کی زیر سرپرستی علم ودانش کا گہوارہ بناہواہے۔ جامعہ اکبریہ میانوالی کی سب سے معروف شاہراہ بلوخیل روڈپر اکبرالمساجد مسجد کے ساتھ متصل ہے۔اسی مدرسہ کے پہلومیں سراج السالکین قطب الاقطاب خواجہ محمد اکبر علی چشتی میروی کامزارپُرانوار بھی ہے۔جو ہر خاص وعام کے لئے مرجع خلائق بناہواہے۔خواجہ محمد اکبر علیؒ کاسالانہ عرس پاک 25,26,27 جمادی الاولیٰ کواکبرالمساجد جامعہ اکبریہ میں عقیدت واحترام سے منایاجاتاہے۔یہ عرس مبارک استاذالعلماء صاحبزادہ محمد عبدالمالک صاحب مہتمم جامعہ اکبریہ کی زیرپرستی میں منعقداہواکرتاہے۔جس میں جید علمائے کرام مشائخ عظام ، مریدین اور عاشقان مصطفیٰ ﷺ کی کثیر تعداد شرکت کرتی ہے۔

خلیفہ اوّل امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت مبارکہ

جامع الکمالات ، مجمع الفضائل ، اصدق الصادقین، سید المتقین، افضل البشر بعد الانبیاء، محبوب حبیب خدا، صاحب صدق و صفا، خلیفہ اوّل، جانشین محبوب رب، امیر المومنین، عاشق شہنشاہ بحر و بر حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ولادت باسعادت کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ واقعہ فیل کے قریباً اڑھائی سال بعد ۵۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کا نام عبداللہ کنیت ابوبکر اور القاب صدیق و عتیق ہیں۔ آپؓ کے والد ماجد کا نام حضرت عثمان جن کی کنیت ابوقحافہ ہے آپؓ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت سلمیٰ بنت صخرؓ ہے جو اپنی کنیت اُم الخیر سے مشہور ہوئیں۔

آپؓ کا تعلق قبیلہ قریش کے ایک قبیلہ بنو تیم سے تھا۔ آپؓ کا شمار ایک خوش اخلاق نیک سیرت اور ایمان دار تاجروں میں ہوتا ہے۔ آپؓ دور جاہلیت میں بھی کبھی بتوں کے آگے سجدہ ریز نہ ہوئے۔ آپؓ نے دور جاہلیت سے ہی اپنے اوپر شراب کو حرام قرار دے دیا تھا۔ آپؓ نے کبھی بھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا حتیٰ کہ آپؓ دور جاہلیت کی تمام معاشرتی برائیوں سے پاک رہے آپؓ پیشے کے لحاظ سے کپڑے کے تاجر تھے

آقا دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے علاوہ اگر سب سے پہلے کسی نے آپ ﷺ کی

آواز پر لبیک کہا تو وہ سیدنا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ذات تھی۔ حضرت زیدؓ اور حضرت علیؓ میں ایک کی حیثیت زر خرید غلام کی تھی تو دوسرے کی حیثیت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے چچازاد یعنی ایک گھریلو فرد کی تھی یہ دو صحابہ کرام علیہم الرضوان اسی موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ایسے موقع پر سیدنا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیقؓ کی والہانہ محبت اور قبول اسلام کی پہل کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہی سب سے موزوں اور وقیع شہادت ہے امام سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو دعوت اسلام دی تو آپؓ نے بغیر کسی تردد کے اس دعوت کو قبول فرمالیا۔ آپؓ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے خواب میں چاند دیکھا جو مکہ مکرمہ کی طرف نازل ہوا اور ہر گھر میں علیحدہ علیحدہ داخل ہوا وہ چاند جس گھر میں بھی داخل ہوا وہ گھر نور سے چمک اٹھا پھر وہ چاند میرے گھر میں داخل ہوا اور میری گود میں جمع ہو گیا آپؓ نے جب اس خواب کی تعبیر چند اہل کتاب سے معلوم کی تو انہوں نے بتایا کہ جس نبی کا انتظار تھا اس کی آمد ہو چکی ہے اور تم اس نبی کے دامن سے وابستہ ہو گے اور تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہوں گے مؤرخین نے ابتداء میں اسلام قبول کرنے والوں کی تقسیم کی ہے بچوں میں سے سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ غلاموں میں سے حضرت زیدؓ عورتوں میں سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور عام جوانوں میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے پہلے اسلام لائے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں نے علیؓ کو اسلام پیش کیا تو انہوں نے فرمایا میں اپنے والد سے پوچھ

کر بتاؤں گا۔ انہوں نے اپنے والد ابوطالب سے پوچھا تو ابوطالب نے کہا میں نہ تو اسے روکتا ہوں اور نہ اسے قبول کرنے کا کہتا ہوں چنانچہ حضرت علیؓ نے اگلے دن آقا ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا۔ جس روز سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے تو اس روز آپؓ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے آپؓ نے وہ سب کے سب آپ ﷺ پر خرچ کر دیئے۔ آپؓ کی صحابیت قطعی ایمانی قرآنی ہے لہٰذا اس کا انکار کفر ہے۔ آپؓ کا درجہ حضور ﷺ کے بعد سب سے بڑا ہے کہ انہیں رب نے آقا ﷺ کا ثانی فرمایا ہے حضور ﷺ کے بعد خلافت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے لئے ہے رب تعالیٰ انہیں دوسرا بنا چکا ہے پھر انہیں تیسرا یا چوتھا کرنے والا کون ہے وہ تو قبر میں بھی دوسرے ہیں حشر میں بھی دوسرے ہوں گے۔ آپؓ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے زیادہ عالم اور ذکی تھے۔ جب کسی مسئلے کے متعلق صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اختلاف رائے ہوتا تو وہ مسئلہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے پیش کیا جاتا آپؓ اس پر جو حکم لگاتے وہ عین ثواب ہوتا۔ آپؓ کو قرآن پاک کا علم بہت زیادہ تھا اسی وجہ سے آپ ﷺ نے آپؓ کو نماز میں امام بنایا۔ آپؓ کو سنت مبارکہ کا علم کامل تھا۔ اسی وجہ صحابہ کرام علیہم الرضوان مسائل سنت میں آپؓ سے رجوع فرماتے آپؓ کا حافظہ بہت قوی تھا آپؓ نہایت ذکی الطبع تھے۔ آپؓ کو دور خلافت میں جب کوئی معاملہ پیش آتا تو آپؓ قرآن مجید فرقان حمید میں اس مسئلے کو تلاش کرتے اگر قرآن مجید فرقان حمید میں نہ ملتا تو آپ ﷺ کے قول و فعل کے مطابق فیصلہ کرتے اگر ایسا قول و فعل کوئی نہ معلوم ہوتا تو باہر نکل کر لوگوں سے دریافت فرماتے۔ کہ تم میں کسی نے اس متعلق کوئی

حدیث سنی ہے ؟اگر کوئی صحابی ایسی حدیث بیان نہ فرماتے ۔ توآپؓ جلیل القدر صحابہ کرام کو جمع فرماتے اور ان کی کثرت رائے سے فیصلہ صادر فرماتے ۔9 ہجری میں غزوہ تبوک سے واپسی پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو امیر حج مقرر کیا آپؓ تین سو صحابہ کرام کا قافلہ لے کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ حج کے لئے روانہ ہوئے ۔آپؓ جس وقت منصب خلافت پر سرفراز ہوئے اس وقت جو مسئلہ آپؓ کی خلافت کے لئے کھڑا ہوا وہ منکرین زکوۃ تھے ۔آپؓ نے ان منکرین زکوۃ کے خلاف ایک لشکر ترتیب دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپؓ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ہمیں اسوقت منکرین زکوۃ کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا چاہیے تاکہ وہ دین اسلام سے متنفر نہ ہوں ۔آپؓ نے مسجد نبوی ﷺ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔اللہ کی قسم ! جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں بکری کا ایک بچہ بھی زکوۃ دیتا اور اب اس کے دینے سے انکاری ہے میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔آپؓ کی تقریر کو سن کر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپؓ کے اس فیصلے کو سراہا حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے منکرین زکوۃ کی سرکوبی کے لئے لشکر بھیجا جس نے ان کو تابع کیا اور ہ دوبارہ سے زکوۃ کا نظام نافذ کیا۔آپؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی مہینوں میں سلطنت کو مستحکم کرنے کی طرف اپنی ساری توجہ مرکوز رکھی اور تمام چھوٹے بڑے فتنوں منکروں اور مرتدوں کا خاتمہ کیا اور جتنی بغاوتیں حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد شروع ہو گئیں سب کا قلع قمع کیا۔

ایک روز آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ وہاں پر سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں کو اللہ پاک اوراس کے رسول ﷺ کی دعوت دی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کسی نے حرم شریف میں اس طرح کھل کر لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا ہو۔ مشرکین یہ سنتے ہی سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ پر برس پڑے اور بری طرح مارنے لگے۔ آپؓ مار کھاتے کھاتے زمین پر گر چکے اور انہیں انتہائی شدید ضرب لگی تھی۔ فاسق عتبہ بن ربیعہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور انہیں پیوند لگے دونوں جوتوں سے مارنے لگا۔ پھر کود کر سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے پیٹ پر بیٹھ گیا اور اتنا مارا کہ کثرت خون سے ان کی ناک ان کے چہرے سے نہیں پہچانی جاتی تھی۔ جب سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے قبیلے بنو تیم کے لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ ان کی مدد کو پہنچ گئے مشرکین کو ہٹا کر سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو اپنے گھر لے آئے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو اتنی سزا دی کہ یقین ہو چلا تھا آپؓ کی موت یقینی ہے بنو تیم سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو ان کے گھر پہنچا کر مسجد حرام میں واپس آئے اور کہنے لگے۔ اللہ کی قسم! اگر سیدنا ابوبکر صدیقؓ مر جائیں گے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو ضرور قتل کر ڈالیں گے۔ بنو تیم مسجد حرام میں سرعام یہ دھمکی دے کر آپؓ کے گھر پہنچ گئے۔ آپؓ کے والد ابوقحافہ اور قبیلہ بنو تیم کے لوگوں نے بہت کوشش کی کسی طرح سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی زبان مبارک کھل جائے تاکہ آپؓ ہمارے ساتھ کچھ باتیں

کریں سارے اسی انتظار میں آپؓ کے ارد گرد بیٹھے تھے دن کے آخری
پہر کو سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو کچھ افاقہ ہوا اور زبان کھولی ۔آپؓ کے زبان سے پہلا جملہ یہ
نکلا۔ رسول اکرم نور مجسم ﷺ کا کیا ہوا وہ کیسے ہیں ؟ سارے لوگوں کو سیدنا ابو بکر صدیقؓ
کے مرنے کا یقین ہو چکا تھا۔ مار کھانے کے بعد آپؓ کافی دیر سے یک دم خاموش تھے
آنکھیں بند تھیں اور جب زبان کھولی تو سب سے پہلے آپؓ نے نبی کریم ﷺ کے بارے
میں پوچھا۔اس کی وجہ سے آپؓ کو قوم کو بہت غصہ آیا وہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو ملامت
کرتے ہوئے نکل گئے اور آپؓ کی ماں سے کہا کہ ابو بکرؓ کو کچھ کھلا پلا دو۔جب قبیلہ والے
نکل گئے تو آپؓ کی والدہ اکیلی رہ گئیں اور اصرار کرنے لگیں کہ ابو بکرؓ ! کھانا کھالیں
۔مگر سیدنا ابو بکر صدیقؓ اپنی والدہ سے صرف یہی پوچھتے رہے کہ نبی کریم ﷺ کا کیا ہوا وہ
کیسے ہیں ؟ والدہ نے کہا اللہ کی قسم ! بیٹے مجھے تیرے ساتھی محمد ﷺ کا کوئی علم نہیں کہ وہ
کس حال میں ہیں اور اس وقت کہاں ہیں ؟ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے اپنی والدہ محترم سے
کہا۔اُم جمیل فاطمہ بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں
دریافت کرو کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں ؟ آپؓ کی والدہ ام جمیل فاطمہ بنت
خطاب کے پاس پہنچ گئیں اور کہا کہ میرا بیٹا ابو بکرؓ تم سے محمد ﷺ بن عبداللہ کے بارے
میں پوچھ رہا ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہیں اور کیسے ہیں ؟ام جمیل نے کہا نہ مجھے ابو بکرؓ کے
بارے میں کچھ علم ہے اور نہ محمد ﷺ کے بارے میں ۔ہاں اگر تم چاہو تو میں تمہارے
بیٹے کو دیکھنے چلوں ؟ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی ماں نے کہا ہاں

دیکھنے چلوام جمیل سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے پاس پہنچیں تو شدت مرض سے ان کی حالت ناگفتہ بہ تھی ۔وہ آپؓ کے قریب ہوئیں اور زور زور سے کہنے لگیں ۔فسق و کفر میں ڈوبی ہوئی قوم نے آپ کو تکلیف دی ہے مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ضرور ان ظالموں سے انتقام لے گا۔آپؓ نے آنکھ کھولی اور ام جمیل سے پوچھا آقا ﷺ کا کیا ہوا وہ کیسے ہیں ؟ام جمیل نے کہا یہ آپؓ کی ماں بھی موجود ہے میں اگر کچھ بتاؤں تو وہ بھی کچھ سن لیں گی سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے کہا کوئی بات نہیں ہے تمہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ام جمیل نے بتایا رسول اکرم نور مجسم ﷺ بالکل صحیح سالم ہیں ۔آپؓ نے کہا اب آپ ﷺ کہاں ہیں ۔ام جمیل نے کہا دار ابن ارقم میں ہیں ۔آپؓ کہنے لگے میں نے اللہ پاک سے عہد کر لیا ہے کہ جب تک آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر نہ ہو جاؤں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ کچھ پیوں گا۔ام جمیل اور آپؓ کی والدہ نے اصرار دیکھا تو کچھ دیر تو رکی رہیں پھر جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے ہیں اور راستہ خالی پڑا ہے تو آپؓ کو سہارا دیتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کو لائیں ۔رسول اکرم ﷺ کی نگاہ مبارک جب سیدنا ابو بکر صدیقؓ پر پڑی تو آپ ان کی طرف جھک پڑے اور بوسہ دیا دوسرے مسلمان بھی ابو بکر صدیقؓ کی طرف جھک پڑے اس منظر کو دیکھ کر آپ ﷺ کو بڑی کوفت ہوئی اور آپ ﷺ کی آنکھیں نم ہو گئیں ۔قربان جاؤں آپؓ نے اس حالت میں بھی نبی کریم ﷺ سے اپنی بے لاگ محبت کا ثبوت دیا اور عرض کرنے لگے اے اللہ پاک کے رسول ﷺ ! میرے ماں باپ آپ پر قربان (جب آپ ﷺ صحیح سالم ہیں) تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ۔صرف اتنی تکلیف ہے کہ فاسق نے میرے چہرے

پر جوتا مارا اور یہ میری ماں ہے جو اپنے بیٹے کے حق میں مہربان اور وفادار ہے
آپ ﷺ کی ہستی مبارک ہے آپ ﷺ میری ماں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں
اور اس کے حق میں دعائے خیر فرمادیں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ماں
کو آپ ﷺ کی دعوت کی برکت سے جہنم کی آگ سے بچادے۔ آپ ﷺ نے
سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی خواہش پر ان کی ماں کے لئے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے
نبی ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی ماں مسلمان ہو گئی۔ (ابن
کثیر البدایۃ والنہایۃ۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی)
آپ ﷺ نے جب مشرکین مکہ کو دعوت حق کی تبلیغ کی تو مشرکین مکہ آپ ﷺ کی جان
کے دشمن بن گئے طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے اس دوران نبی کریم ﷺ نے ایک
جماعت کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ مشرکین مکہ کے ظلم سے بچ سکیں
اور تبلیغ اسلام کا کام بخوبی سرانجام دے سکیں۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے حبشہ کی
جانب ہجرت کی۔ حبشہ کی جانب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے ہجرت کرنے کے
باوجود کفار مکہ کے ظلم میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی آخر نبی کریم ﷺ نے 11 نبوی میں
مسلمانوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ جس کے بعد مسلمانوں نے
قافلوں کی صورت میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی جس وقت صحابہ کرام علیہم
الرضوان کی ایک کثیر جماعت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئی۔ مکہ مکرمہ میں
صرف حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ

سمیت چند صاحب حیثیت مسلمان رہ گئے تو نبی کریم ﷺ نے ایک رات حضرت سیدنا علی المرتضٰی کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے گھر پہنچ گئے اتفاق سے اس رات کفار مکہ حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کے لئے آپ ﷺ کے گھر پہنچ چکے تھے مگر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ آقا ﷺ کو نہ دیکھ سکے آقا ﷺ ان کی آنکھوں کے سامنے نکل گئے۔ آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا اے ابو بکرؓ مجھے میرے رب نے ہجرت کا حکم دیا ہے اور اس سفر میں تم میرے رفیق ہو مشکل اور کٹھن راستوں سے گزر کر آپ ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ غار ثور میں پہنچ گئے سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے سامنےؓ ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ذکر ہوا تو آپؓ رونے لگے اور فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ میری زندگی کے تمام اعمال حضرت ابو بکر صدیقؓ کی زندگی کے ایک دن اور ایک رات کے برابر ہو جائیں۔ رات تو وہ رات ہے جب سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور غار ثور میں تین دن اور تین راتیں قیام فرمایا۔ جس وقت نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ غار کے دروازے پر پہنچے تو سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! اللہ پاک کی قسم غار میں آپ ﷺ کے داخل ہونے سے پہلے مجھے داخل ہونے دیں تاکہ غار کے اندر کا جائزہ لے لوں کہ کہیں غار کے اندر کوئی زہریلا جانور یا اذیت دینی والی چیز تو موجود نہیں۔ چنانچہ آپؓ غار کے اندر داخل ہوئے غار کو اچھی طرح جھاڑا غار میں موجود تمام کئی سوراخ تھے آپؓ نے اپنی چادر پھاڑ کر وہ سوراخ بند کئے لیکن پھر بھی دو سوراخ باقی رہ گئے آپؓ نے ان دونوں سوراخوں پر اپنے پاؤں کی ایڑیاں رکھ دیں اور آقا ﷺ سے درخواست کی یا رسول اللہ ﷺ غار کے اندر تشریف لے

آئیں حضور ﷺ غار کے اندر داخل ہوئے اور آرام کی غرض سے لیٹ
گئے۔ آقا ﷺ نے اپنا سر مبارک سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی گود میں رکھ دیا جن سوراخوں پر
آپؓ نے اپنے پاؤں رکھے ہوئے تھے ان میں سے ایک سوراخ میں سے سانپ نے
آپؓ کو ڈنگ مارا جس کے درد کی وجہ سے آپؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ آنسو بہہ
کر حضور نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک پر گر پڑے آپ ﷺ نے اپنی آنکھیں مبارک
کھول دیں اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے معاملہ دریافت کیا۔ آپؓ نے سارا ماجرا
آپ ﷺ کو گوش گزار کر دیا آقا ﷺ نے اپنا لعاب دہن سانپ کے ڈسنے والی جگہ
پر لگایا جس سے زہر کا اثر جاتا رہا اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی تکلیف ختم ہو گئی آپ ﷺ نے
سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی اس تکلیف کے عوض اللہ پاک سے دعا فرمائی کہ الٰہی ابوبکرؓ
کو روز محشر میرے ساتھ مقام عطا فرمانا آقا ﷺ کی دعا کی قبولیت اللہ پاک نے بذریعہ
وحی عطا فرمائی. غار ثور کی طرف جاتے ہوئے راستے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کبھی
نبی کریم ﷺ کے آگے چلنا شروع ہو جاتے اور کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں
چلنا شروع کر دیتے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا معاملہ ہے تم اتنے
پریشان کیوں ہو۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا مجھے ڈر ہے کہ کوئی آپ ﷺ پر حملہ
آور نہ ہو جائے۔ آقا ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن
کے ساتھ تیسرا اللہ پاک ہو۔ غار ثور میں تین دن اور تین راتیں قیام
فرمایا۔ آقا ﷺ اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ قافلہ ساحلی راستوں سے
ہوتا ہوا مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی قبا میں پہنچا۔ قبا والے لوگوں نے
آپ ﷺ اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ

کا پر جوش استقبال کیا۔ آپ ﷺ نے قبا کے مقام پر قیام کے دوران ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ قبا میں قیام کے بعد یہ قافلہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی سب سے آگے تھی اسکے بعد سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اونٹنی تھی۔ پھر دیگر صحابہ کرام جو قبا میں آقا ﷺ کے قافلے میں شامل ہوئے اس قافلے کا استقبال کیا اور ان کی بچیوں نے حضور ﷺ کی آمد پر خوشیوں بھرے گیت گائے اور دف بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

حدیث مبارکہ میں ہے نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے ایک ترازو دیکھا جو آسمان سے لٹکایا گیا اس کے ایک پلڑے میں مجھے اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا تو میرا پلڑا بھاری ہو گیا پھر ایک پلڑے میں میری امت کو اور دوسرے پلڑے میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کو رکھا گیا تو سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیل بناتا لیکن تمہارا دوست (یعنی نبی) اللہ پاک کا خلیل ہے۔ (صحیح مسلم شریف) حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ جب خلفیہ بنے تو لوگوں سے سوال کیا کی تمہارے نزدیک سب سے بہادر کون ہے سب لوگوں نے عرض کیا آپؓ! آپؓ نے فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑے سے لڑتا ہوں یہ کوئی شجاعت نہیں تم شجاع ترین شخص کا نام لو سب نے عرض کیا ہمیں معلوم نہیں حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے فرمایا کہ شجاع ترین سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں

جنگ بدر کے دن جب نبی کریم ﷺ کے لئے سائبان بنایا گیا تو سوال پیدا ہوا کہ نبی پاک ﷺ کے پاس حفاظت کے لئے کسے مقرر کیا جائے جو مشرکین کو آپ ﷺ پر حملہ کرنے سے باز رکھے۔خدا کی قسم !اس وقت ہم میں سے کسی کی ہمت نہ پڑی ۔مگر قربان جاؤں سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ ننگی تلوار لئے کھڑے ہو گئے اور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کرتے رہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی موت کا سبب یہ تھا کہ آپؓ ہر وقت آقائے دوجہاں سرور کون و مکاں ﷺ کی جدائی میں گریہ کرتے رہتے تھے جس کی وجہ سے آپؓ کی صحت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی آپؓ کی بیماری کے دوران سب سے زیادہ تیمارداری سیدنا حضرت عثمان غنیؓ نے کی اور باقی تمام لوگوں سے زیادہ آپؓ کی خدمت میں رہے بوقت وصال آپؓ کا قیام حضرت عثمان غنیؓ کے مکان کے سامنے والے مکان میں تھا جو حضور نبی کریم ﷺ نے آپؓ کے لئے وقف فرمایا تھا۔آپؓ کے مرض الموت کی ابتداء سات جمادی الثانی کو ہوئی اس روز سوموار کا دن تھا آپؓ نہائے آپؓ کو بخار ہو گیا جو پندرہ دن تک رہا اس دوران حضرت عمر فاروقؓ آپؓ کے حکم پر امامت کرتے رہے بالآخر 22 جمادی الاخریٰ (جمادی الثانی) 13 ہجری بروز سوموار تریسٹھ برس کو آپؓ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آقا ﷺ کا محبوب ترین مہینہ شعبان المعظم

فضیلت وعبادت ماہ شعبان المعظم

شعبان المعظم قمری سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ یہ سارا مہینہ برکتوں اور سعادتوں کا مجموعہ ہے۔ اس مہینہ کی پندرہویں رات کو شب براءت کہا جاتا ہے۔ ماہ شعبان آقا ﷺ کا محبوب ترین مہینہ ہے آپ ﷺ اس ماہ مبارک میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو کہ اللہ پاک اس وقت تک اپنا فضل نہیں روکتا جب تک تم اکتانہ جاؤ بے شک اس کے نزدیک پسندیدہ نفل نماز وہ ہے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے اگرچہ کم ہو تو پس جب آپ ﷺ کوئی نفل نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی اختیار فرماتے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ پورے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے آپؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا سب مہینوں میں آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ شعبان کے روزے رکھنا ہے تو نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ رب العزت اس سال مرنے والی ہر جان کو لکھ دیتا ہے اور مجھے یہ پسند ہے کہ میرا وقت رخصت آئے اور میں روزہ دار ہوں

مسند ابو یعلی) حضرت سیدنا اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کو شعبان کے روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کسی بھی مہینے میں اسطرح روزے نہیں رکھتے فرمایا رجب اور رمضان کے بیچ میں یہ مہینہ ہے لوگ اس سے غافل ہیں اس میں لوگوں کے اعمال اللہ رب العزت کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور مجھے یہ محبوب ہے کہ میرا عمل اس حال میں اٹھایا جائے کہ میں (روزہ دار ہوں۔ (سنن نسائی

لفظ شعبان میں پانچ حروف ہیں۔ش، ع، ب، ا، ن۔ش سے مراد شرف یعنی بزرگی، ع سے مراد عُلُوّ یعنی بلندی، ب سے مراد بر یعنی بھلائی واحسان، ا سے اُلفت اور نسے مراد نور ہے۔یہ تمام چیزیں اللہ پاک اپنے بندوں کو اس ماہ مبارک میں عطا فرماتا ہے۔اس ماہ مبارک میں نیکیوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔برکات کا نزول ہوتا ہے خطائیں معاف کردی جاتی ہیں گناہوں کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے آقائے دوجہاں ﷺ پر درود کی کثرت کی جاتی ہے اور یہ نبی مختار ﷺ پر درود بھیجنے کا مہینہ ہے۔

سیدنا حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ماہ شعبان المعظم کا چاند نظر آتے ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہوجاتے اپنے اموال کی زکوۃ نکالتے تاکہ کمزور و مسکین لوگ ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی تیاری کر سکیں حکام قیدیوں کو طلب کرکے جس پر حد قائم کرنا ہوتی اس پر حد قائم کرتے

اور بقیہ کو آزاد کر دیتے تاجر اپنے قرضے ادا کر دیتے دوسروں سے اپنے قرضے وصول کر لیتے اور رمضان المبارک کا چاند نظر آتے ہی غسل کر کے (بعض حضرات سارے ماہ (کے لئے) اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔ (غنیہ الطالبین

آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ شَعْبَانُ شَهْرِیْ وَرَمَضَانُ شَهْرُاللّٰہ ترجمہ! شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تمام مہینوں سے زیادہ پیارا مہینہ شعبان کا مہینہ تھا۔ (نزہۃ المجالس) اس ماہ مبارک کی پندرہویں رات کتنی نازک رات ہے نہ جانے قسمت میں کیا لکھ دیا جاتا ہے انسان بعض اوقات غفلت میں پڑا رہ جاتا ہے اور اسکے بارے میں کچھ کا کچھ ہو چکا ہوتا ہے۔ شب براءت جہنم کی آگ سے نجات پانے کی رات ہے مگر آج کل ہم مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے آگ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بجائے پیسے خرچ کر کے خود اپنے لئے آگ یعنی آتشبازی کا سامان خریدتے ہیں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ فرماتے ہیں کہ آتشبازی نمرود بادشاہ نے ایجاد کی جب اس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کو آگ میں ڈالا اور آگ گلزار ہو گئی تو اس کے آدمیوں نے آگ کے انار بھر کر ان میں آگ لگا کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرف پھینکے۔

یہ بڑی عظمت والی رات ہے اس رات اللہ پاک گناہ گاروں کو دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے ہم اس رات آگ سے بچنے کی بجائے گھروں میں شیطانی کام پٹاخے، شرکنیاں، ٹائر وغیرہ جلانا) کرتے ہیں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ) فرماتے ہیں آتشبازی بنانا، بیچنا، خریدنا اور خریدوانا، چلانا اور چلوانا سب حرام ہے۔ لہٰذا ہم خود بھی ان کاموں سے بچیں، دوسروں کو بھی بچائیں اور اللہ پاک کی رحمت کے حقدار بن جائیں۔ شعبان کا مہینہ برکتوں اور سعادتوں کا مجموعہ ہے مگر اسکی پندرہویں رات بڑی برکت والی ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اس رات کو "لیلۃِ مُبارکۃ" کہا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ حٰمٓ اس کتاب روشن کی قسم، ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا ہم توڈر سنانے والے ہیں بانٹ دیا جاتا ہے اس رات میں ہر حکمت والا کام ہمارے پاس کے حکم سے بیشک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے۔

مفسرین کرام نے "لیلۃِ مبارکۃ" سے مراد شعبان المعظم کی پندرہویں رات لی ہے۔ ماہ شعبان کی پندرہویں رات کو "شب براءت" کہا جاتا ہے شب کے معنی رات اور براءت کے معنی چھٹکارے کے ہیں اس رات میں اللہ رب العزت قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گناہ گاروں کی بخشش فرماتا ہے۔ قبیلہ بنی کلب کے بارے میں آتا ہے کہ عرب قبائل میں سے سب سے زیادہ بکریاں پالنے

والا قبیلہ قبیلہ بنی قلب تھا۔ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ پاک شعبان کی پندرہویں شب میں تجلی فرماتا ہے استغفار یعنی توبہ کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالب رحمت پر رحم فرماتا ہے عدوات والوں کو جس حال پر ہیں اسی پر چھوڑ دیتا ہے (شعب الایمان) حضرت سیدنا معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ سلطان مدینہ راحت قلب وسینہ جناب احمد مجتبیٰ

محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد پاک ہے شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے مگر کافر اور عدوات والے کو (نہیں بخشتا)۔ (صحیح ابن حبان)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اسمیں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر، عداوت والے، رشتہ کاٹنے والے، (تکبر کے ساتھ ٹخنوں سے نیچے) کپڑا لٹکانے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ پاک شعبان کی پندرہویں شب میں تمام زمین والوں کو بخش دیتا ہے سوائے کافر اور عداوت والے کے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ شعبان المعظم کی پندرہویں رات

اکثر باہر تشریف لاتے ایک بار اسی طرح شب براء ت میں باہر تشریف لائے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا ایک مرتبہ اللہ کے نبی حضرت سیدنا ابو داؤدؑ نے شعبان کی پندرہویں رات آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا یہ وہ وقت ہے کہ اس وقت میں جس شخص نے اللہ پاک سے جو دعا مانگی اسکی دعا اللہ پاک نے قبول فرمائی اور جس نے مغفرت طلب کی اللہ پاک نے اس کی مغفرت فرمادی بشرطیکہ دعا کرنے والا عُشّار (ظلماً ٹیکس لینے والا) جادوگر، کاہن، نجومی، ظالم، حاکم یکے سامنے چغلی کھانے والا گویّا اور باجا بجانے والا نہ ہو پھر یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ دَاوٗدَ اغْفِرْ لِمَنْ دَعَاکَ فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ اَوِ اسْتَغْفَرَکَ فِیْھَا یعنی اے اللہ عزوجل! اے داؤد علیہ السلام کے رب جو کوئی اس (رات میں تجھ سے دعا کرے یا مغفرت طلب کرے تو اس کو بخش دے۔ (ماثبت بالسنۃ ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ چار راتوں کو خیر و برکت کے دروازے صبح تک کھول دیتا ہے۔ 1۔ شب عید الفطر 2۔ شبِ عید الاضحیٰ 3۔ پندرہ شعبان کی رات (اس رات کو مخلوق کی درازی عمر، رزق میں برکت اور حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں) 4۔ شب یوم عرفہ (نو ذوالحجہ کی رات) اذان (فجر) تک، فرشتوں کی آسمان میں دو عید کی راتیں ہوتی ہیں جسطرح مسلمانوں کے لئے زمین پر دو عیدیں ہوتی ہیں فرشتوں کی عیدیں شب براء ت اور لیلۃ القدر ہیں مومنوں کی عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں فرشتوں کی

عیدیں رات کو اسلئے ہوتی ہیں کہ وہ سوتے نہیں اور مومنوں کی عیدیں دن کو اسلئے ہوتی ہیں کہ وہ سوتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جب شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت ہی سے آسمانِ دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اُسے بخش دوں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسکو عطا کروں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے چھوڑوں، کیا کوئی فُلاں فُلاں حاجت والا ہے کہ میں اسکی حاجت پوری کروں، حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے"۔ ابن ماجہ

حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے چودہ رکعت نماز ادا کی پھر آپ ﷺ نے بیٹھ کر سورۃ الفاتحہ، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس چودہ مرتبہ پڑھیں۔ پھر آیت الکرسی ایک بار پڑھ کر لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ: پوری

آیت کریمہ پڑھی پھراس سے فارغ ہو کر حضور ﷺ نے فرمایا "اے علی جو ایسا عمل کریگا جیسا کہ میں نے کیاتواس کو 20 مقبول حج اور 20 سال کے روزوں کا ثواب ملیگا۔ جو شخص اس رات کو چار رکعت نماز نفل عبادت کی نیت سے پڑھے ۔اوردن کو روزہ رکھے تواللہ تعالی اسکے 50 سال کے گناہ معاف فرمادیتاہے۔

جو شخص اس رات کوآٹھ رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد گیارہ ،گیارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے اور نمازپڑھ کراس نماز کاثواب سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرؓاکی روح کو بخشے تواُسکے متعلق سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراؓ فرماتی ہیں کہ میں جنت میں اسوقت تک قدم نہیں رکھوں گی جب تک اسکی شفاعت نہ کروالوں۔

آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشادفرمایاکہ جس نے بارہ رکعت نماز نفل اسطرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعددس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے تواسکے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اوراسکی عمرمیں برکت ہوگی۔

حضور ﷺ نے ارشادفرمایاجو شخص پندرہ شعبان کوروزہ رکھتاہے اُسے دوسال ایک گذشتہ اورایک سال آئندہ کے روزوں کاثواب ملتاہے۔ ایک اورروایت میں ہے کہ

پندرہ شعبان کو جن، پرندے، درندے اور سمندر کی مچھلیاں بھی روزہ رکھتی ہیں۔

) صلوٰۃ التسبیح (

ان نوافل کی تعلیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو دی۔ اور یہ فرمایا کہ اس نماز کو پڑھنے والوں کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

آقا ﷺ نے فرمایا اس کو روزانہ پڑھو ورنہ جمعہ کے دن پڑھو اگر یہ نہ ہوسکے تو مہینہ میں ایک بار پڑھو یہ بھی نہ ہوسکے تو سال میں ایک بار پڑھو اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو عمر میں ایک بار پڑھو۔

چار رکعت نفل کی نیت باندھیں اور ثناء کے بعد پندرہ دفعہ یہ تسبیح (سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر) پڑھیں پھر سورۃ الفاتحہ (الحمد شریف) اور سورۃ پڑھ کر رکوع میں جانے سے پہلے ہاتھ باندھے دس دفعہ یہی تسبیح پڑھیں پھر رکوع میں جائیں اور سبحان ربی العظیم کہنے کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں پھر رکوع سے اٹھیں اور ربنالک الحمد کے بعد کھڑے کھڑے دس بار پھر سجدے میں جائیں اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھیں اور جلسہ میں اللہ اکبر کے بعد دس بار اس کے بعد دوسرا سجدہ کریں اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس بار اب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں اور پندرہ بار یہی تسبیح پڑھ کر باقی سب کچھ پہلی رکعت کی طرح اس میں بھی پڑھیں اور جب

دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد التحیات کے لیے بیٹھیں
توتشھداوردرودشریف پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھیں اورپہلی رکعت میں
ثناء کے بعدپندرہ باراسی طرح چاروں رکعتیں پوری کریں،واضح رہے ہر رکعت میں
باریہی تسبیح پڑھنی ہے اورچاروں رکعتوں میں 300 مرتبہ ہوگی۔75
شب.براء ت کے حوالے سے پیام امام اہلسنت
شعبان المعظم کی رات مسلمانان عالم کے لئے خاص اہمیت وتقدس کی حامل ہے15
۔امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضاخان فاضل.بریلویؒ اپنے خلیفہ ملک العلماء
مولانا ظفرالدین بہاریؒ کے نام ایک خط میں اس مبارک شب کے بارے میں کچھ
معمولات کاذکرفرمایا تھا۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ازبریلی 11 شعبان المعظم 1334ھ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
شب.براء ت قریب ہے اس رات تمام بندوں کے اعمال حضرت عزت عزوجل میں
پیش ہوتے ہیں مولاعزوجل بطفیل حضورپرنورشافع یوم النشور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام
مسلمانوں کے ذنوب معاف فرماتاہے مگرچندان میں وہ دومسلمان جوباہم دنیوی وجہ
سے رنجش رکھتے ہیں فرماتاہے ان کورہنے دوجب تک آپس میں صلح نہ کرلیں ایک

دوسرے کے حقوق ادا کردیں یا معاف کرالیں کہ باذنہ تعالیٰ حقوق العباد سے صحائف اعمال خالی ہو کر بارگاہ رب العزت میں پیش ہوں حقوق مولیٰ تعالیٰ کے لئے توبہ صادقہ کافی ہے۔التائب من الذنب کمن لاذنب لہ' (یعنی گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں)ایسی حالت میں باذنہ تعالیٰ ضرور اس شب میں امید مغفرت تامہ ہے بشرط صحت عقیدہ وھوالغفورالرحیم یہ سنت مصالحت اخوان (یعنی بھائیوں میں صلح کروانا) ومعافی حقوق بجمدہ تعالیٰ یہاں سالہائے دراز سے جاری ہے امید ہے کہ آپ بھی وہاں کے مسلمانوں میں اجراء کرکے مَنْ سَنَّ فِیْ الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ (یعنی جو اسلام میں اچھی راہ نکالے اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کا ثواب ہمیشہ اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی آئے)کے مصداق اور اس فقیر کے لیے عفو وعافیت دارین کی دعا فرمائیں فقیر آپ کے لئے دعا کرتا ہے اور کرے گا۔(ان شاء اللہ عزوجل)سب مسلمانوں کو سمجھا دیا جائے کہ وہاں نہ خالی زبان دیکھی جاتی ہے نہ نفاق پسند ہے صلح معافی سب سچے دل سے ہو۔

والسلام فقیر احمد رضا قادری از بریلی

اللہ پاک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔بروز قیامت نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیک یا محمد

نمک پارے

☆سماجی کارکن

معروف سماجی کارکن سیف الاسلام قریشی کے والد صاحب میرے سامنے بیٹھے تھے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے:

''بیٹا، وہ ہمارا ذرہ برابر بھی خیال نہیں رکھتے..... ان کی ساری خدمات شہر کے لوگوں کے لیے ہیں.... ہم تو صاف ستھرا لباس پہننے سے بھی محروم ہیں..... بیمار پڑ جائیں تو دوا لانے کے لیے کسی پڑوسی کی منت سماجت کرنی پڑتی ہے..... ان کے منہ سے دو میٹھے بول سننے کو یہ کان ترس گئے ہیں..... پلیز، انہیں سمجھاؤ کہ والدین کا بھی حق ہوتا ہے اولاد پر..... ہمیں سماجی کارکن کی نہیں، ایک پیار کرنے والے بیٹے کی ضرورت ہے.....''

وہ نہ جانے کیا کیا کہہ رہے تھے، جبکہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ کیا اسی کا نام سماج کی خدمت ہے کہ ہمارے اپنے والدین در بدر بھٹکتے رہیں؟ حالانکہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا ارشادِ پاک ہے: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے!''

☆چوہے اور کشمیر

کی نیو یارک کے ایک فائیو سٹار "Rats in Danger" ڈاکٹر جارج سٹیفن کی کتاب ہوٹل میں تقریبِ رونمائی ہو رہی تھی۔ دنیا بھر کے نیوز چینلز کے نمائندے جمع تھے۔ ڈاکٹر جارج سٹیفن ایک مایہ ناز محقق تھے اور ایک دنیا ان کے کام کی قدر کرتی تھی۔ وہ خطاب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے:

"یہ کتاب لکھنے کا مقصد چوہوں کی ایک خاص اور نایاب نسل کا تحفظ ہے، جو افریقہ کے جنگلات میں رہتے ہیں اور ان کی نسل تیزی سے ختم ہو رہی ہے۔ میں تمام عالمی برادری اور UN سے اپیل کرتا ہوں کہ چوہوں کی اس نایاب نسل کی بقا کے لیے ہر ممکن کوششیں کریں....."

ہال پُرزور تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔

اچانک ایک صحافی نے اٹھ کر سوال کیا، جس کی حق گوئی اور بے باکی پر کوئی انگلی اٹھانے کی جرات نہ کر سکتا تھا:

"جناب ڈاکٹر جارج سٹیفن صاحب، آپ نے چوہوں کی مٹتی ہوئی نسل کی بقا کے لیے تو کتاب لکھ ڈالی..... لیکن کیا آپ کو کشمیر اور فلسطین میں مسلمانوں کی مٹتی ہوئی نسل نظر نہیں آئی..... جو انسان ہیں اور چوہوں سے بہر حال افضل ہیں..... ان کی بقا کے لیے کتاب کون لکھے گا؟"

اس سوال نے ڈاکٹر جارج سٹیفن سمیت ساری دنیا کے نمائندوں کا سر جھکا دیا

اور ہال میں خاموشی طاری ہو گئی..... پوری دنیا خاموش ہو گئی..... پتہ نہیں کشمیریوں اور فلسطینیوں کے حقوق کی خاطر دنیا کب بولے گی؟؟؟

☆''فکشن''کی خوشبو

.....عارف بڑے فخر سے اپنے دوستوں کو بتا رہا تھا

میرے پاس ''فکشن'' کے پورے پانچ سال کے شمارے جمع ہیں۔ ایک رسالہ بھی'' شارٹ نہیں۔ میں نے اپنے کمرے میں چھوٹی سی لائبریری بنا رکھی ہے۔ سارے ''رسالے اس میں بڑی ترتیب سے رکھے ہوئے ہیں۔

لیکن آپ نے وہ رسالے ہمیں تو کبھی پڑھنے کے لیے نہیں دیے۔'' فاران نے حسرت'' سے کہا۔

میں ہر ماہ اپنے جیب خرچ سے لیتا ہوں.... کسی اور کو کیوں دوں؟'' عارف نے'' منہ بنایا۔

دیکھو عارف !'' کاشف نے کہا۔ ''علم تو پھیلانے کے لیے ہوتا ہے..... چراغ سے'' چراغ جلتا ہے..... تم ''فکشن'' کسی کو پڑھنے کے لیے دے کر گویا علم و محبت کی ایک شمع روشن کروگے..... پھر اس سے کئی شمعیں روشن ہوں گی..... جہالت کی تاریکی دور ''.....ہو جائے گی تمہاری ذرا سی کوشش سے

بات شاید عارف کے دل میں اتر گئی تھی.... تھوڑی دیر بعد وہ اپنے سب دوستوں کو فکشن'' کے دو، دو شمارے دے رہا تھا..... ''فکشن'' کی بھینی بھینی خوشبو''

!کمرے میں پھیل رہی تھی..... علم کی ایک شمع روشن ہو چکی تھی

☆اللہ کے نام پر

:ایک فقیر فروٹ کی دکان میں داخل ہوا اور دکاندار سے کہا

"بابا.... اللہ کے نام پہ ایک آم تو دے دو۔"

دکاندار نے ایک گلا سڑا آم اٹھا کر اسے دے دیا۔

پھر فقیر نے بیس روپے کا ایک نوٹ نکالا اور دکاندار سے کہا کہ اس کا بھی آم دے دو۔

دکاندار نے ایک موٹا تازہ صحت مند آم اسے دے دیا۔

:فقیر نے دونوں آم اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے کہا

"اے اللہ! دیکھ لے.... تیرے بندے نے تجھے کیسا آم دیا تھا اور مجھے کیسا آم دیا ہے!"

واقعی، سوچنے کی بات ہے..... کیا ہم بھی اللہ کے نام پر ایسا ہی تو نہیں کرتے؟؟؟

☆دہشت گرد

وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا شہر کے سب سے بڑے شاپنگ سنٹر میں پہنچ گیا۔ وہ

ایک خودکش بمبار تھا۔ دہشت گرد تھا۔ اس کا کوئی نام نہیں تھا، کیونکہ دہشت گردوں کا
!نہ کوئی نام ہوتا ہے، نہ کوئی مذہب

اس نے بارود سے بھری ہوئی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ ایک مناسب جگہ پہنچ کر بم
بلاسٹ کرنے ہی والا تھا کہ اچانک اسے اپنی ماں نظر آ گئی۔ اس کی ماں نے اسے نہیں
دیکھا تھا۔ وہ آنے والی موت سے بے خبر شاپنگ میں مصروف تھی۔ ایک بار تو اپنی ماں
کو دیکھ کر اس کا دل لرز گیا۔ لیکن پھر اسے بابا کا خیال آیا، جس نے اس سمیت کئی
:لڑکوں کو ٹریننگ دی تھی۔ وہ گویا اس کے سامنے آ کر کہہ رہا تھا

جلدی سے بم بلاسٹ کر دو..... تم سیدھے جنت میں جاؤ گے.... جنت میں حوریں"
"تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔

اس نے بے خود ہو کر بم بلاسٹ کر دیا..... کئی لوگ مارے گئے، جن میں اس کی ماں
!بھی شامل تھی..... ماں، جس کے قدموں تلے اس کی جنت تھی

اس کی ماں کی لاش گویا دنیا والوں سے سوال کر رہی تھی۔

دنیا والو! وہ کون سا مذہب ہے، جس میں ماں کے قاتل کو جنت ملتی ہے؟ کیا ماں کو
قتل کرنے والا جنت کا حقدار ہے؟

ہرگز نہیں!..... اس بدنصیب کو تو اپنے دہشت گرد "بابا" نے جہنم کا ایندھن بنا ڈالا
!تھا

☆بھارت کا بائیکاٹ

سکول میں کشمیر ڈے منایا جا رہا تھا۔ وقار بڑے پر جوش انداز میں ہاتھ لہرا لہرا کر تقریر کر رہا تھا.....

"کشمیر ہماری شہہ رگ ہے اور انڈیا ہمارا دشمن نمبر ایک ہے۔ اس نے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہر قدم پر کشمیریوں کی حمایت اور انڈیا کی مخالفت کریں۔ اس کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ اس کی فلموں اور چینلز کا بائیکاٹ کریں۔ حکومت کو بتا دیں کہ جب تک کشمیر آزاد نہیں ہوتا، انڈیا کے ساتھ کوئی سمجھوتا، کوئی معاہدہ ہمیں منظور نہیں....."

ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ پہلا انعام بھی وقار ہی کو ملا تھا۔

گھر جا کر اس نے جلدی سے ڈش آن کی اور اپنا پسندیدہ انڈین چینل دیکھنے لگا۔ آج اس کے فیورٹ اداکار کی مشہور فلم جو نشر ہونے والی تھی!

☆ڈاکٹر اور ڈاکو

ڈاکٹر ندیم کمال کا شمار ملک کے چند ایک معروف ترین ڈاکٹروں میں ہوتا تھا۔ وہ ایک نہایت قابل سرجن اور ہارٹ سپیشلسٹ تھے۔ ہارٹ سرجری میں ان کی مہارت کسی تعارف کی محتاج نہ تھی۔ لیکن ان کی سب سے بڑی خامی یہ تھا کہ پیسہ ہی ان کے لیے سب کچھ تھا۔ پیسہ ہی ان کا دین ایمان تھا۔ کروڑوں کا بنک بیلنس رکھنے کے باوجود وہ رقم لیے بغیر کسی مریض کے قریب بھی نہ جاتے تھے۔ اور

پھر ان کی فیس بھی غریبوں کے بس سے باہر تھی۔

اس وقت وہ اپنی شاندار لینڈ کروزر میں اندرونِ سندھ کا سفر کر رہے تھے۔ آج ان کی ایک بہت بڑی ڈیل تھی۔ ان کے پاس پچاس لاکھ روپیہ نقد موجود تھا۔ ان کے ساتھ ان کا ڈرائیور اور گن مین بھی تھے۔ اچانک ایک موڑ گھومتے ہی ڈرائیور کو گاڑی روکنی پڑی۔ سڑک پر دو درختوں کے موٹے تازے تنے پڑے تھے اور روڈ بالکل بند تھا۔ گاڑی رکتے ہی ابھی وہ سنبھلنے بھی نہیں پائے تھے کہ چار ڈاکو بجلی کی سی تیزی سے آئے اور گن مین اور ڈرائیور کو ریوالور کے دستے مار کر بے ہوش کر دیا۔ ان کے سردار نے ڈھاٹا اتارا تو ڈاکٹر ندیم کمال نے اسے پہچان لیا۔ وہ بدنامِ زمانہ ڈاکو ''نورا ڈکیت'' تھا۔ پولیس اس کے خوف سے کانپتی تھی۔

اس نے ڈاکٹر صاحب کا بریف کیس قابو کرتے ہوئے اس سے کہا:

''میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں..... لیکن خبردار پولیس میں رپورٹ نہ کرنا ورنہ ..... ''

وہ جانے لگے تو ڈاکٹر ندیم کمال نے غصے سے کہا: ''یُو باسٹرڈ..... میں تمہیں دیکھ لوں گا!''

نورا ڈکیت غصے میں آنے کی بجائے ہنس پڑا اور جاتے جاتے کہا:

''نہ ڈاکٹر صاحب نہ..... اپنے ہم پیشہ لوگوں کو گالی نہیں دیا کرتے..... ہم دونوں میں فرق ہی کیا ہے؟..... ہم دونوں ہی لوگوں کو لوٹتے ہیں..... میں

"..... زبردستی لوٹتا ہوں اور تم ان کی مرضی سے

باراتی، 100 بکرے 100

پرانے زمانے کی بات ہے کہ ایک گاؤں والوں نے اپنے قریبی گاؤں میں رشتہ طے کیا۔ بیٹی والوں نے شرط رکھی کہ جب تک باراتی ہماری فرمائش پوری نہیں کریں گے، ہم دلہن کو رخصت نہیں کریں گے۔ لڑکے والوں نے ان کی بات مان لی اور شادی کی تیاریاں کرنے لگے۔

بارات سے ایک دن پہلے لڑکی والوں کا پیغام آیا کہ بارات میں سو آدمی آئیں اور سب نوجوان ہوں، کوئی بوڑھا ساتھ نہ آئے۔ اب تو وہ سخت فکر مند ہوئے کہ ضرور کوئی خاص بات ہے۔ ایک بزرگ نے کہا۔ "تم ایسا کرو، مجھے کسی طرح چھپا کر بارات کے ساتھ لے جاؤ۔ وہ ضرور کوئی ایسی فرمائش کریں گے جس کے لیے تجربہ درکار ہوگا۔ اسی لیے تو کہہ رہے ہیں کہ کوئی بزرگ آدمی ساتھ نہ لائیں۔"

سب نے بزرگ کی رائے سے اتفاق کیا اور اسے کپڑوں والے ایک صندوق میں چھپا کر ساتھ لے گئے۔ جب بارات وہاں پہنچی تو لڑکی والوں نے کہا:

"ہماری شرط یہ ہے کہ پہلے 100 بکرے کھاؤ، پھر ہم دلہن کو رخصت کریں گے۔"

یہ سن کر باراتی سخت پریشان ہوئے۔ بھلا ایک آدمی ایک سالم بکرا کیسے کھا سکتا تھا؟ اچانک انہیں بزرگ کا خیال آیا۔ ایک آدمی لوگوں کی نظریں بچا کر اس صندوق کے پاس گیا، جس میں بزرگ کو چھپا کر لایا گیا تھا۔ اس آدمی نے بزرگ کو ساری بات بتائی تو بزرگ نے کہا:

"تم ایسا کرنا کہ باری باری سب مل کر ایک ایک بکرا کھانا.... اس طرح تم آسانی سے 100 بکرے کھا لوگے۔"

چنانچہ باراتیوں نے کہا کہ ٹھیک ہے، ہم 100 بکرے کھائیں گے لیکن ایک ایک کر کے۔

وہ مان گئے۔ باراتی پہلے ایک بھنے ہوئے بکرے کے پاس گئے اور اس پر ٹوٹ پڑے۔ آدمیوں کے حصے میں بمشکل ایک ایک بوٹی ہی آئی تھی۔ پھر وہ دوسرے بکرے پر 100 پل پڑے..... پھر تیسرے بکرے کا نمبر آ گیا.....

غرض انہیں پتہ ہی نہ چلا اور وہ 100 بکرے آسانی سے ہڑپ کر گئے۔

یہ دیکھ کر دلہن والے حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا: "ضرور تمہارے اندر کوبوڑھا آدمی موجود ہے۔"

باراتیوں نے انکار کر دیا۔ دلہن والوں نے اس بزرگ کو ڈھونڈنے کی اپنی سی

کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ کیونکہ بزرگ تو صندوق کے اندر چھپا ہوا تھا۔ بالآخر انہوں نے دلہن کو ان کے ساتھ رخصت کر دیا۔ سچ ہے کہ بزرگوں کا تجربہ نوجوانوں کی ذہانت سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ ہمیں ان کے مشوروں کی قدر کرنی چاہیئے۔

(اختتام)

آدم خور مردے کا انجام

ش۔م۔دانش (پائی خیل)

اس وقت رات کے ۲بج رہے تھے ،یہ سردیوں کی ایک اندھیری رات تھی،ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ گلیاں اور سڑکیں ویران پڑی تھیں ، کوئی ذی روح کہیں بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ویسے بھی سردیوں میں گرم بستر سے نکلنا کون پسند کرتا ہے؟اور اس وقت تو رات کے ۲بج رہے تھے۔ اچانک کار کے بریکوں کی چرچراہٹ سے ماحول گونج اُٹھا، نجانے کون اس سردی سے ٹھٹھرتی رات میں اس وقت گھر سے نکلنے کی حماقت کر چکا تھا۔

کار چلانے والے کی آنکھیں خوف سے پھٹ گئیں اور دل یوں دھڑکنے لگا جیسے ابھی سینہ پھاڑ کر باہر نکل آئے گا۔اس کی دھڑکن کی آواز کار کے اندر گونج رہی تھی۔اس کی آنکھیں سامنے سڑک پر جم سی گئی تھیں ، اس کا حلق خشک ہو رہا تھا،اس نے تھوک نگلنے کی ناکام کوشش کی، وہ اپنی آنکھیں سامنے کی طرف سے ہٹانا چاہتا تھا لیکن باوجود کوشش کے وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر اس نے کار کو ریورس کرنا چاہا لیکن اس کے ہاتھوں نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا جسم بالکل بے حس وحرکت ہو گیا تھا اور نگاہیں سامنے کی طرف جمی ہوئی

تھیں۔ وہ مبہوت سا ہو چکا تھا۔ پھر اس نے چیخنے کے لیے منہ کھولا لیکن آواز اس کے حلق میں گھٹ کر رہ گئی۔ سامنے کا منظر اس کے ہوش اُڑانے کے لیے کافی تھا۔ سامنے سڑک پر ایک لاش پڑی ہوئی تھی اور اس کے ارد گرد تازہ خون پھیلا ہوا تھا۔ لیکن اس کی خوفزدگی کا باعث وہ لاش نہ تھی بلکہ اس کے ہوش تو اس خوفناک شے کو دیکھ کر اڑ گئے تھے جو اس لاش کے پاس بیٹھی اسے بڑی رغبت سے کھا رہی تھی۔ اس خوفناک شے کی اس کی طرف سائیڈ تھی شاید اس لیے وہ اسے نہ دیکھ سکی تھی اور ویسے بھی وہ گوشت کھانے میں اس قدر غرق تھی کہ اسے ارد گرس کا ہوش ہی نہ تھا۔ اچانک اس نے اپنے ایک ہاتھ سے لاش کی قمیض سینے پر سے پھاڑ دی، اس کا ہاتھ بالکل انسانی ہاتھ جیسا تھا لیکن اس کے پورے ہاتھ پر گوشت کا نام و نشان تک نہ تھا اور ناخن درندوں کی طرح بڑے بڑے تھے جو اس وقت خون میں لتھڑے ہوئے تھے۔ اس نے ہاتھ اونچا کیا اور پورے زور سے لاش کے سینے پر مار دیا۔

اس کے دو، دو انچ لمبے ناخن لاش کے سینے میں اُترتے چلے گئے۔ اس نے ناخن باہر کھینچے اور ایک بار پھر پورے زور سے اپنا ہاتھ لاش کے سینے پر مار دیا۔ اس کے ناخن ایک بار پھر لاش کے سینے میں اُترتے چلے گئے۔ اس بار جب اس نے اپنا ہاتھ واپس کھینچا تو اس کے ہاتھ میں لاش کا دل موجود تھا، اس نے خوشی سے قلقاری ماری اور دل کو بڑی رغبت سے کھانے لگا۔

یہ دیکھ کر کار والے کا خون منجمد ہونے لگا اور اس کی سانسیں بے ترتیب ہونے لگیں۔ پھر جیسے ہی اس خوفناک شے کے جبڑوں کی حرکت رکی وہ اس طرح چونکی جیسے اسے اچانک ہوش آگیا ہو۔ وہ کار کی طرف مڑی اور اب ڈرائیور نے اسے دیکھا تو اس کے جسم میں واضح طور پر کانپنا شروع کر دیا وہ بلا شبہ ایک مردہ تھا کیونکہ اس کے جسم پر پھٹا پرانا کفن بھی موجود تھا۔ اس کی سرخ آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں اور اس کے منہ میں سینکڑوں کی تعداد میں مکروہ کیڑے رینگ رہے تھے۔ اس کا کفن سینے سے پھٹا ہوا تھا جس میں سے اس کی پسلیاں اور ان کے درمیان موجود دل دھڑکا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ اس کے جسم پر گوشت نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی وہ ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھا اس کی ناک کی جگہ دو چھوٹے چھوٹے سوراخ موجود تھے جن کی مدد سے وہ سانس لے رہا تھا۔ اس کے دانتوں سے تازہ خون اب بھی ٹپک رہا تھا۔ اس کا یہ مکروہ حلیہ دیکھ کر کار والا بے ہوش ہو چکا تھا۔ وہ ڈھانچہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا کار کے نزدیک آ گیا اور غور سے دیکھنے لگا، اچانک اس کی آنکھیں چمک اٹھیں، اس کے جبڑوں نے حرکت کی تو اس کے بھاڑ سے منہ سے ایک مسرّت بھری چیخ سنائی دی اور پھر وہ قہقہے لگانے لگا۔

"ایک رات میں دو شکار، ہاہاہا اب مزہ آئے گا، آج تو شیطان مجھ پر ضرورت سے زیادہ ہی مہربان نظر آتا ہے۔" ڈھانچے نے مسرّت سے چیختے ہوئے کہا۔ پھر

وہ آگے بڑھا اور کار کی ونڈ سکرین پر اپنا پنجہ دے مارا۔ ونڈ سکرین ٹوٹ کر اندر جا گری اور ڈھانچے نے اپنا پنجہ اندر گزار کر کار چلانے والے کو گردن سے پکڑا اور باہر کھینچ لیا۔ اس نے اسے زمین پر پٹخا اور اس کی طرف بڑھا لیکن پھر وہ رک گیا۔ ''اوہ مجھے اسے نہیں کھانا چاہیئے بلکہ میں اسے کل کھاؤں گا اور پھر شکار ڈھونڈنے کی بجائے آرام کروں گا'' وہ بڑبڑایا۔ پھر اس نے کار والے کو اٹھایا اور پہاڑی کی طرف روانہ ہو گیا وہ مسرّت سے چیختا بھی جا رہا تھا۔

☆------☆------☆------☆------☆

فرہاد نے اچانک بریک لگا دی۔ ''کیوں کیا ہوا؟'' پیچھے بیٹھے ہوئے اس کے دونوں دوستوں نے چونک کر پوچھا۔ لیکن فرہاد نے کوئی جواب دینے کی بجائے دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر سامنے کھڑی کار کی طرف بڑھ گیا۔ طاہر اور عارف بھی نیچے اتر آئے اور اس کے پیچھے کار کی طرف بڑھ گئے۔ کار کی ونڈ سکرین ٹوٹی ہوئی تھی اور شیشے کی کرچیاں سڑک پر بکھری ہوئی تھیں۔

ارے، یہ کس کی کار ہے؟'' طاہر نے چونک کر کہا۔''

یہ میرے دوست احسن کی کار ہے اور میں اسے دیکھ کر ہی چونکا تھا۔'' فرہاد نے جواب دیا۔''

لیکن وہ خود کہاں گیا؟'' عارف نے پوچھا۔''

پتہ نہیں۔۔۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے یہاں کوئی واردات ہوئی ہو۔'' فرہاد نے کہا۔''
پھر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے۔اچانک وہ خوف اور دہشت سے اچھل پڑے۔ تھوڑے ہی فاصلے پر سڑک کے درمیان ایک ادھ کھائی لاش پڑی تھی۔ اس کا سینہ پھٹا ہوا تھا اور دل کی جگہ ایک غار سا نظر آ رہا تھا۔

اوہ، تمہارے دوست کو تو کوئی درندہ کھا گیا ہے فرہاد۔'' طاہر نے پریشانی سے کہا۔''
فرہاد نے کوئی جواب نہیں دیا اور لاش کی طرف بڑھ گیا۔''نہیں، یہ میرا دوست نہیں ہے۔'' اس نے قریب جا کر کہا۔ کیونکہ لاش کا چہرہ سلامت ہی تھا۔

اوہ۔۔۔ پھر تمہارے دوست کی کار یہاں کیوں کھڑی ہے؟ وہ خود کہاں گیا؟'' طاہر''
نے کہا۔

ارے، کہیں تمہارا دوست آدم خور تو نہیں بن گیا؟ شاید اس نے اس آدمی کو اکیلا دیکھ''
کر اس پر حملہ کر دیا اور پھر اسے کھا گیا۔۔۔ شاید وہ بھوکا ہو گا!''اچانک عارف نے
چونک کر کہا۔

شاید لاش دیکھ کر تمہارے دماغ کے پیچ ڈھیلے ہو گئے ہیں۔۔۔ دیکھتے نہیں کار کی ونڈ''
سکرین ٹوٹی ہوئی ہے، اگر وہ خود باہر جاتا تو اسے ونڈ سکرین توڑنے

کی کیا ضرورت تھی؟'' فرہاد نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
اوہ ہاں واقعی مجھے خیال نہ رہا تھا۔'' عارف نے کہا۔''
پچھلے دنوں میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ کوئی آدم خور اس علاقے میں آیا ہوا'' ہے کہیں یہ کارستانی اسی کی تو نہیں؟'' چند لمحے بعد طاہر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
اوہ بالکل یہی ہوا ہوگا میں نے بھی یہ خبر پڑھی تھی اب تمہارے یاد دلانے پر میرے'' ذہن میں یہ بات آئی ہے۔'' فرہاد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
بات آدم خور کی ہے تو کھسکو یہاں سے، ایسا نہ ہو کہ وہ پھر یہاں آ جائے۔'' عارف'' نے خوف سے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔
میں اپنے دوست کو بچانا چاہتا ہوں سمجھے؟ تم اتنا ہی ڈرتے ہو تو واپس چلے جاؤ'' فرہاد'' نے کھردرے لہجے میں کہا۔
نہیں میں تمہارے ساتھ جاؤں گا جہاں تم جاؤ گے'' عارف نے بھی سنجیدہ ہوتے '' ہوئے کہا۔
اوکے، لیکن اب ایسی باتیں نہ کرنا'' فرہاد نے سخت لہجے میں کہا اور سڑک سے اتر کر'' ایک طرف بڑھ گیا عارف جو کوئی بات کرنے کے لیے منہ کھول رہا تھا ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔''ارے ادھر آؤ طاہر اور عارف یہ دیکھو خون اور قدموں کے نشان۔'' اچانک فرہاد نے چیختے ہوئے کہا اور وہ دونوں اس کی طرف بڑھ گئے۔

وہاں واقعی خون کے قطرے اور عجیب سے قدموں کے نشانات موجود تھے، عارف نے تو یہ نشان دیکھ کر ہی کانپنا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھتے چلے گئے وہ کار استعمال نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس طرح قدموں کے نشانات گم ہو سکتے تھے۔

ارے باپ رے یہ راستہ تو پرانے قبرستان کی طرف جاتا ہے جہاں میرے انکل منّور علی بھی جانے سے ڈرتے ہیں۔۔۔'' جیسے ہی وہ ایک نئے راستے پر پہنچے عارف نے بوکھلا کر کہنا شروع کیا لیکن پھر فرہاد کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ اس کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا تھا۔

اور پھر وہ چلتے چلتے واقعی ایک پرانے قبرستان کے قریب پہنچ گئے۔

عارف اگر تمہیں ڈر لگ رہا ہو تو تم باہر رک جاؤ'' فرہاد نے عارف سے مخاطب ہو کر'' کہا۔

ببب۔ باہر۔ اور وہ بھی اکیلا ؟ نن۔ نہیں میں تمہارے ساتھ آؤں گا'' عارف نے'' گڑبڑا کر کہا اور وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

اوکے چلو'' فرہاد نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ قبرستان کے اندر داخل ہو گئے۔''

اندر ہر طرف قبریں ہی قبریں تھیں۔ ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھے تھے کہ اچانک قبرستان عارف کی دلدوز چیخ سے گونج اٹھا۔

وہ جن قبروں کے درمیان سے گزر رہے تھے ان میں سے ایک قبر سے نکلنے والے ایک مردے کے ہاتھ نے اس کی ٹانگ کو پکڑ لیا تھا۔ اور عارف باوجود کوشش کے اپنی ٹانگ نہیں چھڑا پا رہا تھا۔

طاہر نے اس مردے کے ہاتھ کو پکڑ کر عارف کی ٹانگ کو چھڑوانا چاہا تو مردے نے عارف کی ٹانگ چھوڑ کر طاہر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ طاہر نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تو اس کی انگلیوں میں کڑکڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور طاہر کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ مردے نے اب بھی اس کا ہاتھ نہ چھوڑا تھا۔

فرہاد کی آنکھوں میں تشویش کی جھلکیاں ایک لمحے کو نظر آئیں اور پھر غائب ہو گئیں۔ وہ آگے بڑھا اور مردے کے ہاتھ پر زور دار لات رسید کر دی لیکن اگلا لمحہ اس کے لیے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا جب مردے کا دوسرا ہاتھ قبر سے باہر نکلا اور اس کی ٹانگ کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ فرہاد نے لات واپس کھینچ لی تھی۔

اچانک طاہر کے منہ سے زوردار انداز میں کلمہ طیبہ کی آواز گونجی اور مردے کی بھیانک چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی طاہر کا ہاتھ مردے کی گرفت سے نکل آیا۔

اس کے ساتھ ہی ارد گرد سے بھی بھیانک چیخیں سنائی دیں اور تمام قبریں دھواں بن کر ہوا میں اڑ کر غائب ہو گئیں۔ انھوں نے دیکھا دور ایک عمارت نظر آ رہی تھی۔ وہ سب عمارت کی طرف بڑھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کے اندر پہنچ گئے، اس میں کالے رنگ سے خوفناک تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

اچانک انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی دیوار کے ساتھ جکڑا ہوا کھڑا تھا۔ اسے عجیب انداز میں جکڑا گیا تھا اس کے ہاتھوں کو سر سے اوپر کر کے دو پنجوں کی مدد سے جکڑا گیا تھا اور اس کے پاؤں بھی پنجوں کے ذریعے ہی جکڑے گئے تھے۔ پنجے اس کے ہاتھوں اور پیروں کے قریب ہی دیوار میں بھی گڑھے ہوئے تھے۔ وہ بلا شبہ کسی آدمی کے پنجے ہی تھے جن پر نہ گوشت تھا اور نہ کھال۔۔۔

وہ آدمی بے ہوش تھا۔ ''یہی ہے تمہارا دوست؟'' طاہر نے فرہاد سے پوچھا اور اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کی طرف بڑھ گیا۔

''ٹھہرو تم نے دیکھا نہیں کہ اس مردے کے ہاتھ کیسے تھے؟ یہ بھی غالباً اسی جیسے ہاتھ ہوں گے'' طاہر نے اسے روکنے کی کوشش کی۔

''تو کیا ہوا؟ میں آیت الکرسی پڑھ لیتا ہوں'' فرہاد نے کہا اور پھر جیسے ہی اس نے آیت الکرسی پڑھنی شروع کی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ پنجے غائب ہو گئے اور وہ آدمی نیچے گر گیا ابھی وہ تینوں اس کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ایک زوردار دھماکے سے عمارت بھی غائب ہو گئی۔ انہوں نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ ہوش میں آ گیا اور وہ سب گھر کی طرف چل پڑے۔

جنات کی بارات

فتح محمد عرشی، پائی خیل

میرا نام شاہنواز خان ہے اور اب میری عمر 70 سال کے لگ بھگ ہے۔ یہ قصہ اس وقت کا ہے، جب میں جوان تھا۔ 8MM رائفل ہر وقت کندھے پر ہوتی تھی کیونکہ کچھ لوگ میرے خون کے پیاسے تھے۔ رات کے بارہ بجنے والے تھے اور مجھے راولپنڈی جانے والی ٹرین پر ہر حال میں سوار ہونا تھا۔ کام بہت ضروری تھا ورنہ اس وقت تنہا جانا موت کو آواز دینے کے مترادف تھا۔

ہمارے علاقے میں ایک مجذوب فقیر ''امید علی شاہ صاحب'' ہوا کرتے تھے۔ وہ مجھ پر خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات کے بعد مجھے ان پر بڑا بھروسا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں انہیں یاد کیا اور ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا جو ہمارے گاؤں سے تین کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ ریلوے اسٹیشن کی طرف جانے کے لیے عام طور پر ہم لوگ ریلوے لائن ہی استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے میں نے بھی اسی راستے کا انتخاب کیا۔

آدھی رات کا وقت اور میں اکیلا۔۔۔۔ اور پھر جانی دشمنوں کا خوف۔۔۔۔ میں بس اللہ کے آسرے پر چلا جا رہا تھا۔ راستے میں ایک پُل آتا ہے، جو ''خونی پُل''

کے نام سے مشہور تھا، کیونکہ یہاں کافی عرصہ پہلے ٹرین کی زد میں آ کر کئی لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

بہرحال جب میں ''خونی پُل'' کے قریب پہنچا تو اچانک مجھے خطرے کا احساس ہُوا۔۔۔ لیکن افسوس! بہت دیر ہو چکی تھی۔ میرے دشمن، جن کی تعداد چار تھی اور وہ رائفلوں سے مسلح گھات لگائے بیٹھے تھے، اچانک میرے سامنے آ گئے۔ بچنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ کافی سردی کے باوجود پسینہ آبشار کی طرح میرے چہرے سے بہنے لگا۔ ایسے میں اللہ یاد آتا ہے یا اللہ والے یاد آتے ہیں۔۔۔ مجھے بھی امید علی شاہ صاحب یاد آئے اور میں نے دل ہی دل میں انہیں پکارا کہ پیرا!، آج مدد کو پہنچ!

اچانک مجھے ایسا لگا جیسے کسی نے مجھے زور سے دھکا دیا ہو۔ ایک لمحے کے لیے میری آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔ اور جب کھلیں تو میں ریلوے اسٹیشن پر کھڑا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا اور تھوڑی دیر بعد ٹرین آئی تو اس پر سوار ہو گیا۔

اگلے دن واپسی تھی لیکن سلسلہ ایسا بنا کہ پھر رات والی ٹرین پر آنا پڑا۔ اس بار میں نے ایک اور راستہ اختیار کیا جو ایک چھوٹے سے دیہات سے گزرتا

ہوا ہمارے گاؤں آتا ہے۔ جب میں نے دیہات کراس کیا تو آگے ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اچانک میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک بڑے سے ٹیلے پر آگ کا ایک الاؤ روشن تھا۔ ڈھول بھی بج رہا تھا اور کئی لوگ ارد گرد کھڑے بھنگڑا ڈال رہے تھے۔ میں کھیل تماشے کا شوقین تو تھا ہی، سوچا۔۔۔ کسی کی شادی ہے، دو گھڑی لطف اندوز ہونے میں ہرج ہی کیا ہے؟ تماشہ دیکھنے کی خوشی میں مَیں یہ بھی بھول گیا کہ یہاں جنات کا بسیرا ہے۔ بہرحال ہونی کو انہونی کب روک سکتی ہے؟

قصہ مختصر، میں بے دھڑک آگے بڑھا اور شادی کے ہنگاموں سے لطف اندوز ہونے لگا۔ اچانک ایک عجیب بات ہوئی۔ وہاں موجود آدمی آگ کے الاؤ میں سے بھڑکتی ہوئی لکڑیاں اٹھا کر ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ آگ ان پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر میرے پورے جسم میں ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ میری مثال ''آسمان سے گرا، کھجور میں اٹکا'' والی تھی۔ انسان نما درندوں سے بچ کر جنات میں آ پھنسا تھا۔ میں غیر محسوس طریقے سے پیچھے کھسکنے لگا۔ لیکن اچانک ایک ''شور سا مچ گیا۔ ''آدم بُو، آدم بُو۔

میں گھبرا گیا۔ جنات نے مجھے گھیرے میں لے لیا اور قہقہے لگاتے ہوئے گویا فرمائش ''کی۔ ''ہمیں ہڈی دو۔۔۔ ہمیں ہڈی دو

''ہٹو پیچھے!'' میں نے چلا کر کہا۔ ''ہڈی کہاں سے دوں؟''

ہاہاہا۔۔۔'' ایک جن نے ہذیانی قہقہہ لگایا۔ ''اپنے جسم کی ہڈی دو ہمیں۔۔۔ ورنہ ہم''
''تمہیں کچا چبا جائیں گے۔

خوف کے مارے میرا برا حال تھا۔ اچانک مجھے خیال آیا کہ جنات لوہے سے ڈرتے ہیں۔ اور خوش قسمتی سے میرے پاس رائفل موجود تھی۔ میں نے یہ آخری داؤ آزمانے کا فیصلہ کیا۔ میں نے اچانک رائفل سیدھی کی اور پہلا فائر داغ دیا۔ ایک چیخ بلند ہوئی اور وہ ایک دم پیچھے ہٹ گئے۔ میں نے موقع غنیمت جانا اور اپنے گاؤں کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ وہاں سے میرے گاؤں کا فاصلہ بمشکل آدھا میل ہی رہا ہو گا۔ میں سرپٹ دوڑا لیکن چند ہی لمحوں بعد دوڑتے قدموں کی آوازیں قریب آ گئیں۔ میرا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ میں نے دوڑتے دوڑتے رائفل کا رخ پیچھے کیا اور فائر کر دیا۔ ایک بار پھر ایک دلدوز چیخ بلند ہوئی اور وہ رک گئے۔ میں سر پر پیر رکھ کر دوڑتا رہا۔ جنات ایک بار پھر میرے تعاقب میں تھے۔۔۔۔

غرض میں بار بار رائفل پیچھے کر کے فائر کرتا رہا۔ چیخیں بلند ہوتی رہیں۔۔۔ لیکن انہوں نے میرا پیچھا نہیں چھوڑا۔ گاؤں کے بالکل کنارے والا گھر میرے ایک دوست کا تھا، جو رات گئے تک آباد رہا کرتا تھا۔ وہاں ہم سب دوست آدھی آدھی رات تک رائفل میں گیارہ گولیاں تھیں۔ جب میں نے آخری MM تاش کھیلا کرتے تھے۔ میری 8 فائر کی تو میرے دوست کی بیٹھک سامنے تھی۔ میں ہانپتا ہوا بیٹھک میں داخل ہوا تو پیچھے سے ایک غضب ناک آواز آئی۔ ''تمہارا مرشد کامل تھا جو بچ گئے ہو۔ ورنہ آج ہم تمہاری تکا بوٹی کر ڈالتے۔''

بیٹھک میں داخل ہوتے ہی سب دوستوں نے مجھے گھیر لیا۔ جب میرے اوسان بحال ہوئے تو میں نیا نہیں سارا قصہ کہہ سنایا۔ وہ بھی سارا ماجرا سن کر لرز اٹھے۔ میں نے بھی جان بچ جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور آئندہ رات کو سفر کرنے سے توبہ کر لی۔

آج بھی جب یہ واقعہ یاد آتا ہے تو میرے کھڑے ہو جاتے ہیں اور میں خوف سے لرز اٹھتا ہوں۔

(اختتام)

ڈینگی کا انتقام

عبدالغفار خان نیازی، پائی خیل

''اُف ! میرا تو دم گھٹ رہا ہے اس جگہ پر۔۔۔ میں کیا کروں؟ ہائے !'' کاغذ نے اپنے ساتھ پڑی ہوئی بوتل سے کہا۔

''حال تو میرا بھی کچھ ایسا ہی ہے کاغذ بھائی۔ پر کیا کریں، مجبوری ہے۔ ہم کچھ کر بھی تو نہیں سکتے ۔ابھی دیکھو، میرا بھی برا حال ہے۔ کتنی مٹی جمع ہو گئی ہے میرے اندر۔۔۔ مجھ سے تو سانس بھی نہیں لیا جا رہا۔ کتنی گندگی ہے اس جوہڑ میں !'' بوتل نے پریشان سے لہجے میں جواب دیا۔

''ہاں بوتل بہن۔ کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔ کتنے گندے ہیں اس محلے کے لوگ۔۔۔ ہر طرف گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں مگر ان لوگوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی !''کاغذ نے بوتل کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''کاش ! میں کچھ کر سکتی تو ان گندے انسانوں کو ضرور سبق سکھاتی جو گندگی پھیلاتے ہیں۔ پر افسوس۔۔ !'' بوتل نے جواب دیا۔

''بات تو تمہاری بھی ٹھیک ہے بوتل بہن۔ اب دیکھو اس محلے کے لوگ کتنے گندے ہیں۔ یہاں پر کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنے کے لئے ڈرم بھی موجود ہے لیکن پھر بھی یہ لوگ کورا کرکٹ اس میں ڈالنے کی بجائے اسی طرح گلیوں میں پھینک دیتے ہیں۔''کاغذ نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

کاغذ بھائی، تم یہاں کیسے پہنچے۔ تم تو کسی کتاب کا ورق لگتے ہو!'' بوتل نے کاغذ سے پو
چھا۔

ہاں بوتل بہن۔۔۔ میں اردو کی کتاب کا ایک ورق تھا۔ وہ کتاب جس بچے کے پاس'' تھی، وہ بہت گندہ بچہ تھا۔ وہ کتابوں کو سنبھال کر نہیں رکھتا تھا بلکہ ادھر ادھر پھینک دیتا تھا۔ جس کی وجہ سے کتاب پھٹ گئی اور میں دھکے کھاتا کھاتا یہاں اس گندے پانی کے جوہڑ میں پہنچ گیا ہوں۔۔۔'' کاغذ نے اپنی کہانی سناتے ہوئے کہا۔

اوہ، بہت افسوس ہوا سن کر۔ حالانکہ اس کو چاہئے تھا کہ وہ کتابوں کو سنبھال کر'' رکھتا اور جب اس کی ضرورت ختم ہو جاتی تو پھر کسی غریب بچے کو دے دیتا تو وہ اس سے فائدہ اٹھا لیتا۔'' بوتل نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

بوتل بہن، کہتی تو تم ٹھیک ہو۔ پر ہم صرف افسوس ہی کر سکتے ہیں!'' کاغذ نے اداسی سے کہا۔

پتہ نہیں ہمیں یہاں کتنا عرصہ اس گندے پانی کے جوہڑ میں رہنا پڑے گا؟'' بوتل نے'' رو دینے والے انداز میں کہا۔

دعا کرو بوتل بہن۔۔۔ اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا۔'' کاغذ نے بوتل کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔

(کاغذ اور بوتل اسی طرح آپس میں باتیں کرکے ایک دوسرے کو حوصلہ دے رہے تھے
(کہ اتنے میں وہاں سے ایک مچھر کا گزرنا ہوا

ارے مچھر بھائی، کیا حال ہے آپکا؟ کدھر جا رہے ہو؟آؤ ہم سے بھی کچھ بات کر لو"
۔"بوتل نے مچھر کو آواز دیتے ہوئے کہا۔
(مچھر بوتل کی آواز سن کر ان کی طرف آیا اور بوتل کے اوپر بیٹھ گیا)
جی بوتل بہن، کیا بات ہے ؟آپ نے مجھے بلایا۔۔۔ارے کاغذ بھائی بھی موجود ہیں"
یہاں۔آپ دونوں مجھے کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہو۔" مچھر نے دونوں کو مخاطب
کرتے ہوئے کہا۔
آپ نے بالکل درست کہا! ہم واقعی بہت پریشان ہیں۔ بہت مشکل سے یہاں ہم"
گندے پانی کے جوہڑ میں دن گزار رہے ہیں۔آپ خود دیکھ لیں، ہماری کیا حالت ہو گئی
ہے!"بوتل نے رو دینے والے انداز میں کہا۔
اس محلے کے لوگ کے بہت گندے ہیں۔یہ خود تو صاف ستھرے کپڑے پہنتے ہیں لیکن"
ان کی گلی محلوں کا حال دیکھو، ہر طرف کچرا ہی کچرا نظر آتا ہے۔کاش! اگر میرے بس
میں ہوتا تو میں ان کو ضرور سبق سکھاتا!"کاغذ نے غصیلے انداز میں کہا۔
واقعی، تمہاری یہ بات تو درست ہے۔ میں نے بھی یہ بات نوٹ کی ہے۔" مچھر نے"
کاغذ کی تائید کرتے ہوئے کہا۔
مچھر بھائی، آپ کا نام کیا ہے؟اور آپ یہاں مجھے پہلی مرتبہ نظر آئے ہیں"کاغذ نے"
سوال کیا۔
آپ نے بالکل درست کہاکاغذ بھائی ۔میں واقعی یہاں نیا آیا ہوں اور میرا"

نام ڈینگی ہے۔ میں پہلے ساتھ والے پارک میں رہتا تھا پودوں کے پتوں میں۔'' مچھر نے جواب دیتے ہو کہا۔

او ڈینگی ! تو آپ ڈینگی بھائی ہو۔۔۔ واہ ! ڈینگی بھائی، آج کل تو آپ کے بڑے چرچے'' ہیں۔ ہر طرف آپ کے نام اور تصاویر کے بورڈ اور اشتہار لگے ہوئے ہیں۔ ہر کوئی آپ سے ڈرتا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے؟'' بوتل نے سوال کیا۔

آپ دونوں واقعی ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں آج کل واقعی بہت مشہور ہو گیا ہوں اور ہر'' کوئی مجھے سے ڈرتا ہے۔ مجھ سے ڈر کر لوگ اب پوری آستین کے کپڑے پہنتے ہیں۔ عورتیں ہاتھوں پر دستانے پہنتی ہیں۔۔۔ صرف اور صرف میرے خوف سے کہ کہیں میں ان کو کاٹ نہ لوں اور وہ بیمار نہ ہو جائیں۔ لیکن آپ یہ نہیں پوچھو گے کہ میں ان لوگوں کا خون کیوں چوستا ہوں اور ان کو کیوں بخار ہو جاتا ہے'' مچھر نے دونوں سے سوال کیا۔

جی ڈینگی بھائی، بتائیں پلیز۔۔۔ جلدی بتائیں، کیا وجہ ہے؟'' دونوں نے بیک وقت'' کہا۔

بات یہ ہے دوستو کہ میں پہلے ساتھ والے پارک میں رہتا تھا۔ وہاں پر گندگی وغیرہ'' نہ تھی۔ وہاں پر میں اپنے بیوی ''لوئی'' کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہا تھا۔ ہم دونوں میاں بیوی بہت خوش تھے۔ مجھے شروع سے گندگی سے بہت نفرت ہے۔ میں دوسرے مچھروں کی طرح گندی جگہ پر رہنا پسند نہیں کرتا۔ یوں تو میں پہلے بھی انسانوں کا خون چوستا تھا لیکن ان کو کچھ بھی نہیں ہوتا تھا

۔کیوں کہ میں صاف ستھری جگہ پر رہتا تھا۔اس لئے میرے ساتھ جراثیم نہیں ہوتے تھے۔ لیکن ایک دن ایسا ہوا کہ کچھ لوگ آئے اور انہوں نے وہ تمام پودے کاٹ کر جلا دیے، جن میں مَیں اور لوئی رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا۔جب کہ میری بیوی لوئی بے چاری جل کر مر گئی ۔مجھے اس کی موت کا بہت افسوس ہوا۔اس کے علاوہ میرے لئے صدمے کی بات اور تھی کہ میں جس جگہ رہتا تھا، اس جگہ ان لوگوں نے ان پودوں کو جلا دیا اور اس طرح وہاں پر لوگوں نے کوڑا کرکٹ پھینکنا شروع کر دیا۔ مجبوراً مجھے بھی اس گندگی میں رہنا پڑا۔'' ڈینگی تھوڑا سا رکا اور ایک لمبا سانس لے کر دوبارہ بات شروع کردی۔

گندگی میں رہنے کی وجہ سے میرے اندر جراثیم پیدا ہونے لگے۔اب میں جسے کاٹتا''

''ہوں، اسے بخار ہو جاتا ہے اور لوگ اسے ڈینگی بخار کہتے ہیں۔

اچھا، تو یہ بات ہے ڈینگی بھائی۔۔۔اسی لیے لوگ آپ سے ڈرتے ہیں۔'' کاغذ نے'' حیران ہوتے ہوئے کہا۔

جی بالکل یہی بات ہے۔۔۔اور اب تو میں نے یہ مشن بنا لیا ہے کہ ان لوگوں سے'' انتقام ضرور لوں گا جنہوں نے مجھے گندگی میں رہنے پر مجبور کیا اور میری بیوی 'لوئی' بھی مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئی۔'' ڈینگی نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

آپ کی باتیں سن کر بہت افسوس ہوا ہے ڈینگی بھائی۔۔۔کیا آپ ہمارا بھی ایک''

کام کریں گے ؟'' بوتل نے منت بھرے لہجے میں کہا۔
جی ضرور بوتل بہن۔۔۔ آپ بتائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں ؟'' ڈینگی نے ہامی بھرتے ہوئے کہا۔
ڈینگی بھائی، جس طرح آپ ان لوگوں سے اپنی بربادی کا انتقام لے رہے ہیں، اسی طرح آپ ان محلے والوں سے بھی ہمارا بدلہ لیں۔ کیونکہ یہ بہت گندے لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جب آپ انہیں کاٹیں اور یہ بیمار ہوں تو پھر انہیں احساس ہو جائے کہ صفائی کتنی ضروری چیز ہے۔ اس طرح آپ کا انتقام بھی پورا ہو جائے گا اور ہمارا بھی۔'' بوتل نے کہا۔
دوستو! میں تم دونوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ان لوگوں سے تمہارا انتقام ضرور لوں گا۔ جنہوں نے تمہیں گندگی میں رہنے پر مجبور کیا ہے۔۔۔۔ اور یہی نہیں ۔۔۔ میں مرتے دم تک ان لوگوں کو کاٹتا رہوں گا اور ان میں بیماریاں پھیلاتا رہوں گا، جب تک یہ لوگ اپنی گلی محلوں کو صاف ستھرا نہیں رکھیں گے۔'' ڈینگی یہ عزم لے کر پرواز کر گیا۔۔۔۔۔
۔۔۔۔ اور دوستو! تب سے اب تک ڈینگی جہاں گندگی دیکھتا ہے، وہاں کے لوگوں کو کاٹنا شروع کر دیتا ہے۔ اور ڈینگی کے کاٹے کا علاج کوئی کہاں سے لائے ؟ اس لیے ہمیں چاہیئے کہ ہم صفائی کا خاص خیال رکھیں اور مچھروں کی پناہ گاہوں کو ختم کر دیں۔ تا کہ ڈینگی کے انتقام سے بچ سکیں۔ ویسے بھی صفائی نصف ایمان ہے!

فضائل وعبادت شب قدر

اللہ رب العزت نے جن وانس کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگی اللہ پاک اور اسکے محبوب ﷺ کی رضا کے مطابق گزارتے ہیں۔اللہ پاک اور اسکے حبیب ﷺ کی رضا کے لئے دین اسلام کے ہر حکم پر عمل کرتے ہیں۔حکم خداوندی کے ساتھ حضور سرور عالم ﷺ کی ہر سنت مبارکہ کو اپناتے ہیں۔انسان سارا سال اللہ پاک کی عبادت کرتا رہتا ہے پر جو مزہ اور سکون ماہِ رمضان کی عبادت کا ہے وہ سال کے کسی دوسرے مہینے میں نہیں۔پھر ماہ رمضان کی آخری عشرہ میں عبادت کا جو مزہ ہے وہ کسی اور مہینے کے دنوں اور راتوں میں نہیں کیونکہ ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر ہے جو امت محمدیہ ﷺ کے لیے اللہ پاک کی طرف سے خصوصی انعام ہے۔

1۔ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جتنی عبادت رمضان کے آخری عشرے میں کرتے تھے اتنی دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔(مسلم)

2۔ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ (رمضان المبارک کا جب) آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا تہبند مضبوط باندھ لیتے (یعنی عبادت کے

(لئے تیار ہو جاتے) راتوں کو خود بھی جاگتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے۔ (بخاری شریف

۔جو شخص اس رات میں دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ 3
کے بعد سورۃ الاخلاص سات مرتبہ پڑھے نوافل پڑھنے کے بعد یہ وظیفہ "اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ
الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ "۔ ستر مرتبہ پڑھے انشاء اللہ اس نماز کو
پڑھنے والا اپنے مصلے سے نہیں اٹھے گا کہ اللہ پاک اس کے اور اسکے والدین کے گناہ
معاف فرما کر مغفرت فرمادے گا اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کے لئے جنت آراستہ
کرو اور فرمایا کہ وہ جب تک تمام جنتی نعمتیں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لے گا اس وقت تک
موت نہ آئے گی۔ مغفرت کے لئے یہ نماز بہت افضل ہے۔

۔جو شخص دو رکعت نماز نوافل یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ 4
ایک بار قُل ہُواللّٰہ احد تین بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکو شب قدر کا ثواب عطا کریگا اور اسکے
نفل قبول فرمائے گا اور اسکو حضرت ادریسؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت
داؤدؑ اور حضرت نوحؑ کی عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا اور اسکو جنت میں مشرق سے
مغرب تک ایک شہر عنایت فرمائے گا۔

۔جو شخص ۲۷ شب قدر کو بارہ رکعت نماز تین سلام سے پڑھے کہ ہر رکعت میں 5
بعد سورۃ الفاتحہ کے سورۃ القدر ایک ایک مرتبہ سورۃ الاخلاص پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھے
بعد سلام کے ستر مرتبہ استغفار پڑھے اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو نبیوں

کی عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا۔
۔جو کوئی ۲۰ رکعت نوافل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد اکیس 6 بار سورۃ الاخلاص پڑھے وہ اپنے گناہوں سے اسطرح پاک ہو جائے گا جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (تذکرۃ الواعظین) جس شخص نے شب قدر میں تین مرتبہ کلمہ شریف یعنی لاالٰہ الااللہ محمدالرسول اللہ پڑھا تو پہلی مرتبہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ مغفرت دوسری مرتبہ پڑھنے سے جہنم سے آزاد اور تیسری مرتبہ پڑھنے سے جنت میں داخل فرمادیتا ہے۔☆جس شخص نے شب قدر میں ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔☆جو شخص رمضان شریف کی ستائیسویں شب میں نماز کی نیت سے غسل کرے گا اللہ تعالیٰ پاؤں دھونے سے پہلے پہلے اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔☆آقا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر کو عبادت کرے گا قیامت کے دن میں اسکو جنت میں لے جانے کا ضامن ہوں۔☆اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری قبر نور سے روشن ہو تو شب قدر میں عبادت کرو۔☆جو شخص ستائیسویں رات کو زندہ رکھے گا یعنی عبادت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستائیس ہزار سال کا ثواب لکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس شخص نے لیلۃ القدر میں تھوڑی دیر عبادت کر لی وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے ساری زندگی روزہ رکھنے سے اور قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے کہ بے شک شب قدر میں ایک آیت پڑھنا باقی راتوں میں پورے قرآن پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر اور پسندیدہ ہے۔☆شب قدر میں آسمان کے

دروازے کھلے رہتے ہیں جو بندہ شب قدر میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر ایک تکبیر کے بدلے میں جنت میں ایک ایسا سایہ دار درخت عطا فرمائے گا کہ اگر چلنے والا سو سال تک اسکے سائے میں چلتا رہے تو اس درخت کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔ اور ہر رکعت کے بدلے ایک مکان جنت میں موتیوں یا قوت وزبرجد اور لؤلؤ کا عطا فرمائے گا۔ اور ہر سلام کے بدلے میں جنتی چادروں میں سے ایک (چادر عطا فرمائے گا۔ (درۃ الناصحین

حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص شب قدر میں بعد نماز عشاء سات مرتبہ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ پڑھے اسے ہر مصیبت سے نجات ملے۔ ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کرتے ہیں۔ ☆ ستائیسویں شب کو سورۃ الملک سات مرتبہ پڑھنا مغفرت گناہ کے لئے بہت فضیلت کی بات ہے۔ ☆ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص شب قدر میں دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ اس کے بعد سات مرتبہ سورۃ الاخلاص پھر سلام پھیرنے کے بعد سر مرتبہ استغفر اللہ ..... واتوب الیہ تک پڑھے تو اس کا پڑھنے والا مصلے سے نہ اٹھ پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے والدین کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ ☆ جو شخص چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک بار اور سورۃ الاخلاص ستائیس بار پڑھے تو اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ وہ ماں کے پیٹ سے آج پیدا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت

میں ہزار محل عطافرمائے گا۔☆ جو شخص چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ القدر تین بار اور سورۃ الاخلاص پچاس بار اور سلام کے بعد سجدے میں جا کر ایک بار پڑھے سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر پھر دعا مانگے تو دعا قبول ہوگی اور تمام گناہ معاف ہونگے۔☆جو شخص بیس رکعت نماز نفل دو دو رکعت کرکے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد 21 بار سورۃ الاخلاص پڑھے اس نماز کے پڑھنے سے بے شمار برکتیں حاصل ہوں گی۔

اس رات صلوٰۃ التسبیح پڑھنا بہت افضل ہے حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا اے چچا! کیا میں آپکو عطا نہ کروں آپکے ساتھ احسان نہ کروں ایک روایت میں ہے کہ آپکے ساتھ نیک سلوک نہ کروں آپکو نفع نہ پہنچاؤں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! کیوں نہیں (ضرور نوازیے) آقا ﷺ نے فرمایا کہ دس باتیں آپ کو بتاتا ہوں توجب یہ آپ کریں گے تو اللہ پاک آپ کے اگلے پچھلے، نئے، پرانے جو غلطی سے کیے جو قصداً جان بوجھ کر کیے ظاہر اور باطن میں کیے اللہ پاک سب گناہ بخش دے گا آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اسکو روزانہ پڑھو اگر ایسا نہ ہوسکے تو جمعہ کے دن پڑھو یہ بھی نہ ہوسکے تو اس نماز کو مہینہ میں ایک بار پڑھو اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو اس نماز کو سال میں ایک بار پڑھو یہ بھی نہ ہوسکے تو اسکو عمر میں ایک بار پڑھ لو چار رکعت نفل کی نیت باندھیں اور ثناء کے بعد پندرہ دفعہ یہ تسبیح (سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ

واللہ اکبر) پڑھیں پھر سورۃ الفاتحہ (الحمد شریف) اور سورۃ پڑھ کر رکوع میں جانے سے پہلے ہاتھ باندھے دس دفعہ یہی تسبیح پڑھیں پھر رکوع میں جائیں اور سبحان ربی العظیم کہنے کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں پھر رکوع سے اٹھیں اور ربنالک الحمد کے بعد کھڑے کھڑے دس بار پھر سجدے میں جائیں اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھیں اور جلسہ میں اللہ اکبر کے بعد دس بار اس کے بعد دوسرا سجدہ کریں اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس بار اب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں اور پندرہ بار یہی تسبیح پڑھ کر باقی سب کچھ پہلی رکعت کی طرح اس میں بھی پڑھیں اور جب دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد التحیات کے لیے بیٹھیں تو تشھد اور درود شریف پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھیں اور پہلی رکعت میں ثناء کے بعد پندرہ بار اسی طرح چاروں رکعتیں پوری کریں، واضح رہے ہر رکعت میں بار یہی تسبیح پڑھنی ہے اور چاروں رکعتوں میں 300 مرتبہ ہوگی۔ اللہ پاک عمل 75 کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عیدالفطر انعام واکرام کا دن

تمام اہل اسلام کو عیدالفطر مبارک ہو

آج عیدالفطر کا دن ہے۔ عید کی اصل مسرتیں تو دوسروں کے چہروں پر خوشیوں کے پھول سجانا ہے۔ لفظ عید "عود" سے نکلا ہے جسکے معنی لوٹ آنے کے ہیں عید کا دن چونکہ ہر سال لوٹ کر آتا ہے اس لئے اسکو عید کہتے ہیں یہ اسلام کے ماننے والوں کے لئے شادمانی کا دن ہوتا ہے۔ عیدالفطر کا دن رمضان المبارک کے مہینہ کے فوراً بعد یکم شوال المکرم کو آتا ہے۔ رحمتوں اور برکتوں سے بھرے ہوئے مہینے رمضان المبارک کے آخری دن کی شام کو عید کا چاند نظر آتا ہے جس سے مومنوں کو بے حد خوشی ہوتی ہے کہ رمضان المبارک کے روزے پایہ تکمیل تک پہنچے اور ان کی ماہ رمضان کے روزوں کی عبادت بارگاہ رب العزت میں قبول ہوئی۔ ایک مہینہ کی روزہ درانہ زندگی گزارنے کے بعد مسلمان آزادی کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ اللہ رب العالمین کا شکر بجالاتے ہوئے اجتماعی طور پر دو رکعت نماز عیدالفطر ادا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ ملتے ہیں خوشی مناتے ہیں صدقہ خیرات کے ذریعے غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ یہ سب چیزیں عید کی روح کو بتاتی ہیں۔ عید کی اصل روح اللہ کو یاد کرنا ہے۔ اپنی خوشیوں کے ساتھ لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہونا ہے۔ اپنے

مقصد کو حاصل کرتے ہوئے دوسروں کے حقوق کو ادا کرنا ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ گویا تیاری اور احتساب کا مہینہ تھا۔ اس کے بعد عید کے دن گویا نئے عزم اور نئے شعور کے ساتھ زندگی کے آغاز کا دن ہے۔ عید کا دن دوبارہ نئے حوصلوں کے ساتھ مستقبل کی طرف اپنے سفر کے آغاز کرنے کا دن ہے۔

روزہ ایک اعتبار سے سمٹنے کا لمحہ تھا اور از سرِ نو پھیلنے اور آگے بڑھنے کا لمحہ تھا۔ روزہ میں آدمی دنیا سے اور دنیا کی چیزوں سے ایک لمحہ کے لئے کٹ گیا تھا۔ حتیٰ کہ انسان نے اپنی فطری ضرورتوں تک پابندی لگادی تھی۔ یہ دراصل تیاری کا وقفہ تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ باہر دیکھنے کی بجائے اپنے اندر کی طرف دھیان دے۔ اور اپنے آپ میں وہ ضروری اوصاف پیدا کرے جو زندگی کی جدوجہد کے دوران اس کے لئے ضروری ہیں۔ جن کے بغیر وہ کاروبارِ حیات میں مفید طور پر اپنا حصہ ادا نہیں کر سکتا۔ مثلاً صبر و برداشت اپنی واجبی حد کے اندر رہنا، منفی اثرات سے اپنے آپ کو بچانا اس قسم کا ایک پر مشقت، مہینہ گزار کر وہ دوبارہ زندگی کے میدان میں واپس آیا ہے۔ اور عید کے تہوار کی صورت میں وہ اپنی زندگی کے اس نئے دور کا افتتاح کر رہا ہے۔ اس طرح عید کا دن مسلمانوں کے لئے آغازِ حیات کا دن ہے۔ روزہ نے آدمی کے اندر جو اعلیٰ صفات پیدا کی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اب وہ سماج کا زیادہ بہتر ممبر بن جاتا ہے۔ اب وہ اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی پہلے سے بہتر انسان ہوتا ہے۔ روزہ میں آدمی نے بھوک، پیاس برداشت کی

تھی ۔اب باہر آ کر وہ لوگوں کی طرف سے پیش آنیوالی ناخوشگواریوں کو برداشت کرتا ہے۔روزہ میں اس نے اپنے سونے اور جاگنے کے معمولات کو بدلا تھا۔اب وہ وسیع ترانسانی مفاد کے لئے اپنی خواہشوں کو قربان کرتا ہے۔روزہ میں اس نے عام دنوں سے زیادہ خرچ کیا تھا۔اب باہر آ کر وہ اپنے واقعی حق سے زیادہ لوگوں کو دینے کی کوشش کرتا ہے۔

روزہ میں وہ بندوں سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا تھا۔اب باہر آ کر وہ سطحی چیزوں میں الجھنے کے بجائے بلند مقصد کے لئے متحرک ہوتا ہے۔روزہ میں وہ اپنی خواہش کو روکنے پر راضی ہوا تھا۔اب باہر کی دنیا میں یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنے حقوق سے زیادہ اپنی ذمہ داریاں پر نظر رکھنے والا بن جائے۔روزہ سال کے ایک مہینہ کا معاملہ تھا۔تو عید سال کے گیارہ مہینوں کی علامت ہے۔روزہ میں صبر، عبادت، تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کے مشاغل تھے۔اب عید سے جدوجہد حیات کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔روزہ اگر انفرادی سطح پر زندگی کا تجربہ تھا تو عید اجتماعی سطح پر زندگی میں شریک ہونا ہے۔روزہ اگر اپنے آپ کو اللہ کے نور سے منور کرنے کا وقفہ تھا۔تو عید گویا ساری دنیا میں اس روشنی کو پھیلانے کا اقدام ہے۔روزہ اگر رات کی تنہائیوں کا عمل تھا۔تو عید دن کے ہنگاموں کی طرف صحت مند پیش قدم ہے۔روزہ جس طرح محض بھوک، پیاس نہیں۔اسی طرح عید محض کھیل تماشے کا نام نہیں۔دونوں کے پیچھے گہری معنویت چھپی ہوئی ہے۔روزہ وقتی طور پر عالم مادی سے

کٹنااور عید دوبارہ عالم مادی میں واپس آ جاتا ہے۔ روزہ اللہ سے قربت حاصل کرنے کی کوشش ہے اور عید اس زیادہ نئے بہتر سال کا آغاز ہے۔ جو روزہ کے بعد روزہ داروں کے لئے مقدر کیا گیا ہے۔

عید دراصل نئی زندگی شروع کرنے کا دن ہے۔ عید کا پیغام ہے کہ مسلمان ایمانی قوت اور نئے امکانات کی روشنی میں از سر نو زندگی کی جدوجہد میں داخل ہوں۔ ان کا سینہ اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہو مسجدیں اللہ کے ذکر سے آباد ہوں۔ ان کے گھر تواضع کے گھر بن جائیں۔ سارے مسلمان آپس میں متحد ہو کر وہ جدوجہد کریں جس کے نتیجے میں انہیں دنیا میں اللہ کی نصرت اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام کے طور پر جنت ملے۔ عید کی اصل خوشی تو یہی ہے کہ انسان کو بقائے دوام حاصل ہو جائے اسکی آخرت سنور جائے اسکی عبادت و ریاضت اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے اسکی زندگی کا ہر لمحہ اللہ اور اسکے حبیب ﷺ کی اطاعت میں گزرے تاکہ اللہ پاک کی خوشنودی حاصل ہو جب وہ دنیا سے جائے تو صاحب ایمان جائے قبر کے سوال و جواب میں آسانی ہو قبر میں مثلِ جنت راحت نصیب ہو پھر یومِ حساب کو اسکی نجات ہو۔

اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے

۔ترجمہ ! ''اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو۔ اور اللہ کی بڑائی بولو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو''۔ (پارہ نمبر 2 سورۃ البقرہ)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی خوشی اورفرحت کے لئے سال میں دواہم دن مقرر کئے ہیں جن میں سے ایک عیدالاضحیٰ اوردوسراعیدالفطرکادن ہے۔آقاﷺ نے پہلی عیدالفطر دہجری 2 میں ادافرمائی پھراسے کبھی ترک نہ کیااس لئے یہ سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضورﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھاکہ) وہاں کے لوگ دودن کھیل تماشے میں گزارتے تھے حضورنبی کریمﷺ) نے دریافت فرمایاکہ یہ دن کیاہیں ؟انہوں نے کہاکہ ہم ایام جاہلیت میں ان دودنوں میں کھیل تماشے کیاکرتے تھے رسولﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ان ایام کے بدلے میں تمہیں ان سے بہتردوایام یوم الاضحیٰ اوریوم الفطرعطافرمائے ہیں۔ (ابوداؤدالسنن کتاب الصلاۃ باب صلاۃ العیدین) حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص ماہ رمضان المبارک میں دن کوروزہ رکھے رات کو (قیام) نوافل اداکرے اور عیدکے دن صدقہ فطراداکرکے عیدگاہ میں جائے توعیدگاہ سے واپس ہونے تک اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

انسان کے لئے ہروہ دن عیدکادن ہے جس دن انسان نے کوئی گناہ نہ کیاہو۔ذکرہے کہ عیدکے دن ایک آدمی حضرت علی المرتضی شیرخداؓ کی خدمت میں حاضرہوااسوقت آپؓ خشک روٹی کھارہے تھے اس شخص نے عرض کیاکہ آج توعیدکادن ہے اورآپؓ سوکھی روٹی چبارہے ہیں آپؓ نے فرمایاکہ آج عیدان لوگوں کی ہے جنکے روزے اللہ پاک کی

بارگاہ میں قبول ہوئے اورانکی کوشش مشکور ہوئی اوراللہ تعالی نے انکے گناہوں کو بخش دیااورہماری عیدآج بھی ہے اور کل بھی ہماری عید ہے اوراس دن بھی ہماری عید ہے جس دن ہم کوئی گناہ نہ کریں۔اسلئے ہر عقلمند آدمی کولازم ہے کہ وہ اپنی ظاہری آرائش کونہ دیکھے اوراسکا پابندنہ ہوجائے بلکہ عیدکے دن عبرت پکڑے اورآخرت کی فکر کرے اور عید کو قیامت کانمونہ سمجھے۔عید کو قیامت کانمونہ سمجھنے کامطلب بھی یہی ہے کہ انسان کے دل میں خوف خداپیداہو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایاکہ رمضان المبارک کی آخری شب میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا!یارسول اللہ ﷺ وہ شب قدرہے ؟آقاﷺ نے فرمایانہیں بلکہ کام کرنیوالے کواسوقت پوری مزدوری دی جاتی ہے جبکہ وہ کام پوراکرلیتاہے۔(مسنداحمد)اللہ پاک اوراسکے حبیب ﷺ کی رضاکے لئے انسان ماہِ رمضان میں دن کو روزہ رکھتاہے اوررات کو قیام کرتاہے۔دن بھی اللہ پاک کی رضامیں اوررات بھی اللہ پاک کی عبادت میں گزارتاہے۔جب ماہِ رمضان ختم ہوتاہے توانسان کےگناہ بھی معاف کردیئے جاتے ہیں اوراسے بطورانعام واکرام عیدالفطرعطاکی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کی جانے والی دعارد نہیں ہوتی۔۱۔شب جمعہ ۲۔رجب کی پہلی رات ۳۔شعبان کی پندرہویں شب ۴۔

(عیدالفطر کی رات ۵۔ عیدالاضحیٰ کی رات (بیہقی

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایااللہ تعالیٰ اس شخص کو جس نے ماہ رمضان میں روزے رکھے عیدالفطر کی رات میں پوراپورااجر فرمادیتاہے اور عید کی صبح فرشتوں کو حکم دیتاہے کہ زمین پر جاؤاور ہر گلی کوچہ اور بازار میں اعلان کردو(اس آواز کو جن وانس کے علاوہ سب مخلوق سنتی ہے) کہ آقائے دوجہاں ﷺ کے امتیو ! اپنے رب کی طرف بڑھووہ تمہاری تھوڑی نماز کو قبول کرکے بڑااجر عطافرماتاہے اور بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتاہے پھرجب لوگ عیدگاہ روانہ ہوجاتے ہیں اور وہاں سے فارغ ہوکر دعامانگتے ہیں تواللہ تعالیٰ اسوقت کسی دعااور کسی حاجت کو رد نہیں فرماتااور کوئی ایسا گناہ نہیں بچتا جسکو معاف نہ کرے۔لوگ اپنے گھروں کو مغفور ہوکر لوٹتے ہیں ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کارشادپاک ہے کہ عیدکے روزاللہ تعالیٰ زمین پر کچھ فرشتوں کانزول کرتاہے جو یہ ندا کرتے ہیں !اے محمد ﷺ کے امتیو ! چلواوراپنے اس پروردگارکے حضور میں آؤجولازوال بخشاہے تھوڑے سے تھوڑاسیک عمل بھی قبول فرماتاہے اور بڑے سے بڑاگناہ معاف کردیتاہے پھرجب سب لوگ میدان عیدگاہ میں نمازکے لئے جمع ہوتے ہیں تواللہ تعالیٰ خوش ہوکرفرشتوں سے فرماتاہے اے میرے فرشتو ! تم نے دیکھاکہ امت محمدیہ ﷺ پر میں نے رمضان کے روزے فرض کئے تھے انھوں نے مہینہ بھرکے روزے رکھے مسجدوں کوآبادکیامیرے کلام پاک کی تلاوت

کی اپنی خواہشوں کو روکا اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کی اپنے مال کی زکوۃ ادا کی اور اب ادب سے اظہار تشکر کے لئے میری بارگاہ میں حاضر ہیں میں انکو بہشت میں انکے اعمال کا بدلہ دوں گا پھر اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے اے محمد ﷺ کے امتیو ! جو چاہو مانگو مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم اس موقع پر مجھ سے جو مانگوگے میں دوں گا اور تم عیدگاہ سے پاک وصاف ہو کر نکلوگے تم مجھ سے خوش ہو اور میں تم سے راضی ہوں یہ ارشادات سن کر (ملائکہ خوش ہوتے ہیں اور امت محمد یہ ﷺ کو بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرۃ الواعظین

حضرت ابن عباسؓ کی روایت کردہ حدیث پاک میں ہے کہ شب عید الفطر کا نام شب جائزہ یعنی انعام کی رات رکھا گیا اور عید الفطر کی صبح تمام شہروں کے کوچہ و بازار میں فرشتے پھیل جاتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں ، جسکو جن وانس کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے کہ اے محمد ﷺ کی امت ! رب کریم کی طرف چلو تا کہ وہ تم کو ثواب عظیم عطا فرمائے اور تمہارے بڑے بڑے گناہوں کو بخش دے لوگ عیدگاہ کو نکل جاتے ہیں تو اللہ پاک فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو ! فرشتے لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں اللہ پاک فرماتا ہے اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کرے ؟ فرشتے جواب دیتے ہیں اے ہمارے معبود ! اے ہمارے آقا اس مزدور کو پوری پوری اجرت دی جائے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو ! میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انکے نماز اور روزوں سب کا اجر خوشنودی اور گناہوں کی مغفرت

بنادیا پھر فرماتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے مانگو مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم !آج تم اپنی آخرت کے لئے مجھ سے مانگوگے میں تم کو وہ ضروردوں گا اور جو کچھ اپنی دنیا کے لئے مانگوگے میں اسکا لحاظ رکھوں گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم !جب تک تم میرے احکام کی حفاظت کروگے (بجالاؤگے) میں تمہاری خطاؤں اور لغزشوں کی پردہ پوشی کرتا رہوں گا اور تم کو ان لوگوں کے سامنے جن پر شرعی سزا واجب ہوچکی ہے رسوا نہیں کرونگا جاؤ تمہاری بخشش ہوگئی تم نے مجھے رضامند کیا میں تم سے راضی ہوگیا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرشتے یہ ارشاد سن کر خوش ہوجاتے ہیں اور ماہِ رمضان کے خاتمے پر امت محمدیہ کو یہ خوشخبری پہنچاتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

عیدکے دن سات قسم کے گناہ گار بخشش کی نعمت سے محروم رہیں گے۔ گراں بیچنے کے لئے غلہ کو روک کر رکھنے والا، ہمیشہ شراب پینے والا، ماں باپ کی نافرمانی کرنیوالا، رشتہ ناطہ توڑنے والا، دل میں کینہ رکھنے والا، زناکار، سود خور

عیدکے دن مندرجہ ذیل امور بجالانا مسنون ومستحب ہیں۔

مسواک کرنا، غسل کرنا، کپڑے نئے ہوں تو بہتر ورنہ دھلے ہوئے پہننا، خوشبو لگانا، صبح سویرے اٹھ کر عیدگاہ جانے کی تیاری کرنا، صبح کی نماز اپنے محلّہ کی مسجد میں ادا کرنا، نماز عیدالفطر سے پہلے صدقہ

فطرادا کرنا، عیدگاہ کی طرف پیدل چل کرایک راستے سے جانااوردوسرے راستے سے واپس آنا، گھر سے عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں عیدالفطرکے دن تکبیرات پڑھنا، نماز عیدالفطر کو جانے سے پہلے طاق عدد کھجوروں یا چھواروں کا کھانا یا میٹھی چیز کھالینا، عید کی نماز کے لئے خطبہ یہ سنت ہے خطبہ نماز کے بعد ہوگا، عید کی نماز کسی بڑے میدان میں ادا کرنا سنت ہے لیکن بڑے شہر یا اس جگہ جہاں زیادہ آبادی ہو ایک سے زائد مقامات پر عیدین کے اجتماع بھی درست ہیں اور میدان کی بھی شرط نہیں بڑی مساجد میں بھی یہ اجتماع صحیح ہیں جیساکہ آج کل ہورہاہے اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ایک جگہ اجتماع ہوگا تو بہت سے لوگ نماز عید سے محروم رہ جائیں گے کچھ تو حقیقی مشکلات کی وجہ سے اور کچھ اپنی سستی کے باعث۔

اللہ پاک ملک پاکستان کو استحکام اور امن کا گہوارہ بنائے۔ ہماری تمام جانی مالی عبادات کو اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ اللہ پاک عالم اسلام کی خیر فرمائے۔ تمام مسلمانوں کو آپس میں اتحاد و اتفاق کی دولت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

صدقہ فطر

رحمتوں اور برکتوں سے بھرا ہوا رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہم سے کوچ کا ارادہ کیے ہوئے ہے۔ چند دن رہ گئے ہیں ماہِ رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو جائے گا۔ پتہ نہیں کہ اگلے سال یہ مقدس مہینہ ہمارے مقدر میں ہے یا کہ نہیں۔ کیونکہ زندگی کا کوئی پتا نہیں کب تک وفا کرتی ہے۔ جس خوش نصیب کے ساتھ جب تک زندگی نے وفا کی وہ تو اس عظمتوں والے مہینے کو پاتا رہے گا اس ماہ مقدس میں اللہ پاک کی رحمتیں اپنے دامن میں سمیٹتا رہے گا۔ جس کے ساتھ زندگی نے وفا نہیں کی تو وہ قیامت تک اس ماہِ مقدس کی رحمتوں سے محروم رہ جائے گا۔ یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں نفل عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت سے صوم (روزہ رکھنا) اور قیام کرتا ہے اسکے تمام سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاں جہاں یہ لکھا ہے کہ نیک کام سے گناہ مٹ جاتے ہیں وہاں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ اس وقت معاف ہوتا ہے جب بندہ بارگاہ الٰہی میں اخلاص کے ساتھ توبہ کرلے۔ اب کوئی شخص بھی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہ الٰہی میں ایمان و ثواب کی نیت سے ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے اور اس کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو اپنے سابقہ تمام

گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ کیونکہ روزہ داراللہ کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے دن بھر میں کچھ نہیں کھاتا پیتا، رات کو قیام کرتا ہے۔ ساراد ن اور ساری رات اپنی تمام نفسانی خواہشات سے پرہیز کرتا ہے تواللہ پاک بھی راضی ہوتا ہے اور سارا ماہ اس پر بابِ کرم کھول دیتا ہے۔ روزوں کے اختتام پر جو صدقہ دیا جاتا ہے اسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔ صدقہ فطر نبی کریم ﷺ نے اپنے غلاموں پر لازم قرار دیا ہے اسکے لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم نے روزہ کی حالت میں کسی کی غیبت کی، جھوٹ بولا، نظر کو غلط استعمال کیا، کسی کے بارے میں بدگمانی اور بُرا اخیال کیا اس قسم کی کوئی بھی حرکت جو روزہ کے تقدس کے خلاف تھی تواب روزہ ختم ہونے پر ہم کچھ صدقہ کردیں کیونکہ صدقہ برائیوں کو مٹاتا ہے ہمارا روزہ بھی اس سے صاف وستھرا ہوجائے گا۔

دوسری وجہ اسکی یہ بھی ہے کہ عید کے دن ہم اور ہمارے اہل وعیال خوشیاں مناتے ہیں نئے کپڑے پہنتے ہیں ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں۔ جو غریب لوگ ہوتے ہیں وہ خوشی منانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جب ہم صدقہ فطر سے غریبوں کی مدد کریں گے تو وہ بھی عید کی خوشی منائیں گے اس سے اللہ پاک اور اسکے محبوب ﷺ کی ذات خوش ہوگی۔

صدقہ فطر ایک مالی انفاق ہے جسکا حکم حضور نبی اکرم ﷺ نے زکوۃ سے پہلے اس سال

دیا جس سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے ۔ صدقہ فطر غریبوں اور مسکینوں کو دیا جاتا ہے اس کو فطرانہ بھی کہتے ہیں اس کا ادا کرنا ہر مالدار شخص کے لئے ضروری ہے تاکہ غریب اور مسکین لوگ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں اسکے علاوہ صدقہ فطر روزے دار کو فضول اور فحش حرکات سے پاک رکھنے کا ذریعہ ہے ۔

حضرت سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ نے صدقہ فطر مقرر فرمایا تاکہ یہ روزہ دار کے بیہودہ کاموں اور فحش باتوں کی پاکی (اور مساکین کے لئے کھانے کا باعث بنتا ہے ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے کھجوروں اور جَو کا ایک صاع صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر غلام ،آزاد مرد، عورت ، چھوٹے اور بڑوں (پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ نماز عید پڑھنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے ۔ (مسلم شریف

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٗ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کی گلی کوچوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان (مرد و عورت ،آزاد، غلام، چھوٹے اور بڑے پر دو مُد گندم یا ایک صاع کھانا۔ (ترمذی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ماہ رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے ایک صاع کھجور یا جَو یا آدھا صاع گندم ہر آزاد، غلام ، مرد و عورت اور چھوٹے بڑے

(پر (ابوداؤد، نسائی

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بندے کا روزہ زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یعنی قبول نہیں ہوتا جب تک اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہے (اور عمر بھر اس کے ادا کرنے کا وقت ہے۔ (ابن عساکر، ویلمی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ نے غلام اور آزاد، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے سب مسلمانوں پر صدقہ فطر کھجور یا جو کا ایک صاع فرض کیا ہے" حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ نماز کی طرف جانے سے پہلے زکوۃ فطر ادا کر لی جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص صدقہ فطر کسی مجبوری کیوجہ سے عید کے روز ادا نہ کر سکا اور بعد میں ادا کیا تو اسکا شمار قضا میں نہیں ہوگا۔ صدقہ فطر کسی بھی وقت ادا کیا جائے تو وہ ادا ہی ہوگا۔ ہم کو بھی چاہیے کہ صدقہ فطر ادا کرنے میں سستی نہ کریں بلکہ عید کا وقت آنے سے پہلے ادا کر دیں۔ تاکہ غریب لوگ بھی عید کی خوشی میں شامل ہو سکیں۔ حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت ہے "کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان صدقہ فطر عید سے ایک دو دن پہلے ادا کر دیا کرتے تھے" صدقہ فطر ہر شخص پر واجب ہے اس کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذاللہ بلاعذر بھی روزہ نہ رکھا تب بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے لہٰذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر غنی ہو گیا تو واجب نہ

ہوااور اگر صبح صادق طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان
(ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہوگیا تو واجب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری
صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب
ہے اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔ مالک نصاب ہونے سے
مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی
یا اتنی مالیت کی رقم یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت یا اتنی مالیت کا حاجت اصلیہ یعنی
ضروریات زندگی سے زائد سامان ہو۔ (بہار شریعت) حاجت اصلیہ یعنی ضروریات زندگی
سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے
بغیر گزر اوقات میں شدید تنگی و دشواری محسوس ہوتی ہے۔ جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے
کپڑے، سواری، علم دین سے متعلق کتابیں اور پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ۔ (الھدایہ)
صدقہ فطر ادا کرنے کے لئے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں مال ہلاک ہونے کے بعد بھی
صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا بخلاف زکوۃ عشر کے یہ دونوں مال کے ہلاک ہو جانے
سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (درمختار) ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے
اور چند مساکین کو دے دیا تب بھی جائز ہے یونہی ایک مسکین کو چند اشخاص کا فطرہ
دینا بھی بلاخلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔ (درمختار، ردالمحتار) بھائی
بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو صدقہ فطر دینا جائز ہے لیکن اپنی اولاد کو یا ماں،
باپ، نانا، نانی، دادا، دادی کو زکوۃ

اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے ۔ صدقہ فطر/فطرانہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں یعنی جنکو زکوۃ دے سکتے ہیں انہیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں ۔زکوۃ کے مصارف سات ہیں ۔ فقیر، مسکین ، عامل، رقاب، غارم، فی سبیل اللہ ،ابن السبیل۔اسکے علاوہ شوہر بیوی کو یا بیوی ، شوہر کو بھی صدقہ فطر نہیں دے سکتی۔ شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا اس نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوں میں ملا کر فقیر کو دے دیے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔ عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا اس نے عورت کے گیہوں اپنے گیہوں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے

صدقہ فطر کی مقدار

صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع کھجور یا منقی یا جَو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ (درمختار، عالمگیری) گیہوں جَو، کھجوریں ، منقی دیئے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں مثلاً نصف صاع عمدہ جَو جن کی قیمت ایک صاع جَو کے برابر ہے یا چہارم کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جَو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کے ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اتنا ہی ادا ہوا باقی اس کے ذمہ واجب ہے ادا کرے۔ (عالمگیری وغیرہ) نصف صاع جَو اور چہارم صاع گیہوں دیئے یا نصف صاع جَو اور نصف

صاع کھجور تو بھی جائز ہے۔ گیہوں اور جَو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع گیہوں اور جَو کے دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جَو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔ ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے۔ مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا کوئی اور غلہ یا کوئی اور چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔ (درمختار)

صدقہ فطر گیہوں یا گیہوں کا آٹا آدھا صاع اور جَو یا جَو کا آٹا یا کھجور ایک صاع دیں۔ موجودہ وزن میں ایک صاع کا وزن چار کلو اور تقریباً چورانوے گرام ہے اور آدھا صاع دو کلو اور تقریباً 50 گرام کا بنتا ہے۔ اللہ پاک ہماری تمام عبادات کو اپنی بارگاہ لم یزل میں قبول فرمائے۔ ملک پاکستان کو خوشحالی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

جمعۃ الودع

آج ماہِ رمضان المبارک 1436 ہجری کا آخری جمعہ ہے جسے ہم جمعۃ الوداع کہتے ہیں۔ جمعۃ الوداع رمضان المبارک کی رخصتی کا پیغام دینے والا جمعہ ہوتا ہے اس کے بعد جمعے تو آتے رہتے ہیں پر رمضان المبارک ایک سال کے لئے کوچ کر جاتا ہے۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہماری گواہی دے گا۔ جس نے اس مقدس مہینہ کا حق ادا کیا قیامت کے دن یہ مقدس مہینہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس شخص کے لئے عزت و وقار کے تاج پہنانے کی درخواست کرے گا۔ اس مقدس مہینہ کی درخواست قبول ہو گی خوش نصیب انسان کو عزت و وقار کا تاج پہنا دیا جائے گا۔ جس نے اس مقدس مہینہ کا حق ادا نہیں کیا جیسے اس کی عزت ہم پر واجب تھی ؟ وہ پچھتائے گا زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں شاید آئندہ یہ ماہِ مقدس ہمارے نصیب میں نہ ہو اگر موت نے غافل کو مہلت نہ دی تو انسان نادم ہو گا پر اس دن صرف ندامت ہی ہو گی اور تو کچھ فائدہ نہیں ہو گا۔ میرے مسلمان بھائیو ! زندگی کو غنیمت جانو گناہوں سے باز آ جاؤ غفلت چھوڑ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن افسوس کرنا پڑ جائے۔ اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔ اے ایمان والو ! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کیطرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ (پارہ ۲۸ سورۃ

الجمعۃ) دراصل جمعہ ایک اسلامی اصطلاح ہے زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس دن کو یوم عروبہ کہا کرتے تھے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ کعب بن لوئی یا قصی بن کلاب نے اس دن کے لئے یہ نام استعمال کیا کیوں کہ اس دن وہ قریش کے لوگوں کا اجتماع کیا کرتا تھا عربی لغات میں یہ لفظ جمعہ اور یوم الجمعہ لکھا ہے جس کا مطلب ہفتے کے ایک دن کا نام مجمع اور جمعہ کا دن لکھا ہے۔ درج بالا آیت کریمہ سورہ جمعہ کے آخری رکوع کی ابتدائی آیت ہے جو ہجرت کے بعد قریب ترین زمانے میں نازل ہوئی کیوں کہ حضور ﷺ جیسے ہی مکہ سے ہجرت فرما کر مدینے شریف تشریف لائے تو اسکے پانچویں روز ہی جمعہ ہوگیا تھا۔ مفسرین کرام ان آیات کی تشریح میں لکھتے ہیں جمعے کو جمعہ اس لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا وجود فرمادیا تھا۔ دوسرا شرع مطہر نے روزانہ پانچ مرتبہ نماز پڑھنی فرض فرمائی ہے۔ اسمیں جماعت کی تاکید تو بڑی سختی سے کی ہے مگر جماعت کو فرض نہیں قرار دیا۔ کہ اگر جماعت سے نماز نہ پڑھو گے تو نماز ادا نہ ہوگی۔ مگر ہفتہ میں ایک دن ایسی نماز مقرر فرمائی جو بغیر جماعت کے ادا نہیں ہو سکتی، وہ جمعہ کی نماز ہے، جمعہ کو جمعہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دن مسلمانوں کے اجتماع کا ہے ۔ اسمیں اللہ رب العزّت کی یہ حکمت تھی کہ مسلمان ہفتہ کے اندر ایک دن ایک مرکز میں جمع ہوں تاکہ ایک دوسرے کے حالات کا پتہ چلتا رہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں مل جل کر کام کرنے کا سلیقہ آئے، غیر مسلموں پر دین اسلام کی شان و شوکت اور رعب و دام قائم رہے۔ جمعہ کی نماز فرض عین ہے اس لئے کہ اسکی فرضیت

دلیل قطعی سے ثابت ہے۔فرض عین وہ ہے جو ہر ایک کے ادا کرنے سے ادا ہو برخلاف فرض کفایہ کے کہ وہ ایک کے ادا کرنے سے ادا ہو جاتا ہے قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے جمعہ کا ذکر مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ سے کیا یہی اس دن کی فضیلت کے لئے کافی ہے اسے کے علاوہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے متعدد بار مختلف عنوانوں سے اسکی (یوم جمعہ) کی فضیلت بیان فرمائی۔ سیدنا حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آقا ﷺ نے جمعہ کے دن ارشاد فرمایا اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اسکو جو مسلمان بندہ پاجائے اور کھڑا ہو نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اسکو وہ چیز ضرور دیگا اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس ساعت کی کمی بیان کرنے کے لئے اشارہ فرمایا۔آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جمعہ کی رات روشن ہے اور جمعہ کا دن چمکدار ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ رب العالمین روزانہ افطار کے وقت دس لاکھ ایسے گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب ہو چکا تھا نیز شب جمعہ اور روز جمعہ (یعنی جمعرات کو غروب آفتاب سے لیکر جمعہ کو غروب آفتاب تک) کی ہر گھڑی میں ایسے دس دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو عذاب کے حقدار قرار دیے جا چکے ہوتے ہیں۔ (کنزالعمال)

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ راحت قلب سینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہتر دن جس پر سورج طلوع کرتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی جمعہ کے دن آدمؑ پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعے کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے ایام سے بڑھ کر فضیلت کا حامل ہے حضرت ابودرداؓ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرو بیشک (جمعہ کا دن) مشہود ہے۔اس دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے اسکا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ (آدمی) اس سے فارغ ہو۔راوی فرماتے ہیں میں نے آقا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا موت کے بعد بھی؟ آقا ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ پاک نے زمین پر انبیاء کے جسم کا کھانا حرام قرار دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

مسلم شریف میں ایک حدیث مبارکہ ہے اسکا مفہوم یوں ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضرت موسیٰؑ کو انکی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آ قاﷺ نے ارشادفرمایا کوئی مسلمان جمعہ کے روزیا جمعہ کی رات کوفوت ہوجائے تواللہ تعالیٰ اسکوقبرکے فتنہ سے بچادیتاہے۔رواہ (احمد۔ترمذی (مشکوۃ

ابویعلی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضورعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایاکہ جمعہ کے دن اوررات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں کوئی گھنٹہ ایسانہیں گزرتاکہ جسمیں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ آدمی آزادنہ کرتاہوجن پر جہنم واجب ہوگئی تھی۔ (نزہۃ (المجالس جلداوّل صفحہ 107

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ آ قاعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشادفرمایاجو شخص جمعہ کے دن نہائے اورجس قدر ہوسکے پاکی حاصل کرے اور تیل لگائے یااپنے گھرکی خوشبولگائے پھرنمازجمعہ کے لئے (مسجدکی طرف) چل پڑے۔اورایسے دوآدمیوں جومسجدکے اندربیٹھے ہوں) کے درمیان تفریق نہ کرے۔اورجسقدراسکی قسمت میں ہو) نمازپڑھے جب امام خطبہ پڑھنے لگے توخاموشی سے بیٹھے تواللہ پاک اسکے لئے ایک جمعہ (سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ فرمادیتاہے (البخاری کتاب الجمعۃ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایاجب مرداورعورت غسل کرتے ہیں تواللہ تعالیٰ

انکے پانی کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو مرد اور عورت کے لئے قیامت تک استغفار کرتا رہتا ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد اوّل صفحہ ۱۱۱)

حضرت طارق بن شہابؓ سے مروی ہے کہ رسول خداﷺ نے ارشاد فرمایا ہر مسلمان پر جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور واجب ہے سوائے چار (قسم کے آدمیوں کے)۔ 1 غلام پر، 2 عورت پر، 3 بچے اور 4 بیمار پر۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ بیشک رسول خداﷺ نے فرمایا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ (پڑھنا) لازم ہے سوائے مریض مسافر، عورت، بچے اور غلام کے جو آدمی جمعہ کی نماز سے بے پرواہ ہو کھیلنے یا سوداگری میں تو اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہی کرتا ہے اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا۔ معلوم ہوا جو آدمی جمعہ کی نماز سے بے پرواہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس شخص سے بے پرواہ ہو جاتا ہے جس شخص سے اللہ پاک اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بے پرواہ ہو جائیں تو اس آدمی کا اور کونسا دروازہ مہربانی کا رہ جاتا ہے۔ مسلمان بھائیو! نماز کی پابندی کیا کرو۔ صبر اور نماز کے ذریعے اللہ پاک سے مدد مانگو۔ حضرت ابن عمرؓ اور ابوہریرہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ممبر پر تشریف فرما تھے

اورارشاد فرمایاکہ لوگ جمعہ چھوڑنے سے بازآ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ انکے دلوں پر ضرور مہر کردیگا پھر وہ ضرور غافلوں میں سے ہوجائیں گے۔ (رواہ مسلم شریف) حضرت ابو الجعد ضمری سے مروی ہے کہ ہم نے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو یہ فرماتے ہوئے سناکہ جو شخص تین جمعے سستی سے چھوڑدے تواللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر کردیگا۔ (رواہ ابوداؤد، الترمذی، نشای ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایاکہ میں نے ارادہ کرلیاکہ ایک آدمی کو جمعہ پڑھانے کاحکم دوں پھران لوگوں کے اوپرانکے گھروں کوجلادوں جو جمعہ کی نماز میں نہیں آئے (رواہ مسلم (مشکوۃ صفحہ ۱۲۱)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایاکہ جس شخص نے بغیرعذرکے جمعہ کوچھوڑدیاتواس (شخص) کوایسی کتاب میں منافق لکھ دیاجائے گاجونہ مٹائی جاتی ہے اورنہ بدلی جاتی ہے (رواہ الشافعی (مشکوۃ صفحہ ۱۲۱)

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ جس نے چارجمعوں کوبلاکسی عذرکے چھوڑدیاتواس نے اسلام کواپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔ (کنزالعمال جلد۷ صفحہ ۵۱۸)

جمعۃ الوداع یعنی رمضان المبارک کی رخصتی کا پیغام دینے والا یہ جمعہ ہم سے یہی کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے اعمال و کردار کا جائزہ لیں کہ ہم نے اس ماہِ مقدس میں کہاں کہاں اور کس کس مقام پر غلطیاں کی ہیں اور کہاں کہاں ہم نے اپنے خالق و مالک کی نافرمانی کی اس طرح اپنا مکمل احتساب کرنے کے بعد اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں ۔خدارا جب اپنے مقدر کو سنوارنے کے لئے ہاتھ اٹھائیں تو اس ملک عظیم پاکستان کی امن و سلامتی کے لئے اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے بھی دعا کریں ۔اللہ پاک ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے ۔بروز قیامت اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے ۔ملکِ پاکستان کو خوشحالی عطا فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین

ماہِ شوال کے روزوں کی فضیلت

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ختم ہوگیا ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہماری گواہی دے گا۔ جس نے اس مقدس مہینہ کا حق ادا کیا قیامت کے دن یہ مقدس مہینہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس شخص کے لئے عزت و وقار کے تاج پہنانے کی درخواست کرے گا۔ اس مقدس مہینہ کی درخواست قبول ہوگی خوش نصیب انسان کو عزت و وقار کا تاج پہنا دیا جائے گا۔ جس نے اس مقدس مہینہ کا حق ادا نہیں کیا جیسے اس کی عزت ہم پر واجب تھی ؟ وہ پچھتائے گا زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں شاید آئندہ یہ ماہِ مقدس ہمارے نصیب میں نہ ہو اگر موت نے غافل کو مہلت نہ دی تو انسان نادم ہوگا بَراس دن صرف ندامت ہی ہوگی اور تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ میرے مسلمان بھائیو ! زندگی کو غنیمت جانو گناہوں سے باز آ جاؤ غفلت چھوڑ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن افسوس کرنا پڑ جائے۔

منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آتا ہے تو جنت کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سجایا جاتا ہے یہاں تک کہ جب اسکی پہلی رات آتی ہے تو عرش کے نیچے تیز ہوا چلتی ہے تو جنتی درختوں کے پتے پھڑ پھڑاتے ہوئے جنت کے دروازوں پر لگتے ہیں تو ان کی ایسی آواز سنائی دیتی ہے کہ کسی سننے والے نے اس سے

زیادہ دلکش آواز کبھی نہ سنی ہو پھر زینت سے آراستہ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جنت کے بالاخانوں میں کھڑی ہو کر پکارتی ہیں کیا کوئی خوش نصیب ہے جو اللہ پاک کو ہمارے نکاح کا پیغام دے تاکہ اللہ پاک ہمارا نکاح اس سے کردے پھر دربان جنت سے پوچھتی ہے اے رضوان یہ کون سی رات ہے تو وہ ان کو لبیک کہتے ہوئے جواب دیتا ہے یہ ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے اور اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اے رضوان میرے محبوب ﷺ کے امت کے روزہ داروں کے لئے جنت کے دروازے کھول دے۔اے جبرائیل امینؑ زمین کی طرف جاؤ مردود شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر سمندر کی گہرائی میں پھینک دو تاکہ میرے محبوب ﷺ کی امت کے روزے فاسد کرنے کی کوشش نہ کریں اللہ پاک ماہ رمضان کی ہر رات تین مرتبہ ارشاد فرماتا ہے ہے کوئی توبہ کرنیوالا کہ میں اسکی توبہ قبول کروں ہے کوئی مغفرت طلب کرنیوالا کہ میں اسے معاف کروں ہے کوئی سوال کرنیوالا کہ میں اس کو عطا کروں ہے کوئی دعا کرنیوالا کہ میں اس کی دعا قبول کروں اللہ پاک رمضان کی ہر رات افطار کے وقت دس لاکھ جہنمی کہ جن پر عذاب واجب ہو چکا ہوتا ہے دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جب ماہِ رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اس دن مہینے کے شروع سے آخر تک آزاد کئے ہوؤں کی تعداد کے برابر جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ماہ رمضان المبارک کا مہینہ امت محمدیہ ﷺ کو اللہ پاک کی طرف سے ایک خصوصی انعام ملا ہوا ہے ۔ کیونکہ اس ماہِ مقدس میں ایک نفلی عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب عام دنوں کے فرضوں سے ستر تا سات سو گنا تک ملتا ہے۔

شوال شول سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں باہر نکلنا۔ چونکہ اہل عرب اس مہینہ میں سیر وسیاحت کے لئے گھروں سے باہر نکل جایا کرتے تھے۔ اس لئے اِس ماہ کا نام شوال رکھا گیا۔ ماہِ شوال کے مہینے میں جو حرام ومعاصی سے پرہیز کرتا ہے وہ جنت کا مستحق ہوتا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر ان کی بدکاری کی وجہ سے زمین کا جو طبقہ الٹ دیا گیا تھا وہ ہفتہ کا دن اور ماہِ شوال کی پہلی تاریخ تھی۔ حضرت صالح علیہ السلام کی امت یکم شوال جمعرات کے دن مبتلائے عذاب ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی امت پہلی شوال ہفتہ کے دن طوفان میں غرق ہوئی تھی۔ قوم عاد علیہ السلام پر یکم شوال بدھ کے دن عذاب صرصر آیا تھا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ شوال کی پہلی رات میں جس کو صبح عید ہوتی ہے چند ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ ندا کرتے ہیں کہ اے اللہ پاک کے بندو! خوشخبری ہو تم کو اس بات کی اللہ پاک نے تم کو اس لئے بخش دیا ہے کہ تم نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے۔ اگر تم چھ روزے شوال میں بھی رکھو تو تم کو اللہ پاک جنت میں ایسا بڑا مکان دے گا جو کسی کو نہ دے گا سوا اسکے جو تمہارے موافق عمل کرے۔

حضرت سیدنا ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے

رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سارا زمانہ روزے رکھے۔ (نسائی) یہ اس وقت ہے کہ جب کہ وہ تمام عمر یہ روزے رکھے اگر اس نے صرف ایک ہی سال یہ روزے رکھے تو اسے سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ ماہِ شوال کے چھ روزے اکٹھے یا متفرق رکھنا ہر طرح جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رمضان شریف کے روزے رکھے اور پھر ماہ شوال میں چھ روزے رکھے اس نے گویا پورے سال کے روزے رکھے۔ آپؐ نے اس حدیث پاک کی توضیح میں فرمایا کہ سال بھر کے روزے اس حساب سے ہوتے ہیں کہ رمضان شریف کے تیس روزے تین سو روزوں کے برابر ہوئے اور شوال کے چھ روزے ساٹھ کے برابر یوں سال کے تین سو ساٹھ دنوں کے برابر روزے ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ماہ شوال کے چھ روزے لگاتار ماہِ رمضان سے ملا کر رکھے (عید کے دن کے علاوہ) تو اس کے لئے چھ لاکھ برس کی عبادت، چھ لاکھ اونٹ کی قربانی، چھ لاکھ غلام آزاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو ماہِ شوال کے چھ روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن طوق اور زنجیروں سے بچالے گا۔ ایک اور روایت کے مطابق جو شخص ماہِ شوال کے چھ روزے صدق و ایمان سے رکھے گا اسکے نامہ اعمال میں امت مصطفیٰ ﷺ کے برابر ثواب لکھا جائے گا اور بہشت میں حضرت

امیر حمزہؓ، حضرت عباسؓ، حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کی ہمسائیگی میں جگہ ملے گی۔

حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ فرماتے ہیں اے مسلمانو! شوال کے مہینے میں چھ روزے ضرور رکھ کر اپنے جسموں کو پاک وصاف کرلیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ رمضان میں روزہ رکھنے والوں کے اجسام دیکھتا ہے لہٰذا جو شخص اس مہینے میں حرام ومعاصی سے پرہیز رکھے گا وہ جنت کا حقدار ہے۔ شوال کے پہلے روزے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کے گناہ بخش دے گا چالیس نبیوں کا ثواب عطا فرمائے گا اور بہشت کی چالیس حوریں اس کی زوجیت میں دے گا دوسرے روزے کے بدلے ستر غزوات کا ثواب اور عذاب قبر سے نجات ملے گی۔ تیسرے روزے کے بدلے میں ایک لاکھ شہیدوں کا مرتبہ اور قیامت کی سختی سے محفوظ رہے گا۔ چوتھے روزے کے بدلے میں دنیا وآخرت کی ستر حاجتیں پوری ہوں گی اور اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ پانچویں روزے کے بدلے میں بہشت کے ستر حلے پہنائے جائیں گے اور دعا قبول ہوگی۔ چھٹے روزے کے بدلے میں اسے قیامت کے دن ایک لاکھ گناہ گاروں کی شفاعت کا حق ملے گا ساٹھ لاکھ برس کی عبادت نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔ اگر اسی سال جس میں روزے رکھے ہیں مرجائے گا تو شہید ہوگا اور دیدار بھی حاصل ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو آدمی شوال کی پہلی رات یا دن میں نماز عید کے بعد چار رکعت نماز نفل اپنے گھر میں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ الاخلاص اکیس

مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے اور دوزخ کے ساتوں دروازے بند کر دیتا ہے اتنے تک وہ آدمی نہیں مرے گا جب تک وہ اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے۔ اللہ پاک ہم سب کی تمام جانی مالی عبادتیں اپنی بارگاہ لم یزل میں قبول فرما کر بروز قیامت ذریعہ نجات بنائے اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

بیمار پُرسی کرنیوالا جنت کے پھلوں میں رہتا ہے

صحت اور بیماری بیمارپُرسی کرنیوالا جنت کے پھلوں میں رہتا ہے

فلاح دین ودنیا منحصر ہے تندرستی پر

غرض سَو نعمتوں کی ایک نعمتی تندرستی ہے

تمام تعریفیں خالق کائنات ،مالکِ ارض وسماوات کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ۔بے حد درود وسلام سرورکائنات ، فخر موجودات نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات پر جو تمام جہانوں کے لئے باعثِ رحمت ہیں ۔خالق کائنات کے اشرف المخلوقات انسان پر بے شمار انعام واکرام ہیں ۔اللہ پاک نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ۔خالق کائنات کی ان بے شمار نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت تندرستی یعنی صحت بھی ہے ۔اسی لئے کہتے ہیں کہ تندرستی ہزار نعمت ہے ۔تندرستی انسان کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے جس کا احساس انسان کو اس وقت ہوتا ہے ۔جب یہ عظیم نعمت انسان سے وقتی طور پر چھن جاتی ہے اور انسان کسی نہ کسی بیماری (آزمائش، امتحان) میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔''اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے''۔ (سورۃ الشعراء آیت ۸۰)

قدرِ صحت مریض سے پوچھو

تندرستی ہزار نعمت ہے

بیماری کو بھی بُرا نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ بیماری یا تو انسان کے گناہوں کا کفارہ یا بلندی درجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ لیکن یاد رہے تندرستی ایک عظیم نعمت ہے جس سے اشرف المخلوقات انسان غفلت میں ہیں۔ مخلوق خدا میں چند خوش نصیب انسان ایسے ہیں جو اللہ رب العالمین کے احکامات کی بجاآوری، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت بجالا کر خالق کائنات کی بارگاہ میں حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ بہت ہی کم افراد ایسے ہیں جنہیں اللہ پاک نے تندرستی کی عظیم نعمت سے نوازا ہے اور وہ اللہ پاک کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔ میرے آقا ﷺ کا فرمانِ خوشبودار ہے ''دو ایسی نعمتیں ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے میں ہیں وہ (دونوں) صحت اور فراغت ہیں''۔

(بخاری شریف)

صحت مند انسان صحت کی قدر نہیں کرتا لیکن جب وقتی طور پر یہ انسان سے جدا ہوتی ہے تب انسان کو احساس ہوتا ہے۔ کیونکہ آنکھوں جیسی عظیم نعمت کی قدر و قیمت اندھے کو ہے جو کائنات کے شاہکار نظام کو دیکھ نہیں سکتا۔ کان کی قدر و قیمت بہرے کو ہے جو سننے کی طاقت سے محروم ہے۔ زبان کی قدر و قیمت گونگے کو ہے جو بولنے سے محروم ہے۔ پاؤں کی قدر و قیمت لنگڑے کو ہے جو چلنے سے محروم ہے۔ ہاتھ کی قدر و قیمت اس کو ہے جو ہاتھوں سے محروم ہے۔ اسی طرح صحت کی قدر و قیمت کا انسان

کو تب پتا چلتا ہے جب وہ بیمار ہوتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس رب تعالیٰ کی تمام نعمتیں موجود ہیں ان میں بہت ہی کم افراد سجدہ تشکر بجالاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ''قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ'' ''بہت ہی کم شکر کرتے ہو''۔ حالانکہ شکر ادا کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اگر تم میرا شکر کروگے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے''۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۷)

بیماری سے پہلے تندرستی کو غنیمت جاننا چاہیے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے واقع ہونے سے پہلے غنیمت سمجھنا چاہیے۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، مفلسی سے پہلے تونگری کو، مشغولیت سے پہلے فرصت کو، مرنے سے پہلے زندگی کو''۔ (غنیۃ الطالبین)

اللہ رب العالمین کا امت مسلمہ پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ وہ ظاہری بیماری جسے ایک عام انسان اپنے لئے مصیبت خیال کرتا ہے۔ حقیقت میں وہی ظاہری بیماری کل قیامت کے دن انسان کے لئے راحت و آرام کا بڑا ذخیرہ بن جائیگی۔ مسلمان کی شان بھی یہی ہے کہ جب مصیبت آئے تو صبر کرے اور جب خوشی میسر آئے تو شکر بجالائے۔ سلطان محمود غزنوی کے پاس ایک آدمی ککڑی لیکر حاضر خدمت ہوا۔ آپؒ نے وہ ککڑی

قبول کرکے پیش کرنے والے کو انعام واکرام سے نوازا۔ پھر اپنے ہاتھ سے ککڑی کی ایک پھانک کاٹی اور ایاز کو عطا کردی وہ مزے لے لے کر تمام پھانک کھاگیا۔ پھر سلطان نے دوسری پھانک کاٹی اور خود کھانے لگے تو وہ کڑوی تھی حتیٰ کہ زبان پر رکھنا مشکل تھا۔ سلطان نے حیرانی سے ایاز کی طرف دیکھا اور فرمایا ایاز ایسی کڑوی تو کیسے کھاگیا کہ تیرے چہرے پر ناگواری کے ذرہ بھر بھی اثرات نمودار نہیں ہوئے۔ تو ایاز نے عرض کیا کہ حضور ککڑی واقعی بہت کڑوی تھی۔ منہ میں ڈالی تو عقل نے کہا ''تھوک دے'' مگر عشق نے کہا ''ایاز خبردار! یہ وہی ہاتھ ہیں جن سے روزانہ میٹھی اشیاء کھاتا رہا ہے۔ اگر ایک دن کڑوی چیز مل بھی گئی تو کیا تھوک دے گا؟ اس لئے کھاگیا''۔ مسلمان کی شان بھی یہی ہونے چاہیے کہ جس اللہ تعالیٰ نے انسان پر لاتعداد احسانات فرمائے اگر کبھی اس کی طرف سے کوئی مصیبت آجائے تو اسے خندہ پیشانی سے قبول کرلے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک فرماتا ہے'' جب میں اپنے بندہ کی آنکھیں لے لوں پھر وہ صبر کرے تو آنکھوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔ (بخاری شریف)

بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کے منافع بے شمار ہیں اگرچہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقتاً راحت وآرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بیماری سمجھتا ہے حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے حقیقی بیماری امراض روحانیہ ہیں کہ یہ

البتہ بہت خوف کی چیز ہے اور اسی کو مرض مہلک سمجھنا چاہیے بہت موٹی سی بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا اور توبہ استغفار کرتا ہے اور یہ بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا۔

حضرت عامر الرامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ مومن جب بیمار ہو پھر اچھا ہو جائے اس کی بیماری گناہوں سے کفارہ ہو جاتی ہے اور آئندہ کے لئے نصیحت اور منافق جب بیمار ہو اور پھر اچھا ہو اس کی مثال اونٹ کی ہے کہ مالک نے اُسے باندھا پھر کھول دیا تو نہ اُسے یہ معلوم کہ کیوں باندھا نہ یہ کہ کیوں کھولا۔ ایک شخص نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! بیماری کیا چیز ہے؟ میں تو کبھی بیمار نہ ہوا"۔ "فرمایا ہمارے پاس سے اٹھ جا کہ تو ہم میں سے نہیں"۔

ابوداؤد) حضرت عثمان غنیؓ کا ارشاد ہے۔ "جس شخص کو دو سال تک کوئی تکلیف نہ پہنچے) وہ سمجھ لے کہ اس کا خدا اس سے ناراض ہے"۔

حضرت ابوہریرہؓ و ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا" مسلمان کو جو تکلیف و ہم و حزن و اذیت و غم پہنچے یہاں تک کہ کانٹا جو اس کو لگتا ہے اللہ تعالیٰ ان (کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے"۔ (بخاری شریف، مسلم شریف

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! وہ کون کونسے ہیں تو فرمایا ''جب تو اُسے ملے تو سلام کرے، جب وہ تیری دعوت کرے تو قبول کرے، جب وہ تجھ سے خیر خواہی چاہے تو اس سے خیر خواہی کر، جب چھینک لے کر الحمدللہ کہے تو اس کا جواب دے یعنی یرحمک اللہ کہے، جب بیمار ہو جائے تو اُس کی بیمارپُرسی کر، جب وہ مر جائے تو اُس (کے جنازہ کے ساتھ جائے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کہ ہے اللہ کے محبوب ﷺ نے ہمیں بیمار کی مزاج پُرسی، جنازوں کے ساتھ جانے، چھینکنے والے کے لئے ''یرحمک اللہ'' کہنے، قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے، مظلوم کی امداد کرنے، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے اور سلام کو عام کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری، مسلم) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ فرمایا ''بیشک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: ''اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری بیمارپُرسی نہ کی''۔ بندہ عرض کرے گا ''اے میرے رب میں تیری بیمارپُرسی کیسے کرتا تو تو رب العالمین ہے'' (یعنی خدا کیسے بیمار ہو سکتا ہے کہ اس کی عیادت کی جائے) ارشاد ہوگا: ''کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور اس کی تو نے بیمارپُرسی نہ کی کیا تو نہیں جانتا کہ اگر اس کی بیمارپُرسی کو جاتا تو مجھے

اس کے پاس پاتا۔اے ابنِ آدم ! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے نہ دیا'' بندہ عرض کرے گا''اے میرے پروردگار میں تجھے کس طرح کھانا دیتا تو تو رب العالمین ہے'' ۔''ارشاد ہوگا کیا تجھے نہیں معلوم کی میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے نہ دیا کیا تجھے نہیں معلوم کہ اگر تو نے دیا ہوتا تو اسکو (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا۔اے ابنِ آدم میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے نہ دیا''۔بندہ عرض کرے گا''اے میرے پروردگار میں تجھے کیسے پانی دیتا تو تو رب العالمین ہے ارشاد ہوگا میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اسے نہ پلایا اگر پلایا ہوتا تو میرے یہاں پاتا''۔ (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو حضور اکرم ﷺ کو بخار تھا۔میں نے اپنے ہاتھوں سے جسم اقدس کو چھوا تو عرض کیا''یارسول اللہ ﷺ آپ کو تو بہت تیز بخار ہے ؟''اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا''ہاں ! مجھے اس قدر بخار ہوتا ہے جتنا تم میں دو شخصوں کو ہوتا ہے''۔میں نے عرض کیا''پھر تو آپ کو ثواب بھی دوگنا ہوگا''۔آپ ﷺ نے فرمایا !''ہاں''۔پھر ارشاد فرمایا''جس کسی بھی مسلمان کو بیماری کی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گرادیتا ہے۔جیسے (موسم خزاں میں) درخت (کے پتے جھڑتے ہیں''۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ ثواب واجر عطا فرمائے گا۔ تو وہ لوگ جن پر دنیا میں کوئی بیماری یا تکلیف نہیں آئی تھی۔ تمنا کریں گے کہ (کاش) ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹ دیے (جاتے'' ۔ (ترمذی شریف

حالت بیماری میں انسان کو چاہیے کہ ہر وقت اللہ رب العالمین کی حمد وثناء، نبی کریم ﷺ پر درود وسلام اور استغفار کرتا رہے۔ بیماری کی حالت میں واویلا کی بجائے صبر کرنا چاہیے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں'' کہ جب انسان بیماری کی حالت میں (کراہنا) ہائے وائے کرتا ہے فرشتے اُسے بھی لکھ دیتے ہیں۔ اس لئے ہائے وائے کی بجائے ذکر واذکار کرتے رہنا چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو''۔ (سورۃ ق آیت ۱۸) اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان جو بھی گفتگو کرتا ہے کراماً کاتبین (فرشتے) اُسے لکھ لیتے ہیں۔ حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جب میں اپنے ایماندار بندے کو کسی بلا میں مبتلا کروں اور وہ اس ابتلا پر بھی میری حمد کرے تو وہ اپنے بستر سے گناہوں سے ایسا پاک ہو کر اُٹھے گا جیسا کہ آج ہی اس کی ماں نے اُس کو جنا اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو قید کیا اور مصیبت میں ڈالا اس کے لئے ویسا ہی عمل جاری رکھو جیسا کہ صحت میں

تھا۔ (احمد، مشکوۃ) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''مریض کی بیمار پُرسی کرو، بھوکے کو کھانا کھلاؤ، اور قیدی کو آزاد کرادو''۔ (بخاری شریف) حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی بیمار پُرسی کرتا ہے تو وہ خرفۃ الجنۃ جنت کے پھلوں میں رہتا ہے جب تک کہ واپس نہیں لوٹتا عرض کیا گیا یا رسول ﷺ! خرفۃ الجنۃ سے کیا مراد ہے (؟آپ ﷺ نے فرمایا جنت کے پھل''۔ (مسلم شریف

حضرت علی المرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ میں نے آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جو مسلمان بھی صبح کے وقت کسی مسلمان کی بیمار پُرسی کرتا ہے ستر 70 ہزار فرشتے شام تک اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کے وقت اس کی بیمار پرسی کرے تو ستر 70 ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے چنے ہوئے پھل (باغ) ہوں گے''۔ (ترمذی شریف)

حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار پڑ گیا تو حضور ﷺ اس کی بیمار پُرسی کے لئے تشریف لے گئے حضور ﷺ اس کے سرہانے بیٹھے اور اس سے فرمایا ''اسلام قبول کرلو'' اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی تھا اس نے کہا۔ ابوالقاسم ﷺ کا حکم مانو۔ تو وہ لڑکا اسلام لے آیا حضور ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ فرمارہے تھے ''تمام تعریفیں اللہ

تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے نجات عطافرمائی''۔ (بخاری شریف) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا ''جب تم کسی مریض کے پاس جاؤتواس کی درازی عمرکے متعلق گفتگو کرو تمہاری بات اگرچہ تقدیر کو تونہیں پھیرتی مگر مریض کادل خوش ہوجاتاہے''۔ (ترمذی،ابن ماجہ) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص مریض کی عیادت کرتاہے وہ دریائے رحمت میں ہوتاہے اورجب وہ عیادت کنندہ مریض کے پاس بیٹھتاہے تو (گویارحمت الٰہی کے) دریامیں غوطہ زن ہوتاہے''۔ (مالک،احمد،مشکوٰۃ)

بیمارکے پاس بہت زیادہ دیرتک نہیں بیٹھناچاہیے کیونکہ اس سے اہل خانہ یاخودہی بیمار کے اکتاجانے کااندیشہ ہوتاہے۔بیمارکے پاس سنجیدگی سے بیٹھناچاہیے شوروغل سے پرہیز کرناچاہیے۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بیمارکے پاس تیمارداری کرتے ہوئے تھوڑی دیر بیٹھنااورشورنہ کرنا (رسول اللہ ﷺ) کی سنت ہے۔ (مشکوۃ شریف) حضرت سعید بن مسیبؒ سے ایک مرسل روایت ہے کہ افضل عیادت وہ ہے جس میں مریض کے پاس سے جلداٹھ آئے۔ (مشکوۃ عن البیہقی) امیرالمومنین سیدناحضرت فاروق اعظمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا ''جس وقت تم مریض کے پاس جاؤتواس سے کہوکہ تمہارے لئے دعاکرے کہ اس کی دعافرشتوں کی دعاجیسی ہے''۔ (ابن ماجہ)

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو تاجدارِ انبیاء ﷺ اس بیمار پر اپنا دایاں دست انور پھیرتے اور فرماتے ''اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّاشِفَاءُ كَ شِفَاءً لَّایُغَادِرُ سَقَمًا''۔ ''اے پرودگار عالم ! بیماری کو دور فرمادے اور شفاء عطا فرما کیونکہ تو ہی شفاء عطا فرمانے والا ہے تیری شفاء کے سوا شفاء نہیں ایسی شفاء جو بیماری نہ چھوڑے''۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ روئے زمین پر جتنے مسلمان بیمار ہیں گھروں میں ہسپتالوں میں زیر علاج یا جہاں کہیں بھی ہیں اللہ پاک سب کو شفائے کاملہ عطا کرے، اور ہم سب کو بیمارِ مدینہ بنائے ۔مالک کائنات ہماری تمام خطاؤں کو معاف فرمائے ۔ہمارے گھر بار، کاروبار، جان ومال اور رزق حلال میں برکت عطا فرمائے ۔ملکِ پاکستان کو خوشحالی عطا فرمائے ۔ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

حضور ﷺ کی سیرت وحیات مبارکہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ''لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ''۔ ترجمہ: ''بے شک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے''۔ سورۃ الاحزاب

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت آپ ﷺ کے والدماجد حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو یتیم پوتے کی پیدائش پر بے حد خوشی ہوئی اور انہوں نے آپ ﷺ کا نام احمدؐ رکھا۔ وقت کے دستور کے مطابق آپ ﷺ اپنی ولادت کے کچھ عرصہ بعد قبیلہ سعد کی ایک دیہاتی خاتون حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے سپرد ہوئے۔ تاکہ دیہات کی کھلی فضاء میں تندرست رہنے کے علاوہ خالص عربی بولنا سیکھ لیں۔ کیونکہ بنو سعد اپنی فصاحت میں مشہور تھے۔ اللہ کے محبوب ﷺ خود اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ان کی زبان بنی سعد کی زبان ہے۔ عاشق رسول فاضل بریلوی امام احمد رضا خانؒ کی روح تڑپی اور بول اٹھے۔

تیرے سامنے تھے دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
گویا ان کے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے پاس آپ ﷺ چار سال تک پرورش پاتے رہے۔ اس کے بعد اپنی والدہ محترمہ کے پاس آ گئے۔ حضرت عبداللہؓ کی وفات کے بعد حضرت آمنہؓ اپنے

شوہر کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے ہر سال مدینہ جایا کرتی تھیں جب آپ ﷺ چھ سال کی عمر مبارکہ چھ سال کی تھی۔ تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ آپ ﷺ کو اپنے ہمراہ مرحوم شوہر حضرت عبداللہؓ کی قبر کی زیارت کے لئے لے گئیں۔ واپسی مقام ابواء پر آپ ﷺ کی والدہ بیمار ہو گئیں اور وہیں انتقال فرما گئیں۔ آپ ﷺ چھ سال کی عمر میں ماں اور باپ دونوں کی محبت وشفقت سے محروم ہو گئے۔ والدہ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اپنے یتیم پوتے کو دامنِ تربیت میں لے لیا۔ دو سال بعد آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ دادا کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پرورش کا ذمہ جناب ابوطالب نے لے لیا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ ﷺ نے جناب ابوطالب کے ہمراہ شام کا تجارتی سفر کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے چچا کے زیر سایہ پرورش پا کر آہستہ آہستہ جوانی کی عمر کو پہنچے۔ جب آپ ﷺ کی عمر پچیس سال کو پہنچی تو جناب ابوطالب کی اجازت سے حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوا اسوقت حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔ چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت کیا۔ تبلیغ کا یہ سلسلہ جاری وساری رہا جب کفار ومشرکین نے ظلم وستم کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ آپ ﷺ نے کئی غزوات میں حصہ لیا۔ آپ ﷺ نے زندگی میں ایک بار حج اور چار مرتبہ عمرہ کیا۔ ذی قعدہ ۱۰ ہجری میں آقا ﷺ نے حج کا ارادہ کیا یہ حضور ﷺ کا پہلا اور آخری حج تھا۔ وہاں پر ایک تاریخ ساز خطبہ پیش کیا جسے تاریخ عالم میں ''خطبہ حجۃ الوداع'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ چونکہ اب کارِ نبوت تقریباً پایہ تکمیل

کو پہنچ چکا تھا قرآن مجید کی آخری آیات میں تکمیل دین کی بھی اطلاع مل چکی تھی۔ بالآخر 63 سال کی عمر مبارکہ پانے کے بعد اس دنیا سے ظاہراً پردہ فرما کر خالق حقیقی سے جاملے۔ حضرت علیؓ، فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے غسل دیا اور حضرت طلحہؓ نے قبر انور مبارک کھودی۔ آپ ﷺ کے جسد اطہر مبارک کو حجرہ عائشہ (آجکل جہاں پر روضہ مبارک ہے) میں دفن کر دیا گیا۔

محسن انسانیت، خاتم پیغمبراں، رحمتِ ہر جہاں، انیس بیکراں، آقائے دوجہاں سرور کائنات، فخر موجودات، نبی اکرم، شاہ بنی آدم، نور مجسم، سرور دو عالم، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا حقیقی عشق ہی بندہ مومن کا قیمتی سرمایہ ہے۔ آپ ﷺ کی محبت سے دلوں میں نور پیدا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ذکر قرب الٰہی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ خالق کائنات، مالکِ ارض و سماوات اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے باعثِ رحمت بنا کر بھیجا آپ ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں

اور آپ ﷺ ہی کے ذکر سے یہ دنیا آباد ہے آپ ﷺ کا ذکر ایسا افضل ترین ذکر ہے جو خالق کائنات خود اپنے نورانی فرشتوں کے ساتھ ملکر فرماتا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکات پر کثرت سے درود شریف پڑھنے سے دکھوں سے نجات ملتی ہے اور روحانی درجات بلند ہوتے ہیں۔ آج کے پُرفتن دور میں نفرتوں، کدورتوں کے خاتمہ کے لئے ضروری ہے کہ محبت رسول ﷺ کے دیپ روشن کیے جائیں۔ آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم سیرت مصطفیٰ ﷺ اور تعلیمات مصطفیٰ ﷺ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کا عملی ثبوت

دینے کے لئے یہ لازم ہے کہ ہم آپ ﷺ کے لائے ہوئے نظامِ زندگی کو اپنے اوپر نافذ کریں تاکہ دین دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔ اسلام ہمیں اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ آج کے پُر فتن دور میں یہودی لابی طاغوتی اسلام دشمن قوتیں متحد ہو کر دینِ اسلام، قرآن اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ استعماری سازشوں کے باوجود دنیا بھر میں دین اسلام کی مقبولیت میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جوق در جوق غیر مسلم کلمہ پڑھ کر دامنِ اسلام میں پناہ لے رہے ہیں۔ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ اور حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ہم پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ہر معاملہ میں حضور ﷺ کا طرزِ عمل مبنی بر رحمت اور مبنی بر شفقت رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں تمام کام اپنے ہاتھ اور ہمیشہ محنت و مشقت سے سرانجام دیے ہیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کام کرنے میں عار محسوس نہیں کی۔ تو آج ہم کلمہ پڑھنے والے امتی کیوں عار محسوس کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی زندگیوں کو بدل کر تعلیمات مصطفیٰ ﷺ کے سانچے میں ڈھالنے ہوگا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں روزمرہ کی زندگی غریبوں اور مسکینوں کی سی تھی۔ اہل خانہ کے کاموں کے علاوہ آپ ﷺ پھٹے پرانے کپڑوں کو خود پیوند لگا لیتے۔ بازار سے خود سودا سلف خرید لاتے۔ خدام اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے یہاں تک کہ غلاموں کے ساتھ ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ اور یہی حکم دیتے کہ جو خود کھاتے ہو وہ انہیں بھی کھلاؤ، جیسا لباس خود پہنتے ہو ویسا ہی

انہیں پہناؤ،ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤان کی غلطیوں کو معاف کرنے کی تلقین فرمائی ۔ آپ ﷺ اپنے خدام حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت انسؓ کو اپنے گھر کا فرد سمجھتے تھے ۔ حضرت زید بن حارثہ غلام تھے۔آپ ﷺ نے ان کو آزاد کردیاان کے والداور چچا لینے آئے اور ہر قیمت ادا کرنے کے لئے تیار تھے۔آپ ﷺ نے ان کے ساتھ جانے یا نہ جانے کا معاملہ زید بن حارثہ پر ہی چھوڑ دیا۔ انہوں نے جانے سے انکار کر دیا تھا۔اورآپ ﷺ کے آستانہ رحمت کو والدین کے سایہ عاطفت پر ترجیح دی۔اسی طرح زید کے بیٹے اسامہ سے آپ ﷺ اس قدر محبت کرتے تھے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اسامہ بیٹی ہوتی تو میں اُسے زیور پہناتا آپ ﷺ اس کی خودناک صاف کرتے تھے۔آپ ﷺ مویشیوں کی دیکھ بھال اور چارہ خود ڈال لیتے ۔اوراپنی بکری کا خود دودھ دوہتے ۔جوتوں کی مرمت خود کر لیتے ۔ایک مرتبہ آپ ﷺ کی نعلین مبارک کا بند ٹوٹا ہوا تھا صحابہ کرام میں سے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! مجھے عنایت فرمایئے میں اسے درست کرلوں آپ ﷺ نے فرمایا''میں نہیں چاہتا میں ممتاز ہو کر رہوں اور کسی کو اپنے کام کے لئے فرماؤں''۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ سفر میں تھے ۔آپ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ایک دنبہ تیار کرنے کا حکم فرمایا صحابہ کرام اٹھے اور ایک کہنے لگا میں ذبح کروں گا۔دوسرے نے کہا کہ میں اس کی کھال اتاروں گا۔ تیسرے نے کہا میں اسے پکاؤں گا۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا''لکڑیاں جمع کرنا میرا کام ہے''صحابہ کرام علیہم الرضوان

نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ ہم کافی ہیں۔آپ ﷺ کواس کی کیاضرورت ہے ۔فرمایا''میں جانتاہوں تم کافی ہولیکن میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ میں تم سے ممتاز وجدارہوں اور تمہارے درمیان متمیز ہو کر بیٹھا رہوں۔اللہ تعالیٰ اسے ناپسندفرماتاہے کہ کوئی بندہ اپنے ساتھیوں کے درمیان ممتاز ہو کر بیٹھے''۔ایک روایت میں ہے کہ ''میں پسند کرتاہوں کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤں اور بیشک اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے''۔آپ ﷺ دشمنوں سے انتقام لینے کی بجائے انہیں معاف کردیتے۔ام المومنین سیدتناحضرت عائشہ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خداﷺ نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملہ اورمال ودولت کے سلسلہ میں کسی سے انتقام نہ لیامگراس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں (کاارتکاب کیاتواس سے اللہ کے لئے بدلہ لیا۔(بخاری شریف،کتاب الاداب

آپ ﷺ کی قوت وبرداشت اورضبط وتحمل مثالی تھاآپ ﷺ کی پوری حیات مبارکہ عفودرگزر،رحمت ورافت،حلم وتحمل،صبروضبط،رحم وترحم اوربرداشت وروادای سے عبارت ہے۔صبر،بردباری اوردرگزرکرنے کی عظیم صفت نبوت کی عظیم صفتوں میں سے ہے ان صفتوں کی قوت کے بغیربارِنبوت نہیں اٹھایا جاسکتا۔ایک روایت میں ہے۔''مَااُوْذِیَ نَبِیّ'' مِثْلَ مَآاُوْذِیت اَوْکَمَاقَال،کسی نبی کواتنی ایذانہیں پہنچائی گئی جتنی ایذامجھے پہنچائی گئی۔یہ اس لئے کہ اللہ کے

محبوب ﷺ امت کے اسلام لانے پر سب سے بڑھ کر خواہشمند تھے ۔آپ ﷺ کا سب سے زیادہ اشد و سخت صبر غزوہ احد کے موقع پر تھا جب کفار نے آپ ﷺ کے ساتھ جنگ و مقابلہ کیا اور آپ ﷺ کو شدید ترین رنج والم پہنچایا مگر آپ ﷺ نے ان پر نہ صرف صبر و عفو پر ہی اکتفا کیا بلکہ ان پر شفقت و رحمت فرماتے ہوئے ان کو اسی جہل و ظلم میں معذور گردانا اور فرمایا ''اے میرے اللہ ! میری قوم کو راہِ ہدایت پر لا کیونکہ وہ جانتے نہیں'' ایک روایت میں ہے۔ ''اے اللہ ! انہیں معاف فرمادے'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ !کاش آپ ان کے لئے بد دعا فرماتے کہ وہ ہلاک ہو جاتے ۔آپ ﷺ نے فرمایا ''میں لعنت کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ میں حق کی دعوت او جہان کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوا ہوں''۔

ایک مرتبہ عمرو بن ہشام نے حضرت عمر فاروقؓ کی مجلس میں احنف بن قیس کو مخاطب کرکے کہا تھا ''ایک وہ وقت تھا جب ہم دونوں جہالت کی دنیا میں بستے تھے اس وقت عزت کا مستحق وہ سمجھا جاتا تھا۔ جو زیادہ جاہل اور وحشی ہوتا اور جہالت یہ تھی کہ ہم نے تمہارا خون بہایا اور تمہاری عورتوں کو قیدی بنایا آج ہم اسلام کے گھر میں بیٹھے ہیں آج عزت کا وہ مستحق ہے جو زیادہ بُردبار اور حلیم ہے پس اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں معاف فرمائے''۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنی مجلس مبارک سے اٹھے تو ہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے قریب ایک اعرابی آیا اس نے حضور ﷺ کی گردن مبارک سے چادر کو اس سختی سے

کھینچا کہ چادر کی درشتی سے آپ ﷺ کی گردن مبارک چھیل گئی پھر حضور ﷺ نے اس اعرابی کی طرف نظر اُٹھائی کہ وہ کیا کہتا ہے اس نے کہا میرے پاس دو اونٹ ہیں اس پر مال لادو کیونکہ میں بال بچے رکھتا ہوں اور آپ نہ اپنا مال لادیں گے اور نہ اپنے باپ کا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ''میں ہرگز اس وقت تک مال نہیں دوں گا جب تک مجھے اس چادر کی گرفت سے نہ چھوڑے گا جسے تو نے کھینچے رکھا ہے''۔ اعرابی نے کہا ''خدا کی قسم! میں ہرگز چادر کو ڈھیل نہ دوں گا جب تک آپ میرے ان دونوں اونٹوں کو نہ لدوا دیں گے''۔ پھر حضور ﷺ نے کسی شخص کو بلا کر فرمایا ''اس کے ایک اونٹ پر کھجوریں اور ایک اونٹ پر جو لاد دو''۔ (ابوداؤد) حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور حضور ﷺ کی گردن مبارک میں نجرانی سخت حاشیہ دار چادر تھی۔ ایک اعرابی نے قریب آ کر چادر کو پکڑ کر حضور ﷺ کو کھینچا اور چادر کو سخت لپیٹنے لگا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک کی طرف دیکھا تو سخت حاشیہ دار چادر کی لپیٹ نے آپ ﷺ کی گردن مبارک کو چھیل دیا تھا اس کے بعد اعرابی کہنے لگا۔ ''اے محمد ﷺ! خدا کے اس مال میں سے جو آپ ﷺ کے پاس ہے مجھے دینے کا حکم فرما دیں پھر حضور ﷺ نے اس کی طرف ملاحظہ فرمایا اور تبسم فرمایا اور مجھے اس کے دینے کا حکم فرمایا'' (بخاری) آپ ﷺ نے لبید بن الاعصم کو جس نے جادو کیا تھا اور اس یہودیہ کو خیبر کی تھی جس نے زہر آلود بکری کی ران دی تھی معاف فرما دیا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ قیلولہ فرما رہے تھے کہ جب اپنی چشم مبارک کھولی تو دیکھا کہ ایک اعرابی تلوار کھینچے آپ ﷺ کے سرہانے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ

آپ ﷺ کو کون بچائے گا۔اور مجھ سے آپ ﷺ کو کون محفوظ رکھے گا۔آپ ﷺ نے فرمایا''اللہ''اس کے بعد اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور حضور ﷺ نے تلوار اٹھالی اور فرمایا''اب بتا! تجھے کون بچائے گا''پھر وہ کانپنے اور لرزنے لگا آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور معاف فرمادیا۔اس کے بعد وہ اپنی قوم میں آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہارے پاس سب سے بہتر شخص کے پاس سے آیا ہوں۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے کو جو مخلص مسلمان تھے اپنے باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم فرمایا تھا۔جب وہ مرگیا تو حضور ﷺ نے اپنا پیرہن مبارک جسم اطہر سے اُتار کر اس کو کفن بنایا اور نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا اس وقت حضرت عمر بن خطابؓ نے آپ ﷺ کا دامنِ اقدس پکڑ کر عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ !ایسے منافق پر نماز پڑھ رہے ہیں۔جو تمام منافقوں کا سردار تھا۔اس پر حضور ﷺ نے اپنا دامنِ اقدس چھڑا کر فرمایا۔''اے عمرؓ! تم دور رہو''۔تب سورۃ التوبہ کی 84 نمبر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔''اے محبوب ﷺ !آپ کسی منافق کی موت پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں''۔اس وقت آپ ﷺ نے یہ ارادہ ترک فرمایا کیونکہ بارگاہ الٰہی سے ممانعت جو آ گئی۔بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی منافق کو قمیص مبارک پہنانا اس بنا پر تھا کہ اس نے آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کو اس وقت قمیص پہنائی تھی کہ جب وہ بدر کے قیدیوں میں برہنہ اسیر ہوئے تھے ان کے جسم پر طویل القامت ہونے کی وجہ سے کوئی قمیص نہ آ سکی۔(مدارج النبوت) عبداللہ بن ابی

الحسماءؓ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے حضور ﷺ سے کوئی چیز خریدی تو رقم باقی رہ گئی۔ میں نے حضور ﷺ سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ رقم لیکر حاضر ہوتا ہوں۔ پھر میں بھول گیا تین دن کے بعد مجھے یاد آیا جب میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ اُسی جگہ تشریف فرما ہیں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا تین دن سے اسی جگہ انتظار کرتا رہا ہوں''۔

ابوداؤد) آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ بہت بہتر سلوک فرماتے ان کی پاسداری کرتے ان کے ساتھ استراحت فرماتے اور انصار کی بچیوں کو حضرت عائشہؓ کے پاس چھوڑ دیتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک مرتبہ گھر میں تشریف فرما تھیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے کھانا بھیجا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہاتھ کھانے کے برتن میں لگ گیا اور برتن گر کر ٹوٹ گیا اور کھانا زمین پر بکھر گیا حضور ﷺ نے برتن کے ٹکڑوں کو چنا اور کھانا اٹھا کر برتن میں رکھا اور معذرت خواہی کے طور پر حاضرین سے کہا ''ہمیں تمہارے اس رشک کے معاملے میں افسوس ہے'' بیتابی کا اظہار ہوا پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر سے درست پیالہ لیکر اور ایک روایت میں ہے کھانا بھی لیکر ان کے گھر خادم کے ہاتھ بھجوایا اور فرمایا ''پیالہ کے بدلہ میں پیالہ اور کھانے کے بدلے میں کھانا ہے''۔ اسی طرح دیہاتیوں میں ایک شخص جس کا نام ''زاہر'' تھا وہ کبھی کبھی آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں دیہات کی ایسی ترکاریاں ہدیہ میں لایا کرتا تھا جو حضور ﷺ کو پسند تھیں اور حضور ﷺ اس کی واپسی پر شہر کی چیزیں کپڑا وغیرہ) عنایت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اس کو دوست رکھتے تھے)

اورفرمایا کرتے تھے کہ ''زاہر'' سے ''ہمارا دوستانہ ہے''۔ہم اس کے شہری وہ ہمارا دیہاتی دوست ہے۔ایک مرتبہ آپ ﷺ بازار تشریف لے گئے توحضرت زاہر'' کووہاں موجود دیکھا آپ ﷺ نے اس کی پشت سے اپنادستِ مبارک اس کی'' آنکھوں پر رکھااوراپنی جانب کھینچااورلپٹالیااپناسینہ مبارک اس کی پشت سے ملادیاوہ آپ ﷺ کونہیں دیکھ سکا تھاکہنے لگایہ کون ہے؟جب آپ ﷺ کو پہچان لیاتواس نے اپنی پشت کو حضور ﷺ کے سینہ مبارک سے اورملادیااورنہیں چاہاکہ وہ جداہوں ۔پھرآپ ﷺ نے فرمایاکہ کوئی ہے جواس غلام کوخریدے۔زاہرؓ نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ !آپ نے مجھے کھوٹااورکم قیمت مال تصورکرلیاہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا''تم خداکے نزدیک کھوٹے تونہیں ہواورنہ کم قیمت بلکہ گراں بہاہو۔

آپ ﷺ کے حیاء کی یہ شان تھی کہ کسی کے چہرے پر بھرپور نظرنہ ڈالتے تھے۔آپ ﷺ لوگوں کی دلجوئی فرماتے۔جوکوئی آپ ﷺ کادستِ مبارک تھام لیتا توآپ ﷺ اپنادست مبارک ڈھیلاچھوڑدیتے۔ایک مرتبہ حضور ﷺ بغیرپالان کے دراز گوش پرسوارہوکرقباکی طرف تشریف لیے جارہے تھے اورحضرت ابوہریرہؓ پیدل رکاب میں تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا ''اے ابوہریرہؓ میں تمہیں سوارکرلوں''عرض کیایارسول اللہ ﷺ جیسے آپ کی مرضی ہو۔فرمایا''سوارہوجاؤ''انہوں نے سوارہونے کے لئے زقندلگائی مگرچنگل آپ ﷺ پرلگااوردونوں زمین پرآگئے۔پھر آپ ﷺ سوارہوئے اورفرمایا''کیامیں تمہیں بھی سوارکرلوں''عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ جیسے آپ کی مرضی ہو۔وہ پھرسوارہونے کی

قدرت نہ پاسکے اور آپ ﷺ سے چمٹ گئے اور دوبارہ پھر زمین پر دونوں آ گئے۔جب تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے سوار ہونے کے لئے ان سے کہا تو وہ عرض کرنے لگے قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا۔اب میں نہیں چاہتا کہ حضور ﷺ کو تیسری مرتبہ سواری سے زمین پر لاؤں۔(بحوالہ طبری) آپ ﷺ کی قوت وبرداشت ،ضبط و تحمل ، عفودرگزر، رحمت ورافت، حلم و تحمل، صبر وضبط، رحم وترحم اور برداشت ورواداری کے یہ چند واقعات ہیں ورنہ اس پہلو سے سیرت طیبہ کا دامن بھرا پڑا ہے۔ میرے مسلمان بھائیو! ہم نے آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا ان واقعات سے بغور مطالعہ کرلیا ہے۔اب ہم اپنے گریباں میں جھانکیں اور دیکھ لیں کہ ہم عشق مصطفیٰ ﷺ کے دعویدار تو ہیں کیا حقیقت میں بھی آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں یا نہیں۔ کیونکہ ان واقعات کو پڑھ کا انسان ورطہ حیرت میں پڑ جاتا ہے اور تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ طاقت اور ظاہری و باطنی اختیارات کی بلندترین چوٹی پر فائز ہونے کے باوجود اس قسم کے صبر و تحمل کا مظاہرہ اللہ کریم کا محبوب اور فرستادہ ہی کرسکتا ہے کسی دوسرے انسان کے بس کا روگ نہیں۔اللہ پاک ہم سب کو عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین

اللہ کے محبوب ﷺ کا حلیہ مبارک

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ ''قسم ہے روزِ روشن کی اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے نہ آپ کے رب نے آپکو چھوڑا اور نہ ہی ناراض ہوا اور ہر آنے والی (گھڑی پہلی سے یقینا بہتر ہے''۔(سورۃ الضحیٰ پارہ 30

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے
رحمتِ دوجہاں اِک تیری ذات ہے اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کے لئے کم بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے بنی نوع انسان کی راہنمائی کی۔رب تعالیٰ نے سارے انبیاء کو معجزات عطا کیے پَر جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو سراپا معجزہ بنا کر بھیجا۔سب انبیاء علیہم السلام رحمت لے کر آئے۔پَر قربان جاؤں جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس پر جو سارے جہانوں کے لئے سراپا رحمت بن کر تشریف لائے۔ یوں تو اس دنیا میں ہزاروں حسین آئے۔حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر مصر کی عورتیں اپنی انگلیاں کاٹ

بیٹھتی ہیں۔تذکرہ حسنِ یوسف علیہ السلام کا پھر کبھی آج ہم لجپال نبی کریم ﷺ کے حسن وجمال کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حسنِ یوسف دم عیسیٰ ید بیضاداری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ ﷺ قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ قامت تھے۔جب کسی طویل القامت کے ساتھ مل کر چلتے تو اس سے بلند نظر آتے اور بسا اوقات دو بلند قامت آدمیوں کے درمیان چلتے تو ان سے بلند تر نظر آتے تھے۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ساتھ چلنے والے سے بلند قامت دکھائی دیتے۔آپ ﷺ درمیانہ رفتار سے چلتے تھے۔صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں ہم میں سے تیز چلنے والا بھی آقا ﷺ سے آگے نہیں نکل سکتا تھا۔اللہ کے محبوب ﷺ فرماتے ہیں کہ ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی ہے''۔آپ ﷺ کا جسم اطہر میں فربہ پن نہ تھا۔جسم مبارک دبلا مگر خوبصورت تھا۔چہرہ انور بالکل گول نہ تھا بلکہ اس میں کسی قدر گولائی تھی۔

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا تو کبھی میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف آپ ﷺ اس وقت سرخ لباس پہنے ہوئے تھے۔تو آخر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ چاند سے بڑھ کر حسین ہیں۔(ترمذی

(شریف، مشکوۃ

حضرت جامع بن شدادؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام طارق تھا اس نے ہمیں بتایا کہ میں نے آپ ﷺ کو مدینہ طیبہ میں اسوقت دیکھا جب میں انہیں نہیں جانتا تھا۔ میں مدینہ طیبہ سے باہر ایک جگہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا ''کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جسے تم فروخت کرنا چاہتے ہو''۔ تو ہم نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ ﷺ ! ایک اونٹ ہے جسے ہم فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس اونٹ کی قیمت دریافت فرمائی تو ہم نے ایک مقدار کھجوروں کی بتائی کہ ہم اتنی کھجوروں کے عوض یہ اونٹ فروخت کریں گے ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے منظور ہے اور آپ ﷺ نے اونٹ کی مہار پکڑی اور فرمایا کہ کھجوریں تمہیں پہنچادی جائینگی۔ آپ ﷺ اونٹ لے کر چلے گئے اور ہم نے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اپنا اونٹ اس شخص کو دے دیا ہے۔ جسے ہم جانتے تک نہیں ۔ ہمارے ساتھ ایک بوڑھی خاتون تھی جب اس نے ہماری یہ گفتگو سنی تو کہنے لگی تم اونٹ کی فکر مت کرو''میں اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں میں نے اس کے چہرہ کو چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا دیکھا ہے۔ ایسے حسین چہرے والا تم سے کئے گئے وعدے کو ضرور پورا کرے گا۔ چنانچہ جب اگلی صبح ہوئی تو ایک شخص کھجوریں لے آیا اور کہنے لگا مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے ان کھجوروں میں سے (کھا بھی لو اور اپنے اونٹ کی قیمت بھی پوری کرلو۔ (مواہب لدنیہ

سیدنا براء بن عازبؓ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا اللہ کے محبوب ﷺ کا چہرہ انور تلوار کی طرح صاف تھا۔ تو آپؓ نے جواب دیا ''وہ چاند کا ٹکڑا تھا'' (بخاری، شمائل ترمذی) حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ خوشی کے وقت آپ ﷺ کے چہرہ انور سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگتی تھیں اور چہرہ اقدس یوں لگتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور ہم آپ کی حالت سرور کو اس سے پہچان جاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

آپ ﷺ کا سایہ مبارک زمین پر نہ پڑتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے آپ ﷺ کا سایہ مبارک نہیں تھا جب آپ ﷺ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے'' تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کی چمک ودمک اور ضیاء اور نورانیت سورج کی ضیاء و نورانیت پر غالب آ جاتی اور جب کبھی چراغ کے ساتھ کھڑے ہوتے تو آپ کی ضیائیں چراغ کے نور پر غالب آ جاتیں''۔

حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں آپ ﷺ کی مجھے زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کہ مصری عورتوں نے جب حُسنِ یوسف کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے مگر آپ ﷺ کو دیکھ کر کسی کی حالت ایسی نہیں ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چُھپا رکھا ہے اگر وہ ظاہر ہو جائے تو لوگوں کی حالت اس سے بھی زیادہ دارفتہ ہوتی۔ جیسا کہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوتی''۔

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردانِ عرب

آپ ﷺ کا رنگ مبارک سفید سرخی مائل تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا رنگ روشن اور چمکدار تھا اور آپ ﷺ کا پسینہ گویا موتی تھا اور کسی دیبا و ریشم کے کپڑے کو میں نے آپ ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں سے نرم نہیں پایا۔ اور میں نے کوئی ایسا مشک و عنبر نہیں سونگھا جس کی خوشبو آپ ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سے بڑھ کر ہو۔ (بخاری، مسلم) حضرت علی المرتضیٰؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا جس پر سرخی جھلکتی تھی جیسے چاندی پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو۔ مدینہ طیبہ کی گلیاں آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے معطر ہو جاتی تھیں۔

آپ ﷺ کا پسینہ مبارک خالص کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور مہک والا ہوتا۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی راستہ سے گزرتے پھر آپ ﷺ کے بعد جو بھی اس راستہ سے گزرتا تو آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو محسوس کر لیتا کہ (حضور ﷺ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف

حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کہ مجھے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری معاونت فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کل میرے پاس

آنا اور ایک کھلے منہ والی بوتل اور درخت کی ایک چھوٹی سی لکڑی ہمراہ لانا''۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے اس لکڑی کے ساتھ اپنی کلائیوں سے پسینہ پوچھنا شروع فرمایا اور بوتل میں جمع فرمانے لگے حتیٰ کہ وہ بھر گئی۔ پھر آپ نے فرمایا اس کو لے جا اور گھر والوں سے کہنا جب خوشبو لگانے کا ارادہ ہو تو اس لکڑی کو بوتل میں ڈبو کر بدن پر لگائیں ان کے لئے عظیم خوشبو ثابت ہوگی۔ جب اس گھر والے اس خوشبو کو بدن پر لگاتے تو سب اہلِ مدینہ اس خوشبو کو سونگھنے آتے بلکہ اس گھر والوں نام ہی ''خوشبو والے لوگ'' پڑ گیا۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور دوپہر کے وقت قیلولہ فرمایا چونکہ آپ ﷺ کو خواب میں بہت پسینہ آیا کرتا تھا تو میری والدہ نے جن کا نام ''ام سلیم'' ہے شیشی لے کر آپ ﷺ کا پسینہ مبارک لے کر اس میں جمع کرنے لگی۔ آپ ﷺ کی آنکھ مبارک کھل گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے ام سلیمؓ! کیا کر رہی ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا پسینہ مبارک جمع کر رہی ہوں۔ تاکہ میں بطورِ خوشبو استعمال کروں (کیونکہ اس کی خوشبو سب سے زیادہ بہتر ہے۔ (مسلم شریف

آپ ﷺ کے گیسو مبارک نہ بالکل پیچدار اور نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ قدرے گھنگریالے تھے۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا آپ ﷺ کے بال رجل (نرم) تھے۔ آپ ﷺ بالوں میں کثرت سے کنگھی کیا کرتے تھے۔

چشمان مقدس نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز تھیں۔ جوڑوں کی ہڈیاں جسیم تھیں
دونوں شانوں کی درمیانی جگہ پر گوشت تھا۔ جسم اقدس پر زیادہ بال نہ تھے۔ بلکہ سینہ
اقدس سے ناف مبارک تک بالوں کی پتلی لکیر تھی۔ آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں پر گوشت
تھے۔ آپ ﷺ جب چلتے تو قدموں کو قوت کے ساتھ اٹھاتے۔ ایسے لگتا کہ بلندی سے
نیچے کی طرف اُتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے۔ تو پورے بدن
کو پھیر کر توجہ فرماتے۔ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان
مہر نبوت'' تھی۔ آپ ﷺ خاتم الانبیاء تھے۔ طبیعت مقدسہ سب سے زیادہ نرم''
اور قلب اطہر سب سے زیادہ سخی تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا تم جانتے ہو کہ سب سے بڑا سخی کون ہے صحابہ نے عرض
کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''سب سے بڑا سخی
(اللہ ہے اور پھر اولادِ آدم میں سب سے بڑا سخی میں ہوں''۔ (مشکوٰۃ
حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں۔ ''پیشانی مبارک کشادہ اور بھنویں ملی ہوئی
تھیں۔ آپ ﷺ کی بینی مبارک ایسی نورانی اور روشن تھی کہ دیکھنے والا جب تک بغور نہ
دیکھے یہی گمان کرتا تھا۔ کہ آپ کی بینی شریف بلند ہے۔ حالانکہ بلند نہ تھی۔ بلکہ یہ بلندی
نور کی تھی جو ہر ایک شَے کو نمایاں دکھاتا۔ سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں کہ ''رسول
اللہ ﷺ فراخ دہان تھے'' (صحیح مسلم) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے

کہ میں نے کبھی بھی آپ ﷺ کو اس طرح قہقہ لگا کر ہنستے نہ دیکھا تھا جس سے لہوات (نظر آ جائیں)۔ (بخاری

آپ ﷺ کی بول و براز زمین اپنے اندر سمالیتی تھی۔ روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آقا ﷺ کا بول شریف پی لیا تھا تو اس کے جسم سے ہمیشہ خوشبو پھوٹتی رہی حتیٰ کہ اس کی اولاد میں کئی نسلوں تک خوشبو باقی رہی۔ (مدارج النبوۃ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کے (قافلہ کی شام سے) آنے کی خبر پہنچی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر آپ ﷺ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے ڈال دیں گے اگر آپ ﷺ ہمیں برک الغماد پہاڑ سے گھوڑوں کے سینے ٹکرانے کا حکم دیں تو ہم ایسا بھی کریں گے تب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا لوگ آئے اور وادی بدر میں اترے۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے آپ ﷺ زمین پر اس جگہ اور کبھی اس جگہ اپنا دستِ اقدس رکھتے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ پھر (دوسرے دن دورانِ جنگ) کوئی کافر حضور نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرا برابر بھی ادھر ادھر نہیں (مرا۔ (رواہ مسلم، ابوداؤد

آپ ﷺ کے گستاخ کو زمین بھی قبول نہیں کرتی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کتابت کیا کرتا تھا وہ اسلام سے مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے جا کر مل گیا اور کہنے لگا میں تم میں سب سے زیادہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو جاننے والا ہوں اور میں ان کے لئے جو چاہتا تھا لکھتا تھا سو وہ شخص جب مر گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے زمین قبول نہیں کرے گی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بتایا وہ اس جگہ آئے جہاں وہ مرا تھا تو دیکھا اس کی لاش قبر سے باہر پڑی تھی ۔پوچھا اس (لاش) کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نے اسے کئی بار دفن کیا مگر زمین نے (اسے قبول نہیں کیا (رواہ مسلم ،احمد بن حنبل

اللہ رب العزت ہم سب کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے ۔روزِ قیامت آقا ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین

جہنم کیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ ''مَّقْسُوْمٌ''۔ ترجمہ۔ اُس جہنم) کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک حصہ) بنا ہوا ہے۔ اللہ رب العزت نے کافروں، مشرکوں، منافقوں اور دوسرے گناہ گار، مجرموں کو عذاب اور سزا دینے کے لئے آخرت میں نہایت ہی خوفناک مقام تیار کر رکھا ہے جس کا نام جہنم ہے۔ اسی کو دوزخ بھی کہتے ہیں جہنم ساتویں زمین کے نیچے ہے اس کے سات طبقات ہیں۔

۱۔ جہنم ۲۔ لَظٰی ۳۔ حُطَمَہ ۴۔ سَعیر ۵۔ سَقَر ۶۔ جحیم ۷۔ ہاویہ

مطلب یہ ہے کہ شیطان کی پیروی کرنے والے بھی سات حصوں میں منقسم ہیں ان میں سے ہر ایک کے لئے جہنم کا ایک طبقہ معین ہے۔

جہنم کی خوفناک شکل

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے۔ جہنم جب قیامت کے دن اپنی جگہ لائی جائے گی تو اس کو ستر ہزار لگامیں لگائی جائیں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوں گے۔ جہنم کے داروغہ کا نام مالک (علیہ السلام) ہے یہ ایک فرشتہ ہے ان ہی کے زیر اہتمام دوزخیوں کو ہر قسم کا عذاب دیا جائے گا۔ جہنم کے

عذاب کی چند صورتیں ہیں۔ جہنم میں دوزخیوں کو طرح طرح کے خوفناک اور بھیانک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا ان عذابوں کی قسموں اور ان کی کیفیتوں کو خداوند علامُ الغیوب کے سوا کوئی نہیں جانتا جہنم میں دی جانے والی سزاؤں کو دنیا میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا عذاب کی چند صورتیں ہیں جن کا تذکرہ حدیثوں میں آیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں۔

آگ کا عذاب

جہنم میں دوزخیوں کو جہنم کی آگ میں بار بار جلایا جائے گا جب جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تو پھر انکو نئے گوشت اور نئے چمڑے کے ساتھ زندہ کیا جائے گا پھر انکو آگ میں جلایا جائے گا یہ عذاب بار بار ہوتا رہے گا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے۔ کہ فرشتوں نے ایک ہزار سال تک جہنم کی آگ کو بھڑکایا تو وہ سرخ ہو گئی پھر دوبارہ ایک ہزار سال تک بھڑکائی گئی تو وہ سفید ہو گئی پھر جب تیسری بار ایک ہزار برس تک جب بھڑکائی گئی تو وہ کالے رنگ کی ہو گئی نہایت ہی خوفناک سیاہ رنگ کی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے جہنم کی آگ کی گرمی دنیا کی آگ کی گرم سے انہتر درجے زیادہ گرم ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں ایک تنور ہے جو اندر سے بہت چوڑا اور اوپر سے بہت کم چوڑا ہے اس میں زناکار مردوں اور عورتوں کو ڈال دیا جائے گا تو وہ آگ شعلوں میں وہ سب جلتے ہوئے تنور کے منہ تک اوپر آ جائیں گے پھر ایک دم وہ شعلے بجھ جائیں

گے توسب اوپر سے نیچے تنور کی گہرائی میں گرپڑیں گے۔ (بخاری شریف) ایک اور روایت میں ہے کہ دوزخی جہنم کی آگ میں جھلس کر ایسے مسخ ہو جائیں گے کہ اوپر کا ہونٹ سکڑ کر آدھے سر تک پہنچ جائے گا اور اسی طرح نچلا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا۔

خونیں دریا کا عذاب

کچھ دوزخیوں کو خون کے دریا میں ڈال دیا جائے گا تو وہ تیرتے ہوئے کنارہ کی طرف آئیں گے تو ایک فرشتہ پتھر کی چٹان انکے منہ پر اس زور سے مارے گا کہ وہ پھر دریا کے بیچ میں پلٹ کر چلے جائیں گے یہی عذاب بار بار انکو دیا جائے گا یہ سود خوروں کا گروہ ہوگا۔ (بخاری)

گلپھڑے چیرنے کا عذاب

ہم دنیا میں لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے دن میں ہزاروں جھوٹ بولتے ہیں جھوٹ بولنے والوں کا انجام یہ ہوگا۔ جہنم میں جو لوگ ہونگے انکو اسطرح عذاب دیا جائے گا کہ ایک فرشہ انکو لٹا کر ایک سنسی انکے منہ میں ڈال دے گا اور ایک گلپھڑے کو اس قدر پھاڑ دے گا کہ اسکا شگاف اسکے سر کے پچھلے حصہ تک پہنچ جائے گا پھر اسی طرح دوسرے گلپھڑے کو پھاڑ دیا جائے گا یہاں تک پہلا گلپھڑا درست ہو جائے گا پھر اسکو پھاڑ دیا جائے گا اسی طرح گلپھڑے درست ہوتے رہیں گے اور وہ فرشتہ انکو سنسی کی پکڑ سے چیرتا اور پھاڑتا رہے گا یہ جھوٹ بولنے والوں کا گروہ

(ہوگا۔ (بخاری

منہ نوچنے کا عذاب

حضور ﷺ معراج کی رات ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو (جہنم میں) تانبے کے ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینوں کو نوچ رہے تھے تو آپ ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل امین یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبرائیلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے تھے یعنی لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور لوگوں کی آبروریزی کرتے تھے۔

(مشکوۃ)

سانپ بچھو کا عذاب

آقا ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ عجمی اونٹوں کے مثل بڑے بڑے سانپ ہونگے جو جہنمیوں کو ڈستے ہونگے وہ ایسے زہریلے ہونگے کہ اگر ایک مرتبہ کاٹ لیں تو چالیس سال تک انکے زہر کا درد نہیں جائے گا اور لگام لگائے ہوئے خچروں کے برابر بڑے بچھو دوزخیوں کو ڈنک مارتے رہیں گے انکی تکلیف بھی چالیس سال تک باقی رہے گی۔ بعض دوزخیوں کے گلے میں سانپوں کا طوق پہنا دیا جائے گا جو نہایت ہی زہریلے ہونگے (اور وہ لگاتار کاٹتے رہیں گے۔ (القرآن

گرم پانی اور پیپ کا عذاب

دوزخیوں کو گرم پانی جو روغن زیتوں کے تلچھٹ کی طرح گندہ ہوگا پینا پڑے گا جو منہ کے قریب لاتے ہی چہرے کی پوری کھال کو پگھلا کر گرادے گا اور یہی گرم پانی انکے سروں میں ڈالا جائے گا تو یہ پانی پیٹ میں داخل ہو کر پیٹ کے اندر تمام اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے انکے قدموں میں گرادے گا۔ (مشکوٰۃ شریف) اللہ پاک سے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک ہمیں اعمال صالح کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور نبی کریم ﷺ کی شفقت و محبت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین

غزوہ بدر میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جاں نثاری

ارشاد باری تعالیٰ ہے. وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ" "بے شک اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں تمہاری مدد کی حالانکہ تم بالکل کمزور تھے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے " بلاشبہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں اور بشارت دیتے ہیں) کہ نہ تو تمہیں کسی (آنے والے خطرے) کا خوف ہونا چاہیے) اور نہ ہی کسی (گذشتہ بات کا) رنج وملال اور اُس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے (وعدہ کیا جاتا ہے (حٰمٓ السجدہ آیت ۳۰

حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیلؑ یا کوئی اور فرشتہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ !آپ اپنے لوگوں کے درمیان اہل بدر کو کیا مقام دیتے ہیں۔اصحاب نے کہا وہ ہم سب میں بہتر ہیں اس فرشتے نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک بھی جو فرشتے بدر میں حاضر ہوئے وہ سب سے بہتر ہیں۔ (ابن ماجہ)

ماہ رمضان المبارک بڑی عظمت والا مہینہ ہے۔اس ماہ مقدس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے " رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل

کیاگیا" یہ مقدس مہینہ شروع ہوتے ہی ہمارے دلوں میں اس واقعے کی یادتازہ ہوجاتی ہے جسے تاریخ "غزوہ بدر " کے نام سے یاد کرتی ہے۔بدرایک کنوئیں کا نام ہے جومدینہ طیبہ سے تقریباً80 میل کے فاصلے پرواقع ہے۔یہ کنواں بہت ہی مشہور تھااس لئے اس کے آس پاس کی آبادی دیہات کوہی بدر کہاجاتا جہاں پر یہ غزوہ ہوا تھا۔یہ کنواں مسمّٰی بدرابن عامر نے کھوداتھا۔رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بعد پہلے ہی رمضان کی 17تاریخ 2 ہجری جمعہ کومیدان بدرتاریخ اسلام کاانتہائی دردناک اوردلوں کوہلا کر رکھ دینے والا سانحہ رونماہوا۔قرآن کریم نے جن واقعات کواپنے اوراق میں محفوظ کیاہے ان میں سے غزوہ بدر بھی ہے۔تاکہ قیامت تک مسلمانوں کے ذہنوں میں اس کی یادتروتازہ رہے مسلمانوں کے مکہ سے ہجرت کرجانے کے بعد بھی کفارمکہ نے ان کا پیچھانہ چھوڑا۔کفار کی ہروقت یہی خواہش ہوتی کہ مسلمان کہیں بھی امن وسکون سے نہ رہ سکیں۔کفار مسلمانوں کومختلف طریقوں سے تنگ کرتے رہے۔آخر مسلمانوں کومدینہ طیبہ میں پناہ گاہ مل گئی قریش کے لوگوں نے مدینہ کے اردگردچھاپے مارے اور مسلمانوں کے مویشی لوٹناشروع کردیے ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کوجہاد کی اجازت دے دی جس کے نتیجے میں کفرواسلام کا یہ پہلا معرکہ بدر کے مقام پر پیش آیا۔کفارمکہ اپنے سردارابوسفیان کی قیادت میں ملک شام سے تجارتی سامان لے کرواپس آرہے تھے اس قافلے میں ہزار اونٹوں پر پچاس ہزار دینار کی مالیت کاساز وسامان لداہواتھاقریش کی سب بڑی طاقت ان کی یہی تجارت اور تجارتی

سامان تھا جو مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوتا تھا۔آ قاﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت لیکران کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے تاکہ اس قافلے کا مقابلہ کرکے قریش کی طاقت توڑدی جائے ۔ رسول اکرم ﷺ اللہ کے حکم سے تین سو تیرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کولے کر روانہ ہوگئے لیکن یہ جنگ کے لئے پوری طرح تیار ہو کر نہ نکلے تھے پورے اسلامی لشکر میں سواری کے لئے ستر اونٹ دوگھوڑے چھ زرہ آٹھ تلواریں تھیں ۔جب ابوسفیان کو مسلمانوں کے مدینے سے نکلنے کا علم ہوا تو اس نے فوراً قریش مکہ کو پیغام بھیجوادیا کہ مدد کے لئے پہنچو ورنہ تجارتی قافلہ مسلمانوں کے ہاتھوں لٹ جائے گا۔اس قافلہ میں قریباً مکے کے تمام گھرانوں کا سامان شامل تھا کفار مکہ نے ایک ہزار افراد کا لشکر تیار کرکے ابو جہل کی قیادت میں مدینے پر حملے کے لئے نکل پڑے ان کے پاس ایک سو گھوڑے چھ زرہ اور سینکڑوں اونٹ تھے ۔ادھر ابوسفیان بدر کے راستے سے کترا کر دوسرے راستے سے بخیریت مکہ معظّمہ پہنچ گئے اور کفار کو پیغام بھجوایا کہ قافلہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچ گیا ہے تم واپس آ جاؤ لیکن کفار مکہ اپنی طاقت پر ناز کرتے رہے اور بدر کے قریب پڑاؤ ڈال دیا۔چنانچہ اسلامی لشکر بھی بدر کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ادھر مسلمانوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ہم تو قافلہ روکنے کے لئے آئے تھے اس عظیم الشان جنگ کے لئے تیار نہ تھے آ قاﷺ کو یہ عرض ناگوار گزری حضرت ابوبکر صدیقؓ وحضرت عمر فاروقؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ ہم کسی طرح بھی مرضی مبارک کے خلاف کرنے والے نہیں حضور ﷺ جہاں چاہیں ہم کو لے چلیں ہم تیار ہیں اگرچہ آپ ﷺ فرمائیں

تو سمندر میں کود جائیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ پر توکل کرو اور چلو فتح تمہاری ہو گی آقا ﷺ نے جنگ سے ایک دن پہلے زمین پر خط کھینچ کر فرمایا کہ یہاں فلاں کافر مارا جائے گا اور یہاں فلاں چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسا آپ ﷺ نے فرمایا۔ چنانچہ 17 رمضان 2 ہجری کو دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ اللہ پاک نے اسی میدان میں مسلمانوں کی مدد کا تذکرہ کرتے ہوئے سورۃ الانفال میں فرمایا "بیشک اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں تمہاری مدد کی حالانکہ تم بالکل کمزور تھے "اس دن جبکہ مسلمان خدا کے دین کی حفاظت کے لئے دشمن کے مقابل کھڑے تھے تو بڑے کمزور تھے ہر ظاہری اعتبار سے کمزور تھے۔ تعداد میں بھی بہت کم تھے اللہ پاک نے غزوہ بدر میں کمزور مسلمانوں پر کرم فرما کر ان کی مدد کر کے قیامت تک کے مسلمانوں کو یہ بات تسلیم کر لینے کی عملی دعوت دی کہ کامیابی و کامرانی خدا کی ہی مدد سے نصیب ہوتی ہے صرف تم خود کو اس قابل بنا لو تا کہ خدا تمہاری مدد کرے۔ پہلی مدد اس طرح ہوئی کہ مسلمانوں کو کافروں کی تعداد میدان جنگ میں کم نظر آ رہی تھی تا کہ اللہ کے یہ بندے دشمن کو دیکھ کر گھبرائیں نہیں اور کافروں کو مسلمانوں کی تعداد کم نظر آ رہی تھی تا کہ وہ مسلمانوں سے ڈر کر میدان جنگ چھوڑ نہ جائیں۔ حق و باطل کا فرق ظاہر کرنے کے لئے اس جنگ کا ہونا ہی ضروری تھا۔ دوسری مدد یہ کہ جنگ کے دوران بعض اوقات کافروں کو مسلمان اپنے سے دوگنے نظر آتے تھے جس کی وجہ سے ان پر مسلمانوں کا ڈر اور خوف طاری ہوتا رہا اور ان کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ میدان بدر میں جنگ کی رات سب سوتے رہے لیکن آقا ﷺ نے پوری رات دعا میں بسر کی اسی رات

اللہ تعالیٰ نے موسلادھار بارش برسائی۔جب جنگ کی تیاریاں مکمل ہوئیں تو پھر اللہ کے محبوب ﷺ نے معبود حقیقی کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور عرض کیا"اے اللہ اب تیری اس مدد کے ملنے کا وقت آگیا ہے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اے اللہ اگر مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت کو تو نے ہلاک ہو جانے دیا تو پھر تیری بھی عبادت نہ کی جائے گی۔آقا ﷺ کی دعا قبول ہوئی آپ ﷺ نے اپنے رب کی اجازت سے غلاموں کو یہ خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا گھبراؤ نہیں آگے بڑھو خدا کے ایک ہزار فرشتے تمہاری مدد کے لئے آرہے ہیں مسلمانوں نے ہمت وجراءت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ شروع کر دیا۔دوران جنگ یہ خبر مشہور ہوئی کہ کافروں کی مدد کے لئے ایک بھاری لشکر پہنچنے والا ہے اس خبر سے مسلمانوں کو کچھ تشویش ہوئی پھر نبی کریم ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق غلاموں کو مژدہ سنایا کہ حسب ضرورت ایک ہزار تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں سے مدد کا وعدہ کیا اور جب جنگ پورے زور پر آئی تو ان فرشتوں نے اپنا کام پورا کیا کہ تلوار لگنے سے پہلے سر کٹتے نظر آئے۔دوران جنگ آقا ﷺ نے ایک مٹھی خاک کفار کی طرف پھینکی کافروں کا لشکر پھیلا ہوا تھا کوئی کہیں کھڑا تھا کوئی کہیں کھڑا تھا کوئی خیمہ کے اندر تھا اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر فرمایا کہ ایک مٹھی خاک ہر کافر کی آنکھوں تک پہنچ گئی سب کی نظریں دھندلا گئیں۔دشمن ایسا خوفزدہ اور پریشان حال ہوا کہ سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہ تھا نہ سامان سمیٹنے اور نہ ہی ساتھیوں کی لاشیں اٹھانے کا ہوش رہا۔اللہ پاک نے یہ اعلان فرمایا"پس تم نے انہیں نہیں قتل کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل

کیا" غزوہ بدر میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جاں نثاری کے بے شمار کارنامے سرانجام دیے غزوہ بدر میں کافروں کے ستر آدمی قتل ہوئے جن میں اکثر ان کے سرداراوراس جنگ کی روح تھے کفار کی فوج سے ابو جہل عتبہ شیبہ ولید بن عتبہ امید بن خلف وغیرہ یہ سب ہی نہایت ذلت وخواری سے مارے گئے۔ابو جہل کافروں کا بڑا سردار سمجھا جاتا تھا نہایت متکبر مغروراور حضور ﷺ کا، اسلام کا بدترین دشمن تھا لیکن اس خبیث کو دو نوجوان لڑکوں حضرت معوذؓ اور حضرت معاذؓ نے قتل کر ڈالا اوران کے سرداروں کے مرجانے کے بعد کافروں کو زبردست شکست ہوئی کہ وہ اپنا مال واسباب اوراپنے مُردے چھوڑ کر بھاگ گئے۔حضرت عوف بن حارثؓ نے جوش جہاد میں اپنی زرہ اتار پھینکی اور تلوارلے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہوگئے حضرت عمرؓ نے عاص بن ہاشم کو قتل کیا میدان جہاد میں لڑتے لڑتے حضرت عکاشہؓ کی تلوار ٹوٹ گئی آ قا ﷺ نے حضرت عکاشہؓ کو ایک لکڑی کا پھٹا دیا آپؓ اسی پھٹے کو ہاتھ میں پکڑ کر لڑنے لگے۔جب کفار کی فوج سے عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ نے باہر نکل کر مسلمانوں کو للکارا تو حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ، حضرت عبیدہ بن حارثؓ اور حضرت حمزہؓ نے ان کا مقابلہ کیا اور تینوں کو واصل جہنم کیا۔اللہ تعالٰی نے لشکرِ اسلام کو عظیم الشان فتح نصیب فرمائی کفار کو اس جنگ میں بدترین شکست ہوئی کفار کے ستر آدمی مارے گئے جن میں ان کے بڑے بڑے سردار بھی شامل تھے اور ستر کافروں کو مسلمانوں نے گرفتار بھی کر لیا کفار کے ان قیدیوں میں سے بعض کو احسان کے طور پر چھوڑ دیا گیا جو باقی بچے ان کے

متعلق یہ طے ہوا کہ یا تو فدیہ دے کر آزادی حاصل کریں یا دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں اس جنگ میں کافروں کا غرور خاک میں مل گیا۔ اسلامی لشکر سے صرف چودہ صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہوئے جن میں سے تیرہ میدان بدر میں دفن ہیں اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ جو شدید زخمی ہوئے تھے میدان بدر سے واپسی پر میدان صفراء میں فوت ہوئے آپؓ کی قبر مبارکہ میدان صفراء میں ہے۔ غزوہ بدر ہمیشہ کے لئے کفار کی ذلت وخواری کا نشان اور اسلام کی عظمت وحقانیت کا اعلان بن گیا مسلمانوں کی کامیابی کے بعد دنیا کی نظریں کفر سے ہٹ کر اسلام کی طرف اٹھنے لگیں دشمنوں نے پوری قوت سے اس کو دبانا چاہا لیکن یہ ابھرتا پھیلتا چلا گیا۔

فانوس بن کر حفاظت جس کی ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

میدان بدر میں جو واقعات رونما ہوئے وہ سب کے سب ایمان افروز ہیں آخر میں عشق ومحبت سے بھرے ایک واقعہ پر اپنے مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔ غزوہ بدر کے دن آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ جنگ کے لئے لائینیں سیدھی فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ ایک صحابی حضرت سوادؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت سوادؓ کا پیٹ کچھ بڑا تھا جو لائن سے باہر نکلا نظر آ رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس صحابیؓ کے پیٹ پر چھڑی ماری اور فرمایا استواء یا سواد اے سواد سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت سوادؓ کو ایک خاص موقع

مل گیا۔آپؓ بول اٹھے یارسول اللہ ﷺ !آپ نے بلاوجہ میرے پیٹ پر چھڑی ماری ہے میں تواس چھڑی مارنے کاآپ ﷺ سے بدلہ لوں گا۔آقا ﷺ نے حضرت سوادانصاریؓ کی بات سنتے ہی اپنا کرتا مبارکہ اٹھاتے ہوئے فرمایااے سوادؓ لو میرا پیٹ حاضرہے آج تم اپنابدلہ لے لو حضرت سوادؓ نے دوڑ کرآپ ﷺ کے مبارک پیٹ کوچوما اورآپ ﷺ سے چپٹ گئے ۔آقا ﷺ نے فرمایااے سوادؓ یہ کیاہے تم نے تواپنابدلہ لیناچاہالیکن اب آپؓ میرے پیٹ سے چپٹ گئے ہو۔قربان جاؤں اے سوادؓ ! تیری قسمت پر حضرت سوادؓ نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ اس وقت میں میدان جنگ میں ہوں کیاپتہ موت کاپیغام آجائے اورمیں شہید ہوجاؤں ۔یارسول اللہ ﷺ میرے دل کی آخری تمنا بھی یہی تھی کہ میرا جسم آپ ﷺ کے جسم مبارک سے چھوجائے رب تعالیٰ نے میری تمناپوری کردی اورمجھے آپ ﷺ کے جسم مبارک سے چھوجانے کاموقع دے دیا(خداکی قسم) مجھے یقین ہے کہ اب میرے جسم پر جہنم کی آگ حرام ہوگئی پس جو میرامقصد تھاوہ پوراہوگیامیں اپنابدلہ معاف کرتاہوں ۔غزوہ بدرسے ہمیں یہ سبق ملتاہے کہ جولوگ اخلاص کے ساتھ اللہ کے دین کاکام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان مخلص متقی اورنیک بندوں کی ضرورمدد فرماتاہے ۔دنیاکی بڑی سے بڑی قوت ان پر غالب، کردیتاہے ۔ارشادباری تعالیٰ ہے "اے ایمان والو !اگرتم اللہ کے دین کی مدد کروگے تووہ تمہاری مدد فرمائے گااورتمہارے قدم جمادے گا"۔خداکایہ وعدہ قیامت تک کے اہل ایمان سے ہے ہم اس دنیامیں ذلیل ورسواسی وجہ سے ہورہے ہیں کہ ہم نے اللہ اوراسکے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کوچھوڑدیاہے دربدرکی ٹھوکریں اسی وجہ سے کھارہے ہیں کہ ہم نے اللہ پاک

کی ذات پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔اللہ پاک ہم کو صراط مستقیم کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔☆☆☆☆☆☆☆

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہ

آ قا ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ "تم سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے اچھا ہوں"۔ ازواج مطہرات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے لطف ومدارت کا اندازہ آپ ﷺ کی گھریلو زندگی کے واقعات سے ہوتا ہے۔ آ قا ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ جو آپ ﷺ سے عمر میں 25 سال بڑی تھیں لیکن آپ ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کے گھر کا انتظام چلانے کے لئے کوئی خاتون نہیں تھی۔ آپ ﷺ کی تبلیغی مصروفیات بڑھ گئیں تو آپ ﷺ نے ایک بڑی عمر کی خاتون حضرت سودہؓ اور ایک نوعمر خاتون حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے نکاح کر لیا آپؓ کا نکاح نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں ہجرت سے تین سال قبل ہوا ہمدم مصطفیٰ ﷺ بننے کا شرف ماہِ شوال ہی میں ۲ ہجری کو حاصل کیا۔ اس وقت آپؓ کی عمر نو سال کی تھی آپؓ نے نو سال آ قا ﷺ کے ساتھ بسر کیے یعنی جب آپ ﷺ کا وصال ہوا اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۱۸ سال تھی آپؓ واحد کنواری خاتون تھیں جو آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کی ولادت مبارکہ آ قا ﷺ کی بعثت کے چار سال بعد ماہِ شوال میں ہوئی۔ آپؓ کا نام عائشہؓ لقب صدیقہ کنیت حضور ﷺ کی اجازت سے اپنے بھانجے

یعنی عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر ام عبداللہ اختیار کی۔آپؓ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں۔آپؓ کی والدہ اُم رومان بنت عامر ابن عویم ہیں آپؓ قبیلہ بنو تیم سے تعلق رکھتی تھیں۔آپؓ کا سلسلہ نسب سیدۃ عائشہ بنت ابوبکر صدیق بن ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی،آپؓ بچپن سے انتہائی ذہین اور سادگی پسند تھیں۔آپؓ نے اپنی عمر میں حضور ﷺ کو کبھی شکایت کا موقع نہ دیا اور ایک وفا شعار بیوی کی حیثیت سے رہیں گھر کا سارا کام خود کرتیں اگر کبھی مال کی فراوانی ہوتی بھی تو راہِ خدا میں تقسیم فرمادیتیں۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر معاویہؓ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہی سب خیرات کردیے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا اس وقت آپؓ خود روزے سے تھیں۔آپؓ میں جذبہ سخاوت اسقدر وسیع تھا کہ کوئی سائل خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔آپؓ کا حافظہ بہت تیز اور حصول علم کا بہت شوق تھا۔آقا ﷺ سے ہر طرح کے مسائل بے جھجک معلوم کرتیں اور خواتین کی رہنمائی کرتی تھیں۔آپؓ نے معلم کائنات سے تعلیم حاصل کی اسی وجہ سے اتنی بلند پایہ عالمہ ہوگئیں کہ آقا ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد بڑے بڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپؓ سے مسائل دریافت فرماتے تھے۔آقا ﷺ پر جب وحی اترتی آپؓ اسے یاد فرمالیتیں خلاصہ تہذیب میں ہے کہ آپؓ سے دوہزار دوسو دس احادیث مبارکہ مروی ہیں اسی بناء پر آپؓ کو کثیرۃ الحدیث بھی کہا گیا ہے آپؓ فن

خطابت حدیث قرآن وفقہ میں بے حدماہر تھیں۔(البدایہ والنہایہ)۔آپؓ بے حدزاہداور عابدہ تھیں ہر سال حج ادا کرتیں غزوات میں زخمیوں کی مرہم پٹی اورزخمیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری اٹھا کر جہاد میں حصہ لیتی تھیں۔غزوہ بدر میں آقاﷺ نے آپؓ کادوپٹہ میدان جنگ میں بطور علم لہرایااسی بناء پراللہ پاک نے فتح عطافرمائی جوکہ آپؓ کی عظمت کی دلیل ہے۔

سیدتناحضرت عائشۃالصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہﷺ اپنی نعلین مبارک میں پیوندلگارہے تھے جبکہ میں چرخہ کات رہی تھی۔میں نے آقاﷺ کے چہرہ پرنور کودیکھاکہ آپﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ بہہ رہاتھااوراس پسینہ سے آپﷺ کے جمال میں ایسی تابانی تھی کہ میں حیران تھی آقاﷺ نے میری طرف نگاہ کرم اٹھاکرفرمایاکس بات پرحیران ہو؟سیدتناحضرت عائشۃالصدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیایارسول اللہﷺ !آپﷺ کے رخِ روشن اورپسینہ جبین نے مجھے حیران کردیاہے اس پرحضورﷺ کھڑے ہوئے اور میرے پاس آئے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیااورفرمایااے عائشہؓ !اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیردے تم اتنامجھ سے لطف اندوزنہیں ہوئی جتناتم نے مجھے مسرورکردیا۔(حلیۃالاولیاء)

آقاﷺ نے حضرت سیدتنافاطمۃالزہراؓ سے فرمایااے فاطمہؓ جس سے میں محبت کرتاہوں تم بھی اس سے محبت کروگی؟حضرت فاطمۃالزہراؓ نے عرض کیاضروریارسول اللہﷺ میں محبت رکھوں گی اس پرحضورﷺ نے فرمایاتوعائشہؓ سے محبت رکھو۔(صحیح مسلم)آپؓ کوساری امہات

المومنین میں بعض خصوصی امتیازات حاصل تھے۔آپؓ خودفرماتی ہیں کہ سب سے بڑی نعمت جس سے اللہ پاک نے مجھے سرفراز فرمایاوہ یہ ہے کہ وصال کے وقت میرا لعاب دہن آپ ﷺ کے لعاب دہن شریف میں جمع فرمادیااورآپ ﷺ نے میرے ہی گھروصال فرمایااورآپ ﷺ کاروضہ اقدس بھی آپ ﷺ کا گھربنا۔حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ تم مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئیں تھیں تمہیں فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں لاتا تھامجھ سے کہتا تھایہ تمہاری بیوی ہیں میں نے تمہارے رخ سے کپڑااٹھایاتوتم تھیں میں نے کہاکہ اگر یہ اللہ (تعالیٰ کی طرف سے ہے تواسے جاری یعنی پورافرمادے گا۔(مسلم،بخاری

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے تحفوں کے لئے جناب عائشہؓ کادن تلاش کرتے تھے اس سے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی مرضی چاہتے تھے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں دوگروہ تھیں ایک گروہ وہ جس میں جناب حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ اورحضرت سودہؓ تھیں اوردوسری جماعت میں ام سلمہؓ اوررسول، اللہ ﷺ کی باقی بیویاں توام سلمہؓ کے گروہ نے گفتگو کی ان سے کہاکہ تم رسول اللہ ﷺ سے کلام کروکہ آپ ﷺ لوگوں سے فرمادیں کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ بھیجنا چاہے توآپؓ کوہدیہ بھیج دیاکرے حضور ﷺ جہاں بھی ہوں چنانچہ حضرت ام سلمہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیاآپ ﷺ نے ان سے فرمایاکہ مجھے عائشہؓ کے بارے میں تکلیف نہ دوکیونکہ سواء عائشہؓ کے کوئی بیوی نہیں جن کے بستر میں ہوں اوروحی

آئے ام سلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی ایذا رسانی سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں پھر تمام بیویاں نے جناب فاطمہؓ کو بلایا انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا اے بچی جس سے میں محبت کرتا ہوں (تم ان سے محبت نہیں کرتیں ؟ بولیں ہاں فرمایا تو ان سے محبت کرو۔ (مسلم، بخاری

غزوہ بنو مصطلق جو ۵ ہجری میں پیش آیا تھا آپؓ آقا ﷺ کے ساتھ سفر کر رہی تھیں واپسی پر قافلے نے راستے میں ایک جگہ قیام کیا۔ صبح صادق سے پہلے ام المومنینؓ رفع حاجت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپؓ کا ہار ٹوٹ گیا اس ہار کی تلاش میں آپ کی دیر لگی آپؓ واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا قافلہ والوں کو پتہ نہ لگا کہ ام المومنینؓ موجود نہیں ہیں۔ آپؓ قافلہ کی جگہ واپس آ کر بیٹھ گئیں ایک صحابی رسول حضرت صفوانؓ بڑے بلند کردار اور امانت دار صحابی رسول ﷺ تھے۔ وہ قافلہ کی گری ہوئی اشیاء کو سنبھالتے تھے اور شرکائے قافلہ کی نگہداشت کرنا انکے ذمہ تھا وہ جب پڑاؤ کے مقام پر پہنچے تو ام المومنین سیدتنا عائشۃ الصدیقہؓ کو دیکھ کر حیران ہوئے ادب احترام سے اونٹ پر سوار ہونے کو کہا آپؓ سوار ہو گئیں اور حضرت صفوانؓ اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے آگے آگے چلنے لگے یہاں تک کہ قافلے میں پہنچا دیا۔ جب منافقوں کے سردار عبداللہ ابن ابی کو اس واقعے کا علم ہوا تو اس نے حضرت عائشۃ الصدیقہؓ پر تہمت لگائی جس سے چند سادہ لوح مسلمان غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔ ام المومنینؓ کو اس تہمت کا بالکل پتہ نہ

چلا آپؓ بیمار ہو گئیں ایک ماہ تک بیمار رہیں اس دوران میں ام مسطح کے ذریعے آپؓ کو پتہ چلا تو آپؓ کا مرض اور بھی بڑھ گیا۔ آپؓ اپنے میکے تشریف لے گئیں اور اس غم میں اتنا روئیں کہ کئی رات بالکل نیند نہ آئی۔ آخر کار رحمت خداوندی جوش میں آئی وحی نازل ہوئی جس سے حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کی طہارت، عفت و عصمت کی خود رب نے گواہی دی اور الزام لگانے والوں کے جھوٹ کا پول کھل گیا۔ سورۃ النور کی قریباً اٹھارہ آیتیں آپؓ کی برات میں نازل ہوئیں۔ ان آیات کے نزول سے پہلے تمام مومنوں اور حضور انور ﷺ کے دل ام المومنین کی پاکدامنی پر مطمئن تھے چنانچہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی بیوی کی پاکیزگی بالیقین معلوم ہے۔ (بخاری) حضرت عمرؓ فاروق نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جسم اطہر کو مکھی سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ آپ کو بری عورت سے محفوظ نہ رکھتا۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ نے فرمایا کہ رب نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کسی کا پاؤں اس پر نہ پڑے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ رب آپ کی اہلیہ کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگ جانے پر رب نے آپ نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اب آپ کی اہل بیت کی آلودگی منظور فرمائے۔ اسی طرح اور مخلص مومنوں اور مومنات نے آپؓ کی عصمت کے گیت گائے۔ (خزائن وروح) قربان جاؤں جب حضرت مریمؑ اور حضرت یوسفؑ کو بہتان لگا تو بچے گواہ مگر محبوبہ، محبوب رب العالمین کو بہتان لگا تو خود رب تعالیٰ گواہ

یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ
ان کی پُرنور صورت پہ لاکھوں سلام

پاک دامن عورتوں پر جو بہتان باندھتے ہیں اس کی سزا کے بارے میں سورۃ نور کی آیت کریمہ نازل ہوئیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اَسّی 80 کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔ (سورۃ النور آیت ۴

غزوہ بنو مصطلق میں حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کے ہار کی گمشدگی کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے پڑاؤ کے دوران قیام طویل کر دیا تاکہ گمشدہ ہار مل جائے۔ اس پڑاؤ کی جگہ بھی پانی نہ تھا اور نہ ہی مجاہدین کے پاس پانی تھا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پریشان تھے کہ نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے اور پانی کا کوئی انتظام نہیں اس وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمادی اور لشکر اسلام نے صبح کی نماز تیمم کرکے پڑھی۔آپؓ کی برکت سے امت کو تیمم کی سہولت ہوئی۔ آپؓ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ قرآن حکیم میں پردہ کرنے کے احکامات جاری ہونے سے قبل بھی آپؓ پردہ فرماتی تھیں احادیث مبارکہ میں بکثرت آپؓ کا تذکرہ ملتا ہے آپؓ نماز تہجد کی بے حد پابند اور نفلی روزہ بھی کثرت سے رکھتی تھیں۔آپؓ کی طبیعت میں اسقدر حیاء واحترام نبی ﷺ تھا کہ حضرت عمرؓ کے دفن ہونے کے بعد قبر نبی ﷺ پر کبھی

بے پردہ نہیں گئیں حضرت جبرائیلؑ بتوسط حضور ﷺ آپؓ کو سلام کیا۔ حضرت ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ یہ حضرت جبرائیلؑ ہیں تم کو سلام کہتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور بولیں حضور وہ دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی
(بخاری، مسلم)

آپؓ کا وصال حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت میں 17 رمضان المبارک 57 ہجری بدھ کے روز ۶۶ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوا بعض شب سہ شنبہ ۱۷ رمضان ۵۸ بیان کرتے ہیں آپؓ مدینے کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہؓ نے آپؓ کی نمازہ جنازہ پڑھائی۔ آپؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رات کو اٹھایا جائے اور رات ہی کو دفن کیا جائے چنانچہ ایسا ہی عمل میں لایا گیا۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خلیفہ چہارم امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کی سیرت وشہادت

اللہ پاک نے حضرت علی المرتضیٰؓ کی صفت وثناء قرآن پاک میں یوں بیان فرمائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا" اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو"۔ (پارہ ۲۹ سورۃ الدھر) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر دن میں ستر مرتبہ فرشتوں کے سامنے علی المرتضیٰؓ کی ذات پر فخر فرماتا ہے اور کہتا ہے اے علیؓ ! تمہارے لئے مبارکباد ہے۔

دامادِ رسول، فاتحِ خیبر، حاملِ ذوالفقار خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کے فضائل ومناقب محاسن ومحامد بے شمار ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ فضائل وکمالات، برکات وحسنات کا مخزن ومعدن آپؓ ہی کا گھرانہ ہے جس کسی کو بھی کوئی نعمت ملی ان ہی کا صدقہ اوران ہی کی بدولت ہے لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کو ملا جو ملا ان سے ملا بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

آپؓ کا نام علیؓ کنیت ابوالحسن، ابوتراب القابات مرتضیٰ، اسداللہ حیدر کرار، شیر خدا اور مولا مشکل کشا ہیں۔ آپؓ کے والد کا نام ابوطالب جو حضرت،

عبدالمطلب کے بیٹے اور آقا ﷺ کے چچا ہیں۔آپؓ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد جو حضرت عبدالمطلب کی بھتیجی تھیں آپؓ کی والدہ کا نکاح ابوطالب سے ہوا تھا ۔آپؓ حضور نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد بھی ہیں ۔آپؓ آقا ﷺ کی پیدائش کے تیسویں سال مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور حضور ﷺ سے عمر میں تیس برس چھوٹے تھے ۔آپؓ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی ۔آپؓ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے پیدا ہونے کے بعد تین دن تک دودھ نہیں نوش فرمایا جس کی وجہ سے آپؓ کے گھر والے سب پریشان ہوگئے اس بات کی خبر آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کو دی گئی ۔آپ ﷺ تشریف لائے اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنی آغوش رحمت میں لیکر پیار فرمایا اور اپنی زبان اطہر آپؓ کے دہن میں ڈال دی ۔حضرت علیؓ زبان اقدس کو چوسنے لگے اس کے بعد سے آپؓ دودھ نوش فرمانے لگ گئے۔آپؓ نے صرف 5 سال اپنے والدین کے زیر سایہ پرورش پائی ۔اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنے سایہ رحمت میں لے لیا اور آپؓ کی تربیت فرمانے لگے ۔آپؓ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔(مشکوۃ المصابیح)

آپؓ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔آپؓ حضور اکرم ﷺ کی سیرت کا آئینہ تھے یہی وجہ ہے کہ میرے محبوب ﷺ نے فرمایا "علیؓ کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے "آپؓ قرآن مجید کے حافظ تھے قرآن مجید کے معانی ومطالب پر آپؓ کو عبور حاصل تھا۔آپؓ علم فقہ کے ماہر تھے مشکل سے مشکل فیصلے بھی قرآن وسنت کی روشنی میں حل کر لیتے

۔آقا ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے" آپؓ سے پانچ سو چھیاسی احادیث مبارکہ روایت ہیں جن میں بیس متفق علیہ نو بخاری کی اور پندرہ مسلم میں ہیں۔آپؓ نے ساری زندگی رزق حلال کما کر کھایا آپؓ محنت مزدوری میں کچھ عار محسوس نہیں کرتے تھے جس وقت آپؓ ایمان لائے اسوقت آپؓ کی عمر دس بارہ سال تھی سوا غزوہ تبوک کے سارے غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔غزوہ تبوک میں آپ ﷺ نے مدینہ منورہ اور اپنے گھر بار کا انتظام فرمانے کے لئے مدینہ میں چھوڑا تھا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ آقا ﷺ سے عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ !آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر جارہے ہیں۔آقا ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علی !کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تمہیں اسطرح چھوڑے جارہا ہوں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑا فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔آقا ﷺ کی حضرت علیؓ سے بے پناہ محبت تھی۔حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ منافق علیؓ سے محبت نہیں رکھتا اور مومن علیؓ سے بغض نہیں رکھتا۔حضرت ابن وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ تشریف لارہے تھے آپ ﷺ نے مقام غدیر خم پر اپنے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کیا اور فرمایا تمہارا ولی کون ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تین مرتبہ جواب

میں کہا ہمارا ولی اللہ اور اسکے رسول ﷺ ہیں ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا ولی اللہ اور اسکا رسول ﷺ ہے اس کا ولی علیؓ بھی ہے ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی ﷺ نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان مساوات اخوت کا رشتہ قائم کیا لیکن میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟ آقا ﷺ نے فرمایا اے علیؓ تم میرے دنیا و آخرت کے بھائی ہو۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت ابو بکر صدیقؓ دین کا ستون ، حضرت عمر فاروقؓ فتنوں کو بند کرنے والے ، حضرت عثمان غنیؓ منافقوں کے لئے قید خانہ اور حضرت علی المرتضیٰؓ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں جہاں میں ہوگا وہاں علی المرتضیٰؓ ہوں گے اور جہاں وہ وہاں میں ۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریات اسکی پُشت میں رکھی ہے لیکن میری ذریات علیؓ کی پشت میں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے کیا تو حضرت سیدہ فاطمہؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کر دیا جس کے پاس نہ مال ہے نہ گھر؟ اس پر آپ ﷺ نے حضرت سیدہ

فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا کہ اے فاطمہؓ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو مسلمانوں میں علم و فضل کے لحاظ سے سب سے دانا اور بہترین ہے۔

جس وقت مکہ مکرمہ میں مشرکین مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے تھے تو آ قاﷺ نے اللہ پاک کے حکم سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دعوت دی کہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر جائیں کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان یکے بعد دیگرے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے مشرکین مکہ کو جب معلوم ہوا کہ آ قاﷺ نے مسلمانوں کے لیے ایک محفوظ آماجگاہ مدینہ منورہ کی صورت میں ڈھونڈ لی ہے تو کفار کے سرداروں نے یہ فیصلہ کیا کہ (نعوذ باللہ) آ قاﷺ کو قتل کر دیا جائے۔ آ قاﷺ کو بذریعہ وحی مشرکین مکہ کے ناپاک ارادوں کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنے بستر پر لٹایا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ صبح ہوتے ہی لوگوں کی وہ امانتیں جو آ قاﷺ کے پاس موجود تھیں وہ متعلقہ لوگوں کو واپس کر کے مدینہ منورہ پہنچیں۔ روایات میں آتا ہے کہ آ قاﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے فرمایا اے علیؓ! مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ہے میں سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کرنیوالا ہوں۔ میرے پاس جو لوگوں کی امانتیں ہیں وہ میں تمہارے حوالے کرتا ہوں تم ان امانتوں کو ان کے حقیقی مالکوں تک پہنچا دینا مشرکین مکہ نے میرے قتل کی منصوبہ بندی کی ہے اور وہ آج رات مجھے قتل کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں تم بستر پر میری چادر اوڑھ کر لیٹ جاؤ۔ حضرت علی المرتضیٰؓ آ قاﷺ کے

حکم کے مطابق لیٹ گئے ۔آ قاﷺ سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے
باہر تشریف لائے تھے ۔آ قاﷺ نے مٹھی بھر کر خاک کی کفار کے منہ پر ماری جس سے
وہ اندھے ہو گئے تھے ساری رات انتظار کرتے رہے آخر کار ایک شخص نے ان کو بتایا کہ
حضورﷺ تو مکہ مکرمہ سے جا چکے ہیں مشرکین مکہ میں سے ایک شخص نے اندر داخل
ہو کر سوئے ہوئے آدمی کے اوپر سے چادر اتاری تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کو دیکھ
کر پریشان ہو گئے انہوں نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے آ قاﷺ کے بارے میں
پوچھا تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے جواب دیا کہ آ قاﷺ کی نگرانی تم کر رہے تھے اس لئے
تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کہاں ہیں؟مشرکین مکہ یہ جواب سن کر شرمندہ ہو کر واپس
چلے گئے ۔حضرت علی المرتضیٰؓ نے آ قاﷺ کے فرمان کے مطابق صبح ہوتے ہی لوگوں
کو امانتیں واپس کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب سفر ہجرت شروع
کر دیا۔آپؐ قبا کے مقام پر آ قاﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا ملے تھے
آ قاﷺ نے قبا کے مقام پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی تھی جس کی تعمیر میں آپؐ نے بھی
آ قاﷺ کے شانہ بشانہ حصہ لیا تھا وہ مسجد جمعہ کے روز مکمل ہوئی آ قاﷺ نے جمعہ کی
نماز بھی اسی مسجد میں ادا کی تھی اس لئے تاریخ میں یہ مسجد "مسجد جمعہ "کے نام
پر مشہور ہو گئی ۔غزوات نبوی میں خواہ وہ بدر واحد ہوں یا احزاب وحنین بنو قریظہ کے
خلاف معرکہ ہو ہر موقع پر حضرت علی المرتضیٰؓ کے کارنامے اتنے نمایاں رہے کہ
غزوات نبوی کا کوئی معرکہ آپ کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے اس کے علاوہ آپؐ کی
سرگرمی میں کئی مہمیں بھیجی گئیں تھیں ۔جب حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت ہوئی تو اس
کے بعد تین دن مسند خلافت

خالی رہی تھی۔ باغی پورے مدینہ منورہ میں دندناتے پھر رہے تھے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے چوتھے دن مدینہ منورہ کے اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان مہاجرین اورانصار نے حضرت علیؓ کو خلفیہ بننے کا مشورہ دیا تھا کہ آپؓ مسند خلافت کی تمام تر ذمہ داریاں سنبھالیں آپؓ نے خلیفہ بننے سے یکسر انکار کر دیا تھا۔اس دوران حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ حضرت زبیر بن العوامؓ حضرت سعدابن وقاصؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی خلیفہ بننے کی پیش کش کی گئی تھی۔ لیکن ان تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خلیفہ بننے سے انکار کر دیا تھا۔ باغیوں نے اہل مدینہ کو مخاطب کرکے یہ اعلان کیا کہ تم دو دن کے اندر اپنا خلفیہ نامزد کرلو کیونکہ تمہارا حکم امت محمدیہ ﷺ پر نافذالعمل ہے ہم اس خلیفہ کی بیت کرکے واپس چلے جائیں گے ورنہ ہم تمام اکابر کو قتل کردیں گے اہل مدینہ نے باغیوں کا یہ اعلان سنا تو حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے تھے اورآپؓ کو خلافت کرنے کے لئے قائل کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپؓ نے منصب خلافت قبول کرلیا۔ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد آپؓ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لے گئے تھے اور منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا تھا۔ خطبہ خلافت سے فارغ ہونے کے بعد آپؓ کے سامنے سب سے اہم مسئلہ حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلوں کو تلاش کرکے ان کو سزا دینا تھا آپؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلوں کی پہچان کے لئے حضرت عثمان غنیؓ کی زوجہ حضرت نائلہؓ سے ملاقات کی اوران سے قاتلوں کے بارے میں دریافت کیا۔ جس گروہ سے قاتلوں کا تعلق تھا ان پر کسی کا قابو نہ تھا۔ وہ

جماعت جس میں حضرت عثمان غنیؓ کے قاتل شامل تھے انہوں نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اپنے آپ کو حضرت علیؓ کا زبردست حامی ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا ان حالات میں قصاص لینا آسان نہیں تھا۔ آپؓ کا سارا زمانہ خلافت جنگوں اور فتنوں فساد کی نذر ہو گیا تھا جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ آپؓ لوگوں کو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور کے مطابق چلانا چاہتے تھے جب کی دولت کی فراوانی اور خوشحالی نیز اعمال کی بداعتدالیوں نے لوگوں کو ایک مختلف طرز زندگی کا عادی بنا دیا تھا۔ آپؓ کی دانش مشورے اور رائے پر حضرت عمر فاروقؓ جیسا شخص اعتماد کرتا تھا۔ آپؓ کی خلافت چار سال نو ماہ اور چند دن رہی۔

سترہ رمضان المبارک 40 ہجری بروز جمعہ فجر کے وقت خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی اپنے دو ساتھی شبیب اور وردان کے ہمراہ جامع مسجد کوفہ میں پہنچے اور تینوں مسجد کے ایک کونے میں چھپ گئے۔ جس وقت آپؓ نماز فجر کے لئے تشریف آئے تھے اس وقت شبیب نے آپؓ پر پہلا وار کیا اور اس کے بعد عبدالرحمٰن ابن ملجم نے دوسرا وار کیا وار دن یہ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا تھا شبیب بھی وار کرنے کے بعد بھاگ نکلا تھا اور خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی پکڑا گیا تھا۔ حضرت علیؓ نے اپنے بھانجے حضرت ام ہانیؓ کے بیٹے حضرت جعدہؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اس دوران سورج طلوع ہو چکا تھا لوگ آپؓ کو زخمی حالت میں گھر لے گئے تھے اور خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی کو آپؓ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؓ نے اس بدبخت سے

پوچھا کہ تجھے کس چیز نے مجھے مارنے پر آمادہ کیا؟ خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی نے آپؓ کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس تلوار کو چالیس روز تک تیز کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو خلق کے لئے شر کا باعث ہو آپؓ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں تو اس تلوار سے مارا جائے گا۔ اس کے بعد آپؓ نے حاضرین محفل بالخصوص حضرت امام حسنؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اگر میں جانبر نہ ہو سکا تو تم اسے قصاص کے طور پر اسی تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر ڈالنا۔ آپؓ نے حالت زخمی میں اپنے بچوں کو چند نصیحتیں اور وصیت کی۔ آپؓ نے بچوں کو نصیحتیں اور وصیت کرنے بعد کلمہ توحید پڑھا اور اپنی جان اللہ کے سپرد کر دی۔ آپؓ نے 21 رمضان المبارک ۶۳ ہجری کو اس جہان فانی سے کوچ فرمایا آپؓ کو حضرت سیدنا امام حسنؓ حضرت سیدنا امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے غسل دیا۔ حضرت سیدنا امام حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپؓ نجف شریف میں مدفون ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ رب العزت آپؓ کی قبر انور پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے، انہی کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆ختم شد☆☆☆☆☆☆☆

تلاوتِ قرآن پاک کی فضیلت

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے "فرمایا" حسد دو شخصوں کے علاوہ کسی پر جائز نہیں ،ایک وہ جسے اللہ جل سبحانہ نے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی توفیق عطافرمائی ،اور پوری رات اسکی تلاوت میں مشغول رہے ،اور دوسراوہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال کی کثرت عطافرمائی ،اور دن رات اسکو اللہ کے راستے پر خرچ کرتا رہتا ہے "" (ت) اسے بخاری نے روایت کیا۔ الجامع الصحیح البخاری ، کتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، رقم الحدیث: ۵۲۰۵)

مشقت کے ساتھ تلاوت قرآن پاک کی فضیلت

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے" روایت فرماتی ہے ں کہ "قرآن کا ماہر اللہ عزوجل کے اعلیٰ ترین اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہے ،اور جسکی زبان اٹکتی ہو (اس حالت میں) تلاوت کرتا ہے اور اس میں بڑی دقت اُٹھاتا ہے تو اس کے لئے دُھرا اَجر ہے" (ت) اسے مسلم نے روایت کیا۔ (صحیح مسلم ۔کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل الماھر فی القرآن، رقم الحدیث : ۴۴۲)

۔ قاریقرآن کی تلاوت کرتے ہوئے سب حاجتیں پوری ہوتی ہے

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروفیت کے سبب ذکر اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی، میں (اللہ جل جلالہ) اسکو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسا کہ خود حق تعالیٰ جل سبحانہ کو تمام مخلوق پر (ت) اسے ترمذی نے روایت کیا"۔

(الجامع الترمذی، ابواب فضائل القرآن، رقم الحدیث: ۲۹۲۶)

قرآن مجید اللہ عزوجل کی ضیافت ہے

:قرآن مجید اللہ عزوجل کی ضیافت ہے

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین" دکھی دلوں کے چین ، ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے : "یہ قرآن مجید اللہ عزوجل کی، طرف سے ضیافت ہے تو تم اپنی اپنی اِستطاعت کے مطابق اُس کی ضیافت قبول کرو، بے شک یہ قرآن مجیداللہ عزوجل کی مضبوط رسی، نورِ مُبین اور نفع بخش شفا ہے، جو اِسے اختیار کرتا ہے اس کے لئے ڈھال اور جو اس پر عمل کرتا ہے اس کے لئے نجات ہے، یہ حق سے نہیں کہ اس کے ازالے کے لئے تھکنا پڑے اور یہ ٹیڑھی راہ نہیں کہ اسے سیدھا کرنا پڑے۔اسکے فوائد ختم نہیں ہوتے اور (یہ) کثرتِ تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا یعنی اپنی حالت پر قائم رہتا ہے) تو تم اسکی تلاوت کیا کرو اللہ عزوجل تمہیں ہر حرف) کی تلاوت پر دس نیکیاں عطافرمائے گا میں نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے، 'الف ایک حرف ہے، "لام" ایک حرف ہے، اور "میم" ایک حرف ہے" (ت)۔) حافظِ" قرآن اور اسکے والدین کی جنت میں قدر منزلت "حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا" یہ قرآن اپنے پڑھنے والے سے ایک تھکے ماندے شخص کی صورت میں قیامت کے روز اس وقت ملے گا جب وہ آدمی اپنی قبر کو چیرتا ہوا باہر آئے گا، اور یہ قرآن اُس سے پوچھے گا کہ مجھے

پہچانتے ہو ؟تو وہ (صاحبِ قبر) کہے گا اپنا تعارف کروایئے !،تو وہ کہے گا میں تیرا دوست قرآن ہوں جس نے تجھے سخت گرمی میں پیاسا رکھا ،تجھے راتوں کو جگایا،اور ہر تاجر اپنی تجارت کا فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے ،آج میں تیرے پاس تیری ہر تجارت کا نفع ہوں ، چنانچہ قرآن پاک کی سفارش پر)قرآن پڑھنے والے کے دائیں ہاتھ میں بادشاہی اور) بائیں ہاتھ (جنت) میں ہمیشگی کا پروانہ عطاکیا جائے گا ،اور اِسکے سر پر وقار اور عزت کا تاج سجایا جائے گا۔اور اسکے والدین کوایسے دو قیمتی لباس پہنائے جائیں گے جس کے مقابلے میں دنیا و مافیہا کی ساری دولت ہیچ ہو گی ،تو قاری (قرآن پڑھنے والے)کے والدین عرض گزار ہونگے کہ اے ہمارے پروردگار جل وعلاہماری یہ عزت کس وجہ سے کی جارہی ہے ،انہیں جواب دیاجائے گا کہ اپنے بیٹے کو قرآن مجید پڑھانے کے بدلے میں ،(تو یہ ہے ،صرف قرآن پڑھانے کا صلہ اور جو اپنی اولاد کو صحیح العقیدہ عالمِ دین بنائے تو اسکا کتنا اعلیٰ مقام ہو گا؟ سبحان اللہ)،اور قاری (،و حافظ) قرآن سے کہا جائے گا کہ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتا تھا اس انداز سے جنت کے درجات چڑھتا جا اور تلاوت کرتا جا۔(اور ایک روایت کے مطابق کہ تیرا آخری درجہ وہی ہوگا جہاں قرآن کی آخری آیت ہوگی) ""(ت) اسے کنزالعمال نے روایت کیا۔

نماز میں تلاوتِ کلام پاک کی اہمیت

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ جب گھر واپس آئے تو تین اُونٹنیاں حاملہ ،بڑی اور موٹی اس کو مل جائے ۔۔؟"ہم نے عرض کی کہ بیشک (ضرور پسند کرتے ہیں)تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا " کوئی تین آیات جن کو تم میں سے کوئی نماز میں پڑھ لے ،وہ تین حاملہ بڑی اور موٹی اونٹنیوں سے افضل ہیں " (ت)اسے مسلم نے روایت کیا۔

موت کی یاد اور تلاوت سے دلوں کا زنگ دور)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جس طرح لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے اسی طرح دلوں کو بھی زنگ لگ جایا کرتا ہے، صحابہ ئ کرام نے پوچھا گیا کہ دلوں کے اس زنگ دور کرنے کا کیا طریقہ ہے ۔۔؟آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا" (ت)اسے بیہقی نے روایت کیا۔

بیماری ایک بہت بڑی نعمت

بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کے منافع بے شمار ہیں اگرچہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقتاً راحت وآرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بیماری سمجھتا ہے حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے حقیقی بیماری امراض روحانیہ ہیں کہ یہ البتہ بہت خوف کی چیز ہے اور اسی کو مرض مہلک سمجھنا چاہیے بہت موٹی سی بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا اور توبہ استغفار کرتا ہے اور یہ بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا۔

حضرت عامر الرامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ مومن جب بیمار ہو پھر اچھا ہو جائے اس کی بیماری گناہوں سے کفارہ ہو جاتی ہے اور آئندہ کے لئے نصیحت اور منافق جب بیمار ہو اور پھر اچھا ہو اس کی مثال اونٹ کی ہے کہ مالک نے اُسے باندھا پھر کھول دیا تو نہ اُسے یہ معلوم کہ کیوں باندھا نہ یہ کہ کیوں کھولا۔ ایک شخص نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! بیماری کیا چیز ہے؟ میں تو کبھی بیمار نہ ہوا"۔ "فرمایا ہمارے

پاس سے اٹھ جاکہ تو ہم میں سے نہیں"۔ (ابوداؤد) حضرت عثمان غنیؓ کاارشادہے۔"جس شخص کو دوسال تک کوئی تکلیف نہ پہنچے وہ سمجھ لے کہ اس کاخدااس سے ناراض ہے"۔

حضرت ابوہریرہؓ وابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا" مسلمان کوجوتکلیف وہم وحزن واذیت وغم پہنچے یہاں تک کہ کانٹاجواس کولگتاہے اللہ تعالیٰ ان (کے سبب اس کے گناہ مٹادیتاہے"۔ (بخاری شریف، مسلم شریف

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایاکہ مسلمان کے مسلمان پرچھ حق ہیں۔عرض کیاگیایارسول اللہ ﷺ ! وہ کون کونسے ہیں توفرمایا"جب تواُسے ملے توسلام کرے،جب وہ تیری دعوت کرے توقبول کرے،جب وہ تجھ سے خیرخواہی چاہے تواس سے خیرخواہی کر،جب چھینک لے کرالحمدللہ کہے تواس کاجواب دے یعنی یرحمک اللہ کہے،جب بیمارہوجائے تواُس کی بیمارپُرسی کر،جب وہ مرجائے تواُس (کے جنازہ کے ساتھ جائے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کہ ہے اللہ کے محبوب ﷺ نے ہمیں بیمار کی مزاج پُرسی، جنازوں کے ساتھ جانے، چھینکنے والے کے لئے "یرحمک اللہ" کہنے، قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے، مظلوم کی امداد کرنے، دعوت دینے والے کی

دعوت قبول کرنے اور سلام کو عام کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری، مسلم) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ فرمایا" بیشک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: "اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پُرسی نہ کی "۔ بندہ عرض کرے گا "اے میرے رب میں تیری بیمار پُرسی کیسے کرتا تُو تو رب العالمین ہے" (یعنی خدا کیسے بیمار ہو سکتا ہے کہ اس کی عیادت کی جائے) ارشاد ہوگا: "کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور اس کی تو نے بیمار پُرسی نہ کی کیا تو نہیں جانتا کہ اگر اس کی بیمار پُرسی کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے نہ دیا" بندہ عرض کرے گا "اے میرے پروردگار میں تجھے کس طرح کھانا دیتا تو تو رب العالمین ہے" ۔ "ارشاد ہوگا کیا تجھے نہیں معلوم کی میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے نہ دیا کیا تجھے نہیں معلوم کہ اگر تو نے دیا ہوتا تو اسکو (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا۔ اے ابنِ آدم میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے نہ دیا"۔ بندہ عرض کرے گا "اے میرے پروردگار میں تجھے کیسے پانی دیتا تُو تو رب العالمین ہے ارشاد ہوگا میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اسے نہ پلایا اگر (پلایا ہوتا تو میرے یہاں پاتا"۔ (مسلم شریف

یومِ آزادی، تاریخ اور تقاضے

، تحریر: فتح محمد عرشی پائی خیل

دلیل صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی ۔
افق سے آفتاب اُبھرا، گیا دورِ گراں خوابی

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شُکر ہے کہ آج ہم پاکستان کا 69 واں یومِ آزادی بڑے جوش وخروش سے منا رہے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی سوچا کہ ہم اس دن گھروں اور بازاروں کو کیوں سجاتے ہیں؟ رات کو چراغاں کیوں کرتے ہیں؟ پاکستانی پرچم والی جھنڈیاں کیوں لگاتے ہیں؟ سبز ہلالی پرچم کیوں لہراتے ہیں؟ اس کا جواب تلاش کرنے کے لئے ہمیں ایک صدی پیچھے جانا پڑیگا۔

یہ اُس وقت کا قصہ ہے جب انگریز ہم پر حکومت کر رہے تھے۔ برصغیر میں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ہم مسلمانوں کو اپنا غلام بنالیں۔ گویا برصغیر کے مسلمان مایوسی کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے۔ ان حالات میں رحمتِ خداوندی جوش میں آئی۔ شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے پاکستان کا خواب دیکھا تو ہمیں امید کی کرن نظر آئی۔

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں ۔

دھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسا لیڈر عطا کر دیا جو تھا تو دُبلا پتلا، مگر در حقیقت وہ عزم و ہمت کا پہاڑ تھا۔ جو بھی رکاوٹ اس کے راستے میں آئی، وہ اس کی ٹھوکروں سے اُڑ گئی۔ اس نے دلوں کو یقین کی روشنی سے بھر دیا۔ اس نے انگریز حکومت اور ہندو سامراج کے خلاف دوہری جنگ لڑی، اور جیت کر دکھائی۔ ہندوؤں کا ''اکھنڈ بھارت'' کا تصور خاک میں ملا دیا۔ اور دنیا کے نقشے پر ایک آزاد ملک ''پاکستان'' کا اضافہ کر دیا۔

یوں دی ہمیں آزادی کہ دنیا ہوئی حیران ۔
اے قائدِ اعظم ! تیرا احسان ہے احسان

دوستو ! پاکستان ہمیں یوں ہی مفت میں نہیں مل گیا اس کے حصول کے لئے برصغیر کے مسلمانوں نے ان گنت قربانیاں دیں۔ ہزاروں عصمتیں لٹیں۔ لاکھوں گھر برباد ہوئے ۔تب جا کر پاکستان بنا۔ اس کی بنیادوں میں شہیدوں کا لہو شامل ہے۔

یہ کیا تھا؟ کس لئے تھا؟ تڑ عا کیا، ماجرا کیا تھا؟ ۔
مجھے معلوم ہے یہ جُزو دو حرف ''لاالٰہ'' کیا تھا؟

یہ ساری کاوشیں تھیں دین کی، ایمان کی خاطر
ہزاروں کلفتیں تھیں ایک پاکستان کی خاطر

اگست 1947 کو جب پاکستان بنا تو یہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست تھی ۔ لیکن 14 افسوس کہ ہم قائد کی امانت کی حفاظت نہ کر سکے اور 1971 میں مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔ اور ہم سے یہ اعزاز چھن گیا۔

شرق سے غرب تک میری پرواز تھی ۔
میں تو شاہین تھا ذہنِ اقبال کا
ایک بازو پہ اُڑتا ہوں میں آج کل
!دوسرا دشمنوں کو گوارا نہ تھا

دوستو! کبھی سوچا کہ ایسا کیوں ہوا؟ ہم دن بدن ذلت کی پستیوں میں کیوں گرتے جا رہے ہیں؟ صرف اس لئے کہ ہمیں انتشار، نااتفاقی، بے ایمانی اور تعصب جیسی مہلک بیماریوں لاحق ہو چکی ہیں۔ ہم 14 اگست کے دن تقریریں کرتے ہیں۔ وطن سے محبت کے دعوے کرتے ہیں اور پھر۔۔۔۔۔ اگلے دن بھول جاتے ہیں۔

آیئے !آج ایک بار پھر یہ عہد کریں کہ ہم پاکستان کی حفاظت ، سالمیت اور ترقی کے لئے جان بھی قربان کر دیں گے ۔ کیونکہ پاکستان ہماری پہچان ہے۔ پاکستان ہے تو ہم ہیں یہ !نہیں تو ہم بھی نہیں۔ اور ہاں ۔۔۔۔ اس بار اس عہد کو بھولنا مت

خدا کرے کہ میری ارضِ پاک پر اُترے ۔

وہ فصلِ گُل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو

یومِ آزادی اور ہماری ذمہ داری

آج کا دن (14 اگست) پاکستان کے مسلمانوں کے لئے خصوصی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ چودہ اگست کو واحد اسلامی ملک پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر دنیا کے نقشے پر معرضِ 1947 وجود میں آیا۔

دنیا میں انسان کو سب سے زیادہ دو چیزیں عزیز ہوتی ہیں ایک جان دوسری اولاد، یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ وطن عزیز ملک پاکستان کے حصول کی خاطر ہمارے اسلاف (بزرگوں) نے اپنا تن من دھن سب کچھ نچھاور کیا۔ قیامِ پاکستان کے وقت دی جانے والی قربانیوں کا ہم بغور مطالعہ کریں تو دل خون کے آنسو روتا ہے ۔جب مسلمان، انگریز کے غلام تھے۔ کیونکہ غلامی غلامی ہوتی ہے چاہے ایک لمحہ کی بھی کیوں نہ ہو؟

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں ۔
جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اللہ پاک اور اس کے محبوب ﷺ کا فضل و کرم ہوا مسلمانوں کے آپس میں باہمی اتفاق واتحاد اور قائدِ اعظم محمد جناحؒ کے خلوص کی وجہ سے یہ عظیم اسلامی سلطنت دنیا کے نقشے پر وجود میں آئی۔ ہندوؤں نے بڑی بڑی مکاریاں کی مختلف حربوں سے

پاکستان کی مخالفت کی انگریزوں نے بھی کوئی کسر روا نہ رکھی بلکہ ہر قسم کی رکاوٹیں پیدا کیں۔ بہرحال ان کی مخالفتوں اور رکاوٹوں سے بنتا کیا۔ کیونکہ

مُدّعی لاکھ بُرا چاہے تو کیا ہوتا ہے ۔

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

مسلمان آپس میں متحد تھے ۔ رحمتِ خداوندی کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے تھے ۔ حالانکہ پاکستان اور مسلمانوں کے حریف تو بہت تھے لیکن ان کو پتا نہ تھا کہ مسلمانوں کی غیبی مدد کی جارہی ہے۔ نصرتِ الٰہی سے پاکستان بن کر رہنا تھا اور بن کر ہی رہا ان شاء اللہ قیامت تک قائم ودائم رہے گا۔ اس وقت مسلمانوں کا مطالبہ حق اور صداقت پر مبنی تھا۔ اِس لئے حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ دشمن کے ناپاک عزائم خاک میں مل گئے ۔ بندہ مومن کا کام ہے ارادہ کرنا اس کو پھل لگانا میرے اور تمہارے خالق اللہ رب العالمین کے ذمہ کرم ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا

ہم تو تقدیر کے بندے ہیں ہمیں کیا معلوم ۔

کون سی بات میں کیا مصلحت یزداں ہے

اور پھر اپنی شکایت سے بھی کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

وطنِ عزیز کی بنیادیں استوار کرنے کے لئے متحدہ مسلمانوں کی ہڈیاں اینٹوں کی جگہ گوشت گارے کی جگہ ،اور خون پانی کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ جن کی عظیم قربانیوں کے، بعد وطن عزیز پاکستان کا قیام وجود عمل میں آیا۔ بالآخر 14 اگست 1947 کو پاکستان بن گیا۔

شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ حکیم الامت کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنی شاعری کے ذریعے امت مسلمہ کو ایک کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کا پیغام دیتے رہے۔

علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء میں اپنے خطبہ آلہ آباد میں برصغیر کے مسلمانوں کے سامنے ایک الگ مملکت کا تصور پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان اور ہندو مذہب در حقیقت دو مختلف اور جداگانہ تمدن ہیں۔ اور ان کے لئے لازماً ایک علیحدہ ملک اور ریاست کی ضرورت ہے۔ قیام پاکستان کی راہ میں حائل ہونیوالی باقی مشکلات پر قائد ملت اسلامیہ قائداعظم محمد علیؒ کی منفرد قیادت نے اکیلے قابو پالیا۔ کیونکہ مسلمان قائداعظم کی قیادت میں مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو چکے تھے۔ اور ہمہ تن آزادی کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ مسلمانوں کو بھی اپنے قائد پر پورا اعتماد تھا کہ ہمارا قائد کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرے گا۔ اس وقت وطن عزیز کا نام برطانیہ میں زیر تعلیم ایک مسلمان نوجوان چودھری رحمت علی نے ”پاکستان“ تجویز کیا تھا۔ 23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کے تاریخی

اجلاس میں علیحدہ ریاست کی تجویز سامنے آئی۔ یہ اجلاس اُسوقت لاہور کے منٹو پارک'' جسے آج کل'' اقبال پارک'' کے نام سے پکارا جاتا ہے میں منعقد ہوا تھا'' ۔جہاں پر مسلم لیگ کی جانب سے ایک قرارداد منظور کی گئی ۔جسے ''قراردادلاہور'' کے نام سے مَوسوم کیاگیا تھا۔اس قرارداد میں یہ اعلان کیاگیا تھا کہ مسلمان ہندا پنے مخصوص فلسفۂ زندگی ، سماجی روایات اورمذہب کی بنیادپر ہندوؤں سے الگ اور مستقل قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس تاریخی ،مذہبی اور سماجی تشخص کوبرقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک الگ ریاست قائم کی جائے''۔1942ء تک اس قرارداد کو''قراردادلاہور''ہی کہاجاتارہا۔لیکن بعد میں غیر مسلم اخبارات نے اسے قراردادپاکستان''کانام دے دیااوراس کی سخت مخالفت کرناشروع کردی۔یکم مارچ'' کو قائدملت اسلامیہ قائداعظم محمد جناحؒ نے اسلامیہ کالج لاہورکے وسیع وعریض1942 میدان میں قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ''ہم نے ''قراردادلاہور'' کو''قراردادپاکستان''کانام نہیں دیا تھالیکن اگرہمارے دشمن ہمیں چڑانے کے لئے اس نام کواستعمال کررہے ہیں۔توہم اس سے چڑیں گے نہیں بلکہ اب اسے ''قراردادِ لاہور''کی بجائے ''قراردادپاکستان''کے نام سے پکاریں گے۔

وطن عزیزپاکستان جس کی عظمت کوآج پوری دنیامانتی ہے۔اس لئے ہمیں بھی وطن سے محبت کرنی چاہیے۔اس کے بانی سے عقیدت اوراس کے مصوّرسے دل لگاؤرہناچاہیے۔کیونکہ جس وطن عزیزکے قیام کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی

بے شمار قربانیاں پیش کیں۔اتنی گراں قدر تخلیق کا اندازہ تو وہی لگا سکتا ہے جس نے تعمیر پاکستان میں اپنے تن من دھن قربان کیا ہو۔بس ہم نے تو یہی سوچ رکھا ہے جیسے باپ دادا کی وراثت میں یہ وطن عزیز ملا ہو۔حالانکہ پاکستان کے حصول کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے شہادت کا جام نوش کیا۔کتنی ماؤں کے سامنے ان کے بچے قتل کیے گئے۔جو ساری عمر اپنے والدین کی شفقت کے لئے ترستے رہے ہوں گے۔بے بسوں کے سامنے ان کے خاندانوں کے افراد کو کمروں میں بند کرکے نذر آتش کیا گیا۔ہزاروں عصمتیں لٹنے ،لاکھوں گھر اجڑنے کے بعد پاکستان بنا۔

زندہ آزاد و مختار قومیں ہمیشہ اپنے وطن سے کھل کر محبت اور اپنی آزادی کا جشن بھی شایان شان طریقے سے مناتی ہیں۔کیونکہ آزادی کی خوشیاں منانا ان خوشیوں میں شریک ہونا ان کی رونقیں دوبالا کرنا یقیناً زندہ اور محب وطن قوموں کا شیوہ ہے۔خالق کائنات مالکِ ارض و سماوات قرآن مجید میں بھی ہمیں یہی حکم دیتا ہے کہ جب بھی کسی نعمت کا تم پر حصول ہو تو اس پر خوب خوشی کا اظہار کرو۔یعنی کہ سجدہ تشکر بجالاؤ۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''اگر تم میرا شکر ادا کروگے تو میں تمہیں اور دونگا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے''۔

قیام پاکستان سے قبل پورے برصغیر پر انگریزوں کا قبضہ رہا ہے۔حالانکہ انگریزوں کے قبضہ سے پہلے مسلمانوں کی حکومت تھی۔جب انگریز قابض ہوئے تو مسلمان غلامی

کی زندگی بسر کرنے لگے۔ مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم وستم ہونے لگے۔ بالآخر مسلمانوں نے متحد ہو کر مسلسل دن رات محنت کی۔ جو شخص جتنی محنت کرتا ہے اس کا پھل اللہ پاک اس کو ضرور عطا کرتا ہے۔ مسلمانوں کی دن رات مسلسل محنت رنگ لے آئی اور اللہ پاک نے آج کے دن یعنی 14 اگست 1947 کو مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی سے نجات بخشی۔ اور اسطرح مسلمان اپنا الگ وطن ملک پاکستانِ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

دوستو! وطن عزیز پاکستان کی آزادی اللہ تعالیٰ کی کسی بڑی نعمت اور فضل وکرم سے کم نہیں۔ کیونکہ اللہ رب العالمین نے 14 اگست 1947 کے دن مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلا کر انہیں ایسا خطہ ارضِ پاک عطا کیا جو ہر قسم کے معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ قدرت نے پاکستان کو ہر نعمت سے نوازا ہے۔ جس کی وادیاں اپنے اندر رعنایاں لیے ہوئے ہیں۔ دریاؤں، ندیوں، نالوں کی عرفات ہے۔ جس سے زمینوں کو سیراب کیا جا رہا ہے۔ ہرے بھرے اور وسیع وعریض کھیت سونا اُگل رہے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم اور بزرگوں کی قربانیوں کے بعد ہمیں ہر قسم کی آزادی اور ہر قسم کا سامان عیش وعریش کے لئے میسر ہے۔ ملک کے اندر بسنے والے ہنر مند ہیں۔ تجارتی، زرعی، صنعتی اور دیگر میدانوں میں اپنا لوہا منوا کر ترقی کر رہے ہیں۔ جب کہ جنگی میدان میں بھی اپنی مہارت منوا چکے ہیں۔ منوا رہے ہیں اور منواتے رہیں گے۔

ملک پاکستان ہمارا وطن ہے۔ وطن اس جگہ یا مقام کو کہتے ہیں جہاں انسان اقامت پذیر ہوتا ہے۔ جب انسان کسی جگہ پر اپنی قیمتی زندگی کا کچھ اہم حصہ گزار لیتا ہے۔ تو انسان کو اس جگہ سے فطری طور پر محبت ہو جاتی ہے۔ پھر جب کسی مجبوری کے تحت انسان اس سرزمین سے جدا ہوتا ہے تو اس کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ جلد سے جلد اپنے وطن یعنی پہلی منزل تک پہنچ سکوں۔ اس بات میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے کیونکہ اس کا ثبوت حدیث نبوی ﷺ سے ملتا ہے۔ اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ نے ارشاد فرمایا ''حب الوطن من الایمان'' ''وطن کی محبت ایمان کا حصہ /علامت ہے''۔ جب آپ ﷺ مکۃ المکرمہ سے ہجرت فرمانے لگے تو اس وقت آپ ﷺ کی کیفیت کا یہ عالم تھا۔ حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراءؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام حزورہ پر کھڑے ہو کر فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! اے مکہ تو اللہ تعالیٰ کی ساری زمین سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کو ساری زمین سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے تجھ سے نکل جانے پر مجبور نہ کیا جاتا تو میں ہرگز نہ جاتا (ترمذی، ابن ماجہ) ابن شہابؒ فرماتے ہیں۔ حضرت اصیل غفاریؓ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات پر حجاب فرض ہونے سے پہلے ام المومنین سیدتنا عائشۃ الصدیقہؓ کے پاس تشریف لائے تو آپؓ نے حضرت اصیل غفاریؓ سے پوچھا مکہ مکرمہ کو کیسا پایا۔ تو آپؓ نے بعض اوصاف بیان فرمائے ۔ پھر آپ ﷺ آئے اور آپ ﷺ نے پوچھا مکہ مکرمہ کو تم نے کیسا پایا تو آپؓ نے کچھ اوصاف بیان فرمائے تو آپ ﷺ دل برداشت ہوئے اور فرمایا ''اصیلؓ بس کرو ہمیں مکہ شریف کے

اوصاف بیان کرکے غمزدہ نہ کرو''۔جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اورمدینہ منورہ کواپنا مسکن بنایااس وقت آپ ﷺ مدینہ منورہ سے سفرکے لئے باہر نکلتے اور واپس پھرمدینہ منورہ آتے آپ ﷺ کی کیفیت کایہ عالم ہوتا ؟سیدنا انسؓ فرماتے ہیں جب آپ ﷺ کسی سفر سے آتے تومدینہ شریف کی اونچی سڑکیں اور منزلیں دیکھ کرخوش ہوتے اوراونٹنی تیزی سے اس کی طرف دوڑادیتے تھے اوراگر کوئی دوسراجانور ہوتاتواس کوحرکت دیتے''۔بخاری شریف

سیدنا بلال حبشیؓ کے بارے میں آتاہے کہ مکہ مکرمہ کویاد کرتے اورکہتے کہ کوئی مجھے حوصلہ ہی دے دے کہ میں پھرمکہ مکرمہ جاؤں گااورفلاں فلاں کنوئیں سے پانی پیوں گا۔حالانکہ سیدنا بلال حبشیؓ کامکہ مکرمہ اصل وطن بھی نہ تھا۔لیکن پھر بھی جتنی زندگی مکہ مکرمہ میں گزاری زندگی کے ان دنوں کو بھولنا گوارانہ کیااورمکہ مکرمہ سے جدائی کاافسوس رہا۔اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام مصرکے بادشاہ تھے لیکن ان کادل ہروقت اپنے وطن کنعان کی محبت میں دھڑکتا رہتا تھا۔

وطن پر فدا ہر مسلمان ہے ۔
کہ حبِ وطن جزوِایمان ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے پتاچلاکہ وطن سے محبت کرنادرست ہے۔انسان کووطن سے محبت کرنی چاہیے۔وطن پرست نہیں ہوناچاہیے۔کیونکہ وطن سے محبت اورایمان کے

درمیان تلازم نہیں۔اسی طرح ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ وطن سے محبت ہو مگر ایمان کا وجود بھی نہ ہو۔جیسے کفار و مشرکین کو صرف وطن سے محبت ہوتی ہے ان کے دل ایمان سے تو خالی ہوتے ہیں۔اس لئے یہ ضروری ہے کہ جہاں وطن کی محبت پائی جائے وہاں ایمان کا ہونا ضروری ہے۔انسان کو اصل اور حقیقی محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہونی بے حد ضروری ہے۔کیونکہ جس کے دل میں اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی محبت نہیں اس کا کوئی وجود نہیں چاہے وہ جس سے محبت کرتا رہے یا کوئی نیکی کرتا رہے۔جس طرح ہر چیز کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے۔دین اسلام کی بنیاد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ،اتباع، پیروی میں ہے۔حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''تم میں کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے والد اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ ہوں''۔بخاری شریف

یقیناً یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ زندہ قومیں ہمیشہ اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کو پس پردہ ڈال کر اپنے وطن سے کھل کر محبت کرتی ہیں۔تو اِس لئے ہر محب وطن پاکستانی کا یہ حق بنتا ہے کہ اپنے پیارے وطن پاکستان سے محبت کرے۔اور دوسرا ہمارا یہ قومی اور اخلاقی فریضہ بنتا ہے کہ ہم نئی نسل جو پاکستان کا قیمتی اثاثہ ہیں جنہوں نے اس وطن عزیز کی باگ دوڑ سنبھالنی ہے اس لئے نئی نسل کو قیامِ پاکستان کے لئے دی جانیوالی قربانیوں سے روشناس کرانا ان کی یاد تازہ کرنا ہمارا ملی فریضہ ہے۔کیونکہ یہ بات ہر کسی پر روزِ روشن کی طرح عیاں

ہے کہ یہ ملک لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں کا ثمر ہے اگر ہمارے بزرگ یہ قربانیاں نہ دیتے تو شاید آج بھی ہم آزاد نہ ہوتے؟ تحریک پاکستان میں صرف مرد نہیں بلکہ خواتین کا کردار بھی ہماری تاریخ کا سنہری باب ہے۔

آج بھی ملکی درپیش مسائل اور چیلنجز سے نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہمیں قیامِ پاکستان اور 1965ء کی جنگ آزادی والا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ کیونکہ وطن عزیز پاکستان اسلامی ریاست اور ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود بے شمار مسائل اور تنزلی کا شکار ہے۔ جن سے نجات کا واحد ذریعہ مخلص قیادت کا چناؤ اور نوجوانوں میں بالخصوص قیامِ پاکستان والا جذبہ بیدار کرنا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت مجدد دینِ وملت الشاہ امام احمد رضا خان نے سب سے پہلے 67 سال کی عمر میں دو قومی نظریہ پیش کیا اور دنیا پر واضح کیا کہ ہندو الگ قوم ہے اور مسلمان الگ قوم ہے۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی الشاہ امام احمد رضا خانؒ کی نگاہ برصغیر پاک وہند اور دنیا کی سیاست پر بھی تھیں آپؒ نے برصغیر میں اسلامی اقدار کو سر نو زندہ کرنے اور مسلمانوں کو ان کی گمشدہ میراث واپس دلانے کے لئے بہت جدوجہد کی۔ آپؒ کے زندہ کارناموں میں سے ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپؒ تحریک آزادی کے علمبردار اور دو قومی نظریہ کے نقیب تھے اس لئے آپؒ نے تحریک عدم تعاون اور ترکِ موالات کے زمانے میں متحدہ قومیت کے نظریے کو باطل

قرار دیا اور مسلمانانِ برصغیر کو ہندوؤں اور انگریزوں کی سازشوں سے خبردار کیا آپؒ نے کبھی کسی انگریز یا ہندو کی عدالت میں حاضری نہیں دی تھی حتیٰ کہ آپ ڈاک کا ٹکٹ ہمیشہ الٹا چسپاں کیا کرتے تھے۔اس ٹکٹ کو الٹا چسپاں کرنے کی اہم وجہ یہ تھی کہ اس ڈاک کے ٹکٹ پر انگریز ملکہ یا بادشاہ کی تصویر ہوا کرتی تھی۔

محسن ملت اسلامیہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے بارے میں فرماتے ہیں آج سے سو سال قبل جب انگریز ہندوؤں کے ساتھ ساز باز کرکے ہند کی معیشت پر قابض ہوئے تو مسلمانوں کے تشخص اور تعلیمی نظام کو زبردست دھچکا لگا استعماری طاقتوں کے مذموم عزائم کی بدولت مذہبی قدریں زوال پذیر ہونے لگی تھیں اس پرآشوب دور میں اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا جیسی باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا کہ جن کی تصانیف،تالیفات اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب برپا کردیا۔امام صاحب کی شخصیت جذبہ عشق رسول ﷺ سے لبریز تھی۔آپکی ساری زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ آپؒ کی ذات نبی کریم ﷺ کے ساتھ وفاشعاری کا نشان مجسم تھی آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے سورج کو حرکت پذیر اور محوگردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپؒ کے دلائل بڑی اہمیت کے حامل ہیں آج جبکہ دوسری طرف ہمارا دشمن ہمیں

تباہ و برباد کرنے کے لئے گھات میں بیٹھا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ امام صاحبؒ کی تعلیمات سے بہرور ہو کر ہم آج بھی ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں

مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؛ ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طبّاع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتاوٰی کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے ۔ان کے فتاوٰی ان کی ذہانت ، فطانت، جودت طبع، کمال ثقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں ۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے ۔یقیناوہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کیا کرتے تھے ۔ لہٰذا انہیں اپنی شرعی فیصلوں اور فتاوٰی میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑی ۔

(حوالہ ہفت روزا فق کراچی 22تا28 جنوری 1979)

تحریک پاکستان میں علماء دیوبند میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے قیام پاکستان کے لئے انتھک جدوجہد کی۔ لیکن دارالعلوم والوں نے جو ان کے ساتھ حال کیا وہ ان کی کتاب مکالمۃ الصدرین میں موجود ہے۔ یہ ایک طویل فہرست ہے جس کی یہ مضمون گنجائش نہیں رکھتا اور اس مضمون میں کسی کی دل آزاری کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اس لئے اپنے مضمون کا اختتام اس بات پر کرتا ہوں کہ ہمیں اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم جشن آزادی گلی گلی، کوچہ ، کوچہ ، نگر نگر، قصبہ ، قصبہ میں شان و شوکت سے منا کر ملک دشمن قوتوں کو یہ پیغام دیں کہ ہم مردہ نہیں بلکہ

زندہ قوم ہیں۔ جو ہمارے وطن کی طرف میلی نگاہ سے دیکھے گا اس کو اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائیگا۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں نے پاکستان کی بنیاد اینٹ گارے سے نہیں بلکہ اپنے خون اور ہڈیوں سے رکھی تھی اور یہ ملک خداداد پاکستان کلمہ لا الہ الااللہ کے نعرے پر حاصل کیا گیا تھا اور یہی نظریہ پاکستان ہے آج ہمارے دشمن اس نظریہ کو ملیا میٹ کرنے کے ایجنڈے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس وقت تقاضا دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کا ہے نا کہ اس کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھانے کا۔ جب تک ہم اپنے اختلافات بھلا کر باہم متحد ہو کر جدوجہد نہیں کرتے اس وقت تک ہمارے دشمن ہم پر مسلط بھی رہیں گے اور ہماری بنیادیں بھی کھوکھلی کرتے رہیں گے۔ آج کے دن خصوصاً بالخصوص وطنِ عزیز کی خاطر اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کرنیوالوں کی یاد تازہ کرکے ان کو خراج تحسین اور بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔ اللہ پاک وطن عزیز پاکستان کو دن دگنی رات چوگنی ترقیاں عطا کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین طٰہٰ یٰسین

ستمبر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا ایک تاریخی اور یادگار دن 7

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا، زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں مَیں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

عقیدہ ختم نبوت دین اِسلام کی بنیاد، ہمارے ایمان کی روح اور مسلمانوں کی ایک بنیادی پہچان ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا مطلب ہے۔ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کریم کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کو جاننا اور اس پر ایمان ہر مسلمان پر فرض ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تعلق اسلام کے بنیادی عقائد سے ہے یعنی ایک مسلمان اس پر ایمان رکھے کہ حضور اکرم حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کا دین اور آپ ﷺ کی شریعت تمام گزشتہ شریعتوں اور ادیان کی ناسخ ہے۔ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ امام ابن کثیر، امام قرطبیؒ، امام غزالی نے اس پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی یہ ہیں کہ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس بات پر امت

کا اجماع ہو چکا۔ پوری امت محمدیہ ﷺ روز اوّل سے لیکر آج تک اس بات پر متفق ہے کہ حضرت سیدنا محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ تمام صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، آئمہ دین، مفسرین، محدثین، مؤرخین، مشائخ عظام اور علمائے کرام اور دیگر شعبہ زندگی کے تمام افراد کا اجماعی عقیدہ کہ حضور نبی کریم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری رسول اور نبی ہیں۔ جو شخص آپ ﷺ کے زمانے میں یا آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے کافر اور مرتد ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد نبوت و رسالت کے دروازے بند کر دیے گئے۔ جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ختم ہو گیا۔ اب قیامت تک کوئی نبی، رسول، کوئی شریعت اور کوئی کتاب نازل نہ ہو گی۔ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، کذاب، دجال اور کافر ہے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد بہت سے کذابوں نے نبوت کے دعوے کئے جن میں مسلیمہ کذاب اور دیگر شامل تھے۔ امیر المومنین سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کے خلاف جنگ کی اور اسے واصل جہنم کیا۔ اس جنگ میں سینکڑوں حفاظ کرامؓ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ المختصر عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر 100 سے زائد آیت قرآن مجید اور 200 سے زائد احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔

آج کا دن پاکستان کے مسلمانوں کے لئے خصوصی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس دن یعنی

ستمبر 1974 کو پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے مشترکہ طور پر (احمدیوں، مرزائیوں، 7 قادیانیوں) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ قرارداد حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے پیش کی تھی۔ جس کی رُو سے مرزائیوں کو مسلمان کہلانے سے روک دیا گیا اور مسلمانوں کی مساجد میں اپنی مخصوص عبادت کرنے سے بھی روک دیا گیا۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآاَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ (پارہ 22 الاحزاب آیت 40)

ترجمہ: محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو جاننے والا ہے۔

(قُلْ یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (پارہ 9 سورۃ الاعراف آیت 158

ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

احادیث مبارکہ ختم نبوت

(۔ان الرسالۃ والنبوۃ قدانقطعت فلارسول بعدی ولانبی بعدی۔ (جامع ترمذی شریف 1

ترجمہ: بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔

2۔انا اٰخر الانبیاء وانتم اخر الامم ترجمہ: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ (سنن ابن ماجہ)

3۔لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ (طبرانی شریف)

4۔''بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (بخاری)

5۔''میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اُس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ تو (سنو) وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو گئی ہے اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے جسے پُر کرنے کے لئے کوئی نبی آئے''۔ (بخاری شریف)

6۔''میں پیدائش میں سب سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں''۔ (کنزالعمال)

7۔''میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں زندگی میں پالوں اور اس شخص کا بھی (جو میرے بعد پیدا ہوگا''۔ (کنزالعمال)

8۔''میں آخر الانبیاء ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو''۔ (ابن ماجہ)

9۔''مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ ا۔ مجھے مختصر اور جامع بات

کہنے کی خوبی عطا کی گئی ہے۔ ۲۔ رعب کے ذریعے مجھے نصرت بخشی گئی (یعنی بڑے سے بڑا آدمی بھی مجھ سے مرعوب ہو جاتا ہے) ۳۔ میری امت پر غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ ۴۔ میرے لئے تمام رُوئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا (یعنی میرے امتی ہر جگہ نماز ادا کر سکتے ہیں)۔ ۵۔ مجھے تمام دنیا کے لئے رسول ﷺ بنایا گیا۔ ۶۔ مجھ پر انبیاء (کے آنے) کا سلسلہ (ختم کر دیا گیا"۔ (مسلم شریف، ترمذی، ابن ماجہ

۔ "قریب ہے میری امت میں تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے جن میں سے 10 ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی (نہیں ہو سکتا"۔ (صحیح مسلم شریف، ابوداؤد

۔ "میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس وقت آخری نبی لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام گندھی 11 (ہوئی مٹی کی حالت میں تھے"۔ (مشکوٰۃ شریف

مرزا قادیانی کون تھا؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے سکھ عہد میں ہندوستان کے صوبہ گورداسپور کے علاقہ قادیان میں حکومتِ برطانیہ کے زرخرید غلام خاندان مُغل برلاس سے تعلق رکھنے والے ایک شخص مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر جنم لیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی 1839 عیسوی میں پیدا ہوا۔ انگریز کی سازش اور اسکے حکم پر ایک نام نہاد مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ پہلے پہل اپنے آپ کو مثلِ مسیح کہا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی مثل ہوں۔ پھر عیسیٰ ابن مریم کہا۔ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو قرآن پاک میں آیت ہیں یا ان کے متعلق آسمان سے اترنے کی احادیث ہیں ان کی عجیب اور مضحکہ خیز تشریحات کیں اس سلسلے میں اگر مرزا کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو وہ اپنی زندگی اور ذاتی کردار کے اعتبار سے ایک ایسی شخصیت ہے کہ جس کو نسل انسانی میں شمار کرنا بھی انسانیت کی توہین ہے وہ عملی اعتبار سے بداخلاق ، فحش گو، افیونی، شرابی، زانی، بدکار، انسان نما بہروپیا تھا مرزا ایسی باتوں سے نبی تو کُجا ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتا آہستہ آہستہ جھوٹ بولتے بولتے اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ سب سے پہلے اس کی شیطانی فریب کاریوں کا نوٹس حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ نے لیا اور اس پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اس کے مکر و فریب سے مسلمان قوم کو بروقت خبردار کیا۔ اور پھر جب تمام بڑے بڑے مولوی اسکے دامِ فریب میں پھنس چکے تھے تو مرزا کے مناظرے کا چیلنج قبول کر کے اس کو لوگوں کے سامنے شرمندہ اور پوری دنیا میں ذلیل و خوار کرنیوالے جناب حضرت پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی والئی گولڑہ شریف تھے۔ یاد رہے علامہ شبیر احمد عثمانی قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کی نمازِ جنازہ پڑھا رہے تھے۔ ایک طرف غیر مسلم سفیر بیٹھے ہوئے تھے۔ پاکستان کے وزیرِ خارجہ سر ظفر اللہ خان، جو قادیانی تھے، وہ بھی اُن کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک غیر ملکی اخبار کے نمائندے نے اُن سے سوال کیا۔ آپ کے ملک کے بانی اور گورنر جنرل وفات پا گئے ہیں۔ آپ نے ان کی نمازِ جنازہ کیوں نہیں پڑھی ہے۔ سر ظفر اللہ نے جواب دیا" مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے

یاکافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ''۔اس طرح سر ظفراللہ خان نے تاریخ میں پہلی بار گواہی دی کہ قادیانی مسلمانوں سے الگ ایک فرقہ ہے۔اس طرح قادیانیت کا اصل چہرہ بے نقاب ہو کر پوری قوم کے سامنے آگیااس قسم کے واقعات نے پورے ملک میں آگ لگادی۔چنانچہ واقعات کے تسلسل کے نتیجہ میں 1953ء میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء ومشائخ،سیاسی کارکنوں اور عام لوگوں نے مل کر''تحریک ختم نبوت''کا آغاز کیاتو شمع ختم نبوت کے پروانوں نے حضور ختمی مرتبت نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے قربانیوں کی لازوال داستان رقم کی۔تحریک''تحفظ ختم نبوت''سے قادیانیوں اور قادیانیت نوازوں کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا تھا۔ابتدائی طور پر تحریک کا آغاز اگرچہ کراچی سے کیا گیا تھا مگر اس تحریک کو عروج اُس وقت ملا جب لاہور میں مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے جامع مسجد وزیر خان کو مرکز بناتے ہوئے تحریک کی قیادت اپنے ہاتھوں میں لیکر حکومتی ایوانوں میں زلزلہ اور قصرِ قادیانیت میں بھونچال واقع کردیا۔1953 میں تحریک ختم نبوت میں آپؒ کو پھانسی کی سزا بھی ہوئی تھی۔سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھری میں رہے اور 14 مئی 1953ء کو آپ کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کردی گئی۔پھر مئی 1955ء میں آپؒ کو باعزت بری کردیا گیا۔رہائی کے بعد پریس والوں نے ایک دفعہ آپ کی عمر پوچھی تو فرمایا''میری عمر وہ سات دن اور آٹھ راتیں ہیں جو میں نے ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کی خاطر پھانسی کی کوٹھڑی میں گزاردی کیونکہ یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی

مجھے اپنی اس زندگی پر ناز ہے''۔ یہاں یہ حقیقت بھی ریکارڈ پر رہنی چاہیے کہ عوامی سطح پر مرزائیت کے خلاف سب سے پہلی اور زوردار آواز حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے اُٹھائی تھی۔ جبکہ اُس وقت کے علماء قادیانیت اور اُس کے عقائد پر فتویٰ کفر لگا چکے تھے مگر اُن کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ علماء کے طبقے کی طرف سے ابھی تک نہیں کیا گیا تھا۔ بالآخر علماء اہلسنت خصوصاً علامہ شاہ احمد نورانیؒ صدیقی صاحب، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہریؒ، مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی و دیگر مشائخ عظام و علمائے کرام کی دن رات محنتوں سے حکومتِ پاکستان نے 7 ستمبر 1974ء کے مبارک دن قادیانیوں کو غیر مُسلم اقلیت قرار دیا۔

مرزا قادیانی کی چند کفریات

1۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا پھر میں نے آسمانِ دنیا کو پیدا کیا۔ (کتاب البریہ، آئینہ کمالاتِ اسلام) معاذاللہ

2۔ مرزا کہتا ہے کہ یہ (قرآن مجید) قادیان کے قریب نازل ہوا۔ یہ خدا کی کتاب (اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (حقیقۃ الوحی

3۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ واقعی قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں

نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن مجید میں درج کیا گیا ہے۔ مکۃ المکرمہ مدینۃ المنورہ اور قادیان۔

4۔ مرزا لکھتا ہے کہ میں نبی بھی ہوں اور رسول بھی ہوں اور خدا سے غیب کی خبر پانے والا بھی ہوں۔ مجھے اللہ نے وحی کی ہم نے تجھ کو (اے مرزا) تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

5۔ مرزا لکھتا ہے کہ خدا نے مجھ سے کہا آسمان سے کئی تخت (نبوت کے) اُترے پَر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ (حقیقۃ الوحی)

6۔ مرزا لکھتا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی) (معاذ اللہ)

میں آخر کار مرزا 26 مئی کو صبح سوا دس بجے ممتاز عالم دین پیر جماعت علی شاہ 1906 صاحبؒ کی پیشن گوئی کے مطابق ہیضے کی بیماری میں مبتلا ہو کر احمدیہ بلڈنگ میں بیت الخلاء کے اندر ہی مَرا اور قادیان میں دفن ہوا۔

پیغام ختم نبوت

اہل اسلام کے نزدیک تمام حسنات سے بڑھ کر نیکی ذکر مصطفیٰ اور تحفظ ناموس مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ہر مسلمان اپنے پیارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے آپ ﷺ پر درود و سلام کا تحفہ بھیجتا ہے۔ دیگر افعالِ شرعیہ پر عمل کر کے محبت رسول کریم ﷺ کا مظاہرہ کرتا ہے۔ درج بالا تحریر میں آپ احباب نے قرآن مجید اور احادیث

ختم نبوت کا مطالعہ کرکے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ ہو چکے ہیں ۔اسکے علاوہ مرزائیوں کے کفریات اور نظریات کو پڑھ کر اس باطل گروہ سے بھی آگاہ ہو چکے ہیں ۔حضور ﷺ کی ناموسِ رسالت اور آپ ﷺ کی ناموس عظمتِ ختم نبوت کا تحفظ ہم سب کا اوّلین فرض ہے آپ سب سے گزارش ہے کہ آپ ختم نبوت کا کام کیجیے چاہے آپ زندگی کے کسی شعبے میں بھی ہوں اس میں رہتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو تحفظ قادیانیوں کی کمپنی ہے (Shezan) ختمِ نبوت کے لئے صرف کیجئے۔یاد رکھیے ! شیزان جو مشروبات اور بہت سی دیگر مصنوعات بناتی ہے۔شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے۔ورنہ ہم بروز قیامت اللہ کے رسول ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے ؟؟؟۔۔۔۔

فرمُودۂ اقبالؒ

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسولؐ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفلِ ایام را
اُو رُسل را ختم و ما اقوام را
خدمتِ ساقی گری با ما گذاشت
داد ما را آخریں جامے کہ داشت
لا نبی بعدی ”مرا حسانِ خدا است“
بر درِ نا مُوسِ دینِ مُصطفیٰؐ است

عیدِ قربان کے فضائل و مسائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (ترجمہ) تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ سورۃ الکوثر

عیدالاضحیٰ " نوید و مسرت کا دن ہے جسے تین دن تک منانے کا حکم دیا گیا ہے۔ دراصل " ذوالحجہ کا مہینہ نہایت ہی عظمت اور مرتبے والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کا چاند نظر آتے ہی ہر دل میں اس عظیم الشان قربانی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جسکی مثال تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ مہینہ اس جلیل القدر پیغمبر کی یادگار ہے جن کی زندگی قربانی کی عدیم المثال تصویر تھی یہ پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل علیہ السّلام ہیں۔ سال کے بعد 10 ذی الحجہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر مسلمانانِ عالم اپنے خالق و مالک کے ساتھ اظہار و محبت کرتے ہوئے اس کے نام پر جانور قربان کرتے ہیں اور سنت ابراہیمی کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ درحقیقت اس قربانی کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمان اللہ پاک کی راہ میں اپنی عزیز ترین متاع کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں اور ہر امتحان میں ثابت قدم رہیں۔ آقائے دوجہاں سرور کون و مکاں ﷺ کی حیات طیبہ اپنے جدامجد حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہؑ کی طرح آزمائشوں اور امتحانوں میں ثابت قدمی سے عبارت ہے۔ امت مسلّمہ کے فرد ہونے کے ناطے ہمارا یہ اوّلین فرض ہے کہ ہم میں سے ہر ایک دین اسلام کی بلندی اور عروج کے لئے جان و دل سے کام کرے۔ حضرت سیدنا ابراہیم

خلیل اللہؑ کی حیات مقدسہ میں حضرت اسماعیل ذبیح اللہؑ کی قربانی کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی وجہ سے انہیں بارگاہ خداوندی سے شرف امامت بھی عطا کیا گیا۔ باپ بیٹے نے تسلیم جاں کا یہ اظہار صرف زبانی کلامی نہیں کیا، بلکہ عملاً حکم الٰہی کی بجاآوری کے لئے بیٹے کی قربانی کی غرض سے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے اپنے ہاتھ میں چھری بھی لے لی تھی۔ لیکن حضرت اسماعیل ذبیح اللہؑ کی زندگی محفوظ رہی کیونکہ ان کی نسل پاک سے جن کی خاطر یہ بزم کونین سجائی گئی نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہونی تھی۔ اللہ رب العزت نے حضرت اسماعیلؑ کے ذبح کو ذبح عظیم کا فدیہ قرار دے دیا۔

قربانی کی اہمیت : جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے بعض عبادات کو مخصوص اوقات میں فرض کیا ہے اسی طرح قربانی بھی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ قربانی کے لئے شریعت کی طرف سے خاص دن مقرر ہیں۔ قربانی کے بیشمار فضائل آپ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں جن کا احاطہ تو ممکن نہیں البتہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے موقع پر فضائل و مسائل قربانی کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ درج کی جارہی ہیں۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ! کے اصحابؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی سنت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ ہمارے لئے ان میں کیا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر بال

کے بدلے ایک نیکی ہے۔ صحابہؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ اگر مینڈھا ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا تب بھی ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی (سنن ابن ماجہ) ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قربانی کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک (مشروط) جانور کے خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے وہ ذبح شدہ جانور قیامت کے دن بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا بے شک قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دربار میں مقام قبولیت پر پہنچ جاتا ہے پس قربانیوں کے بسبب دلی طور پر خوش ہو جاؤ۔ (سنن ترمذی، ابن ماجہ) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے تو دس تاریخ تک بال وغیرہ کو ہاتھ نہ لگائے (سنن ابن ماجہ) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص تم میں سے ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور وہ قربانی کرنا چاہتا ہو تو ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (سنن ابن ماجہ) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ نیک عمل اس میں ان ایام عشرہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ مگر وہ مرد جو اپنی جان اور مال لے کر نکلا اور ان میں سے کسی چیز کے ساتھ واپس نہ آیا۔ (مشکوٰۃ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی دن

زیادہ محبوب نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف کہ ان میں عبادت کی جائے ذی الحج کے ان دس دنوں سے ان دنوں میں ایک دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے اور اسکی ایک رات کا قیام سال کی راتوں کے قیام کے برابر ہے۔ (غنیہ الطالبین۔ مشکوٰۃ المصابیح) جو شخص ان دس ایام کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ دس چیزیں اسکو مرحمت فرما کر اسکی عزت افزائی کرتا ہے۔ ۱۔ عمر میں برکت ۲۔ مال میں برکت ۳۔ اہل عیال کی حفاظت ۴۔ گناہوں کا کفارہ ۵۔ نیکیوں میں اضافہ ۶۔ موت کے وقت آسانی ۷۔ اندھیرے میں روشنی ۸ میزان میں سنگینی یعنی وزنی بنانا ۹۔ دوزخ کے طبقات سے نجات ۱۰۔ جنت کے درجات پر عروج۔

قربانی کا ثواب

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا سے روایت ہے کہ جو شخص قربانی کا جانور خریدنے کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اسے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور اسکے دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اسکے دس درجے بلند کر دیے جاتے ہیں۔ جب وہ جانور کے مالک سے گفتگو کرتا ہے اسکے نامہ اعمال میں تسبیح لکھی جاتی ہے اور جب وہ جانور خرید کر اسکے مالک کو قیمت ادا کرتا ہے تو اسے ہر ایک درہم کے بدلے سات سو نیکیاں دی جاتی ہیں اور جب اس جانور کو زمین پر ذبح کرنے کے لئے لٹاتا ہے تو اس کے لئے زمینوں اور آسمانوں کی مخلوق استغفار کرتی ہے اور ذبح کے وقت اس جانور کا خون بہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے خون کے ہر قطرے کے بدلے دس فرشتے

پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اسکی بخشش کے لئے دعائیں مانگتے رہیں گے۔جب اس جانور کا گوشت تقسیم کرتا ہے تو اسے ہر لقمہ کے بدلے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا یوم النحر (۱۰ ذی الحج) کے دن بارگاہ الٰہی میں ابن آدم کے عمل میں سب سے پسندیدہ سخاوت قربانی کرنا ہے بے شک قیامت کے دن قربانی کا جانور بمعہ سینگوں بالوں اور کھروں کے آئے گا۔قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے وہ جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے۔فَطِیبُوا بِهَا نَفْسًا (پس خوشی سے قربانی کرو)۔مشکوٰۃ شریف

حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ پاک کی بارگاہ میں سوال کیا کہ اے اللہ جو آدمی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت سے قربانی کرے اس کا ثواب کیا ہے۔جواب ملا کہ اس کا ثواب یہ ہے کہ ہر ایک بال کے عوض میں دس نیکیاں ملتی ہیں دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند کر دیے جاتے ہیں۔حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ جب پیٹ پھاڑتے ہیں تو اس وقت کس قدر ثواب ملتا ہے جواب ملا کہ جب وہ بندہ اپنی قبر سے اٹھتا ہے تو اس کا حشر ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ اس کو بھوک اور پیاس نہیں ہوتی اس سے بے پرواہ ہوتا ہے اور قیامت کا خوف اس کے نزدیک نہیں چھوتا اور فرمایا اے داؤدؑ! جو شخص قربانی کرتا ہے اس کو قربانی کے ہر ایک ٹکڑے کے بدلے جنت میں ایک جانور عطا کیا جاتا ہے

جواونٹ کے برابر ہوتا ہے اور قربانی کے گوشت کے ایک ٹکڑے کے بدلے میں جنت کے گھوڑوں میں سے اس کو ایک گھوڑا مرحمت ہوتا ہے اور اس کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اتنے ہی جنت میں اس کو محل ملتے ہیں اور اس کے ہر بال کے برابر اس کی خدمت کے واسطے ایک حور عطا کی جاتی ہے۔ اے داؤدؑ! تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ قربانیاں قربانی کرنے والے لوگوں کی سواریاں ہیں یہ گناہوں اور بلاؤں کو دور کر دیتی ہیں اس واسطے تُو لوگوں کو قربانی کے واسطے حکم دے پس یہ قربانی مومنوں کا ایسا ہی صدقہ ہے جیسا کہ اسحٰق ذبیحہ صدقہ تھا۔ (غنیۃ الطالبین) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص خالص نیت سے راہ خدا میں جانور قربان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اس طرح اجر دیتا ہے جسکا علم باری تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں البتہ قربانی کا ادنی ترین ثواب تو یہ ہے کہ قربانی کے جانور کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے کے بدلے پہلے قطرے کا ثواب یہ ہے قربانی کرنے والے کو ستر درجے دیئے جاتے ہیں دوسرے قطرے کے بدلے ستر نیکیاں پاتا ہے اور تیسرے قطرے پر اسکے ستر گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں چوتھے قطرے کے بدلے ثواب یہ ہے کہ قربانی کے وقت جو تکبیر اللہ اکبر پڑھی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوشبوئے مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے پانچویں قطرے پر اسکے جسم اور زبان کے گناہوں سے یوں پاک کر دیا جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو چھٹے قطرے پر اس کے لئے بہشت میں اس کے لئے ایک شہر تیار کیا جاتا ہے ساتویں قطرے پر روز محشر سرداری کے لئے چنا جاتا ہے یہ سرداری مخلوقات کی سرداری ہو گی

آٹھویں قطرے پر اسکو اسکے والدین اور اہل خانہ کو بخش دیا جاتا ہے نویں قطرے پر اسکے اور دوزخ کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت کے برابر ایک خندق حائل کردی جاتی ہے دسویں قطرے کے بدلے اسکا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا گیارہویں قطرے پر اسکی نمازیں اور نیک دعائیں قبول ہونگی بارھویں قطرے پر اسکے لئے آتش دوزخ سے رہائی لکھ دی جاتی ہے تیرھویں قطرے پر اسکو ستر ہزار حوریں دی جائیں گی چودھویں قطرے پر اسکے نامہ اعمال میں ستر رسولوں کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے پندرہویں قطرے پر مرض الموت میں عزرائیلؑ اسکو رحمت و بخشش کی نوید مسرت سناتے ہیں سولہویں قطرہ پر اسکی موت کی سختی کم ہوجائے گی سترہویں قطرے پر اسکو طوق و زنجیر سے آزاد کیا جائے گا، اٹھارہویں قطرے پر ستر غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا انیسویں قطرے پر اسکو روزِ محشر ایک براق دیا جائے گا جس پر وہ سوار ہو کر پُل صراط سے بجلی کی طرح گزر کر جنت میں داخل ہوگا بیسویں قطرے پر روز محشر حساب و کتاب میں اس پر رحمت الٰہی کا نزول ہوگا اکیسویں قطرے پر اسکے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں بائیسویں قطرے پر اللہ تعالیٰ اسکو روز محشر اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس روز عرش الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ہر قطرے پر یہ ثواب بڑھتا چلا جاتا ہے جسکا شمار اللہ رب العزت کے سوا کسی کو معلوم نہیں پھر جب ذبح سے فارغ ہوجاتا ہے تو اللہ پاک اسکی نگاہوں کے سامنے ایک جگمگاتا ہوا نور پیش کرتا ہے جب بھنے ہوئے گوشت کی بوٹی کھاتا ہے تو اللہ پاک اسکی قبر کو روشن فرماتا ہے۔ اسکی قبر کو اتنا فراخ کرتا ہے جس قدر کہ ستر برس کی راہ ہوتی

ہے جب محتاجوں کو گوشت دینے کے لئے لے جاتا ہے تو اسکو پہلا قدم اٹھانے پر سفر حج کا ثواب ملتا ہے دوسرے قدم پر اسکی عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے تیسرے قدم پر اسکے نامہ اعمال میں کوہ ابو قیس کے برابر ثواب لکھ دیا جاتا ہے چوتھے قدم پر اسکی آنکھوں میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی مانند حیا پیدا ہوتی ہے پانچویں قدم پر اسکا قلب نرم ہوتا ہے چھٹے قدم پر اللہ تعالیٰ اسکو فرزند صالح عطا فرمائیں گے جو قیامت میں اسکا شفیع ہوگا ساتویں قدم پر اسکی قبر آسمان کی چوڑائی کے برابر فراخ کردی جائیگی۔ اور اسطرح ہر قدم پر ثواب بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس قدر بڑھے گا کہ جسکا علم سوائے اللہ رب العزت کے کسی کو بھی نہیں۔ پھر جب اپنے بال بچوں کے ساتھ بیٹھ کر قربانی کا گوشت کھاتا ہے تو پہلے لقمہ پر اسکو ستر نبیوں کا ثواب ملتا ہے۔ دوسرے لقمہ پر ستر حج کا ثواب تیسرے لقمہ پر ستر نمازیوں کا ثواب اور چوتھے لقمہ پر راہِ خدا میں ستر گھوڑے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے پانچویں لقمہ پر اللہ تعالیٰ اسکو ایمان کامل نصیب فرمائیں گے چھٹے لقمہ پر اسکی قبر میں ایک کھڑکی کھل جائے گی جو قیامت تک روشنی کا باعث ہوگی اسی طرح ہر لقمہ پر ثواب بڑھتا چلا جاتا ہے جو شخص قربانی کے گوشت میں سے کسی کو کھلائے گا تو ستر شہیدوں کا ثواب پائے گا، اور موت کے وقت فرشتہ اسکو بشارت سنائے گا کہ اے شخص اللہ تعالیٰ نے تجھے عذاب سے بالکل آزاد کردیا ہے۔ (تذکرۃ الواعظین)

مالدار کے لئے وعید

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قربانی کرنے کی طاقت رکھتا ہو پھر وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے مصلی کے پاس نہ آئے۔ محمد ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کیا قربانی واجب ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی اور آپ ﷺ کے صحابہؓ نے بھی کی اور یہ سنت (جاری ہے۔ (سنن ابن ماجہ

مسائل قربانی

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے رات میں قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (طبرانی) حضرت عبید بن فیروز سے روایت ہے کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا مجھے بتایئے کہ کون سی قربانی ناپسندیدہ ہے اور کس قربانی سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا چار قسم کے جانور قربانی کے لئے درست نہیں اوّل کانا جس کا کانا پن صاف ظاہر ہو دوم جو بیمار ظاہر ہو، سوم جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، چہارم جو اتنا کمزور ہو کہ اس کی ہڈیوں پر گوشت نظر نہ آئے عبیدؓ کہتے ہیں میں نے کہا مجھے تو وہ بھی برا معلوم ہوتا ہے جس کے کان میں نقص ہو حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا تم جسے برا سمجھتے ہو تو نہ خریدو لیکن دوسروں کو نہ منع کرو۔ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابن ماجہ) ☆قربانی

ہر اس شخص پر واجب ہے جو مسلمان ، عاقل ، بالغ ، مقیم ہو اور اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر سامان تجارت یا کسی سامان یا روپوں کا مالک ہو اور یہ مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں ☆قربانی واجب ہونے کے لئے مذکورہ نصاب پر سال کا گزرنا ضروری نہیں قربانی کے تین دنوں میں جس کے پاس مذکورہ نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے ☆گھر میں جتنے افراد صاحب نصاب ہوں سب پر الگ الگ قربانی کرنا واجب ہے البتہ نابالغ اور مجنوں (پاگل) پر قربانی واجب نہیں اگرچہ وہ صاحب نصاب ہی ہوں ☆غریب شخص جس پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس جانور کی قربانی واجب ہے ☆گائے ، بیل ، بھینس اور بھینسے کی عمر کم از کم دو سال ہونا ضروری ہے اونٹ اور اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال ہونا ضروری ہے اور باقی جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے ۔البتہ بھیڑ، یا دنبہ اگر سال سے کم ہو لیکن اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق محسوس نہ ہو یعنی دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے بشرطیکہ چھ ماہ سے کم کا نہ ہو اگر جانور فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات اس کے بیان کی تکذیب نہیں کرتے تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ ☆قربانی کا جانور موٹا تازہ اور بے عیب ہونا چاہیے اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی مکروہ ہوگی زیادہ عیب والے جانور پر قربانی نہ ہوگی ☆قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے ایک

حصہ صدقہ ایک حصہ احباب میں تقسیم کرے اور ایک حصہ اپنے لئے رکھ لے☆جس کے دانت نہ ہوں یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے بکری میں ایک تھن کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لئے کافی ہے اور گائے اور بھینس میں دو تھن خشک ہوں تو ناجائز ہے جس کی ناک کٹی ہو یا علاج کے ذریعہ اس کا دودھ خشک کر دیا ہو اور خنثیٰ جانور یعنی جس میں نر و مادہ دنوں کی علامتیں ہوں اور جو صرف غلیظ کھاتا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔ بھیڑیا دنبہ کی اون کاٹ لی گئی ہو اس کی قربانی جائز ہے اور جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔

قربانی کی کھالیں

حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قربانی کی ہر چیز بانٹنے کا حکم دیا چاہے گوشت ہو یا کھال یا جھول سب غریبوں میں بانٹ دی جائے۔ سنن ابن ماجہ) قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلیٰ بنانا، چمڑے کی کوئی) چیز بنالینا جائز ہے اگر کھال کو فروخت کر دیا جائے تو اس کی قیمت استعمال میں لانا جائز نہیں ہے بلکہ فقراء و مساکین پر اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں۔ امام مسجد اگر غریب ہے تو بطور اعانت اسے بھی کھال دے سکتے ہیں۔ قربانی کی کھالوں کے بہترین مصارف مدارس اسلامیہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے

والے مستحق طلباء طالبات ہیں۔مدارس اسلامیہ کو قربانی کی کھال دینے میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اوراحیائے علم دین میں تعاون بھی تواس لئے میں آپ سے اپیل کرتاہوں کہ قربانی کی کھالیں مذہب حق اہلسنت والجماعت کے تمام مدارس میں جمع کرائیں۔تاکہ تعلیم ،صحت،اورفلاح عام کے اجتماعی عظیم منصوبہ جات پایہ تکمیل کو پہنچ سکیں۔

عید الاضحیٰ: عید الاضحیٰ کے دن صبح سویرے اٹھنا، غسل ومسواک ،نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا،خوشبولگانا، صبح کی نمازاپنے محلّہ کی مسجد میں ادا کرنا، عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا، عیدگاہ کی طرف پیدل چل کرایک راستے سے جانااوردوسرے راستے سے واپس آنا، نماز عید پڑھنے کے لئے جاتے ہوئے تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھنا مسنون ہے ۔عید کی نمازکے لئے خطبہ سنت ہے خطبہ نمازکے بعد ہوگا، عید کی نماز کسی بڑے میدان میں ادا کرنا سنت ہے لیکن بڑے شہریااس جگہ جہاں زیادہ آبادی ہوایک سے زائد مقامات پر عیدین کے اجتماع بھی درست ہیں اور میدان کی بھی شرط نہیں بڑی مساجد میں بھی یہ اجتماع صحیح ہیں جیساکہ آج کل ہورہاہے اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ایک جگہ اجتماع ہوگاتوبہت سے لوگ نماز عید سے محروم رہ جائیں گے کچھ تو حقیقی مشکلات کی وجہ سے اورکچھ اپنی سستی کے باعث۔اللہ پاک سے دعاگوہوں کہ اللہ رب العزت ہماری تمام جانی ومالی عبادات کواپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے اپنی بارگاہ میں قبول

فرما کر ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ ملک پاکستان کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔ آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی بروز قیامت شفاعت نصیب فرمائے۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق واتحاد نصیب فرمائے۔ اللہ رب العزت عالم اسلام اور ملک پاکستان کی خیر فرمائے۔ مالک کائنات ارض وسماوات آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں ﷺ کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔ کفار ومشرکین، منافقین، حاسدین کا منہ کالا فرمائے۔ حضور ﷺ کے غلاموں کا دونوں جہانوں میں بول بالا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین

شہادت سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے چھ برس بعد طائف میں ہوئی اس لحاظ سے آپؓ حضور نبی کریم ﷺ سے قریباً چھ برس چھوٹے تھے۔آپؓ کا نام "عثمان آپؓ کی کنیت ''ابو عبداللہ''اور''ابو عمرو''اور لقب''ذوالنورین'' ہے۔آپؓ کے والد کا نام''عفان ابن ابی العاص''اور والدہ ماجدہ کا نام''اروی بنت کریز'' ہے۔

ذوالنورین کی وجہ تسمیہ :آپؓ کے لقب ذوالنورین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں آپؓ کے نکاح میں آئیں آپؓ کا نکاح پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے ہوا انکے وصال کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت اُم کلثومؓ کا نکاح آپؓ سے کیا۔ حضرت اُم کلثوم کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی جسکا میں نکاح کرتا تو میں اسکا نکاح عثمانؓ سے ہی کرتا۔ سنن بیہقی میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انکے علاوہ کبھی کسی نبی کی دو بیٹیاں ایک شخص کے نکاح میں نہیں آئیں اور یہی وجہ ہے کہ آپؓ کو ذوالنورین یعنی دو نوروں والا کہا گیا ہے۔زمانہ جاہلیت میں آپؓ کی کنیت ابو عمرو تھی ۔جب آپؓ نے اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے نکاح ہوا تو انکے بطن

پاک سے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے جن کے نام سے آپ ﷺ کی کنیت ابو عبداللہ مشہور ہوئی۔آپؓ کا سلسلہ نسب عبد مناف پر حضور نبی کریم ﷺ سے جاملتا ہے آپؓ کے والد کی طرف سے سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔''عثمانؓ بن عفان بن ابوالعاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب''۔آپؓ کا والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔اروٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ☆وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ہی بیت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے۔اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ یکم ذی الحجہ ۹ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ پندرہ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ مدینہ منورہ سے عمرہ کے ارادے سے مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئے۔آقا ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے جو کہ حدیبیہ کے مقام پر جا کر بیٹھ گئی۔حدیبیہ ایک گاؤں ہے جو مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہے۔آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو قیام کرنے کا حکم دے دیا۔آقا ﷺ نے جب قیام کیا تو دوران قیام ہی آپ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ مشرکین مکہ نے انکی آمد کو غلط انداز میں لیا ہے اور وہ ان سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔حضور ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو قریش مکہ کی طرف مکہ معظّمہ میں پیغام دے

کر بھیجا کہ وہ معززین مکہ کو جا کر بتائیں کہ ہم لڑنے یا جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے بلکہ ہم تو صرف اللہ پاک کے گھر کی زیارت اور طوافِ کعبہ کے لئے آئے ہیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ محبوب خدا ﷺ کا یہ پیغام لیکر بحیثیت قاصد قریش مکہ کی طرف چلے گئے ۔جب آپؓ مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو آپکی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی ۔آپؓ انکے ساتھ انکے گھر روانہ ہوگئے ۔آپؓ نے ابان بن سعید بن العاص کے ساتھ حضور ﷺ کا پیغام ابوسفیان اور دیگر معززین مکہ کو جا کر پیغام سنایا۔اس پیغام کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس سال تو مسلمانوں اور انکے آقا (ﷺ) کو مکہ مکرمہ نہیں آنے دیں گے ۔آپؓ سے انہوں نے کہا ہاں اگر تم طواف کعبہ کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اجازت ہے قربان جاؤں سیدنا عثمان غنیؓ آپؓ کے عشق رسول ﷺ پر !آپؓ نے فرمایا کہ میں اسوقت تک کعبہ شریف کا طواف نہیں کروں گا جب تک میرے آقا ﷺ اور دیگر صحابہ کرامؓ طواف کعبہ شریف نہ کرلیں ۔اس انکار کے بعد معززین مکہ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو اپنے پاس روک لیا اس تاخیر کی وجہ سے لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا گیا ہے جب آقا ﷺ کو شہادت سیدنا عثمان غنیؓ کا پتا چلا اس پر مسلمانوں کے دلوں میں قتل عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے کفار سے مقابلہ کرنے کا جوش پیدا ہوگیا آقا ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے ۔آقا ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ سے اس بات پر بیعت لی کہ جب تک ہم حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدان جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری

جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں اس بیعت میں نبی کریم ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یادکیاجاتاہے۔اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔''اے پیغمبر ﷺ ! جولوگ تم سے بیعت کررہے تھے وہ حقیقت میں اللہ پاک سے بیعت کررہے تھے اورانکاہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھاپس جس نے اس عہد کوتوڑااس نے عہد شکنی کی اوراس پراسکاوبال عنقریب پڑے گااورجس نے اس عہد کوپوراکیااس نے اللہ پاک کے ساتھ کیاگیاوعدہ پوراکیاپس اللہ پاک عنقریب اسکواجر عظیم عطافرمائے گا"۔خوش قسمت ہیں وہ صحابہ کرامؓ کہ جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پرآپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ رب العزت نے فرمادیا۔لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔(پارہ۲۶) بے شک اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہوگیا۔جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے تھے ۔جب معززین مکہ کواس بات کی خبر ہوئی تووہ بڑے پریشان ہوگئے انہوں نے حضرت سیدناعثمان غنیؓ کوواپس بھیج دیا۔اورساتھ ہی ایک وفد صلح کے لئے حضورنبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیج دیاجس نے حضورنبی کریم ﷺ کے ساتھ معاہدہ حدیبیہ کی شرائط طے کیں جس پر حضرت سیدناعثمان غنیؓ نے بھی دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح دستخط طے کیے۔حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ سے روایت ہے کہ حضورنبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا"ہرنبی کاایک رفیق ہوتاہے میرارفیق جنت میں عثمانؓ ہے۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا"عثمان غنیؓ کی سفارش سے ستر ہزار جہنمی جن پرآگ واجب ہوچکی ہے

بلا حساب جنت میں داخل ہونگے ۔ سیدنا مرہ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے بعد کے) فتنوں کا ذکر کیا اتنے میں ایک آدمی کپڑا اوڑھے ہوئے وہاں سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا میں نے اٹھ کر دیکھا تو وہ (عثمان بن عفانؓ تھے۔ (سنن ترمذی

حیاء عثمان غنیؓ: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن آقا ﷺ گھر میں لیٹے ہوئے تھے ۔اس حال میں آپ ﷺ کی پنڈلی مبارک ننگی تھی دروازے پر دستک ہوئی تو پوچھا کون جواب آیا صدیقؓ ! آپؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ ﷺ سے کچھ گفتگو کی۔ پھر دروازے پر حضرت عمر فاروقؓ آئے ۔آپؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی آقا ﷺ نے اندر آنے کی اجازت دے دی ۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپ ﷺ کے ساتھ کچھ باتیں کی ۔اسکے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ آئے اور اجازت مانگی تو اس پر حضور ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے ۔ "وَسَوَّیْتَ ثِیَابَکَ "اور اپنے کپڑوں کو درست فرمالیا۔جب سب چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے جب میرے ابا جان آئے آپ اسی حالت میں رہے۔جب حضرت عمر فاروقؓ آئے تو بھی آپ اسی حالت میں رہے ۔لیکن جب عثمان غنیؓ آئے تو آپ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور پنڈلی کا کپڑا بھی درست فرمالیا۔ آقا ﷺ نے فرمایا اے عائشہ کیا میں اس (شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف

سخاوت عثمان غنیؓ: حضرت عثمان غنیؓ نہایت دولت مند تھے ان کی دولت سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچا۔جب مسلمان ہجرت کرکے مدینہ منورہ گئے تو وہاں پانی کا صرف ایک کنواں تھا جس کا نام بئر رومہ تھا جو ایک یہودی کی ملکیت تھا اور وہ مہنگے داموں پانی فروخت کرتا تھا جس سے غریب مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف تھی ۔حضرت عثمان غنیؓ نے بڑی کوشش کرکے نصف کنواں بارہ ہزار درہم میں اس شرط پر خرید لیا کہ ایک دن حضرت عثمانؓ کی باری ہوگی اور دوسرے دن کا پانی یہودی کے لئے مخصوص ہوگا۔حضرت عثمانؓ نے اپنی باری کے دن کا پانی مسلمانوں کے لئے مفت کردیا۔لوگ دو دن کے لئے پانی بھر لیتے تھے اس طرح یہودی کا کاروبار ٹھپ ہوگیا اس نے باقی حصہ بھی آٹھ ہزار میں فروخت کردیا اور یہ کنواں حضرت عثمان غنیؓ نے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردیا۔مسجد نبوی میں توسیع کی ضرورت ہوئی تو آپؓ نے ہزار درہم کے لگ بھگ رقم سے جگہ خرید کردی۔خانہ کعبہ کی توسیع کے لئے 25 قریباً دس ہزار میں زمین خریدی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں سخت قحط پڑ گیا لوگ جمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے ۔آپؓ کی بارگاہ میں غلہ کم ہونے کی شکایت کی ۔اس پر آپؓ نے فرمایا گھبراؤ نہیں بفضلہٖ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ شام سے پہلے یہ مشکل آسان فرما دے گا جب شام کا وقت ہوا تو پتہ چلا کہ حضرت عثمان غنیؓ

کے غلے سے بھرے ہوئے ایک ہزار اونٹ شام سے واپس مدینہ پہنچ چکے ہیں یہ اطلاع ملتے ہی مدینہ منورہ کے تمام تاجر آپؓ کے گھر جمع ہو گئے آپؓ سے غلہ خریدنے کی بات کی حضرت عثمان غنی نے فرمایا کیا نفع دو گے؟ وہ کہنے لگے دوگنا نفع دیں گے۔آپؓ نے فرمایا یہ تھوڑا ہے وہ کہنے لگے چار گنا نفع لے لو۔آپؓ نے فرمایا یہ تھوڑا ہے۔مدینہ کے تاجروں نے کہا پانچ گنا نفع لے لو۔آپؓ نے فرمایا یہ تھوڑا ہے اور زیادہ کرو۔وہ کہنے لگے کہ مدینہ کے تاجر تو ہم ہیں اور ہم سے زیادہ آپ کو نفع کون دے گا۔آپؓ نے فرمایا جو کوئی دس گنا نفع دے گا یہ غلہ اسے دونگا۔تاجروں نے اتنا نفع دینے سے انکار کر دیا۔آپؓ نے فرمایا مجھے بارگاہ الٰہی سے ایک درہم کے بدلے دس درہم نفع ملتا ہے یہ کہہ کر آپؓ نے سارا غلہ مدینہ منورہ کے غرباء میں تقسیم کر دیا۔قربان جاؤں حضرت سیدنا عثمان غنیؓ تیری سخاوت پر اللہ پاک آپؓ کی سخاوت کی وجہ سے اہل مومن کے دل میں سخاوت ڈال دے۔غزوہ تبوک کے موقع پر ایک وقت ایسا بھی آیا جب مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑ گیا اور نوبت درختوں کے پتے کھانے تک آ گئی جب غزوہ تبوک کی تیاری کی گئی تو اس وقت نہایت بے سروسامانی کا عالم تھا حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو جہاد کی ترغیب دی حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے سو اونٹ سامان سے لدے ہوئے پیش کیے حضور ﷺ نے پھر جہاد کی ترغیب دی تو حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے سو اونٹ مزید سامان سے لدے ہوئے مزید آقا ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیے۔آقا ﷺ نے جہاد کی ترغیب جاری رکھی یہاں تک کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ نے مزید ایک سو اونٹ مع سامان لے کر

آ قاﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضورﷺ نے منبر سے نیچے اتر کر فرمایا: آج کے بعد کوئی عمل عثمانؓ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریمﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا تو آپﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے لئے دعا کی "اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں لہٰذا تو بھی اس سے راضی ہو جا"۔

بغض عثمان غنیؓ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ ایک شخص کی نمازہ جنازہ پڑھانے تشریف لے گئے۔ پس آپﷺ نے اسکا جنازہ نہ پڑھایا۔ آپﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہﷺ آپ اس سے پہلے کبھی کسی کا جنازہ پڑھائے بغیر واپس نہیں آئے تو آ قاﷺ نے فرمایا "بے شک وہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا، پس وہ اللہ پاک سے (بغض رکھتا تھا"۔ (ترمذی

شہادت

حضرت عثمانؓ کی شہادت عبداللہ بن سبّا اور مروان کی شرارتوں سے واقع ہوئی چنانچہ مصریوں کے اصرار پر صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت حضرت عثمان غنیؓ کے پاس آئی اور گورنر مصر کی معزولی کا مطالبہ کیا آپ نے فرمایا جس کو تم پسند کرتے ہو میں اسکو گورنر بنا دیتا ہوں انہوں نے حضرت محمد بن ابو بکرؓ کی طرف اشارہ کیا آپؓ نے محمد بن ابکرؓ کو گورنر بنا کر مصر روانہ کر دیا اور انکے ساتھ مہاجرین و انصار کی بھی ایک کثیر تعداد روانہ ہوئی تاکہ وہاں کے حالات کا جائزہ لیں۔ ادھر مروان نے

مصر کے پہلے گورنر کو ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ یہ خط امیر المومنین کی طرف سے ہے۔ان کا کہنا ہے کہ جونہی محمد بن ابو بکر اور انکے ساتھی تمہارے ہاں پہنچیں تو ان سب کو قتل کر دینا اور خفیہ طور پر حضرت عثمانؓ کی مہر لگا کر آپ ہی کے غلام کو اونٹ پر سوار کر کے مصر روانہ کر دیا راستہ میں یہ لوگ اور یہ غلام باہم مل گئے۔انہوں نے اس غلام سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو اس نے کہا امیر المومنین کا ایک پیغام لیکر مصر جا رہا ہوں۔انہوں نے کہا کہ مصر کا گورنر تو ہمارے ساتھ ہے جو پیغام ہے انہیں کہو اس نے کہا یہ نہیں جو مصر میں ہیں انکی بات ہے اس پر لوگوں کو شک پڑ گیا وہ کہنے لگے کہ تیرے پاس کوئی خط تو نہیں وہ غلام کہنے لگا میرے پاس کوئی خط نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس غلام کی تلاشی لی تو خط نکل آیا جب اس نے کھول کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ یہ خط حضرت عثمانؓ کیطرف سے ہے لوگوں نے محمد بن ابو بکر کو زبردستی حاکم مقرر کر دیا ہے لہٰذا جس وقت یہ مصر میں پہنچیں تو انہیں فوراً قتل کر دینا۔یہ خط پڑھ کر سب غصہ میں بھڑک اٹھے اور واپس مدینہ منورہ آ گئے اور تمام صحابہ کو جمع کیا اور وہ خط سنایا صحابہ کرامؓ وہ خط لیکر حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا کیا یہ خط تم نے لکھوایا ہے حضرت عثمانؓ نے لاعلمی اظہار کیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ حکم دیں ہم ان سے لڑائی کر کے انہیں بھگا دیں۔آپؓ نے فرمایا تمہیں قسم ہے پیدا کرنیوالے کی کسی مسلمان کا ایک قطرہ بھی خون کا نہ بہانا میں اسکا قیامت کے دن کیا جواب دوں گا۔پھر صحابہ کرامؓ نے کہا کہ آپ کسی اور جگہ چلے جائیں آپؓ نے

فرمایا میں چاہتا ہوں کہ سرکار کے قدموں میں میری جان نکل جائے تو کوئی پرواہ نہیں اسکے بعد آپؓ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور خط کے بارے میں اپنی لاعلمی کا اظہار فرما ہی رہے تھے کہ ظالموں نے آپؓ پر پتھر برسانے شروع کر دیے یہاں تک کہ آپؓ بے ہوش ہو کر زخمی حالت میں منبر سے نیچے گر پڑے ۔لوگ آپکو اسی حالت میں اٹھا کر لے آئے صحابہ کرامؓ نے آپکی حالت دیکھ کر ایک بار پھر کہا اے امیر المومنین آپ ہمیں اجازت دیں ہم انکا خاتمہ کر دیں آپؓ نے انہیں منع فرما دیا۔اب ایک بار پھر سینکڑوں کی تعداد میں بلوائیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور کہنے لگے کہ اب بغیر قتل کے نہ چھوڑیں گے اور ہر چیز کا مکان کے اندر آنا جانا حتیٰ کہ پانی تک بند کر دیا گھر میں کھانے پینے کی ہر چیز ختم ہو گئی جب پانی بند ہوئے سات دن گزر گئے تو حضرت سیدنا عثمانؓ نے کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال کر آواز دی کہ ہے کوئی آج عثمانؓ کو پانی کا ایک پیالہ پلا دے میں وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن جو نبی کریم ﷺ حوض کوثر پر پیالہ مجھے عطا فرمائیں گے میں اُسے پیالہ دوں گا۔جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پتا چلا تو آپؓ نے تین مشکیں پانی سے بھریں اور جب آپکے مکان کے قریب پہنچے تو ان باغیوں نے مشکوں میں برچھے مار کر انہیں چھلنی کر دیا جس سے سارا پانی بہہ گیا اسکے بعد حضرت ام المومنین ام حبیبہؓ بھی پانی کی ایک مشک لے کر خچر پر سوار ہو کر آئیں۔مگر ان ظالموں نے انکی بھی پرواہ نہ کی اور خچر کے منہ پر چھڑیاں ماریں جس سے وہ ایسا بھاگا کہ حضرت ام حبیبہؓ بمشکل گرنے سے بچیں یہ

دیکھ کر لوگ گھبرائے اور کہا خدا تمہارا خانہ خراب کرے ازواج نبی کا تو کچھ خیال کرو اس پر اہل مدینہ کو بہت غصہ آیا اور تلواریں لے کر حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ اب تو ازواج رسول کی بھی بے حرمتی ہونے لگی ہے ہمیں لڑنے کی اجازت دو آپؓ نے پھر منع فرمادیا حتیٰ کہ پانی بند ہوئے چالیس دن گذر گئے اسکے بعد ظالموں نے آپکے مکان کو آگ لگادی گھر والے گھبرا اٹھے بچے رونے لگے حضرت عثمان غنیؓ اسوقت نماز پڑھ رہے تھے گھر جل رہا تھا مگر حضرت عثمانؓ کی نماز میں ذرا بھر بھی فرق نہ آیا۔ اسکے بعد آپؓ قرآن مجید کی تلاوت شروع کردی۔ چند باغی دیوار پھاند کر مکان کے اندر داخل ہوگئے جن میں محمد بن ابی بکر نے آپؓ کی داڑھی مبارک کو پکڑ کر ہلانا شروع کردیا۔ آپؓ نے فرمایا اگر تیرا باپ آج زندہ ہوتا تو تو کبھی ایسا نہ کرتا چنانچہ وہ تو اس بات سے شرم کھا کر بھاگ نکلا۔ ایک ظالم سواد بن حمران نے آپ کا گلا گھونٹا اور ایک نے آپ کے چہرے پر طمانچے مارنے شروع کردیے مگر واہ عثمان تیرے حوصلے پر صدقے تیرے صبر پر قربان اُف تک نہ کی پھر اس نے تلوار کا وار کیا جس سے آپکی زوجہ حضرت نائلہؓ کی انگلیاں روکتے ہوئے کٹ گئیں اور آپؓ کا اپنا ہاتھ بھی کٹ کر زمین پر گر گیا اس پر آپؓ نے فرمایا یہ وہ ہاتھ تھا جو وحی لکھا کرتا تھا آج یہ راہ مولیٰ میں کٹا ہے یہ وہ ہاتھ تھا جس نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور جس دن سے اس ہاتھ کو نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ کہا یہ کسی گندی جگہ پر نہ گیا۔ آپؓ نے فرمایا! او بے خبرو ذرا اس ہاتھ کو اچھی طرح دفن کرنا اسکے بعد ایک اور ظالم نے آپؓ پر برچھے کے وار کرنا شروع

کر دیے اور خون کا پہلا قطرہ قرآن مجید کی اس آیت پر گرا" سَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ " تمہارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔اس طرح آپ تلاوت قرآن مجید اور کلمہ شریف کا ورد کرتے ہوئے اٹھارہ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ بروز جمعۃ المبارک کو جام شہادت نوش فرما گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔

تجہیز و تکفین: روایات میں موجود ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کا جسم اطہر تین دن تک آپؓ کے گھر بے گور و کفن پڑا رہا آپؓ کے گھر کے ارد گرد سازشیوں نے شورش برپا کر رکھی تھی بالآخر شہادت کے چوتھے روز حضرت جبیر بن معطمؓ اور حضرت حکیم بن حزامؓ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے درخواست کی وہ ان سازشیوں کو سمجھائیں کہ اب تو وہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی تدفین کرنے دیں حضرت علی المرتضیٰؓ سازشیوں کے پاس پہنچے تو آپؓ نے حضرت سیدنا امام حسن، حضرت زبیر بن العوامؓ اور دیگر کو حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کا جنازہ لاتے دیکھا جنازہ کے ہمراہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے کچھ رشتہ دار بھی تھے شر پسندوں نے کوشش کی کہ وہ آپکے جنازے کو روکیں لیکن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے مدینہ منورہ کے چند جوانوں کو حکم دیا کہ اگر یہ کچھ کریں تو انکے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو جنت البقیع سے ملحقہ باغ حش کوکب میں لایا گیا جو آجکل جنت البقیع کا حصہ ہے حضرت جبیر بن معطمؓ نے حضرت سیدنا عثمان

غنیؓ کی نمازہ جنازہ پڑھائی اور سیدنا امام حسنؓ و دیگر نے آپؓ کو قبر مبارک میں اتارا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے جنازہ کے ساتھ ستر افراد تھے جنہوں نے آپؓ کو حش کوکب میں دفن کیا اور شر پسندوں کے شر کیوجہ سے آپؓ کی قبر مبارک کا نشان چھپا دیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا سانحہ تھا آپؓ کی شہادت کے بعد دین اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان آپؓ کی شہادت کے بعد پھر کبھی دوبارہ متحد نہ ہوسکے آپؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلافات بڑھتے چلے گئے جسکے نتیجہ میں اغیار نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں میں کئی فرقوں کو پیدا کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی تکمیل کو پہنچی کہ میری امت کے تہتر فرقے ہونگے۔

فرمودات

بندگی کا مفہوم ہے کہ انسان اللہ عزوجل کے احکام پر عمل کرے جو عہد کرے اسے پورا کرے اور جو مل جائے اس پر صبر کرے۔

خاموشی غصہ کا بہترین علاج ہے۔

جس کے لئے دنیا قید ہے اس کے لئے قبر راحت کا مقام ہے۔

جب کسی کو اچھا کرتے دیکھو تو اسکے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

جنت کے اندر رونا عجیب ہے جبکہ دنیا کے اندر ہنسنا عجیب ہے۔
فقیر کا ایک درہم کا صدقہ غنی کے لاکھ درہم کے صدقہ سے بہتر ہے۔
اگر تو گناہ کرنا چاہتا ہے تو ایسی جگہ جا جہاں تجھے اللہ نہ دیکھے۔
حیرانگی ہے اس شخص پر جو دوزخ کو برحق مانتا ہے مگر پھر بھی گناہ کرتا ہے۔
افضل ترین ایمان یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو ہمہ وقت اپنے ساتھ تصور کرے۔
علم بغیر عمل کے نفع دے سکتا ہے مگر عمل بغیر علم کے نفع نہیں دیتا۔

واقعہ کربلا ازواج ، دختران اہل بیتؓ کا کردار

حسینؓ منزلِ حق ہیں تو حق نما زینبؓ
وہ ابتدائے شہادت تو انتہا زینبؓ

محرم الحرام کا مہینہ شروع ہوتے ہی ہمارے دلوں میں اس واقعے کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جسے تاریخ "سانحہ کربلا "کے نام سے یاد کرتی ہے۔دس محرم الحرام 61 ہجری کو میدان کربلا میں تاریخ اسلام کا انتہائی دردناک اور دلوں کو ہلا کر رکھ دینے والا سانحہ رونما ہوا۔یزیدیوں نے نواسہ رسول ﷺ لخت جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا و حضرت علی المرتضٰی شیر خداؓ، حضرت امام حسینؓ ،ان کی اولاد، اقرباء اور دیگر ساتھیوں کو انتہائی مظلومیت کے عالم میں شہید کیا۔تاریخ اسلام میں اور بھی بہت سی جانیں اللہ کی بارگاہ میں قربان ہوئی ہیں ہر شہادت کی اہمیت وافادیت مُسلمّ ہے مگر شہادت سیدنا امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی دوسری شہادتوں کے مقابلے میں اہمیت وشہرت اس لئے بڑھ کر ہے کہ کربلا کے میدان میں شہید ہونے والوں کی آقائے دوجہاں سرور کون ومکان ﷺ سے خاص نسبتیں ہیں۔یہ داستانِ شہادت گلشنِ نبوت ﷺ کے کسی ایک پھول پر مشتمل نہیں۔تاریخ کے کسی دور میں بھی امت مسلمہ کربلا کی داستان کو بھول نہیں سکتی۔ سیدنا حضرت امام حسینؓ نے اپنی جان تو اللہ کے نام پر قربان کر دی مگر باطل کے آگے سر نہ جھکایا۔اس معرکہ کے واحد راہنما حضرت امام حسینؓ نہیں ان کے گرد ایک

جماعت تھی جس میں ایک ہی قوم و نسل کے افراد شامل نہیں تھے۔ بلکہ اس جماعت کی حیثیت بین الاقوامی تھی۔ ان میں آزاد، غلام، عربی، قریشی، غیر قریشی غرض ہر نسل، ہر قبیلے کے سرفروش شامل تھے۔

حضرت سیدہ زینبؓ بنت علیؓ

خاتونِ کربلا حضرت سیدہ زینبؓ نے باب العلم حضرت علی المرتضیٰؓ کے گھر ۵ ہجری کو جنم لیا۔ آپؓ کا نام آقائے دوجہاں سرورِ کون ومکاں جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے زینب رکھا۔ روایات میں آتا ہے کہ آپؓ کا نام آپؓ کی پیدائش کے کئی دن بعد رکھا گیا۔ آقائے دوجہاں سرورِ کون ومکاں ﷺ آپؓ کی پیدائش کے وقت سفر میں تھے سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ نے امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے کہا کہ وہ بیٹی کا نام تجویز کریں۔ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے کہا کہ میں اس کا نام کیسے رکھوں اس کا نام تو آقا ﷺ خود رکھیں گے۔ چنانچہ آقا ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کو یہ خوشخبری سنائی گئی تو آپ ﷺ نے فوراً سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت زینبؓ کو گود میں اٹھا کر پیار کیا اور ان کا نام (زینبؓ) رکھا۔ آپؓ اپنی تمام صفات میں بے مثل تھیں اور سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ کی سیرت پاک کا عملی نمونہ تھیں۔ آقائے دوجہاں سرورِ کون ومکاں ﷺ کو آپؓ سے بے تحاشہ محبت تھی آپؓ

حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کا نور تھیں۔آپؓ کے نانا اللہ پاک کے محبوب آپؓ کی والدہ خاتونِ جنت سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ تھیں۔آپؓ کے والد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خداؓ، بھائی حضرت سیدنا امام حسنؓ اور حضرت سیدناامام حسینؓ جنتی نوجوانوں کے سردار تھے۔حضرت سیدہ زینبؓ کا نکاح اپنے چچاحضرت جعفر طیارؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ سے ہوا۔آپؓ نے زندگی میں بے شمار مصائب برداشت کئے۔ابھی آپؓ کی عمر چھ سال کی بھی نہ ہوئی کہ آپؓ کے نانا حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے۔پھر چند ماہ بعد ہی آپؓ کی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ رحلت فرما گئیں۔جب آپؓ جوان ہوئیں تو والد محترم امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت اور پھر بھائی حضرت سیدناامام حسنؓ کی شہادت،ان سب مصائب کی وجہ سے آپؓ کو ام المصائب کی کنیت سے پکارا جانے لگا۔آپؓ اپنی والدہ کی طرح صابر وشاکر اور پردے کا نہایت خیال رکھتی تھیں۔ایک مرتبہ بچپن میں قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت کرتے ہوئے آپؓ کی سر مبارک سے چادر سرک گئی تو سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ نے فرمایا کہ بیٹی سر پر چادر کرو کیونکہ تم اللہ پاک کی مقدس کتاب قرآن مجید فرقان حمید پڑھ رہی ہو اور اسکے ادب کا تقاضا ہے کہ عورت کا سر ڈھانپا ہوا ہو۔بچپن کی اس نصیحت کے بعد آپؓ نے کلامِ الٰہی کی تلاوت کے علاوہ ساری زندگی کبھی اپنے سر کو ننگا نہ کیا۔آپؓ فہم وفراست، عقل ودانش اور تدبر کی مالک تھیں۔حضرت علی المرتضیٰؓ کے

عہد خلافت میں کوفہ میں درسِ قرآن دیا کرتی تھیں آپؓ غریب پرور تھیں۔آپؓ نے کبھی دنیاوی لذتوں کو فوقیت نہ دی اور دنیاوی عیش وآرام کی نسبت آخرت کی زندگی کو ترجیح دی۔آپؓ کی عبادت وریاضیت کا یہ عالم تھا کہ ساری زندگی کبھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔حضرت سیدنا امام زین العابدینؒ فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے خونی واقعات اور اس کے بعد کے مصائب ان سب کے باوجود حضرت سیدہ زینبؓ نے نماز تہجد کبھی ترک نہ کی۔جس سے آپؓ کی زاہد و تقویٰ کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے حضرت سیدنا امام حسینؓ آپؓ سے درخواست کرتے تھے کہ اے میری بہن ! میں تجھ سے دعا کی درخواست، کرتا ہوں اور تم میرے لئے دعا کیا کرو۔واقعہ کربلا کے بعد آپؓ اکثر وبیشتر یہ دعا فرمایا کرتی تھیں۔کہ الٰہی !آلِ رسول ﷺ کی اس قربانی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور ہماری اس قربانی کو رائیگاں نہ جانے دے۔حضرت سیدنا امام حسینؓ کے ساتھ آپؓ کی محبت بے مثل تھی۔آپؓ نے سیدنا امام حسینؓ کا ہر مشکل گھڑی میں ساتھ دیا۔جب حضرت سیدنا امام حسینؓ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو جذبہ ایثار اور محبت حسینؓ کے تحت آپؓ ان کے ساتھ روانہ ہوئیں آلِ رسول ﷺ کی یہ قربانی اللہ پاک نے قبول فرمائی اور تا قیامت ان کے فضائل ومناقب امت محمدیہ ﷺ کی زبانوں پر جاری فرمادیے۔کربلا کے میدان میں آپؓ کے صاحبزادوں حضرت محمد بن عبداللہؓ اور حضرت عون بن عبداللہؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ جب مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو آپؓ اس وقت اپنے شوہر اور بچوں کے ہمراہ کوفہ چلی گئیں۔پھر

امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا امام حسنؓ اپنے تمام گھر والوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ آپؓ ان کے ساتھ مدینہ منورہ آ گئیں۔ جب سیدنا حضرت امام حسینؓ مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو آپؓ کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کسی وجہ سے ساتھ نہ جا سکے تو انہوں نے دو بیٹوں کو ماں کے ساتھ بھیج دیا واقعہ کربلا میں آپؓ کی آنکھوں کے سامنے آپؓ کے بیٹوں، بھانجوں اور بھائی کو شہید کر دیا گیا، آپؓ نے اس موقع پر بھی صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان کی شہادت پر کسی قسم کا ماتم نہ کیا۔ مختصر واقعہ کربلا کے بعد حضرت سیدہ زینبؓ کو یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تو آپؓ نے وہاں نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو تاریخ میں سنہری حروف میں رقم ہے۔

سیدہ زینبؓ کا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود و سلام حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے اہل بیت پر۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ ان لوگوں کا انجام بُرا ہے جو بُرے کام کرتے ہیں اور اس کے احکامات کو جھٹلاتے اور ان کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اے یزید! تو نے ہم پر زمین تنگ کر دی اور ہمیں قید کیا اور تو سمجھتا ہے کہ ہم ذلیل ہوئے اور تو برتر ہے تو یہ سب تیری اس سلطنت کی وجہ سے ہے اور تو نے شاید اللہ پاک کا فرمان نہیں سنا کہ کفار یہ گمان نہ کریں

کہ ہم نے ان کے ساتھ جو نرم رویہ رکھا ہے وہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ صرف یہ مہلت ہے تاکہ وہ دل کھول کر گناہ کریں پھر ان کے لئے ایک دردناک عذاب ہے تو نے آلِ رسول ﷺ اور بنی عبدالمطلب کا ناحق خون بہایا اور عنقریب تو بھی ایک دردناک انجام سے دوچار ہوگا۔ میں اللہ پاک سے امید رکھتی ہوں کہ وہ ہمارا حق ہمیں دے گا اور ہم پر ظلم کرنے والوں سے بدلہ لے گا اور ان پر اپنا قہر نازل فرمائے گا۔ تو عنقریب اپنے گناہوں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوگا اور جو اللہ کے راہ میں شہید ہوئے ان کے بارے میں اللہ ہی کا فرمان ہے کہ وہ زندہ ہیں انہیں رزق ملتا ہے اور جن لوگوں نے تمہارے لئے تمہارا راستہ آسان کیا وہ بھی عنقریب تیرے ساتھ برباد ہونے والے ہیں۔ اے یزید! اگر تو ہماری ظاہری کمزوری کو خود کے لئے غنیمت سمجھتا ہے تو کل بروزِ قیامت تو اپنا کیا ہوا پائے گا۔ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اور نہ ہی ہم اس سے کوئی شکوہ کرتے ہیں بلکہ ہم ہر حال میں صابر اور اس پر بھروسہ کرنیوالے ہیں تو اپنے مکر و فریب سے جو چاہے کر لے مگر تو ہرگز ہمارے ذکر کو مٹا نہیں سکے گا اور نہ ہی ہمارے مقام کی بلندی کو چھو سکے گا۔ تیری یہ سلطنت عارضی ہے اور عنقریب منادی کرنیوالا منادی کرے گا اور لعنت ہو ایسی قوم پر جس نے یہ ظلم و ستم کیا۔ پس اللہ پاک کی حمد و ثناء ہے جس نے ہمارے پہلوں کا ایمان کے ساتھ اور شہادت کے ساتھ خاتمہ فرمایا اور وہ نہایت مہربان اور رحم والا ہے اور ہمارے لئے کافی ہے کیونکہ وہ بہترین کارساز ہے"۔ واقعہ کربلا کے بعد آپؑ نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ کتب سیر کی کثیر روایات

میں ہے کہ آپؓ کا وصال ۱۵ رجب المرجب ۶۲ھ میں ہوآپؓ اس وقت اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر کے ہمراہ شام کی جانب سفر فرما رہی تھیں آپؓ کا وصال دمشق کے نزدیک ہوا جس مقام پر آپؓ کا وصال ہوا وہ مقام زینبیہ کے نام سے مشہور ہے وہاں پر آپؓ کا مزار پاک مرجع گاہ خلائق خاص وعام ہے۔اس کے علاوہ آپؓ کا ایک مزار مصر میں بھی بتایا جاتا ہے جبکہ کچھ روایات کے مطابق آپؓ کا وصال مدینۃ المنورہ میں ہوا اور آپؓ کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔کتب عشق کے دو باب ہیں ایک کربلا دوسرا کوفہ ودمشق۔کربلا کا باب سیدالشہداء حضرت امام حسینؓ نے لکھا اور کوفہ ودمشق کا باب المصائب سیدہ زینبؓ نے رقم کیا آپؓ نے واقعہ کربلا میں کبھی علیؓ کا رنگ بھرا اور کبھی امام حسینؓ بن کر تسلیم ورضا کے نقوش کو ابھارا آپؓ کا ارادہ ایک عورت کا ارادہ تھا آپؓ کے عزم واستقلال میں امام حسینؓ کے عزم واستقلال کی ایک جھلک تھی ۔آپؓ نے کوفہ وشام کے دربار میں جابر اور دشمن حکمرانوں کا سامنا کیا جہاں اسلامی شریعت کی توہین ہو رہی تھی وہاں امر بالمعروف نہی عن المنکر کے فریضہ کو انجام دیا اور کلمۂ حق بلند کیا اپنی حق گوئی اور جدوجہد سے سیدہ نہ ثبنے اسلام کی تعلیمات کو بقا کی معراج پر پہنچایا سیدہ زینبؓ نازک سے نازک موقع پر بھی حضرت علیؓ کے جاہ جلال کے ساتھ حسینؓ بن کر بولیں تو باطل کا سر کچل دیا اور حق کا بول بالا کر دیا۔اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری خطائیں معاف ہوں۔

: حضرت سیدہ ام کلثومؓ بنت علیؓ

حضرت سیدہ ام کلثومؓ ۹ھ میں تولد ہوئیں۔آپؓ اخلاق واطوار میں اپنی والدہ سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراؓ اور نانا حضور نبی کریم ﷺ سے مشابہ تھیں۔حضرت ام کلثومؓ کا پہلا نکاح حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے ہوا۔حضرت ابو جعفرؒ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے ان کی بیٹی کے رشتہ کے بارے میں بات چیت کی۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے فرمایا کہ ام کلثومؓ ابھی چھوٹی ہے اور میں نے اپنی بیٹیوں کو حضرت سیدنا جعفرؓ کے بیٹوں کے لئے روک رکھا ہے ۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم ! روئے زمین پر ام کلثومؓ سے کرامت وبزرگی کا اتنا منتظر کوئی نہیں ہے جتنا کہ میں ہوں۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ نے آپؓ سے حامی بھرلی اور اپنی بیٹی حضرت سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے کردیا۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے آپؓ کا مہر چالیس ہزار مقرر کیا۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدہ ام کلثومؓ سے نکاح اس لئے کیا کہ آقا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بروز محشر تمام نسب اور تعلق ختم ہوجائیں گے مگر میرا نسب اور تعلق قائم رہے گا۔چنانچہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنے تعلق کو مزید کرنے کے لئے ان سے نکاح کیا اگرچہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا خسر تھا مگر یہ تعلق اس سے بہتر ہے۔حضرت سیدہ ام کلثومؓ کی حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے اولاد ایک صاحبزادے زیدؓ اور ایک صاحبزادی رقیہؓ پیدا ہوئیں۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد آپؓ کا نکاح

عون بن جعفرؓ سے ہوا۔ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ۔ان کے انتقال کے بعدان کے بھائی محمد بن جعفرؓ سے ہواان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن ہی میں انتقال کر گئیں۔ان کے انتقال کے بعدان کے تیسرے بھائی عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا۔ان سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی اورانہی کے نکاح میں سیدہ حضرت ام کلثومؓ کاانتقال ہوااوراسی دن اُن کے صاحبزادے زیدؓ کا بھی انتقال ہوا۔دونوں جنازے ساتھ ہی اُٹھے اور کوئی سلسلہ اولادکاان سے نہیں چلا۔(فضائل اعمال)آپؓ کامزار پاک ملک شام میں حضرت سیدہ سکینہ بنت امام حسینؓ کے مزار سے ملحق ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص وعام ہے۔اللہ پاک کی ان پر رحمت ہواوران کے صدقے ہماری خطائیں معاف ہوں۔روایت کے مطابق حضرت سیدناامام حسینؓ کی ازواج کی تعداد پانچ ہے جن سے آپؓ کے چھ بچے تولد ہوئے ۔ذیل میں آپؓ کی ازواج واولاد میں سے بنات کا مختصرتذکرہ کیاجارہاہے۔

:حضرت سیدہ شہربانو

آپؓ حضرت سیدناامام زین العابدینؒ کی والدہ ماجدہ ہیں۔حضرت سیدناعمرفاروقؓ کے زمانہ خلافت میں جب فارس کاعلاقہ فتح ہواتوآپؓ بھی قیدیوں کے ساتھ یرغمال بناکرمدینہ منورہ لائی گئیں۔حضرت سیدناعمرفاروقؓ نے آپؓ کوحضرت سیدناامام حسینؓ کودے دیااورحضرت سیدناامام حسینؓ نے آپؓ کوآزاد کرکے نکاح کرلیا۔

: حضرت سیدہ لیلیٰ ثقفیہ

آپؓ حضرت سیدنا علی اکبرؓ کی والدہ اور امام حسینؓ کی شریک زندگی تھیں۔ ابی مرہ کی بیٹی تھیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ کربلا میں موجود تھیں اور اسیری میں جناب زینب اور حضرت کلثوم کے ساتھ رہیں۔ مگر اسکے بعد کے ان کے حالات زندگی نہیں ملتے۔

: حضرت سیدہ ربابؓ

آپؓ امراء القیس کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ المعروف علی اصغر اور حضرت سیدہ سکینہؓ کی والدہ اور حضرت امام حسینؓ کی رفیقہ حیات تھیں۔ واقعہ کربلا میں موجود اور اسیری میں بھی اہل حرم کے ساتھ شریک رہیں۔ اپنے شیر خوار لخت جگر کی شہادت پر صبر کیا۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری خطائیں معاف ہوں۔

: حضرت سیدہ ام اسحاقؓ

آپؓ طلحہ بن عبداللہؓ کی صاحبزادی تھیں۔ آپؓ سے حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ صغراء تولد ہوئیں۔

:حضرت سیدہ قضاعیہؓ

آپؓ کا تعلق قبیلہ بنی قضاعیہ سے ہے آپؓ سے حضرت امام حسینؓ کے صاحبزادے حضرت امام حسینؓ تولد ہوئے۔

:حضرت سیدہ سیکنہ بنت الحسینؓ

آپؓ حضرت امام حسینؓ کی پیاری بیٹی اور حضرت عباسؓ (علم دار) کی محبوب ترین بھتیجی تھیں۔آپؓ حضرت سیدہ ربابؓ کے بطن سے تولد ہوئیں۔اور شہزادہ علی اصغرؓ کی بہن تھیں۔واقعہ کربلاکے وقت آپؓ کی عمر مبارک محض سات برس تھی۔حضرت سیدناامام حسینؓ کواپنی اس صاحبزادی سے بے پناہ محبت تھی۔واقعہ کربلاکے بعدیر غمال بنائی گئیں اور پھرجب یزیدنے رہاکیاتوآپؓ اپنی پھوپھی حضرت سیدہ زینبؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لے گئیں آپؓ کی تربیت میں حضرت سیدہ زینبؓ نے کسی قسم کی کسر نہ چھوڑی اوراپنے بھائی کی اس ننھی نشانی کوہمیشہ اپنے ساتھ رکھا۔

:حضرت سیدہ فاطمہ صغراؓ

حضرت سیدہ فاطمہ صغراؓ،حضرت سیدہ ام اسحاقؓ کے بطن سے تولد ہوئیں۔آپؓ کانکاح حضرت سیدناامام حسنؓ کے صاحبزادے حضرت سیدناحسن مثنیٰؓ سے ہوا۔جس وقت معرکہ کربلاپیش آیا۔آپؓ اس وقت مدینہ منورہ میں مقیم تھیں اوراپنے

شوہر حضرت سیدنا حسن مثنیٰ جو کہ ان دنوں تجارت کی غرض سے مدینہ منورہ سے
باہر تھے اس قافلہ میں شامل نہ ہو سکی تھیں۔
اللہ رب العزت اہل بیت کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین

محبت اہل بیت، ایمان کی معراج

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی (سورۃ الشوریٰ پارہ ۲۵ آیت ۲۳) فرمادیجیے اے لوگو! میں تم سے اس (ہدایت و تبلیغ) کے بدلے کچھ اجرت وغیرہ نہیں مانگتا سوائے قرابت کی محبت کے۔

جگر گوشہ رسول مقبول ﷺ سید السادات امام المسلمین امام عاشقاں شہید دشت کربلا سیدنا و مولانا امام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب محاسن و محامد بے شمار ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ فضائل و کمالات، برکات و حسنات کا مخزن و معدن انہی کا گھرانہ ہے جس کسی کو بھی کوئی نعمت ملی ان ہی کا صدقہ اور ان ہی کی بدولت ہے۔

لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کو ملا جو ملا ان سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "لوگو میں تم سے اس (ہدایت و تبلیغ) کے بدلے کچھ اجرت نہیں مانگتا سوائے قرابت کی محبت کے اور یہ کہ تم میری حفاظت کرو میرے اہل بیت کے معاملے میں اور میری وجہ سے ان سے محبت

کرو۔ (در منثور) انہی سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے ؟قَالَ عَلی'' وفَاطِمَۃ وولداھُمَا، علی وفاطمہ اوران کے دونوں بیٹے (یعنی سیدنا حضرت امام حسنؓ وسیدنا حضرت (امام حسینؓ)۔ (بحوالہ زرقانی علی المواہب ص ۲۰ جلد ۷ صواعق محرقہ ص ۱۶۸

حضرت امام حسنؓ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ "جو مجھے پہچانتا ہے تو وہ مجھے پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں حسینؓ ہوں فرزند رسول ﷺ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی وَاتَّبَعْتُ مِلَّۃَ اٰبَاءِیْ اِبْرَاھِیْمَ الی الاخر تک پھر فرمایا میں بشیر ونذیر کا، فرزند ہوں اور میں اہل بیت نبوت سے ہوں جن کی محبت ودوستی اللہ عزوجل نے تم پر فرض فرمائی ہے اوراس بارے میں اس نے اپنے نبی محمد ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔ (الصواعق المحرقہ، المستدرک) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی سے مراد اہل بیت نبوت ہیں یہ سن کر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم نے عجلت سے کام لیا ہے سنو قریش میں کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کی

قرابت نہ ہو تو مطلب یہ ہے کہ مجھ میں اور تم میں قرابت ہے اس کا لحاظ رکھو اور ظلم واذیت سے باز رہو۔ دونوں جلیل القدر حضرات کے اقوال ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں عموم خصوص میں فرق ہے ابن عباسؓ نے عموم مراد لیا ہے اور ابن جبیرؒ نے خصوص یعنی ابن عباس نے فی القربی سے مراد حضور ﷺ اور قریش کے درمیان جو قرابت تھی اس کو لیا کہ اس کا حق پہچانو اور مجھ سے محبت کرو نہ کہ عداوت اور ابن جُبیرؒ نے فی القربی سے مراد قرابت رسول ﷺ لی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اسکی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو اور میرے اور میری اولاد کے درمیان جو قرابت ہے اسکی وجہ سے میری اولاد سے محبت رکھو یہ بھی میری محبت ہے ۔ بعض مفسرین نے یہ مفہوم مراد لیا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھو اور حق قرابت کو پہچانو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کوئی بندہ اسوقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اسکی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں اور میرے اہل بیت اسے اس کے اہل خانہ سے محبوب تر نہ ہو جائیں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہو جائے''۔ (طبرانی فی المعجم الکبیر) حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم جب قریش کی جماعت سے ملتے اور وہ باہم گفتگو کر رہے ہوتے تو گفتگو روک دیتے ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اس امر کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جب میرے اہل بیت سے کسی کو دیکھتے ہیں

تو گفتگو روک دیتے ہیں ؟اللہ رب العزت کی قسم ! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک ان (یعنی میرے اہل بیت) سے اللہ تعالیٰ کے لئے اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے"۔ (ابن ماجہ) آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ اپنے نبی ﷺ کی محبت اور اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کی قرات۔ (سراج منیر شرح جامع صغیر) حضرت عمرو بن شعیبؓ سے جب اس آیت کریمہ کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا کہ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قرابتی ہیں خصوصاً حضرت امام حسینؓ فرمان رسول ﷺ حُسَیْنٌ مِنّی وَاَنَا مِن حُسَیْن کے مطابق آپ کے لخت جگر بھی ہیں اور آپ کے کمالات و محاسن کے مظہر بھی ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ (سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ آیت ۳۳) اللہ تو یہی چاہتا ہے اے (نبی کریم ﷺ کے) گھر والو تم سے ہر ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاک کرکے صاف ستھرا رکھے۔

ان کی پاکی خدائے پاک کرتا ہے بیاں ۔
آیہء تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

یہ آیت کریمہ منبع فضائل اہل بیت نبوت ہے۔اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبوت کو ہر قسم کی اعتقادی عملی اخلاقی ناپاکیوں اور برائیوں سے پاک اور منزّہ

فرماکر قلبی صفائی اخلاقی ستھرائی اور تزکیہ ظاہر و باطن کا وہ اعلیٰ درجہ اور مقام عطافرمایا جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز اور فائق ہیں اس طہارت کامل کے حصول کے بعد وہ انبیاء کرام علیہم السّلام کی طرح معصوم تو نہیں ہاں محفوظ ضرور ہوگئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ (میرے حبیب ان نجران کے پادریوں سے) کہہ دیجیے کہ ہم اور تم بلائیں اپنے اپنے بیٹوں کو اور اپنی اپنی عورتوں کو اور اپنی اپنی جانوں کو پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ (آل عمران ۶۱) یہ آیت کریمہ مباہلہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضور ﷺ اپنی نورِ نظر لختِ جگر سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت سیدنا امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو ساتھ لے کر نصاریٰ نجران کے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے تشریف لائے اس وقت بھی آپ نے فرمایا اَللّٰھم ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِی (کذفی مسلم) اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں چنانچہ نصاریٰ کے لاٹ پادری نے جب ان نورانی چہروں کو دیکھا تو پکار اٹھا اے ساتھیو! بے شک میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ پاک سے سوال کریں کہ وہ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹادے تو اللہ پاک انکی دعا سے پہاڑوں کو انکی جگہ سے ہٹادے گا پس ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے اور روئے زمین پر قیامت تک کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ (بحوالہ تفسیر خازن ۲۴۲) اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ سیدنا حضرت امام حسینؓ بمصداق اَبْنَاءَ نَا حضور ﷺ کے بیٹے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آیتِ مباہلہ نازل ہوئی ”آپ فرمادیں

کہ آجاؤہم (مل کر) اپنے بیٹوں کواور تمہارے بیٹوں کواوراپنی عورتوں کواور تمہاری عورتوں کواوراپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی (ایک جگہ پر) بلالیتے ہیں''۔تو حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین علیہم السلام کو بلایااور پھر فرمایا: یااللہ ! یہ میرے اہل بیت ہیں''۔(مسلم شریف، ترمذی شریف)

حضرت عائشۃ الصدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت ایک اونی منقش چادراوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے توآپ ﷺ کے پاس حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہاآئے توآپ ﷺ نے انہیں اُس چادر میں داخل کرلیا، پھر حضرت حسینؓ آئے اوروہ بھی ان کے ہمراہ چادر میں داخل ہوگئے، پھر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ آئیں اورآپ ﷺ نے انہیں بھی اس چادر میں داخل کرلیاپھر حضرت علی المرتضیٰؓ آئے توآپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں لے لیا۔پھرآپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: '' اللہ تو یہی چاہتاہے اے (نبی کریم ﷺ کے) گھروالوتم سے ہرناپاکی (کو دوررکھے اور تمہیں خوب پاک کرکے صاف ستھرارکھے۔'(مسلم

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ سیدنا حضرت امام حسنؓ اور سیدنا حضرت امام حسینؓ دونوں کو لیکر فرمارہے تھے "یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ ! میں ان کو محبوب رکھتاہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اوراُسکو بھی محبوب رکھ جوان کو محبوب رکھے۔(ترمذی شریف) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا''میرے اہل بیت

کی مثال حضرت نوحؑ کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوگیا وہ نجات پاگیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہوگیا''۔ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا جو اس میں سوار ہوا وہ سلامتی پاگیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ غرق ہوگیا''۔(طبرانی فی المعجم الکبیر) حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں "اور جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ بیشک وہ ان لوگوں کے روش پر چل رہے ہیں جو ہلاکت اور جہالت کے سمندروں میں غرق ہیں۔تو میں نے اللہ کا نام لے کر نجات کے سفینوں میں سوار ہوگیا اور وہ نجات کے سفینے نبی کریم ﷺ کے اہل بیت ہیں اور میں نے اللہ کی رسی کو تھام لیا اور وہ انکی محبت ہے جیسا کہ ہمیں اس رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا (قرآن میں) حکم دیا گیا ہے۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے سیدنا امام حسنؓ و سیدنا امام حسینؓ کو محبوب رکھا اس نے درحقیت مجھے محبوب رکھا جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیت مجھ سے بغض رکھا۔(المستدرک حاکم،البدایہ والنہایہ) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سیدنا امام حسنؓ و سیدنا امام حسینؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "جس نے مجھ کو محبوب رکھا اور ان دونوں سیدنا امام حسنؓ و سیدنا امام حسینؓ) اور ان کے باپ (علی المرتضیٰؓ) اور ان کی ماں (حضرت فاطمۃ الزہراؓ) کو محبوب رکھا تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا" (ترمذی شریف) یہ وہ بشارت ہے جو دنیا و مافیہا سے اعظم و انفع ہے۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ایک کاندھے پر حضرت سیدنا امام حسنؓ اور ایک کاندھے پر حضرت

امام حسینؓ تھے آپ ﷺ کبھی حضرت امام حسنؓ کو چومتے تھے اور کبھی حضرت امام حسینؓ کو ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ "آپ ان دونوں کو بہت محبوب رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔ (البدایہ والنہایہ) حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت امام حسنؓ وامام حسینؓ آپکی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے "میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جبکہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔ (کنزالعمال) حضرت زید بن ابی زیادؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت امام حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا! بیٹی اسکو رونے نہ دیا کرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (نورالابصار) حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلے میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس حالت میں باہر آئے کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھی میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ یہ کیا ہے؟ پس آپ ﷺ نے کپڑا اٹھایا وہ سیدنا حضرت امام حسنؓ وامام حسینؓ تھے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان کو محبوب رکھے تو اسکو بھی محبوب رکھ۔ (کنزالعمال) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں

عرفہ کے دن آ قاﷺ کو قصواء اونٹنی پر خطبہ ارشادفرماتے ہوئے دیکھاتو میں نے سناآپ ﷺ فرمارہے تھے اے لوگو! بے شک میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگراسکو مضبوطی سے پکڑے رہوگے تو گمراہ نہیں ہوں گے وہ کتاب اللہ (قرآن مجید) اور میری عترت، میرے اہل بیت ہیں۔ (ترمذی باب المناقب) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آ قاﷺ نے فرمایالوگواللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کیونکہ وہ (تمہارارب ہے اور) تمہیں نعمتیں عطافرماتاہے اور مجھے محبوب رکھواللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے (اور میرے اہل بیت کو محبوب رکھو میری محبت کی وجہ سے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سناکہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سیدناحضرت امام حسنؓ وسیدناحضرت امام حسینؓ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھااس نے مجھ کو محبوب رکھااور جس نے مجھ کو محبوب رکھااس نے اللہ پاک کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ پاک کو محبوب رکھااللہ پاک نے اس کوجنت میں داخل کیااور جس نے ان دونوں سے بغض رکھااس نے مجھ سے بغض رکھااور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ پاک سے بغض رکھااور جس نے اللہ پاک سے بغض رکھااللہ پاک نے اسکودوزخ میں داخل کیا۔

حضرت ابوسعیدخدریؓ فرماتے ہیں کہ آ قاﷺ نے فرمایاقسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس کسی نے بھی ہمارے اہل بیت سے بغض رکھااللہ پاک

نے اس کو جہنم میں داخل کیا۔ (زرقانی علی المواہب) حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ نے فرمایا بے شک میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہر گز گمراہ نہ ہوگے ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسی ہے اور میری عترت یعنی اہل بیت اور یہ دونوں ہر گز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے پس دیکھو کہ میرے بعد ان سے کیا سلوک کرتے ہو؟ (ترمذی، مشکوۃ) حضرت براءؓ فرماتے ہیں "کہ حضور ﷺ نے سیدنا امام حسنؓ اور سیدنا امام حسینؓ کو دیکھا تو کہا اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو محبوب رکھ۔ (ترمذی شریف باب المناقب) حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو سیدنا حضرت امام حسنؓ و سیدنا حضرت امام حسینؓ آئے اور جب آپ ﷺ سجدہ میں گئے تو وہ دونوں آپکی پشت پر سوار ہوگئے لوگوں نے چاہا کہ ان کو منع کریں جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگوں سے فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا۔ (البدایہ والنہایہ)

بہر آں شہزادہ خیر الملل ۔
دوش ختم المرسلین نعم الجمل

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے حضرت امام

حسنؓ وحضرت امام حسینؓ کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا (اے شہزادو) تمہاری سواری کتنی اچھی ہے (؟تو آپ ﷺ نے فرمایا سوار بھی بہت اچھے ہیں۔ (کنزالعمال، البدایہ والنہایہ

پھول کی طرح سے ان کو سونگھتے تھے مصطفٰے ۔

جب کبھی ہوتے تھے نانا سے بہم حضرت حسینؓ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا "آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سیدنا امام حسنؓ وسیدنا امام حسینؓ اور آپ ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ تو آپ ﷺ دونوں کو سونگھتے اور اپنے سینہ مبارکہ سے چمٹا لیتے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میں مغرب کی نماز آقا ﷺ کے ساتھ پڑھوں گا۔ اپنے اور تمہارے لئے بخشش کا سوال کرونگا۔ فرماتے ہیں کہ پس میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی پڑھی پھر آپ ﷺ مسجد سے نکلے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا آپ ﷺ نے میرے چلنے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو حذیفہؓ ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا حاجت ہے؟ اللہ پاک تجھ کو اور تیری والدہ کو بخشے (پھر) فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور مجھے یہ بشارت دینے کے لئے اجازت مانگی ہے کہ حضرت فاطمۃ

الزہرا سلام اللہ علیہا جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور سیدنا امام حسنؓ و سیدنا امام حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف) حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارے بیٹے جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (کنزالعمال) حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (البدایہ والنہایہ) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس کے لئے باعث مسرت ہو کہ وہ کسی جنتی مرد کو دیکھے اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جنت کے نوجوانوں کے سردار کو دیکھے تو اسکو چاہیے کہ وہ حسین ابن علیؓ کو دیکھے۔ (ابن حبان، ابو یعلی، ابن عساکر) حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو اپنے اقرباء سے رسول اللہ کے " اقرباء محبوب تر ہیں انہی کا ایک اور ارشاد مبارک ہے " محافظت کرو محمد ﷺ کی انکے اہل بیت میں یعنی عزت و حرمت محمدی اس میں ہے کہ ان کے اہل بیت کی عزت و تعظیم کرو۔ بخاری شریف) حضرت یعلی بن مرۃؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے) فرمایا " (سیدنا امام) حسینؓ مجھ سے ہے اور میں (سیدنا امام) حسینؓ سے ہوں جو سیدنا امام) حسینؓ کو محبوب رکھتا ہے وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے حسینؓ فرزندوں میں) سے ایک فرزند ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یقینا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اسکی صلب

میں رکھی اور بیشک اللہ تعالیٰ نے میری اولاد علی بن ابی طالب کی صلب میں رکھی ہے ۔(طبرانی) حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے یہ'' سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں: ہر عورت کی اولاد کا نسب اپنے باپ کی طرف ہوتا ہے سوائے اولاد فاطمہ کے کیونکہ میں ہی ان کا نسب اور میں ہی ان کا باپ ہوں''۔(الدیلمی فی مسند الفردوس، بیہقی فی مجمع الزوائد) حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں ''قیامت کے دن میرے حسب ونسب کے سواء ہر سلسلہ نسب منقطع ہو جائے گا''۔(الحاکم فی المستدرک، طبرانی فی المعجم الکبیر)

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا''ایک فرشتہ جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا اس نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے اور مجھے یہ خوشخبری دے کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ اہل جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھما جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں''۔(ترمذی، نسائی، احمد بن حنبل) حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے فرمایا''تم جس سے لڑوگے میں اس کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں اور جس سے تم صلح کرنے والے ہو میں بھی اس سے صلح کرنیوالا ہوں''۔(ترمذی، ابن ماجہ) حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا''جس نے نماز پڑھی

اور مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہ ہوگی"۔ حضرت ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود پاک نہ پڑھوں تو میں نہیں سمجھتا کہ میری نماز کامل ہوگی"۔ (بیہقی دار قطنی) اہل عراق نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حالت احرام میں مکھی، یا مچھر مارنے کا مسئلہ پوچھا تو آپؓ نے فرمایا "ان اہل عراق کو دیکھو مجھ سے مکھی مارنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے فرزند رسول ﷺ کو قتل کیا ہے اور رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ (حضرت امام حسنؓ وامام حسینؓ) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ بخاری شریف) اللہ پاک اور اسکے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات سے یہ) ثابت ہوا کہ حضرت امام حسینؓ کی ذات بابرکات پاک ہے آپ ﷺ کے فرزند آپ ﷺ کے پھول اور آپ ﷺ کے محبوب ہیں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں آپؓ کی محبت ہر مسلمان پر واجب سرمایہ ایمان اور ذریعہ نجات ہے درج بالا احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سیدنا حضرت امام حسنؓ وسیدنا حضرت امام حسینؓ کی محبت درحقیت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہے اور اللہ کا محبوب بننے کا ذریعہ ہے جو کہ جنت میں لے جانے کا باعث ہے آپؓ کے ساتھ بغض رکھنا حقیقت میں اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بغض رکھنا ہے جو کہ جہنم میں لے جانے کا باعث ہے ۔ حضور ﷺ نے قرآن اور ان کے تمسک کو ہدایت پر قائم رہنے کا سبب فرمایا اور ان کے چھوڑنے کو گمراہی کا باعث قرار دیا۔ جماعت اہلسنت حنفی بریلوی کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اہل بیت کی محبت سرمایہ ایمان ذریعہ قرب خدا تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ اور وسیلہ نجات ہے اکابرین

اہلسنت والجماعت حنفی بریلوی نے بلحاظ ان کے اسمائے مبارکہ خطبہ جمعہ میں داخل فرمائے تاکہ ہر جمعہ کو بر سر منبر اس عقیدہ کا اظہار بیان ہوتا رہے تاکہ مومنین و مسلمین کے دلوں میں ان کی محبت قائم رہے۔ جو بھی اہل بیت کرام کی ذات اقدس پر نکتہ چینی کرتا ہے ان کے ساتھ بغض وحسد حب جاہ اور ہوس اقتدار کی نسبت کرے حقیت میں وہ شخص باغی، فسادی اور فتنہ پرور ہے۔ چراغ گولڑہ پیر سید غلام نصیرالدین نصیر گولڑویؒ فرماتے ہیں۔

گر جمع روافض است نزدِ تو مَرَید ۔
ہم خارجیاں رَا شمُرَار بطنِ پلید
ایمانِ من است حُبِّ آل واصحاب رضی اللہ عنہم
لعنت بہ سَرِ یزید واَتباعِ یزید

ترجمہ: اگر تیرے نزدیک سارے رافضی مردود ہیں اور خارجیوں کو بھی تو شمار کرے یزید پلید کے بطن سے۔ میرا ایمان آل واصحابؓ کی محبت ہے یزید کے سر اور یزید کے پیروکاروں پر لعنت ہو۔ جماعت اہلسنت کا عقیدہ قرآن اور احادیث مبارکہ کے مطابق ہے ہمیشہ عقیدہ بنتا بھی قرآن اور حدیث سے ہے نہ کہ تاریخ سے کیونکہ تاریخ میں تو گڑبڑ ہو سکتی ہے اللہ پاک اور اس کے نبی کریم ﷺ کے ارشادات غلط نہیں ہو سکتے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا عقیدہ تاریخ کے تابع نہیں بلکہ تاریخ کو عقیدہ کے تابع رکھیں ۔اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ پاک میری اس کاوش

کواپنی بارگاہ لم یزل میں قبول فرمائے اور اہل بیت کرامؓ کی بارگاہ میں عاجزانہ اپیل ہے
کہ میری اس خدمت کو شرف قبولیت بخشیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس (یہ و
ہ بارگاہ اقدس ہے جس بارگاہ میں ستر ہزار فرشتے صبح کو اور ستر ہزار فرشتے شام
کو حاضر ہو کر درود سلام پیش کرتے ہیں جو فرشتہ ایک مرتبہ آجائے دوبارہ اسے قیامت
تک موقع نہیں ملتا) میں میری سفارش فرمائیں تاکہ قیامت کے دن آقائے دوجہاں
سرور کون و مکان سرور کائنات فخر موجودات محمد ﷺ میرے شفیع ہوں۔آمین بجاہ النبی
الامین ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ختم شد☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلامی ثقافت سے دوری، نوجوان نسل کی تباہی کا باعث

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
میں نے تو دل جلاکے سرِعام رکھ دیا

انسان کو دنیا میں جتنی بھی نعمتیں ملی ہیں ان میں سب سے مقدم اور قیمتی نعمت ایمان ہے کیونکہ جسے ایمان کی نعمت مل جائے گویا اُسے ساری کائنات کی نعمتیں مل گئیں ۔خالق کائنات مالکِ ارض وسماوات نے انسان کو اشرف المخلوقات کے شرف سے نوازا ہے۔یعنی ساری مخلوق پر برتری وفضیلت عطا کی ہے۔اس لئے انسان کو بھی اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے اللہ رب العالمین کی صفات کا مظہر ہونا چاہیے۔ ہر وقت اللہ پاک کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اُس نے ہم پر بڑا احسان کیا کہ اپنا پیارا لجپال محبوبؐ ہم کو عطا کیا۔ (حالانکہ محبوب عطا کرنا تو بعد کی بات محبوب دکھائے بھی نہیں جاتے) خالق کائنات نے ہم پر احسان عظیم فرمایا اپنا محبوب عطا کرکے ہم کو اس کا امتی ہونے کا شرف بھی عطا کیا۔جس نبی کریمؐ کی شان ،عظمت ورفعت سن کر انبیاء کرام علیہم السّلام نے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی تھی کہ مولا ! اتنی شان والا تیرا محبوب ہے اس لئے ہم کو نبوت کے منصب کی جگہ اس نبیؐ کا امتی بنادے۔ہمارا نبی سارے انبیاء ومرسلین کا سردار،امت محمدیہؐ تمام امتوں کی سردار،ہمارے نبی کریمؐ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید فرقان حمید ساری آسمانی کتابوں کی سردار اور تصدیق کرنیوالی الغرض اللہ پاک نے اپنے

پیارے محبوبؐ کی امت پر اتنے احسان عظیم فرمائے جو پہلے کسی نبی کی امت کو عطا نہ کیے۔ صاحبِ ایمان کو چاہیے تو یہی تھا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرتا۔ پر مسلمان دینِ اسلام کی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے جگہ جگہ آزمائش اور رنج و غم میں مبتلا ہیں۔

اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے۔ جس نے زندگی کے ہر شعبے میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ آج مسلم معاشرہ میں ایسی خرابیاں دیکھنے کو ملتی ہیں جنہیں دیکھ کر مجبوراً کہنا پڑ جاتا ہے کہ یہ انسانی زندگی تو نہیں بلکہ شیطانی زندگی ہے۔ کیونکہ آج نوجوان نسل دن بدن تباہی کے دہانے پر چلی جا رہی ہے۔ مسلم معاشرہ میں ہم نے مغرب کی گندی ثقافت کو فروغ دے رکھا ہے۔ دورِ جدید میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے جہاں پر اخلاقی اقدار کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی وہ تو قابل دید ہے لیکن کچھ ایسی خامیاں اور کوتاہیاں دیکھنے کو ملتی ہیں جنہیں مسلم معاشرہ میں نظر نہیں آنا چاہیے تھا۔ کیونکہ مغربی ثقافت کو دیکھ کر ہماری ماؤں بہنوں، بیٹیوں اور بھائیوں نے یہ سوچا نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں کیا ہمارا دین ہمیں اسکی اجازت دیتا ہے؟ بغیر سوچے سمجھے ہم نے مغربی ثقافت کو اپنے اوپر مسلط کر دیا۔ جس سے ہمارا معاشرہ تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ آج الیکٹرانک میڈیا پر ایسے پروگرام دیکھنے کو ملتے ہیں جن میں عورتوں کا لباس غیر اسلامی اور سر پر دوپٹہ تک نہیں ہوتا۔ پرنٹ میڈیا ایسی تصاویر کو مزید میک اَپ

کرکے چار چاند لگا کر پرنٹ کر رہا ہے۔ جنہیں دیکھ کر ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں ایسا غیر اسلامی لباس پہننا شروع کر دیتی ہیں۔ جب ایک ماں غیر اسلامی لباس خود پہننا شروع کر دیتی ہے۔ وہ اپنی اولاد کے لئے بھی ایسا غیر اسلامی لباس پسند کرتی ہے۔ دورِ جدید میں ترقی کے ساتھ ساتھ معاشرے میں خرابیاں بھی زیادہ پھیلتی جا رہی ہیں۔ کیونکہ سارا سارا دن ناول، ڈائجسٹ، میگزین، اخبارات، رسائل وغیرہ کا مطالعہ تو ہم بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ تلاوت قرآن مجید، احادیث مبارکہ، سیرت امہات المومنین اور سیرت اصحاب کا مطالعہ ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ ڈرامہ، کرکٹ، فلمیں، دوستوں کے ساتھ چیٹنگ وغیرہ کرنے کے لئے ہمارے پاس وقت اور پیسہ دونوں ہیں۔ لیکن جب نماز کے لئے مسجد سے پانچ مرتبہ حی علی الصلوۃ کی صدا بلند ہوتی ہے کہ آؤ نماز کی طرف، آؤ فلاح کی طرف تو اس کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں۔ حالانکہ فلاح بھی ہماری اسی میں ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کی طرف دوڑے جاتے۔ مسلمانوں نے مسلم معاشرہ میں اسلامی ثقافت کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ ہماری ثقافت دین اسلام کے زیرِ اثر اور دنیائے اسلام میں اسلامی ثقافت کے نام سے جان اور پہچانی جاتی ہے۔ اسلامی ثقافت کو اپنانا اوڑھنا، بچھونا بنا کر جو بچہ پرورش پاتا ہے۔ الگ سے اس کے پاس اپنی ایک خاص پہچان ہوتی ہے۔ جس سے مغربی تہذیب میں پرورش پانے والے بچے ناواقف ہوتے ہیں۔ کیونکہ مغربی تہذیب میں پرورش پانے والے بچوں کو زیادہ تر اپنے ماں باپ اور خاندان کا بھی پتہ نہیں ہوتا یہ

مادر پدر آزادی دین اسلام اور ہماری ثقافت دونوں میں ممنوع ہے۔ دین اسلام کے غالب ہونے سے قبل انسان، انسان کا غلام تھا۔ کیونکہ اسوقت معاشرہ میں انسانی غلامی کا رواج عام تھا۔ قربان جاؤں دین اسلام اور اسلامی ثقافت پر جس نے انسان کو انسانی غلامی سے نجات دلا کر یکساں حقوق عطا کر کے معاشرہ میں انسان کو برابری کا مقام دیا۔ اسی لئے خطبہ حجۃ الوداع کے مقام پر آقا نے ایک لاکھ چوبیس یا چوالیس ہزار افراد کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے تاریخ ساز خطبہ (جسے تاریخ اسلام میں خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے جانا جاتا ہے)۔ میں اعلان فرمایا کہ ''نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر نہ کالا گورے سے افضل ہے اور نہ گورا کالے سے ہاں بزرگی اور فضیلت کا معیار ہے تو تقویٰ ہے''۔ قرآن مجید فرقان حمید کی سورۃ الاعراف پارہ 9 آیت 189 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا''۔ سورۃ الحجرات آیت 13 میں ارشاد فرمایا کہ ''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ متقی عزت والا ہے ۔ یعنی کہ سب انسانوں کی اصل حضرت آدم و حوا ہیں اور ان کی اصل مٹی ہے تو ہم'' سب کی اصل مٹی ہوئی پھر نسب پر ہم اکڑتے اور اتراتے کیوں ہیں۔ ہاں اللہ کے بارگاہ میں متقی پرہیزگار لوگ عزت والے ہیں۔

، مسلمانوں کی ثقافت دین اسلام کی مرہون منت ہے۔ اسلامی ثقافت میں اخلاقی

سیاسی، اقتصادی، سماجی، معاشرتی نظام دنیاکے کسی بھی تہذیب سے بے حد درجہ بہتر ہے ۔کیونکہ اسلامی طرزِ زندگی میں ایسی تمام خصوصیات شامل ہیں جو اسلامی ثقافت کو مغربی ثقافت سے بلند و بالا مقام دیتی ہیں۔اگر ہم اسلامی ثقافت میں عورت کا مقام و مرتبہ دیکھیں تو اسلام نے جنت کو ماں کے قدموں تلے رکھ کر عورت کو عزت و تکریم بخشی ہے ۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واحد اسلامی ثقافت ہے جس نے ہر کسی کو اپنا مقام و مرتبہ دیا ہے۔یاد رہے جہاں پر اسلام نے ہم سب کو یکساں حقوق عطا کیے ہیں وہاں پر کچھ پابندیاں بھی لگائی گئی ہیں اس کی جانچ پڑتال کرنے لئے ہم اسلامی ثقافت اور مغربی ثقافت کو دیکھیں تو ہر چیز ہمارے سامنے کھل کر آ جاتی ہے۔مغربی تہذیب میں والدین اور معاشرے کے بزرگوں کے لئے علیحدہ سے ہوم بنائے گئے ہیں لیکن اسلامی تہذیب میں جہاں پر والدین کے سامنے اُف تک نہ کہنے کا کہا گیا ہے وہاں پر میرے آقا نے ارشاد فرمایا ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں'' اسی لئے مسلم معاشرے میں بچوں کے ساتھ پیار و محبت اور شفقت سے پیش آیا جاتا ہے اور بزرگوں کا ادب احترام کیا جاتا ہے ۔ان کے جائز فیصلوں کو ہر طرح سے مقدم سمجھا جاتا ہے اور ان کی دل آزاری سے حتی الامکان گریز کیا جاتا ہے۔

اسلامی ثقافت انسانی زندگی کے ہر گوشہ عمل کے بارے میں راہنمائی اور ہدایت فراہم کرتی ہے ۔اسی لئے ہم کسی بھی طریقے سے مذہب کو ثقافت سے الگ نہیں

کر سکتے کیونکہ اسلامی ثقافت انسانی زندگی کی تمام تر ضروریات اور مطالبات کو پورا کرتی ہے۔دورِ جدید میں ہماری نوجوان نسل موبائل، کیبل ،ڈش انٹینا،انٹرنیٹ وغیرہ کے غلط استعمال سے تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے۔معاشرہ میں تقریباًہر شخص اپنی اولاد کی وجہ سے پریشان نظر آتا ہے۔جس کی اصل اور بنیادی وجہ مغربی ثقافت ہے جس نے ہمیں کہیں کا بھی نہیں چھوڑا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اللہ اور اس کے محبوبؐ کے احکامات سے دوری کی وجہ سے دنیا میں ذلالت اور آخرت میں عذاب الیم کے مزے چکھیں گے۔جبکہ مغربی ثقافت پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہم نے معاشرے کا بھی سکون تباہ کر دیا ہے۔حالانکہ والدین کی یہ اوّلین ذمہ داری تھی کہ اپنے بچوں کی اسلامی طرزِ زندگی کے مطابق پرورش کرتے پَر والدین جب خود اسلامی ثقافت سے دور رہے وہ اولاد کی اسلامی ثقافت کے مطابق کیسے پرورش کرتے ؟اولاد کی اسلامی طرزِ زندگی پر پرورش نہ کرنے کی وجہ سے آج اولادیں والدین کی نافرمان ہوتی چلی جارہی ہیں۔کیونکہ مغربی ثقافت میں یہ سب کچھ جائز ہے جس سے اسلام ہم کو منع کرتا ہے۔آج نوجوان نسل موبائل، کیبل ،ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال کی وجہ سے اپنے آپ کو دین اسلام کی تعلیمات سے دور رکھے ہوئے ہے۔سارا سارا دن فضول خرچیوں اور سوشل میڈیا پر چیٹنگ کرتے

کرتے گزر جاتی ہے۔دن ،رات کی پرواہ تک نہیں ہوتی ۔بس ہر وقت یہی فکر لاحق ہوتی ہے کہ ہم نے فلاں دوست کو فون کرنا ہے۔ فلاں کے ساتھ چیٹنگ اور ڈش انٹینا پر فلم دیکھنی ہے۔جب ہماری نوجوان نسل کے یہی حالات رہے تو معاشرہ میں اور زیادہ بگاڑ پیدا ہوتا چلا جائے گا۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
میں نے تو دل جلا کے سرِ عام رکھ دیا

معاشرے کی اصلاح وترقی اور نسل نو کی تعلیم وتربیت میں عورت اپنا مرکزی کردار ادا کر سکتی ہے۔اسی لئے ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اسلامی طرز زندگی کے سانچے میں ڈھال کر نسلِ نو کی پرورش اور تعلیم وتربیت کریں ۔دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کی طرف ضرور توجہ دیں۔ کیونکہ یہ واحد دینی تعلیم ہے جہاں پر ماں ، باپ،اساتذہ کرام، رشتہ داروں اور دوستوں وغیرہ کے ادب وحقوق کا درس دیا جاتا ہے۔دنیاوی تعلیم میں اب تو ایسا نصاب دیکھنے کو مل رہا ہے جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔اسی لئے دیناوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بہت ضروری ہے ۔کیونکہ دینی تعلیمات پر انسان عمل پیرا ہو کر خود کو بھی اور معاشرے کے بگڑے ہوئے حالات کو سنوار سکتا ہے۔اللہ پاک ہماری نوجوان نسل کو ہدایت عطا فرمائے۔ملکِ پاکستان میں نظام مصطفیٰ لاگو فرمائے۔وطن عزیز کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔آمین بجاہ النبی الامین

اللہ کا ذکر کرنے والوں کی فضیلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو''۔ (سورۃ البقرہ ۱۵۲) حضرت ثابت بنانیؒ کا فرمان ہے جانتا ہوں کہ میرا رب مجھے کب یاد کرتا ہے لوگ پریشان ہوگئے اور پوچھا آپؒ یہ کس طرح جان لیتے ہیں، فرمایا جب میں اس کو یاد کرتا ہوں وہ مجھے یاد فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے (کسی حال میں بھی اس کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو) پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو''۔ (سورۃ النساء ۱۰۳) حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دن، رات، خشکی، تری، سفر و حضر، فقر و قناعت، صحت و مرض اور ظاہر و باطن ہر حال میں اللہ پاک کا ذکر کرتا رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح شام اس کی پاکی بولو''۔ (سورۃ الاحزاب ۴۱، ۴۲) ''تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہیں۔ اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں''۔ (سورۃ الزمر ۲۲) اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا''۔ (سورۃ الجن ۱۷) ''اور جس

نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے"۔ (سورۃ طٰہٰ ۱۲۲) "اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان میں ہیں"۔

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اپنے رب کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے کی مثال زندہ اور مردہ (دلوں) کی سی ہے۔ (بخاری)

زندگی ہر شخص کو محبوب ہے اور مرنے سے ہر شخص ہی گھبراتا ہے۔ آقائے دوجہاں سرور کون و مکان ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ زندہ بھی مردے ہی کے حکم میں ہے اس کی زندگی بھی بیکار ہے۔

زندگانی نتواں گفت حیاتیکہ مراست

زندہ آنست کہ بادوست وصالے وارد

ترجمہ: کہتے ہیں کہ وہ زندگی ہی نہیں ہے جو میری ہے زندہ وہ ہے جس کو دوست کا وصال حاصل ہو۔ بعض علماء نے فرمایا ہے یہ دل کی حالت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ پاک کا ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ رہتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کا دل مر جاتا ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تشبیہ نفع اور نقصان کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے شخص کو جو ستائے وہ ایسا ہے جیسا کسی زندہ کو ستائے کہ اس سے انتقام لیا جائے اور وہ اپنے کئے ہوئے کو بھگتے گا اور غیر ذاکر کو ستانے والا ایسا ہے جیسا مردہ کو ستانے والا کہ وہ خود انتقام نہیں لے سکتا۔ حکیم

ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کو تر کرتا ہے اور نرمی پیدا کرتا ہے اور جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہوتا ہے تو نفس کی گرمی اور شہوت کی آگ سے خشک ہو کر سخت ہو جاتا ہے اور سارے اعضاء سخت ہو جاتے ہیں۔ طاعت سے رُک جاتے ہیں اگر ان اعضاء کو کھینچو تو ٹوٹ جائیں گے جیسے کہ خشک لکڑی کہ جُھکانے سے نہیں جُھکتی صرف کاٹ کر جلا دینے کے کام کی رہ جاتی ہے۔ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ پاک کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنیوالا افضل ہے۔ (طبرانی) اللہ رب العالمین کے راستہ میں خرچ کرنا کتنی ہی بڑی چیز کیوں نہ ہو لیکن اللہ رب العالمین کی یاد اس کے مقابلہ میں بھی افضل ہے۔ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قَلق و افسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ پاک کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔ (طبرانی، بیہقی) حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو سب سے اچھا ہو اور تمہارے مالک کو زیادہ پسند ہو اور اسکی وجہ سے تمہارے درجات بلند ہوں اور تمہارے لئے سونا چاندی خرچ کرنے اور دشمن سے ایسی جنگ کرنے سے کہ وہ تمہاری گردنیں اتار دیں اور تم ان کی گردنیں اتارو سے بہتر ہو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ پاک کا ذکر ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والی کوئی چیز اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (ترمذی

ابن ماجہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ''کہ آسمان والے اہل ذکر کے گھروں، (کو ایسے روشن دیکھتے ہیں جیسے زمین والے ستاروں کو روشن دیکھتے ہیں''۔ (ابن ابی شیبہ حدیث پاک میں ہے کہ جس مجلس میں اللہ پاک کا ذکر نہ ہو آقا ﷺ پر درود نہ ہو اس مجلس والے ایسے ہیں جیسے مرے ہوئے گدھے پر سے اُٹھے ہوئے ہوں۔ایک اور حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے اختتام پر یہ دعا پڑھ لے ۔سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحانک اللھم وبحمدک اشھدان لاالٰہ اِلّاانْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی مجلس ایسی ہو جس میں اللہ کا ذکر، حضور ﷺ پر درود شریف نہ ہو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہوگی پھر حق تعالیٰ اپنے لطف سے چاہے مغفرت فرمادے چاہے مطالبہ عذاب فرمادے ۔ایک اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ مجلسوں کا حق ادا کیا کرو اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر ان میں کثرت سے کرو راہگیروں کو (بوقت ضرورت) راستہ بتاؤ اور ناجائز چیز سامنے آجائے تو) آنکھیں بند کرلو (یا نیچی کرلو کہ اس پر نگاہ نہ پڑے)۔)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو (ان میں سے) خوب کھایا (کرو) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا (یارسول اللہ ﷺ) جنت کی کیاریاں کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ذکر الٰہی کے حلقہ جات''۔ (ترمذی، مسند احمد، بیہقی) حضرت عبداللہ بن

عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! مجالسِ ذکر کی غنیمت یعنی نفع کیا ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا مجالس ذکر کی غنیمت جنت ہے جنت ہے''۔ (احمد بن حنبل ، طبرانی) حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں سرورکون ومکاں ﷺ نے فرمایا''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کواٹھائے گا جن کے چہرے پرنُور ہوں گے وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے ۔نہ تووہ انبیاء ہوں گے اورنہ ہی شہداء، حضرت ابودرداؓ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ !آپ ہمارے سامنے ان کاحلیہ بیان فرمائیں تاکہ ہم انہیں جان لیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو مختلف قبیلوں اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ (احمد بن حنبل، بیہقی فی مجمع الزوائد

ابوواقد حارث بن عوفؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اورلوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ تین آدمی آئے وہ آدمی آقا ﷺ کی طرف چلے آئے اورایک آدمی واپس چلاگیا۔وہ دونوں (کچھ دیر) آقا ﷺ کے پاس کھڑے رہے پھران میں سے ایک آدمی کو بیٹھنے کی جگہ نظر آئی اوروہ مجلس میں بیٹھ گیااوردوسرا آدمی لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیاجب حضور ﷺ فارغ ہوئے توفرمایاکیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں ؟پس ان میں سے ایک آدمی تواللہ تعالیٰ کی پناہ میں آیا تواللہ

تعالیٰ نے اس کو پناہ دے دی اور دوسرے نے شرم محسوس کی تواللہ تعالیٰ نے اس سے شرم کی اور تیسرے نے روگردانی کی تواللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔ متفق علیہ) حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ خدری دونوں نے گواہی دی کہ) حضور ﷺ نے فرمایا ''جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت الٰہی انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اوران پر سکینہ کانزول ہوتاہےاللہ تعالیٰ ان کاذکراپنی بارگاہ کے حاضری میں کرتاہے۔ (مسلم (شریف،ترمذی

حضرت ابوسعیدخدریؓ سے مروی ہے فرمایاحضرت امیر معاویہؓ مسجد میں ایک محفلِ ذکرکی طرف تشریف لائے اورپوچھاتم یہاں کس لئے بیٹھے ہو؟انہوں نے عرض کیاہم یہاں اللہ تعالیٰ کے ذکرکے لئے بیٹھے ہیں فرمایا:کیاخداکی قسم !واقعی تم اس لئے یہاں بیٹھے ہو؟انہوں نے عرض کیاہم محض اس لئے یہاں بیٹھے ہیں فرمایامیں نے تمہارے متعلق کسی شک کی بناء پرتم سے حلف نہیں لیاحضور ﷺ کے نزدیک میرے مرتبے کاکوئی آدمی ایسانہیں جس نے مجھ سے کم حدیثیں روایت کی ہوں۔آقاﷺ اپنے اصحاب کرام علیہم الرضوان کی ایک مجلس کے پاس تشریف لائے اورفرمایاتم کس لئے بیٹھے ہو؟صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیاہم بیٹھے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کاذکرکریں اوراس کی حمدبیان کریں اس بات پرکہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطافرمائی اوراسلام کے ذریعے ہم پراحسان فرمایا۔فرمایا''خداکی

قسم ! کیا واقعی تم اس لئے یہاں بیٹھے ہو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا خدا کی قسم ! ہم اسی لئے یہاں بیٹھے ہیں فرمایا میں نے تمہارے متعلق کسی شک کی وجہ سے تم سے حلف نہیں لیا بلکہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہیں۔ (مسلم) ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں فخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ لوگ باوجودیکہ نفس ان کے ساتھ ہے شیطان ان پر مسلط ہے شہوتیں ان میں موجود ہیں دنیا کی ضرورتیں ان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں ان سب کے باوجود ان سب کے مقابلہ میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں اور اتنی کثرت سے ہٹانے والی چیزوں کے باوجود میرے ذکر سے نہیں ہٹتے تمہارا ذکر و تسبیح اس لحاظ سے کہ تمہارے لئے کوئی مانع بھی ان میں سے نہیں ان کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں پر پھرتے رہتے ہیں اور اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جب انہیں کوئی ایسی جماعت نظر آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوں تو فرشتے آواز دیتے ہیں: ''اپنے مقصد کی طرف آؤ''۔ پس فرشتے انہیں اپنے پروں کے ساتھ آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ ''میرے بندے کیا کہتے ہیں ؟'' آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں اے اللہ ! وہ تیری تسبیح، تکبیر، حمد اور بزرگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ ارشادفرماتاہے کیاانھوں نے مجھے دیکھاہے فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں خداکی قسم انھوں نے آپ کونہیں دیکھااللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے اگرانہوں نے مجھے دیکھاہوتاتوان کی حالت کیاہوتی ؟آقاﷺ نے فرمایافرشتے عرض کرتے ہیں اگروہ آپ کودیکھ لیتے تواورزیادہ آپ کی عبادت کرتے تیری اورزیادہ.بزرگی بیان کرتے اورزیادہ تیری تسبیح بیان کرتے اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے وہ کیاماںگتے ہیں ؟فرمایافرشتے عرض کرتے ہیں وہ آپ سے جنت ماںگتے ہیں فرمایااللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے کیاانہوں نے جنت کودیکھاہے فرمایا!فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں !خداکی قسم !اے ہمارے رب انہوں نےجنت کونہیں دیکھا۔فرمایا !اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے اگروہ جنت کودیکھ لیں توان کی کیاحالت ہو؟فرمایا،فرشتے عرض کرتے ہیں اگروہ جنت کودیکھ لیں تووہ جنت کے زیادہ آرزومندہوں اسے زیادہ شدت سے طلب کریں اوراس کے لئے ان کی رغبت بہت زیادہ ہوجائےاللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایاوہ کس چیز سے پناہ ماںگتے ہیں فرمایافرشتے عرض کرتے ہیں وہ دوزخ سے پناہ ماںگتے ہیں فرمایااللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے کیاانہوں نے دوزخ کودیکھاہے فرمایافرشتے عرض کرتے ہیں نہیں خداکی قسم !انہوں نے اسے نہیں دیکھا،تواللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے ۔اگر وہ دوزخ کودیکھ لیں توان کی کیاحالت ہو؟فرمایافرشتے عرض کرتے ہیں اگروہ دوزخ کودیکھ لیں تواورزیادہ اس سے دوربھاگیں اوراس سے اورزیادہ ڈریں فرمایااللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے میں تمہیں گواہ بناتاہوں کہ میں نے انہیں بخش دیاہے فرمایاایک فرشتہ عرض کرتاہے ،ان

میں فلاں شخص بھی جوان میں سے نہیں وہ تو کسی غرض سے وہاں آیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وہ ایسے ہم مجلس ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہو سکتا۔

متفق علیہ) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن اکٹھا ہونے والوں کو پتہ چلے گا کہ بزرگی اور سخاوت والے کون لوگ ہیں عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ ! بزرگی والے کون لوگ ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا مساجد میں مجالس ذکر منعقد کرنے والے ۔ (مسند احمد بن حنبل ، ابن حبان)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب کچھ لوگ محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر اجتماعی طور پر اسکا ذکر کرتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کھڑے ہو جاؤ تمہیں بخش دیا گیا ہے تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل دیئے گئے ہیں ۔ (مسند احمد، طبرانی

اللہ پاک ہمیں اپنا ذکر کثرت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وطنِ عزیز پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے ۔ ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ ! برپا کرنیوالا حکمران عطا فرمائے ۔ بروز قیامت آقا ﷺ ! کی شفاعت اور اپنی جنت کا حقدار بنائے ۔ مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اتحاد نصیب فرمائے ۔ آقا ﷺ کے غلاموں کا بول بالا فرمائے ۔ دشمنانِ اسلام، منافقین ، حاسدین کا منہ کالا فرمائے ۔ اللہ پاک میرے اس کاوش کو بارگاہِ لم یزل میں قبول فرمائے ۔ ہم سب کو اس پر عمل کی اور اسے بروز قیامت ہم سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے ۔ آمین ثم آمین

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رار ہنما

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
خالق کائنات اللہ رب العالمین نے اشرف المخلوقات بنی نوع انسان کی رشد وہدایت اور مقصد تخلیق انسان سے آگاہی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں مخلوق کی ہدایت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔ انسان کو ظلمتوں سے نکال کران کے قلوب میں علم ومعرفت کے چراغ روشن کر دیئے۔ اور پھر قصرِ نبوت کی تکمیل کی خاطر خاتم الانبیاء ،امام الانبیاء، فخر الانبیاء ، نبی آخر الزمان، جناب سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ چونکہ آقائے دوجہاں سرور کون ومکاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبین ہیں آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اس لئے آقا ﷺ کے بعد امت کی ہدایت اور رہبری کے لیے اولیاء کرام بھیجے گئے جن کا سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہیگا۔ اولیاء کرامؒ نے ہر دور میں پیغام حق عام کیا اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو حق کی راہ دکھائی۔ پاکستان کو پوری دنیا میں اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اس کی وجہ اس سرزمین پر بزرگان ملت اولیاء کرام کی تشریف آوری ہے جنہوں نے شبانہ روز دین کی تبلیغ کرکے پاکستان کو قلعہ اسلام بنادیا اسی وجہ سے یہاں

کے لوگ بزرگانِ دین اولیاء کرام کی تعلیمات اوران کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں
مسلمانان پاکستان کے دلوں میں اسلام پر مرمٹنے کا شوق شہادت اور جذبہ جہاد زیادہ
پایا جاتا ہے۔ پنجاب کو پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ
ہے کہ یہ سرزمین بزرگان دین اولیاء کرام کا مرکز رہی ہے یہاں لوگ مغربی طرزِ تعلیم
کے بجائے اولیاء کرام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں نبی
کریم ﷺ کی ظاہری زندگی کے بعد اسلام کی تبلیغ وترویج کا بیڑا امت مصطفیٰ ﷺ، علماء
اوراولیاء کرام نے اٹھایا۔ خلفاء راشدین سے لیکر موجودہ دورتک اسلام کی خدمات میں
صلحاء امت کا کردار نمایاں ہے۔ ان پاکیزہ نفوس نے دینِ اسلام کے فروغ کی
خاطر لازوال قربانیاں پیش کیں دین مصطفیٰ ﷺ کو بلندیوں تک پہنچایا بلکہ ہر دور کے
محدثین، مبلغین، اتقیاء، اولیاء ومشائخ عظام نے کفر کے خلاف سینہ سپر ہو کر بقائے اسلام
کی جنگ لڑی تاریخی قربانیاں دیکر دین مصطفیٰ ﷺ کے علم کو بلند فرمایا۔ الحمدللہ ! آج
بھی اسلام کی خوشبو دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ جس کی وجہ سے
یہود وہنود دیگر طاغوتی قوتیں اسلام کی مقبولیت دیکھ کر بوکھلاہٹ کا شکار ہیں۔ اسلام کے
خلاف طرح طرح کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ ان کی ناپاک سازشوں کو خاک میں
ملانے کے لئے بزرگان دین یہ جنگ لڑ رہے ہیں۔ آج جس عظیم ہستی کا میں تذکرہ کرنے
جارہا ہوں۔ اسے عالمِ اسلام میں ''داتا گنج بخش'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپؒ کا اسمِ گرامی علی، کنیت ابوالحسن ، والد کا نام عثمان ابن علی یا بو علی وطنی نسبت جلابی ثم ہجویری ہے ۔آپؒ کا معروف لقب ''داتا گنج بخش'' ہے ۔آپؒ حسنی سید ہیں۔آپؒ کا سلسلۂ نسب آٹھ واسطوں سے سیدنا حضرت علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم تک جاملتا ہے ۔آپؒ کی ولادت باسعادت تقریباً 400 ہجری میں افغانستان کے شہر غزنی کے مضافات میں ایک بستی الجلاب میں ہوئی ۔آپؒ کے مرشد حضرت ابوالفضل محمد بن ختلیؒ ہیں ۔ان کا سلسلہ طریقت نو واسطوں سے یوں سیدنا حضرت علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے ۔آپؒ کا سلسلہ طریقت حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلیؒ حضرت شیخ ابوالحسن حصریؒ، حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ، حضرت شیخ جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ، سری سقطیؒ، حضرت شیخ معروف کرخیؒ، حضرت شیخ داؤد طائیؒ، حضرت شیخ حبیب عجمیؒ، حضرت شیخ حسن بصریؒ، امیر المومنین سیدنا علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے ۔آپؒ طریقت میں اپنے آپ کو سلسلہ جنیدیہ کا متبع قرار دیتے ہیں ۔آپؒ نے معروف اساتذہ و شیوخ سے تعلیم و تربیت حاصل کی ۔اساتذہ کرام میں ابوالعباس اشقانیؒ اور ابوالقاسم القشیریؒ مشائخ صحبت شیخ ابوالقاسم گورگانیؒ، حضرت شیخ ابواحمد المظفر بن احمد بن حمدانؒ، حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن قصابؒ، شیخ ابو جعفر محمد بن المصباح الصیدلانیؒ کے نامی گرامی سرفہرست ہیں ۔آپؒ نے زندگی کا بیشتر حصہ تلاش حق کی غرض سے سیاحت میں گزارا۔اکابر اولیاء کرام کی زیارت کی اور ان سے فیض حاصل

کیا۔ مثلاً عراق، شام، بغداد، فارس، قہستان، آذربائیجان، طبرستان، خوزستان، کرمان طوس، ماوراالنہر، ترکستان اور حجاز کا سفر کیا صرف خراسان میں آپؒ نے تین سو مشائخ، سے ملاقات کی۔ آپؒ نے سخت مجاہدے اور ریاضتیں بھی کیں۔ اسی طرح آپؒ اکابرین علم و عرفان کی صحبت سے علم اور روحانیت کے اس درجہ کمال کو پہنچے کہ اپنے زمانے کے امام اور آنے والے ادوار کے لئے مخدوم بن گئے۔ علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے آپؒ کو مخدوم امم کہا ہے۔

سیّد ہجویر مخدوم اُمم
مرقدِ اُو پیرا سنجر راحرم

آپؒ اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلیؒ کے حکم پر دعوت وارشاد کی خاطر 431 ہجری میں غزنی سے لاہور تشریف لائے۔ آپؒ جب لاہور آئے تو بظاہر آپؒ کے پاس ایک مصلیٰ اور وضو کے لئے لوٹا ہوگا لیکن علم و عمل، شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت کے گراں قدر خزینے کچھ اس کثرت سے بانٹے کہ ''گنج بخش فیض عالم'' کا لازوال لقب پایا۔ آپؒ کی علمی، فکری اور دینی خدمات کی وجہ سے اقبالؒ نے آپ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

پاسبان عزت ام الکتاب
از نگاہش خانہ باطل خراب
خاک پنجاب از دم اُو زندہ گشت

صبح ما از مہر اُو تابندہ گشت

یعنی آپ قرآن مجید کی عزت کے محافظ ہیں اور آپ کی نگاہ ولایت سے باطل کا گھر ویران ہوگیا۔آپ کے دم قدم سے سرزمین پنجاب میں اسلام زندہ ہوگیا۔آپ کے آفتاب ولایت سے ہماری صبح روشن ہو گئی ۔آپؒ تصوف کے مدونین فن اور اماموں میں سے ہیں ۔اس لئے آپؒ نے سلسلہ جاری نہیں فرمایا۔حضرت عبداللہ المعروف شیخ ہندیؒ اور آپؒ کے اصحاب حضرت ابوسعید ہجویریؒ اور حضرت حماد سرخسی آپؒ کے خلفاء تھے ۔آپؒ کے مزار اقدس سے اکتساب فیض حاصل کرنیوالی ہستیوں میں سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام شامل ہیں ۔سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش صاحبؒ مزار شریف پر حاضر ہوئے اور چلہ کاٹا۔فراغت کے بعد داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام دیکھا تو دل سے پکار اٹھے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

آپؒ نے متعدد کتابیں لکھیں ۔آپؒ کی آخری تصنیف ''کشف المحجوب'' کے مطالعہ سے ان کی نو دیگر تصانیف، دیوان، کتاب فنا و بقا، اسرار الخرق والمونات، الرعایت حقوق

اللہ تعالیٰ،کتاب البیان لاہل العیان، نحوالقلوب، منہاج الدین ،ایمان اور شرح کلام کے نام شامل ہیں ۔آپؒ کی جلالت شان اور عالمانہ تمکنت کی مظہر آپؒ کی تصنیف کردہ دستیاب کتاب ''کشف المحجوب'' ہے ۔جسے فارسی زبان میں اسلامی دنیائے تصوف کی پہلی کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے ۔یہ کتاب اپنے اندر جامعیت لئے ہوئے ہے اس میں تصوف کے مسائل بھی ہیں اور متکلمین کے دلائل بھی ۔منطقیوں اور فلسفیوں کی موشگافیاں بھی اور باطل نظریات کی تردید بھی مسائل شریعت وطریقت کا خزینہ بھی اور حقیقت ومعرفت کا ایک بیش بہا گنجینہ بھی ۔اس گنجینہ رشدوہدایت کے بارے میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا ارشاد ہے کہ ''اگر کسی کا پیر نہ ہو تو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اسے پیر مل جائے گا''۔اس گنجینہ رشدوہدایت کا نام ہی موضوعات کی وضاحت کرتا ہے ۔اس ضمن میں آپؒ خود تحریر فرماتے ہیں۔''چونکہ یہ کتاب سیدھی راہ بتانے اور عارفانہ کلمات کی تشریح وتوضیح اور بشریت کے حجاب رفع کرنے کی غرض سے لکھی گئی ہے لہٰذا اسے کسی اور نام سے موسوم کرنا مناسب نہیں'' یہ کتاب آپؒ نے اپنے ارادت مند ابوسعید کی التجاء پر لکھی ۔آپؒ تحریر فرماتے ہیں ''اے ابوسعید میں نے تیری گزارش کے مطابق تالیف کرنے کی تیاری شروع کردی اور اس کتاب سے تیری مراد کے پورا کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا''۔یہ کتاب محض واقعات یا حکایات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ آیات قرآنیہ، 172 احادیث کریمہ ، 77 عربی اور فاسی اشعار کے ساتھ ساتھ 248 حضرات خلفائے راشدین ،ائمہ اہل بیت، جلیل القدر صحابہ کرام ،تابعین، تبع

تابعین، ائمہ متاخرین، متعدد امصار و بلاد کے مشائخ کے حسین تذکروں کے ساتھ ایمان، علم، فقر و غنا، صوفی، رسم و خصلت، خرقہ پوشی، صفوت، ملامت، رضا، حال و مقام، سکر و صحو، ایثار، نفس، ہوا، کرامت، معجزہ، فضیلت، فناء و بقاء، غیبت و حضور، جمع و تفریق، روح، معرفت، توحید، طہارت، توبہ، نماز، محبت، عشق، زکوۃ، جود و سخا، جوع، حج، صحبت، متعدد آداب و اخلاقیات، شادی، حال، وقت، مقام، تمکین، محاضرہ مکاشفہ قبض و بسط، انس و ہیبت، قہر و لطیف، نفی و اثبات، مسامرہ و محادثہ، شریعت و حقیت، سماع، جیسے اہم موضوعات کا احاطہ کرتی ہوئی لازوال تصنیف ہے۔ آپؒ خود تحریر فرماتے ہیں اس کتاب سے میرا مقصد یہ ہے کہ جس کے پاس یہ کتاب ہو اسے دوسری کتابوں کی'' حاجت نہ رہے۔ یہ کتاب طالب حقیقت کے لئے کافی ہے''۔ عبدالماجد دریاآبادی لکھتے ہیں ''اس کتاب کی حیثیت محض ایک مجموعہ روایات و حکایات نہیں بلکہ ایک مستند محققانہ تصنیف ہے''۔ یہ کتاب اس دور کے معاشرتی و سماجی احوال پر بھی ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپؒ نے دوران سیاحت

عراق، شام، بغداد، فارس، قہستان، آذربائیجان، طبرستان، خوزستان، کرمان طوس، ماوراالنہر، ترکستان، حجاز و دیگر علاقوں سے جو معلومات حاصل کیں ان کو بھی اپنی، اس تحقیقی تصنیف کی زینت بنایا ہے۔ آپؒ پاک و ہند کے اکثر شہروں میں بھی تشریف لے گئے اور اس زمانے کی تہذیب و تمدن اور رسم و رواج پر بھی کتاب میں روشنی ڈالی۔ آپؒ ہندوستان کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ ''مشہور ہے کہ ہندوستان میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو جنگل میں جا کر گاتے ہیں اور سُریلی

آواز نکالتے ہیں ہرن جب ان کے غنااور لحن کو سنتے ہیں تووہ ان کی طرف آجاتے ہیں اور (شکاری) ان کے گردگھوم کرگاتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہرن گانے کی لذت سے مست ہو کرآنکھیں بند کرکے سوجاتے ہیں اوروہ انہیں پکڑلیتے ہیں'' دوسری جگہ اپنامشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''میں نے ہندوستان میں دیکھاکہ زہر قاتل میں ایک کیڑاپیداہوتاہے اس کی زندگی اس زہر سے ہے''۔ترکستان کے حوالے سے لکھتے ہیں ''میں نے ترکستان میں ایک شہر دیکھاجو سرحداسلامی پر ہے۔وہاں ایک پہاڑآتش فشاں تھاجوآگ کے شعلے دے رہاتھااوراس کے پتھروں سے نوشادرجوش مار کرابل رہاتھااوراس آگ میں چوہے تھے جب انہیں اس آگ سے باہرلایاجائے تووہ مرجاتے تھے''۔

بلوچوں کے بارے میں ایک مشاہدہ اس طرح تحریرفرماتے ہیں۔''اوراس قسم کے مشاہدے مجھے بلوچوں میں بھی ہوئے کہ وہ گدھے اوراونٹ لے کرچلتے.....''۔تذکرہ نگاروں کی غالب اکثریت نے آپؒ کاسن وفات 465 ہجری سے اتفاق کیاہے۔حضرت سید علی ہجویریؒ نے زندگی کے آخری ایام لاہورہی میں گزارے اورچندروزکی علالت کے بعدخانقاہ میں اپنے حجرے میں وفات پائی۔آپؒ کی نمازہ جنازہ آپؒ کے خلیفہ حضرت شیخ ہندیؒ نے پڑھائی اورآپؒ کویہیں دفن کیاگیاجہاں آج بھی آپؒ کامزار مرجع خلائق ہے۔آپؒ کا973 عظیم الشان سالانہ عرس مبارک صفرالمظفر1438 ہجری بمطابق19.20.21نومبر18,19,202016

ہر روز ہفتہ، اتوار، سوموار کو آپؒ کے آستانہ مبارک پر منعقد ہو رہا ہے۔ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں 332 قابل ذکر مزارات میں سے لاہور میں 49 کراچی میں 25 اور ملتان میں 20 خانقاہیں ہیں۔ ان سے اربوں روپے سالانہ آمدن ہوتی ہے۔ اوران مزارات کی کل آمدن کا تقریباً نصف صرف داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس سے محکمہ اوقاف کو موصول ہوتا ہے۔ مگر بدانتظامی کا یہ عالم ہے کہ آج بھی اگر کوئی زائر اپنے جوتے جمع کروا کر حاضری دے تو اُس سے فقط حفاظت پاپوش کے 10 سے 20 روپے تک وصول کر لیے جاتے ہیں جبکہ رسمی بورڈ بھی آویزاں ہیں کہ ایک روپے سے زیادہ ہرگز ادا نہ کریں۔ منہ زور ٹھیکیداروں کو محکمہ آج تک لگام نہیں دے سکا جس سے زائرین شدید کرب میں مبتلا ہیں۔ حکومت وقت پر لازم ہے کہ جس طرح پتنگ بازی پر پابندی لگا کر عوام کے جان و مال کا تحفظ کیا گیا ہے۔ اس طرح میلے کی آڑ میں تمام مزارات اولیاء پر ایسی خرافات پر پابندی عائد کی جائے تاکہ زائرین و متوسلین کو حقیقی روحانی آسودگی حاصل ہو۔ محکمہ کو چاہیے کہ اولیاء اللہ کے حالات زندگی اور ان کی تصانیف کو فی سبیل اللہ عوام الناس تک پہنچایا جائے۔ مخیّر حضرات خود بخود محکمہ سے تعاون کریں گے۔

داتا علی ہجویریؒ کے منتخب ارشادات

☆ نفس ایک باغی کتا ہے۔ کتے کا چمڑا جب تک دباغت اور رنگ نہ کیا جائے، پاک نہیں ہوتا۔

☆نفس کی مخالفت سب عبادتوں کا اصل اور سب مجاہدوں کا کمال ہے۔

☆علم سے بے پروائی اختیار کرنا محض کفر ہے۔

☆بھید کو کھول اور نماز کو نہ بھول۔

☆فقیر کو چاہیے کہ بادشاہوں کی ملاقات کو سانپ اور اژدھے کی ملاقات کے برابر سمجھے خصوصاً جب ملاقات اپنے نفس کے لئے ہو۔

☆مبتدی کو چاہیے کہ وہ راگ اور سماع سے پرہیز کرے کیونکہ یہ راستہ اس کے لئے بہت مشکل ہے۔

☆دین وشریعت کے پابند لوگوں کو خواہ وہ نادار وغریب کیوں نہ ہوں، بہ چشم حقارت نہ دیکھ کیونکہ اس سے خدا کی حقارت لازم آتی ہے۔

☆پیغمبر کی بزرگی اور رتبہ کی بلندی صرف معجزہ ہی سے نہیں بلکہ عصمت کی صفائی سے ہے۔

☆عارف عالم بھی ہوتا ہے مگر ضروری نہیں کہ عالم بھی عارف ہو۔

☆بندہ کے لئے سب چیزوں سے زیادہ مشکل خدا کی پہچان ہے۔

☆بوڑھوں کو چاہیے کہ وہ جوانوں کا پاس خاطر کریں کیونکہ ان کے گناہ بہت کم ہیں اور جوانوں کو چاہیے کہ بوڑھوں کا احترام کریں کیونکہ وہ ان سے زیادہ عابد اور زیادہ تجربہ کار ہیں۔

☆محرموں کو چاہیے کہ وہ ناشائستہ اوامر سے اپنے حواس کو بچائیں اور جو چیزیں شرعاً ناجائز ہیں ان سے اجتناب کرے۔

☆فقر کی معرفت (تعلیم اور پہچان) کے لئے سیر دنیا سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔

☆دنیا کے ساتھی (ہاتھ، پاؤں، آنکھیں) جو بظاہر دوست نظر آتے ہیں دراصل تیرے دشمن ہیں۔

☆دس چیزیں دس چیزوں کو کھاجاتی ہیں۔توبہ گناہ کو، جھوٹ رزق کو، غیبت نیک اعمال کو، غم عمر کو، صدقہ بلاؤں کو، غصہ عقل کو، پشیمانی سخاوت کو یعنی دے کر بعد میں پچھتانا، تکبر علم کو، نیکی بدی کو، عدل ظلم کو

☆اولیاء خدا کے رحم اور غضب کا اظہار کا ذریعہ اور احادیث نبوی ﷺ کی تجدید کا باعث ہیں۔ان سے پوری طرح فیض یاب ہو۔

☆مال کی محبت کو عذاب سمجھ کر فاقہ کشوں (اور مستحقوں) پر لٹاتے رہو اور یہ سب کچھ اس دن سے پہلے کر جبکہ قبر میں تجھے کیڑے کھاجائیں۔

الٰہی ! علی ہجویری کو پہلے حمد و شکر کی توفیق عطا فرما اور پھر فقر کی دولت عطا فرما۔پہلے اسے کدورت سے پاک کر، پھر اسرار روحانی و معنوی اس پر واضح کر دے اللہ رب العزت میری اس کاوش کو بارگاہِ لم یزل میں قبول فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین۔